

ردِّ قادیانیت

رسائل

- حضرت مولانا شیخ محمد عبداللہ بنوری شہید
- جناب پروفیسر منیر احمد ملک صاحب
- جناب شیخ رحیل احمد صاحب جرمی
- جناب فیض اللہ صاحب گجراتی

احتساب قادیانیت

جلد ۴۴

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت

عضوری باغ روڈ، ملتان - فون : 4783486-061

ردِ قادیانیت

رسائل

احسب قادیانیت

۴۳

● حضرت مولانا شیخ احمد علی پوری شہید

● جناب پروفیسر منور احمد ملک صاحب

● جناب شیخ رحیل احمد صاحب جرمی

● جناب فیض اللہ صاحب گجراتی

علامی مجلس تحفظ حجة النبوة

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ!

نام کتاب : اقباب قادیا نیت جلد تینتالیس (۲۳)

مصنفین : حضرت مولانا سعید احمد جلاپوریؒ شہید

جناب پروفیسر منور احمد ملک صاحب

جناب شیخ راحیل احمد صاحب جرمی

جناب فیض اللہ صاحب سبجرائتی

صفحات : ۵۲۸

قیمت : ۳۰۰ روپے

مطبع : ناصر زین پریس لاہور

طبع اوّل : مارچ ۲۰۱۲ء

ناشر : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضور باغ روڈ ملتان

Ph: 061-4783486

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ!

فہرست رسائل مشمولہ..... احتساب قادیانیت جلد ۳۳

- | | | |
|---|--------------------------------------|-----|
| عرض مرتب | حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ | ۴ |
| ۱..... قادیانی گستاخیاں | حضرت مولانا سعید احمد جلالپوریؒ شہید | ۷ |
| ۲..... قادیانی فریب | ” ” ” | ۶۱ |
| ۳..... قادیانیت کا تعاقب (دورہ سری لنکا) | ” ” ” | ۷۹ |
| ۴..... قادیانیت کا تعاقب (دقت کی ایک اہم ضرورت) | ” ” ” | ۹۱ |
| ۵..... جشن خلافت (قادیانی مخالف نظریات کے آئینہ میں) | ” ” ” | ۹۷ |
| ۶..... آئین پاکستان میں مخالفین کے خلاف ایک محاذیہ کش | ” ” ” | ۱۰۳ |
| ۷..... مضامین پروفیسر منور احمد ملک | جناب پروفیسر منور احمد ملک | ۱۱۱ |
| ۸..... مضامین شیخ راجیل احمد | جناب شیخ راجیل احمد جرنی | ۲۵۵ |
| ۹..... شیخ راجیل احمد حال معیم جرنی کے تین کلمے خط | ” ” ” | ۳۷۷ |
| ۱۰..... روالد جا جلد (حصہ سوم) | جناب فیض اللہ کجراتی | ۵۰۳ |

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ!

عرض مرتب

الحمد لله وكفى وسلام على سيد الرسل وخاتم الانبياء . اما بعد!
محض اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے احتساب قادیانیت کی جلد تینتالیس (۴۳) پیش خدمت ہے۔ اس جلد میں:

..... حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوریؒ شہید (شہادت ۱۱ مارچ ۲۰۱۰ء) ہمارے لئے بہت ہی قابل احترام رہنماء تھے۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ شہید کے بعد آپ کراچی مجلس کے امیر بنے۔ آپ سے حق تعالیٰ نے بہت کام لیا۔ آپ کے رد قادیانیت پر چھ رسائل ملے۔

۱..... قادیانی گستاخیاں

۲..... قادیانی فریب

۳..... قادیانیت کا تعاقب

(اس میں عالمی مجلس کے چار رکنی وفد کی سری لنکا کے دورہ کی رپورٹ ہے)

۴..... قادیانیت کا تعاقب (وقت کی ایک ہم ضرورت)

۵..... جشن خلافت (قادیانی عقائد و نظریات کے آئینہ میں)

۶..... آئین پاکستان اور اعلیٰ عدالتوں کے خلاف ایک خطرناک سازش

(بلسلسلہ رسائل ختم نبوت پر پابندی کا نوٹس)

یاد رہے کہ ان میں نمبر ۴، ۵ تقریباً نام ملتا جلتا ہے۔ لیکن دونوں رسائل بالکل علیحدہ ہیں۔ نمبر ۶ یہ سازش پرویز مشرف کے عہد اقتدار میں ہو رہی تھی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ہر وقت احتجاج پر اللہ رب العزت نے کرم کیا کہ وہ بلائیں گئی۔

..... سمجھ خان ضلع راولپنڈی گورنمنٹ کالج کے پروفیسر منور احمد ملک صاحب پیدائشی قادیانی تھے۔ آپ محمود آباد ضلع جہلم کے رہنے والے تھے۔ قریباً پینتیس سال قادیانیت میں

گزارے۔ قادیانی جماعت کے کئی عہدوں پر کام کرتے رہے۔ حق تعالیٰ نے آپ کو توفیق بخشی۔ آپ قادیانیت ترک کر کے علی الاعلان مسلمان ہو گئے۔ محمود آباد جہلم میں آپ کے خاندان کے دیگر کئی افراد نے قبول اسلام کا اعلان کیا۔ آپ نے محمود آباد جہلم میں مسجد و مدرسہ کے لئے جگہ وقف کی۔ جامعہ حنفیہ جہلم جو ہمارے حضرت مولانا عبداللطیف جہلمیؒ کی یاد ہے۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادہ قاری خلیفہ احمد عمر اور اب حضرت جہلمیؒ کے پوتے اور حضرت قاری صاحب کے صاحبزادہ مولانا قاری محمد ابوبکر صدیق صاحب جامعہ حنفیہ کے مہتمم ہیں۔ جامعہ حنفیہ جہلم کے تحت محمود آباد جہلم کی اس جگہ پر جامع مسجد ختم نبوت اور مدرسہ خلفاء راشدین قائم ہیں۔ جو تبلیغ و ترویج اسلام کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ جناب پروفیسر منور احمد ملک نے کھڑے پانی میں جو پتھر پھینکا تھا اس کی ایسی لہریں اٹھیں کہ محمود آباد جہلم میں کئی قادیانی گھرانے مسلمان ہو گئے۔ جناب پروفیسر منور احمد ملک نے قادیانی حضرات کی خیر خواہی و چشم کشائی کے لئے قادیانی جماعت کے حالات و واقعی پر مسلسل مضمون تحریر کئے۔ ان میں سے جو مضمون فقیر کو ملے وہ اس جلد میں شریک اشاعت ہیں۔ یہ مضامین بہت ہی اہم ہیں۔ ان مضامین کے عنوانات کی فہرست پر نظر دوڑائیں تو آپ غش غش کراٹھیں گے۔ پروفیسر صاحب نے جنوری ۱۹۹۹ء کے رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ کے جمعۃ الوداع پر حضرت قاری خلیفہ احمد عمر کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا۔ ان کے مضامین:

- ۷..... مضامین پروفیسر منور احمد ملک: کے نام پر اس جلد میں شامل اشاعت ہیں۔
- ۸..... جناب شیخ راحیل احمد صاحب چناب نگر کے رہنے والے تھے۔ پھر جرنی چلے گئے۔ آپ خاندانی قادیانی تھے۔ آپ نے پچاس سال سے زائد کا عرصہ قادیانیت میں گزارا۔ آپ قادیانی جماعت کے مختلف ذمہ دار عہدوں پر بھی براہِ جان رہے۔ آپ نے قادیانیت کو ترک کیا تو اپنی ویب سائٹ قائم کی۔ اس پر قادیانیوں کے خلاف کئی مضامین تحریر کئے جو اس جلد میں شائع کئے جا رہے ہیں۔ ان کی تفصیل اس جلد کی فہرست میں دیکھی جائے۔ غرض ان کے مضامین:
- ۸..... مضامین شیخ راحیل احمد صاحب: کے نام پر شامل اشاعت ہیں۔

- ۹..... اسی طرح شیخ صاحب کا ایک رسالہ جس کا نام شیخ راحیل احمد (سابق قادیانی) مقیم حال جرنی کے تین کھلے خط: قادیانی سربراہ مرزا سرور کے نام اس جلد میں شامل اشاعت ہیں۔

جناب شیخ راحیل صاحب نے جب اسلام قبول کیا تو چناب نگر بھی تشریف لائے۔ ایک دن ملنے کے لئے مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر تشریف لائے۔ وہ شعبان المبارک کا اوائل تھا۔ اس دن مدرسہ میں ردو قادیانیت کورس کا آغاز ہو رہا تھا۔ انہوں نے سینکڑوں علماء، طلباء کو دیکھا تو ان کی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا۔ جناب عبداللطیف خالد چیمہ سے ان کے برادرانہ تعلقات قائم ہو گئے تھے۔ فقیر نے چیمہ صاحب سے مرحوم کی تاریخ وفات اور بقیہ رسائل و مضامین کی بابت درخواست کی۔ وعدہ تو کیا۔ مگر وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہوا۔ اسی میں اللہ رب العزت کی کوئی حکمت ہوگی۔ محض رضائے الہی کے لئے جو فقیر کو ملا وہ شامل اشاعت کر دیا۔ بہت ہی شکر گزار ہوں اپنے مخدوم و واجب التکریم جناب عزت خان صاحب جو برٹلے برطانیہ میں رہتے ہیں اور ردو قادیانیت کے کام کے اس خطہ انگلستان میں سرخیل ہیں۔ بھرپور معلومات رکھتے ہیں۔ فقیر کی استدعا پر آپ نے جناب راحیل صاحب کی ویب سائٹ پر جو مضامین تھے ان کا پرنٹ عنایت کیا۔ مجھے خوشی ہے کہ یہ تمام مضامین احتساب قادیانیت کی اس جلد میں شامل ہو گئے۔ ان مضامین میں چند مضامین المانیہ کے جناب ابوالسہیل صاحب کے بھی تھے وہ بھی سابق قادیانی ہیں۔ ان کو بھی فقیر نے ان مضامین میں شامل رہنمائی دی۔

۱۰..... ردالد جابلہ (حصہ سوم): یہ رسالہ جناب فیض اللہ صاحب گجراتی کا ہے۔ اس کے چار حصے تھے۔ حصہ اول، دوم اور چہارم نہ مل سکے۔ یہ رسالہ مرزا قادیانی کی قرآن مجید کی تحریفات کے عنوان پر لکھا گیا۔ اچھی محنت کی ہے۔ اس سے زیادہ تفصیل نہ مل سکی۔
غرض اس جلد ۴۳ میں:

- | | | | |
|--------|---|---|-------|
| ۱..... | حضرت مولانا سعید احمد جلاپوری رحمہ اللہ | ۶ | رسائل |
| ۲..... | جناب پروفیسر منور احمد ملک کا مجموعہ مضامین | ۱ | عدد |
| ۳..... | جناب شیخ راحیل احمد جرنی کا مجموعہ مضامین و رسالہ | ۲ | عدد |
| ۴..... | جناب فیض اللہ صاحب کنجاہ روڈ گجرات کا | ۱ | رسالہ |
- کل چار حضرات کے دس عدد کتب و رسائل شامل اشاعت ہیں۔ اچھا تو اگلی جلد تک کے لئے اجازت چاہتا ہوں۔ امین بحرمۃ النبی الکریم!

محتاج دعا: فقیر اللہ وسایا!

۴ جمادی الاول ۱۴۳۳ھ، بمطابق ۲۸ مارچ ۲۰۱۲ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قادیانی گستاخیاں

حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

”الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى“

گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رفیق کار اور سیالکوٹ کے مبلغ مولانا فقیر اللہ اختر صاحب کا ایک مکتوب موصول ہوا۔ جس کے ساتھ بے نام کا ایک سوال نامہ بھی منسلک تھا۔ اس سوال نامے میں پوری امت مسلمہ، دنیا بھر کے مسلمانوں، اسلام کے نام لیواؤں اور حضرت محمد ﷺ پر ایمان لانے والوں کو مخاطب کر کے اس کے جواب کا مطالبہ تھا۔

یہ بھی مولانا فقیر اللہ اختر صاحب ہی کے خط سے معلوم ہوا کہ یہ سوال نامہ کینیڈا کے قادیانیوں نے کینیڈا میں رہائش پذیر ایک مسلمان نوجوان کو دیا اور کہا کہ اس کا جواب دو۔ چنانچہ وہ سوال نامہ پھرتا پھرتا مولانا فقیر اللہ اختر صاحب کے پاس پہنچا تو انہوں نے راقم الحروف سے اس کے جواب کی فرمائش کی۔

بلاشبہ مجھے اس کا پہلے بھی علم، بلکہ یقین تھا کہ قادیانیت، اسلام کی ضد و نقیض ہے اور جس طرح آگ و پانی اور دن و رات کا اجتماع محال ہے۔ ٹھیک اسی طرح قادیانیت اور اسلام کا اکٹھا ہونا بھی محال ہے۔

ہاں! یہ ضرور ہے کہ قادیانی سیدھے سادے مسلمانوں کو اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے نام سے دھوکا دیتے ہیں۔ ورنہ انہیں اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ سے جتنا بغض، عداوت اور نفرت ہے شاید ہی دنیا کے کسی بدترین کافر و مشرک کو ان سے اتنا بغض و عداوت ہو۔

بلاشبہ اس خط کو پڑھنے کے بعد قادیانی امت کی اسلام دشمنی اور نبی امی ﷺ سے ان کی دلی نفرت و عداوت کم از کم میرے لئے علم یقین سے نکل کر عین یقین کے درجے میں آ گئی۔

یقین جانئے! کہ اگر اس سوال نامے کے ساتھ مولانا فقیر اللہ اختر صاحب کا تعارف نامہ اور قادیانیوں کے روایتی سوالات نہ ہوتے تو شاید دوسرے سیدھے سادے مسلمانوں کی طرح، میں بھی اس کو کسی متعصب عیسائی، یہودی، پرلے درجے کے کسی طغ، اسلام دشمن کافر اور مشرک کی ریدہ و فنی قرار دیتا۔

بہر حال میں سمجھتا ہوں کہ اس سوال نامے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ مسلمانوں کا وہ طبقہ، جو قادیانی دجل، فریب، الحاد، زندقہ اور ان کے گمناؤں کے کردار سے نا آشنا تھا۔ یا ان کے منافقانہ ظاہری ”حسن اخلاق“ سے متاثر تھا۔ کم از کم اس کے سامنے قادیانیت کی اسلام دشمنی اور

پیغمبر اسلام سے ان کا بغض و عداوت کھل کر سامنے آ جائے گی۔

ہمارے خیال میں قادیانیوں کے مکروہ چہرے کی اس نقاب کشائی کے بعد کم از کم قادیانی، کسی کو اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے نام پر دھوکا نہیں دے سکیں گے۔ لیجئے! پہلے مولانا فقیر اللہ اختر صاحب کا خط اور مسئلہ کذاب کے جانشین، مسئلہ پنجاب کے نام لیواؤں کا متعفن اور بدبودار سوال نامہ پڑھئے:

مخدومی و کرمی جناب حضرت مولانا سعید احمد جلاپوری صاحب
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

امید ہے کہ آپ کے مزاج بخیر ہوں گے۔ گزارش یہ ہے کہ ایک تحریر حاضر خدمت ہے۔ کینیڈا میں ہمارے ایک مسلمان بچے کو یہ تحریر مرزائیوں/قادیانیوں نے دی ہے۔ اس تحریر کو پڑھ کر اس کے ترتیب وار جامع، موزوں اور پراثر جوابات تحریر فرمادیں اور اس کی ایک کاپی مجھے بھیج دیں تاکہ اسے کینیڈا بھیج کر اپنے مسلمان بھائیوں کو قادیانی فتنے سے بچایا جاسکے اور ان کے ذہنوں کو اس گندگی سے بچایا جاسکے۔ امید ہے کہ آپ شفقت فرمائیں گے۔ مزید یہ کہ اگر کینیڈا میں ہماری جماعت کا کوئی اہم کارکن یا عہدیدار ہو تو اس کا نام، پتا اور فون نمبر ارسال کر دیں تاکہ ہمارے مسلمان بھائی ان سے راہنمائی حاصل کر سکیں۔

والسلام!

دعا گو: فقیر اللہ اختر

خادم عالی مجلس تحفظ ختم نبوت سیالکوٹ

قادیانیوں کا سوال نامہ

۱..... ”لوگوں کی راہنمائی اور ہدایت کی ضرورت صدیوں رہی اور اس مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے مختلف ادوار میں پیغمبر بھیجے تو آخر کیا وجہ ہے کہ ایک لاکھ تیس ہزار پیغمبر بھیجنے کے بعد حضرت محمد ﷺ پر ہی نبوت ختم کر دی گئی؟ کیا بعد میں آنے والی صدیوں میں لوگوں کو ہدایت و راہنمائی کی ضرورت نہیں تھی؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ حضرت محمد ﷺ نے رہتی دنیا تک اپنی اہمیت برقرار رکھنے کے لئے خود ہی آخری نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا ہو؟“

۲..... ”جب حضرت محمد ﷺ اور ان کے پیروکار اپنا آبائی مذہب تبدیل کر کے مسلمان ہو سکتے ہیں تو ایک مسلمان کیوں اپنا مذہب تبدیل نہیں کر سکتا؟ دوسرا مذہب اختیار کرنے پر اسے مرتد قرار دے کر اس کے قتل کا حکم کیوں دیا گیا ہے؟ کیا اس حکم سے یہ تاثر نہیں ملتا کہ مذہب تبدیلی کی اجازت دینے سے حضرت محمد ﷺ کو مسلمانوں کی تعداد میں کمی کا خدشہ تھا؟ کیا یہ حکم اس امر کا

غماز نہیں ہے کہ حضرت نے مذہب کے فروغ کے لئے ”اسلام بذریعہ تبلیغ“ کے بجائے ”خاندانی یا موروثی اسلام“ کو ترجیح دی؟ کیونکہ بذریعہ آبادی اسلام پھیلانے کا یہ سب سے آسان اور مؤثر فارمولہ تھا۔ جیسے جیسے آبادی بڑھے گی، مسلمان خود بخود بڑھتے چلے جائیں گے۔ جو تبدیلی چاہے، اسے قتل کر دیا جائے۔ کیا یہ انصاف کے تقاضوں کے منافی نہیں؟“

۳..... ”حضرت محمد ﷺ نے اپنے خاندان یعنی آل رسول کو زکوٰۃ کی رقم دینے سے کیوں منع کیا ہے؟ کیا اس سے خاندانی بڑائی اور تکبر کی نشاندہی نہیں ہوتی؟ کیا رسول کا خاندان افضل اور باقی سب کمتر ہیں؟ بحیثیت انسان میں خاندانی افضلیت یا بڑائی تسلیم نہیں کرتا۔ خود حضرت محمد کا قول ہے کہ تم میں افضل وہ ہے جس کے اعمال اچھے ہیں تو پھر یہ قول ان کے اپنے خاندان پر کیوں لاگو نہیں ہوتا؟“

۴..... ”حضرت محمد ﷺ نے جہاد کا حکم کیوں دیا؟ جہاد کو اسلام کا پانچواں ضروری رکن کیوں قرار دیا؟“

۵..... ”مال غنیمت کے طور پر دشمن کی عورتیں مسلمانوں کے لئے کیوں حلال قرار دیں؟ کیا عورتیں انسان نہیں، بھیڑ بکریاں ہیں؟ جنہیں مال غنیمت کے طور پر بانٹا جائے اور استعمال کیا جائے؟“

۶..... مذہب کے نام پر قتل و غارت گری کو جہاد قرار دے کر اسے اسلام کا پانچواں بنیادی رکن بنانے کی سزا ماضی کے لاکھوں، کروڑوں معصوم انسان بے شمار جنگوں کے نتیجے میں اپنی جان مال سے محروم ہو کر بھگت چکے ہیں اور عراق، افغانستان جنگ کی شکل میں آج بھی بھگت رہے ہیں۔ آخر اس ”جہاد“ کو بذریعہ اجتہاد ”جارحیت“ کے بجائے ”دفاع“ کے لئے کیوں استعمال نہیں کیا جاتا؟

۷..... حضرت محمد ﷺ نے مرد کے مقابلے میں عورت کی گواہی آدمی کیوں قرار دی؟

۸..... والدین کی جائیداد سے عورت کو مرد کے مقابلے میں آدھا حصہ دینے کا کیوں حکم دیا؟ کیا عورت، مرد کے مقابلے میں کمتر ہے؟

۹..... حضرت محمد ﷺ نے خود نو شادیاں کیں اور باقی مسلمانوں کو چار پر قناعت کرنے کا حکم دیا؟ اس میں کیا مصلحت تھی؟

۱۰..... شریعت محمدی میں مرد اگر تین بار طلاق کا لفظ ادا کر کے ازدواجی بندھن سے فوری آزادی حاصل کر سکتا ہے تو اسی طرح عورت کیوں نہیں کر سکتی؟

۱۱..... حضرت محمد ﷺ نے حلالہ کے قانون میں عورت کو کسی بے جان چیز یا بھیڑ بکری کی طرح استعمال کئے جانے کا طریقہ کار کیوں وضع کیا ہے؟ طلاق مرد دے اور دوبارہ رجوع کرنا چاہے تو عورت پہلے کسی دوسرے آدمی کے نکاح میں دی جائے۔ وہ دوسرا شخص اس عورت کے ساتھ جنسی عمل سے گزرے، پھر اس دوسرے شخص کی مرضی ہو۔ وہ طلاق دے تو عورت دوبارہ پہلے آدمی سے نکاح کر سکتی ہے۔ یعنی اس پورے معاملے میں استعمال عورت کا ہی ہوا۔ مرد کا کچھ بھی نہیں بگڑا، اس میں کیا رمز پوشیدہ ہے؟

۱۲..... حضرت محمد ﷺ نے قصاص و دیت کا قانون کیوں وضع کیا؟ مثال کے طور پر اگر میں قتل کر دیا جاتا ہوں اور میرے اپنی بیوی یا بہن بھائیوں سے اختلافات ہیں تو لازماً ان کی پہلی کوشش یہی ہوگی کہ میرے بدلے میں زیادہ سے زیادہ خون بہالے کر میرے قاتل سے صلح کر لیں اور باقی عمر عیش کریں۔ میں تو اپنی جان سے گیا۔ میرے قاتل کو پیسوں کے عوض یا اس کے بغیر معاف کرنے کا حق کسی اور کو کیوں تفویض کیا گیا؟ کیا اس طرح سزا سے بچ جانے پر قاتل کی حوصلہ افزائی نہیں ہوگی؟ کیا پیسے کے بل بوتے پر وہ مزید قتل و قتال کے لئے اس معاشرے میں آزاد نہیں ہوگا؟ پچھلے دنوں سعودی عرب میں ایک شیخ، ایک پاکستانی کو قتل کر کے سزا سے بچ گیا۔ کیونکہ مقتول کے اہل خانہ نے کافی دینار لے کر قاتل کو معاف کر دیا تھا۔ اس قانون کے نتیجے میں صرف وہ قاتل سزا پاتا ہے جس کے پاس قصاص کے نام پر دینے کو کچھ نہ ہو۔ پاکستان ہی کی مثال لے لیں۔ قیام سے لے کر اب تک، باحیثیت افراد میں سے صرف گنتی کے چند اشخاص کو قتل کے جرم میں پھانسی کی سزا ملی۔ وہ بھی اس وجہ سے کہ مقتول کے ورثاء قاتل کی نسبت کہیں زیادہ دولت مند تھے۔ لہذا انہوں نے خون بہا کی پینکشن ٹھکرادی۔ اس قانون کا انفسوسناک پہلو یہ بھی ہے کہ جب کوئی باحیثیت شخص کسی کا قتل کر دیتا ہے تو قاتل کے اہل و عیال و رشتہ دار، مقتول کے ورثاء پر طرح طرح سے دباؤ ڈالتے ہیں اور دھمکیاں دیتے ہیں۔ جس پر ورثاء قاتل کو معاف کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ کیا حضرت محمد ﷺ نے اس قانون کو وضع کر کے ایک امیر شخص کو براہ راست ”قتل کالائسنس“ جاری نہیں کیا؟

۱۳..... اور اسی طرح کے بے شمار سوالات میرے ذہن میں پیدا ہوتے ہیں۔ کیا ان کے بارے میں پوچھنا تو بہن رسالت کے زمرے میں آتا ہے؟

۱۴..... جو حضرات ”ہاں“ کہیں گے۔ ان سے صرف یہی عرض کر سکتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ جب ایک رات میں ساتویں آسمانوں کی سیر کر سکتے ہیں۔ چاند کو دو گلوے کر سکتے ہیں۔

بڑے مذہب کے بانی اور خدا کے سب سے قریبی نبی ہیں تو کیا وہ خود مجھے ان سوالات کی پاداش میں مناسب سزا نہیں دے سکتے؟ اگر ہاں! تو اے میرے مسلمان بھائیو! مجھ پر اور میری طرح کے دیگر انسان مسلمانوں پر رحم کرو اور حضرت محمد ﷺ کو موقع دو کہ وہ خود ہی ہمارے لئے کچھ نہ کچھ مناسب سزا تجویز فرمادیں گے۔

۱۵..... یاد رکھو! ایک مسلمان کا خون دوسرے پر حرام ہے اور کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ ایک مسلمان کو صرف اس کی سوچ اور عقائد کی بناء پر کافر قرار دے دے۔ یہ تو تھا اسلامی فرمان، اب ایک انسانی فرمان سن لیں کہ: ”دنیا کے کسی بھی مذہب سے کہیں زیادہ انسانی جان قیمتی ہے۔“ وما علینا الا البلاغ!

اس غلامت نامے کی خواندگی کے بعد ایک سچے مسلمان اور عاشق رسول کے دل کی کیا کیفیت ہوگی؟ ہر مسلمان اس کا بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے۔ تاہم مسلمانوں کو اس سے پریشان نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ سانپ کا کام ڈسنا اور بچھو کی سرشت ڈنک مارنا ہی ہے۔ اس لئے جو لوگ قادیانی کفر سے آشنا ہیں۔ ان کو یقیناً اس پر کچھ زیادہ تعجب نہیں ہوگا۔ ہاں! البتہ جو لوگ قادیانیت کے بارے میں کسی غلط فہمی کا شکار تھے یا وہ قادیانیت کو اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے ساتھ متقی کرنے کی غلطی کے مرتکب تھے۔ بلاشبہ ان کو اس تحریر سے اپنی غلط فہمی کا شدید احساس ہوا ہوگا۔ بلکہ بدترین دھچکا لگا ہوگا۔

اگرچہ قادیانی سوالات شروع میں یک جا آگئے ہیں۔ تاہم مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہر جواب سے پہلے متعلقہ سوال نقل کر کے اس کا جواب درج کیا جائے تاکہ سوال و جواب دونوں قاری کے ذہن میں متحضر رہیں۔ چنانچہ اس سوال نامے کا پہلا سوال تھا۔

حضرت محمد ﷺ ہی خاتم النبیین کیوں؟

۱..... ”لوگوں کی راہنمائی اور ہدایت کی ضرورت صدیوں رہی اور اس مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے مختلف ادوار میں پیغمبر بھیجے تو آخر کیا وجہ ہے کہ ایک لاکھ تیس ہزار پیغمبر بھیجنے کے بعد حضرت محمد ﷺ پر ہی نبوت ختم کر دی گئی؟ کیا بعد میں آنے والی صدیوں میں لوگوں کو ہدایت و راہنمائی کی ضرورت نہیں تھی؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ حضرت محمد ﷺ نے رہتی دنیا تک اپنی اہمیت پر قرار رکھنے کے لئے خود ہی آخری نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا ہو؟“

جواب..... یہ قادیانیوں کا پرانا اور گھسا پٹا سوال ہے اور اس کا متعدد اکابر نے مختلف انداز میں جواب دیا ہے۔ مگر جس کو نہ مانا ہو۔ اس کا اشکال کبھی بھی ختم نہیں ہو سکتا۔ تاہم اس سلسلے میں عرض

ہے کہ: ”بلاشبہ ہر دور میں امت کو ہدایت و راہنمائی کی ضرورت رہی ہے اور اللہ تعالیٰ نے امت کی راہنمائی کے لئے نبی بھیجے اور جب تک امت کو نبی کی راہنمائی کی ضرورت رہی۔ اللہ تعالیٰ یکے بعد دیگرے نبی بھیجتے رہے۔ لیکن جوں ہی نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ کو ختم نبوت کے اعزاز سے سرفراز فرمایا گیا اور کسی دوسرے نبی کی ضرورت نہ رہی تو اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمادیا کہ اب مزید کسی دوسرے شخص کو نبی نہیں بنایا جائے گا اور ارشاد فرمادیا کہ: ”ماکان محمد ابدا احد من رجالکم ولكن رسول الله وخاتم النبیین وكان الله بكل شئ علیما (الاحزاب: ۴۰)“ محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔“

اس ارشاد الہی سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کا اعلان حضرت محمد ﷺ نے از خود نہیں فرمایا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے بہ نفس نفیس اس کا اعلان فرمایا ہے۔ اس لئے قادیانیوں کا یہ کہنا کہ: ”کہیں ایسا تو نہیں کہ حضرت محمد ﷺ نے رہتی دنیا تک اپنی اہمیت برقرار رکھنے کے لئے خود ہی آخری نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا ہو؟“ سراسر ہرزہ سرائی اور آنحضرت ﷺ کی ذات عالی پر بہتان و افتراء ہے۔

صرف یہی ایک آیت نہیں، بلکہ قریب قریب ایک سو سے زائد آیات میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کا اعلان فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو ”ختم نبوت کامل“ مؤلفہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ!

رہی یہ بات کہ اب کسی دوسرے نبی کی ضرورت کیوں نہیں رہی؟ اور آپ کو آخری نبی کیوں قرار دیا گیا؟ اس کا جواب بھی اللہ تعالیٰ نے اسی آیت میں خود ارشاد فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کی ضرورت و عدم ضرورت کی حکمت کو خوب جانتے ہیں۔ اس پر کسی کو لب کشائی کی اجازت نہیں۔ لہذا اب قادیانیوں کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے براہ راست پوچھیں، اس کی قوت قاہرہ کی آہنی دیوار سے اپنا سر پھوڑیں اور احتجاج کریں کہ آپ نے حضرت محمد ﷺ کو آخری نبی کیوں قرار دیا؟ الغرض قادیانیوں کا یہ اعتراض مسلمانوں یا حضرت محمد ﷺ کی ذات پر نہیں۔ بلکہ براہ راست قرآن کریم اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہے۔

چلے! اگر ایک لمحے کے لئے قادیانیوں کا یہ سوال صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو کیا کل کلاس کسی کو اس کا حق بھی ہوگا کہ وہ یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پہلے اور نوح، شیت ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بعد میں کیوں مبعوث فرمایا؟ اسی طرح کیا نعوذ باللہ! کسی کو یہ

کہنے کا حق بھی ہوگا؟ کہ: ”کہیں ایسا تو نہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ربّی دنیا تک اپنی اہمیت برقرار رکھنے کے لئے خود ہی اللہ کے خلیفہ اور انسانیت کے باپ ہونے کا دعویٰ کر دیا ہو؟“

اگر کسی کو اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی..... اور یقیناً نہیں دی جاسکتی تو کسی کو حضور ﷺ کی ختم نبوت کے خلاف لب کشائی کی اجازت کیونکر دی جاسکتی ہے؟ قادیانیو! اگر ہمت ہے تو اس کا جواب دو، ورنہ اس ہرزہ سرائی کے بعد کھلا اعلان کرو کہ ہمارا قرآن، حدیث، اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہیں ہے۔

۲..... نئے نئی، نئی شریعت اور نئی کتاب کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے جب پہلے نبی کی نبوت، دین، شریعت اور کتاب منسوخ ہو جائے۔ جب کہ حضرت محمد ﷺ کا دین، کتاب، نبوت اور شریعت قیامت تک کے لئے ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

۱..... ”الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً (المائدہ: ۳)“ ﴿آج میں پورا کر چکا تمہارے لئے دین تمہارا اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین۔﴾

۲..... ”انا نحن نزلنا الذکر وانا له لفظون (الحجر: ۹)“ ﴿ہم نے ہی اتاری ہے یہ فیحیت اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔﴾

۳..... ”وما ارسلناک الا رحمة للعالمین (الانبیاء: ۱۰۷)“ ﴿اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا سو مہربانی کی جہان کے لوگوں پر۔﴾

۴..... ”یاایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً (الاعراف: ۱۵۸)“ ﴿اے لوگو! میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف۔﴾

۵..... ”وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیراً ونذیراً (سبا: ۲۸)“ ﴿اور جو تجھ کو ہم نے بھیجا سو سارے لوگوں کے واسطے خوشی اور ڈر سنانے کو۔﴾

۶..... ”ومن یتبع غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منه (آل عمران: ۸۵)“ ﴿اور جو کوئی چاہے سو دین اسلام کے اور کوئی دین، سو اس سے ہرگز قبول نہ ہوگا۔﴾

ان تمام آیات میں جب آنحضرت ﷺ کے دین و شریعت مدار نجات، آپ ﷺ پر نازل کی گئی کتاب کی قیامت تک حفاظت، صیانت، آپ ﷺ کی ذات کو قیامت تک کے تمام انسانوں کے لئے رحمت اور آپ ﷺ کو سب انسانوں کے لئے نبی، رسول، بشیر اور نذیر بنا کر بھیجے جانے کا اعلان فرمایا گیا تو معلوم ہوا کہ جس طرح امت کو صدیوں سے نبی و رسول کی ہدایت

ورائہائی کی ضرورت تھی، آج بھی برقرار ہے اور اس کا انتظام بھی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی نبوت، رسالت، دین، شریعت اور کلام الہی یعنی قرآن پاک کی شکل میں فرما رکھا ہے۔

۳..... اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ پہلے انبیاء اور ان کی شریعتوں کی مثال چراغ کی تھی اور آنحضرت ﷺ کی نبوت و شریعت کی مثال سورج کی ہے اور جب سورج نکل آتا ہے تو نہ صرف یہ کہ سارے چراغ بے نور ہو جاتے ہیں بلکہ ان کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ لہذا اگر سورج نکلنے کے بعد کوئی ”عقل مند“ یہ کہے کہ: ”اب چراغ کیوں نہیں جلائے جاتے؟ اور انسانیت کی راہنمائی کے لئے چراغوں سے روشنی کیوں نہیں حاصل کی جاتی؟ اور سورج کی موجودگی میں چراغوں سے روشنی حاصل نہ کرنا انسانیت کو روشنی سے محروم رکھنے کی سازش کے مترادف ہے۔“ بتلایا جائے کہ ایسے ”عقل مند“ کو کیا نام دیا جائے گا؟ اور اس شخص کے اس ”حکیمانہ مشورہ“ کو مانا جائے گا؟ یا اسے کسی دماغی ہسپتال میں داخل کیا جائے گا؟

۴..... ایک لمحے کے لئے اگر قادیانی بزرگ مہروں کی اس برخود غلط دلی سوزی کو مان بھی لیا جائے تو سوال پیدا ہوگا کہ اگر واقعی اس کی ضرورت تھی تو آنحضرت ﷺ کی رحلت کے بعد اور مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت سے پیشتر کی تیرہ صدیاں اس سے خالی کیوں گزریں؟ اور اس طویل ترین دور میں امت کو نئے نبی کی ضرورت کیوں محسوس نہیں ہوئی؟ اسی طرح پھر مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد قادیانی امت کو اس ”خیر“ سے کیوں محروم رکھا گیا؟ اور قادیانیوں کو غلام احمد قادیانی کے بعد کسی نئے نبی کی ضرورت کیوں محسوس نہ ہوئی؟

۵..... اگر انسانیت کی راہنمائی کے لئے نبوت کی ضرورت تھی، تو نئی نبوت کے ساتھ ساتھ نئی شریعت کی ضرورت کیوں محسوس نہ کی گئی؟ اس لئے اگر نبوت و شریعت کی ضرورت تھی تو پھر چشم بدور مرزا غلام احمد قادیانی نے ظلی اور بروزی نبی ہونے کا دعویٰ کیوں کیا؟ مکمل کر صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ کیوں نہ کیا؟ ”ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین (البقرہ: ۱۱۱)“

اسلام ترک کرنے والے کے خلاف ہی سزائے ارتداد کیوں؟

۲..... ”جب حضرت محمد ﷺ اور ان کے پیروکار اپنا آبائی مذہب تبدیل کر کے مسلمان ہو سکتے ہیں تو ایک مسلمان کیوں اپنا مذہب تبدیل نہیں کر سکتا؟ دوسرا مذہب اختیار کرنے پر اسے مرتد قرار دے کر اس کے قتل کا حکم کیوں دیا گیا ہے؟ کیا اس حکم سے یہ تاثر نہیں ملتا کہ مذہب ہی تبدیلی کی اجازت دینے سے حضرت محمد ﷺ کو مسلمانوں کی تعداد میں کمی کا خدشہ تھا۔ کیا یہ حکم اس امر کا غماز نہیں ہے کہ حضرت نے مذہب کے فروغ کے لئے ”اسلام بذریعہ تبلیغ“ کے بجائے ”خاندانی یا

موروثی اسلام“ کو ترجیح دی۔ کیونکہ بذریعہ آبادی اسلام پھیلانے کا یہ سب سے آسان اور موثر فارمولا تھا۔ جیسے جیسے آبادی بڑھے گی مسلمان خود بخود بڑھتے چلے جائیں گے۔ جو تبدیلی چاہے اسے قتل کر دیا جائے۔ کیا یہ انصاف کے تقاضوں کے متافی نہیں؟“

جواب..... دین و مذہب کی تبدیلی پر سزائے ارتداد کے اسلامی قانون پر اگر کسی کو بالفرض اعتراض کا حق ہوتا تو اس کے حقدار وہ لوگ تھے جو کسی آسمانی دین مذہب کے پیروکار ہوتے یا ان کے دین و مذہب کی کوئی اساس و بنیاد ہوتی۔ جیسے یہود و نصاریٰ وغیرہ۔ رہے وہ لوگ جن کے دین و مذہب کی کوئی اساس و بنیاد ہی نہیں ہے۔ بلکہ ان کا وجود ہی بر خود غلط ہے۔ ان کو اس بحث میں حصہ لینے یا اس پر اعتراض کرنے کا کیا حق ہے؟

۲..... کیا کسی ملک کی قانون ساز اسمبلی اور عوام کے نمائندہ ایوان کی جانب سے جارح اقوام، افراد، چوروں اور ڈاکوؤں کے خلاف قانون سازی پر، چوروں اور ڈاکوؤں یا جارح اقوام کو یہ حق دیا جائے گا کہ وہ یہ اعتراض کریں کہ ہمارے خلاف قانون کیوں بنایا گیا ہے؟ اور ہماری آزادی پر قدغن کیوں لگائی گئی ہے؟ یا اسی طرح ملک کے اچکوں، بدمعاشوں اور سانج دشمنوں کو یہ حق دیا جاسکتا ہے کہ وہ یہ کہیں کہ ہماری چوری، بدمعاشی اور ڈاکہ زنی پر سزا کا قانون پاس ہوا ہے تو چوری، ڈکیتی اور بدمعاشی سے توبہ کرنے والوں کے خلاف بھی سزا کا قانون بنایا جائے؟ لہذا جس طرح جارح اقوام، چوروں، ڈاکوؤں اور بدمعاشوں کو، ان کی بدمعاشی اور بد امنی کے خلاف قانون سازی پر اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں، ٹھیک اسی طرح سارقین نبوت، مرتدوں اور زندیقوں کے خلاف قانون ارتداد کی ترتیب و نفاذ پر، ان مرتدین کو بھی دین و دیانت اور عقل و شریعت کی رو سے کسی قسم کے اعتراض کا کوئی حق نہیں ہے۔ بلکہ ان کا تحفظ، چوروں، بدمعاشوں اور ڈاکوؤں کے تحفظ کے مترادف اور ان کی سرکوبی بدمعاشوں کی سرکوبی کی مانند ہے۔

۳..... جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ یہودی اور عیسائی اپنا مذہب بدل کر مسلمان ہوں تو ان پر سزائے ارتداد کا اجراء نہیں ہوتا، تو..... نعوذ باللہ! مسلمانوں کے مرتد ہو کر یہودی، عیسائی یا کسی دوسرے دین کو اپنانے پر یہ سزا کیونکر جاری ہوتی ہے؟ اس سلسلے میں عرض ہے کہ:

الف..... بائبل میں بھی مرتد ہونے والے کی سزا قتل ہی ہے۔ چنانچہ خروج باب ۲۲، آیت ۲۰ میں ہے: ”جو کوئی واحد خداوند کو چھوڑ کر کسی اور معبود کے آگے قربانی چڑھائے وہ بالکل نابود کر دیا جائے۔“

ب..... جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ یہودی، عیسائی یا دوسرے مذہب کے لوگ اپنا

مذہب بدلیں تو ان پر سزائے ارتداد کیوں جاری نہیں کی جاتی؟ اصولی طور پر ہم اس سوال کا جواب دینے کے مکلف نہیں ہیں۔ بلکہ ان مذاہب کے ذمہ داروں، بلکہ ٹھیکے داروں کا فرض ہے کہ وہ اس کا جواب دیں۔

تاہم قطع نظر اس کے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کا یہ طرز عمل صحیح ہے یا غلط؟ اتنی بات تو سب کو معلوم ہے کہ دنیائے عیسائیت اور یہودیت بھی اپنے باطل و منسوخ شدہ دین کے بارے میں شدید تعصب کا شکار ہے۔ اس لئے کہ اگر وہ اپنے دین و مذہب کے معاملے میں تنگ نظر اور متعصب نہ ہوتی تو آج دنیا بھر کے مسلمان اور امت مسلمہ، ان کے ظلم و تشدد کا نشانہ نہ ہوتی؟ اس سے ذرا اور آگے بڑھئے! تو یہودیت کے تعصب کا اس سے بھی اندازہ ہوگا کہ انبیائے بنی اسرائیل کا قتل ناحق، ان کی اسی تنگ نظری کا شاخسانہ اور تشدد پسندی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ورنہ بتلایا جائے کہ حضرات انبیائے کرام علیہم السلام کا اس کے علاوہ کون سا جرم تھا؟ صرف یہی ناں کہ وہ فرماتے تھے کہ پہلا دین و شریعت اور کتاب منسوخ ہوگئی ہے اور اب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہمارے ذریعہ نیا دین اور نئی شریعت آپجی ہے اور اسی میں انسانیت کی نجات اور فوز و فلاح ہے۔

اسی طرح یہودیوں اور عیسائیوں کے ذمے قرض ہے، وہ بتلائیں کہ حضرت یحییٰ اور حضرت زکریا علیہما السلام کو کیوں قتل کیا گیا؟ آخر ان معصوموں کا کیا جرم تھا؟ اور کس جرم کی پاداش میں ان کا پاک و پاکیزہ اور مقدس ابو بھایا گیا؟ اس کے علاوہ یہ بھی بتلایا جائے کہ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کے قتل اور ان کے سولی چڑھائے جانے کے منصوبے کیوں بنائے گئے؟

مسلمانوں کو تنگ نظر اور سزائے ارتداد کو ظلم کہنے والے پہلے ذرا اپنے دامن سے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور لاکھوں مسلمانوں کے خون ناحق کے دھبے صاف کریں اور پھر مسلمانوں سے بات کریں۔

ج..... یہ تو طے شدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت و راہنمائی کے لئے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور رسل علیہم السلام بھیجنے کا سلسلہ شروع فرمایا۔ جس کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی تو اس کی انتہاء عیسیٰ اور اختتام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات پر ہوئی۔

سوال یہ ہے کہ ان تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے دین و شریعت اور کتب کی کیفیت کیساں تھی یا مختلف؟

اگر بالفرض تمام انبیائے کرام کی شریعتیں ابدی و سرمدی تھیں تو ایک نبی کے بعد دوسرے نبی اور ایک شریعت کے بعد دوسری شریعت کی ضرورت ہی کیوں پیش آتی؟

مثلاً اگر حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت ابدی و سرمدی تھی اور اس پر عمل نجات آخرت کا ذریعہ تھا تو اس وقت سے لے کر آج تک تمام انسانوں کو حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت کا تابع ہونا چاہئے تھا۔ اگر ایسا ہے تو پھر یہودیت و عیسائیت کہاں سے آگئی؟

لیکن اگر بعد میں آنے والے دین، شریعت، کتاب اور نبی کی تشریف آوری سے، پہلے نبی کی شریعت اور کتاب منسوخ ہو گئی تھی..... جیسا کہ حقیقت بھی یہی ہے تو دوسرے نبی کی شریعت اور کتاب کے آجانے کے بعد سابقہ شریعت اور نبی کی اتباع پر اصرار و تکرار کیوں؟

جب کہ حقیقت یہ ہے کہ جب دوسرا نبی، شریعت اور کتاب آجائے اور پہلا دین، شریعت اور کتاب منسوخ ہو جائے تو اس منسوخ شدہ دین، شریعت، کتاب اور نبی کے احکام پر عمل کرنا یا اس پر اصرار کرنا خود بہت بڑا جرم اور اللہ تعالیٰ سے بغاوت کے مترادف ہے۔

اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کسی ملک کے قانون میں ترمیم کر دی جائے یا اس کو سرے سے منسوخ کر دیا جائے اور اس کی جگہ دوسرا جدید آئین و قانون نافذ کر دیا جائے۔ اب اگر کوئی عقل مند اس نئے آئین و قانون کی بجائے منسوخ شدہ دستور قانون پر عمل کرتے ہوئے نئے قانون کی مخالفت کرے تو اسے قانون شکن کہا جائے گا یا قانون کا محافظ و پاسبان؟

لہذا اگر کسی ملک کا سربراہ ایسے عقل مند کو رائج و نافذ جدید آئین و قانون کی مخالفت اور اس سے بغاوت کی پاداش میں باغی قرار دے کر بغاوت کی سزا دے تو اس کا یہ فعل ظلم و تعدی ہوگا؟ یا عدل و انصاف؟ کیا ایسے موقع پر کسی عقل مند کو یہ کہنے کا جواز ہوگا کہ اگر جدید آئین و قانون کو چھوڑنا بغاوت ہے تو منسوخ شدہ آئین و قانون کو چھوڑنا کیونکر بغاوت نہیں؟ اگر جدید آئین سے بغاوت کی سزا موت ہے تو قدیم و منسوخ شدہ آئین کی مخالفت پر سزائے موت کیونکر نہیں؟

..... جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ گزشتہ انبیائے کرام علیہم السلام کے ادیان اور ان کی شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں۔ اس سلسلے میں گزشتہ سطور میں عقلی طور پر ثابت کیا جا چکا ہے کہ سابقہ انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں پر عمل باعث نجات نہیں، ورنہ نئے دین، نئی شریعت اور نئے نبی کی ضرورت ہی کیوں پیش آتی؟ تاہم سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام میں سے ہر ایک نے اپنے بعد آنے والے دین و شریعت اور نبی کی آمد سے متعلق اپنی امت کو بشارت دی ہے اور ان کی اتباع کی تلقین بھی فرمائی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ”وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا

اتيتکم من کتب وحکمة ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن به ولتنصرنه (آل عمران: ۸۱) ﴿اور جب لیا اللہ نے عہد نبیوں سے کہ جو کچھ میں نے تم کو دیا کتاب اور علم، پھر آوے تمہارے پاس کوئی رسول کہ سچا بتا دے تمہارے پاس والی کتاب کو تو اس رسول پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے۔﴾

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اپنے بعد آنے والے نبی کی بشارت انجیل کے علاوہ خود قرآن کریم میں بھی موجود ہے کہ: ”و مبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد (الصف: ۶)“ ﴿اور خوشخبری سنانے والا ایک رسول کی جو آئے گا میرے بعد، اس کا نام ہے احمد۔﴾

اسی طرح بائبل میں (استثناء باب ۱۸) میں ہے: ”خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے یعنی تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا، تم اس کی سننا۔“ اس طرح اسی باب میں مزید ہے: ”اور خداوند نے مجھ سے کہا کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں سو ٹھیک کہتے ہیں، میں ان کے لئے ان ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا۔“ (استثناء باب ۱۸، آیت ۱۷، ۱۸)

چنانچہ سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام میں سے کسی نے یہ نہیں فرمایا کہ میری نبوت اور دین و شریعت قیامت تک کے لئے ہے اور میں قیامت تک کا نبی ہوں۔ دینائے یہودیت و عیسائیت کو ہمارا چیلنج ہے کہ اگر کسی نبی نے ایسا فرمایا ہے تو اس کا ثبوت لاؤ۔ ”قل ھا اتوا برہانکم ان کنتم صادقین“ ہمارا دعویٰ ہے کہ صبح قیامت تک کوئی یہودی اور عیسائی اس کا ثبوت پیش نہیں کر سکے گا۔

جب کہ اس کے مقابلے میں آقائے دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو قیامت تک کے تمام انسانوں کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا اور آپ ﷺ کو اللہ کا آخری نبی اور خاتم النبیین فرمایا گیا۔ جیسا کہ ارشاد الہی ہے:

۱..... ”قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جیعاً (الاعراف: ۱۵۸)“ ﴿تو کہہ: اے لوگو! میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف۔﴾

۲..... ”وما ارسلنک الا رحمة للعالمین (الانبیاء: ۱۰۷)“ ﴿اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا سو مہربانی کی جہان کے لوگوں پر۔﴾

۳..... ”ماکان محمد ابداً احد من رجالکم ولكن رسول اللہ وخاتم النبیین

(الاحزاب: ۴۰) ”محمد باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے، لیکن رسول ہے اللہ کا اور خاتم النبیین۔“

۴..... ”وما ارسلناك الا كافة للناس بشيراً و نذيراً (سبا: ۲۸)“ اور تمھ کو جو ہم نے بھیجا، سو سارے لوگوں کے واسطے خوشی اور ڈر سنانے کو۔
اس کے علاوہ آنحضرت ﷺ نے خود بھی فرمایا:

۱..... ”انا خاتم النبیین لا نبی بعدی (ترمذی ج ۲ ص ۴۵)“ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں۔“

۲..... ”انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم (ابن ماجہ ص ۲۹۷)“ میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔“

۳..... ”لو كان موسى حياً ما وسعه الا اتباعي (مشکوٰۃ ص ۳۰)“ اگر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری پیروی کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا۔“

اب جب کہ قرآن کریم نازل ہو چکا اور حضرت محمد ﷺ تشریف لے آئے تو حاجت ہوا کہ آپ ﷺ، اللہ کے آخری نبی ہیں اور قرآن کریم اللہ کی آخری کتاب ہے۔ لہذا آپ ﷺ کے دین و شریعت کا سکھ قیامت تک چلے گا۔ اس لئے جو شخص اس جدید و رائج قانون اور آئین الہی کی مخالفت کرے گا اور سابقہ منسوخ شدہ دین و شریعت یا کسی خود ساختہ مذہب جیسے موجودہ دور کے متعدد باطل و بے بنیاد ادیان و مذاہب..... مثلاً: ہندو، پارسی، سکھ، ذکری، زرتشتی اور قادیانی وغیرہ..... میں سے کسی کی اتباع کرے گا۔ وہ باغی کہلائے گا۔ دین و شریعت، قرآن و سنت اور عقل و دیانت کی روشنی میں اس کی سزا دی ہوگی جو ایک باغی کی ہونی چاہئے اور وہ قتل ہے۔

اسی لئے قانون ارتداد پر قادیانیوں کی طرف سے یہ اعتراض خالص دجل و فریب اور دھوکا ہے کہ: ”کیا اس حکم سے یہ تاثر نہیں ملتا کہ تہذیبی مذہب کی اجازت دینے سے حضرت کو مسلمانوں کی تعداد میں کمی کا خدشہ تھا۔ حضرت محمد نے مذہب کے فروغ کے لئے اور اسلام بذریعہ تبلیغ کے بجائے خاندانی یا موروثی اسلام کو ترجیح دی۔ کیونکہ بذریعہ آبادی اسلام پھیلانے کا یہ سب سے آسان اور مؤثر فارمولا تھا۔ جیسے جیسے آبادی بڑھے گی۔ مسلمان خود بخود بڑھتے چلے جائیں گے۔ جو تہذیبی چاہے اسے قتل کر دیا جائے۔“

کیونکہ یہ قانون مسلمانوں کی تعداد بڑھانے کے لئے نہیں۔ بلکہ اسلام دشمنوں کی راہ روکنے کے لئے ہے۔ اس لئے کہ کسی ملک میں انسداد بغاوت اور جرائم کی روک تھام کا قانون کسی

ملک کے شریف شہریوں کے خلاف نہیں۔ بلکہ بد معاشی کی روک تھام کے لئے وضع کیا جاتا ہے۔ اگر قادیانی فلسفے کو تسلیم کر لیا جائے تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ کسی جرم کی روک تھام پر قدغن لگانا یا اس پر کڑی سزاؤں کا نفاذ، اس کی علامت ہے کہ اس ملک کے شریف شہریوں کے بد معاش اور جرائم پیشہ ہونے کے خوف سے وہ قوانین نافذ کئے گئے ہیں؟ حالانکہ مہذب دنیا میں کہیں ایسا نہیں ہوتا۔ بلکہ ہر نیک دل حکمران اور شفیق باپ اپنی رعایا اور اولاد کو برائی کے نتائج سے آگاہ کرتا ہے۔ بعض اوقات ازراہ خیر خواہی ان کو سزا بھی دیتا ہے اور معاشرے کے بد کرداروں کے خلاف قانون سازی کرتا ہے اور اس کی خلاف ورزی پر سخت سے سخت تدبیر کرتا ہے۔

اس سے ذرا مزید آگے بڑھئے تو اندازہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے بھی کفر و شرک پر عذاب و عقاب اور جہنم کی شدید سزا کا قانون مرتب فرما رکھا ہے۔ کیا نعوذ باللہ! اللہ تعالیٰ کو بھی اپنے ماننے والوں کی تعداد میں کمی کا اندیشہ تھا؟ اور اس نے بھی ان کی تعداد بڑھانے کے لئے اس فارمولا کو ترجیح دی ہے؟ اور بذریعہ آبادی اپنے ماننے والوں کی تعداد بڑھانے کے آسان اور موثر فارمولا پر عمل کیا ہے؟ کہ جیسے جیسے آبادی بڑھے گی۔ اللہ تعالیٰ کے ماننے والے خود بخود بڑھتے چلے جائیں گے؟ بتلایا جائے کہ کیا ایسا کہنا عقل و دیانت کے مطابق ہے؟ قانون ارتداد پر اعتراض کرنے والوں کو سوچنا چاہئے اور سو بار سوچنا چاہئے کہ ان کا یہ اعتراض کہاں تک جاتا ہے؟

دوسرے لفظوں میں اس کے معنی یہ ہیں کہ دنیا میں سرے سے جرم و سزا کا کوئی قانون ہی نافذ نہیں ہونا چاہئے۔ اگر ایسا ہو تو کیا اس سے معاشرہ انارکی، طوائف الملوکی، انتشار، تشدد اور بد امنی کی لپیٹ میں نہیں آجائے گا؟ جو لوگ ایسا مطالبہ کریں کیا سمجھا جائے کہ وہ انسانیت کے دوست ہیں یا دشمن؟

خاندان نبوت پر زکوٰۃ کیوں حرام ہے؟

۳..... ”حضرت محمد ﷺ نے اپنے خاندان یعنی آل رسول کو زکوٰۃ کی رقم دینے سے کیوں منع کیا ہے؟ کیا اس سے خاندانی بڑائی اور تکبر کی نشاندہی نہیں ہوتی؟ کیا رسول ﷺ کا خاندان افضل اور باقی سب کمتر ہیں؟ بحیثیت انسان میں خاندانی افضلیت یا بڑائی تسلیم نہیں کرتا۔ خود حضرت محمد ﷺ کا قول ہے کہ تم میں افضل وہ ہے جس کے اعمال اچھے ہیں تو پھر یہ قول ان کے اپنے خاندان پر کیوں لاگو نہیں ہوتا؟“

جواب..... عدل و انصاف کا تقاضا ہے کہ اگر کسی کٹر سے کٹر مخالف میں بھی کوئی خوبی اور کمال نظر آئے تو اس کا اعتراف کرنا چاہئے۔ مگر باطل پرستوں کے ہاں اس کے برعکس یہ اصول ہے کہ

جب کسی سے پر خاش، بغض، عداوت یا دلی نفرت ہو، تو انہیں اس کی خوبیوں میں بھی سو، سوٹھائیں نظر آتے ہیں اور نہ صرف اس کے محاسن و خوبیوں کو ٹھانیں و معائب بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ بلکہ ان پر حرف گیری کی جاتی ہے۔ قادیانیوں کے مذکورہ اعتراض میں بھی ذات نبوی سے بغض و عداوت کا یہی فلسفہ کار فرما ہے۔

ورنہ اگر دیکھا جائے تو آنحضرت ﷺ نے اپنی ذات اور اپنے خاندان کے لئے زکوٰۃ و صدقات کو حرام قرار دے کر جہاں امت کے غرباء اور فقراء پر احسان فرمایا ہے۔ وہاں اپنی ذات اور اپنے خاندان کے لئے تنگی اور مشکلات پیدا فرمائی ہیں۔ اس لئے کہ:

۱..... ”زکوٰۃ تو ہر صاحب نصاب مسلمان پر واجب ہے اور اس کی ادائیگی اس کے ذمہ فرض ہے۔ اگر زکوٰۃ و صدقات واجبہ آنحضرت ﷺ اور آپ کے خاندان کے لئے حلال ہوتی تو ہر مسلمان کی خواہش ہوتی کہ میری زکوٰۃ سید دو عالم ﷺ آپ کے خاندان اور آل و اطہار کے مصرف میں آئے۔ اس سے ذات نبوی اور آپ ﷺ کا خاندان تو آسودہ حال ہو سکتا تھا۔ مگر اس کے ساتھ، ساتھ مسلمان غرباء اور فقراء مالی تنگی اور تنگ دستی کا شکار ہو جاتے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے اپنی ذات، آل و اولاد اور خاندان کے مفادات کی قربانی دی اور اپنے آپ کو اور اپنے خاندان کو مشقت میں ڈال کر امت مسلمہ کے غرباء اور فقراء کے منافع کو پیش نظر رکھا۔“

۲..... اسی طرح آپ ﷺ نے اپنے لئے اور اپنی آل و اطہار کے لئے ہدیہ و عطیہ قبول کرنے میں بھی اپنی ذات اور اپنے خاندان کے مالی منافع کو مزید محدود فرما دیا ہے۔ کیونکہ ہدیہ و عطیہ دینے کی نہ تو ہر مسلمان میں استعداد و استطاعت ہوتی ہے اور نہ ہی ہر کسی کو اس کا ذوق ہوتا ہے۔ نتیجتاً آپ ﷺ کا خاندان مالی تنگی اور عسر کے ساتھ ساتھ زہد و تکشف کا خوگر رہے گا اور یہی آنحضرت ﷺ کی خواہش اور دلی دعائیں تھیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ہمیشہ اس کی دعا فرمائی کہ:

”اللہم اجعل رزق ال محمد قوتاً (متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۴۴۰)“ ﴿اے اللہ!

میرے خاندان کا رزق بقدر کفایت ہو۔﴾

۳..... دیکھا جائے تو آنحضرت ﷺ کا اپنی ذات اور اپنے خاندان کے لئے زکوٰۃ و صدقات کو حرام قرار دینے کا راز یہ تھا کہ اگر آپ ﷺ خود اپنی ذات یا اپنے خاندان کے لئے صدقات و زکوٰۃ لینا حلال قرار دیتے تو احتمال تھا کہ اسلام دشمن اور قادیانیوں جیسے ملاحدہ و غیرہ یہ اعتراض کرتے کہ حضرت محمد ﷺ نے..... نعوذ باللہ! زکوٰۃ و صدقات کا حکم اپنی ذات اور اپنے خاندان کی مالی آسودگی کے لئے دیا ہے۔ جب ہی تو نعوذ باللہ! وہ زکوٰۃ پر لم رہے ہیں۔ اسی حکمت کے تحت

آنحضرت ﷺ نے زکوٰۃ کے مصرف کو بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”تؤخذ من أغنيائهم وترد في فقرائهم“ (ابوداؤد ج ۱ ص ۱۵۹) ﴿(مال زکوٰۃ) ان کے اغنیاء سے لے کر ان کے فقراء پر خرچ کیا جائے۔﴾

چنانچہ اس حکم سے آپ ﷺ نے اس اعتراض و بدگمانی کا دروازہ ہمیشہ کے لے بند کر دیا اور واضح کر دیا کہ زکوٰۃ و صدقات کے اجراء سے مقصود اپنی ذات یا خاندان کی معاشی آسودگی نہیں۔ بلکہ ان کے فوائد و منافع، زکوٰۃ و صدقات دینے والے مسلمانوں کے غریب و فقیر متعلقین ہی کی طرف لوٹائے جائیں۔

۴..... چونکہ جو لوگ بلا ضرورت مانگ کر یا زکوٰۃ و صدقات پر زندگی گزارنے کے عادی ہو جاتے ہیں۔ عموماً ان میں تقویٰ، طہارت، حمیت، غیرت، شجاعت اور دوسرے اخلاق فاضلہ برقرار نہیں رہتے یا کم از کم کمزور پڑ جاتے ہیں اور عام مشاہدہ بھی یہی ہے کہ عام طور پر ایسے لوگوں کی ہمتیں پست ہو جاتی ہیں۔ وہ محنت، مشقت اور کسب مال سے جی چراتے ہیں۔ عیش کوٹی، راحت پسندی اور آرام طلبی ان کی طبیعت ثانیہ بن جاتی ہے۔ سستی و کاہلی ان کے رگ و ریشے میں سرایت کر جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے ایسے لوگ معاشرے میں بھی قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھے جاتے۔ اس لئے اندیشہ تھا کہ کہیں خاندان نبوت کے دشمن اس کو آڑ بنا کر ذات نبوی کے خلاف زبان طعن کھول کر اپنی دنیا و آخرت نہ برباد کر بیٹھیں۔

انسانوں کے دین و ایمان کی بربادی کے اسی خطرے کے پیش نظر آنحضرت ﷺ نے اپنی آل و اطہار اور خاندان کے لئے زکوٰۃ و صدقات کو حرام قرار دے کر اپنی آل، اولاد اور خاندان پر معاشی وسعت کے دروازے بند کر کے ایک طرف ان کے لئے معاشی تنگی پیدا کی تو دوسری طرف بہت سوں کے ایمان و اسلام کو بربادی سے بچالیا۔

۵..... پھر اس کا بھی امکان تھا کہ کہیں میرا خاندان محض قرابت نبوی کی وجہ سے لوگوں کی زکوٰۃ و صدقات کو اپنا حق نہ سمجھ بیٹھیں یا کہیں اس کی نگاہ لوگوں کے مال، زکوٰۃ و صدقات پر ہی نہ ٹک جائے۔ اس لئے زکوٰۃ و صدقات کو سرے سے ان پر حرام قرار دے دیا گیا۔

۶..... اس کے علاوہ عین ممکن ہے کہ خاندان نبوت پر زکوٰۃ و صدقات حرام قرار دینے کی یہ حکمت ہو کہ میرا خاندان ذلیل و دنیا اور معمولی رزق کی خاطر مسلمانوں کی نگاہ میں ذلیل و خوار نہ ہو جائے یا لوگوں کی زکوٰۃ و صدقات پر تکیہ کر کے حصول رزق میں کامل دست نہ پڑ جائے۔ اس لئے آپ ﷺ نے ان پر زکوٰۃ و صدقات کو حرام قرار دے کر انہیں محنت و مجاہدے سے بقدر کفایت

رزق حاصل کرنے اور امور آخرت کی طرف متوجہ فرمایا۔

حیرت ہے کہ قادیانیوں کو ایک طرف آقائے دو عالم ﷺ کے اس زہد و تکلف اور اپنی ذات سے لے کر اپنی آل، اولاد اور خاندان کے لئے کفاف و قناعت کے طرز عمل پر تو اعتراض ہے۔ مگر دوسری طرف انہیں میلہ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی کے اس بدترین کردار اور مال بٹورنے کے سو، سو غلیظ حیلوں، بہانوں اور بیسیوں قسم کے چندوں پر کوئی اعتراض نہیں۔

اگر قادیانی امت، تعصب اور عناد کی عینک اتار کر ایک لمحے کے لئے اپنے انگریزی نبی مرزا غلام احمد قادیانی کی مالی حالت پر غور کرتی تو اس پر یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی کہ سیالکوٹ کی عدالت میں کلرک کرنے والے ایک معمولی شخص کی فیملی ”رائل فیملی“ کیسے بن گئی؟ اور اس کا خاندان دنیا کے امیر ترین خاندانوں میں کیسے شامل ہو گیا؟ اور اس کے پاس اس قدر وافر مقدار میں مال و دولت کہاں سے آگئی؟ اور ان کی زمینوں اور جائیدادوں کی اسٹیٹس کہاں سے نازل ہو گئیں؟

بلاشبہ قادیانی امت خود ہی مرزائی نبوت کی شریعت کی روشنی میں ہٹلا سکتی ہے کہ یہ سب قادیانی چندہ مہم کی برکت ہے۔ کیونکہ قادیانی شریعت میں تو قبر بھی چندے کے عوض فروخت ہوتی ہے۔ اس لئے کہ جو قادیانی وقف زندگی، وقف جدید، وقف فلاں، وقف فلاں کا چندہ نہ دے سکیں۔ انہیں قادیانی، بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ جس کا معنی یہ ہے کہ جو قادیانی بہشتی مقبرے کا چندہ نہ دے پائے دوسرے لفظوں میں وہ جہنمی مقبرے میں دفن ہوگا۔ گویا مرزا قادیانی کو چندہ نہ دینے والے قادیانی اس دنیا میں ہی جہنمی ہیں۔

قادیانیو! حضرت محمد ﷺ اور آپ کے خاندان کے زکوٰۃ و صدقات استعمال نہ کرنے پر تو تمہیں اعتراض ہے۔ لیکن افسوس! کہ تمہیں اپنے نبی کے کھجریوں کی کمائی ہضم کرنے اور اسے شیر مادر سمجھ کر ہڑپ کر جانے پر کوئی اشکال نہیں، آخر کیوں؟ قادیانیو! تمہارا نبی زندگی بھر دونوں ہاتھوں سے چندہ سیٹا رہا اور ساری زندگی مالی تنگی کا رونا بھی روتا رہا۔ سوال یہ ہے کہ آج اس کی فیملی اور خاندان ”رائل فیملی“ کیسے بن گیا؟

قادیانیو! تمہارے نبی کی ساری زندگی دوسروں کے مال پر نظر رہی۔ جب کہ ہمارے نبی آقائے دو عالم ﷺ کی زندگی دنیا داری سے وامن چھڑانے میں گزری۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہمیں تمہارے مال کی نہیں ایمان و اعمال کی ضرورت ہے۔

قادیانیو! تمہارے ہاں غریب کی کوئی حیثیت نہیں۔ چندہ دینے والے تمہارے ہاں

بہشتی ہیں اور غریب جہنمی ہیں اور تم قبروں کو بیچتے ہو۔ جب کہ ہمارے نبی اور ان کے امتیوں نے قبر فروشی کا کاروبار نہیں کیا۔ بلکہ ہمارے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”فمن مات وعليه دين ولم يتترك وفاء فعلی قضاءه ومن ترك مالا فلورثته (بخاری ج ۲ ص ۹۹۷)“ اگر کوئی مسلمان فوت ہو جائے اور اس پر کوئی قرضہ ہو تو اس کا میں (ﷺ) ذمہ دار ہوں، اور اگر مال چھوڑ جائے تو اس کا مال اس کے وارثوں کا ہے۔ ﴿

ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ نے فرمایا: ”لانسورث، ماترکنا صدقة (بخاری ج ۲ ص ۹۹۶)“ ہم جماعت انبیاء جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں وہ ہمارے خاندان میں بطور وراثت تقسیم نہیں ہوتا بلکہ وہ صدقہ ہے۔ ﴿

قادیانیو! بتادو..... مرزا غلام احمد قادیانی کی جائیداد اس کے خاندان کے علاوہ کہاں خرچ کی گئی؟ اگر قادیانیوں میں ذرہ برابر بھی شرم و حیا، یا عقل و دانش کی کوئی رتق ہوتی تو وہ نبی امی ﷺ کی ذات ستودہ صفات پر اعتراض کرنے کی بجائے دنیا کے پجاری اور انگریز کے حواری نبی، مرزا غلام احمد قادیانی پر دو حرف بھیج کر اس سے اظہار برأت کرتے۔

جہاد کیوں؟

۴..... حضرت محمد ﷺ نے جہاد کا حکم کیوں دیا؟ جہاد کو اسلام کا پانچواں ضروری رکن کیوں قرار دیا؟

جواب..... دیکھا جائے تو اس اعتراض کے پیچھے بھی مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی امت کی انگریز حکومت کی نمک خواری کا جذبہ کارفرما ہے۔ ورنہ مرزائیوں اور تمام دنیا کو معلوم ہے کہ جہاد کا حکم حضرت محمد ﷺ نے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ اس لئے ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ مرزائیوں، قادیانیوں اور ان کے باواغلام احمد قادیانی کو اسلام اور قرآن پر نہ صرف یہ کہ ایمان نہیں بلکہ ان کا اس سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔

۲..... اگر قادیانی، قرآن کریم کو مانتے ہوتے اور اللہ کا کلام سمجھتے ہوتے تو ان کو معلوم ہوتا کہ اگر آنحضرت ﷺ نے از خود جہاد کا حکم دینا ہوتا تو کئی دور میں اس وقت اس کا حکم دیتے۔ جب مسلمان، کفار و مشرکین کے ظلم کی چکی میں پس رہے تھے۔ اگر جہاد کا معاملہ آپ ﷺ کے قبضے میں ہوتا تو آپ ﷺ اپنے جان نثاروں کو صبر کی تلقین نہ فرماتے۔ حبشہ کی ہجرت کی اجازت نہ دی جاتی۔ آپ ﷺ اپنا آبائی گھر چھوڑ کر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کیوں فرماتے؟ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ ﷺ کفار اور مشرکین مکہ کے مظالم کیوں برداشت کرتے؟

۳..... اس سے بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو قرآن کریم میں جس طرح مسلمانوں کو جہاد پر آمادہ کرنے اور اس طرف متوجہ کرنے کے لئے فرمایا ہے۔ اس سے صاف اور واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم مسلمانوں کے لئے قلت تعداد کے باعث ثقل تھا اور ان کے لئے جہاد کا حکم بجالانا کسی قدر مشکل تھا۔ چنانچہ مندرجہ ذیل آیات میں مسلمانوں کو جہاد کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا گیا۔

الف..... ”اذن للذين يقاتلون بانهم ظلموا وان الله على نصرهم لقدير (الحج: ۳۹)“ ﴿حکم ہوا ان لوگوں کو جن سے کافر لڑتے ہیں۔ اس واسطے کہ ان پر ظلم ہوا اور اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔﴾

ب..... ”يا ايها النبي حرّض المؤمنين على القتال ان يكن منكم عشرون صابرون يغلبوا مائتين وان يكن منكم مائة يغلبوا الفاً من الذين كفروا بانهم قوم لا يفقهون (الانفال: ۶۵)“ ﴿اے نبی! شوق دلا مسلمانوں کو لڑائی کا، اگر ہوں تم میں بیس شخص ثابت قدم رہنے والے تو غالب ہوں دوسو پر، اور اگر ہوں تم میں سے سو شخص تو غالب ہوں ہزار کافروں پر اس واسطے کہ وہ لوگ سمجھ نہیں رکھتے۔﴾

ج..... ”كتب عليكم القتال وهو كره لكم وعسى ان تكرهوا شيئاً وهو خير لكم وعسى ان تحبوا شيئاً وهو شر لكم والله يعلم وانتم لا تعلمون (البقرہ: ۲۱۶)“ ﴿فرض ہوئی تم پر لڑائی اور وہ بری لگتی ہے تم کو اور شاید کہ تم کو بری لگے ایک چیز اور وہ بہتر ہو تمہارے حق میں اور شاید تم کو بھلی لگے ایک چیز اور وہ بری ہو تمہارے حق میں اور اللہ جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے۔﴾

ان آیات اور اسی طرح کی دوسری متعدد آیات سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ جہاد کا حکم آنحضرت ﷺ کی جانب سے نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا۔ چونکہ اس وقت مسلمانوں کی تعداد کم تھی اور وہ ایک عرصہ سے کفار کے مظالم کی چکی میں پس رہے تھے اور مسلمان بظاہر کفار کی تعداد اور قوت و شہمت سے کسی قدر خائف بھی تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو حکم دیا کہ ان کو جہاد پر آمادہ کیا جائے اور باور کرایا جائے کہ وہ کفار کی عددی کثرت سے خائف نہ ہوں بلکہ مسلمانوں کا ایک فرد کفار کے دس پر بھاری ہوگا۔

۴..... اسی طرح یہ بھی واضح کیا گیا کہ مسلمانوں کو یہ احساس بھی نہیں رہنا چاہئے کہ اب تک تو ہمیں کفار کے مظالم پر مبرکی تلقین کی جاتی رہی اور ان کی جانب سے دی جانے والی تکالیف

واذیتوں پر صبر و برداشت کا حکم تھا تو اب جوابی، بلکہ اقدامی کارروائی کا حکم کیونکر دیا جا رہا ہے؟ تو فرمایا گیا کہ یہ صبر و برداشت ایک وقت تک تھی۔ اب اس کا حکم ختم ہو گیا ہے اور جہاد و قتال کا حکم اس لئے دیا جا رہا ہے کہ اب تمہارے صبر کا امتحان ہو چکا اور کفار کے مظالم کی انتہاء ہو چکی۔

نیز یہ کہ چونکہ اس وقت کفار، مشرکین اور ان کے مظالم، اشاعت اسلام میں رکاوٹ تھے اور وہ فتنہ پردازی میں مصروف تھے۔ اس لئے حکم ہوا کہ: ”وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ“ یعنی کفار سے یہاں تک قتال کرو کہ کفر کا فتنہ ناپود ہو جائے۔

اسی طرح اس مضمون کو دوسری جگہ یوں ارشاد فرمایا گیا:

الف..... ”يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفْرَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَا هُمْ بِضِئْسِ الْمُصِيرِ (التوبة: ۷۳)“ ﴿اے نبی! کفر والوں سے اور منافقوں سے اور ستم خوئی کران پر اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔﴾

ب..... ”قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسْكَنٌ تَرْضَوْنَهَا أَحَبُّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ (التوبة: ۲۴)“ ﴿تو کہہ دے اگر تمہارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور عورتیں اور برادری اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور سوداگری، جس کے بند ہونے سے تم ڈرتے ہو اور جو یلیاں جن کو پسند کرتے ہو تم کو زیادہ پیاری ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور لڑنے سے اس کی راہ میں تو انتظار کرو۔ یہاں تک کہ بھیجے اللہ اپنا حکم اور اللہ رستہ نہیں دیتا تا فرمان لوگوں کو۔﴾

ان آیات سے بھی واضح طور پر معلوم ہوا کہ جہاد کا حکم اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہوا ہے۔ بلکہ اس میں شدت کی تاکید ہے اور جو لوگ اپنی محبوبات و مرغوبات کو چھوڑ کر جہاد کا حکم بجا نہیں لائیں گے۔ وہ اللہ کے عذاب کا انتظار کریں۔ بتلایا جائے کہ اگر اللہ کا رسول ﷺ، صحابہ کرام یا مسلمان اس حکم الہی کو بجالائیں اور نصوص قطعیہ کی وجہ سے اسے فرض جانیں تو اس میں اللہ کے نبی، صحابہ کرام اور مسلمانوں کا کیا قصور ہے؟ نیز یہ بھی بتلایا جائے کہ جو لوگ طبعی خواہش اور نفس کے تقاضے کے خلاف سب مرغوبات و محبوبات کو چھوڑ کر اللہ کا حکم بجالائیں۔ وہ قابلِ طعن ہیں یا وہ جو دنیاوی مفادات اور انگریزوں کی خوشنودی کی خاطر اللہ کے حکم کو پس پشت ڈال دیں؟

بلاشبہ قادیانوں کا یہ اعتراض ”الناچور کو قتال کو ڈانٹنے“ کے زمرے اور مصداق میں

آتا ہے۔

۵..... اس سے ہٹ کر مشاہدات، تجربات، عقل اور دیانت کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو اللہ کے باغی کفار، مشرکین اور معاندین کے خلاف جہاد یا اعلان جنگ عین قرین قیاس ہے۔ اس لئے کہ دنیا کے دو پیسے کے بادشاہوں میں سے کسی کے خلاف اس کی رعایا کا کوئی فرد اعلان بغاوت کر دے تو پہلی فرصت میں اس کا قلع قمع کیا جاتا ہے اور ایسے باغی کے خلاف پورے ملک کی فوج اور تمام حکومتی مشینری حرکت میں آ جاتی ہے۔ تا آنکہ اس کو ٹھکانے لگا دیا جائے۔

اور مہذب دنیا میں ایسے باغیوں سے کسی قسم کی رعایت برتنے کا کوئی روادار نہیں ہوتا اور نہ ہی ان کے حق میں کسی کو سفارش کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔ بلکہ اگر ایسے باغی گرفتار ہو جائیں اور سو بار توبہ بھی کر لیں تو ان کی جان بخشی نہیں ہوتی۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر کوئی قوم، برادری یا افراد، خالق و مالک کائنات اور رب العالمین سے بغاوت کریں اور نعوذ باللہ! اس کو چھوڑ کر وہ کسی دوسرے کو رب، الہ اور مالک مان لیں یا خالق کائنات کے احکام سے سربتابی کریں تو کیا اس رب العالمین اور مالک ارض و سما کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنی فوج کے ذریعہ ان شوریدہ سروں کا علاج کرے اور ان کو ٹھکانے لگائے؟ دیکھا جائے تو جہاد کا یہی مقصد ہے اور یہ عدل و انصاف کے عین مطابق ہے۔

۶..... پھر جہاد صرف شریعت محمدی ہی میں شروع نہیں ہوا بلکہ اس سے قبل دوسرے انبیاء کی شریعتوں میں بھی شروع تھا۔ جیسا کہ بائبل میں ہے: ”پھر ہم نے مٹر کر بسن کا راستہ لیا اور بسن کا بادشاہ عوج اورعی میں اپنے سب آدمیوں کو لے کر ہمارے مقابلے میں جنگ کرنے کو آیا اور خداوند نے مجھ سے کہا: اس سے مت ڈر۔ کیونکہ میں نے اس کو اور اس کے سب آدمیوں اور ملک کو تیرے قبضے میں کر دیا ہے۔ جیسا تو نے امور یوں کے بادشاہ سحون سے جو حصیوں میں رہتا تھا۔ کیا ویسا ہی تو اس سے کرے گا؟ چنانچہ خداوند ہمارے خدا نے بسن کے بادشاہ عوج کو بھی اس کے سب آدمیوں سمیت ہمارے قابو میں کر دیا اور ہم نے ان کو یہاں تک مارا کہ ان میں سے کوئی باقی نہ رہا اور ہم نے اسی وقت اس کے سب شہر لے لئے اور ایک شہر بھی ایسا نہ رہا جو ہم نے ان سے نہ لے لیا ہو..... اور جیسا ہم نے حصیوں کے بادشاہ سحون کے ہاں کیا ویسا ہی ان سب آبادیوں کو مع عورتوں اور بچوں کے بالکل نابود کر ڈالا۔“ (استقامہ باب ۳، آیت ۱۳ تا ۱۶)

اسی طرح باب ۲۰، آیت ۱۰ تا ۱۳ میں ہے: ”جب تو کسی شہر سے جنگ کرنے کو اس کے نزدیک پہنچے تو پہلے اسے صلح کا پیغام دینا اور اگر وہ تجھ کو صلح کا جواب دے اور اپنے پھانک

تیرے لئے کھول دے تو وہاں کے سب باشندے تیرے باج گزار بن کر تیری خدمت کریں اور اگر وہ تجھ سے صلح نہ کریں بلکہ تجھ سے لڑنا چاہے تو تو اس کا محاصرہ کرنا، اور جب خداوند تیرا خدا اسے تیرے قبضے میں کر دے تو وہاں کے ہر مرد کو تلوار سے قتل کر ڈالنا۔ لیکن عورتوں اور بال بچوں اور چوپائیوں اور اس شہر کے سب مال لوٹ کر اپنے لئے رکھ لینا اور تو اپنے دشمنوں کی اس لوٹ کو جو خداوند تیرے خدا نے تجھ کو دی ہو کھانا۔“

مال غنیمت میں آنے والی عورتیں لوٹ لیاں کیوں؟

۵..... ”مال غنیمت کے طور پر دشمن کی عورتیں مسلمانوں کے لئے کیوں حلال قرار دیں؟ کیا عورتیں انسان نہیں۔ بھیڑ بکریاں ہیں۔ جنہیں مال غنیمت کے طور پر ہانٹا جائے اور استعمال کیا جائے؟“

جواب..... دشمن سے لڑائی، قتال اور جہاد کی صورت میں کفار و مشرکین کے جو افراد گرفتار ہو جائیں وہ قیدی کہلاتے ہیں۔ پھر اگر مسلمان فوج کے کچھ افراد مخالفین کے ہاتھوں گرفتار ہو جائیں تو کفار قیدیوں سے تبادلہ کر کے مسلمانوں کو چھڑایا جائے گا۔ اس کے علاوہ جو فوج رہیں گے ان کو غلام اور لوٹ لیاں قرار دے کر انہیں مسلمان فوجیوں میں بطور مال غنیمت تقسیم کر دیا جائے گا۔ اس کا نام ہے ”غلامی کا مسئلہ“

غلامی کے اس مسئلے پر عام طور پر اسلام دشمن یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ یہ بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے اور مسلمانوں کی جانب سے یہ انسانوں پر ظلم ہے۔

اس عنوان سے عیسائی دنیا اور انسانی حقوق کے نام نہاد علم بردار بھی اعتراض کیا کرتے ہیں۔ قادیانیوں کا اس مسئلے پر اعتراض کرنا دراصل اپنے عیسائی آقاؤں کی ہم نوائی اور ان کی ہاں میں ہاں ملانے کے مترادف ہے۔ بلکہ ان کے منہ کی بات جھین کر اپنے منہ سے نکالنے کی مانند ہے۔ جب کہ قادیانیوں اور ان کے آقاؤں کو معلوم ہونا چاہئے کہ غلامی کا مسئلہ اسلام نے جاری نہیں فرمایا۔ بلکہ یہ قبل از اسلام عیسائیوں اور یہودیوں میں بھی جاری تھا۔ چنانچہ غلاموں اور لوٹ لیاؤں کا تذکرہ خود بائبل میں بائیں الفاظ موجود ہے۔

الف..... ”اور یعقوب نے لابن سے کہا کہ میری مدت پوری ہو گئی۔ سو میری بیوی مجھے دے تاکہ میں اس کے پاس جاؤں تب لابن نے اس جگہ کے سب لوگوں کو بلا کر جمع کیا اور ان کی ضیافت کی..... اور لابن نے اپنی لوٹ لیا، زلفہ، اپنی بیٹی لیاہ کے ساتھ کر دی کہ اس کی لوٹ لیا ہو۔“

(پیدائش باب ۲۹، آیت ۲۱-۲۳)

ب..... (باب ۳۰، آیت ۱۰) میں ہے: ”اور لیاہ کی لوٹری زلفہ کے بھی یعقوب سے ایک بیٹا ہوا۔“

ج..... (استثناء باب ۲۳، آیت ۱۵) میں ہے: ”اگر کسی کا غلام اپنے آقا کے پاس سے بھاگ کر تیرے پاس پناہ لے تو تو اسے اس کے آقا کے حوالہ نہ کر دیتا۔“

اس کے علاوہ قبل از اسلام مشرکین مکہ میں بھی غلامی کا رواج تھا۔ بلکہ یہود و نصاریٰ سے لے کر کفار و مشرکین مکہ تک سب ہی لوگ غلاموں اور لونڈیوں کو کسی انسانی سلوک کا مستحق نہیں سمجھتے تھے۔ حد تو یہ ہے کہ وہ لوگ ایک آزاد انسان کو پکڑ کر زبردستی غلام بنا کر بیچ دیتے تھے۔ جب کہ اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ نے اس کی شدید مذمت فرمائی اور قرآن کریم نے مسلمانوں کو غلاموں کے ساتھ اسی طرح کے حسن سلوک اور نیک برتاؤ کی تلقین اور تاکید فرمائی۔ جس طرح کے وہ اپنے والدین کے ساتھ سلوک کے روادار تھے۔ ملاحظہ ہو ارشاد الہی: ”واعبدوا اللہ ولا تشركوا به شیئاً وبالوالدین احساناً وبذی القربیٰ والیتیمی والمسکین والجار ذی القربیٰ والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم ان اللہ لا یحب من کان مختالاً فخوراً (النساء: ۳۶)“ اور بندگی کرو اللہ کی اور شریک نہ کرو اس کا کسی کو، اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور قرابت والوں کے ساتھ اور یتیموں اور فقیروں اور ہمسایہ قریب اور ہمسایہ اجنبی اور پاس بیٹھنے والے اور مسافر کے ساتھ اور اپنے ہاتھ کے مال یعنی غلام باندیوں کے ساتھ، بے شک اللہ کو پسند نہیں آتا اترانے والا بڑائی کرنے والا۔ ﴿

دیکھا جائے تو اس آیت شریفہ میں دو قسم کے احکام ایک ہی جگہ اور ایک ہی سیاق و سباق میں بیان کئے گئے ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت اور دوسرے اس کی مخلوق سے حسن سلوک اور نیکی کا برتاؤ کرنا۔ پھر دوسرے حصے میں بطور خاص کچھ ایسے لوگوں کو مخصوص کر کے بیان کیا گیا ہے۔ جن کے ساتھ انسان نیکی میں بے اعتنائی برتا ہے۔ تاکہ ان کی طرف زیادہ توجہ ہو۔ گویا ان دونوں احکام کو ایک ہی جگہ بیان کرنے کا مقصود یہ ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا، اس کا شریک نہ ٹھہرانا اسلام لانے کے لئے ضروری ہے۔ ویسے ہی اس کی مخلوق کے ساتھ نیکی کرنا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ شریعت کے یہی دو اہم اجزاء ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ سے سچا تعلق اس کی اطاعت عبادت اور دوسرے اس کی مخلوق کے ساتھ نیکی کا معاملہ۔

پس جہاں بائبل میں غلاموں کے ساتھ حسن سلوک سے متعلق ایک حرف بھی نہیں

کہا گیا۔ قرآن کریم میں ان کے ساتھ سلوک کو اس قدر ضروری قرار دیا گیا ہے جیسے والدین کے ساتھ حسن سلوک کو۔ لہذا جیسے والدین کے ساتھ حسن سلوک ضروری ہے۔ ویسے ہی غلاموں کے ساتھ حسن سلوک بھی ضروری ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت، والدین کے ساتھ حسن سلوک اور غلاموں کے ساتھ نیک برتاؤ کو ایک ہی آیت میں اور ایک ہی قسم کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ غلامی کا مسئلہ اگرچہ پہلے سے جاری تھا۔ جس کو اسلام نے بھی بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر باقی رکھا۔ مگر دنیائے عیسائیت اور کفر و شرک کی زیادتیوں سے ہٹ کر اسلام نے مسلمانوں کو ان کے ساتھ حسن معاشرت کا درس دیا اور اس کی تاکید کی۔ چنانچہ غلاموں کے ساتھ مسلمانوں کی جانب سے حسن سلوک کی اس اظہر من الشمس حقیقت کا کوئی دشمن اسلام بھی انکار نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے عیسائی مصنف ہلوی اپنی کتاب ”ڈکشنری آف اسلام“ میں کھلے دل سے اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ: ”یہ بالکل صاف امر ہے کہ قرآن شریف اور احادیث میں غلاموں کے ساتھ نیک کرنے کی بڑے زور کے ساتھ تاکید کی گئی ہے۔“

غلاموں کے ساتھ اس حسن برتاؤ اور اسلام میں ان کی اسی اہمیت و عظمت کو دیکھ کر ایک صحابی رسول یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ: ”والذی نفسی بیدہ! لولا الجہاد فی سبیل اللہ والحج وبرامی لأجبت ان اموت وانا المملوک“ ﴿قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر جہاد فی سبیل اللہ، حج اور اپنی ماں کی خدمت کا معاملہ نہ ہوتا تو میں پسند کرتا کہ میں غلامی کی حالت میں مروں﴾۔

یہ ایک آزاد اور صحابی رسول کی آرزو اور تمنا ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے غلاموں کے ساتھ جس حسن سلوک کا حکم دیا اور جس طرح اس کی تاکید فرمائی۔ اس کو دیکھ کر ایسا ہوگا جو اپنے آپ کو غلام نہ بنا لیتا۔ چنانچہ غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کے سلسلے میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: ”ان اخوانکم خولکم جعلہم اللہ تحت أیدیکم فمن کان أخوہ تحت یدہ فلیطعمہ مما یأکل ولیلبسہ مما یلبس ولا تکلفوہ ما یغلبہم فان کلفتموہم فاعینوہم (صحیح بخاری ج ۱ ص ۹)“ ﴿یعنی یہ تمہارے بھائی تمہارے خدمت گار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے قبضے میں دیا ہے۔ بس جس شخص کا بھائی اس کے ہاتھ کے نیچے یعنی قبضے میں ہو، اسے چاہئے کہ جو چیز وہ خود کھائے اس بھی وہی کھلائے اور جو لباس خود پہنتا ہے اسے بھی اسی طرح کا پہنائے اور ان پر ان کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالو اور اگر ان کی طاقت سے زیادہ کوئی بوجھ ڈالو تو اس میں ان کی مدد کرو۔﴾

غرض غلامی کا رواج یہودیت، عیسائیت، ہندومت، تمام یورپی اقوام اور قبل از اسلام کفار و مشرکین سب کے ہاں تھا۔ مگر غلاموں کے ساتھ حسن سلوک، ان کے حقوق کی پاسداری اور ان کی آزادی کے فضائل جتنا اسلام اور پیغمبر اسلام نے ارشاد فرمائے، اتنا کسی دوسرے مذہب میں نہ تھے۔

دیکھا جائے تو اسلام کو غلامی کے مسئلے میں طعن و تشنیع کا نشانہ بنانے والوں کا دامن اس مسئلے میں سب سے زیادہ داغدار ہے۔ کیونکہ اسلام کے سوا کسی مذہب میں بھی غلاموں کے اخلاقی اور معاشرتی کسی قسم کے حقوق کا ذرہ بھرتہ نہ کرہ نہیں تھا۔ بلکہ بائبل میں تو صرف غلاموں کو اس کی تلقین تھی کہ وہ اپنے آقاؤں کی ایسی اطاعت کریں۔ جیسے کوئی عیسائی اپنے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کیا کرتا ہے اور غلاموں کو تلقین تھی کہ اگر کوئی آقا کے پاس سے بھاگ جائے تو واپس اپنے آقا کے پاس چلا جائے۔ اس کے مقابلے میں غلاموں کے آقاؤں کو ایسی کوئی ہدایت نہ تھی کہ وہ اپنے غلاموں کے ساتھ کیسا برتاؤ کریں؟ اور نہ ہی اس پر کوئی قدغن تھی کہ کوئی شخص کسی آزاد کو غلام بنالے۔ یہی وجہ ہے کہ افریقہ کے نیگروؤں کو عیسائیوں کے ہاں پکڑ پکڑ کر غلام بنایا جاتا تھا۔ چنانچہ غلامی کی رسم ختم کرنے کے دعویداروں کے منہ پر اس سے زیادہ زور دار طمانچہ کیا ہوگا کہ انسائیکلو پیڈیا آف ریلیجن اینڈ اتھنکس کا مقالہ نگار لکھتا ہے کہ: ”۱۴۲۲ء میں کنزلس نے دس غلام پر نکال گئے شاہزادہ ہنری کو بطور تحفہ پیش کئے۔ ۱۴۴۳ء میں میوزٹریشن افریقہ کے لئے ایک مہم پر بحری راستے سے روانہ ہوا اور چودہ غلاموں کو لے کر واپس آیا۔ افریقہ کے لوگ فطرتاً ان حملوں کو ناپسند کرتے تھے۔ جو ان کو غلام بنانے کی غرض سے کئے جاتے تھے۔ یورپین تاجرانے اپنے حملوں کے عذر پیدا کرنے کے لئے اہل افریقہ میں آپس میں جنگ کر دیتے تھے۔ ۱۵۶۲ء میں سر جان ہاکنگ گونیا کے لئے روانہ ہوا اور تین سو غلام حاصل کئے۔ پھر ان کو فروخت کر کے انگلینڈ چلا آیا۔ فرانسیسی، اسپینی اور ڈچ ان سب کے ہاں غلاموں کی تجارت کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ لیکن انگریزوں کے ہاں اس کا سراغ چارلس کے اس فرمان تک نہیں ملتا۔ جو اس نے ۱۶۳۱ء میں افریقہ کمپنی کے نام اس مضمون کا لکھا تھا کہ وہ برطانوی علاقوں کے لئے افریقی غلام مہیا کرے۔ ۱۶۴۰ء میں تیرہویں لوئس نے ایک فرمان اس مضمون کا شائع کیا کہ تمام وہ افریقی جو فرانس کی نوآبادیات میں سکونت رکھتے ہیں۔ بہر حال غلام بنائے جاسکتے ہیں۔ ۱۶۵۵ء میں کرومویل نے جیکا کو اسپین والوں سے چھینا تو دیکھا کہ وہاں پندرہ سو سفید فام اور اتنے ہی نیگرو غلام موجود ہیں اور خود وہاں کے رہنے والوں کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ ۱۶۶۲ء میں تیسری افریقہ کمپنی قائم ہوئی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ

برطانوی مغرب کی ہندوستانی نوآبادیات میں تین ہزار غلام سالانہ مہیا کئے جائیں۔ ۱۶۷۹ء اور ۱۶۸۹ء کے درمیان صرف دس برس کی مدت میں کم و بیش ساڑھے چار ہزار غلام ہر سال برطانوی نوآبادیات میں آباد کئے جاتے رہے۔ فرانس کروٹے ۷ مارچ ۱۶۸۷ء کو ان غریبوں کی سرگزشت لکھتے ہوئے بیان کیا ہے کہ: ”اس جگہ کی سب سے بڑی تجارت ان غلاموں کی ہے جن کو یہاں لایا جاتا ہے۔ یہ لوگ یہاں بالکل مادرزاد برہمنی کے ساتھ آتے ہیں اور ان کے گاہک ان کا منہ کھول کھول کر دیکھتے ہیں اور ان کا امتحان گھوڑوں اور چوپاؤں کی طرح کرتے ہیں۔“

۱۷۱۳ء میں انگریزوں اور اسپینیوں کے درمیان جو معاہدہ ہوا تھا اس کی رو سے انگلینڈ نے اس بات کا وعدہ کیا تھا کہ اسپین والوں کو تیس سال تک برابر چار ہزار آٹھ سو غلام مہیا لانا مہیا کرتا رہے گا۔ غلاموں کی تجارت سے جو نفع حاصل ہوتا تھا انگلینڈ اور اسپین دونوں کے بادشاہ اس میں ایک حصے کے شریک تھے۔ افریقہ کے غلاموں کی تجارت کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ یہاں تک کہ ۱۷۸۸ء میں جب غلامی کے انسداد کے لئے پارلیمنٹ میں ایک بل پیش کیا گیا تو اندازہ کیا جاتا ہے کہ اس وقت افریقہ سے ہر سال دو لاکھ غلام لے جائے جاتے تھے۔ جن میں سے ایک لاکھ امریکہ وغیرہ اور بقیہ افریقہ کے مشرقی ساحل سے ایران اور کچھ تھوڑے سے وسط افریقہ سے ترکی اور مصر لے جائے جاتے تھے۔“ (بحوالہ اسلام میں غلامی کا تصور، مولانا سعید احمد اکبر آبادی ص ۳۶)

غلامی کو ختم کرنے کے نام نہاد دعویداروں کے بلند و بانگ دعوؤں کے باوجود ان کے پاس اس وقت بھی پچاس لاکھ غلام موجود تھے۔ جب کہ مسلمانوں کے ہاں غلامی کا تصور کبھی کا معدوم ہو چکا تھا۔ چنانچہ ۱۶ اپریل ۱۹۳۸ء کے اخبار ”نیشنل کال“ کی ایک خبر ملاحظہ ہو: ”جنیوا میں جمعیت اقوام کی مشورہ کمیٹی جو چند ممبران پر مشتمل ہے اور جو غلامی کے مسئلے پر غور و خوض کرنے کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ اس نے ۳ مارچ سے ۱۲ اپریل ۱۹۳۸ء تک اپنے اجلاس کئے۔ ۱۹۳۰ء لیگ اسمبلی لاڈسٹیل نے برطانوی حکومت کی نمائندگی کرتے ہوئے فرمایا کہ دنیا میں اب بھی کم از کم پانچ ملین یعنی پچاس لاکھ غلام موجود ہیں۔ یہ سب اس کے باوجود ہے کہ ۱۹۲۶ء میں جمعیت اقوام کی مجلس میں یہ اعلان کیا گیا تھا کہ دستخط کرنے والی حکومتیں جن کی تعداد ۲۸ تھی۔ اپنے اپنے علاقوں میں غلاموں کی تجارت کو تشدد آمیز حکمت عملی سے کام لے کر بالکل ختم کر دیں گی۔ ان حکومتوں میں امریکا کی ریاست ہائے متحدہ بھی شامل تھیں۔ اس مشورہ کمیٹی کے تقرر کا یہ فائدہ ضرور ہوا ہے کہ غلام حاصل کرنے کے لئے جو باقاعدہ اور منظم حملے ہوتے تھے وہ رک گئے۔“

(بحوالہ اسلام میں غلامی کا تصور ص ۳۸)

قارئین اور خصوصاً قادیانی بتلائیں کہ غلامی کی لعنت کو رواج دینے والے مسلمان ہیں؟ یا ان کے آقا عیسیٰ؟ اسلام میں غلامی کی ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ مسلمان فوج کفار سے جنگ کرے اور کفار مرد و خواتین گرفتار ہو کر آئیں تو انہیں غلام و لونڈی بنالیا جائے اور بس۔ اس کے علاوہ اسلام نے دوسری تمام صورتوں کو ناجائز و حرام قرار دیا ہے۔

اگر دیکھا جائے تو اس صورت میں بھی غلامی کا طوق کفار نے اپنے گلے میں خود ہی ڈالا ہے۔ ورنہ پیغمبر اسلام ﷺ کی، مسلمان فوجیوں کو یہ ہدایت تھی کہ کسی علاقے کے فتنہ پرور کفار سے جہاد کے وقت عین میدان کارزار میں بھی پہلے انہیں اسلام کی دعوت دی جائے۔ مان جائیں تو فہما ورنہ دوسرے نمبر پر ان کو کہا جائے کہ بے شک تم اپنے مذہب پر رہو۔ مگر اسلامی مملکت کے پرامن شہری بن کر رہو اور اسلامی حکومت کو جزیہ اور ٹیکس دیا کرو۔ چنانچہ اگر وہ اس کے لئے راضی ہو جائیں تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان کی جان، مال اور عزت کی حفاظت کی ذمہ داری مسلمانوں پر فرض ہے۔ جزیہ دینے کے باوجود بھی اگر کسی مسلمان نے ان کے ساتھ زیادتی کی تو پیغمبر اسلام ﷺ کا فرمان ہے کہ: ”الا! من ظلم معاهداً أو تنقصه أو كلفه فوق طاقته أو أخذ منه شيئاً بغير طيب نفس فأنا حجيجه يوم القيامة“ (ابوداؤد ج ۲ ص ۷۷)۔

یعنی کل قیامت کے دن میں اس غیر مسلم ذمی کی طرف سے بارگاہ الہی میں زیادتی کرنے والے مسلمان کے خلاف وکیل صفائی کا کردار ادا کروں گا۔

گویا اس سے واضح ہوا کہ اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ نے کفار و مشرکین کی حریت و آزادی پر قدغن لگانے اور ان کو غلام بنانے کی حتی الامکان ممانعت فرمائی ہے۔ لیکن اگر کوئی کوتاہ قسمت غیر مسلم، اسلام کی طرف سے دی گئی ان لازوال سہولیات سے فائدہ نہیں اٹھاتا تو اس کا معنی یہ ہے کہ وہ خود ہی اپنی حریت و آزادی کا دشمن اور اسے ختم کرنے کا ذمہ دار ہے۔

اس کی مثال بالکل ایسے ہی ہے جیسے کسی بادشاہ یا حکومت نے اعلان کیا ہو کہ جو شخص ناحق قتل اور ڈاکا زنی کا مرتکب پایا گیا۔ اسے زندگی بھر جیل میں رہنا ہوگا۔ اب اگر کوئی بد نصیب حکم شاهی کے علی الرغم ان جرائم کا مرتکب پایا جائے اور حکومت اسے عمر قید کی سزا سنائے تو اس سزا کا ذمہ دار وہ مجرم ہے یا حکومت وقت؟ کیا ایسی صورت میں حکومت قابل ملامت ہے یا وہ مجرم؟

بہر حال غلامی کا رواج تو پہلے سے ہی تھا۔ اب مسلمانوں کے سامنے دو شکلیں تھیں یا تو وہ بھی جنگ میں گرفتار ہو کر آنے والے قیدیوں کو سابقہ ظالم اقوام کی طرح یکسر قتل کر دیے یا انہیں

زندہ رکھ کر ان کو دنیا کی زندگی سے نفع اٹھانے اور آخرت کے معاملے میں غور و فکر کا موقع دیتے۔
ظاہر ہے کہ دوسری صورت ہی قرین عقل و قیاس ہے۔

پھر غلاموں کو زندہ رکھ کر یا تو یورپی اقوام کی طرح ان کے ساتھ جانوروں کا سا سلوک کیا جاتا۔ یا پھر انہیں مسلم معاشرے کا حصہ بننے، مسلمانوں میں شادی بیاہ کرنے اور اسلامی معاشرے کی لازوال خوبیوں سے سرفراز ہونے کا موقع فراہم کیا جاتا۔ چنانچہ اسلام نے غلاموں کے ساتھ شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے نکاح کے معاملے میں مسلمان غلاموں کو مشرکین پر اور مسلمان لونڈیوں کو کافر و مشرک خواتین پر ترجیح دی (البقرہ: ۲۳۱، ۲۳۲) اور ان کے حقوق بھی متعین فرمائے۔

عیسائیوں اور قادیانیوں کا سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ مسلمان، لونڈیوں کے ساتھ بلا نکاح جنسی تعلقات کیوں قائم کرتے ہیں؟

اگر کوئی مسلمان یہ اعتراض کرتا تو شاید قابلِ سماعت ہوتا۔ مگر وہ لوگ، جن کی جنسی بے راہ روی انتہاء کو پہنچی ہوئی ہو۔ جن کے ہاں نکاح کی بجائے زنا کاری اور بدکاری کو قانونی تحفظ حاصل ہو اور جن کے بڑے، چھوٹے اس بلا میں گرفتار ہوں ان کو اس اعتراض کا کیا حق پہنچتا ہے؟ بہر حال ہم اس کا بھی جواب دیئے دیتے ہیں۔

الف..... ہم نے گزشتہ صفحات میں بائبل کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے کہ: ”لاہن نے اپنی لونڈی زلفہ، اپنی بیٹی لیاہ کے ساتھ کر دی کہ اس کی لونڈی ہو۔“

اسی طرح ”اور لیاہ کی لونڈی زلفہ کے بھی یعقوب سے ایک بیٹا ہوا۔“ بتلایا جائے اس میں لونڈی سے نکاح کا کہاں تذکرہ ہے؟ ایسے ہی حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں وارد اس تصریح میں کہ: ”سلیمان کی سات سو بیویاں اور تین سو کنیریں تھیں۔“ (سلاطین: ۱۱-۳) میں بیویوں اور کنیروں میں فرق کیوں کیا گیا؟ اور کنیروں سے ان کے نکاح کا کہاں تذکرہ ہے؟

ب..... غلام اور لونڈیاں جب مسلمانوں کے قبضے میں آگئیں تو ظاہر ہے ان کا اپنے اپنے سابقہ ملک و قوم اور رشتہ داروں سے تعلق منقطع ہو گیا۔ اب یا تو انہیں یوں ہی جنگلی قیدیوں کی طرح زندگی بھر اذیت میں رکھا جائے اور ان کے جنسی تقاضوں کو یکسر نظر انداز کر دیا جائے۔ جو بالکل ناجائز اور ظلم ہوگا۔ یا پھر انہیں بدکاری و زنا کاری کی اجازت دے دی جائے۔ جس سے شاید ان کی جنسی تسکین تو ہو جائے گی۔ مگر اس سے جہاں ان کی دنیا و آخرت برباد ہوگی اور وہ معاشرے پر بدنما داغ ہوں گے۔ وہاں وہ مسلم معاشرے میں گندگی، غلاطت اور معاشرتی بے راہ روی کا ذریعہ

بھی بنتے۔ اس لئے اسلام نے تاجین دارین..... مسلم و کافر ملک کے درمیان دوری..... کو طلاق یا بیوگی کے قائم مقام تصور کرتے ہوئے استبرائے رحم..... رحم کی صفائی..... کا حکم دے کر لوٹ پوٹ کے مالکوں کو حکم دیا کہ یا تو ان کا کسی اچھی جگہ عقد نکاح کر دیا جائے یا پھر حق ملکیت کی بناء پر ان کی جنسی تسکین کا خود انتظام کریں۔ اس سے جہاں ان کی فطری ضرورت پوری ہوگی۔ وہاں اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ جب آقا اور مالک اپنی باندی اور مملوکہ سے گھر کے تمام کاموں میں امداد لے گا اور ساتھ ہی اس کے ساتھ ہم بستر ہوگا تو نفسیاتی طور پر باندی کی حیثیت بالکل ایک خادمہ اور انتہیہ کی سی نہیں رہے گی۔ بلکہ وہ اس کے ساتھ ایک گونہ انیت و محبت محسوس کرے گا اور یہ احساس مالک و مملوکہ کے تعلقات کو خوشگوار بنانے کا باعث ہوگا۔ پھر اگر اس باندی سے بچہ بھی پیدا ہو گیا تو یہ ام ولد یعنی اس کے بچوں کی ماں بن جائے گی اور مالک کی موت پر وہ آزاد ہو جائے گی۔ جس سے معلوم ہوا کہ مالک کے باندی سے اس جنسی تعلق کا سراسر فائدہ باندی ہی کو ہے اور اس کے حق میں ہی مفید ہے۔ کیونکہ اس سے باندی کی آزادی کی ایک راہ نکلتی ہے اور وہ اپنے آقا و مالک کے گھر میں گھر کی مالک کی حیثیت سے رہنے کی حق دار ہوگی۔

بتلایا جائے قادیانیت کا پسندیدہ عیسائی معاشرہ کسی باندی کے ساتھ اس حسن سلوک کا روادار ہے؟ نہیں، قطعاً نہیں..... بلکہ وہ تو اپنی منکوحہ کو بھی داشتہ کے روپ میں دیکھنا چاہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج مغرب اور مغربی معاشرے میں نکاح پر زنا کو ترجیح حاصل ہے۔

ج..... غلام اور باندی کے اپنے آقا و مالک کے ساتھ رہنے میں ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ ان کے اخلاق کی تربیت ہوگی اور ان کی تعلیم و تربیت کا ذریعہ بنے گا۔ یہی وجہ ہے کہ سوائے چند استثنائی صورتوں کے، مسلمانوں کے پاس آنے والے کافر و مشرک غلاموں اور لونڈیوں میں سے نہ صرف یہ کہ سب مسلمان ہو گئے۔ بلکہ ان میں سے بہت سے حضرات کو مسلمانوں کی سیادت و امارت کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ جو جیش اسامہ کے امیر تھے۔ ایک غلام زادے تھے۔ اسی طرح حضرت عمرؓ کے نمائندہ اور شاہ مصر کے دربار میں جانے والے وفد کے سردار حضرت عبادہؓ جیشی اور غلام تھے۔ اس کے علاوہ حضرت عمر بن خطابؓ کا بیت المقدس کی فتح کے موقع پر اپنے غلام کو سواری پر سوار کر کے اس کی سواری کے ساتھ ساتھ بھاگنا، کیا اس بات کی کافی دلیل نہیں کہ اسلام اور غیر اسلام نے غلاموں کے بارے میں مسلمانوں کو ہدایت اور ان کے حقوق کی پاسداری کی خصوصی تلقین فرمائی تھی؟ جس سے ان کی حیثیت بلاشبہ کسی آزاد سے کچھ کم نہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ بعض غلاموں کو جب ان کے مالک کی طرف سے آزادی کی اطلاع ملتی تو

وہ بجائے خوش ہونے کے اس پر روتے تھے۔ حضرت زیدؓ کو جب ان کے والدین تلاش کرتے کرتے بارگاہ نبویؐ میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے ان کو ساتھ لے جانے کی درخواست کی اور آپ ﷺ نے ان کو والدین کے ساتھ جانے اور نہ جانے کا اختیار دے دیا تو انہوں نے آزادی اور والدین کے ساتھ جانے پر غلامی اور حضور ﷺ کی خدمت میں رہنے کو ترجیح نہیں دی؟ کیا اب بھی عیسائیوں، قادیانیوں کو مسلمانوں کے غلاموں کے ساتھ حسن سلوک پر اعتراض کا حق ہے؟

مذہب کے نام پر قتل و غارت گری کیوں؟

۶..... ”مذہب کے نام پر قتل و غارت گری کو جہاد قرار دے کر اسے اسلام کا پانچواں بنیادی رکن بنانے کی سزاماضی کے لاکھوں کروڑوں معصوم انسان بے شمار جنگوں کے نتیجے میں اپنی جان مال سے محروم ہو کر بھگت چکے ہیں اور عراق، افغانستان جنگ کی شکل میں آج بھی بھگت رہے ہیں۔ آخر اس ”جہاد“ کو بذریعہ اجتہاد ”جاریت“ کے بجائے ”دفاع“ کے لئے کیوں استعمال نہیں کیا جاتا؟“

جواب..... اس سوال کا جواب کسی قدر چوتھے سوال کے جواب کے ضمن میں آچکا ہے اور ثابت کیا جا چکا ہے کہ جہاد کا حکم حضرت محمد ﷺ نے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔

نیز یہ بھی واضح ہو چکا ہے کہ اسلام نے جہاد کا حکم کفر و شرک کے فتنے کے استیصال کے لئے دیا ہے اور یہ عقل و انصاف کے عین مطابق ہے۔ اگر دنیا کے دو پیسے کے حکمران، اپنی مخالفت اور بغاوت کرنے والوں کی سرکوبی، ان کے فتنے کو ختم کرنے اور اپنے اقتدار کے تحفظ کے لئے لاکھوں انسانوں کا خون بہا سکتے ہیں تو مالک ارض و سما کی ذات، جس نے جنوں اور انسانوں کو اپنی طاعت و عبادت کے لئے پیدا فرمایا تھا۔ اگر وہ جن و انس اس سے بغاوت کا ارتکاب کریں تو کیا اس ذات کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنے نمائندوں اور اپنی سپاہ کے ذریعہ ان کی سرکوبی کرے؟

اسلامی جہاد کے نام پر نام نہاد قتل و غارت گری کا طعنہ دینے والوں کو شاید یہ یاد نہیں رہا کہ پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کی پوری ۲۳ سالہ نبوی تاریخ گواہ ہے کہ اس عرصے میں صرف ساڑھے تین سو مسلمان شہید ہوئے اور اس سے کچھ زیادہ کفار بھی کام آئے۔ نامعلوم اس کے مقابلے میں ان کو اسلام دشمنوں کی انسانیت کشی کی تاریخ کے سیاہ کارنامے کیوں بھول جاتے ہیں؟ اور انہیں یہ کیوں یاد نہیں رہتا کہ مسلمانوں کو دہشت گرد اور جہاد کو دہشت گردی کہنے والے دہرندوں نے کس قدر انسانوں کو متفق کیا ہے؟

ہیروشیما، ناگاساکی میں لاکھوں انسانوں کا قتل عام، یوگوسلیا، ہرزیگووینا میں مختصر سے

عرصے میں پانچ لاکھ انسانوں کو موت کی نیند سلا نا، فلسطین، بیروت، افریقہ، افغانستان، عراق اور لبنان کی حالیہ تباہی کن کے ہاتھوں ہو رہی ہے؟

قادیانیو! اپنے آقاؤں سے پوچھو، کہ اس وقت روس، امریکا اور دنیا بھر کی عیسائیت و یہودیت کون سے جہاد کے نام پر انسانیت کشی کا کارنامہ انجام دے رہی ہے؟ کیا جرمنی کے ہٹلر کی انسان کشی بھی جہاد کے نام پر تھی؟ اسی طرح ویت نام اور وسط ایشیا میں آدم دشمنی کس نے کی؟ کیا اس کو بھی اسلام اور اسلامی جہاد کا نتیجہ قرار دیا جائے گا؟

قادیانیو! اگر تمہارے اندر ذرہ بھر شرم و حیا کی رمت اور انسانیت سے خیر خواہی ہے تو ڈوب مرو اور جہاد کو مطعون کرنے کے بجائے اپنے آقاؤں سے کہو کہ وہ انسانیت کشی کے اس بدترین کھیل سے باز جائیں۔

دیکھا جائے تو جہاد کا مقدس فریضہ ایسے ہی درندوں کو سبق سکھانے اور ان کی راہ روکنے کا موثر ذریعہ ہے۔ مگر چونکہ تمہارے آقاؤں نے کہا کہ یہ دہشت گردی ہے۔ اس لئے تم اور تمہارے باوا مرزا غلام احمد قادیانی اس کو حرام قرار دینے کے لئے گزشتہ سو سال سے اپنی تمام صلاحیتیں صرف کرنے میں مصروف ہو۔

مگر میرے آقا کا فرمان ہے کہ: ”الجهاد ماضی الی یوم القیامة (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۱۱)“ جہاد قیامت تک جاری رہے گا اور اس کے ذریعہ مسلمان، عیسائیوں اور قادیانیوں کی راہ روکتے رہیں گے۔

عورت کی گواہی نصف کیوں؟

..... ”حضرت محمدؐ نے مرد کے مقابلے میں عورت کی گواہی آدمی کیوں قرار دی؟“

جواب..... یہ اعتراض بھی قادیانیوں کی دنانیت، سفاهت، جہالت اور لاعلمی بلکہ ان کی کوڑھ مغزی کا منہ بولنا ثبوت ہے۔ اس لئے کہ مرد کے مقابلے میں عورت کی آدمی گواہی کا حکم، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے نہیں بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ حکم الہی ہے۔ چنانچہ ارشاد الہی ہے: ”واستشهدوا شہیدین من رجالکم، فان لم یکونا رجلین فرجل وامراتین ممن ترضون من الشہداء ان تضل احدهما فتذکر احدهما الاخری (البقرة: ۲۸۲)“ اور گواہ کرو دو شاہد اپنے مردوں میں سے، پھر اگر نہ ہوں دو مرد تو ایک مرد اور دو عورتیں ان لوگوں میں سے کہ جن کو تم پسند کرتے ہو۔ گواہوں میں تاکہ اگر بھول جائے ایک ان میں سے تو یا دو لادے اس کو وہ دوسری۔ ﴿

بلاشبہ اللہ تعالیٰ، مردوں اور عورتوں کے مالک و خالق ہیں اور وہ ان کی ظاہری و پوشیدہ صلاحیتوں، عقل و شعور اور حفظ و اتقان کو خوب جانتے ہیں۔ جب انہوں نے ہی عورت کی گواہی مرد کے مقابلے میں آدمی قرار دی تو کسی ایسے انسان کو، جو اللہ تعالیٰ کو خالق و مالک مانتا ہو، یا کم از کم اس کی ذات کا قائل ہو۔ اس کو اس حکم الہی پر اعتراض کا کوئی حق نہیں۔ ہاں اگر کوئی منکر خدا اور دھر یہ اس حکم الہی پر اعتراض کرتا تو ہم اس کا جواب دینے کے مکلف ہوتے۔

چونکہ قادیانیوں اور ان کے روحانی آباؤ اجداد، عیسائیوں کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان کا دعویٰ ہے۔ اس لئے ہم ان سے عرض کرنا چاہیں گے کہ وہ حضرت محمد ﷺ کی ذات پر اعتراض کرنے کی بجائے براہ راست اللہ تعالیٰ اور قرآن کریم پر اعتراض کریں اور زندہ کے شیش محل سے باہر نکل کر سامنے آئیں، تاکہ لوگوں کو بھی معلوم ہو کہ قادیانیوں کا اللہ کی ذات اور قرآن کریم پر کتنا ایمان ہے؟ اور ان کے دعویٰ ایمان و اسلام کی کیا حقیقت ہے؟

بلاشبہ ہم یقین سے کہتے ہیں کہ قادیانی، زہر کا پیالہ پینا گوارا کر لیں گے۔ مگر اس حقیقت کا اعتراف نہیں کر سکیں گے۔

رہی یہ بات کہ عورت کی گواہی مرد کی نسبت آدمی کیوں قرار دی گئی؟ اور اس کی کیا حکمت و مصلحت ہے؟ تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ اس کی حکمت و مصلحت قرآن و حدیث دونوں میں مذکور ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیت میں صراحت و وضاحت کے ساتھ اس کی حکمت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا۔ ”ان تضل احدهما فتذكر احدهما الاخری (البقرہ: ۲۸۲)“ تاکہ اگر بھول جائے ایک ان میں سے تو یاد دلا دے اس کو دوسری۔ ﴿

جس سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ خواتین عدالتی چکروں کی قہقارہ نہیں ہیں۔ ان کی اصلی وضع گھر گریستی اور گھریلو ذمہ داریوں کے نبھانے کے لئے ہے۔ اس لئے عین ممکن ہے کہ جب عورت عدالت اور مجمع عام میں جائے تو گھبرا جائے اور گواہی کا پورا معاملہ یا اس کے کچھ اجزاء اسے بھول جائیں۔ اس لئے حکم ہوا کہ اس کے ساتھ دوسری خاتون بطور معاون گواہ رکھی جائے تاکہ اگر وہ بھول جائے تو دوسری اس کو یاد دلا دے۔

۲..... عورتیں عام طور پر مردوں کے مقابلے میں کمزور ہوتی ہیں۔ ان کے دماغ میں رطوبت کا مادہ زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے ان سے نسیان بھی زیادہ واقع ہوتا ہے اور وہ بھول بھی جاتی ہیں۔ یہ ایک انسانی فطرت ہے۔ مگر نہ بعض عورتیں بڑی ذہین بھی ہوتی ہیں اور بعض عورتوں کو اللہ تعالیٰ نے خاص صلاحیت بخشی ہوئی ہے۔ جس کی وجہ سے بعض اوقات مردوں کے مقابلے میں زیادہ

ذہن بھی ثابت ہوتی ہیں۔ تاہم عام فطرت اور اکثریت کے اعتبار سے چونکہ عورت کا مزاج ”اعصابی“ ہوتا ہے۔ اس لئے وہ اکثر بھول جاتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی دماغی کیفیت ہی ایسی بنائی ہے۔ لہذا دو عورتوں کو ایک مرد کے مقابلے پر رکھا گیا ہے۔

۳..... عورتوں کے نقصان عقل اور مرد کے مقابلے میں نصف گواہی کی تائید آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد سے بھی ہوتی ہے۔ جو آنحضرت ﷺ نے ایک خطبہ میں فرمایا: ”مبارأیت من ناقصات عقل و دین أغلب لذی لب منکن، قالت یا رسول اللہ! وما نقصان العقل والدین؟ قال: امانقصان العقل فشهاده امرأتین تعدل شهادة رجل، فهذا نقصان العقل، وتمکث اللیالی ما تصلی وتفطر فی رمضان فهذا نقصان الدین (صحیح مسلم ج ۱ ص ۶۰)“ ﴿میں نے عقل اور دین کے اعتبار سے ناقصات میں سے ایسا کوئی نہیں دیکھا، جو تم میں سے صاحب عقل کی عقل کو کم کر دے۔ ایک خاتون نے عرض کیا۔ ہم ناقص عقل و دین کیوں ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ عورت کے نقصان عقل کی وجہ یہ ہے کہ دو عورتوں کی شہادت ایک مرد کے برابر ہے اور اس کے نقصان دین کی وجہ یہ ہے کہ وہ مہینے کے کچھ دنوں اور راتوں میں نماز نہیں پڑھتی اور رمضان میں روزہ نہیں رکھتی۔﴾

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دو عورتوں کی شہادت کا ایک مرد برابر ہونا حکم الہی ہے۔ البتہ اس کی حکمت آنحضرت ﷺ نے بیا ارشاد فرمائی کہ یہ ان کے نقصان عقل کی بناء پر ہے۔ دیکھا جائے تو آنحضرت ﷺ نے یہ وجہ اپنی طرف سے ارشاد نہیں فرمائی۔ بلکہ دراصل یہ قرآن کریم کی آیت: ”ان تضلل احدهما فتذكر احدهما الاخری“ کی تفسیر و تشریح ہے۔

لہذا جو لوگ عورت کی گواہی کے مسئلے پر اشکال کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ عورت کی گواہی مرد کے مقابلے میں نصف کیوں ہے؟ دیکھا جائے تو وہ لوگ حکم الہی کا مذاق اڑاتے ہیں۔ شاید کچھ لوگوں کو یہ خیال ہو کہ خواتین ایسی نہیں ہوتیں۔ بلکہ ان کو سب باتیں خوب یاد رہتی ہیں تو وہ گواہی کے معاملے میں کیوں بھول سکتی ہیں؟ اس سلسلے میں عرض ہے کہ تجربے سے ثابت ہے کہ عموماً خواتین باتونی تو ہوتی ہیں۔ مگر وہ ادھر ادھر کی باتیں خوب یاد رکھتی ہیں۔ لیکن اصل بات اور معاملے کی جزئیات بھول جاتی ہیں۔

۴..... حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند نے عورت کی آدمی گواہی کے سلسلے میں ایک عجیب و غریب نکتہ ارشاد فرمایا ہے۔ چنانچہ وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ: ”عجب نہیں کہ مجموعہ بنی آدم میں اوّل سے لے کر آخر تک دو تہائی عورتیں اور ایک تہائی مرد ہوں

اور حکم ازلی نے باعتبار جہت تقابل کے بھی وہی حساب ”للذکر مثل حظ الانثیین“ بٹھا کر ایک مرد کو دو عورتوں کے مقابل رکھا ہو۔“ (تفسیر معارف القرآن مولانا محمد ادریس کاندھلوی ج ۱ ص ۵۳۹) چنانچہ اگر اوّل سے آخر تک کی مردوں اور عورتوں کی تعداد کا کسی کو استحضار نہ بھی ہو تو دنیا بھر میں موجودہ عورتوں کی تعداد سے اس کی تصدیق ہو سکتی ہے۔ اس لئے کہ آج دنیا بھر میں عورتیں مردوں کی نسبت بہت ہی زیادہ ہیں اور غالباً اسی تناسب سے اللہ تعالیٰ نے دو عورتوں کی گواہی اور وراثت کو ایک مرد کے برابر رکھا ہے۔

ان تصریحات و تفصیلات کی روشنی میں واضح ہو جانا چاہئے کہ مرد کی نسبت عورت کی آدمی گواہی کا معاملہ کسی مسلمان کا خانہ زاد یا آنحضرت ﷺ کا وضع فرمودہ نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ اب جس کو اس پر اعتراض ہو۔ وہ ذات الہی سے ٹکر لے اور اللہ تعالیٰ سے خود ہی نمٹے۔

عورت کا وراثت میں آدھا حصہ کیوں؟

۸..... ”والدین کی جائیداد سے عورت کو مرد کے مقابلے میں آدھا حصہ دینے کا کیوں حکم دیا؟ کیا عورت مرد کے مقابلے میں کمتر ہے؟“

جواب..... یہاں بھی یہ امر پیش نظر رہنا چاہئے کہ میراث میں مرد کے مقابلے میں عورت کو آدھا حصہ دینے کا حکم آنحضرت ﷺ نے نہیں، بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: ”للذکر مثل حظ الانثیین (النساء: ۱۱)“ دو عورتوں کا حصہ ایک مرد کے حصے کے برابر ہے۔ ﴿

بہر حال قادیانیوں کو تقسیم میراث کے سلسلے میں آنحضرت ﷺ کی مخالفت اور انگریزوں کی حمایت میں مرد و زن کی مساوات کا راگ نہیں الاہنا چاہئے۔ بلکہ انہیں اللہ تعالیٰ کی حق و انصاف پر مبنی تقسیم پر سکوت اختیار کرنا چاہئے۔ یہ تو شاید قادیانیوں کو بھی معلوم ہوگا کہ انگریزی دور اقتدار میں خود اسی متحدہ ہندوستان میں قانون رائج و نافذ تھا کہ خواتین حق وراثت سے محروم تھیں اور وراثت کی جائیداد زمین وغیرہ ان کے نام منتقل نہیں ہو سکتی تھی۔ دور کیوں جانیے! اسی انگریزی قانون کی وجہ سے میرے حقیقی دادا کی جائیداد سے میری پھوپھیاں تک محروم رہیں۔ جنہیں ہندوستان کی آزادی اور قیام پاکستان کے بعد ان کا شرعی حصہ دیا جاسکا۔

کیا ہم پوچھ سکتے ہیں کہ قادیانیوں اور ان کے سرپرست عیسائیوں کو کبھی اس ظالمانہ قانون کے خلاف آواز اٹھانے کی توفیق ہوئی؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں! تو انہیں اسلام کے عدل و انصاف پر مبنی قانون وراثت پر اعتراض کرنے کا کیا حق ہے؟

رہی یہ بات کہ اسلام نے خواتین کو وراثت میں مردوں کے مقابلے میں آدھا حصہ کیوں دیا؟ اور اس کی کیا حکمت ہے؟ اس سلسلے میں عرض ہے کہ:

.....۱ مرد، عورتوں پر حاکم ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ چنانچہ اسی فضیلت کی وجہ سے مردوں کا حصہ ہر اور خواتین کا حصہ اکہرا ہے۔

.....۲ اسی کے ساتھ ہی مردوں کے دہرے حصے کی وجہ یہ بھی ارشاد فرمائی گئی ہے کہ مرد، عورتوں پر خرچ کرتے ہیں۔ جب کہ عورتیں، مردوں پر خرچ نہیں کرتیں۔ اس لئے مردوں کو دہرا دیا گیا۔ چنانچہ ارشاد الہی ہے: ”الرجال قوامون على النساء بما فضل الله بعضهم على بعض وبما انفقوا من اموالهم (النساء: ۳۴)“ مرد حاکم ہیں عورتوں پر، اس واسطے کہ بڑائی دی اللہ نے ایک کو ایک پر اور اس واسطے کہ خرچ کئے انہوں نے اپنے مال۔ یعنی مرد، عورتوں پر حاکم ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ مرد عورتوں پر ان کی ضرورتوں کے لئے مال خرچ کرتے ہیں۔ گویا مردوں کو دہرا حصہ ملنے کی وجہ یہ ہے کہ مرد کے ذمے خرچہ نفقہ ہے اور عورت کے ذمے کسی قسم کا کوئی نفقہ خرچہ نہیں۔

اس اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو عورت کو جو کچھ ملتا ہے وہ صرف اور صرف اس کا ذاتی جیب خرچ ہے اور اس کی ضرورت سے کہیں زیادہ ہے۔ بلکہ اگر غور کیا جائے تو عورت کو مرد کی نسبت کہیں زیادہ ملتا ہے۔ اس لئے کہ خاتون جب تک نابالغ ہو اس کا نفقہ خرچہ باپ، دادا، چچا، بھائی وغیرہ یا ان میں سے کوئی نہ ہو تو بیت المال کے ذمے ہے۔ جب وہ بالغ ہو جائے اور اس کا نکاح ہو جائے تو اس کے تمام اخراجات شوہر کے ذمے ہو جاتے ہیں۔ نکاح کے موقع پر اسے جو حق مہر ملتا ہے۔ وہ بھی خالص اس کا جیب خرچ ہوتا ہے۔ اسی طرح باپ کی وفات پر اسے اپنے بھائیوں کی نسبت جو نصف جائیداد ملتی ہے وہ بھی اس کی ذاتی ملکیت اور جیب خرچ ہوگی۔ اگر اولاد ہو جائے اور شوہر کا انتقال ہو جائے تو شوہر کی جائیداد سے ملنے والا آٹھواں حصہ بھی اس کی ذاتی ملکیت اور جیب خرچ ہی ہوگا۔ اسی طرح اگر کل کلاں بیٹے یا بیٹی کا انتقال ہو جائے تو ان کی جائیداد میں سے ملنے والا چھٹا حصہ بھی اس کی جیب ہی میں جائے گا۔ جب کہ اسلام نے عورت کو خرچ کرنے کا کہیں بھی ذمہ دار نہیں ٹھہرایا۔ اس کے مقابلے میں مرد کی ذمہ داریوں اور اخراجات کو دیکھا جائے تو وہ ہر جگہ خرچ ہی خرچ کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ مثلاً نکاح کے وقت حق مہر کی ادائیگی، بیوی کا نان نفقہ، بوڑھے والدین، چھوٹی اولاد، چھوٹے اور یتیم بہن بھائیوں، سب کا نفقہ خرچہ اس

کے ذمے اور اس کے فرائض میں شامل ہے۔ اب عورت کے مقابلے میں مرد کی میراث کے دہرے حصے پر اعتراض کرنے والوں کو سوچنا چاہئے کہ نفع میں عورت ہے یا مرد۔ عورت و مرد کی مذکورہ بالا ذمہ داریوں کے اعتبار سے بتلایا جائے کہ کس کا بینک بیلنس بڑھے گا؟ اور کون خرچ ہی خرچ کرتا رہے گا؟ کیا اب بھی اس تقسیم الہی پر اعتراض کرنے کا کسی کو حق رہ جاتا ہے؟

حضرت محمد ﷺ نے خود نو اور امت کو چار نکاح کا حکم کیوں دیا؟

۹..... ”حضرت محمد ﷺ نے خود نو شادیاں کیں اور باقی مسلمانوں کو چار پر قناعت کرنے کا حکم دیا؟ اس میں کیا مصلحت تھی؟“

جواب..... آنحضرت ﷺ کے تعدد ازواج کے مسئلے پر عموماً یورپ کے مستشرقین اپنے تعصب، نادانی اور جہل مرکب کی وجہ سے اعتراض کیا کرتے ہیں۔ بلاشبہ قادیانیوں نے بھی ان سے مرعوب ہو کر ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے ان کے اعتراض کو اپنے الفاظ میں نقل کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے۔ اگر قادیانیوں کا اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ سے ذرہ بھر محبت و عقیدت کا تعلق ہوتا تو وہ ایسی دریدہ دہنی نہ کرتے۔ کیونکہ جس کو کسی سے محبت و عقیدت ہوتی ہے۔ اس کے بارے میں وہ کسی اعتراض کے سننے کا روادار نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ جب قادیانیوں کے سامنے مرزا غلام احمد قادیانی کے اخلاق سوز کردار پر بات کی جائے تو وہ اس کے سننے کے روادار نہیں ہوتے اور اگر بالفرض ان کو مرزا قادیانی کی کتب سے ایسے حقائق کے حوالے دکھائے جائیں تو وہ یہ کہہ کر جان چھڑا لیتے ہیں کہ حوالہ چیک کرنے کے بعد بات کریں گے۔

بہر حال قادیانیوں کے اشکال کہ آنحضرت ﷺ کے لئے چار سے زائد شادیاں اور نکاح کیونکر جائز تھے؟ کے سلسلے میں عرض ہے کہ:

الف..... آنحضرت ﷺ کی ذات کو اپنی سطح پر رکھ کر نہیں سوچنا چاہئے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بہت سے امتیازی اوصاف و خصوصیات سے نوازا تھا۔ اگر آج کفار و مستشرقین کو آنحضرت ﷺ کی شادیوں پر اعتراض ہے تو ان کے آباؤ اجداد اور مشرکین مکہ کو آپ ﷺ کی بشریت، نبوت، معراج اور غیر معمولی کمالات پر بھی اعتراض تھا۔ لہذا ہمارے خیال میں آنحضرت ﷺ کی شادیوں پر اعتراض کرنے والے بھی دراصل آپ ﷺ کی ذات، صفات اور کمالات کے منکر ہیں۔ مگر براہ راست اس کا اظہار کرنے کی بجائے یورپی مستشرقین کی زبان میں عقلی احتمالات پیش کر کے اپنی مصعومیت کا اظہار کرنا چاہتے ہیں۔

ب..... جہاں تک آنحضرت ﷺ کی چار سے زائد شادیوں کے جواب کا تعلق ہے۔ اس سلسلے

میں ہمارے شیخ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے نہایت عمدہ جواب لکھا ہے اور ممکنہ اشکالات کو خوبصورتی سے حل فرمایا ہے۔ لہذا اس عنوان پر اپنی طرف سے کچھ لکھنے کی بجائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں حضرت شہیدؒ ہی کا جواب نقل کر دیا جائے۔ جو درج ذیل ہے:

”الغرض نکاح کے معاملے میں بھی آپ ﷺ کی بہت سی خصوصیات تھیں اور بیک وقت چار سے زائد بیویوں کا جمع کرنا بھی آپ ﷺ کی انہی خصوصیات میں شامل ہے۔ جس کی تصریح خود قرآن مجید میں موجود ہے۔“

حافظ سیوطی (خصائص کبریٰ) میں لکھتے ہیں کہ: ”شریعت میں غلام کو صرف دو شادیوں کی اجازت ہے اور اس کے مقابلے میں آزاد آدمی کو چار شادیوں کی اجازت ہے۔ جب آزاد کو بمقابلہ غلام کے زیادہ شادیوں کی اجازت ہے۔ تو پھر آنحضرت ﷺ کو عام افراد امت سے زیادہ شادیوں کی کیوں اجازت نہ ہوتی؟“

متحدہ دانیائے کرام علیہم السلام ایسے ہوئے ہیں۔ جن کی چار سے زیادہ شادیاں تھیں۔ چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں منقول ہے کہ ان کی سو بیویاں تھیں اور صیح (بخاری ج ۱ ص ۳۹۵) میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی سو یا ننانوے بیویاں تھیں۔ بعض روایات میں کم و بیش تعداد بھی آئی ہے۔ فتح الباری میں حافظ ابن حجرؒ نے ان روایات میں تطبیق کی ہے اور وہب بن منہب کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے یہاں تین سو بیویاں اور سات سو کنیریں تھیں۔ (فتح الباری ص ۳۶۰)

بائبل میں اس کے برعکس یہ ذکر کیا گیا ہے کہ سلیمان علیہ السلام کی سات سو بیویاں اور تین سو کنیریں تھیں۔ (سلاطین: ۱۱: ۳)

ظاہر ہے کہ یہ حضرات ان تمام بیویوں کے حقوق ادا کرتے ہوں گے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ کا نواز واج مطہرات کے حقوق ادا کرنا ذرا بھی محل تعجب نہیں۔

آنحضرت ﷺ کی خصوصیات کے بارے میں یہ نکتہ بھی فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ متعدد احادیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کو چالیس غنمی مردوں کی طاقت عطاء کی گئی تھی اور ہر غنمی کو سو آدمیوں کی طاقت عطاء کی جائے گی..... اس حساب سے آنحضرت ﷺ میں چار ہزار مردوں کی طاقت تھی۔ (فتح الباری ص ۳۷۸)

جب امت کے ہر مرل سے مرل آدمی کو چار تک شادیاں کرنے کی اجازت ہے تو آنحضرت ﷺ کے لئے جن میں چار ہزار پہلوانوں کی طاقت ودیعت کی گئی تھی، کم از کم سولہ ہزار

شادیوں کی اجازت ہونی چاہئے تھی۔

اس مسئلے پر ایک دوسرے پہلو سے بھی غور کرنا چاہئے کہ ایک داعی اپنی دعوت مردوں کے حلقے میں بلا تکلف پھیلا سکتا ہے۔ لیکن خواتین کے حلقے میں براہ راست دعوت نہیں پھیلا سکتا۔ حق تعالیٰ شانہ، نے اس کا یہ انتظام فرمایا کہ ہر شخص کو چار بیویاں رکھنے کی اجازت ہے۔ جو جدید اصطلاح میں اس کی ”پرائیویٹ سیکرٹری“ کا کام دے سکیں اور خواتین کے حلقے میں اس کی دعوت کو پھیلا سکیں۔ جب ایک امتی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے یہ انتظام فرمایا ہے۔ تو آنحضرت ﷺ جو قیامت تک تمام انسانیت کے نبی اور ہادی و مرشد تھے۔ قیامت تک پوری انسانیت کی سعادت جن کے قدموں سے وابستہ کر دی گئی تھی۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت و رحمت سے امت کی خواتین کی اصلاح و تربیت کے لئے خصوصی انتظام فرمایا ہو تو اس پر ذرا بھی تعجب نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ حکمت و ہدایت کا یہی تقاضا تھا۔

اسی کے ساتھ یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہئے کہ آنحضرت ﷺ کی خلوت و جلوت کی پوری زندگی کتاب ہدایت تھی۔ آپ ﷺ کی جلوت کے افعال و اقوال کو نقل کرنے والے تو ہزاروں صحابہ کرام موجود تھے۔ لیکن آپ ﷺ کی خلوت و تنہائی کے حالات امہات المؤمنین کے سوا اور کون نقل کر سکتا تھا؟ حق تعالیٰ شانہ نے آنحضرت ﷺ کی زندگی کے ان خفی اور پوشیدہ گوشوں کو نقل کرنے کے لئے متعدد ازواج مطہرات کا انتظام فرمادیا۔ جن کی بدولت سیرت طیبہ کے خفی سے خفی گوشے بھی امت کے سامنے آ گئے اور آپ ﷺ کی خلوت و جلوت کی پوری زندگی ایک کھلی کتاب بن گئی۔ جس کو ہر شخص ہر وقت ملاحظہ کر سکتا ہے۔

اگر غور کیا جائے تو کثرت ازواج اس لحاظ سے بھی معجزہ نبوت ہے کہ مختلف مزاج اور مختلف قبائل کی متعدد خواتین آپ ﷺ کی نجی سے نجی زندگی کا شب و روز مشاہدہ کرتی ہیں اور وہ بیک زبان آپ ﷺ کے تقدس و طہارت، آپ ﷺ کی خشیت و تقویٰ، آپ ﷺ کے خلوص و للمیت اور آپ ﷺ کے پیغمبرانہ اخلاق و اعمال کی شہادت دیتی ہیں۔ اگر خدا خواستہ آپ ﷺ کی نجی زندگی میں کوئی معمولی سا جھول اور کوئی ذرا سی بھی کمی ہوتی تو اتنی کثیر تعداد ازواج مطہرات کی موجودگی میں ذہن کبھی بھی مخفی نہیں رہ سکتی تھی۔ آپ ﷺ کی نجی زندگی کی پاکیزگی کی یہ ایسی شہادت ہے جو بجائے خود دلیل صداقت اور معجزہ نبوت ہے..... یہاں بطور نمونہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کا ایک فقرہ نقل کرتا ہوں۔ جس سے نجی زندگی میں آنحضرت ﷺ کے تقدس و طہارت اور پاکیزگی کا کچھ اندازہ ہو سکے گا وہ فرماتی ہیں: ”میں نے کبھی آنحضرت ﷺ کا ستر نہیں دیکھا اور نہ

آنحضرت ﷺ نے کبھی میرا ستر دیکھا۔“

کیا دنیا میں کوئی بیوی اپنے شوہر کے بارے میں یہ شہادت دے سکتی ہے کہ مدۃ العمر انہوں نے ایک دوسرے کا ستر نہیں دیکھا؟ اور کیا اس اعلیٰ ترین اخلاق اور شرم و حیا کا نبی کی ذات کے سوا کوئی نمونہ مل سکتا ہے؟

غور کیجئے! کہ آنحضرت ﷺ کی نجی زندگی کے ان ”خفی محاسن“ کو ازواج مطہراتؓ کے سوا کون نقل کر سکتا ہے؟
(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۹ ص ۶۷۶)

حق طلاق عورت کو کیوں نہیں دیا گیا؟

۱۰..... ”شریعت محمدی میں مرد اگر تین بار طلاق کا لفظ ادا کر کے ازدواجی بندھن سے فوری آزادی حاصل کر سکتا ہے تو اسی طرح عورت کیوں نہیں کر سکتی؟“

جواب..... مرد اور عورت کو اللہ تعالیٰ نے مختلف صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ چنانچہ جسمانی ساخت سے لے کر ذہنی اور فکری استعداد تک وہ ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے جسمانی و نفسیاتی پہلوؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان کے فرائض اور ذمہ داریوں کو اسی حساب سے تقسیم فرمایا ہے۔ مثلاً خواتین جسمانی اعتبار سے کمزور اور نرم و نازک ہوتی ہیں۔ جب کہ مردان کے مقابلے میں سخت جان اور محنت کش ہوتے ہیں۔ اس لئے شریعت مطہرہ اور اسلام نے خواتین کو بہت سی پر مشقت ذمہ داریوں سے آزاد رکھا ہے۔ مثلاً خواتین پر جمعہ نہیں، جماعت نہیں، جہاد نہیں، امامت نہیں، قیادت و سیادت نہیں اور کسب معاش نہیں، اسی فطری اور جسمانی ساخت کے اعتبار سے خواتین کو ماہواری آتی ہے۔ ان کو حمل ٹھہرتا ہے، وہ بچے جنمتی ہیں، بچوں کو دودھ پلاتی ہیں۔ ان کی طبیعت میں مرد کی نسبت زیادہ متاثر ہونے کی استعداد و صلاحیت ہے۔ ان میں برداشت کا مادہ کم ہوتا ہے۔ ان کو غصہ بہت جلدی آتا ہے اور وہ اپنی فطری ضرورت کی تکمیل کی خاطر ماں باپ کا گھر چھوڑ کر اپنے شریک حیات کے ساتھ خوش و خرم زندگی گزارتی ہیں، وغیرہ۔ اس لئے مرد کو قوام و حاکم اور عورت کو اس کے ماتحت اور دست نگر کا درجہ دیا گیا۔

اسلام نے ان کی انہیں فطری صلاحیتوں کے باعث ان پر کم سے کم بوجھ ڈالا ہے۔ چنانچہ اسلام نے خواتین کو کسب معاش کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا۔ بلکہ اسے گھر کی ملکہ بنایا، گھر کی چار دیواری کے معاملات اس کے سپرد فرمائے اور گھر کی چار دیواری کے باہر تمام امور مرد کے ذمہ قرار دیئے، کسب معاش مرد کی ذمہ داری ہے۔ خاتون کے نان، نفقہ، لباس، پوشاک، علاج معالجہ اور سکونت و رہائش کا انتظام بھی مرد کے ذمہ قرار دیا اور ان دونوں کو ایک دوسرے کے حقوق و ذمہ

داریوں کی طرف متوجہ فرما کر فرمایا: ”ولهن مثل الذی علیہن بالمعروف وللرجال علیہن درجۃ (البقرہ: ۲۲۸)“ یعنی ان خواتین کے حقوق بھی اسی طرح ہیں۔ جس طرح ان پر مردوں کے حقوق ہیں۔ معروف طریقے کے ساتھ، اور مردوں کو عورتوں پر ایک درجے کی فضیلت حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مرد کو ہنگامہ دنیا و بازار، تجارت، معاش، قیادت و سیادت حکومت و امامت کا ذمہ دار بنایا تو خواتین کو گھر میں رہتے ہوئے انسانیت سازی کا کارخانہ حوالہ کیا اور فرمایا گیا: ”اذا صلت خمسہا وصامت شہرہا وأحصنت فرجہا وأطاعت بعلہا فلتدخل من أى أبواب الجنة شاءت (مشکوٰۃ ص ۲۸۱)“

یعنی عورت گھر میں رہ کر اپنے اللہ، رسول کے حقوق بجالائے، پانچ وقت کی نماز پڑھے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو جنت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس سے چاہے داخل ہو جائے۔

مگر یورپ کے مستشرقین کو عورت کا یہ اعزاز، عزت و عظمت اور سکون و اطمینان برداشت نہیں۔ انہوں نے عورت کے حقوق کی پاسداری اور علم برداری کی آڑ میں اس کو گھر سے نکال کر ہنگامہ بازار میں لاکھڑا کیا۔ انہوں نے اس بے چاری سے اپنی فطری خواہشات تو پوری کیں۔ مگر اس کے نان نفقہ کی ذمہ داری سے جان چھڑانے کے لئے اسے بھی بازار و کارخانے کی راہ دکھائی۔

چنانچہ انہوں نے اپنے انہی مذموم مقاصد کی تکمیل کی خاطر عورت کو یہ راہ بھائی کہ جس طرح ہمارا کسی عورت سے دل بھر جاتا ہے اور ہم اسے ٹھوکر مار کر گھر سے نکال دیتے ہیں۔ اسی طرح اگر عورت کا دل بھر جائے تو وہ بھی اپنی مرضی سے کسی دوسرے مرد کی راہ دیکھے۔ دیکھا جائے تو اس خیر خواہی کے پیچھے بھی عورت دشمنی کا یہ راز پوشیدہ ہے کہ کل کلاں عورت کے اس دھتکارے جانے پر ہمیں کوئی مورد الزام نہ ٹھہرائے اور ہم نہ نئی خاتون کو اپنی خواہش اور ہوس کا نشانہ بناتے پھریں۔ اس سے اپنی جنسی ضرورت پوری کریں اور اسے چلتا کر دیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج یورپ و امریکہ میں زنا کو نکاح پر ترجیح دی جاتی ہے۔ کیونکہ نکاح کرنے کی صورت میں عورت، مرد کی جائیداد کی حقدار ہو جاتی ہے۔ جب کہ زنا کاری کی غرض سے ایک ساتھ رہنے میں مرد پر عورت کے کوئی حقوق نہیں ہوتے اور نہ ہی وہ اس کی جائیداد میں حصہ دار ہوتی ہے۔ لہذا مرد جب چاہے اس کو دھکا دے کر فارغ کر سکتا ہے۔ کیا کبھی عورت کے حقوق کی دہائی دینے والوں نے عورت

کے اس بدترین استحصال کے خلاف بھی آواز اٹھائی؟

جب کہ اسلام نے میاں بیوی کے نکاح کے بندھن کو زندگی بھر کا بندھن قرار دیا ہے۔ پھر چونکہ اندیشہ تھا کہ عورت اپنی فطری کمزوری، جلد بازی سے اس بندھن کو توڑ کر در، در کی ٹھوکریں نہ کھائے۔ اس لئے فرمایا کہ اس معاہدہ نکاح کے فتح کا حق مرد کے پاس ہی رہنا چاہئے۔ چنانچہ اس عقد کو باقی رکھنے کے لئے خصوصی ہدایات دی گئیں اور فرمایا گیا کہ اگر خدا خواستہ خواتین کی جانب سے ایسی کسی کمی کوتاہی کا مرحلہ درپیش ہو تو مردوں کو اس عقد کے توڑنے میں جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ دونوں جانب کے بڑے بوڑھوں اور جائین کے اکابر و بزرگوں کو بیچ میں ڈال کر اصلاح کی فکر کرنی چاہئے۔ چنانچہ فرمایا گیا: ”والتی تخافون نشوزهن فعظوهن واهجروهن فی المضاجع واضربوهن فان اطعنكم فلا تبغوا علیهن سبیلاً ان الله كان علیاً کبیراً وان خفتم شقاق بینهما فابغوا حکماً من اهلہ وحکما من اهلہا ان یریدا اصلاحاً یوفق الله بینہما ان الله کان علیماً خبیراً (النساء: ۳۴)“ اور جن کی بد خوئی کا ڈر ہو تم کو، تو ان کو سمجھاؤ اور جدا کرو سونے میں اور مارو۔ پھر اگر کہا مانیں تمہارا تو مت تلاش کرو ان پر راہ الزام کی، بے شک اللہ ہے سب سے اوپر بڑا اور اگر تم ڈرو کہ وہ دونوں آپس میں ضرر رکھتے ہیں تو کھڑا کرو ایک منصف مرد والوں میں سے اور ایک منصف عورت والوں میں سے، اگر یہ دونوں چاہیں کہ صلح کرادیں تو اللہ موافقت کر دے گا ان دونوں میں بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا خبر دار ہے۔

ہاں اگر ایسی صورت پیدا ہو جائے کہ عورت کا اس مرد کے ساتھ گزارا نہ ہو سکے یا شوہر ظلم و تشدد پر اتر آئے تو ایسی صورت میں عورت کو بھی حق حاصل ہے کہ وہ اسلامی عدالت یا اپنے خاندان کے بزرگوں کے ذریعہ اس ظالم سے گلو خلاصی کر سکتی ہے۔

اس ساری صورتحال کا جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ اس میں عورت کی عزت، عصمت اور عظمت کے تحفظ کو یقینی بنانا مقصود ہے۔ کیونکہ نکاح کے بعد مرد کا تو کچھ نہیں جاتا۔ البتہ عورت کے لئے کئی قسم کی مشکلات کمزری ہو سکتی ہیں۔ مثلاً خود اس کا اپنا بے سہارا ہو جانا، اس کے بچوں کی پرورش، تعلیم، تربیت، ان کے مستقبل اور اس کے خاندان کی عزت و ناموس کا معاملہ وغیرہ۔ ایسے بے شمار مسائل، اس بندھن کے ٹوٹنے سے کھڑے ہو سکتے ہیں اور ان تمام مسائل سے براہ راست عورت ہی دوچار ہوتی ہے۔ اس لئے فرمایا گیا کہ عورت کو اس بندھن کے توڑنے

کا اختیار نہ دیا جائے۔ تاکہ وہ ان مشکلات سے بچ جائے۔ بتلایا جائے کہ یہ عورت کی خیر خواہی ہے یا بد خواہی؟

مگر ناس ہو یورپ اور مستشرقین کی اندھی تقلید کا کہ اس نے اپنے ذہنی غلاموں کو ایسا متاثر کیا کہ وہ ہر چیز کو ان کی عینک سے دیکھتے ہیں اور اسی زاویہ نگاہ سے اسلامی احکام پر نقد و تنقید کے نشتر چلاتے ہیں۔

بلاشبہ مرزائیوں کا یہ اعتراض بھی میرے خیال میں اپنے آقاؤں کی اندھی تقلید کا نتیجہ ہے۔ ورنہ شاید وہ بھی اپنی خواتین کو حق طلاق دینے کے روادار نہیں ہوں گے۔ اگر ایسا ہوتا تو ان کی عورتیں کب کی ان پر دو حرف بھیج کر جا چکی ہوتیں۔

آخر میں ہم خواتین کے حق طلاق کا مطالبہ کرنے والوں سے یہ بھی پوچھنا چاہیں گے کہ اگر آپ ہی کی طرح کا کوئی عقل مند کل کلاں یہ اعتراض کر بیٹھے کہ:

۱..... اللہ تعالیٰ نے مردوں کی داڑھی ہٹائی ہے تو عورتوں کو اس سے کیوں محروم رکھا؟

۲..... عورت اور مرد کے جنسی اعضاء مختلف کیوں ہیں؟

۳..... ہر دفعہ خواتین ہی بچے کیوں بنتی ہیں؟ مردوں کو اس سے مستثنیٰ کیوں رکھا گیا؟

۴..... بچوں کو دودھ پہلانے کی ذمہ داری عورت پر کیوں رکھی گئی؟

۵..... عورت ہی کو حیض و نفاس کیوں آتا ہے؟

۶..... حمل اور وضع حمل کی تکلیف مردوں کو کیوں نہیں دی گئی؟

تو بتلایا جائے کہ آپ ان سوالوں کا کیا جواب دیں گے؟ یہی تاں کہ مردوں اور خواتین کی جسمانی ساخت اور فطری استعداد کا نتیجہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے جس کو جیسی صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں اسی کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ فرمایا ہے۔ بالکل اسی طرح خواتین کے حق طلاق کے مطالبے کا بھی یہی جواب ہے کہ جس ذات نے عورت اور مرد کو پیدا فرمایا ہے اس نے ان کی صلاحیتوں اور جسمانی ساخت کے پیش نظر ہر ایک کے فرائض بھی تقسیم فرمائے ہیں۔ اس لئے اگر مردوں کے بچے نہ جننے، حمل، وضع حمل، رضاعت اور ان کو حیض و نفاس نہ آنے پر قادیانیوں اور ان کے روحانی آباء و اجداد..... یورپی مستشرقین کو کوئی اعتراض نہیں تو مردوں کے حق طلاق پر انہیں کیونکر اعتراض ہے؟

تحلیل شرعی میں عورت ہی کیوں استعمال ہو؟

۱۱..... ”حضرت محمد ﷺ نے حلالہ کے قانون میں عورت کو کسی بے جان چیز یا بھیڑ بکری کی

طرح استعمال کئے جانے کا طریقہ کار کیوں وضع کیا ہے؟ طلاق مرد دے اور دوبارہ رجوع کرنا چاہے تو عورت پہلے کسی دوسرے آدمی کے نکاح میں دی جائے۔ وہ دوسرا شخص اس عورت کے ساتھ جنسی عمل سے گزرے، پھر اس دوسرے شخص کی مرضی ہو۔ وہ طلاق دے تو عورت دوبارہ پہلے آدمی سے نکاح کر سکتی ہے؟ یعنی اس پورے معاملے میں استعمال عورت کا ہی ہوا، مرد کا کچھ بھی نہیں بگڑا۔ اس میں کیا راز پوشیدہ ہے؟“

جواب..... اگر دیکھا جائے تو قادیانیوں کا یہ اعتراض بھی سراسر بدعتی اور جہالت پر مبنی ہے۔ اس لئے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ مروجہ حلالہ کے لئے عارضی نکاح کی آنحضرت ﷺ نے تعلیم و تلقین نہیں فرمائی۔ بلکہ اس کی قباح و شاعت بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ شخص پہلے شوہر کے لئے عورت کو حلال کر کے طلاق دینے والے حلالہ کنندہ اور ایسا حلالہ کرانے والے دونوں کو ملعون قرار دیا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: ”عن ابن عباس لعن رسول اللہ ﷺ المحلل والمحلل له (مسند احمد ج ۱ ص ۴۰۰)“ ﴿اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے لعنت فرمائی اور حلالہ کرنے والے اور حلالہ کرانے والے پر۔﴾

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ تین طلاق دینے کے بعد خاتون اپنے شوہر کے لئے حرام ہو جاتی ہے اور بلا تحلیل شرعی ان دونوں کا آپس میں دوبارہ نکاح اور ملاپ نہیں ہو سکتا تو یہ قرآن کریم کا مسئلہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد الہی ہے۔

الف..... ”الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان (البقرہ: ۲۲۹)“ ﴿طلاق رجعی ہے۔ دوبار تک اس کے بعد رکھ لینا موافق دستور کے یا چھوڑ دینا بجلی طرح سے۔﴾

ب..... ”فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجاً غيره (البقرہ: ۲۳۰)“ ﴿پھر اگر اس عورت کو طلاق دے یعنی تیسری بار، تو اب حلال نہیں اس کو وہ عورت اس کے بعد جب تک نکاح نہ کرے کسی خاوند سے اس کے سوا۔﴾

دراصل اللہ تعالیٰ میاں بیوی کے نکاح کے اس بندھن کے توڑنے کے حق میں نہیں ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ ایک ہنستا ہستا گھرانا طلاق کی وجہ سے اجڑ جائے۔ اس لئے طلاق اگرچہ مباح ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں مباح و جائز چیزوں میں سب سے زیادہ مبغوض و ناپسندیدہ ہے۔ اس لئے اس بندھن کو ٹوٹنے سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے تین طلاق کو آخری حد قرار دیا ہے۔ جب کہ پہلی اور دوسری طلاق کے بعد نکاح ثانی کے بغیر مرد کے دوبارہ رجوع کرنے کے حق

کو برقرار رکھا گیا۔ لیکن اگر کوئی انتہاء پسند اپنی غلت پسندی اور حماقت سے اس حد کو بھی پار کر جائے تو اس پر کوئی تعزیر اور تازیانہ ضرور ہونا چاہیے اور وہ تعزیر و تازیانہ یہ مقرر فرمایا کہ تم نے چونکہ اپنی بیوی کو بے قدر چیز اور نکاح کو کھیل بنا رکھا تھا۔ اس لئے تیسری طلاق کے بعد اب تمہارا عورت پر کسی قسم کا کوئی حق نہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تیسری طلاق کی حد پار کرنے والے پر جب تعزیر و تازیانہ کے طور پر اس کی بیوی کو اس پر حرام قرار دے دیا گیا۔ تو دوسرے نکاح کے بعد وہ عورت اس کے لئے حلال کیوں قرار دے دی گئی؟ اس سلسلے میں حافظ ابن قیمؒ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب ”اعلام الموقعین“ میں اس کی نہایت خوبصورت حکمت علت بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ حافظ ابن قیمؒ لکھتے ہیں: ”تین طلاق کے بعد مرد پر عورت کے حرام ہونے اور دوسرے نکاح کے بعد پھر پہلے مرد پر جائز ہونے کی حکمت کو وہی جانتا ہے جس کو اسرار شریعت اور مصالح کلیہ الہیہ سے واقفیت ہو۔ پس واضح ہو کہ اس امر میں شریعتیں بحسب مصالح ہر زمانہ اور ہر امت کے لئے مختلف رہی ہیں۔ شریعت توراۃ نے طلاق کے بعد جب تک عورت دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے۔ پہلے مرد کا رجوع اس کے ساتھ جائز رکھا تھا اور جب وہ دوسرے شخص سے نکاح کر لیتی تو پہلے شخص کو اس عورت سے کسی صورت میں رجوع جائز نہ تھا۔ اس امر میں جو حکمت و مصلحت الہی ہے۔ ظاہر ہے کیونکہ جب مرد جانے گا کہ اگر میں نے عورت کو طلاق دے دی تو اس کو پھر اپنا اختیار ہو جائے گا اور اس کے لئے دوسرا نکاح کرنا بھی جائز ہو جائے گا اور پھر جب اس نے دوسرا نکاح کر لیا تو مجھ پر ہمیشہ کے لئے یہ عورت حرام ہو جائے گی۔ تو ان امور خاصہ کے تصور سے مرد کا عورت سے تعلق و تمسک پختہ ہوتا تھا اور عورت کی جدائی کو ناگوار جانتا تھا۔ شریعت توراۃ بحسب حال مزاج امت موسوی نازل ہوئی تھی۔ کیونکہ تشدد اور غصہ اور اس پر اصرار کرنا ان میں بہت تھا۔ پھر شریعت انجیلی آئی تو اس نے نکاح کے بعد طلاق کا دروازہ بالکل بند کر دیا۔ جب مرد کسی عورت سے نکاح کر لیتا تو اس کے لئے عورت کو طلاق دینا ہرگز جائز نہ تھا۔

پھر شریعت محمدیہؐ آسمان سے نازل ہوئی جو کہ سب شریعتوں سے اکمل، افضل، اعلیٰ اور پختہ تر ہے اور انسانوں کے مصالح، معاش و معاد کے زیادہ مناسب اور عقل کے زیادہ موافق ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس امت کا دین کامل اور ان پر اپنی نعمت پوری کی اور طبابت میں سے اس امت کے لئے بعض وہ چیزیں حلال ٹھہرائیں جو کسی امت کے لئے حلال نہیں تھیں۔ چنانچہ مرد کے لئے جائز ہوا کہ بحسب ضرورت چار عورت تک سے نکاح کر سکے۔ پھر اگر مرد

وعورت میں نہ بنے تو مرد کو اجازت دی کہ اس کو طلاق دے کر دوسری عورت سے نکاح کر لے۔ کیونکہ جب پہلی عورت موافق طبع نہ ہو یا اس سے کوئی فساد واقع ہو اور وہ اس سے باز نہ آئے تو شریعت اسلامیہ نے ایسی عورت کو مرد کے ہاتھ، پاؤں اور گردن کی زنجیر بنا کر اس میں جکڑنا اور اس کی کمر توڑنے والا بوجھ بنانا تجویز نہیں کیا اور نہ اس دنیا میں مرد کے ساتھ ایسی عورت کو رکھ کر اس کی دنیا کو دوزخ بنانا چاہا ہے۔

لہذا خدا تعالیٰ نے ایسی عورت کی جدائی مشروع فرمائی اور وہ جدائی بھی اس طرح مشروع فرمائی کہ مرد، عورت کو ایک طلاق دے۔ پھر عورت تین طہریات تین ماہ تک اس مرد کے رجوع کا انتظار کرے تاکہ اگر عورت سدھر جائے اور شرارت سے باز آجائے اور مرد کو اس عورت کی خواہش ہو جائے۔ یعنی خدا نے مصرف القلوب عورت کی طرف مرد کے دل کو راغب کر دے تو مرد کو عورت کی طرف رجوع کرنے کا دروازہ بھی مفتوح رہے۔ تاکہ مرد عورت سے رجوع کر سکے اور جس امر کو غصے اور شیطانی جوش نے اس کے ہاتھ سے نکال دیا تھا۔ اس کو مل سکے اور چونکہ ایک طلاق کے بعد پھر بھی جائزین کی طبعی غلبات اور شیطانی چھیڑ چھاڑ کا اعادہ ممکن تھا۔ اس لئے دوسری طلاق مدت مذکورہ کے اندر مشروع ہوئی۔ تاکہ عورت بار بار کی طلاق کی تلخی کا ذائقہ چکھ کر اور خرابی خانہ کو دیکھ کر دوبارہ اس قبضہ کا اعادہ نہ کرے۔ جس سے اس کے خاوند کو غصہ آوے اور اس کے لئے جدائی کا باعث ہو اور مرد بھی عورت کی جدائی محسوس کر کے عورت کو طلاق نہ دے۔

اور جب اس طرح تیسری طلاق کی نوبت آ پہنچے تو اب یہ وہ طلاق ہے جس کے بعد خدا کا یہ حکم ہے کہ اس مرد کا رجوع اس عورت مطلقہ ثلاثہ سے نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جائزین کو کہا جاتا ہے کہ پہلی اور دوسری طلاق تک تمہارا آپس میں رجوع ممکن تھا۔ اب تیسری طلاق کے بعد رجوع نہ ہو سکے گا تو اس قانون کے مقرر ہونے سے وہ دونوں سدھر جائیں گے۔ کیونکہ جب مرد کو یہ تصور ہوگا کہ تیسری طلاق اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان بالکل جدائی ڈالنے والی ہے تو وہ طلاق دینے سے باز رہے گا۔ کیونکہ جب اس کو اس بات کا علم ہوگا کہ اب تیسری طلاق کے بعد یہ عورت مجھ پر دوسرے شخص کے شرعی، معروف و مشہور نکاح اور اس کی طلاق و عدت کے بغیر حلال نہ ہو سکے گی اور دوسرے شخص کے نکاح سے عورت کا علیحدہ ہونا بھی یقینی نہیں۔ پھر دوسرے نکاح کے بعد بھی جب تک دوسرا خاوند اس کے ساتھ دخول نہ کر لے۔ پھر اس کے بعد یا تو وہ مرجائے یا برضا و رغبت خود اسے طلاق دے دے اور وہ عورت عدت نہ گزار لے۔ تب تک وہ اس کی طرف رجوع نہ کر سکے گا۔ تو اس وقت مرد کو اس رجوع کی ناامیدی کے خیال سے اور اس احساس سے ایک

دورانِ نشی پیدا ہوگی اور وہ خدا تعالیٰ کی ناپسندیدہ ترین مباح یعنی طلاق دینے سے باز رہے گا۔ اسی طرح جب عورت کو اس عدم رجوع کی واقفیت ہوگی تو اس کے اخلاق بھی درست رہیں گے اور اس سے ان کی آپس میں اصلاح ہو سکے گی اور اس نکاح ثانی کے متعلق نبی علیہ السلام نے اس طرح تاکید فرمائی کہ وہ نکاح ہمیشہ کے لئے ہو۔ پس اگر دوسرا شخص اس عورت سے اپنے پاس ہمیشہ رکھنے کے ارادہ سے نکاح نہ کرے۔ بلکہ خاص حلالہ ہی کے لئے کرے تو آنحضرت ﷺ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے اور جب پہلا شخص اس قسم کے حلالہ کے لئے کسی کو رضامند کرے تو اس پر بھی لعنت فرمائی ہے۔

تو شرعی حلالہ وہ ہے کہ جس میں خود ایسے اسباب پیدا ہو جائیں کہ جس طرح پہلے خاوند نے اتفاقاً عورت کو طلاق دی تھی۔ اسی طرح دوسرا بھی طلاق دے یا مر جائے تو عورت کا عدت کے بعد پہلے خاوند کی طرف بلا کر اہت رجوع درست ہے۔

پس اتنی سخت رکاوٹوں کے بعد پہلے خاوند کی طرف رجوع کے جواز کی وجہ مذکورہ بالا تفصیلات سے ظاہر و باہر ہے کہ اس میں عورت اور نکاح کی عزت و عظمت اور نعمت الہی کے شکر، نکاح کے دوام اور اس تعلق کے نہ ٹوٹنے کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔ کیونکہ جب خاوند کو عورت کی جدائی سے اس کے دوبارہ ملاپ کے درمیان اتنی ساری رکاوٹیں حائل ہوتی محسوس ہوں گی تو وہ تیسری طلاق تک نوبت نہیں پہنچائے گا۔“

(بحوالہ احکام اسلام عقل کی نظر میں از حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی)

رہی یہ بات کہ اس سلسلے میں عورت ہی کو ان تمام مراحل سے کیوں گزارا گیا؟ اس سلسلے میں عرض ہے کہ شوہر ثانی سے نکاح کی شرط میں شوہر اول کو اس مفارقت و جدائی کا مزہ چکھانا مقصود ہے اور یہ بتلانا مقصود ہے کہ بلا کسی ضرورت مصلحت اور سوچے سمجھے طلاق دینے اور اپنے نفس کی خواہش سے مغلوب ہو کر اپنی بیوی کو علیحدہ کرنے کا یہ عذاب ہے۔ کیونکہ کوئی باغیرت مرد اس قدر اپنی تذلیل کو برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کے کسی غلط عمل کی وجہ سے اس کی بیوی دوسرے مرد سے نکاح کرے۔ اس کے بستر کی زینت بنے اور پھر وہ دوبارہ اس کے نکاح میں آئے۔

دیکھا جائے تو اس میں بھی اس خاتون کی عزت و تکریم کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اس لئے کہ طلاق دہندہ مرد کو باور کرایا جا رہا ہے کہ جس کو تم نے بے قدر سمجھا تھا۔ وہ ایسی بے قدر نہیں ہے۔ بلکہ وہ تو کسی دوسرے مرد سے نکاح کر کے باعزت زندگی گزار سکتی ہے۔ لیکن جب دوسرا شوہر اپنی مرضی سے اس کو طلاق دے دے یا وہ مر جائے اور پھر پہلا شوہر اس سے نکاح کی رغبت

کرے گا تو آئندہ وہ اس عورت کی پہلے جیسی ناقدری نہیں کرے گا۔ بلکہ وہ اسے عزت و عظمت کا مقام دے گا۔ اب بتلایا جائے کہ اس میں مرد کی توہین و تذلیل زیادہ ہے یا عورت کی؟
 افسوس کہ اس فطری مسئلے پر اعتراض وہی لوگ کرتے ہیں جن کے ہاں عورت محض شہوت رانی کا ایک ذریعہ ہے اور وہ اسے کسی شمع محفل اورداشتہ سے زیادہ حیثیت دینے کے روادار نہیں۔ قادیانیوں کی طرف سے یہ سوال دراصل اپنے آباء و اجداد..... یورپی مستشرقین سے مرعوبیت اور ان کی ہم نوائی کا شاخسانہ ہے اور بس!

قانون دیت سے قاتل کا تحفظ نہیں؟

۱۲..... ”حضرت محمد ﷺ نے قصاص و دیت کا قانون کیوں وضع کیا؟ مثال کے طور پر اگر میں قتل کر دیا جاتا ہوں اور میرے اپنی بیوی یا بہن بھائیوں سے اختلافات ہیں تو لازماً ان کی پہلی کوشش یہی ہوگی کہ میرے بدلے میں زیادہ سے زیادہ خون بہا لے کر میرے قاتل سے صلح کر لیں اور باقی عمر عیش کریں۔ میں تو اپنی جان سے گیا۔ میرے قاتل کو پیسوں کے عوض یا اس کے بغیر معاف کرنے کا حق کسی اور کو کیوں تفویض کیا گیا؟ کیا اس طرح سزا سے بچ جانے پر قاتل کی حوصلہ افزائی نہیں ہوگی؟ کیا پیسے کے بل بوتے پر وہ مزید قتال کے لئے اس معاشرے میں آزاد نہیں ہوگا؟ پچھلے دنوں سعودی عرب میں ایک شیخ، ایک پاکستانی کو قتل کر کے سزا سے بچ گیا۔ کیونکہ مقتول کے اہل خانہ نے کافی دینار لے کر قاتل کو معاف کر دیا تھا۔ اس قانون کے نتیجے میں صرف وہ قاتل سزا پاتا ہے۔ جس کے پاس قصاص کے نام پر دینے کو کچھ نہ ہو۔ پاکستان ہی کی مثال لے لیں۔ قیام سے لے کر اب تک باحیثیت افراد میں سے صرف کتنی کے چند اشخاص کو قتل کے جرم میں پھانسی کی سزا ملی۔ وہ بھی اس وجہ سے کہ مقتول کے ورثاء قاتل کی نسبت کہیں زیادہ دولت مند تھے۔ لہذا انہوں نے خون بہا کی پیشکش ٹھکرا دی۔ اس قانون کا افسوسناک پہلو یہ بھی ہے کہ جب کوئی باحیثیت شخص کسی کا قتل کر دیتا ہے تو قاتل کے اہل و عیال ورشتہ دار مقتول کے ورثاء پر طرح طرح سے دباؤ ڈالتے ہیں اور دھمکیاں دیتے ہیں۔ جس پر ورثاء قاتل کو معاف کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ کیا حضرت محمد ﷺ نے اس قانون کو وضع کر کے ایک امیر شخص کو براہ راست ”قتل کا لائسنس“ جاری نہیں کیا؟“

جواب..... اس سوال کے جواب سے پہلے یہ سمجھنا چاہئے کہ کسی انسان کے ہاتھوں دوسرے انسان کے قتل ہو جانے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ کسی نے جان بوجھ کر کسی کو جان سے مار دیا۔ دوم یہ کہ وہ کسی شکار وغیرہ کو مارنا چاہتا تھا۔ مگر غلطی سے اس کے نشانے پر کوئی انسان آ گیا اور وہ مر گیا۔ یا

اس نے سمجھا کہ سامنے والا ہیولا شبیہ کسی جنگلی جانور یا شکار کی ہے۔ مگر اتفاق ہے وہ کوئی انسان تھا جو شکاری کی گولی کا نشانہ بن کر مر گیا۔ پہلی صورت کو ”قتل عمد“ کہتے ہیں۔ جس کی سزا قصاص ہے۔ دوسری صورت ”قتل خطاء“ کی ہے اور اس کی سزا دیت اور خوں بہا ہے۔ قتل عمد اگر مقتول کے وارث قصاص لینے کی بجائے فی سبیل اللہ یا خوں بہالے کر قاتل کی جان بخشی کرنا چاہیں تو شریعت نے ان کو اختیار دیا ہے..... مگر اس کا یہ معنی بھی نہیں کہ اگر بالفرض قاتل، قصاص سے بچ جائے تو حکومت بھی اس کو اس کی اس درندگی پر کوئی سزا نہ دے۔ یا اس کی درندگی کی روک تھام کے لئے اسے کسی مناسب تعزیر سے بھی بری قرار دے دے۔ یہی وہ صورت ہے جس پر قادیانیوں کو اعتراض ہے۔

مگر افسوس! کہ ان کا اعتراض کسی واقعی اور عقلی شبہ کی بناء پر نہیں ہے۔ بلکہ محض اپنے یورپی آقاؤں اور عیسائی محسنوں کی ہم نوائی اور خوشنودی حاصل کرنے کی ناکام کوشش ہے۔ اس لئے کہ قانون دیت و قصاص جو دراصل قتل و غارت گری کے سد باب کا بہترین و موثر ذریعہ ہے۔ اس میں محض فرضی احتمالات کے ذریعے کیڑے نکالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو قصاص و دیت کے اس قانون کے نفاذ اور اس پر عمل درآمد کی صورت میں کسی طالع آدما کو کسی مصوم کی جان سے کھیلنے کی جرأت نہیں ہو سکتی۔

اس لئے کہ اگر گواہوں سے یہ ثابت ہو جائے کہ قاتل نے جان بوجھ کر اس جرم کا ارتکاب کیا ہے تو اس کو قصاصاً قتل کیا جائے گا اور اگر کوئی قاتل اپنے اس جرم کی وجہ سے کیفر کردار کو پہنچ جائے تو اس سے پورے معاشرے کو قتل و غارت گری سے نجات مل جائے گی اور آئندہ کسی قاتل کو اس گناہ نے جرم کے ارتکاب سے پہلے سو بار سوچنا ہوگا کہ میں جو کام کرنے جا رہا ہوں۔ اس کی سزا میں خود بھی اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھوں گا۔ لہذا اس جرم کے ارتکاب کا معنی یہ ہے کہ میں اپنی موت کے پرانے پر دستخط کرنے جا رہا ہوں۔ اسی کو قرآن کریم نے یوں بیان فرمایا ہے: ”وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يَاۤأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰلَ الْبَابِ (البقرہ: ۱۷۹)“ اور تمہارے واسطے قصاص میں بڑی زندگی ہے۔ اے عقلمندو! ﴿

لیکن اگر قاتل کی کسی واردات میں شواہد، قرائن اور گواہوں سے ثابت ہو جائے کہ واقعی، قاتل نے عمد اس جرم کا ارتکاب نہیں کیا تو اس صورت میں قاتل کو قصاصاً قتل تو نہیں کیا جائے گا۔ مگر چونکہ قاتل کی ہی غلطی سے مقتول کی جان ضائع ہوئی ہے۔ اس لئے بطور سزا اس پر یہ تاوان رکھا گیا ہے کہ مقتول کے ورثاء کی اٹک شوئی کے طور پر وہ مقتول کے وارثوں کو ایک انسانی جان کی

قیمت سواونٹ یا ان کی قیمت ادا کرے گا۔ مثلاً آج اگر ایک اونٹ کی قیمت ۲۵ ہزار روپے ہے تو سواونٹ کی قیمت ۲۵ لاکھ روپے ہوگی۔ بھلا جو شخص ایک بار اپنی غلطی کی سزا ۲۵ لاکھ کی ادائیگی کی شکل میں بھگت لے گا۔ وہ آئندہ کتنا محتاط ہو جائے گا؟ اور اس کی نگاہ میں انسانی جان کی کتنی قدر و قیمت ہوگی؟

پھر چونکہ کسی مسلمان کا قتل معاشرے کا انتہائی گھناؤنا جرم ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ بہت ہی مبغوض و ناپسندیدہ ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے: ”وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مَّتَعْدًا فِجْزًا أَوْ هِجْزًا خَالِدًا فِيهَا (النساء: ۹۳)“ اور جو کوئی قتل کرے مسلمان کو جان کر تو اس کی سزا دوزخ ہے۔ پڑا رہے گا اسی میں۔ ﴿

اگرچہ جمہور علمائے امت اس کے قاتل ہیں کہ کفر و شرک کے علاوہ ہر جرم معاف ہو سکتا ہے اور کسی جرم کی سزا ہمیشہ کے لئے جہنم کی شکل میں نہیں ہوگی۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ”اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں فرمائیں گے۔ اس کے علاوہ جسے چاہیں گے معاف فرما دیں گے۔“ (النساء: ۴۸) مگر بہر حال اتنا تو ضرور ہے کہ ایسا شخص اگر بغیر توبہ کے مر گیا تو اسے کافی عرصے تک جہنم میں جلنا ہوگا۔ ”خالداً فیہا“ کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ ایک عرصے تک اسے جہنم کی سزا سے دوچار ہونا پڑے گا۔

اس لئے حضرت امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ قاتل کا قصاصاً قتل ہو جانا یا دیت کا ادا کر دینا اس کی آخرت کی سزا کا بدل نہیں ہے۔ لہذا اس کو ان دنیاوی سزاؤں کا سامنا کرنے کے بعد آخرت کی سزا سے بچنے کے لئے خلوص و اخلاص اور صدق دل سے توبہ بھی کرنا ہوگی۔ ورنہ اسے آخرت کی سزا کا بہر حال سامنا کرنا ہوگا۔

مگر چونکہ قتل کے جرم میں حق تعالیٰ کے ساتھ حق عبد بھی شامل ہے۔ اس لئے دنیاوی طور پر اس حق عبد کی وصولی کا اختیار مقتول کے ورثاء کو ہی حاصل ہے۔ اگر وہ دعویٰ کریں گے تو شریعت ان کو ان کا حق دلوائے گی اور اگر وہ اپنے اس حق سے دستبردار ہونا چاہیں تو عقل و دیانت اور دین و شریعت انہیں اپنے اس حق کی وصولی پر مجبور بھی نہیں کرے گی۔ بلکہ مہذب دنیا کے کسی قانون میں یہ بات شامل نہیں کہ کوئی آدمی اپنے حق سے دستبردار ہونا چاہے اور قانون اسے دستبردار نہ ہونے دے۔

لہذا قادیانیوں اور ان کے ولیانِ نعت عیسائیوں اور یورپ کے مستشرقین کی جانب سے یہ خدشہ پیش کر کے اس قانون دیت و قصاص پر اعتراض کرنا کہ: ”اگر مقتول کے وارثوں

کی مقتول سے لڑائی اور اختلاف ہو تو ان کی پہلی کوشش ہوگی کہ مقتول کے قتل کے بدلے زیادہ سے زیادہ خون بہالے کر صلح کر لیں اور زندگی بھر مزے کریں۔ نہایت سفاہت و دناست پر مشتمل ہے۔“

اس لئے کہ اگر محض ان مفروضوں کی بناء پر کسی قانون کو مورد الزام ٹھہرا کر اس کی افادیت کا انکار کیا جائے تو بتلایا جائے کہ کون سا قانون اس سے مستثنیٰ ہو سکتا ہے؟ اگر ایسا ہو تو کیا دنیا میں کہیں عدل و انصاف اور جرم و سزا کا قانون روبہ عمل ہوگا؟ اگر جواب نفی میں ہے تو بتلایا جائے کہ کون سی عدالت، کون سا جج، کون سا وکیل، کون سی عدلیہ بلکہ ملک کا صدر، وزیر اعظم یا بڑے سے بڑا عہدیدار اس بدگمانی سے مستثنیٰ یا محفوظ رہ سکتا ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر دنیا میں جرم و سزا کا قانون کیونکر نافذ ہو سکے گا؟ کیا دنیا میں کہیں عدل و انصاف کا وجود ہوگا؟

قادیانیو! ذرا عقل و ہوش کے ناخن لو! اور اپنے یورپی محسنوں کی اندھی تقلید میں اسلام، پیغمبر اسلام ﷺ پر ایسے لہجہ اعتراض نہ کرو کہ خود دنیا کے کفر بھی تمہارے منہ پر تھوکنے پر مجبور ہو جائے۔

کیا ایسے سوالات پہ چھنا بھی تو ہیں رسالت ہے؟

۱۳..... ”اور اسی طرح کے بے شمار سوالات میرے ذہن میں پیدا ہوتے ہیں۔ کیا ان کے بارے میں پوچھنا تو ہیں رسالت کے زمرے میں آتا ہے؟“

جواب..... اس سوال کا جواب سمجھنے سے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ جس طرح پوری مہذب دنیا کا اصول ہے کہ جب تک کسی شخص کا زبان، بیان، اشارے، کنائے اور شواہد و قرائن سے مجرم ہونا ثابت نہ ہو جائے۔ اس وقت تک وہ کسی سزا مستوجب نہیں ٹھہرتا۔ ٹھیک اسی طرح دین اسلام کا بھی یہی اصول ہے کہ جب تک کسی شخص کی گستاخی اور جرم قول، فعل، زبان، بیان اشارے کنائے اور عمل کا روپ نہ دھار لے، اس وقت تک اسے مجرم باور نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک جماعت نے بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ: ”اِنَّا نَجِدُ فِيْ اَنْفُسِنَا مَا يَتَعَاطَمُ اَحَدُنَا اَنْ يَتَكَلَّمَ بِهِ، قَالَ اَوْ قَدْ وَجَدْتُمُوْهُ؟ قَالُوْا: نَعَمْ! قَالَ: ذَاكَ صُرِيْحُ الْاِيْمَانِ“ (مشکوٰۃ ص ۱۸، بحوالہ مجمع مسلم)

یا رسول اللہ! ایسے ایسے برے خیالات آتے ہیں کہ گردن کٹنا تو گوارا مگر ان کا زبان پر لانا برداشت نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہی تو ایمان ہے۔ یعنی اگر بلا اختیار دل میں ایسے خیالات آئیں اور ان کو زبان پر نہ لایا جائے۔ نہ تو وہ جرم ہیں اور نہ ہی تو ہیں رسالت کے زمرے میں آئیں گے۔

اس تمہید کے بعد اب سمجھئے کہ جب تک مسائل کے ذہن میں پیدا ہونے والے خیالات نے زبان و بیان کے اظہار کی شکل اختیار نہیں کی تھی۔ وہ کسی جرم کے دائرے میں نہیں آتے تھے۔ مگر اب جب کہ مسائل نے نہایت توہین و تنقیص کے انداز میں ان خیالات کو اظہار کا جامہ پہنا کر ان کے ذریعے اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کو تنقید کا نشانہ بنانے کی کوشش کی ہے تو بلاشبہ یہ انداز توہین رسالت کے زمرے میں آئے گا۔ جس کا واضح قرینہ مسائل کا توہین و تنقیص پر مبنی اگلا چودھواں سوال ہے۔ جس میں اس نے اس کا برملا اظہار کیا ہے کہ: ”حضرت محمد ﷺ جب ایک رات میں ساتوں آسمانوں کی سیر کر سکتے ہیں۔ چاند کو دو ٹکڑے کر سکتے ہیں۔ اتنے بڑے مذہب کے بانی اور خدا کے سب سے قریبی نبی ہیں تو کیا وہ مجھے ان سوالات کی پاداش میں مناسب سزا نہیں دے سکتے؟“

گویا مسائل نے نہایت جرأت، ڈھٹائی، بے باکی اور گستاخی کے انداز میں، آنحضرت ﷺ کے معجزہ معراج، شق قمر، خدا تعالیٰ کے قرب اور اسلام کے بانی ہونے کا صاف انکار کیا ہے۔ اس کے علاوہ مسائل نے تعجب کے انداز میں اپنی اس گستاخی پر براہ راست آنحضرت ﷺ سے سزا پانے کا مطالبہ کر کے گویا یہ باور کرانے کی ناپاک کوشش کی ہے کہ اس گستاخی پر تمہارا کیا تمہارے جلیل القدر نبی بھی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ بتلایا جائے کہ یہ گستاخی اور توہین رسالت کے زمرے میں کیونکر نہیں آئے گا؟ شاید مسائل اور اس کے ہم نواؤں کو ہماری گزارشات یوں سمجھ نہ آئیں تو ہم ان کو یہ معاملہ ایک مثال سے سمجھائے دیتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ: اگر کوئی شخص صدر پاکستان جناب جنرل پرویز مشرف کے بارے میں کہے کہ اس نے فلاں کام غلط کیا؟ فلاں معاملہ اس کا درست نہیں تھا۔ اس نے اقرباء پر دوری سے کام لیا۔ اس نے اپنے مفادات کی خاطر اور اپنے اقتدار و مقبولیت کی خاطر یہ غلط کام کئے اور پھر آخر میں یہ کہے کہ اس قسم کے سوالات میرے ذہن میں آتے ہیں۔ کیا ان کا زبان پر لانا صدر کی توہین کے زمرے میں آئے گا؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو صدر صاحب اتنے بڑے عہدے کے حامل ہیں اور حاضر سرورس جنرل اور پاکستان کے صدر بھی ہیں تو کیا وہ مجھے ان سوالات و اشکالات کی پاداش میں مناسب سزا نہیں دے سکتے؟ بتلایا جائے کہ کسی منجملے کا ایسا انداز صدر کی گستاخی میں آئے گا یا نہیں؟

انتابڑے محمد ﷺ توہین رسالت کی سزا خود کیوں نہیں دے سکتے؟

۱۲..... ”جو حضرات ”ہاں“ کہیں گے۔ ان سے صرف یہی عرض کر سکتا ہوں کہ حضرت

ﷺ جب ایک رات میں ساتوں آسمانوں کی سیر کر سکتے ہیں۔ چاند کو دوکلوے کر سکتے ہیں۔ اتنے بڑے مذہب کے بانی اور خدا کے سب سے قریبی نبی ہیں تو کیا وہ خود مجھے ان سوالات کی پاداش میں مناسب سزا نہیں دے سکتے؟ اگر ہاں! تو اے میرے مسلمان بھائیو! مجھ پر اور میری طرح کے دیگر انسان مسلمانوں پر رحم کرو اور حضرت محمد ﷺ کو موقع دو کہ وہ خود ہی ہمارے لئے کچھ نہ کچھ مناسب سزا تجویز فرمادیں گے۔“

جواب..... جیسا کہ تیرہویں سوال کے جواب میں ہم عرض کر چکے ہیں کہ سائل کا یہ سوال اور سوال کا انداز! نہایت گستاخی، بے ادبی اور ڈھٹائی پر مشتمل ہے اور یہ بلاشبہ آنحضرت ﷺ کی ایذا رسانی کے زمرے میں آتا ہے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ اور آنحضرت ﷺ کی ایذا رسانی کا باعث ہوں ان پر دنیا آخرت میں اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ (الاحزاب: ۵۷)

سائل کا یہ کہنا کہ: ”میرے مسلمان بھائیو! مجھ پر اور دیگر انسانوں پر رحم کرو اور حضرت محمد ﷺ کو موقع دو کہ وہ خود ہمارے لئے مناسب سزا تجویز کریں۔“ بالکل ایسے ہی ہے جیسے کوئی گستاخ، کسی ملک کے سربراہ یا صدر کی بدترین گستاخی کا ارتکاب کرے اور وہاں کی انتظامیہ اور پولیس سے کہے کہ مجھ پر رحم کرو اور ملک کے صدر یا سربراہ کو موقع دو کہ وہ میرے لئے کوئی مناسب سزا تجویز کرے۔ کیا خیال ہے اس ملک کی انتظامیہ اور پولیس اس کا راستہ چھوڑ دے گی؟ یا یہ کہہ کر اسے کیفر کردار تک پہنچائے گی کہ اس گستاخی کی سزا صدر یا سربراہ مملکت نہیں بلکہ ملکی قانون و دستور کی روشنی میں ہم ہی نافذ کریں گے؟

بتلایا جائے کہ امریکا بھادور کے نام نہاد ”مسلمان باغیوں“ کو افغانستان و عراق سے پکڑ کر اور گوانتانامو بے لے جا کر ان کی اس ”گستاخی“ کی سزا صدر بوش خود دے رہے ہیں یا اس کے آلہ کار؟

بلاشبہ تو بین رسالت کا قانون آج سے چودہ سو سال پہلے مرتب ہو چکا ہے اور گزشتہ چودہ صدیوں سے اس پر عمل ہوتا آ رہا ہے اور پاکستان میں بھی ۱۹۸۲ء کے ایک صدارتی آرڈیننس کے ذریعے اس کا نفاذ ہو چکا ہے۔ لہذا اس گستاخ سائل سے ہم کہنا چاہیں گے کہ آنحضرت ﷺ کی جگہ آپ ﷺ کے خدام ہی تمہاری ”خدمت“ کے لئے موجود ہیں۔ اپنے شیش محل سے نکل کر سامنے آ کر گستاخی کیجئے اور اپنا تماشہ دیکھئے۔

کسی کو سوچ کی بنا پر کیوں کا فر قرار دیا جاتا ہے؟

۱۵..... ”یاد رکھو! ایک مسلمان کا خون دوسرے پر حرام ہے اور کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ ایک

مسلمان کو صرف اس کی سوچ اور عقائد کی بناء پر کافر قرار دے دے۔ یہ تو تھا اسلامی فرمان، اب ایک انسانی فرمان بھی سن لیں کہ ”دنیا کے کسی بھی مذہب سے کہیں زیادہ انسانی جان قیمتی ہے۔“ وما لینا الا البلاغ (نقل مطابق اصل۔ ناقل ۱)۔

جواب..... جی ہاں! ایک مسلمان کا خون دوسرے مسلمان پر حرام ہے اور اسلام نے ہی اس کی تعلیم دی ہے اور جو شخص اس کی خلاف ورزی کرے۔ قرآن کریم نے اس پر سخت وعید فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”اور جو کوئی کسی مسلمان کو جان بوجھ کر اور ناحق قتل کرے۔ اسے ہمیشہ..... یعنی طویل عرصے..... کے لئے جہنم میں جلنا ہوگا۔“

رہی یہ بات کہ کسی کو اس کی سوچ اور عقائد کی بناء پر کافر قرار دینے کا کسی کو حق نہیں تو قادیانیوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی مخالفت کرنے والوں کو کافر، پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج کیوں قرار دیا؟ اسی طرح خود مرزا قادیانی نے اپنے مخالفین کو جنگل کے سورا اور ان کی بیویوں کو کنجریوں کا خطاب کیوں دیا؟ اسی طرح اپنے نہ ماننے والوں کو جہنمی کے ”اعزاز“ سے کیوں سرفراز فرمایا؟ اگر مرزائیوں کے مخالف مسلمان، سوچ اور عقائد کے اختلاف کی بناء پر کافر، مرتد، جہنمی اور جنگل کے سورا ہیں تو خود مرزائی پوری امت مسلمہ کی سوچ، چودہ صدیوں کے مسلمانوں اور کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام علیہم السلام سے اختلاف کرنے اور ان کی توہین و تنقیص کرنے کی وجہ سے کیونکر کافر نہیں ہوں گے؟

دیکھا جائے تو سائل کا یہ پورا سوال ہی اس کے دجل، تلبیس، دوغلا پن، نفاق اور سراسر جھوٹ پر مبنی ہے۔ اس لئے کہ اگر سائل کا اپنے اس قول پر اعتقاد ہوتا تو وہ سب سے پہلے اپنے آقاؤں کو اس کی تلقین کرتا، جو فلسطین، بیروت، لبنان، افغانستان، عراق اور کشمیر میں لاکھوں انسانوں کے بے جا قتل عام کے مرتکب ہیں۔ اگر قادیانی اپنے اس موقف میں سچے ہوتے تو بلاشبہ آج وہ دنیائے عیسائیت کی تائید و حمایت کی بجائے مظلوم مسلمانوں کے حق میں آواز اٹھا رہے ہوتے۔ مگر اخبارات و میڈیا اس پر شاہد ہیں کہ قادیانی، عیسائیت، یورپ اور امریکا کی اس دہشت گردی پر نہ صرف خاموش ہیں۔ بلکہ درپردہ وہ ان کی حمایت و تائید میں کوشاں ہیں۔

”واللہ یقول الحق وهو یهدی السبیل“

(ماہنامہ ”ذیات“ کراچی، شعبان، رمضان، شوال، ۱۴۲۷ھ)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

تاریخی فریب

حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى!

گزشتہ دنوں ”آپ کے مسائل اور ان کا حل“ کی ڈاک میں قادیانیوں سے قطع تعلق اور بایکاٹ سے متعلق، راقم الحروف کے ایک جواب کی تردید میں جناب انعام الحق کراچی، کا ایک تفصیلی مکتوب موصول ہوا، جس میں موصوف نے لکھا کہ جب میں نے قادیانیوں سے بایکاٹ سے متعلق آپ کا جواب، قادیانیوں کو دکھایا تو انہوں نے اس کی تردید و تغلیط میں جو کچھ دکھایا، اُسے دیکھ کر میرا سر شرم سے جھک گیا، اس لئے کہ آپ نے تو مرزا غلام احمد قادیانی کو گستاخ اور آنحضرت ﷺ کا بدترین دشمن لکھا تھا جبکہ قادیانیوں نے مرزا قادیانی کی وہ تحریریں دکھائیں، جن سے ان کا عاشق رسول ہونا ثابت ہوتا ہے۔ پیش نظر تحریر اسی خط کا جواب ہے۔ لہذا افادہ عام کے لئے وہ خط اور اس کا جواب شائع کیا جاتا ہے: ”بخدمت جناب مولانا سعید احمد جلال پوری صاحب سلام و دعا کے بعد عرض ہے کہ آج کے اس معاشرے میں ہر شخص کے بعض لوگوں سے دوستانہ تعلقات ہوتے ہیں، اور یہ اخلاق اور طبیعت کی بنا پر ہوتے ہیں نہ کہ مسلک یا گروہ کی وجہ سے، آپ لاکھ کوشش کر لیں، لوگ نہیں ہٹیں گے، دوسری بات کہ آج ایک بچہ بھی کسی بات کی دلیل یا ثبوت چاہتا ہے۔ میں جنگ کا پرانا قاری ہوں خصوصاً متحدہ المبارک اقرام صفحہ کا، آئے دن اس میں آپ قادیانیت کے خلاف تو اظہار کرتے ہی تھے، مگر متحدہ المبارک ۹ ریشی ۲۰۰۸ء کو ایک خاتون کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ: قادیانی نہ صرف کافر و زندیق ہیں، یہ آنحضرت ﷺ کے بدترین دشمن اور گستاخ ہیں، بلکہ مرزا قادیانی نے حضرت آدم علیہ السلام سے آنحضرت ﷺ تک تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین کی ہے۔ آپ کے اس بیان سے جب قادیانی دوست کو جواب دینے کا کہا تو سر شرم سے جھک گیا اور معلوم ہو گیا کہ جس طرح کافر، تعصب و مخالفت میں اندھے ہو کر ہمارے پیارے رسول اکرم ﷺ پر الزامات لگاتے ہیں، اسی طرح آپ مولوی حضرات کر رہے ہیں، کیونکہ قادیانی نے اپنے مرزا قادیانی کی تحریرات دکھائیں، جن میں لکھا تھا کہ:

سب پاک ہیں پیہراک دوسرے سے بہتر لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا نام اس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے

(قادیان کے آریہ اور ہم ص ۵۷، ۵۸، خزائن ج ۲۰ ص ۲۵۶)

مصطفیٰ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت اس سے یہ نور لیا۔ پلہ خدایا ہم نے
رہط ہے جان محمد سے میری جاں کو مدام دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۲۵، خزائن ج ۵ ص ۲۲۵)

☆..... پھر مرزا قادیانی کی کتاب (آئینہ کمالات اسلام) میں ہے کہ: ”وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو
انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا نجوم... قمر... آفتاب... زمین سمجھے
سندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا، وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں
تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی و سماوی میں نہیں تھا، صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں، جس کا اتم
اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاخیار محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص ۱۶۰، ۱۶۱، خزائن ج ۵ ص ایضا)

دوسری بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی اس کتاب کے نام ہی سے ظاہر ہے کہ اسلام

کے کمالات کا آئینہ۔

☆..... پھر مرزا قادیانی کی ایک اور کتاب (اتمام الحجۃ) میں ہے: ”ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس
کے آنے سے زندہ ہو گیا، وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء، امام الاصفیاء، ختم المرسلین جناب محمد
مصطفیٰ ﷺ ہیں، اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتدا دنیا سے تو نے
کسی پر نہ بھیجا ہو۔“

(اتمام الحجۃ ص ۳۶، خزائن ج ۸ ص ۳۰۸)

مولوی صاحب! اب غور کر لیں کہ ختم المرسلین ماننے کا بھی ثبوت ہے اور کمال درود

سلام کا بھی۔

☆..... مرزا قادیانی کی ایک اور تصنیف (سراج منیر) میں ہے کہ: ”ہم جب انصاف کی نظر
سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جواں مرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ
کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں، یعنی وہی نبیوں کا سردار، رسولوں کا فخر، تمام مرسلوں کا
سرتاج، جس کا نام محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ ﷺ ہے، جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے
جو پہلے اس سے ہزاروں برس تک نہیں مل سکتی۔“

(سراج منیر ص ۸۰، خزائن ج ۱۲ ص ۸۲)

☆..... مرزا قادیانی کی کتاب (حقیقت الوحی) میں ہے: ”پس میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا

ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمد ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے، اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا، وہ توحید جو دنیا سے کم ہو چکی تھی، وہی ایک پہلو ان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا، اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع انسان کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی، اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا، اس کو تمام انبیاء علیہم السلام اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت بخشی..... ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے۔“ (حقیقت الوحی ص ۱۱۵، ۱۱۶، خزائن ج ۲۲ ص ۱۱۸، ۱۱۹)

☆..... (چشمہ معرفت) میں ہے: ”محمد عربی بادشاہ ہر دو، سرا، کرے ہے روح قدس جس کے در کی در بانی، اسے خدا تو نہیں کہہ سکوں پر کہتا ہوں، کہ اس کی مرتبہ دانی میں ہے خدا دانی“

(چشمہ معرفت ص ۲۸۹، خزائن ج ۲۳ ص ۳۰۲)

☆..... (اتمام الحجہ) میں ہے کہ: ”اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر نبی دنیا میں آئے جیسا کہ یونس، ایوب اور مسیح بن مریم، ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی۔ اگرچہ سب مقرب اور وجہ اور خدا تعالیٰ کے پیارے تھے، یہ اس نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے سمجھے گئے۔ اللہم صل وسلم و بارک علیہ و آلہ واصحابہ اجمعین۔“

(اتمام الحجہ ص ۳۶، خزائن ج ۸ ص ۳۰۸)

☆..... جہاں تک حضرت مسیح ابن مریم کی توہین کا الزام ہے تو یہ بھی قادیانیوں کو ہی سچا ثابت کرتا ہے کہ اگر مرزا قادیانی انگریزوں کے خود کا شتہ تھے تو ان کے خدا کی توہین کیونکر کر سکتے تھے؟ جب کہ مرزا قادیانی حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی سچا اور برحق نبی مانتے تھے۔

☆..... اپنی تصنیف (تحدہ قیرنیہ ص ۲۰، خزائن ج ۱۲ ص ۲۷۲) پر ہے: ”مسیح خدا کے نہایت پیارے اور نیک بندوں میں سے ہے اور ان میں سے ہے جو خدا کے برگزیدہ لوگ ہیں۔“

☆..... (کتاب البریہ ص ۱۳۶، خزائن ج ۱۳ ص ۱۵۴) میں ہے: ”ہم لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک صادق اور راست باز اور ہر ایک ایسی عزت کا مستحق سمجھتے ہیں جو سچے نبی کو دینی چاہئے۔“

☆..... قادیانیوں کے بہت سارے حوالوں میں سے میں نے چند عرض کئے ہیں۔ اب آپ پر لازم ہے کہ اپنی بات کہ مرزا قادیانی نے تمام نبیوں کی توہین کی ہے۔ ثابت کریں۔ اگر ایسا نہ کیا تو کس کا جھوٹا ہونا ثابت ہوگا؟

منجانب: انعام الحق، کراچی

۱۴ مئی ۲۰۰۸ء

ج..... میرے عزیز! اللہ تعالیٰ آپ کی غلط فہمیوں کو دور فرمائے اور آپ کو قادیانی مکرو عیاری سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین، آپ کی غلط فہمی دور کرنے کے لئے مختصر اَدوچار باتیں عرض کرنا چاہوں گا، اگر آپ نے خالی الذہن ہو کر ان کو پڑھا اور غور و فکر کیا تو انشاء اللہ آپ کی شرمندگی دور ہو کر آپ کی تشفی ہو جائے گی، ملاحظہ ہوں:

۱..... آپ کی یہ بات حقائق کے خلاف ہے کہ آدمی کسی سے دوستی محض اخلاق و محبت کی بنا پر لگاتا ہے، یہ بات کسی غیر مسلم اور لامذہب کی حد تک تو شاید درست ہو، کیونکہ ان کے ہاں دین، مذہب، قبر، آخرت اور جنت و جہنم کی کوئی اہمیت نہیں ہے، جہاں تک مسلمانوں اور دین داروں کا تعلق ہے، وہ اپنے ہر قول، فعل اور عمل میں دین، مذہب، قبر، آخرت، جنت اور جہنم کے نفع نقصان کو پیش نظر رکھتے ہیں۔

۲..... آپ نے لکھا ہے کہ میں نے ایک خاتون کے جواب میں قادیانیوں کو ”کافر، زندقہ اور حضور ﷺ کے بدترین دشمن و گستاخ“ لکھا ہے، پھر جب آپ نے قادیانی دوستوں کو جواب دینے کے لئے کہا تو انہوں نے گویا مرزا قادیانی کی کتب کے حوالہ سے ثابت کیا کہ مرزا قادیانی حضور ﷺ اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے گستاخ اور بے ادب نہیں تھے، بلکہ وہ تو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے سچے عاشق تھے اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی راست باز اور اولوالعزم نبی جانتے اور مانتے تھے۔

میرے عزیز! قادیانیوں نے آپ کو مرزا قادیانی کی تصویر کا ایک رخ دکھایا ہے اور انہوں نے آپ کو مرزا قادیانی کی وہ عبارتیں دکھائیں ہیں، جو اس کے دعویٰ نبوت، مسیحیت سے پہلے کی تھیں یا اس کی متضاد تحریروں میں سے ان مضامین پر مشتمل تھیں، جن میں اس نے شرافت کا مظاہرہ کیا ہے۔

میرے عزیز! جیسے مرزا قادیانی کے ”رخ زیبا“ کے دو پہلو تھے، ایک آکھ ٹھیک تھی تو دوسری بھینگی۔ ٹھیک اسی طرح اس کی تحریرات اور کتب کے چہرہ کے بھی دو رخ تھے، ایک خوشنما تو دوسرا بھیانک اور ڈراؤنا۔ اس لئے آپ کے مرزائی دوستوں نے آپ کو مرزا قادیانی کی تحریروں کا نام نہاد خوشنما منظر اور شریفانہ پہلو دکھایا اور آپ اس سے متاثر ہو کر شرمندہ ہو گئے۔

میرے عزیز! یہ مرزائیوں کا پرانا حربہ ہے کہ وہ جب کسی بھولے بھالے مسلمان کو گمیرتے ہیں، تو پہلے پھل اُسے مرزا غلام احمد قادیانی کے بھیا تک عقائد و نظریات اور باعث

نفرت تحریریں نہیں دکھاتے، ہاں جب کوئی انسان مکمل طور پر ان کے رنگ میں رنگ جاتا ہے تب وہ اس کو مرزا قادیانی کی اصل تصویر دکھاتے ہیں، چونکہ اس وقت تک وہ اپنی متاع دین و ایمان غارت کر چکا ہوتا ہے اور اپنی کشتیاں جلا کر قادیانی جہنم میں کود چکا ہوتا ہے، اس لئے وہ اپنے اندر قادیانی نوازشات سے منہ موڑنے کی ہمت و جرأت نہیں پاتا۔

یہ دوسری بات ہے کہ بعض اوقات کچھ خوش قسمت، حقیقت حال واضح ہو جانے کے بعد، قادیانیت پر دو حرف بھیج کر دوبارہ اسلام کی طرف لوٹ آتے ہیں، چنانچہ قادیانیوں کے دجل اور ایک سلیم الفطرت انسان کی قادیانیت سے تائب ہونے کی داستان اور تفصیلات ملاحظہ ہوں: ”خاکسار کا نام محمد مالک ہے، عرصہ دراز سے جرمنی میں مقیم ہوں، میری جرمن بیوی ہے جس سے چار بچے ہیں، پھولوں کی دودکانیں ہیں، یہاں ذاتی مکان ہے، شکر الحمد للہ کہ اچھی گزر بسر ہو رہی ہے۔

میرے احمدی دوست بلکہ اب قادیانی کہنا مناسب ہوگا، کافی تھے ان ہی سے امام مہدی کا ذکر سنا اور قادیانی ہو گیا، مجھے بتایا گیا کہ یہ وہی امام مہدی ہے جس کا ذکر آنحضرت ﷺ نے کیا تھا۔ یہ ۲۶ دسمبر ۱۹۹۸ء کا واقعہ ہے۔ مجھ پر گھر والوں، دوستوں اور رشتہ داروں کا بہت دباؤ پڑا مگر میں ثابت قدم رہا، میں نے سو مساجد اسکیم کے تحت (قادیانیوں کو) بیس ہزار مارک دینے کا وعدہ بھی کیا، جس میں سے تقریباً سولہ ہزار کی ادائیگی کر دی، ماہانہ چندہ مع فیملی کے تقریباً چار سو مارک دیتا رہا، تقریباً ایک سال میں مجلس انصار اللہ جماعت ٹل ہائم کا زعمیم بھی رہا۔ چند ماہ قبل ایک قادیانی دوست نے ہی مجھے بتایا کہ: ”ہم مرزا غلام احمد کو صرف امام مہدی ہی نہیں بلکہ نبی اور رسول بھی مانتے ہیں اور ایک جگہ مرزا قادیانی یہ بھی لکھتے ہیں کہ: میں نے کشف میں دیکھا کہ خدا تعالیٰ میرے جسم میں داخل ہو گیا اور مجھ میں تحلیل ہو گیا اور میں نے محسوس کیا کہ اب میں ہی خدا ہوں اور اس کے بعد ساری دنیا میں نے بنائی وغیرہ وغیرہ۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۳، خزائن ج ۵ ص ۵۶۳)

میں نے اسی وقت جماعت سے رابطہ کیا اور کہا کہ مجھے دھوکہ میں رکھا گیا ہے، مجھے بتایا گیا کہ ہم قرآن اور حدیث کی روشنی میں یہ سب کچھ ثابت کر سکتے ہیں۔ میں نے کہا کہ محترم مربی جلال شمس صاحب تشریف لائیں اور میں مسلمان علماء سے رابطہ کرتا ہوں، دونوں آمنے سامنے بیٹھیں، جو بھی سچا ہوگا، میں مان لوں گا۔“

(پیکر اخلاص، ص ۹۰: ۹۱)

اس کے ساتھ ساتھ مولانا منظور احمد لکھنوی کے مناظرہ کولون، جرمنی، کی تفصیلی روئیداد میں ہے کہ محمد مالک نے مناظرہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے مجلس مناظرہ کے شرکاء سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ: ”آج سے دو سال پہلے میں قادیانی ہوا تھا“ اور مجھے قادیانیوں نے بتلایا تھا کہ مرزا قادیانی نے صرف مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے، مگر کچھ دنوں پہلے مجھے یہ معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی نے نبی رسول اور خدا ہونے کا بھی دعویٰ کیا ہے، لہذا میں نے یہ مجلس اسی لئے منعقد کرائی ہے تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے، میں مسلمانوں کے نمائندے مولانا منظور احمد لکھنوی سے درخواست کروں گا کہ وہ قادیانی کتب کے حوالے سے بتلائیں کہ مرزا قادیانی نے یہ دعاوی کئے ہیں یا نہیں؟ چنانچہ مولانا منظور احمد لکھنوی نے تمام حاضرین کے سامنے بالتفصیل قادیانی کتب سے یہ ثابت کیا کہ مرزا قادیانی نے ۲۰۰ سے زائد دعاوی کئے ہیں جن میں سے اس کا ایک دعویٰ نبوت و رسالت کا ہے دوسرا دعویٰ اس نے یہ کیا کہ نعوذ باللہ وہ خود محمد رسول اللہ بن گیا ہے اور تیسرا دعویٰ اس نے خدا ہونے کا کیا ہے اور انہوں نے ان دعاوی کو مرزا قادیانی کی کتابوں ”روحانی خزائن“ سے جو ساری ان کے پاس اس وقت موجود تھیں، ثابت کیا۔ علم و دلائل کی روشنی میں قادیانی مربی اور ان کے رفقاء لا جواب و مبہوت ہو گئے۔ چنانچہ ان تمام حوالہ جات کو سن کر محمد مالک دوبارہ کھڑے ہوئے اور مرزائیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ: ”مجھے تم نے دو سال تک دھوکہ دیئے رکھا“ آج تمہاری کتابوں سے ثابت کر دیا گیا ہے کہ مرزا قادیانی نے مذکورہ بالا یہ تمام دعاوی کئے تھے آج مجھ پر یہ حقیقت حال واضح ہو گئی ہے، لہذا میں سب حاضرین کے سامنے اعلان کرتا ہوں کہ آج سے میرا قادیانی مذہب سے ہر طرح کا تعلق ختم ہے یہ جھوٹا مذہب تمہیں مبارک ہو اور میں توبہ کر کے اسلام میں داخل ہوتا ہوں۔“ (پیکر اخلاص، ص: ۸۴، ۸۵)

میرے عزیز! یہ قادیانیوں کی پرانی اور غلیظ روش رہی ہے کہ وہ سیدھے سادے مسلمانوں کو دھوکا سے گمراہ کرتے ہیں، اس لئے وہ شروع شروع میں انہیں مرزا قادیانی کی حقیقی تصویر نہیں دکھاتے۔

لہذا مناسب ہوگا کہ آپ کی غلط فہمی دور کرنے کے لئے آپ کے سامنے مرزا قادیانی کی حضرات انبیاء کرام کی توہین و تنقیص پر مبنی غلیظ تصریحات پیش کر دی جائیں، تاکہ آپ کے سامنے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی نکھر کر سامنے آجائے۔

میرے عزیز! آپ کو قادیانیوں نے بتلایا کہ مرزا قادیانی، حضور ﷺ کا گستاخ نہیں

بلکہ مداح تھا اور انہوں نے آپ کو مرزا کی وہ عبارتیں دکھائیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ چشم بد دور! مرزا قادیانی، حضور ﷺ کا عاشق صادق تھا۔

میرے عزیز! یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ مرزا قادیانی ماں کے پیٹ سے کافر، مرتد، زندیق اور دجال پیدا نہیں ہوا تھا، بلکہ وہ بعد میں انگریزوں کی تحریک اور ان کے ایماء پر گستاخ و مرتد بنا تھا، اس لئے اس کی شروع کی کتابوں اور تحریروں میں وہ کچھ نہیں تھا، جو اس نے بعد میں اگلا، لہذا جب وہ دائرہ اسلام سے نکل کر مرتد ہو گیا، تو اس نے اپنی کتابوں میں کیسی کیسی گستاخیاں کیں؟ ان میں سے چند ایک ملاحظہ ہوں:

۱..... چنانچہ جب مرزا قادیانی مرتد و زندیق ہو گیا اور اپنے آپ کو حضور ﷺ سمیت تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل و برتر جاننے لگا تو اس نے لکھا: ”آسمان سے کئی تخت اترے، مگر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔“ (تذکرہ ص ۳۳۹، طبع سوم، حقیقت الوحی ص ۸۹، خزائن ج ۲۲ ص ۹۲) بتلائیے! اس میں حضور ﷺ کی شان میں گستاخی نہیں؟ کیا اپنے تخت کو حضور ﷺ کے

تخت سے اونچا قرار دینا، اپنی برتری و افضلیت اور حضور ﷺ کی توہین و تنقیص کی دلیل نہیں؟

۲..... مرزا قادیانی اپنے آپ کو نعوذ باللہ! محمد رسول اللہ کہتا اور باور کراتا تھا، اس لئے اس نے لکھا: ”محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم“... اس وحی الہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی...“ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۸، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۷) آپ ہی بتلائیے! کیا اپنے آپ کو اس آیت کا مصداق ٹھہرانا، اللہ کی ذات پر بہتان و افتراء قرآن کریم کی تحریف اور حضور ﷺ کی گستاخی نہیں؟

۳..... مرزا قادیانی اپنے آپ کو یحییٰ محمد رسول اللہ! کہتا اور سمجھتا تھا، آخر کیوں؟ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے اس نے خود لکھا کہ چونکہ حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ کا دوبارہ دنیا میں آنا مقدر تھا، پہلی بار آپ مکہ مکرمہ میں محمد رسول اللہ کی شکل میں آئے اور دوسری بار قادیان میں مرزا قادیانی کی شکل میں، اس لئے نعوذ باللہ! وہ خود محمد رسول اللہ ہے، مرزا کی گستاخی ملاحظہ ہو: ”اور جان کہ ہمارے نبی کریم ﷺ جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے (یعنی چھٹی صدی مسیح میں) ایسا ہی مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار (یعنی تیرھویں صدی ہجری) کے آخر میں مبعوث ہوئے۔“ (غلبہ الہامیہ ص ۱۸۰، خزائن ج ۱۶ ص ۲۷۰)

آپ ہی ارشاد فرمائیں کہ اپنے آپ کو حضور ﷺ کا غل، بروز اور عکس قرار دینا اور

آپ ﷺ کے تمام کمالات سے اپنے آپ کو متصف باور کرانا، حضور ﷺ کی گستاخی نہیں؟
 ۳..... جب مرزا قادیانی کا یہ عقیدہ ہو کہ اس کا وجود نعوذ باللہ لعینہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا
 وجود ہے اور یہ کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ مرزا کا روپ دھار کر دوبارہ قادیان میں آئے ہیں، تو
 اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے تمام کمالات و امتیازات بھی مرزا کی
 طرف منتقل ہو گئے ہیں، چنانچہ ملاحظہ ہو: ”جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت ﷺ ہوں اور بروزی
 رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منکس ہیں تو پھر کون سا
 الگ انسان ہوا، جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا؟“

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۵، جزائن ج ۸ ص ۲۱۲)

میرے عزیز اذکار میں پر بھی غور کریں کہ اگر کوئی شخص آپ سے یہ کہے کہ میں آپ کا
 باپ ہوں، کیونکہ تمہارے والد کے تمام کمالات و صفات مجھ میں ہیں، سوال یہ ہے کہ کیا یہ تمہارے
 والد اور اس کی اولاد کی گستاخی نہ ہوگی؟ اگر جواب اثبات میں ہے اور یقیناً اثبات میں ہے تو آپ
 ہی بتلائیے: مرزا کا حضور ﷺ کے بارہ میں یہ کہنا، آنحضرت ﷺ کی گستاخی کیوں نہ ہوگی؟
 گستاخی معاف! کیا اس کا یہ معنی نہ ہوگا کہ آپ کے باپ سے متعلق تمام حقوق و فرائض بھی اب
 میری طرف منتقل ہو گئے ہیں، لہذا آج کے بعد اس کی جائیداد تمام املاک، اور نقد وغیرہ کا بھی میں
 ہی مالک ہوں، اور تمہاری اماں کا شوہر بھی میں ہی ہوں، آپ ہی بتلائیں کہ آپ ایسے گستاخ و
 موذی کو اپنے والد سے محبت کرنے والا کہیں گے یا اس کا گستاخ و بے ادب؟

۴..... مرزا قادیانی، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو تو خاتم النبیین نہیں مانتا، البتہ اس کے برعکس
 اپنے آپ کو خاتم النبیین ضرور باور کراتا ہے، ملاحظہ ہو:

الف..... ”میں بار بار بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت: ”وآخرین منهم لما
 يلحقوا بهم“ بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین
 احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا ہے۔“

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۵، جزائن ج ۸ ص ۲۱۲)

آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ ایسا کہنے اور لکھنے والا زندیق، مرتد اور گستاخ ہے یا نہیں؟
 لیجئے مرزا کی گستاخی کا ایک اور حوالہ پڑھیے:

ب..... ”مبارک ہے وہ جس نے مجھے پہچانا، میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ

ہوں، اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں، بد قسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔“ (کشتی نوح ص ۵۶، خزان، ج ۱ ص ۶۱)

۵..... مرزا قادیانی ایک طرف اپنے آپ کو نوح باللہ! محمد رسول اللہ ﷺ کا قتل، بروز اور عکس قرار دیتا ہے اور دوسری طرف وہ اپنے آپ کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے شان میں بڑھ کر بھی قرار دیتا ہے، کیا یہ حضوۃ ﷺ کی گستاخی نہیں؟ ملاحظہ ہو: ”جس نے اس بات کا انکار کیا کہ نبی علیہ السلام کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق رکھتی ہے، جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی، بس اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا، بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں بہ نسبت اُن سالوں کے، اقویٰ اور اکمل اور اشدد ہے، بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے۔“ (خطبہ الہامیہ ص ۱۸۱، خزان، ج ۱ ص ۶۲)

کیا خیال ہے جو مردود و ملعون یہ ہرزہ سرائی کرے کہ میری بعثت کی روحانیت حضرت محمد ﷺ کی بعثت کی روحانیت سے اقویٰ، اکمل اور اشدد ہے یعنی حضرت محمد ﷺ سے بڑھ کر ہے، وہ طحہ و بے دین، آنحضرت ﷺ کا گستاخ کہلائے گا؟ یا آپ کا عاشق صادق اور مداح؟

۶..... مرزا قادیانی کے ایک چہیتے مرید ظہور الدین اکمل نے مرزا کی شان میں منقبت کہی اور اس نے مرزا کو وہ منقبت سنائی تو مرزا نے نہ صرف یہ کہ اس کی تردید نہ کی، بلکہ اس کو اعزاز و اکرام سے نوازا، لیجئے! ظہور الدین اکمل کی نظم کے چند اشعار سن کر فیصلہ کیجئے کہ قادیانیوں کے ہاں حضوۃ ﷺ کی شان بڑھ کر ہے؟ یا ملعون مرزا کی؟

”امام اپنا عزیزو اس جہاں میں	غلام احمد ہوا دارالاماں میں
غلام احمد ہے عرش رب اکبر	مکان اس کا ہے گویا لامکان میں
غلام احمد رسول اللہ ہے برحق	شرف پایا ہے نوع انس و جاں میں
محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں	اور آگے سے ہے بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل	غلام احمد کو دیکھے قادیان میں“

(اخبار بدرد قادیان مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

۷..... اسی طرح قادیانی حضوۃ ﷺ کی عکس کی بعثت کو ہلال یعنی پہلی کا چاند اور مرزا قادیانی کی بعثت کو چودھویں کا چاند تصور کرتے ہیں، ظاہر ہے ہلال یعنی پہلی کا چاند نامکمل، باریک اور بے نور ہوتا ہے اور چودھویں کا چاند مکمل اور چمکتا ہوا ہوتا ہے، لیجئے مرزا قادیانی کی گستاخی ملاحظہ ہو:

”اور اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا اور مقدر تھا کہ انجام کار آخری زمانہ میں بدر (چودھویں کا چاند) ہو جائے، خدا تعالیٰ کے حکم سے، پس خدا تعالیٰ کی حکمت نے چاہا کہ اسلام اس صدی میں بدر کی شکل اختیار کرے، جو شمار کی رو سے بدر کی طرح مشابہ ہو، (یعنی چودھویں صدی)۔“

(خطبہ الہامیہ ص ۱۸۴، خزائن ج ۱۶ ص ۲۷۵)

۸..... مرزا قادیانی آپ ﷺ سے اپنا مقام بڑھاتے اور آنحضرت ﷺ کی شان گھٹاتے ہوئے لکھتا ہے کہ نعوذ باللہ! آنحضرت ﷺ کی کئی بعثت کا زمانہ روحانی ترقیات کا پہلا قدم تھا اور چشم بدور! قادیانی ظہور کا زمانہ روحانی ترقیات کی آخری معراج تھا، چنانچہ ملاحظہ ہو: ”ہمارے نبی کریم ﷺ کی روحانیت سے پانچویں ہزار میں (یعنی کئی بعثت میں) اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کا انتہا نہ تھا، بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا، پھر روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری طرح تجلی فرمائی۔“

(خطبہ الہامیہ ص ۱۷۷، خزائن ج ۱۶ ص ۲۶۶)

۹..... اسی طرح مرزائیوں کا عقیدہ ہے کہ نعوذ باللہ! مرزا قادیانی کا وحشی ارتقاء آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر تھا، ملاحظہ ہو: ”حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا وحشی ارتقاء آنحضرت ﷺ سے زیادہ تھا... اور یہ جزوی فضیلت ہے، جو حضرت مسیح موعود کو (مرزا قادیانی) آنحضرت ﷺ پر حاصل ہے، نبی کریم کی وحشی استعدادوں کا پورا ظہور بوجہ تمدن کے نقص کے نہ ہوا اور نہ قابلیت تھی، اب تمدن کی ترقی سے حضرت مسیح موعود کے ذریعہ ان کا پورا ظہور ہوا۔“

(ریویو جی ۱۹۲۹ء)

بتلایا جائے کہ مرزا قادیانی کے وحشی ارتقاء کو نبی اکرم ﷺ کے وحشی ارتقاء سے برتر قرار دینا، آپ ﷺ کے تمدن کو ناقص قرار دینا، آپ ﷺ کی قابلیت کی نفی کرنا اور مرزا قادیانی کی استعداد و قابلیت کو آنحضرت ﷺ کی استعداد و قابلیت سے بڑھ کر قرار دینا گستاخی نہیں؟

۱۰..... مرزا قادیانی کی امت اور ذریت کا عقیدہ ہے کہ جو شخص آنحضرت ﷺ کا کلمہ پڑھتا ہے اور آپ پر ایمان لاتا ہے، جب تک وہ مرزا قادیانی پر ایمان نہ لائے وہ کافر ہے، گویا حضرت محمد عربی ﷺ کا کلمہ پڑھنا اور آپ پر ایمان لانا باعث نجات نہیں، بلکہ مرزا قادیانی پر ایمان لانا باعث نجات ہے، بتلایا جائے کہ جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہوں وہ حضور ﷺ کے باغی اور گستاخ نہیں؟ ملاحظہ ہو:

الف..... ”ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا، وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔“ (کلمۃ الفصل ص ۱۱۰، پسر مرزا قادیانی بشیر احمد ایم اے)

ب..... ”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔“ (آئینہ صداقت ص ۳۵، از مرزا محمود قادیانی)

ج..... ”ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا کے ایک نبی کے منکر ہیں، یہ دین کا معاملہ ہے، اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔“ (انوار خلافت ص ۹۰، از مرزا محمود قادیانی)

میرے عزیز! دیکھئے قادیانی کس قدر گستاخ ہیں کہ وہ حضرت محمد ﷺ کے دین و شریعت کو باعث نجات نہیں سمجھتے اور ان کے نزدیک آپ ﷺ پر ایمان لانا نجات آخرت کا ذریعہ نہیں ہے۔ بتلائیے! یہ حضور ﷺ کی عظمت کا اظہار ہے یا توہین و تنقیص کا؟ ارشاد فرمائیے کہ یہ آپ ﷺ کی شان میں گستاخی ہے یا مدح سرائی؟

ا..... قادیانی آنحضرت ﷺ پر ایمان لانے کو نہ صرف باعث نجات نہیں سمجھتے بلکہ نعوذ باللہ! وہ حضور ﷺ کے دین و شریعت کو منسوخ اور ناقابل اعتبار سمجھتے ہیں، لیجئے ملاحظہ کیجئے:

الف..... ”ان کو کہہ! کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت کرے۔“ (مرزا قادیانی کا الہام، حقیقت الوحی ص ۸۲، خزائن ج ۲۲ ص ۸۵)

ب..... ”چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے، اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے للک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا... اب دیکھو! خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوچ کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے مدار نجات ٹھہرایا، جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔“ (اربعین نمبر ۴ ص ۷، خزائن ج ۷ ص ۳۳۵ حاشیہ)

۱۲..... صرف یہی نہیں، بلکہ مرزا قادیانی کے ہاں جس اسلام میں مرزا غلام احمد نہ ہوں وہ مردہ ہے، چنانچہ ملاحظہ ہو: ”غالباً ۱۹۰۶ء میں خواجہ کمال الدین صاحب کی تحریک سے اخبار وطن کے ایڈیٹر کے ساتھ مولوی محمد علی صاحب نے ایک سمجھوتا کیا کہ ریویو آف ریلیجنز میں سلسلہ کے

متعلق کوئی مضمون نہ ہو، صرف عام اسلامی مضامین ہوں اور وطن کے ایڈیٹر رسالہ ریویو کی امداد کا پروپیگنڈا اپنے اخبار میں کریں گے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس تجویز کو ناپسند فرمایا اور جماعت میں بھی عام طور پر اس کی بہت مخالفت کی گئی، حضرت صاحب نے فرمایا کہ کیا مجھے چھوڑ کر تم مردہ اسلام دنیا کے سامنے پیش کرو گے؟“

(ذکر حبیب مؤلفہ مفتی محمد صادق قادیانی ص ۱۳۶، طبع اول قادیان)

۱۳..... میرے عزیز! مرزا غلام احمد قادیانی کی گستاخیوں کی ذہیل میں ایک آدھ نہیں ہزاروں زہر سے بچے ہوئے تیر ہیں، چنانچہ وہ اپنی نبوت کے بغیر محمد عربی ﷺ کے دین کو محض قصے، کہانیوں کا مجموعہ، لعنتی، شیطانی اور قابل نفرت قرار دیتا ہے، لیجئے پڑھیے: ”وہ دین، دین نہیں اور وہ نبی، نبی نہیں ہے جس کی متابعت سے انسان خدا تعالیٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہو سکتا کہ مکالمات الہیہ (یعنی نبوت، ناقل) سے مشرف ہو سکے، وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے جو یہ سکھاتا ہے کہ صرف چند منقولی باتوں پر (یعنی شریعت محمدیہ پر جو کہ آنحضرت ﷺ سے منقول ہے، ناقل) انسانی ترقیات کا انحصار ہے اور وحی الہی آگے نہیں، بلکہ پیچھے رہ گئی ہے... سو ایسا دین بہ نسبت اس کے کہ اس کو رحمانی کہیں شیطانی کہلانے کا زیادہ مستحق ہوتا ہے۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۳۸، ۱۳۹، خزائن ج ۲ ص ۳۰۶)

۱۴..... اس کے علاوہ یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ قادیانی جہاں محمد رسول اللہ ﷺ یا نبی آخر الزمان کہہ کر اپنی محبت و عقیدت کا اظہار کرتے ہیں، اس کا مصداق ان کے ہاں ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نہیں ہوتے، بلکہ ان کے ہاں اس سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہوتا ہے، اس لئے کہ ان کے نزدیک نعوذ باللہ ”محمد رسول اللہ والذین معہ“ کا مصداق حضور ﷺ نہیں، بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنے لئے کوئی نیا کلمہ بھی ایجاد نہیں کیا، چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے: ”ہاں حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کے آنے سے (کلمہ کے مفہوم میں) ایک فرق ضرور پیدا ہو گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بعثت سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء شامل تھے، مگر مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بعثت کے بعد ”محمد رسول اللہ“ کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہو گئی، لہذا مسیح موعود کے آنے سے نعوذ باللہ ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کا کلمہ باطل نہیں ہوتا، بلکہ اور بھی زیادہ شان سے چمکنے لگ جاتا ہے (کیونکہ زیادہ

شان والا نبی مرزا غلام احمد قادیانی اس کے مفہوم میں داخل ہو گیا، ہاں مرزا کے بغیر یہ کلمہ مہمل، بے کار اور باطل رہا، اسی وجہ سے مرزا پر ایمان لائے بغیر اس کلمہ کو پڑھنے والے کافر، بلکہ بکے کافر ٹھہرے، تاقل (غرض اب بھی اسلام میں داخل ہونے کے لئے یہی کلمہ ہے، صرف فرق اتنا ہے کہ مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی آمد نے ”محمد رسول اللہ“ کے مفہوم میں ایک رسول کی زیادتی کر دی ہے۔“ (کلمہ انفسل ص ۱۵۸، مولفہ بشیر احمد ایم اے قادیانی)

گویا مسلمان تو اس کلمہ میں ”محمد رسول اللہ“ سے محمد عربی ﷺ مراد لیتے ہیں، لیکن قادیانی اس کلمہ میں مذکور ”محمد رسول اللہ“ سے مراد بعثت ثانیہ کا بروزی مظہر مرزا غلام احمد قادیانی مراد لیتے ہیں۔

۱۵..... مرزا غلام احمد قادیانی حضور ﷺ اور صحابہ کرام کی توہین کرتے ہوئے یہاں تک کہتا ہے کہ: ”آنحضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب عیسائیوں کے ہاتھ کاغذ کھا لیتے تھے، حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی تھی۔“

(مرزا غلام احمد قادیانی کا مکتوب، مندرجہ الفضل قادیان مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۲۲ء)

۱۶..... صرف یہ نہیں کہ قادیانیوں کے ہاں مرزا غلام احمد قادیانی نعوذ باللہ! حضور ﷺ سے بڑھ کر تھے، بلکہ ان کے ہاں تو ہر شخص ترقی کر کے حضور ﷺ سے بڑھ سکتا ہے، لیجئے ملاحظہ کیجئے: ”یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے، حتیٰ کہ محمد ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔“ (نعوذ باللہ)

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

میرے عزیز! ان مختصری تصریحات اور تفصیلات کے بعد میرے خیال میں آپ کی یہ غلط فہمی دور ہو جانی چاہئے کہ: ”مولوی قادیانی مخالفت اور تعصب میں اندھے ہو گئے ہیں“ بلکہ قادیانیوں اور ان کے نام نہاد نبی کے، ایسے کروتوت ہیں کہ ان کو پڑھ، سن کرتن بدن میں آگ لگ جاتی ہے، اب آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ قادیانی، نبی امی حضرت محمد ﷺ اور اسلام کے باغی و گستاخ ہیں یا مداح و ثناء خواں؟

آپ کے سوال کا دوسرا جز یہ تھا کہ: ”جہاں تک حضرت مسیح ابن مریم کی توہین کا الزام ہے، تو یہ بھی قادیانیوں کو ہی سچا ثابت کرتا ہے کہ اگر مرزا قادیانی انگریزوں کے خودکاش تھے تو ان کے خدا کی توہین کیوں کر سکتے تھے؟ جبکہ مرزا قادیانی حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی سچا اور برحق جانتے تھے۔“

میرے عزیز! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ مرزا قادیانی انگریز کے خود کاشتہ تھے، یہ ہم نے نہیں لکھا، بلکہ یہ مرزا قادیانی کا اپنا اقرار ہے، لہذا اس کے لئے ہمیں اپنی طرف سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ خود مرزا جی نے واضح طور پر لکھا ہے کہ میں انگریز کا خود کاشتہ پودا ہوں، ملاحظہ ہو: ”صرف یہ اتماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیا میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار۔ (حاشیہ ضمیمہ انجام آٹھم ص ۶)

۹..... انگریزی کے بچے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں، اس ”خود کاشتہ پودا“ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھے کہ مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنا خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے، لہذا ہمارا حق ہے کہ خدمات گزشتہ کے لحاظ سے سرکار، دولت مدار کی پوری عنایت اور خصوصیت توجہ کی درخواست کریں تاکہ ہر ایک شخص بے وجہ ہماری آبروریزی کے لئے دلیری نہ کر سکے۔“ (درخواست بخور لو اب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبال، منجانب خاکسار مرزا غلام احمد، از قادیان مورخہ ۲۲ فروری ۱۸۹۸ء، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۱، ۲۲)

رہی یہ بات کہ مرزا غلام احمد قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو راست باز سمجھتے تھے اور انہوں نے ان کی توہین نہیں کی، اس کے لئے مرزا قادیانی کی درج ذیل دل آزار اور توہین و تنقیص پر مبنی تحریریں ملاحظہ ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق لکھا: ”ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کو روغیرہ کو اچھا کیا ہو یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو۔“

(ضمیمہ انجام آٹھم ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

۱..... ”پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشین گوئی کیوں نام رکھا۔“

(ضمیمہ انجام آٹھم ص ۲، حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۸)

۲..... ”ہاں آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی، ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا، اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔“

(ضمیمہ انجام آٹھم ص ۵، حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹)

۳..... ”مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں، کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔“ (ضمیمہ انجام اہتم ص ۵، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹)

۴..... ”یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔“

(حاشیہ ضمیمہ انجام اہتم ص ۵، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹)

۵..... ”جن جن پیشین گوئیوں کا اپنی ذات کی نسبت توریت میں پایا جانا آپ نے بیان فرمایا ہے، ان کتابوں میں ان کا نام و نشان نہیں پایا جاتا۔“

(حاشیہ ضمیمہ انجام اہتم ص ۵، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹)

۶..... ”اور نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا میری تعلیم ہے۔“

(حاشیہ ضمیمہ انجام اہتم ص ۶، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۰)

۷..... ”آپ کی انہی حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ غلط ہے۔“

(حاشیہ ضمیمہ انجام اہتم ص ۶، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۰)

اس عبارت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کے علاوہ حضرت مریم علیہا السلام پر تہمت بھی لگائی گئی ہے نیز اس میں قرآن مجید کی تکذیب بھی ہے، کیونکہ حقیقی بھائی تو وہی ہوگا جو ماں باپ دونوں میں شریک ہو، لہذا یہ نص قرآن کے خلاف ہے اور یہاں عیسیٰ علیہ السلام کے باپ اور مریم علیہا السلام کا خاوند ثابت کیا گیا۔

۸..... ”عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں، مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔“

(ضمیمہ انجام اہتم ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۰)

۱۰..... ”مگر آپ کی بد قسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا، جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے، خیال ہو سکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے۔“

(حاشیہ ضمیمہ انجام اہتم ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

۱۱..... ”اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اسی تالاب کا معجزہ ہے اور آپ کے ہاتھ میں سوا کدو فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔“

(حاشیہ ضمیمہ انجام اہتم ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

۱۲..... ”آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے، تین داویاں اور نانیاں آپ کی زنا کار کسی عورتیں تھیں، جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔“

(حاشیہ فیہر انجام اہتم ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

۱۳..... ”آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری (کسی) کو موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔“

(حاشیہ فیہر انجام اہتم ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

۱۴..... ”صبح علیہ السلام کا چال چلن کیا تھا، ایک کھاؤ پیو، شرابی، نہ زائد، نہ عابد، نہ حق کا پرستار، متکبر، خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔“

(مکتوبات احمدیہ ج ۱ ص ۱۸۹)

۱۵..... ”سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔“

(حاشیہ فیہر انجام اہتم ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

ان عبارات میں جو عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دی گئی ہیں، ان کا جواب مرزا قادیانی کی طرف سے جو خود مرزا قادیانی نے دیا ہے یہ ہے:

۱۶..... ”اور مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا۔“

(حاشیہ فیہر انجام اہتم ص ۹، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۳)

۱۷..... ”اور پادری اس بات کے قائل ہیں کہ یسوع وہ شخص تھا، جس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام ڈاکو اور بٹمار کھا اور آنے والے مقدس نبی کے وجود سے انکار کیا اور

کہا کہ میرے بعد سب جموئے نبی آئیں گے۔“ (حاشیہ فیہر انجام اہتم ص ۹، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۳)

۱۸..... ”پس ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راست بازوں کے دشمن کو ایک بھلامنس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے، چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔“

(حاشیہ فیہر انجام اہتم ص ۹، خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۳)

اب آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ آپ کے قادیانی دوستوں نے آپ کو مرزا قادیانی کی جو تصویر دکھائی ہے، وہ صحیح ہے یا محض دجل و فریب!

میرے عزیز! یہ مختصر سا جواب اس کا متحمل نہیں کہ اس میں مرزا قادیانی کی تمام

مغلطات کی تفصیلات درج کی جائیں، اگر تفصیلات دیکھنا ہوں تو حضرت مولانا نور محمد ٹانڈوی، مظاہریؒ کی ”مغلطات مرزا“ اور حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی تحفہ قادیانیت جلد اول اور خصوصاً ”قادیانیوں کی طرف سے کلمہ طیبہ کی توہین“ کا مطالعہ فرمائیں۔

تاہم آپ مرزائی دوستوں کو یہ پیشکش کر سکتے ہیں کہ وہ مندرجہ بالا تمام حوالوں کو مرزا قادیانی کی اصل کتابوں سے چیک کر سکتے ہیں، اگر ان میں سے کوئی حوالہ غلط ثابت ہو تو وہ پاکستان کی کسی عدالت میں اس کو چیلنج کر کے میرے خلاف ہرجانہ کا دعویٰ کر سکتے ہیں اور عدالت جو جرمانہ طے کرے، میں اس کی ادائیگی کے لئے تیار ہوں۔ مگر میرے عزیز! یہ چیلنج کرتا ہوں کہ قادیانی زہر کا پیالہ پینا تو گوارا کریں مگر ان مندرجہ بالا حوالوں میں سے کسی کو چیلنج کرنے کو تیار نہ ہوں گے، اس لئے کہ اندر سے وہ بھی جانتے ہیں اور ان کو بھی یقین ہے کہ مرزا قادیانی جھوٹا، دجال، کافر، مرتد، زندیق اور بدترین گستاخ تھا، اس نے صرف آنحضرت ﷺ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور تمام انبیاء کرام کو بے نقط سنائی ہیں بلکہ اس نے تو اللہ تعالیٰ کی شان میں بھی گستاخی کا ارتکاب کیا ہے، مگر تاس ہو ہوا و ہوس، دنیاوی مفادات اور تعصب کا، جو انہیں حق پر غور و فکر کی اجازت نہیں دیتے، میرے عزیز جیسا کہ میں نے لکھا کہ اس نے حضرات انبیاء کرامؑ کیا، خود ذات باری تعالیٰ کی بھی گستاخی کی ہے۔

ان تفصیلات کے بعد آپ ہی بتلائیں کہ ایسے میں اگر کوئی مسلمان، مرزا قادیانی اور اس کی امت کے غلیظ عقائد و نظریات کی حقیقی تصویر دکھلاتے ہوئے مسلمانوں کو اس کے گمراہ کن عقائد سے بچنے یا ان سے میل جول نہ رکھنے کی تلقین کرے، تو اس نے کون سا جرم کیا ہے کہ اس کو تعصب کا طعنہ دیا جائے؟

بہر حال اب آپ کا فرض ہے کہ اپنے قادیانی دوستوں کو میرا جواب دکھائیں اور ان سے اس کے جواب کا مطالبہ کریں اور امت کو قادیانیوں کے دجل و فریب سے آگاہ کریں اور خود بھی ان سے قطع تعلق کر لیں اور نوجوان نسل کو بھی ان کے اضلال و گمراہی سے بچائیں، تاکہ کل قیامت کے دن آپ کا باغیان نبوت کے بجائے ناموس رسالت کے پاسبانوں کے ساتھ حشر ہو اور آپ کو حضور ﷺ کی شفاعت کا شرف و اعزاز حاصل ہو۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز! و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین!

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 مکتبہ اسلامیہ لاہور
 لاہور

قادیانیت کا تعاقب

(اس میں عالمی مجلس کے چار کئی وفد کی سری لنکا کے دورہ کی رپورٹ ہے)

حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى!

گزشتہ کچھ عرصہ قبل ۱۱ مارچ ۲۰۰۷ء سری لنکا کے علماء، فضلاء اور جمعیت علماء سری لنکا کی دعوت اور خواہش پر حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدیر جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن و نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی سربراہی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ایک نمائندہ وفد ہفت روزہ تعلیمی، تبلیغی اور تربیتی دورہ پر سری لنکا گیا، وفد کی کارگزاری کیا رہی؟ اور وہاں اس کی مصروفیات کیا تھیں؟ اس سلسلہ کی مفصل رپورٹ کی ضرورت تھی، مگر افسوس کہ یہ کام لیٹ پر لیٹ ہوتا رہا، تاہم ”کل امر مرہون بوقتہ“ کے مصداق، دیر سے سہی مگر بہر حال اس دورہ کی مفصل رپورٹ پیش خدمت ہے، ملاحظہ ہو:

سری لنکا سارک ممالک کے ان چھوٹے ملکوں میں سے ہے جو نسبتاً غریب اور طوائف الملوکی کا شکار ہے اور وہاں ایک عرصہ سے تامل ناڈو کے شدت پسندوں کا زور رہا ہے اور وہاں کے شدت پسند گروپ کا مطالبہ رہا ہے کہ اسے آزادی دی جائے۔ ورلڈ میپ یعنی دنیا کے نقشہ میں اس کا محل وقوع اور اس کا رقبہ دیکھا جائے تو یہ انڈیا کے بالکل قریب سمندری جزیرہ ہے جو پان کے پتہ جیسا لگتا ہے، اسی لئے اس کو انڈیا کی آنکھ کا آنسو بھی کہا جاتا ہے، اس ملک میں بد مذہب کے ماننے والے پرمسٹوں کی حکومت ہے۔ اس میں ہندوؤں، عیسائیوں اور مسلمانوں کی ملی جلی آبادی ہے۔ ہندو، عیسائی اور مسلمان اقلیت میں ہیں اور ان اقلیتوں میں مسلمان کل آبادی کا ۲۰ فیصد ہیں۔ اس ملک میں پان، چائے، انٹاس، ناریل کی پیداوار زیادہ ہے، اس کا سب سے بڑا شہر کولمبو ہے اور وہی اس کا دار الحکومت ہے، مسلمانوں میں مقامی حضرات کے علاوہ ہندو پاک کے میمن حضرات کی خاصی آبادی ہے، مسلمان ماشاء اللہ مالی اور تجارتی اعتبار سے مستحکم ہیں، چونکہ یہ ساحلی ملک ہے، اس لئے یہاں کی مقامی مسلم آبادی شافعی المسلک ہے، مگر یہاں کے مسلمانوں کی زیادہ تر آبادی ہندو پاک کے دیوبندی مدارس کی فیض یافتہ ہے، اسی لئے یہ اپنی نوعیت کی واحد شافعی المسلک آبادی ہے جو شافعی ہونے کے باوجود اپنے آپ کو دیوبندی کہتی ہے، سب سے بڑی خوبی کی بات یہ ہے کہ یہاں فروغی مسائل کے اختلاف میں کسی نزاع اور جھگڑا کا عنصر نہیں ہے، سب مسلمان باہم شیر و شکر رہتے ہیں اور سب اپنے دینی اور مسلکی مفاد میں متحد ہیں۔

یہاں کے پیر و جوان علماء کی تعداد میں زیادہ تر دارالعلوم دیوبند اور جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے سند یافتہ ہیں، اس لئے ان میں حضرات اکابر دیوبند کی فکر و ذوق کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ اس لئے یہ مسلمانوں کے دین و ایمان کے تحفظ کی خاطر ماشاء اللہ بہت ہی فکر مند اور حساس ہیں، نہ صرف یہ بلکہ یہاں کے علماء کی مسلم عوام پر بہت ہی مضبوط گرفت ہے، اللہ تعالیٰ یہاں کے علماء کو جزائے خیر دے جنہوں نے اس پورے ملک میں مدارس و مساجد کا جال بچھا رکھا ہے، ان مساجد و مدارس کی برکت ہے کہ مسلمانوں میں دینی ذوق کا رنگ نمایاں طور پر نظر آتا ہے، یہاں کے مسلمان زیادہ تر تبلیغی جماعت سے وابستہ ہیں، کولبو کا تبلیغی مرکز ماشاء اللہ خوب آباد ہے اور کولبو کے تبلیغی مرکز میں باقاعدہ درس نظامی کا مدرسہ بھی قائم ہے۔

یہاں پاکستان کی طرز پر علماء کی ایک جماعت بھی ہے جس کا نام جمعیت علماء سری لنکا ہے، اب تک اس پر سنی حضرات کا غلبہ تھا، لیکن گزشتہ کچھ عرصہ سے جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی پاکستان کے فاضل و متخصص مولانا مفتی محمد رضوی صاحب اس کے سربراہ اور امیر ہیں۔ مولانا مفتی محمد رضوی صاحب ماشاء اللہ صالح، فاضل اور متحرک نوجوان ہیں، انہوں نے جب سے اس جماعت کی قیادت سنبھالی ہے پورے ملک کے علماء کو بیدار کرتے ہوئے ایک لڑی میں پرو دیا ہے، اسی طرح اس نوجوان کا رابطہ عالم اسلامی سے راہ درسم ہے اور اس کو غیر سودی کاؤنٹر قائم کرنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی ہے، چنانچہ ان کا کہنا ہے کہ مسلمانوں کو سود جیسی لعنت سے بچانے کے لئے ہم نے غیر سودی کاؤنٹر قائم کرنے کے لئے ایک مؤسسہ قائم کیا ہے، جس میں دنیا بھر کے علماء کی مشاورت سے مسلمانوں کو سود جیسی لعنت سے بچانے کے لئے عملی اقدامات کئے جا رہے ہیں، اسی طرح حلال کھانے پینے اور گوشت کے سلسلہ میں حلال ذبیحہ کی نگرانی بھی اس جمعیت کے خوالہ ہے، ماشاء اللہ اس اعتبار سے جمعیت علماء سری لنکا اور خصوصاً مولانا مفتی محمد رضوی ملک بھر کے مسلمانوں کے روح رواں ہیں۔ مولانا مفتی محمد رضوی کے انہیں کارناموں کو دیکھ کر دل سے دعائیں نکلتی ہیں، یوں تو مسلمانوں کے روپ میں یہاں گزشتہ ایک صدی سے قادیانی بھی اس ملک میں آباد تھے، چنانچہ مولانا مفتی محمد رضوی اور وہاں کے مقامی علماء نے بتایا کہ قادیانی اس ملک میں سب سے پہلے ۱۹۱۸ء میں آباد ہوئے، مگر اب تک وہ خفیہ اپنا کام کر رہے تھے، اور اپنے آپ کو وہ کسی اعتبار سے ظاہر اور نمایاں نہیں کرتے تھے،

لیکن اب موجودہ حکومت سے انہوں نے راہ ورسم پیدا کرنے کے لئے اور حکومت سری لنکا سے تجارتی معاہدہ کرنے کا پروگرام بنالیا تھا، جب سے قادیانیوں کا یہ اثر و رسوخ بڑھا، تو وہاں کے قادیانیوں نے اپنے پر پزے نکالنا شروع کر دیے، اور اپنا ایک مرکز بھی بنالیا، اور اسلامی اصطلاحات بھی استعمال کرنے لگے۔ قادیانیوں کی ان بڑھتی ہوئی سرگرمیوں، اونچے درجے کے اثر و نفوذ، اپنے آپ کو مسلمان باور کرانے اور مسلمانوں کے حقوق پر ڈاکا ڈالنے اور نئی نسل کو گمراہ کرنے کے اندیشے کے پیش نظر مولانا مفتی محمد رضوی اور ان کے رفقاء نے مشورہ کیا کہ یہاں کے علماء، طلباء اور عوام کو اس فتنہ کی سنگینی سے آگاہ کرنے، عوامی اور حکومتی حلقوں کو ان کی حقیقت باور کرانے اور مسلمانوں کو بیدار کرنے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے اکابر سے رابطہ کر کے ان کو یہاں آنے کی دعوت دی جائے اور ایک بھرپور کانفرنس اور علاقائی سطح کے تربیتی پروگرام رکھے جائیں، چنانچہ اس سلسلہ میں مولانا مفتی محمد رضوی صاحب نے پہلے فون پر اور بعد میں اپنے نمائندگان مولانا مفتی محمد اسلم استاذ جامعہ بنوریہ سائنٹ کراچی اور ایک دین دار سری لنکن تاجر الحاج عبدالرحمن کے ذریعے اس پروگرام کو حتمی شکل دینے کے لئے مامور کیا، چنانچہ مفتی اسلم صاحب نے سب سے پہلے حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ سے رابطہ کیا، انہوں نے راقم کو یاد فرمایا، اور تمام صورت حال بتلائی۔ راقم نے ملتان مرکز رابطہ کر کے اس دورہ اور وفد کی منظوری کی درخواست کی تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذمہ دار حضرات نے نہ صرف اس کی منظوری دے دی، بلکہ ان حضرات نے مولانا مفتی محمد رضوی اور ان کے نمائندگان کی اس پیشکش کے باوجود... کہ آمد و رفت کے اخراجات جمعیت علماء سری لنکا برداشت کرے گی... یہ فرمایا کہ اس وفد کی آمد و رفت کے اخراجات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہی برداشت کرے گی، کیونکہ یہ ہمارا فریضہ ہے اور ہماری سعادت ہے کہ ہم اس سلسلہ میں اپنے سری لنکن مسلمان بھائیوں کی مدد کریں۔ چنانچہ پروگرام کو حتمی شکل دینے کے بعد طے پایا کہ اس وفد کے سربراہ حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر ہوں گے، جبکہ شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب، مولانا مفتی خالد محمود صاحب نائب مدیر اقرار ووضہ الاطفال ٹرسٹ پاکستان اور راقم الحروف سعید احمد جلال پوری (شہید) ان کے رفیق سفر ہوں گے، چنانچہ حسب پروگرام جب سفر کی تیاری مکمل ہوگئی، ویزا اور ٹکٹ وغیرہ تیار ہو گئے تو بھائی عبدالرحمن سری لنکن کی راہ نمائی میں ہمارا پانچ رکنی وفد ۱۱ مارچ بروز اتوار صبح ۸ بجے پی. آئی. اے کی فلائٹ سے روانہ ہو کر تقریباً گیارہ بجے

کولبو کے بین الاقوامی ایئرپورٹ پر اتر گیا، سری لنکا اگرچہ غریب ملک ہے مگر اس کا ایئرپورٹ بین الاقوامی معیار کا اور خاصا طویل ہے، کراچی ایئرپورٹ پر ہماری روانگی اور سامان کے وزن وغیرہ میں ہمارے بہت ہی کرم فرما اور ڈانٹا کپہنی کے ذمہ دار جناب بھائی ضیاء صاحب نے بھرپور مدد کی، بلکہ کتابوں کا وزن زیادہ ہونے پر اس کی اضافی ادائیگی میں بھی انہوں نے خاصی رعایت دلائی تاہم اضافی وزن کی اضافی ادائیگی کے بعد انہوں نے اپنے دفتر میں لے جا کر تمام شرکاء وفد کی چائے سے تواضع فرمائی اور اندر لاؤنج تک چھوڑنے بھی خود گئے۔

اس سفر میں جمعیت علماء سری لنکا کی خواہش اور مقامی علماء کی مسئلہ ختم نبوت اور تردید قادیانیت میں معاونت کے لئے اور انہیں حوالہ جات کے سلسلہ میں خود کفیل بنانے کے لئے آئینہ قادیانیت اردو، عربی، جنوبی افریقہ کی عدالت میں حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے اردو بیان کا انگریزی ترجمہ "What is Qadianiat?" (قادیانیت کیا ہے؟) ملت اسلامیہ کا موقف انگلش، اردو، عربی، احتساب قادیانیت اور مرزا قادیانی کی تصنیفات کا مکمل سیٹ (مطبوعہ لندن) ہمارے ساتھ تھے۔

چونکہ ہمارے شرکائے قافلہ کے پاس کتب اور لٹریچر کا وزن بہت زیادہ تھا اور کارشن بھی کافی تھے، اس لئے کولبو ایئرپورٹ کی ایمپگریشن سے فارغ ہونے، ایمپگریشن کے عملہ کو کتابوں کی چیکنگ کرانے اور دکھانے کے بعد تقریباً ساڑھے گیارہ بجے ہم ایئرپورٹ سے باہر آئے تو جمعیت علماء سری لنکا اور جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فضلاء کی ایک جماعت استقبال کے لئے موجود تھی، جن میں حافظ ماہر، مولانا ابن العربی، حافظ الہام، مولانا طلحی صاحب کے نام قابل ذکر ہیں، ان سے ملاقات، مصافحہ اور معانقہ کے بعد گاڑیوں میں سوار ہو کر ایئرپورٹ سے شی سینٹر اور مرکز شہر کے لئے روانہ ہو گئے، قریب قریب گھنٹے یا پونے گھنٹے کا سفر طے کرنے کے بعد مرکز شہر جہاں ہماری رہائش کا انتظام تھا، پہنچے۔

اس وفد کی رہائش کے لئے مقامی حضرات اور جمعیت کے ذمہ داروں نے وسط شہر یعنی شی سینٹر کے ایک رہائشی پلازے "سی گل کورٹ" کے ایک فلیٹ میں انتظام کر رکھا تھا اور یہاں مہمانوں کی خدمت کے لئے حافظ حمید، مولوی ابن العربی، حافظ الہام اور مولانا طلحی جیسے مستعد نوجوان مامور تھے، جنہوں نے جی جان سے وفد کے ارکان کی خدمت کی، اور ان کی راحت رسانی کا مکمل سامان بہم پہنچایا۔ "سی گل کورٹ" پلازے کے اس فلیٹ کے تین کمرے تھے، ایک میں

حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر زید مجاہد اور مولانا مفتی خالد محمود صاحب کی رہائش تھی، دوسرے میں راقم الحروف اور شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب تھے، جبکہ تیسرا کمرہ کیپ ٹاؤن جنوبی افریقہ سے تشریف لانے والے وکیل ختم نبوت جناب احمد چوہان افریقی اور ان کے ہم ملک عالم دین مولانا محمد ظہیر یوسف کے لئے خاص تھا۔

چونکہ جمعیت علماء سری لنکا کے سربراہ مولانا مفتی محمد رضوی سلمہ ربہ سری لنکا میں سر اٹھاتے مسئلہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے بہت زیادہ فکر مند تھے اس لئے انہوں نے قانونی مشوروں کے لئے جنوبی افریقہ کے مشہور مقدمہ قادیانیت میں مسلمانوں اور ختم نبوت کے کامیاب وکیل جناب احمد چوہان صاحب کو بھی اس موقع پر بلا رکھا تھا۔ چنانچہ جیسے ہی جناب احمد چوہان تشریف لائے اور ان کی ختم نبوت کے اکابر اور ارکان وفد سے ملاقات ہوئی تو وہ نہال ہو گئے اور اس مشہور مقدمہ میں پاکستان سے تشریف لے جانے والے وفد کے معزز ارکان اور اکابر میں سے ایک ایک کا عقیدت و محبت سے والہانہ تذکرہ کر کے ان کے محاسن و کمالات اور اس سلسلہ میں ان کی مساعی کا ذکر خیر کرنے لگے اور اس مقدمہ کی کارروائی مزے لے لے کر سنانے لگے، اس وفد کے ارکان اور اکابر میں سے حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی شہادت و وفات سے تو وہ آگاہ تھے مگر حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ قس سرہ کی وفات سے ابھی تک وہ نا آشنا تھے۔ اس لئے انہوں نے حضرت مولانا اشعرؒ کا بطور خاص پوچھا کہ ان کا کیا حال ہے؟ جب انہیں بتلایا گیا کہ وہ بھی اللہ کے ہاں جا چکے ہیں تو بہت ہی افسردہ ہوئے، پھر فرمانے لگے: میں اس وفد کے ارکان میں سے دو حضرات سے بہت ہی زیادہ متاثر ہوا اور وہ تھے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ اور مولانا عبدالرحیم اشعرؒ یہ دونوں حضرات ایسے تھے کہ ان کے پاس قادیانی وکیلوں اور قادیانی مربیوں کے ہر سوال کا نہ صرف جواب ہوتا تھا بلکہ انہیں مرزا قادیانی کی کتابیں اور ان کے حوالہ جات از یاد تھے، ادھر ہم نے کوئی سوال کیا، ادھر انہوں نے مرزا کی کوئی کتاب کھول کر اس کا جواب، خود مرزا کی زبانی پیش کر دیا، ان کو مرزائی حوالہ جات کی تلاش کے لئے کسی سوچ و بچار اور غور و فکر کی ضرورت نہیں ہوتی تھی، چنانچہ انہوں نے بتلایا کہ ایک دن کی بات ہے کہ رات بھر دیر تک مقدمہ کی تیاری کا سلسلہ جاری رہا، صبح کی نماز پڑھی اور ارکان وفد سو گئے، بیداری پر ایک مسئلہ پر گفتگو جاری تھی اور کوئی حوالہ نہیں مل رہا تھا، اتنے میں حضرت مولانا

محمد یوسف لدھیانوی شہید بھی نیند سے بیدار ہو گئے، ابھی وہ مکمل اور پورے طور پر بیدار بھی نہ ہوئے تھے کہ ان کے کانوں میں بھی اس گفتگو کی ہلک پڑ گئی، تو اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ مرزا کی فلاں کتاب اٹھاؤ، چنانچہ جب مرزا کی وہ کتاب لائی گئی تو انہوں نے کتاب کھولی اور چند صفحے پلٹنے کے بعد وہ حوالہ نکال کر سب کو حیران کر دیا۔

ان حضرات کی حاضر دماغی، قوت حافظہ، مرزائیت پر عبور، مسئلہ ختم نبوت اور تردید قادیانیت سے والہانہ لگاؤ کا میرے قلب و دماغ پر آج بھی نقش ثبت ہے۔ جناب احمد چوہان صاحب حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر صاحبؒ کے اس ٹریک کا بطور خاص بار بار تذکرہ فرماتے، جس میں حضرت مرحوم قادیانی کتب بھر کر لے گئے تھے اور بوقت ضرورت اس ٹریک سے کتب نکال نکال کر حوالے دیتے تھے۔

چونکہ جناب احمد چوہان صاحب ان حضرات اکابر کی خدمت اور صحبت میں رہ چکے تھے اور کیپ ٹاؤن جنوبی افریقہ کی عدالت میں دائر قادیانی مقدمہ میں مسلمانوں کے وکیل رہ چکے تھے اور ان حضرات کی ہدایت و راہنمائی میں قادیانیت کو سمجھ چکے تھے، اس لئے ان کو اس معاملہ کی تمام باریکیوں اور قادیانی مکر و فریب اور عدالتی موٹا گانیوں کا خوب خوب تجربہ تھا، اس لئے جناب مولانا مفتی محمد رضوی صاحب نے اپنے ملک کے مسلم و کلام اور ججز کو یہ مسئلہ سمجھانے کے لئے انہیں سری لنکا آنے کی زحمت دی تھی اور وہ یہاں آنے پر بے حد مسرور و مطمئن تھے، بہر حال حسب پروگرام پہلے دن کچھ دیر آرام اور سفری تھکان اتارنے کے بعد شام کو کولمبو کے تبلیغی مرکز کے مدرسہ میں حاضری ہوئی، وہاں کے اکابر و اساتذہ سے ملاقات اور حضرات طلباء و اساتذہ کرام سے حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر زید محمد کا بیان ہوا، وہاں سے فارغ ہونے کے بعد رات کو واپس اپنی رہائش گاہ آ گئے۔

اگلا دن ۱۲ مارچ اور پھر ۱۳ مارچ اس دن حسب پروگرام آگے کے پروگراموں کو حتمی شکل دینے اور کام کی نوعیت اور تقسیم کار کے سلسلہ میں مقامی علماء اور اکابر کے ساتھ مشورہ ہوا کہ کس طرح ملک بھر کا دورہ کیا جائے اور کس کس جگہ پر ترقیاتی پروگرام رکھے جائیں۔ یوں ۱۲ مارچ کو طے ہوا کہ اس چارہ کئی وفد کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے۔

چنانچہ منسلک ۱۳ مارچ کو حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب اور مولانا مفتی خالد محمود

صاحب کو سری لنکا کے ضلع کینڈی کے مشہور شہر اکورنا کے لئے روانہ کر دیا گیا، جہاں حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب اور مولانا مفتی خالد محمود صاحب نے اکورنا کے مدرسہ رحمانیہ کے اساتذہ، طلباء اور مقامی علماء حضرات سے بیان کیا، جس کی مقامی زبان میں ترجمانی کے فرائض جناب مولانا مفاذ صاحب اور جناب مولانا غزالی صاحب نے انجام دیئے، اسی شام کو اکورنا کے مضافات میں مولانا محمد جعفر صاحب کے مدرسہ زہرہ للسيدات میں بیان ہوا، اسی طرح بعد نماز مغرب کا ٹوگالا کے مولانا محمد دین کے مدرسہ کلیۃ الفرقانیہ میں بیان ہوا۔ دوسری جانب دوسرے دور کئی وفد جس میں راقم الحروف اور حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر زید مجددہ شامل تھے، ان کے لئے طے ہوا کہ ہر دو حضرات کو لمبو کے وسط کی جامع مسجد بمبلا پیٹھ میں علماء، طلباء اور اساتذہ سے مسئلہ ختم نبوت اور قادیانیت کے سلسلہ میں بیان کریں گے، چنانچہ سب سے پہلے راقم الحروف کا قریب قریب ایک ڈیڑھ گھنٹہ بیان ہوا، جس کی مقامی زبان میں ترجمانی کے فرائض مولانا عبدالخالق صاحب نے سرانجام دیئے، راقم الحروف کے بیان کے بعد حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر صاحب کا تفصیلی بیان ہوا، یوں یہ ترقیتی پروگرام صبح ۹ ساڑھے نو بجے سے دو بجے تک مسلسل جاری رہا اور حاضرین نے نہایت ذوق و شوق سے مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت اور فتنہ قادیانیت کی سنگینی کو قوجہ سے سنا اور حضرت ڈاکٹر صاحب کی دعا پر یہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

یہاں سے فراغت کے بعد شام کو ہمارا وفد اگلی منزل کے لئے روانہ ہو گیا، چنانچہ دو ڈھائی گھنٹے کی مسافت طے کرنے کے بعد عشاء کے وقت ہم ضلع کینڈی کے مولانا محمد یوسف صاحب کے مدرسہ کلیۃ الحقانیہ میں پہنچے، رات کا قیام اسی مدرسہ میں رہا۔

۱۴ مارچ بروز بدھ صبح کی نماز کے بعد حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر کا عربی زبان میں طلباء کے اندر بیان ہوا، ناشتہ کیا اور اگلی منزل کے لئے روانہ ہو گئے، چنانچہ دس بجے دن ہم ناولہ پیٹھ کے مشہور عالم دین، حضرت بنوری قدس سرہ کے شاگرد رشید اور جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے فاضل مولانا محمد معروف صاحب کے مدرسہ کلیۃ ہاشمیہ میں پہنچے، وہاں کا ماحول دیکھ کر ایسا لگا جیسے ہم کسی دارالاسلام میں پہنچ گئے ہوں، چنانچہ وہاں کے طلباء اور علماء کی کثرت اور مہمانوں کی آمد پر ان کی خوشی اور مسرت دیدنی تھی، کسی قدر آرام کرنے اور سستانے کے بعد مدرسہ کی دوسری منزل کے ایک وسیع و عریض ہال میں ترقیتی پروگرام کے بیانات کا سلسلہ شروع

ہو گیا، چنانچہ سب سے پہلے گھنٹہ بھر راقم الحروف کا اور پھر مولانا اللہ وسایا صاحب کا اور اس کے آخر میں حضرت ڈاکٹر صاحب کا مفصل بیان ہوا، چنانچہ ساڑھے چار بجے وہاں سے فراغت کے بعد کولمبو کے لئے واپسی ہوئی اور رات کو واپس اپنی رہائش گاہ پر آ گئے۔ جمعرات کی رات کو اپنی قیام گاہ پر آرام کیا۔

اگلے دن جمعرات اور ۱۵ مارچ کا تھا، صبح ناشتہ اور معمولات سے فارغ ہونے کے بعد مشورہ ہوا اور مشورہ میں طے ہوا کہ:

۱..... حضرت ڈاکٹر صاحب ہفتہ کے دن ہونے والی کانفرنس کے بیان کے لئے ”موقف الامت الاسلامیہ“ کی روشنی میں ایک مذاکرہ تیار کریں گے جو آپ نے تقریباً پچیس منٹ میں بیان کرنا ہے، جس کا خلاصہ بعد میں چند منٹوں میں بیان کر دیا جائے گا۔

۲..... راقم الحروف (مولانا سعید احمد جلال پوری صاحب) قراردادیں تیار کریں گے جس میں ختم نبوت کے عقیدہ اور اس پر اجماع امت کا ذکر کریں گے اور یہ کہ جو آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ بافتاق امت کا فرہاد ہے اور یہ کہ مرزا نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور اس بنیاد پر امت نے متفقہ طور پر مرزا اور اس کے پیروں کو کافر قرار دیا ہے، اس ضمن میں رابطہ کی قرارداد کا حوالہ پاکستان کی قومی اسمبلی کے فیصلہ کا حوالہ مختلف عدالتوں کے فیصلوں کا حوالہ دیا جائے۔

۳..... شروع میں مفتی رضوی صاحب افتتاحی کلمات پیش کریں گے اور اپنے اختتامی کلمات سے موتمر کا اختتام کریں گے اور اپنی مقامی زبان میں اس کانفرنس کی غرض و غایت بیان کریں گے۔

اسی دن حضرت ڈاکٹر صاحب کا مولانا نواز صاحب کے کلیہ الحمدیہ اور مولانا عبدالخالق صاحب کے کلیہ ابن عمر کے دورہ حدیث کے طلباء سے خطاب تھا۔ اسی طرح جناب مولانا حسن فرید صاحب کے کلیہ نورانیہ میں جانے اور بات چیت کا موقع بھی ملا، اسی شام کو جناب مولانا مفتی محمد رضوی صاحب نے مقامی سربراہان و دروہ حضرات اور وکلاء سے ملاقات اور میٹنگ کا ایک مشہور ہوٹل ”کینے آسیا“ میں انتظام کر رکھا تھا، چنانچہ بعد نماز مغرب اس خوبصورت ہوٹل کا جتنا حصہ بکرایا گیا تھا، حاضرین سے کچھ کچھ بھر گیا، جناب احمد چوہان اور حضرت ڈاکٹر صاحب نے اس سلسلہ میں نہایت موثر بات چیت کی اور جناب مفتی محمد رضوی صاحب نے ان حضرات کو اس

مسئلہ کی اہمیت اور نزاکت کے بارہ میں تفصیل سے بتلایا، رات دیر گئے وہاں سے فارغ ہوئے اور ماحضر تناول کیا اور واپس اپنے مستقر پر آ گئے۔

اس سے اگلا دن جمعہ اور ۱۶ مارچ کا تھا، چونکہ ”ہنظم شہر“ کے مدرسہ اشرفیہ کے مدیر مولانا مبارک صاحب کی خواہش اور اصرار تھا کہ وہاں بھی ایک تربیتی پروگرام ہونا چاہئے، اس لئے حسب مشورہ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب اور مولانا مفتی خالد محمود صاحب ۳ گھنٹے کا سفر کر کے ”ہنظم“ کے مدرسہ اشرفیہ پہنچے جہاں ان حضرات نے وہاں کے اساتذہ، طلباء اور مقامی علماء سے تفصیلی بیان فرمایا اور مولانا محمد مفاذ صاحب نے بیانات کے ترجمہ کے فرائض انجام دیئے اور شام تقریباً چار بجے ان حضرات کی وہاں سے واپسی ہوئی، دوسری جانب راقم الحروف اور حضرت ڈاکٹر صاحب نے کولیوٹی کی مقامی مسجد میں جمعہ ادا کیا، اسی دن حضرت ڈاکٹر صاحب کا مدرسہ عین للسیدات میں اصلاحی بیان ہوا۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ کولیو میں مبین برادری مالی، معاشی اور سماجی اعتبار سے منظم و مستحکم ہے، اس لئے انہوں نے اپنی کمیونٹی کے لئے کولیو کے وسط کولیو ۳ میں، اپنا ایک تین منزلہ مبین ہال بھی بنا رکھا ہے، لہذا اس موقع کی مناسبت سے مبین برادری کے بزرگوں نے وفد کے ارکان کو استقبال دینے کے لئے دعوت دی، اور ہمارے وفد کے معزز ارکان جناب مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر، شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب اور وکیل ختم نبوت جناب احمد چوہان صاحب سے درخواست کی کہ ہماری برادری کے حضرات کو بھی اس مسئلہ کی اہمیت و نزاکت سے آگاہ فرمائیں اور باور کرائیں کہ امت پر اس کے نبی کی عزت و ناموس کے تحفظ کے سلسلہ میں کیا فرائض عائد ہوتے ہیں اور ایک جموئے مدعی نبوت کے مقابلہ میں سچے نبی کی کیا سیرت و کردار ہے؟

چنانچہ بعد نماز مغرب تمام مہمانوں کو وہاں لے جایا گیا اور ہال کی دوسری منزل پر باقاعدہ ایک جلسہ کا سماں تھا، جہاں ان حضرات نے نہایت والہانہ انداز میں حضرت محمد ﷺ کی سیرت و سوانح پر بیان فرمایا جبکہ احمد چوہان صاحب نے انگلش میں جنوبی افریقہ کے مقدمہ کی کارروائی کھول کر بیان فرمائی اور قادیانی ریشہ دانوں سے حاضرین کو آگاہ فرمایا۔ رات کو دیر گئے وہاں سے فارغ ہوئے، ماحضر تناول کیا اور واپس اپنی رہائش گاہ پر آ گئے۔

اگلا دن ہفتہ ۷ مارچ کا تھا، جس میں ملک بھر کے علماء کا اجتماع اور کانفرنس تھی، جہاں کولمبو کے تاجروں، وزراء، ججز اور سیاست دانوں کو جمع کر کے مسئلہ قادیانیت کی سنگینی اور قادیانیوں کے عزائم، اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف ان کی ریشہ دوانیوں اور ان کے خفیہ عزائم و ارادوں اور اپنی نسلوں کو ان کے شروفتن سے بچانے اور ان کے دین و ایمان کو تحفظ دینے کی خاطر حضرات اکابر مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر، شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا صاحب، احمد چوہان ایڈووکیٹ کا بیان ملے تھا، صبح جب ”رن موتو“ ہوٹل میں منعقدہ کانفرنس میں جانے کا وقت ہوا تو جناب احمد چوہان صاحب نے حضرت ڈاکٹر صاحب سے درخواست کی کہ روانگی سے پہلے آپ دعا کرا دیں، کیونکہ جنوبی افریقہ میں ہر روز عدالت جانے سے قبل حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ جماعتی دعا کرایا کرتے تھے۔ بہر حال ان کی فرمائش پر اجتماعی دعا کے بعد ہمارا قافلہ ”رن موتو“ ہوٹل کے لئے روانہ ہو گیا۔ چونکہ کولمبو کے اس قافیہ اشار ہوٹل ”رن موتو“ کا آڈیٹوریم اس کے لئے پہلے سے بک کرایا جا چکا تھا، اور اس کی گیلریوں کو جبکہ جگہ ختم نبوت کے بینروں، استقبالی پرچموں اور لٹریچر سے مزین کیا گیا تھا اور بغیر پاس اور کارڈ کے کسی کو اندر جانے کی اجازت نہ تھی، اس لئے تھوڑی ہی دیر میں ہوٹل کا ہال کچھا بھر چکا تھا، سب سے پہلے مولانا مفتی محمد رضوی صاحب نے مسئلہ ختم نبوت اور قادیانی دعاوی اور گستاخیوں پر مبنی مدلل گفتگو فرمائی اور قادیانی کتب کھول کھول کر نہایت موثر انداز میں اپنی مقامی زبان میں اس مسئلہ کو برہن فرمایا، پھر احمد چوہان ایڈووکیٹ نے انگلش میں قادیانیت کے تعاقب کے سلسلہ میں جنوبی افریقہ کے مسلمانوں اور پاکستانی حضرات کی مساعی کو نہایت خوش اسلوبی سے واضح کیا، اسی طرح حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کا مفصل بیان ہوا اور حسب پروگرام حضرت ڈاکٹر صاحب کے بیان و دعا پر نہایت خیر و خوبی اور کامیابی سے یہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ یوں یہ ہفت روزہ تعلیمی، تربیتی اور ختم نبوت اور تردید قادیانیت کی آگاہی کے سلسلہ کا دورہ کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔ چنانچہ ان حضرات کی مساعی اور بیداری کی برکت تھی کہ وہاں سر اٹھاتی قادیانیت دم دہانے پر مجبور ہو گئی، اس اجتماع میں دوسرے مطالبات کے علاوہ حسب پروگرام درج ذیل قراردادیں بھی منظور کرائی گئیں کہ:

الف..... مسلمانان سری لنکا بھی قادیانیوں کو رابطہ عالم اسلامی، پاکستان کی دستور ساز اسمبلی،

بارش کی عدالت اور ہندو پاک کی اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں کی روشنی میں غیر مسلم تصور کریں۔
ب..... ان کے ساتھ تمام شعبہ ہائے زندگی میں وہ معاملہ کیا جائے جو ایک غیر مسلم کے ساتھ
کیا جاتا ہے۔

ج..... چونکہ قادیانی زندگی ہیں اس لئے ان کے ساتھ میل جول نہ رکھا جائے۔
د..... اسی طرح ہم حکومت سری لنکا اور اپنے ہم وطن دوسرے مذاہب کے افراد سے کہنا
چاہیں گے کہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ کاسٹ تصور کیا جائے۔

ہ..... چونکہ قادیانی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں اور مسلمانوں کے حقوق پر ڈاکا
ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں، اس لئے آئندہ ان کو مسلمانوں کا نمائندہ نہ تصور کیا جائے۔

و..... حکومت کو چاہئے کہ وہ قادیانیوں کو مسلمانوں کی علامات اور شعائر کے استعمال سے
روکے اور انہیں کوئی ایسا کام یا انداز اختیار نہ کرنے دے جس سے مسلمانوں کو دھوکا ہوتا ہو، مثلاً ان
کی عبادت گاہ کو مسجد اور ان کی شادی کو نکاح کے نام پر رجسٹرڈ نہ کیا جائے۔

ز..... چونکہ قادیانی قرآن و سنت میں صریح تحریف کرتے ہیں، اس لئے کوئی مسلمان ان کی
کسی قسم کی کوئی کتاب اور تحریر نہ پڑھے بلکہ حکومت کو چاہئے کہ وہ مسلمانوں کی دل آزاری پر مشتمل
ان کی ایسی تمام حرکات پر قدغن لگائے اور ان کو مسلمانوں سے الگ اپنا تشخص اجاگر کرنے کا پابند
بنایا جائے تاکہ کوئی مسلمان غلط فہمی کا شکار نہ ہو۔

اسی شام کو کولمبو کے دوسرے حضرات کے بعض مدارس میں چائے اور ہمارے معزز
میزبان جناب الحاج عبدالرحمن کے گھر شام کا کھانا تھا۔ رات کو دیر گئے واپس اپنی قیام گاہ آ گئے،
آرام کیا، صبح واپسی تھی، چنانچہ ۱۲ بجے کی پی آئی اے کی فلائٹ سے اتوار ۱۸ مارچ کو ہمارا یہ مختصر
وفد واپس کراچی پہنچ گیا، اللہ تعالیٰ اس دورہ کو قبول فرمائے اور مسلمانوں کو قادیانیوں کی شرارتوں
سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

جناب مولانا مفتی محمد رضوی اور مقامی حضرات کی رپورٹ کے مطابق اس دورہ اور
ترقیاتی نشستوں کا یہ فائدہ ہوا کہ قادیانیت منہ چھپانے پر مجبور ہو گئی اور مسلمان بیدار ہو گئے اور
قادیانی سرگرمیاں بالکل معدوم ہو گئی ہیں۔

فالحمد لله على ذلك!

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تایمانیت کا تحاقب

(وقت کی ایک اہم ضرورت)

حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى!

اخباری اطلاعات کے مطابق قادیانی امت کے سربراہ مرزا مسرور احمد نے ایک بیان میں کہا ہے کہ گزشتہ کئی سالوں سے قادیانیت کی تبلیغ پر عائد خود ساختہ پابندی اٹھائی جاتی ہے، لہذا اب قادیانی مربیوں کو بڑھ چڑھ کر قادیانیت کی تبلیغ کرنا چاہئے، نیز قادیانی سربراہ نے پاکستان، بنگلہ دیش، بھارت، متحدہ عرب امارات اور مصر کو قادیانیت کی تبلیغ کے لئے موزوں قرار دیا، چنانچہ روزنامہ امت میں ہے: ”لندن (نمائندہ خصوصی) قادیانی قیادت نے دنیا بھر میں قادیانیت کی تبلیغ پر گزشتہ ۵ سال سے عائد خود ساختہ پابندی اٹھاتے ہوئے پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش، متحدہ عرب امارات اور مصر کو تبلیغی سرگرمیوں کے لئے موزوں ترین ممالک قرار دیا ہے۔ صد سالہ تقریبات کے موقع پر مرزا مسرور احمد نے تمام قادیانی مربیوں کو حکم دیا ہے کہ وہ قادیانیت کی ہر سطح پر تبلیغ شروع کریں۔ انتہائی باخبر ذرائع کے مطابق قادیانی سربراہ مرزا مسرور احمد نے گزشتہ دنوں لندن ایسٹ کے علاقے ایکسل سینٹر میں قادیانی عمائدین اور تبلیغی سرگرمیوں میں متحرک مربیوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ قادیانیت کی تبلیغ کا سلسلہ دوبارہ شروع کریں اور بھرپور انداز میں قادیانیت کا پرچار کریں، جبکہ اس مقصد کے لئے قادیانی انٹرنیٹ جھوٹو بھی شروع کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ ذرائع کے مطابق اس اجتماع میں شریک قادیانیوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ تبلیغی سرگرمیوں کے لئے پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش، متحدہ عرب امارات اور مصر کو خصوصی اہمیت دی جائے۔ اس مقصد کے لئے قادیانی مشنری تنظیموں کو فعال کرنے کی بھی ہدایت کی گئی۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ قادیانی سربراہ مرزا مسرور احمد نے یہ اعلان قادیانیت کے صد سالہ جشن کے موقع پر کیا ہے، انہوں نے ۲۰۰۳ء میں قادیانی خلیفہ کے طور پر ذمہ داریاں سنبھالنے کے بعد عالمی حالات اور قادیانی مخالف قوتوں کے اقدامات کے باعث تبلیغی سرگرمیوں کو روک دیا تھا اور اب ۵ سال بعد یہ پابندی ہٹائی گئی ہے۔ مرزا مسرور احمد نے گزشتہ جمعہ کو اپنے خطاب میں تمام قادیانیوں سے اپیل کی ہے کہ وہ تحریک کو منظم و فعال کریں اور اس کے لئے حمہ ہو کر جدوجہد کریں، جبکہ قادیانی ٹی وی: ایم ٹی ایس کا نیٹ ورک وسیع کرنے کے لئے بھی لائحہ عمل بنایا جا رہا ہے۔“

(روزنامہ امت کراچی، ۲۰ جون ۲۰۰۸ء)

قادیانیت کے جھوٹے ہونے کے لئے کسی دوسری دلیل و برہان کی بجائے صرف مرزا مسرور احمد قادیانی کا مندرجہ بالا بیان ہی کافی ہے۔ کیونکہ کسی سچے داعی نے آج تک سچائی اور صداقت پر مبنی اپنے پیغام اور دعوت کو کسی وقتی اور معروضی حالت کے پیش نظر ایک لمحہ کے لئے روکا ہے، اور نہ اس پر خود ساختہ پابندی و قدغن لگائی ہے۔ کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام، ان کے خلفاء، علماء، صلحاء اور ائمہ دین کی سیرت و سوانح اور ان کا اسوہ حسنہ اس پر شاہد ہے کہ ان پر کیسے کیسے سنگین حالات آئے اور ان پر ظلم و ستم کے کتنا پہاڑ توڑے گئے؟ مگر انہوں نے جس بات کو حق و سچ جانا، اس کو بر ملا اور ڈٹکے کی چوٹ کہا، اس کی پاداش میں ان کو قتل کیا گیا، ان کو سولی پر لٹکایا گیا، ان پر آرے چلائے گئے، ان کو دو لخت کیا گیا، ان پر لوہے کی کنگھیاں چلائی گئیں، ان کا گوشت پوست، ہڈیوں سے ادھیڑا گیا، ان کی کھال کھینچی گئی، ان کو آگ میں ڈالا گیا، ان پر پتھر برسائے گئے ان کے رشتہ کو سولی دی گئی، ان کو دیواروں میں چنایا گیا، ان کو دیواروں سے کیلا گیا، ان کی ٹانگوں کو گھوڑوں سے باندھ کر چیرا گیا، ان کو بے یار و مددگار قتل کیا گیا، ان کو دہکتے انگاروں پر لٹایا گیا، ان کی آل اولاد، بیوی اور بچوں کو ذبح کیا گیا، ان کو مال و متاع اور گھربار سے محروم کیا گیا، ان کو وطن سے بے وطن کیا گیا، مگر انہوں نے جس بات کو حق جانا اس سے ایک انچ پیچھے ہٹے اور نہ ایک لمحہ رُکے۔

دور کیوں جائیے! نبی امی ﷺ کے نام لیواؤں کے خلاف ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد کیا کچھ نہیں کیا گیا؟ کیا انہیں سرے عام سولی پر نہیں چڑھایا گیا؟ کیا ان کو سور کی کھال میں بند کر کے ان پر کتے نہیں چھوڑے گئے؟ کیا ان کو ایلٹے تیل میں کباب نہیں بنایا گیا؟ کیا توپوں کے دہانے پر کھڑا کر کے ان کے چیتھڑے نہیں اڑائے گئے؟ مگر کیا ان میں سے کسی نے بھی قادیانیوں کی سی نام نہاد مصلحت کا مظاہرہ کیا؟ انہیں ہرگز نہیں؟ بلکہ سولی کا پسند اگلے میں ڈالتے وقت بھی وہ اعلان حق سے باز نہیں آئے۔ اس سے ذرا اور پیچھے اور قریب آجائیے تو معلوم ہوگا کہ سچے دین کے سچے شیدائیوں نے اس گئے گزرے دور میں بھی طاغوت اور عالمی دہشت گرد امریکا کے مقابلہ میں اپنی جانوں پر کھیل کر حق کا بول بالا کیا اور گزشتہ دس سال سے امریکی مظالم کی چکی میں پستا، جیلوں میں سزنا اور شہید ہونا تو گوارا کیا مگر مدافعت، بزدلی، ڈر اور خوف کو اپنے قریب نہیں آنے دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک گوانتانامو بے کی بدنام زمانہ جیل، امریکی مظالم اور ظلم و بربریت کی

بدترین شکلیں اور دنیا بھر کے کٹر اسلام دشمن، ان کو راجح سے نہیں بٹاسکے۔ اسی طرح کیا افغانستان، عراق، چین، بوسنیا اور خود پاکستان میں لال مسجد کے معصوم طلبہ، طالبات، اساتذہ اور بے قصور مظلوموں نے یہ ثابت نہیں کر دیا؟ کہ حق و باطل کا داعی مروتو سکتا ہے، مگر اپنی دعوت حق کو ایک لمحہ کے لئے روک سکتا ہے اور نہ اس پر سودے بازی کر سکتا ہے۔

ان تفصیلات کی روشنی میں اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ قادیانیوں کا اپنے مذہب کی تبلیغ پر پانچ سال تک خود ساختہ پابندی لگانا اور دعوت کو موقوف کرنا، کیا ان کے سچے ہونے کی علامت ہے؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ یہ ان کے جھوٹا ہونے کا واضح ثبوت ہے۔

اس سب سے قطع نظر، بہر حال تمام مسلمانوں اور خصوصاً پاکستان، بنگلہ دیش، بھارت، متحدہ عرب امارات اور مصر کے دین دار اور اسلام سے ہمدردی رکھنے والے افراد کو سوچنا چاہئے کہ قادیانی کفر و ارتداد نے پانچ سال بعد پھر انگڑائی لی ہے اور وہ ایک بار پھر نئے دلولے اور جذبہ سے اپنی الحادی تحریک کے مردہ میں روح پھونکنے کے لئے پر تول رہا ہے، لہذا مسلمانوں کو چاہئے کہ جس طرح گزشتہ سو سال سے وہ اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے ہمت، جرأت اور بیدار مغزی کا ثبوت دیتے آئے ہیں... یہاں تک کہ قادیانی یہ سمجھنے پر مجبور ہو گئے کہ مسلمانوں کے دین و ایمان کو چھیڑنا اور اپنی جھوٹی دعوت کا اظہار کرنا، اپنی موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے... ٹھیک اسی طرح اگر انہوں نے آج بھی قادیانی فتنہ کے سامنے بیداری کا ثبوت دیا تو وہ ایک بار پھر اسی طرح اپنی بلوں میں گھس جائیں گے جس طرح گزشتہ پانچ برسوں سے اپنی پناہ گاہوں میں چھپے ہوئے تھے۔ تجربہ شاہد ہے کہ باطل اور باطل پرستوں میں ہمت و جرأت نہیں ہوتی، لہذا اگر مسلمان، قادیانیوں کے مقابلہ میں سینہ تان کر کھڑے ہو جائیں یا ان کا تعاقب کرنا شروع کر دیں، تو وہ مسلمانوں کے نام سے ایسے بھاگیں گے، جس طرح کانا دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سایہ سے بھاگے گا۔

قادیانی سربراہ مرزا مسرور احمد کا پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش، مصر اور متحدہ عرب امارات کو اپنی تبلیغ کے لئے موزوں قرار دینا، اس کی خود فریبی اور اپنے ماننے والوں کے لئے مفضل تسلی سے بڑھ کر کچھ نہیں، ورنہ وہ خود بھی جانتا ہے کہ بحمد اللہ! پاکستان میں اب قادیانیوں کے لئے کوئی جگہ نہیں، اس لئے کہ اب قانون اور آئین کی رو سے ان کی کھلے عام تبلیغ پر پابندی ہے، وہ

اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتے، وہ اسلامی شعائر استعمال نہیں کر سکتے، اور پاکستان کی مقننہ، عدلیہ اور انتظامیہ ان قانونی دفعات سے آگاہ ہے، بلکہ عام مسلمان تک اس سے آشنا ہے، لہذا اس کی خلاف ورزی پر ان کے خلاف ہر محاذ پر تعاقب کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ مسلمان، چاہے کتنا ہی گیا گزرا اور عملی طور پر کیسا ہی کمزور کیوں نہ ہو، مگر بہر حال وہ باغیان ختم نبوت کو برداشت کرنے کے لئے قطعاً آمادہ نہیں۔ جبکہ بھلا اللہ! آج پاکستان میں ہر مسلمان باشعور اور دینی جذبات سے مامور ہے، اور قادیانی دجل والحاد کے سامنے بند باندھنے کے لئے کمر بستہ ہے۔ اس کی تازہ ترین مثال: پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد کے قادیانی طلبہ کی سرعام تبلیغ کے خلاف غیور مسلمانوں اور ناموس رسالت کے پروانوں کا بھرپور احتجاج اور سد باب کی کوشش ہے، اس پر قادیانی طلبہ کی جارحیت، مار دھاڑ، فائرنگ اور دہشت گردی کا مظاہرہ اور اس کے رد عمل میں مسلمان طلبہ کا بھرپور احتجاج و مزاحمت اور کالج انتظامیہ کی جانب سے ۲۳ طلبہ و طالبات کا اخراج ہے.... یہ دوسری بات ہے کہ قادیانیت نو از سرکاری مہرے، پنجاب میڈیکل کالج کے عزت مآب پرنسپل کی اس جرأت مندانہ کارروائی اور مستحسن اقدام کو برداشت نہ کر پائیں۔

آج سے ساٹھ ستر سال قبل جب قادیانیوں کو انگریز کی سرپرستی حاصل تھی، قانون اور آئین ان کو تحفظ فراہم کرتا تھا، فوج، پولیس، انتظامیہ، عدلیہ اور بیوروکریسی ان کا ساتھ دیتی تھی، اگر اس وقت قادیانیوں کا جادو نہیں چل سکا تو اب جبکہ پولیس، فوج، انتظامیہ، عدلیہ، بیوروکریسی اور پاکستان کے ایوان زیریں سے لے کر بالائیک سب کے سب قادیانیوں کے کفر پر متفق ہیں، اب ان کی دال کیونکر گل سکتی ہے؟

اسی طرح بھلا اللہ! بنگلہ دیش کا مسلمان بھی جاگ چکا ہے اور خیر سے بنگلہ دیش کی عدلیہ اور کورٹ نے بھی ان کی دعوت و تبلیغ کے علاوہ ان کی کتب و لٹریچر پر مکمل طور پر پابندی لگا رکھی ہے، بلکہ درپردہ ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی تحریک تقریباً شروع ہو چکی ہے، ایسے میں بنگلہ دیش میں قادیانیت کیونکر پھل سکتی ہے؟

اسی طرح بھارت میں بھی کئی سال سے مجلس تحفظ ختم نبوت فعال ہو چکی ہے اور جمعیت علماء ہند اور دارالعلوم دیوبند کے اکابرین اس فتنہ کی سرکوبی اور تعاقب میں سرگرم ہیں اور قادیانی مراکز میں جا جا کر مناقشہ، مناظرہ، مہلبہ اور تقریر و تحریر کے میدان میں ان کا ناٹھہ بند کر چکے ہیں،

صرف یہی نہیں بلکہ پورے ہندوستان میں ان کا کام مربوط و منظم شکل اختیار کر چکا ہے، جس کی واضح مثال دہلی میں دہشت گردی کے خلاف منعقدہ عظیم الشان اجتماع میں قادیانیت کے خلاف سکھوں، ہندوؤں اور مسلمانوں کی نفرت اور انسداد قادیانیت پر مشتمل قراردادیں اور تقریریں ہیں، تلائیے اس صورتحال کے باوجود وہاں قادیانیوں کی دسیسہ کاری کیونکر چل سکتی ہے؟ جہاں تک عرب امارات اور مصر کے مسلمانوں کا حال ہے، وہاں کے مسلمان اس عجبی سازش اور فتنہ سے اس وقت سے آگاہ ہیں جب سے رابطہ عالم اسلامی نے ایک قرارداد کے ذریعہ ان کے کفر و ارتداد پر مہر تصدیق ثبت فرمائی تھی۔

اس سب سے ہٹ کر عالمی طور پر جہاں، جہاں قادیانی کفر و ارتداد اور ان کی ملک و ملت دشمنی واضح ہوتی جا رہی ہے وہاں وہاں سے اس شجرہ خبیثہ کی جڑیں اکھڑتی اور بنیادیں کھوکھلی ہوتی جا رہی ہیں، چنانچہ گزشتہ ایک عرصہ سے قادیانیت کا انڈونیشیا کی جانب رخ تھا اور کچھ انڈونیشی ان کے دھوکے اور جھانسنے میں آ بھی گئے، لیکن جوں ہی ان کو اس فتنہ کی حقیقت معلوم ہوئی تو انہوں نے اس کا تعاقب کرنا شروع کر دیا اور نوبت بایں جا رسید کہ:

”جکار تہ (ثناء نیوز) انڈونیشیا میں قادیانیت کی تبلیغ پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ انڈونیشی صدر سلوسیلو بمباک کی جانب سے جاری کردہ آرڈی نینس کے تحت قادیانیت کی تبلیغ کرنے والوں کو گرفتار کر لیا جائے گا۔ قادیانیت کی تبلیغ کے خلاف انڈونیشیا میں گزشتہ کئی ہفتوں سے عوامی احتجاج کیا جا رہا تھا، جس کے بعد صدر نے وزارت داخلہ اور وزارت مذہبی امور کی تیار کردہ سفارشات کے تحت قادیانیت کی تبلیغ پر پابندی کے احکامات جاری کر دیئے ہیں۔“

(روزنامہ امت کراچی مورخہ ۱۱ جون ۲۰۰۸ء)

ہم قادیانی قیادت سے عرض کرنا چاہیں گے کہ وہ یہ بات نوٹ کر لے کہ اب قادیانی نہ صرف اسلامی ممالک میں، بلکہ اپنے آقاؤں کے ہاں یورپ اور امریکا میں بھی انشاء اللہ چین سے نہیں بیٹھ سکیں گے، اب وہ وقت قریب ہے، جب وہ اپنے ماننے والوں کو کہیں گے کہ اب قادیانیت کا نام لینا چھوڑو، ورنہ حق و انصاف کی تلوار تمہارا فیصلہ کر دے گی۔

اسلام زندہ باد قادیانیت مردہ باد!

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم
سورة الفاتحة سورة الفاتحة

حسن خلافت

(قادیانی عقائد و نظریات کے آئینہ میں)

حضرت مولانا سعید احمد جلالپوریؒ شہید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى!

بلاشبہ ہر انسان اپنی خواہش و آرزو کی تکمیل و تحصیل پر خوش اور ناکامی و نامرادی پر مغموم و محزون ہوتا ہے، لیکن عجیب بات ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی اولاد و ذریت اس فطری اصول سے ہٹ کر اپنی کسی ناکامی کو ناکامی نہیں سمجھتی، بلکہ وہ اپنی ہر قسمی اور حرام نصیبی پر خوشی کے شادیاں بجاتی اور جشن مناتی ہے، قادیانی تاریخ کا جائزہ لیجئے تو گزشتہ سو سال سے وہ اس پر عمل پیرا ہے۔

گزشتہ سو سال سے قادیانی امت کو کس قدر اور کتنی بار ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا؟ کسی سے مخفی اور پوشیدہ نہیں، اس کی تفصیلات طویل بھی ہیں اور وقت طلب بھی، مگر بہر حال انہوں نے ہمیشہ اس ذلت و رسوائی کو اپنے لئے باعث عزت و افتخار سمجھا، شاید ان کا خیال ہوگا کہ: بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا؟

کچھ اسی طرح کا معاملہ اس بار بھی ہوا کہ گزشتہ کئی ہفتوں سے قادیانی میڈیا پر یہ خبر بڑی شد و مد سے سرگرم تھی کہ قادیانی امت ۲۶ مئی ۲۰۰۸ء کو مرزا غلام احمد قادیانی کی موت کے بعد مرزائی خلافت کے سو سال پورے ہونے پر ”جشن خلافت“ منارہی ہے اور وہ اس کی بھرپور تیاری میں مصروف ہے۔

”جشن خلافت“ کا پس منظر یہ ہے کہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مسلح پنجاب اور کذاب قادیان مرزا غلام احمد قادیانی و بانی ہیضہ کے عذاب میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو گیا تھا، موت کے بعد اس کی خلافت کی گدی پر، اس کی نامردی کے معالج و مرید خاص حکیم نور الدین بھیروی کو بٹھایا گیا۔ جو اس کا جانشین و خلیفہ قرار پایا، یوں اس وقت سے اب تک قادیانی خلافت کا سلسلہ جاری ہے۔

چونکہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء سے ۲۶ مئی ۲۰۰۸ء تک قادیانی خلافت کو پورے سو سال ہو گئے ہیں، اس لئے قادیانی ”جشن خلافت“ منانا چاہتے تھے۔ قطع نظر اس کے کہ وہ اپنے اس منصوبے اور پروگرام میں ناکام ہو گئے اور وہ جشن خلافت نہیں مناسکے، مگر بہر حال ان کی ناکامی

بھی کامیابی ہے، چنانچہ انہوں نے اپنے اس پروگرام کے اعلان و اظہار سے یقیناً بہت سارے مقاصد و منافع حاصل کر لئے ہوں گے، مثلاً:

- ۱..... انہوں نے اس جشن کے نام پر حسب معمول چندہ اور فنڈ اکٹھا کیا ہوگا۔
- ۲..... انہوں نے اس کے ذریعے اپنے ناپاک وجود کا احساس اور اپنی نام نہاد کارکردگی کا ڈھنڈورا پیٹا ہوگا۔
- ۳..... اس کے ذریعے اپنی جھوٹی شہرت اور مظلومیت کا پروپیگنڈا کیا ہوگا۔
- ۴..... اپنے آقاؤں اور سرپرستوں کو باور کرایا ہوگا کہ ہمارے ساتھ امتیازی اور غیر انسانی سلوک کیا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ہمارے جشن خلافت پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔
- ۵..... انہوں نے ”خلافت“ کے نام پر دنیا بھر کی سیدھی سادی عوام اور مسلم اکثریت کو دھوکا دیا ہوگا اور اس کے ذریعے اپنے آپ کو مسلمان باور کرانے کی کوشش کی ہوگی۔
- ۶..... اپنے جاہل کارکنوں اور بھولے بھالے قادیانیوں کو مطمئن کر کے اپنی یا ان کی سیاسی پناہ کا جواز تلاش کیا ہوگا۔
- ۷..... اس کی بدولت انہوں نے لاقعداد کارکنوں کو مختلف ممالک میں سیاسی پناہ دلائی ہوگی۔
- ۸..... رائل فیملی، خصوصاً قادیانی سربراہ مرزا سرور احمد کی پاکستان سے بھاگ کر برطانیہ جا بیٹھنے کی حکمت عملی سمجھائی ہوگی۔
- ۹..... بہت سارے نوجوانوں اور سیدھے سادے مسلمانوں کو اپنے خلاف روار کھے جانے والے امتیازی سلوک کے نام پر اپنا ہم نوا بنایا ہوگا، ان سے بیعت فارم پُر کروایا ہوگا اور ان کو یورپ، افریقہ اور امریکا وغیرہ ایسے ممالک میں سیاسی پناہ دلا کر اپنا کمیشن کھرا کیا ہوگا۔
- ۱۰..... اپنی روایتی بزدلی پر پردہ ڈالا ہوگا، اور اپنی زیر زمین سرگرمیوں کا جواز تلاش کیا ہوگا وغیرہ وغیرہ۔

الغرض قادیانی امت: ”بے حیاء باش ہرچہ خواہی کن“ کے مصداق ایسی بے باک اور فاطر الحیاء ہے کہ وہ ہر ذلت سے عزت اور ہر شکست سے فتح اور ہر خشت سے شرافت اور ہر خفت سے عظمت کا مفہوم نکال لیتی ہے۔ شاید ان کے وجود و بقا کا راز ہی اسی میں ہے، اور کیوں نہ ہو کہ ان کا ابا مرزا غلام احمد قادیانی محمدی بیگم سے نکاح کی جھوٹی پیشینگوئی کو اپنی صداقت کا نشان قرار

دیتے ہوئے خود اپنے بارہ میں لکھتا ہے: ”میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشینگوئی جھوٹی نکلی... تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں، مجھ کو ذلیل کیا جاوے، روسیہ کیا جاوے، میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جاوے، مجھ کو پھانسی دے دیا جاوے، ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں... اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو اور تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو۔“ (جنگ مقدس ص ۲۱۱، جزائن ج ۶ ص ۲۹۳)

دیکھئے! مرزا قادیانی نے اپنی ذلت سے کیسی عزت کشید کرنا چاہی؟ مگر افسوس کہ جس طرح مرزا قادیانی اپنی ذلت سے عزت حاصل نہ کر سکے، بلکہ ذلیل کے ذلیل رہے، ٹھیک اسی طرح اس کی اولاد بھی اپنے آپ کو اور مرزا قادیانی کو بُرا بھلا کہنے کے باوجود کوئی عزت و شہرت نہ پاسکی۔

قطع نظر اس کے کہ قادیانی پاکستان میں ”جشن خلافت“ نہ مناسکے اور ان کو اپنے اس مقصد میں ناکامی ہوئی، تاہم سوال یہ ہے کہ ان کا ”جشن خلافت“ منانا صحیح بھی ہے یا نہیں؟ کہیں یہ مرزا غلام احمد کی موت پر خوشی منانے کے مترادف تو نہیں ہوگا؟ اس لئے کہ:

۱..... ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا غلام احمد قادیانی کی موت واقع ہوئی، اب ایک سو سال بعد ۲۶ مئی ۲۰۰۸ء کو اس کی موت کو جب پورے سو سال ہوئے، اس موقع پر جشن خلافت کے نام سے خوشی منانا کیا مرزا کی موت کی خوشی نہ کہلائے گی؟ اگر نہیں تو کیوں؟

۲..... مرزائی کہا کرتے ہیں کہ: ”اجرائے نبوت ایک نعمت ہے اور یہ نعمت اگر بنی اسرائیل میں باقی تھی تو امت مسلمہ اس سے محروم کیوں ہے؟“ سوال یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی موت پر... قادیانیوں کے بقول... ”نبوت جیسی نعمت“ کے خاتمہ اور اجرائے خلافت پر جشن منانے کا کہیں یہ معنی تو نہیں ہوگا کہ خود قادیانی امت بھی ”نبوت جیسی نعمت“ کے انقطاع پر جشن منا رہی ہے؟

۳..... کیا آج تک کبھی کسی نے اپنے بڑے کی موت اور چھوٹے کی تاج پوشی پر خوشی منائی ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو کیا کہا جائے کہ چھوٹے کی تاج پوشی، بڑے کی موت سے زیادہ خوشی کی چیز ہے؟ اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے، تو عین اس دن جس دن مرزا غلام احمد قادیانی مرا تھا، جشن خلافت منانا مرزا کی موت کا جشن نہ تصور ہوگا؟

۴..... کیا آج تک قادیانیوں نے مرزا کے دعویٰ نبوت پر بھی ”جشن نبوت“ منایا ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو کیوں؟ سوال یہ ہے کہ نبوت اہم ہے یا خلافت؟ اگر نبوت اہم ہے تو ”نبوت“ کے بجائے خلافت پر خوشی کے جشن کا کیا معنی؟

۵..... قادیانی عقیدہ کی روشنی میں... اگر آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کے جاری رہنے کی ضرورت تھی تو مرزا غلام احمد قادیانی کی موت کے بعد نبوت کے اجراء کی ضرورت کیوں باقی نہیں رہی؟ اگر جواب اثبات میں ہے اور یقیناً اثبات میں ہے، تو قادیانی امت اس محروی پر ماتم کرنے کی بجائے جشن کیوں منانا چاہتی ہے؟

۶..... اگر مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد نبوت کا کام ان کے خلفاء سنبھال سکتے ہیں تو کیا آنحضرت ﷺ کے بعد آپ ﷺ کا مشن آپ ﷺ کے خلفاء اور امت نہیں سنبھال سکتی تھی؟ اگر جواب اثبات میں ہے اور یقیناً اثبات میں ہے، تو اجرائے نبوت کی کیا ضرورت تھی؟

۷..... آنحضرت ﷺ پر نبوت و رسالت کے اختتام اور ختم نبوت پر قرآن کریم کی ایک سو سے زائد آیات اور دوسو سے زائد احادیث اور پوری امت کا اجماع ہے، سوال یہ ہے کہ قادیانیوں کے پاس اجرائے نبوت پر بھی کوئی ایک آدھ قرآنی آیت، حدیث یا نص موجود ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو اجرائے نبوت کا کیا معنی؟

۸..... آنحضرت ﷺ نے ختم نبوت کے تاثر میں اجرائے خلافت کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا تھا: ”وانہ لا نبی بعدی وسیکون خلفاء“ (بخاری ج ۱ ص ۳۹۱) سوال یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی کہیں یہ اعلان کیا تھا کہ اب میرے بعد نبوت نہیں، خلافت ہوگی؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو کہاں اور کس کتاب میں؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو جشن خلافت منانا مرزا کی تعلیمات کی مخالفت کے مترادف نہیں؟

۹..... مرزا قادیانی کی موت اور اس کی خلافت کے سو سال ہونے پر ”جشن خلافت“ منانے کا یہ معنی نہیں کہ مرزا قادیانی کے ماننے والوں کا آقائے دو عالم حضرت محمد ﷺ سے کوئی تعلق نہیں اور ان کا آپ ﷺ کی نبوت پر ایمان کا دعویٰ محض دھوکا اور فریب ہے، اگر نہیں تو سو سالہ جشن خلافت کا کیا معنی؟ کیا آنحضرت ﷺ کی رحلت و وفات کو سو سال ہوئے ہیں؟ اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو کیا اس کا یہ معنی نہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی ذریت نبی امی ﷺ سے اپنا رشتہ ایمان توڑنے، مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے خلفاء سے جوڑنے پر جشن منانا ہی ہے؟

۱۰..... کیا مرزائیوں کے ”جشن خلافت“ کے اعلان سے یہ بات واضح نہیں ہو جاتی کہ قادیانی امت کا اجراء نبوت کا عقیدہ، اجراء نبوت کو نفعت قرار دینا، یا اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کا امتی باور کرنا، خالص دھوکا، فریب اور فراڈ ہے۔ اس لئے کہ اولاً: ان کا آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کا انکار کرنا، ثانیاً: اجراء نبوت کا قائل ہونا، ثالثاً: مرزا قادیانی کی نبوت پر ایمان لانا، رابعاً: مرزا قادیانی کے بعد عقیدہ اجراء نبوت سے انحراف کرنا، خامساً: اجراء خلافت پر ایمان لانا، اس پر خوش ہونا اور اس پر جشن منانا، اس بات کی مکمل دلیل ہے کہ خود مرزائی بھی مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد اجراء نبوت کے نہ صرف قائل نہیں، بلکہ وہ مرزا کے بعد اس کی ضرورت نہیں سمجھتے۔

ان تفصیلات کے بعد کیا کہا جائے کہ مرزائیوں کا قرآن و سنت اور اجماع امت پر ایمان ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں! اگر ایسا ہوتا تو مرزائی امت کو حضور ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کی ضرورت ہی کیوں پیش آتی؟ اسی طرح اگر وہ آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت اور آپ ﷺ کی خلافت پر ایمان رکھتے یا ان کا آنحضرت ﷺ اور قرآن و سنت اور اجماع امت پر عقیدہ ہوتا تو وہ سو سالہ نہیں چودہ سو سالہ خلافت کا جشن مناتے۔ جب ایسا نہیں تو دو اور دو چار کی طرح واضح ہو گیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں کا نہ قرآن پر ایمان ہے نہ حدیث پر، نہ اجماع امت پر، نہ حضور ﷺ پر اور نہ اسلامی خلافت پر بلکہ وہ ایک نئے اور خود ساختہ نبی اور خود ساختہ خلافت پر ایمان رکھتے ہیں، بلکہ دیکھا جائے تو ان کا مرزا غلام احمد قادیانی کے عقیدہ اجراء نبوت پر بھی ایمان نہیں، اگر ایسا ہوتا تو وہ جشن خلافت ہی کیوں مناتے؟ لہذا ان کا نہ تو امت مسلمہ سے کوئی علاقہ اور رشتہ ہے اور نہ ہی مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی تعلیمات پر ان کا ایمان ہے، بلاشبہ ان کا حال اس کا مصداق ہے کہ: ”دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا۔“

لہذا حکومت پاکستان، ارباب اقتدار اور پوری امت مسلمہ اور خصوصاً اہل پاکستان پر لازم ہے کہ ایسے باغیانہ نبوت و خلافت اور بد مذہبوں کا بھرپور محاسبہ کیا جائے اور ان کے منہ میں لگام دی جائے، اور ان کو اس بناوت، عدوان اور ضلالت و گمراہی کی ترویج پر قہر واقعی سزا دی جائے اور امت مسلمہ کے سیدھے سادے مسلمانوں کو ان کی ریشہ دوانیوں سے بچاتے ہوئے ان کو کفر کردار تک پہنچایا جائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین!

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
مَدَنی سائنس کی روشنی میں
اسلام کی حقیقتیں

آئین پاکستان

اور

اعلیٰ عدالتوں کے خلاف

ایک خطرناک سازش

(بمسلسلہ رسائل ختم نبوت پر پابندی کا نوٹس)

حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله وسلام علی عبادہ الذین اصطفى!

۱۸ ستمبر ۲۰۰۶ء کو روزنامہ ”ایکسپریس“ لاہور کے صفحہ اوّل پر نامہ نگار خصوصی افتخار چوہدری کے حوالہ سے ”مذہبی منافرت اور دہشت گردی کے خاتمہ کے لئے ۹۰ کتابوں کی خرید و فروخت پر پابندی“ کے عنوان سے ایک چار کالمی خبر شائع ہوئی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ: ”وفاقی حکومت نے فرقہ وارانہ تعصب و دہشت گردی کے خاتمہ کے لئے ملک بھر میں مختلف مکاتب فکر کی ۹۰ کتب کی خرید و فروخت پر فوری پابندی عائد کر دی ہے اسلام آباد اور چاروں صوبوں کے انسپکٹر جنرل آف پولیس کو ان کتب کی فہرست جاری کر دی ہے ان کے مواد کو شر انگیز اشتعال انگیز اور فرقہ وارانہ منافرت کا موجب قرار دیا گیا ہے اور فروخت کرنے والوں کے خلاف گریڈ آپریشن کا حکم دے دیا ہے۔ فہرست میں نوے کتب کے نام اور مصنفین کے نام بھی درج ہیں۔ وزارت داخلہ کے ذمہ دار ذرائع کے مطابق صدر جنرل پرویز مشرف کی ہدایت پر ملک سے فرقہ وارانہ دہشت گردی کو دور کرنے کے لئے ملک بھر کی انتظامیہ کو مکمل طور پر چوکنا کر دیا گیا ہے کیونکہ ماضی میں انہی فرقہ وارانہ اشتعال دینے والی کتابوں کی وجہ سے شیعہ سنی اور دیگر مکاتب فکر کے خوفناک فسادات ہوئے جن میں بیرونی ہاتھ ملوث ہونے کے شواہد ملتے رہے..... سرکاری رپورٹ کے مطابق حکومت نے ملک بھر کی پولیس کو دینی کتب کے بک اسٹالوں مدارس مساجد اور امام بارگاہوں کے سامنے دینی کتب فروخت کرنے والوں کی کڑی نگرانی کر کے ان کی گرفتاریوں کی ہدایت کی ہے حکومت نے پولیس سربراہان سے کہا ہے کہ ایسی کتب فروخت کرنے والوں کے خلاف انسداد دہشت گردی ایکٹ کے تحت مقدمات درج کئے جائیں..... ان کی تفصیل یہ ہے..... اس کے بعد کتب اور ان کے مصنفین اور ناشران کے پتے درج ہیں۔ ناقل“

قطع نظر اس کے کہ اس خبر میں کس قدر صداقت ہے؟ کیا واقعی جناب صدر اور وزارت داخلہ نے ایسا کوئی نوٹیفکیشن جاری بھی کیا ہے یا نہیں؟ تاہم اگر یہ خبر سچی ہے اور سرکار کی طرف اس کی نسبت کرنا صحیح ہے تو ہمارے خیال میں پابندی کا نوٹیفکیشن جاری کرنے والے بزرگ مہروں نے ان کتابوں کو پڑھا تو کہا ”شاید دیکھا بھی نہ ہوگا“ اس لئے کہ اگر انہوں نے ان رسائل و کتب کو پڑھا ہوتا تو انہیں اندازہ ہوتا کہ ان میں کسے بعض رسائل و کتب فرقہ وارانہ منافرت پہنچی نہیں بلکہ

مسلمانوں کے دین و ایمان کے تحفظ پر مشتمل ہیں؛ کیونکہ یہ کتب/ رسائل کسی مسلم فرقہ کی مخالفت کی بجائے نبی امی حضرت محمد ﷺ کے باغیوں، پاکستان کے آئین و دستور اور پوری امت مسلمہ کے فتویٰ کی رو سے غیر مسلم قرار پانے والے قادیانیوں کی سرکوبی اور ان کے غلیظ عقائد کی نقاب کشائی پر مشتمل ہیں۔

لہذا ہمارا احساس و وجدان کہتا ہے کہ ان کتب/ رسائل پر پابندی کی منصوبہ بندی۔ اس نوٹیفکیشن کی ترغیب و تحریص اور ترتیب و تیاری کے پیچھے قادیانی مہروں کا ہاتھ ہے یا پھر وزارت داخلہ اور بیورو کریسی نادانستہ طور پر قادیانی ہاتھوں میں کھیل کر ان کے عزائم کی تکمیل کر رہی ہے۔

اس لئے کہ اس پابندی کی زد میں قریب قریب تمام مکاتب فکر کی کوئی نہ کوئی کتاب ضرور آئی ہے۔ اس پابندی سے چشم بد دور اگر کسی کو استثنا حاصل ہوا ہے تو وہ صرف اور صرف قادیانی کتب، رسائل و جرائد ہیں۔ جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت کا پورا کا پورا لٹریچر اس قابل ہے کہ نہ صرف یہ کہ اس پر پابندی لگائی جائے بلکہ اس کو ضبط کر کے آگ لگا دینا چاہئے۔ اس لئے کہ اس میں کسی ایک فرد، قوم اور برادری نہیں، بلکہ پوری امت مسلمہ کے خلاف ہرزہ سرائی کی گئی ہے۔ چنانچہ اس میں حضرات انبیائے کرام علیہم السلام، صحابہ کرامؓ، تابعینؓ، اسلاف امت، ائمہ مجتہدینؒ، اور خود ذات باری تعالیٰ کو بے نقط سنائی گئی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ملعون اپنے مخالفین کو ولد اثرنا، حرامی اور جنگل کے سورا اور ان کی عورتوں کو کنجریوں اور کیتوں تک کی غلیظ گالیاں بکتا ہے۔ اس کے علاوہ اس نے حضرات حسنین، حضرت فاطمہ، حضرات صحابہ کرامؓ کی توہین کے ساتھ ساتھ نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شرابی اور ان کی دادیوں اور نانینوں کو زنا کار اور کسی عورت تک کہا اور لکھا ہے۔ (دیکھئے حاشیہ کشتی نوح ص ۱۶، آئینہ کمالات اسلام، خزائن ج ۵ ص ۵۴، نجم الہدیٰ، خزائن ج ۳ ص ۵۳، نزول مسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷، حمیمہ انجام آختم ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹، دافع البلاء ص ۲۹، کلمۃ الفصل ص ۱۱۰، ۱۵۸، ملفوظات احمدیہ ج دوم ص ۱۴۲، آئینہ صداقت ص ۳۵، ازالہ اوہام ص ۲۶، ۲۸، ۲۸۸، خزائن جلد ۳ ص ۱۱۵، ۱۶۶، ۴۷۱، حمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۲۳۵، خزائن ج ۳ ص ۴۱، ”الفضل“ قادیان ج ۱۱ نمبر ۶۶ ص ۹، مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۲۳ء، حمیمہ لصرۃ الحق ص ۱۲۰، خزائن ج ۳ ص ۲۸۵، ماہنامہ ”الہدیٰ“ جنوری/ فروری ۱۹۱۵ء نمبر ۳/۲ ص ۵۷، وغیرہ)

بجائے اس کے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی اشتعال انگیز کتابوں اور تحریروں پر پابندی لگتی، الٹا وزارت داخلہ کے بزرگ مہموں نے ان کتابوں پر پابندی عائد کر رکھی ہے، جن کے ذریعہ

مسلمانوں کو امت مسلمہ کے اس باغی، انگریزوں کے نمک خوار اور مدعی نبوت کا مکروہ چہرہ دکھانے کی کوشش کی گئی ہے، کیا کہا جائے کہ یہ کسی مسلمان کا کارنامہ ہے؟ یا کسی بدبودار قادیانی کا؟

اگر صدر پرویز مشرف، وزارت داخلہ اور اس کے کارپردازوں کو ذرہ بھر آنحضرت ﷺ سے محبت ہوتی تو وہ ان کتابوں پر قطعاً پابندی نہ لگاتے، جو نہایت شستہ و شائستہ زبان اور دلائل و براہین کے اصولوں پر لکھی گئی ہیں۔ چنانچہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان کی طرف سے شائع کردہ کتب و رسائل میں سے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی: ”نزول عیسیٰ علیہ السلام، قادیانیوں کی طرف سے کلمہ طیبہ کی توہین، المہدی واسخ پانچ سوالوں کا جواب، قادیانیوں اور دوسرے کافروں کے درمیان فرق، اور گالیاں کون دیتا ہے؟“ اسی طرح طاہر رزاق صاحب کی: ”قادیانی شبہات کا دندان شکن جواب“، صابرزادہ طارق محمود کی: ”فیصلہ آپ کیجئے“ مولانا مفتی ولی حسن ٹوکلے کی: ”قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ اور قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ“ میں سے تھلایا جائے کہ کون سی کتاب فرقہ وارانہ منافرت پڑتی ہے؟ یا اس میں سے کس کا مضمون اشتعال انگیز ہے؟

۱..... کیا جناب صدر، وزارت داخلہ اور بیورو کریسی تھلا سکتی ہے کہ حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ فروغی ہے؟ کیا یہ قرآن و سنت اور پوری امت مسلمہ کا عقیدہ نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو اس پر پابندی کا کیا معنی؟

۲..... اسی طرح ”قادیانیوں کی طرف سے کلمہ طیبہ کی توہین“ میں کون سا فروغی مسئلہ اٹھایا گیا ہے؟ کیا مسلمانوں کے لئے قادیانی ارتدادی تحریک کا انسداد بھی فروغی مسئلہ ہے؟ اگر نہیں، تو کیا مسلمانوں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے شعائر کا تحفظ کریں؟ اور مسلمانوں کو باور کرائیں کہ کلمہ طیبہ کے نام پر مسلمانوں کو دھوکا دینے والوں کا اس کلمہ طیبہ پر ایمان نہیں ہے؟

۳..... اسی طرح کیا حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ الرضوان کے نزول و ظہور کا بیان بھی اشتعال انگیز ہے؟ کیا کوئی مسلم فرقہ اس عقیدہ کا مخالف ہے؟ اگر نہیں، تو اس کو اشتعال انگیز یا فرقہ وارانہ منافرت کا ذریعہ کیونکر کہا جاسکتا ہے؟

۴..... ایسے ہی ”قادیانیوں اور دوسروں کافروں کے درمیان فرق“ میں کون سی فرقہ واریت کی تعلیم دی گئی ہے؟ کیا قادیانیوں، عیسائیوں، یہودیوں، ہندوؤں، پارسیوں اور بدھستوں کے مابین فرق و امتیاز کو بیان کرنا فرقہ واریت ہے؟ کیا مسلم عوام کے ذہنوں سے ان شکوک و ادھام کا

ازالہ کرنا کہ جو لوگ اپنے آپ کو صاف صاف طور پر غیر مسلم کہتے ہیں۔ ہمیں ان سے اختلاف ضرور ہے، مگر ہم ان سے تعرض اس لئے نہیں کرتے کہ وہ مسلمانوں کو اسلام کے نام پر دھوکا نہیں دیتے، اور قادیانیوں سے اختلاف و نزاع کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے کفریہ عقائد کو اسلام باور کراتے ہیں، اور ان کی مثال بالکل ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص سور اور خنزیر کے گوشت کو بکری کا گوشت کہہ کر فروخت کرتا ہے۔ اس لئے مسلمان ایسے منافقین و مرتدین اور زندیقوں سے ہوشیار رہیں، اور ان کی سازشوں میں نہ آئیں، ہاں اگر قادیانی بھی اپنے عقائد کو..... جو کچھ بھی ان کے عقائد ہیں..... اسلام کا نام نہ دیں تو ہم ان کا تعاقب و تعرض نہیں کریں گے۔ بتلایا جائے کیا مسلمانوں کو ایسے حقائق کی نشاندہی کی بھی اجازت نہیں ہے؟ کیا قادیانی اپنے غلیظ کفر کو ایمان باور کراتے رہیں؟ اسلام کے نام پر الحاد و زندقہ کی اشاعت کرتے رہیں اور مسلمان خاموش رہیں؟ آیا قادیانیوں کو اس کی اجازت ہے کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نعوذ باللہ! حضرات انبیاء کرام علیہم السلام بلکہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی افضل و برتر کہتے رہیں اور مسلمان حق کو حق اور باطل کو باطل نہ کہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے، تو بتلایا جائے کہ کسی ملک کے سربراہ کو یہ گوارا ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص اس کا لباس پہنے اور اس کی نشست پر بیٹھ کر اپنے آپ کو ملک کا سربراہ کہے، اور اس کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی جائے؟ اگر یہ گوارا نہیں، تو پھر مرزا غلام احمد قادیانی کی جانب سے آنحضرت ﷺ کے منصب نبوت و رسالت پر قبضہ کو کیونکر گوارا کیا جاسکتا ہے؟ اگر جواب نفی میں ہے، تو ایسے بد باطن کے ایسے بد بودار کردار سے نقاب کشائی پر پابندی کا کیا معنی؟

۵..... پھر کسی تحریر و تقریر اور کتاب و رسالہ کے اشتعال انگیز اور فرقہ وارانہ منافرت پر مبنی ہونے کی بڑی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ اس میں مخالف کو بُرا بھلا کہا جائے یا اسے گالیاں دی جائیں۔ لیکن اگر کسی کتاب و رسالہ میں کسی ایسے دریدہ دہن کی ہفوات کی تفصیلات بیان کی جائیں اور حکومت و عوام کو دعوت انصاف دیتے ہوئے کہا جائے کہ یہ شخص کس قدر گالیاں دیتا ہے؟ اس کا فیصلہ آپ کریں؟ بتلایا جائے یہ بھی اشتعال انگیزی یا فرقہ واریت ہے؟ اگر جواب اثبات میں ہے، تو کیا اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ کوئی شخص کسی کو کتنا ہی گالیاں دیتا رہے۔ اس کے بزرگوں، صحابہ کرام، اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو بے نقط سناتا رہے۔ مگر ارباب اقتدار اور حکومت کے سامنے اس کی شکایت یا اس کی غلاطی بھری گالیوں کی نشاندہی نہ کی جائے۔ کیونکہ اشتعال انگیزی اور فرقہ واریت کے زمرے میں نہ آجائے؟ اگر جواب

لفی میں ہے، تو ”گالیاں کون دیتا ہے؟“ پر پابندی کیوں؟

۶..... کیا کسی کافر، مشرک، زندقہ، ملحد، یہودی، عیسائی، ہندو یا پارسی کے اسلام، متغیر اسلام اور قرآن و سنت اور دین و ملت کے خلاف اٹھائے گئے۔ اشکالات و اعتراضات یا شبہات کا جواب دینا بھی اشتعال انگیزی یا فرقہ واریت و منافرت کہلائے گا؟ اگر نہیں، اور یقیناً نہیں، تو قادیانیوں کے شبہات کے جوابات پر مشتمل کتاب پر پابندی کس لئے؟ کیا اسلام پر معاندین کے ناروا شبہات اور تاہذو حملوں کے باوجود بھی مسلمان اسلام کا دفاع نہ کریں؟ کیا وہ قرآن اور صاحب قرآن پر اچھائی گئی کچھ کو بھی صاف نہ کریں؟ اگر جواب نفی میں ہے، تو کیا یہ نہ سمجھا جائے گا کہ مسلمانوں کے مذہب اور اسلام میں کچھ صداقت ہوتی تو مسلمان اس کا جواب دیتے؟ بتلایا جائے کہ اس صورتحال میں معاندین اسلام، مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے میں کامیاب نہیں ہو جائیں گے؟ اگر جواب اثبات میں ہے، تو ان مرتد ہونے والوں کا وبال کس پر ہوگا؟ بتلایا جائے کہ ایسی کتابوں پر پابندی لگانے والے اسلام اور مسلمانوں کے خیر خواہ ہیں یا بد خواہ؟

۷..... حق کیا ہے اور باطل کیا؟ سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا؟ اگر کوئی شخص دواور دو چار کی طرح کے اس کلیہ کو سمجھانے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کے کذب و افتراء اور نبوت کے جھوٹے دعوے کو قرآن و سنت، اجماع امت اور خود مرزا غلام احمد قادیانی کی تصریحات سے ثابت کرنا چاہے تو کیا یہ بھی اشتعال انگیزی ہے؟ کیا یہ بھی مذہبی منافرت اور فرقہ واریت کے زمرے میں آئے گا؟ اگر نہیں، اور یقیناً نہیں، تو صاحبزادہ طارق محمود صاحب کی کتاب ”فیصلہ آپ کیجئے؟“ پر پابندی کا یہی معنی نہیں کہ حکومت، بیوروکریسی اور وزارت داخلہ کو مرزا غلام احمد قادیانی کی تخلیط و تکذیب سے شدید تکلیف ہوئی ہے؟ اور جو شخص مدعی نبوت غلام احمد قادیانی کو باوجود جھوٹا ہونے کے سچا سمجھے، کہے یا اس کو کذاب کہنے پر رخصا ہو، کیا وہ مسلمان کہلانے کا مستحق ہوگا؟

۸..... جس طرح کوئی شخص اپنے یا اپنے اکابر اور بزرگوں کے دشمن یا ان کی توہین و تحقیر کرنے والے کے ساتھ میل جول اور تعلقات کو اپنی غیرت و حمیت کے خلاف سمجھتا ہے اور اس کے ساتھ تعلقات، شادی بیاہ، رشتہ ناتانہ، خرید و فروخت اور کاروبار کو ناپسند کرتا ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص شریعت مطہرہ کی روشنی میں مرتدین، ملحدین اور زندقہ بین سے قطع تعلق کا حکم دے اور مسلمانوں کو اس حکم شرعی سے آگاہ کرے تو کیا ایسا شخص قابلِ قدر ہے؟ بالائق نفرت؟..... اسی طرح ایسے احکام پر مشتمل دستاویز لائق اشاعت ہے یا قابلِ ضللی؟ اگر ایسا شخص قابلِ قدر اور اس

کی مرتبہ دستاویز لائق اشاعت ہے، اور یقیناً قابل قدر اور لائق اشاعت ہے، تو حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹوکنی کی کتاب ”قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ“ پر پابندی کیوں اور کس لئے؟ صرف اس لئے کہ اس سے قادیانی سوراؤں کو تکلیف ہوتی ہے یا ان کی ارتدادی تحریک پر زور پڑتی ہے؟

۹..... ایسے ہی ”قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ“ پر پابندی کا معنی یہ ہے کہ نعوذ باللہ! قادیانی جو چاہیں کہتے اور کرتے پھریں، مگر حکومت، بیوروکریسی اور وزارت داخلہ، مسلمانوں کو قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کی شکل میں اپنا احتجاج ریکارڈ کرائے یا ان کو معاشی طور پر کمزور کرنے کے ادنیٰ سے ادنیٰ حق سے بھی محروم کرنا چاہتی ہے، کیا اس کا یہ معنی نہیں کہ حکومت کو مسلمانوں کی جانب سے قادیانیوں کی جلی، خفی اور معمولی سے معمولی درجہ کی مخالفت و خصامت اور وحشیانہ اذیت بھی گوارا نہیں؟ جبکہ قادیانی اپنی مصنوعات کے ذریعہ جہاں مسلمانوں کے سرمایہ سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ وہاں وہ اس کے منافع میں سے دس فیصد قادیانیت کی تبلیغ اور اسلام کی مخالفت پر صرف کرتے ہیں۔ کیا قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ پر پابندی کا یہ معنی نہیں کہ حکومت مسلمانوں کے سرمایہ سے قادیانیت کی آبیاری کرنا چاہتی ہے؟ کیا ان حقائق پر مشتمل کتاب بھی لائق پابندی ہے؟

الف..... اس سب سے ہٹ کر کیا ہم جناب صدر پرویز مشرف، وزارت داخلہ اور بیوروکریسی سے پوچھ سکتے ہیں کہ قادیانی کب سے مسلمانوں کا فرقہ قرار پائے ہیں؟ کہ ان کے خلاف مرتب کی گئی کتب پر فرقہ وارانہ منافرت کے پیش نظر پابندی کے احکامات جاری کئے جا رہے ہیں؟ کیا قادیانیوں کو مسلمانوں کا فرقہ قرار دینا آئین پاکستان اور دستور اسلام سے غداری نہیں؟ کیا ایسی سوچ رکھنے والے مسلمان کہلانے کے مستحق ہیں؟ کیونکہ جس طرح مسلمانوں کو کافر کہنا اور سمجھنا جرم ہے۔ ٹھیک اسی طرح کسی کافر کو مسلمان سمجھنا بھی جرم اور قرآن و سنت اور آئین و دستور سے بغاوت کے مترادف ہے۔ لہذا جو لوگ آئین پاکستان کی رو سے غیر مسلم قرار پانے والوں کو مسلمان کہیں، وہ بھی انہیں میں سے ہیں، اور اسلام اور پاکستان میں ان کی کوئی گنجائش نہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ ایسے غداروں کو پاکستان اور مسلمانوں پر حکومت کرنے کا بھی کوئی حق نہیں۔

ب..... یہ تو کوئی ماہر قانون ہی بتلا سکے گا کہ جو لوگ پوری امت مسلمہ کے فیصلے، رابطہ عالم اسلامی کی قرارداد، آئین پاکستان اور قومی اسمبلی کے متفقہ فیصلہ کی رو سے غیر مسلم قرار پانے والوں کو مسلمانوں کا فرقہ تصور کریں اور ان کے جذبات کو چنچنے والی ٹھیس کو مسلمانوں کے جذبات کو چنچنے والی ٹھیس سے تعبیر کریں۔ وہ ۲۹۵-۱۷۱ یا ۲۹۵-۱۷۱ سی، کی زد میں آئیں گے یا نہیں؟ لیکن جہاں

تک ہمارا ذاتی خیال ہے ایسے لوگوں کی قادیانیوں سے بھی پہلے سرکوبی کی ضرورت ہے۔
ج..... کیا قادیانیوں کو مسلم فرقہ تصور کرتے ہوئے ان کے خلاف لکھی گئی کتب پر پابندی کے احکامات کا نوٹیفکیشن جاری کرنا، سپریم کورٹ اور پاکستان کی اعلیٰ عدالتوں کی توہین نہیں؟ جنہوں نے اپنے متعدد فیصلوں میں یہ ریمارکس دیئے کہ قادیانی نہ صرف غیر مسلم ہیں، بلکہ یہ کوئی مذہب ہی نہیں، بلکہ یہ ایک دہشت گرد تنظیم ہے۔

د..... کہیں قادیانیوں کے خلاف لکھی گئی کتب پر پابندی اور ان کی اشاعت و تقسیم پر گرفتاری اور گرفتار شدگان کے خلاف دہشت گردی کے کیس بنانے کے پس پردہ اتماع قادیانیت آرڈی نینس کی منسوخی کا منصوبہ تو کارفرما نہیں؟ اس لئے کہ جب ایسے افراد گرفتار ہوں گے اور ان کے خلاف دہشت گردی کے مقدمات قائم ہوں گے، تو اتماع قادیانیت آرڈی نینس انہیں تحفظ فراہم کرے گا۔ اس لئے لازماً تو اسے منسوخ کرنا ہوگا یا اس کے خلاف اسٹے آرڈر لیا جائے گا۔ جس کی بدولت اتماع قادیانیت آرڈی نینس یا تو عملی طور پر کالعدم ہو جائے گا یا کم از کم غیر موثر ہو کر رہ جائے گا۔

اس لئے ہم نہایت دل سوزی سے ارباب اقتدار، جناب صدر، وزارت داخلہ اور بیورو کریسی سے عرض کرنا چاہیں گے کہ وہ اس سازش کا ادراک کریں اور اس کا سدباب کرتے ہوئے اس نوٹیفکیشن کو فوری طور پر واپس لے۔ اسی طرح ہم مسلم عوام اور نبی امی ﷺ کے ساتھ عقیدت و محبت رکھنے والے مسلمان و کلاء سے بھی درخواست کریں گے کہ وہ قادیانیوں کے خلاف لکھی گئی ان کتب کے نوٹیفکیشن کو چیلنج کریں اور اسے کالعدم اور غیر موثر قرار دلانے میں اپنی بھرپور صلاحیتیں صرف کر کے آقائے دو عالم ﷺ کی شفاعت کے مستحق بنیں۔

انشاء اللہ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ میں لکھی گئی کتب کے خلاف پابندی کے نوٹیفکیشن کو دین و شریعت، قرآن و سنت، آئین پاکستان اور اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں کی رو سے چیلنج کرے گی، اور وہ اس سلسلہ میں کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کرے گی۔

خدا کرے ارباب اقتدار و اختیار کو یہ بات سمجھ میں آ جائے، ورنہ حالات کی خرابی کی تمام تر ذمہ داری ان پر ہوگی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین!

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

مضامین پروفیسر منور احمد ملک

جناب پروفیسر منور احمد ملک صاحب

فہرست

- ۳ (۱) قادیانی جماعت کی تعداد اور پچاس لاکھ تھیں
- ۱۸ (۲) جماعت احمدیہ کے ”بزرگانہ“ جموٹ
- ۲۳ (۳) قادیانیوں کے لیے، جسے مسلمان بھی پڑھ سکتے ہیں
- ۳۰ (۴) قادیانی حضرات کا محمد ﷺ سے کیا تعلق ہے؟
- ۳۳ (۵) قادیانیوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو ناکام ثابت کر دیا
- ۳۵ (۶) قادیانی معجزات؟
- ۵۵ (۷) قادیانی جماعت کی طرف سے ”معجزہ“ بنانے کی تیاریاں
- ۵۷ (۸) تعداد کے حوالے سے قادیانیوں کی مبالغہ آرائی
- ۶۰ (۹) مرزا طاہر احمد کا ”الہام“
- ۶۱ (۱۰) انسانی حقوق اور قادیانی جماعت
- ۶۹ (۱۱) قادیانیوں کا ”خدا“ سائیکل پر
- ۷۳ (۱۲) جہلم کی زمین زرخیز ہے
- ۷۴ (۱۳) قادیانی آبادی میں ”مسلمان اقلیت“
- ۷۷ (۱۴) قادیانیوں کی ڈھٹائی
- ۸۸ (۱۵) مرزا طاہر احمد کا ”سنجیدہ مذاق“

- ۹۱ (۱۶) قادیانی جماعت ایک سابق قادیانی کی نظر میں
- ۹۷ (۱۷) چندوں کی شرح اور بیعتوں کی تعداد میں تضاد
- ۱۰۰ (۱۸) قادیانیوں کی تبلیغ مسلمانوں میں
- ۱۰۳ (۱۹) قادیانیوں پر چندوں کا بوجھ
- ۱۰۶ (۲۰) فاتحہ خوانی اور قادیانی جماعت
- ۱۰۸ (۲۱) قادیانی جماعت کی ”غلام احمد“ نام سے بیزاری
- ۱۱۰ (۲۲) مرزا غلام احمد قادیانی اور ”اسلام کی خدمت“!
- ۱۱۵ (۲۳) مرزا قادیانی کا برپا کیا ہوا ”انقلاب“ کہاں ہے؟
- ۱۱۹ (۲۴) اسلام کے احیاء کی پیش گوئی
- ۱۲۳ (۲۵) متعصب قادیانی ہیں یا مسلمان؟
- ۱۲۵ (۲۶) دس مخلص قادیانی متوجہ ہوں
- ۱۲۶ (۲۷) احمدی یا ”غلام احمدی“
- ۱۲۸ (۲۸) مسلمان کی تعریف اور قادیانی جماعت
- ۱۳۰ (۲۹) ایک ”مخلص قادیانی“ کے ساتھ زیادتی
- ۱۳۲ (۳۰) قادیانیوں کی طرف سے مسلمانوں کا بایکاٹ
- ۱۳۳ (۳۱) اخراج از جماعت احمدیہ
- ۱۳۷ (۳۲) ”اک حرف مخلصانہ“

(۱) قادیانی جماعت کی تعداد اور پچاس لاکھ بیعتیں

حقائق کیا ہیں..... واقعاتی تجزیہ!

قادیانی جماعت کی تعداد کے بارے میں اکثر علماء کرام ایسے اعداد و شمار پیش کرتے ہیں۔ جسے قادیانی فوراً رد کر دیتے ہیں۔ علماء کرام کے بیان کے مطابق پاکستان میں قادیانیوں کی تعداد ایک لاکھ کے قریب ہے۔ علماء اس تعداد کو بیان کر کے حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ پاکستان کی ۱۳ کروڑ آبادی میں قادیانیوں کی جو نسبت بنتی ہے۔ اس کے مطابق ان کو شہری حقوق دیئے جائیں۔ مثلاً ملازمتوں میں ان کو ان کی تعداد کے مطابق سیٹیں دی جائیں۔ علماء کی بیان کردہ تعداد کے مطابق ۱۳ کروڑ یا ۱۳۰۰ لاکھ کے مقابل پر ایک لاکھ تعداد بنتی ہے۔ جس کی نسبت ۱۳۰۰ پر ایک ہے۔ ایک کا مطلب یہ ہوا کہ اگر تیرہ سو سیٹیں ہوں تو ایک سیٹ قادیانیوں کو ملے گی۔ علماء اس بات پر شکی ہیں کہ قادیانیوں کو ان کے حق سے بہت زیادہ دیا جاتا ہے۔ اسی نسبت کو سامنے رکھتے ہوئے قومی اسمبلی کی سیٹوں کی تعداد میں سے (جو کہ ۲۶۰ ہے) قادیانیوں کے لیے ایک سیٹ کا چوتھائی حصہ بھی نہیں بنتا۔ جب کہ قادیانیوں کو ایک سیٹ ملی ہوئی ہے۔ اسی طرح تمام صوبوں کی صوبائی اسمبلیوں کے اراکین کی کل تعداد ۳۶۰ بنتی ہے۔ جس میں سے قادیانیوں کی آدمی سیٹ بھی نہیں بنتی جبکہ قادیانیوں کو ۱۴ سیٹیں ملی ہوئی ہیں۔

دوسری طرف قادیانی جماعت اپنی تعداد پاکستان میں ۴۵ لاکھ بتاتی ہے۔ یہ وہ تعداد ہے جو آج سے ۲۵ سال پہلے بتائی جاتی تھی۔ (جب ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا)۔ قادیانی جماعت نے آج تک باضابطہ اپنی تعداد کا اعلان نہیں کیا۔ مذکورہ بالا تعداد جماعت کے مربی (مولوی) امیر جماعت و دیگر سرکردہ افراد ”بے ضابطہ“ طور پر جماعت کے افراد کے حوصلے قائم رکھنے کے لیے بتاتے ہیں۔ جماعت کے افراد کے نزدیک مربی، امیر جماعت یا قادیانی جماعت جھوٹ نہیں بول سکتے۔ ان کے ایمان کے مطابق دنیا ادھر سے ادھر ہو جائے یہ جھوٹ نہیں بول سکتے۔ لہذا وہ اس تعداد پر یقین رکھتے ہیں۔ خاکسار نے اس جماعت میں ۴۰ سال گزارے ہیں۔ اپنا بچپن اور جوانی کا سنہری دور اس جماعت میں گزارا ہے۔ اپنی تمام توانائیاں اس جماعت کی بہتری کے لیے وقف کیے رکھیں۔ اور ایک جنونی قادیانی کے طور پر ہر کام

میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ پنجاب یونیورسٹی میں ایم ایس سی کے دوران قادیانی طلباء کا قائد (زعیم) رہا۔ چکوال میں سروس کے دوران نگران کے طور پر رہا۔ اور جہلم میں نائب امیر قادیانی جماعت ضلع جہلم کے عہدے پر بھی رہا۔ مگر جب قادیانی جماعت میں جھوٹ کی فراوانی، اسلامی اقدار کا فقدان، انصاف و عدل سے خالی، ظلم و بربریت کا دور دورہ دیکھا۔ تو ۱۵ جنوری ۱۹۹۹ء بمطابق ۲۶ رمضان المبارک ۱۴۱۹ھ جمعۃ الوداع کے دن اپنے خاندان کے ۱۱۲ افراد کے ساتھ قادیانیت سے توبہ کر کے اسلام قبول کر لیا۔ (اب یہ تعداد ۱۹ ہو چکی ہے)

اس لئے خاکسار کی بیان کردہ باتیں اور اعداد و شمار، ذاتی مشاہدے اور جماعتی عہدوں پر فائز رہنے کی وجہ سے ذاتی علم کی بنیاد پر ہیں۔ قادیانی جماعت کے ذمہ دار افراد جو تعداد اپنی بتاتے ہیں وہ ابھی تک ۳۵ لاکھ کے قریب ہے۔ گویا ۲۵ سال پہلے جو تعداد تھی اب بھی وہی ہے۔ البتہ چند غیر ذمہ دار ۵۰ سے ۶۰ لاکھ کے قریب بتا دیتے ہیں۔ اگر ہم اس تعداد کو ۵۰ لاکھ فرض کر لیں تو اس پر ایک جائزہ لیا جاسکتا ہے۔ ۵۰ لاکھ کی تعداد کے حساب سے پاکستان میں ان کی تعداد کے حوالے سے نسبت ۱:۲۶ کی بنتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ۲۶ افراد پر ایک قادیانی ہوگا۔ یہ نسبت پاکستان کے کسی بھی ضلع میں موجود نہیں۔ ۱:۲۶ کی نسبت تقریباً ۴ فیصد بنتی ہے۔

تعلیمی میدان

ایک عام تاثر یہ ہے کہ قادیانی لوگ تعلیمی میدان میں بہت آگے ہیں۔ یہ درست ہے کہ جماعت بچوں کی تعلیم کے بارے میں بہت زور دیتی ہے۔ ایک عرصہ تک بورڈ، یونیورسٹی سے پوزیشن لینے والوں کو انعام دیئے جاتے رہے ہیں۔ یوں کہا جاسکتا ہے کہ قادیانی بچوں کی کم از کم ۸۰ فیصد تعداد تعلیم حاصل کرتی ہے۔ جبکہ چناب نگر (ربوہ) کی خواندگی کی شرح ۹۵ فیصد بتائی جاتی ہے۔ اس بنیاد پر اگر ہم جائزہ لیں تو چناب نگر (ربوہ) کے تعلیمی اداروں کے علاوہ پاکستان میں کسی بھی تعلیمی ادارے میں ۴ فیصد قادیانی طلباء نہیں ہیں۔ حالانکہ پاکستان کی خواندگی کی شرح ۳۰ فیصد کے قریب ہے۔ اس طرح تو ہر تعلیمی ادارے میں قادیانیوں کی تعداد ۸ فیصد سے بھی زیادہ ہونی چاہیے۔

پنجاب یونیورسٹی کی ۱۰ ہزار کی تعداد میں چار فیصد کے حساب سے ۱۴۰۰ قادیانی طلباء ہونے چاہیے تھے۔ مگر وہاں پر تعداد ۴۵ تھی۔ جس میں سے ۱۰ مقامی اور ۳۵ پورے پاکستان میں سے تھے۔ (یہ جائزہ ۱۹۸۲ء کا ہے) چکوال کالج کی ۱۵۰۰ تعداد میں سے ۶۰ طلباء قادیانی ہونے چاہیے تھے مگر ۱۹۸۶ء میں ایک بھی نہیں تھا۔ جبکہ ۱۹۸۸ء میں زیادہ سے زیادہ تین تھے۔ گورنمنٹ ڈگری کالج ٹاہلیا نوالہ جہلم میں ایک ہزار کی تعداد میں ۴۰ قادیانی طلباء ہونے چاہیے تھے۔ مگر

۱۹۸۹ء تا ۱۹۹۵ء سے تعداد نہیں بڑھی۔ گورنمنٹ کالج گوجر خاں میں ۱۹۹۵ تا ۱۹۹۹ء ایک ہزار کی تعداد پر ۳۰ قادیانی طلباء ہونے چاہیے تھے۔ جبکہ زیادہ سے زیادہ تعداد ۲۰ رہی ہے۔ اب وہ بھی نہیں ہے۔ (یہ سب ذاتی مشاہدے کے مطابق ہے)

پورے پاکستان کے ایم ایس سی فزکس اور پی ایچ ڈی فزکس کے افراد پر مشتمل ایک PIP (پاکستان انسٹیٹیوٹ آف فزکس) سوسائٹی بنی ہوئی ہے۔ جس کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہے۔ اس میں قادیانیوں کی تعداد کم از کم ۴۰ ہونی چاہیے تھی۔ مگر اس میں کل تعداد ۴۰ تھی۔ جس میں سے ڈاکٹر عبدالسلام صاحب فوت ہو چکے ہیں۔ اور خاکسار جماعت چھوڑ چکا ہے۔ اب یہ تعداد ۲۰ رہ گئی ہے۔

پنجاب ٹیکچررز اینڈ پروفیسر ایسوسی ایشن کے ممبران کی کل تعداد ۱۴ ہزار سے زائد ہے۔ اس میں ۵۶۰ قادیانی پروفیسر ہونے چاہیے تھے۔ جبکہ ان کی تعداد ۲۵ سے بھی کم ہے۔ قادیانی جماعت جو کہ تعلیمی میدان میں بہت آگے ہے۔ اس میدان میں یہ حالت ہے کہ کسی بھی لیول پر اس کی آبادی والی نسبت موجود نہیں۔ اس جائزے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ تعلیمی میدان میں بھی ان کی شمولیت ۵۰ فیصد سے بھی کم ہے۔ اس کی بنیاد پر اگر تعداد کا اندازہ لگایا جائے تو چھ لاکھ سے کم بنتی ہے۔

مالی میدان

قادیانی جماعت میں چندوں کی بھرمار ہے۔ ایک قادیانی پر اس کی ماہوار آمد کا چھ فیصد چندہ عام لاگو ہے۔ اس کی ادائیگی لازمی ہے۔ عدم ادائیگی پر وہ چندہ اس آدمی کے کھاتے میں بطور بقایا نام ہو جاتا ہے۔ اگر ایک قادیانی چندہ دینے سے انکار کر دے تو وہ قادیانی نہیں رہ سکتا۔ حالانکہ چندہ ایک اختیاری مد ہے۔ جس کی شرح مخصوص نہیں ہوتی۔ آدمی حسب توفیق ادا کر سکتا ہے۔ جبکہ ٹیکس کی شرح مخصوص ہوتی ہے اور اس کی ادائیگی لازمی ہوتی ہے۔ عدم ادائیگی پر بقایا نام رہ جائے گا ختم نہیں ہوگا۔

چندہ عام کے ساتھ چندہ جلسہ سالانہ، چندہ تحریک جدید، چندہ وقف جدید، چندہ صد سالہ جوبلی (یہ اب ختم ہو چکا ہے)۔ چندہ خدام الاحمدیہ (چندہ مجلس) یہ نوجوانوں پر لاگو ہے۔ چندہ تعمیر ہال (یہ ہال ۱۹۷۳ء کے قریب تعمیر ہوا تھا مگر چندے کی وصولی ابھی جاری ہے) چندہ یونیورسٹی، افریقہ، چندہ ڈش انٹینا (احمدی ٹی وی نیٹ ورک کا) چندہ بحنہ اماء اللہ (یہ خواتین پر لاگو ہے) چندہ اطفال (یہ بچوں پر لاگو ہے) چندہ انصار (یہ ۴۰ سال سے زائد عمر کے لوگوں پر لاگو ہے)

وغیرہ۔ خلاصہ کلام یہ کہ ایک قادیانی کو اپنی آمد کا کم از کم ۱۰ فیصد ماہوار چندہ دینا پڑتا ہے۔ چندوں کی وصولی کا رضا کارانہ نظام موجود ہے۔ جس میں وصولی کرنے والے کا کوئی کمیشن نہیں۔ جماعت کا یہ مالی نظام شاید ہی کہیں اور ہو۔ سال میں دو تین بار مختلف چندوں کے مختلف انسپکٹرز مرکز سے آکر حساب وغیرہ چیک کرتے ہیں۔ اور کل وصول شدہ رقم مرکز (چناب نگر) میں پہنچانا یقینی بناتے ہیں۔ اس مالی نظام کی بناء پر قادیانی جماعت پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ یہ بڑی منظم جماعت ہے۔ حالانکہ اس کا کوئی نظام نہیں۔ قواعد و ضوابط، اصول وغیرہ نہیں ہیں۔ صرف چندہ اکٹھا کرنے کا نظام ہے۔ اگر اس منظم طریقہ سے چندہ وصول نہ ہوتا تو آج مرزا قادیانی کے خاندان کے ہر شہزادے کے نام کئی کئی مرتبے نہ ہوتے۔ اور نہ ہی عیش و عشرت کی زندگی گزار رہے ہوتے۔ یہ سب اسی مالی نظام کی ”برکات“ ہیں۔

خیر اس پر بعد میں کسی اور موقعہ پر بات کی جائے گی۔ جب قادیانی جذبات میں آکر ان ”برکات“ سے انکار کریں گے۔

چندہ تحریک جدید میں ہر مرد اور عورت، جوان، بوڑھا اور بچہ شامل کیا جاتا ہے۔ جماعت اس بات پر پورا زور لگاتی ہے کہ ہر ذی روح تحریک جدید میں شامل ہو۔ بلکہ کچھ بے روح بھی اس میں شامل ہیں۔ یعنی فوت شدہ افراد کے نام کا چندہ ان کے لواحقین سے لیا جاتا ہے۔ اب اگر کسی بستی سے تحریک جدید میں شامل ۲۰۰ افراد ہوں۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہاں کی آبادی زیادہ سے زیادہ ۲۰۰ افراد پر مشتمل ہے۔ حالانکہ اس میں فوت شدہ افراد بھی شامل ہیں۔

اب اس دلیل کے بعد یہ بتانا چاہوں گا کہ پورے پاکستان میں تحریک جدید کے کل ممبران ایک لاکھ سے کم ہیں۔ ممکن ہے اب دو چار ہزار زائد ہو چکے ہوں۔ اور جماعت فوراً اپنی جماعت میں یہ اعلان کر دے گی کہ ایک لاکھ والی بات بالکل غلط ہے۔ اور جماعت کے افراد یہ سمجھنے لگیں کہ شاید ۱۵-۲۰ لاکھ ممبران ہوں گے۔ حالانکہ ایک لاکھ سے دو چار ہزار زیادہ تو ہو سکتے ہیں مگر ۲ لاکھ سے کسی بھی طرح زیادہ نہیں ہو سکتے۔ تحریک جدید کے انسپکٹرز حضرات کی زبانی یہ معلوم ہوا تھا کہ ایک لاکھ کی تعداد پوری کرنی ہے۔ اب اگر علماء کی بیان کردہ تعداد کو لیا جائے تو وہ تحریک جدید کے ممبران کی تعداد کے ساتھ ملتی ہے۔ جبکہ قادیانیوں کی بیان کردہ تعداد ۵ لاکھ کسی طرح بھی ثابت نہیں ہوتی۔ یہ تعداد صرف اپنی جماعت کے افراد کے مورال کو قائم رکھنے کے لیے بتائی جاتی ہے۔

اب ۱۹۹۸ء میں مردم شماری ہو چکی ہے۔ اس میں قادیانیوں کو ہدایت ملی تھی کہ جو افراد بیرون ملک گئے ہوئے ہیں اور وہاں عرصہ سے مقیم ہیں۔ وہاں شہریت حاصل کر کے وہاں کی

جماعتوں میں شامل ہیں۔ ان کے بھی نام پاکستان میں شامل کیے جائیں۔ اس طرح ہزاروں افراد جو بیرون ملک سٹیل ہیں ان کی تعداد بھی یہاں شامل ہے۔ اس کے باوجود ان کی کل تعداد ۲۰ سے ۳ لاکھ کے درمیان ہوگی۔ مردم شماری کے تفصیلی نتائج سامنے آنے کے بعد حقیقت کھل کر سامنے آ جائے گی۔ اس کے لیے چند ماہ کے انتظار کی ضرورت ہے۔ یہ واضح رہے کہ جماعت بغیر کسی وجہ کے ان نتائج کو تسلیم نہیں کرے گی۔

راولپنڈی ڈویژن میں قادیانیوں کی تعداد

اگر ضلع جہلم کی جماعت کا جائزہ لیں تو اس وقت ضلع جہلم میں ۱۱/۱۲ لاکھ جماعت موجود ہے۔ سب سے بڑی جماعت محمود آباد جہلم ہے۔ محمود آباد میں ۱۹۲۰ء کے قریب ۸۰ فیصد آبادی قادیانیوں کی تھی۔ ۱۹۲۳ء میں ایک قادیانی کے مسلمان بھتیجے کا جائزہ قادیانیوں نے پڑھنے سے انکار کر دیا۔ جس پر ایک بہت بڑا خاندان جماعت چھوڑ گیا۔ پھر آہستہ آہستہ کوئی نہ کوئی خاندان جماعت چھوڑتا چلا گیا۔ اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔ ۱۹۷۴ء سے قبل یہ تعداد ۵۰ فیصد رہ چکی تھی۔ ۱۹۷۴ء کے بعد ۳۵ فیصد کے قریب رہ گئی۔ اب ۳۰ فیصد سے بھی کم آبادی قادیانیوں کی ہے۔ گزشتہ پچاس برسوں میں ایک بھی نیا خاندان قادیانی نہیں ہوا۔ بلکہ تسلسل سے جماعت چھوڑی جا رہی ہے۔ باوجود اس کے کہ قادیانی مسلمانوں میں رشتہ نہیں دیتے۔ پھر بھی گزشتہ ۲۵ سالوں میں ۳۰ کے قریب قادیانی خواتین کے رشتے مسلمانوں سے ہوئے بعد میں وہ خود اور ان سے ہونے والی اولاد قادیانی نہیں ہیں۔ پس جو چند ایک مسلمان عورتوں سے قادیانی مردوں نے شادیاں کیں وہ خاندان آہستہ آہستہ جماعت چھوڑ گیا۔ جماعت میں ایک ایسا سٹاپ بن چکا ہے جو عالم ترین آمریت کا نظام ہے۔ انشاء اللہ اب یہ خود ہی ختم ہو جائے گی۔ علماء کو اپنی توانائی اس طرف ضائع نہیں کرنی چاہیے۔ جہلم شہر میں ایک بہت بڑی جماعت ہوا کرتی تھی۔ جس میں سب سے بڑا خاندان سیٹھی برادری کا تھا۔ جو آہستہ آہستہ جماعت چھوڑتا چلا گیا۔ ۱۹۷۴ء میں خاصی تعداد جماعت سے علیحدہ ہو گئی۔ اب زیادہ سے زیادہ ۳۵ گھروں پر مشتمل ایک جماعت ہے۔ جس کی تعداد آہستہ آہستہ کم ہو رہی ہے۔ تیسرے نمبر پر پاکستان چپ بورڈ فیکٹری ہے جو مرزا طاہر احمد قادیانی کے بھائی مرزا امیر احمد کی ہے۔ یہ مرزا قادیانی کے خاندان کے شہزادوں کا بڑا مسکن ہے۔ مرزا امیر احمد کا بیٹا نصیر احمد طارق ضلع جہلم کا امیر جماعت ہے۔ انشاء اللہ اس کی آمرانہ پالیسیوں کی وجہ سے جماعت علماء کرام کی کوششوں کے بغیر ہی انجام کو پہنچ جائے گی۔ اس فیکٹری میں ۱۶/۱۵ قادیانی نوجوان ملازم ہیں۔ باقی سب مسلمان ہیں۔ ضلع جہلم کی جماعت کو

کنٹرول کرنے والا محرک گردہ یہاں پر موجود ہے۔ اس کے علاوہ کالا گوجراں میں ایک بڑی جماعت ہوا کرتی تھی۔ اب وہ بھی چند افراد پر مشتمل ہے۔ کل ۸/۱۰ گھر قادیانیوں کے ہوں گے۔ چک جمال میں بھی ایک جماعت ہوا کرتی تھی۔ اب وہاں جماعت ختم ہو چکی ہے۔ البتہ ۳/۲ قادیانی ملازم کالا ڈپو میں موجود ہیں۔ منگلا میں چند ملازم پیشہ جو دوسرے شہروں سے آئے ہوئے ہیں پر مشتمل ایک جماعت ہے کل ۸/۹ گھر ہوں گے۔ دینہ میں مقامی ایک خاندان کے علاوہ چند ملازم پیشہ افراد پر مشتمل ایک چھوٹی سی جماعت ہے جو ۳/۵ گھروں پر مشتمل ہوگی۔ روہتاں میں ایک گھرانے پر مشتمل جماعت ہے۔ کوئلہ فقیر میں ایک بہت بڑی جماعت تھی۔ جو کہ اب ختم ہو چکی ہے۔ جادہ میں ایک جماعت تھی جو اب ختم ہو چکی ہے۔ اور قادیانیوں کی عبادت گاہ اب مسلمانوں کے پاس ہے۔ مستیال میں دو گھروں پر مشتمل ایک جماعت جو مستقبل قریب میں ختم ہو جائے گی۔ کوٹ بصرہ میں قادیانی ختم ہو چکے ہیں۔ تحصیل پنڈ دادن خاں میں ڈنڈوت میں ۳/۴ گھروں پر مشتمل ایک جماعت ہے یہ سارے افراد سینٹ فیکٹری میں ملازم ہیں۔ شاید اب وہ بھی نہ ہوں۔ کیونکہ سینٹ فیکٹری کے بند ہونے کی خبر سنی گئی ہے۔ کھیوڑہ میں دو تین گھر ہیں وہ بھی ملازم پیشہ جو دوسرے شہروں سے آئے ہیں۔ پنڈ دادن خاں میں جماعت موجود ہے جو ۱۰/۱۵ گھروں پر مشتمل ہوگی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ پورے ضلع میں قادیانیوں کی کل تعداد ایک ہزار سے بھی کم ہے۔ تحصیل سوہاؤہ بالکل خالی، کہیں ایک جماعت بھی نہیں۔ ایک ہزار تعداد کا کنر قادیانی خوش ہوں گے کہ چلو زیادہ ہی بتائی ہے کچھ پردہ رہ گیا ہے۔ ضلع جہلم کی کل آبادی ۱۵ سے ۲۰ لاکھ کے قریب ہوگی۔ اس میں ایک ہزار کی نسبت ۲۰۰۰:۱ بنتی ہے۔

۱۹۰۳ء میں مرزا غلام احمد قادیانی جہلم پکھری میں مولوی کرم دین صاحب آف بھیس چکوال کے ساتھ ایک مقدمہ کے سلسلہ میں جہلم آئے۔ جہاں دو تین دن ٹھہرے۔ ان کے قیام و طعام کا سارا انتظام جہلم کی جماعت نے کیا۔ اس وقت جہلم میں کافی جماعت تھی۔ محمود آباد بھی تقریباً سارا قادیانی تھا۔ زیادہ تر اخراجات راجہ پندے خاں آف داراپور جہلم نے ادا کیے۔ تین دنوں میں جہلم میں ۱۱۳۰۰ افراد قادیانی ہوئے۔ ذرا غور فرمائیے کہ ۱۹۰۳ء سے قبل خاصی جماعت موجود تھی۔ اور پھر ۱۳۰۰ نئے قادیانی بھی ہوئے۔ آج جبکہ اسی بات کو ۹۶ سال ہو چکے ہیں۔ اگر صرف وہی خاندان قادیانیت پر قائم رہتے تو پچھتی نسل کے بعد اب ان کی آبادی ایک لاکھ سے

زیادہ ہوتی۔ اب جبکہ پورے ضلع کی آبادی ایک ہزار سے کم ہے تو جماعت کی ”ترقی“ کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ گویا ۹۹ فیصد قادیانی جماعت چھوڑ گئے ہیں۔

ضلع چکوال میں شہر کے اندر ۶/۵ گھر قادیانیوں کے ہیں۔ جبکہ ایک درجن سے زائد گھر اب قادیانیت چھوڑ چکے ہیں۔ موضع بھون میں ۸/۱۰ گھر ہیں۔ لکڑہار میں ۵/۶ گھر۔ دھرنہ میں ۲ گھر اور بوچھال کلاں میں ۳ گھر قادیانیوں کے ہیں۔ پچھہ میں ۸/۱۰ گھر قادیانیوں کے ہیں۔ رتھوچھا میں بھی ۶/۱ گھر قادیانیوں کے موجود ہیں۔ سب سے بڑی جماعت دوالمیال کی ہے۔ جہاں پہلے نصف سے زائد گاؤں قادیانی تھا۔ اب ۲۵/۳۰ گھر قادیانیوں کے رہ گئے ہیں۔ یہ وہی گاؤں ہے جہاں ایک قادیانی خاتون کے تین بیٹے جنرل تھے۔ اب یہ جماعت بھی آخری سانسوں میں ہے۔ پورے ضلع چکوال میں قادیانیوں کی کل تعداد ۶۰۰ کے قریب ہوگی۔ جبکہ ضلع چکوال کی کل آبادی ۱۲/۱۳ لاکھ ہوگی۔ قادیانیوں کی کیا نسبت بنتی ہے اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ جن جماعتوں کا ذکر کر رہا ہوں ہر جماعت سے بہت سے لوگ جماعت چھوڑ چکے ہیں۔ علاقے کے لوگ یہ جانتے ہیں کہ لوگ مسلمان ہوتے ہیں۔ قادیانی کبھی نہیں کوئی ہوتا۔ یہ بات قادیانیوں کو بھی بہت پریشان کرتی ہے۔ ان کی نوجوان نسل کو باپوں کرنے والی سب سے بڑی یہ بات ہے۔

ضلع راولپنڈی

اس ضلع میں کل کتنی تعداد ہوگی اس کا اندازہ تو مشکل ہے۔ البتہ اس انداز سے جائزہ لیا جاسکتا ہے کہ راولپنڈی شہر میں نماز جمعہ ادا کرنے والی دو جگہیں ہیں۔ ایک مری روڈ پر تین منزلہ عمارت تیلی محلہ سٹاپ کے قریب ہے۔ دوسری عید گاہ کے نام سے سٹیشن ٹاؤن E بلاک کے پاس تھی۔ مگر جب انہوں نے وہاں عید گاہ کے نام سے تعمیر شروع کی تو مسلمانوں نے احتجاج کر کے اسے بند کر دیا۔ اب انہوں نے اسے فروخت کر دیا ہے۔ اور E/69 میں میر انوار الدین احمد (متوفی) کے مکان کو خرید کر اس مکان کے کچھ حصہ میں ڈبل ستوری عبادت گاہ بنائی ہے۔ ان دونوں جگہوں پر زیادہ سے زیادہ دو ہزار افراد نماز پڑھ سکتے ہیں۔ قادیانیوں میں نماز جمعہ کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے تمام جمعہ کے لیے جاتے ہیں۔ تقریباً ۹۰ فیصد آبادی جمعہ پر پہنچ جاتی ہے۔ اب اگر دونوں عبادت گاہوں میں ۲ ہزار افراد آسکتے ہیں تو راولپنڈی شہر میں قادیانیوں کی تعداد کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ دو ہزار کی تعداد تو صرف احتیاطاً لکھ رہا ہوں۔ ورنہ عید گاہ میں تو ۱۵۰ یا ۲۰۰ افراد آتے تھے۔ مری روڈ پر ۵۰۰/۶۰۰ کے قریب آتے تھے۔

(یہ اپنے مشاہدے کی بات کر رہا ہوں کیونکہ راقم ۱۹۸۳ء سے ۱۹۸۹ء تک اکثر یہاں جمعہ پڑھتا رہا ہے۔ بلکہ ۱۹۹۵ء تک اکثر بیشتر جمعہ کے لیے ان دو عبادت گاہوں میں جاتا رہا ہے۔) علاقائی جماعتیں بھی برائے نام ہیں۔ تحصیل گوجر خاں میں گوجر خاں شہر میں ۱۱/۱۰ گھروں پر مشتمل ایک جماعت ہے۔ گوجر خاں سے ۸/۱۰ کلومیٹر دور ایک بہت پرانی جماعت چنگانکیال میں ہے جو اب آخری سانسوں میں ہے۔ چند گھریاتی رہ گئے ہیں۔ تحصیل گوجر خاں میں کل تعداد ۲۵۰ کے قریب ہوگی۔ پورے ضلع راولپنڈی کی تعداد ۳ سے ۴ ہزار تک ہو سکتی ہے۔

اسلام آباد

اسلام آباد میں ایک عبادت گاہ ہے جو سنگل سٹوری ہے۔ اس میں زیادہ سے زیادہ ۷۰۰ افراد جمعہ کو آتے ہیں۔ اسی طرح اسلام آباد میں قادیانیوں کی تعداد ایک ہزار سے تجاوز نہیں کرتی۔ جبکہ دو چھوٹی چھوٹی جماعتیں دیہاتوں میں ہیں۔ اسی طرح راولپنڈی اسلام آباد کے اضلاع میں کل تعداد ۵ سے ۶ ہزار تک ہو سکتی ہے۔ یقیناً قادیانی اسے پڑھ کر خوش ہوں گے کہ چلو ہماری اصل تعداد سے زیادہ ہی ظاہر کیا ہے۔ کچھ پردہ رہ گیا ہے۔ پورا صوبہ سرحد قادیانیوں سے گویا خالی ہے۔ پورے صوبہ میں ایک ہزار کے قریب قادیانی ہوں گے۔ قادیانی اس تعداد پر بھی خوش ہوں گے۔ صرف چناب نگر (ربوہ) ایسا شہر ہے جہاں صرف قادیانی آباد ہیں۔ وہ تعداد ۳۵/۳۰ ہزار افراد پر مشتمل ہوگی۔ ضلع بہاولپور، ضلع رحیم یار خان، بہاولنگر، یعنی پوری ریاست بہاولپور میں کل تعداد ۱۵۰۰ سے کم ہے۔ یہ اعداد و شمار راقم کے ذاتی مشاہدے کی بنیاد پر ہیں۔ مذکورہ بالا سات ضلعوں میں کل تعداد ۸ ہزار بنتی ہے۔ ۳۵ لاکھ کہاں آباد ہیں؟

پچاس لاکھ بیعتیں

۱۹۹۳ء سے جماعت نے ایک نیا سلسلہ شروع کیا ہے۔ جسے عالمگیر بیعت کا نام دیا گیا ہے۔ ۱۹۹۳ء فردری یا مارچ میں پوری جماعت کو یہ ٹارگٹ دیا گیا کہ جولائی ۱۹۹۳ء تک ۲ لاکھ نئی بیعتیں کروائی جائیں۔ اس کا اعلان جلسہ سالانہ لندن میں جولائی کے مہینے میں کیا جائے گا۔ اور اس دن عالمگیر بیعت ہوگی۔ ۲ لاکھ کے ٹارگٹ کو پوری دنیا میں تقسیم کر دیا گیا۔ اس میں سے جہلم کے حصہ میں ۵۰ کی تعداد آئی۔ یہ کیونکہ نئی تحریک تھی پوری جماعت حرکت میں آگئی۔ ۵۰ کے مقابل ۲۷ افراد کی بیعت کروائی گئی۔ یہ تقریباً سبھی وہ افراد تھے جو یا تو پہلے قادیانی تھے اور بعد میں جماعت چھوڑ گئے یا پھر ان کے والد یا والدہ قادیانی تھیں۔ مگر اب وہ اور ان کے بچے جماعت میں

شامل نہیں تھے۔ لہذا ان کی بیعت فارم پر کروا کر ۲۷ کی تعداد پوری کر دی گئی۔ ۱۹۹۳ء کے جلسہ میں مرزا طاہر احمد نے بڑے فخر سے اعلان کیا کہ ٹارگٹ پورا ہو گیا ہے۔ اس طرح دو لاکھ بیعتیں ہو گئی ہیں۔ جماعت میں تو خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اب مرزا طاہر نے اعلان کیا کہ اگلے سال کا ٹارگٹ ڈبل ہے یعنی چار لاکھ۔ اس میں سے جہلم کے حصہ میں ۱۶۰ کا ٹارگٹ آیا۔ مگر پورے سال کی محنت کے بعد ۵/۷ افراد کے فارم پر ہو سکے۔ گویا ٹارگٹ بالکل پورا نہ ہوا۔ بلکہ ۱۰ فیصد بھی نہ ہو سکا۔ مگر ۱۹۹۴ء کے جلسہ سالانہ میں مرزا طاہر صاحب نے اعلان کیا کہ ۴ لاکھ کا ٹارگٹ پورا ہو چکا ہے۔ اب اگلے سال ۱۹۹۵ء کے لیے ۸ لاکھ کا مقرر کیا گیا۔ جہلم کو تقریباً ۳۵۰ کا ٹارگٹ ملا مگر ۴/۳ فارم پر ہو سکے۔ یہی حال راولپنڈی اور چکوال کا تھا۔ مگر ۱۹۹۵ء میں جلسہ پر مرزا طاہر صاحب نے ٹارگٹ پورا ہونے کی نوید سنادی۔ اب ۱۹۹۶ء کے لیے ۱۶ لاکھ کا ٹارگٹ دیا گیا۔ جہلم کو ۷۰۰ سے زائد کا ٹارگٹ ملا۔ جواب میں دو تین فارم پر ہو سکے۔ ۱۹۹۶ء کے جلسہ پر ۱۶ لاکھ کا ٹارگٹ پورا ہونے کا اعلان ہوا۔ ۱۹۹۷ء کے لیے ۳۲ لاکھ کا ٹارگٹ مقرر ہوا۔ جہلم کے لیے ۱۵۰۰ کا ٹارگٹ ملا۔ جبکہ فارم ۴/۵ افراد کے پر ہو سکے۔ مگر ۱۹۹۷ء کے جلسہ پر ٹارگٹ پورا ہونے کا اعلان کر دیا گیا۔ ۱۹۹۸ء کے لیے ۶۳ لاکھ کا ٹارگٹ دیا گیا۔ جولائی ۱۹۹۸ء میں راقم اپنے گاؤں محمود آباد گیا۔ وہاں چند لوگوں سے باتیں کرتے ہوئے راقم نے کہا کہ اب ۶۳ لاکھ کا اعلان نہیں ہوگا کیونکہ اس سے شک پڑ سکتا ہے۔ اب ۵۰ کے قریب بتایا جائے گا۔ پھر یہی ہوا کہ ۱۹۹۸ء کے جلسہ پر ۵۰ لاکھ نئی بیعتوں کی نوید سنائی گئی۔ اس ٹارگٹ میں سے جہلم کو ۳۰۰۰ کا ٹارگٹ ملا تھا۔ ۱۹۹۳ء سے ۱۹۹۹ء تک جہلم کو ۱۱ ہزار سے زائد کا ٹارگٹ مل چکا ہے۔ مگر جواب میں ۲۰۰ سے بھی کم فارم پر ہوئے۔ (اب اگر جائزہ لیں تو وہ دوسو افراد بھی جماعت سے منسلک نہ ہوں گے۔) مگر اعلان ہمیشہ ٹارگٹ کے پورا ہونے کا کیا گیا۔ اب ۱۹۹۹ء کے لیے ٹارگٹ ایک کروڑ کا ہوگا۔ ڈبل والے فارم والے کے مطابق ۶۳ کا ڈبل ۱۲۸ ہوتا تھا۔ مگر ۵۰ لاکھ کی چھٹی بیعتوں کو ڈبل کرنے سے ۱۰۰ لاکھ کا ٹارگٹ رکھا ہوگا۔ اب بھی احتیاط یہی کی جائے گی کہ شک نہ پڑ جائے۔ لہذا ۸۰ سے ۹۰ لاکھ بیعتوں کی نوید سنائی جائے گی۔

عالمگیر بیعت

اب عالمگیر بیعت کا کیس ایسی سیچ پر آ گیا ہے کہ اس کا پول کھلنے والا ہے۔ اب زیادہ دیر انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔ راقم ۱۹۹۷ء میں بہاولپور گیا۔ خدام الاحمدیہ (نوجوانوں کی تنظیم) کے

قائد سے ملاقات ہوئی۔ پوچھا آپ کی بیٹھیں کیسی جا رہی ہیں۔ اس نے بتایا صرف پچھلے سال ۱۲۰۰ بیٹھیں ہوئی ہیں۔ واضح رہے کہ ان کی مرکزی عبادت گاہ میں ۲ سو سے زائد افراد کی گنجائش نہیں۔ اس سے پوچھا گیا کہ ۱۲۰۰ میں سے کتنے سو افراد جمعہ کی نماز کے لیے آتے ہیں۔ کہنے لگا ۳/۳ افراد۔ راقم نے کہا کہ باقی سارا کچرا ہے۔ گند ہے جو جمعہ کے لیے نہ آئے اسے کیا کرنا ہے؟۔ اس پر وہ خاصا پریشان ہوا اور کہنے لگا یہ بات تو درست ہے کہ ۱۲۰۰ میں سے کوئی بھی نہیں آتا مگر پھر ۱۲۰۰ بیٹھیں کیسے ہوں گی؟ پھر پوچھا کہ اب ۱۹۹۷ء میں کیا ٹارگٹ ملا۔ لازماً ڈبل ہوگا۔ یعنی ۲۴۰۰۔ اب تک کتنی بیٹھیں ہوئی ہیں؟ کہنے لگا ابھی تک تو کوئی نہیں ہوئی۔ یہ اپریل ۱۹۹۷ء کی بات ہے۔ یعنی متوقع اعلان سے ۳ ماہ قبل۔

اب ساری جماعت خصوصاً پاکستان میں آرام کر رہی ہے۔ ٹارگٹ مل جاتا ہے۔ کام کچھ بھی نہیں ہوتا۔ لندن میں اعلان ہو جاتا ہے کہ ٹارگٹ پورا ہو گیا اور پھر اگلے سال کا ٹارگٹ ڈبل ہے۔

اب اسی کھیل کے اختتام کا وقت آ گیا ہے۔ ۱۹۹۳ء سے ۱۹۹۸ء تک اعلان کردہ تعداد کے مطابق ایک کروڑ ۲ لاکھ افراد نئے قادیانی ہو چکے ہیں۔ ۱۹۹۹ء میں متوقع اعلان کے مطابق اس سال تک ۲ کروڑ احمدی ہو چکے ہوں گے۔ اب احباب جماعت کی آنکھیں کھلنے کا وقت آ گیا ہے کہ وہ دیکھیں دھڑا دھڑ بیٹھیں ہو رہی ہیں۔ ہر ضلع کو ٹارگٹ ملتا ہے اور اعلان کر دیا جاتا ہے کہ پورا ہو گیا ہے۔ اب تک ہونے والی بیٹھوں کی تعداد ہر ضلع کی اصل تعداد سے کئی گنا زیادہ ہے۔ تو کہاں ہیں وہ قادیانی؟

اگر ابھی آنکھیں نہیں کھلیں تو آگے بڑھیے۔ جماعت کے اس فارمولے کے مطابق ۲۰۰۰ء میں ۲ کروڑ قادیانی ہوں گے۔ جبکہ ۲۰۰۱ء کا ٹارگٹ ۴ کروڑ ہو گا اور اگر اسی میں احتیاطی پہلو کو سامنے رکھ کر اعلان کیا جاتا رہا تو ۲۰۱۰ء میں صرف ایک سال میں ۵ ارب لوگ قادیانی ہوں گے۔ جبکہ دنیا کی کل آبادی چھ ارب ہے۔ اس فارمولے کے مطابق ۲۰۱۰ء تک کل ۱۱ ارب قادیانی ہو چکے ہوں گے۔ امریکہ یورپ اور باقی دنیا کے تمام دانشور اور تمام ادارے بے بس ہو جائیں گے کہ چھ ارب تو وہ آبادی ہے جس میں کروڑوں عیسائی ہیں، کروڑوں مسلمان ہیں، کچھ ہندو، کچھ بدھ مت کے ماننے والے وغیرہ۔ اور اب ۱۱ ارب قادیانی بھی ہو گئے۔ گویا اب تو دنیا کی آبادی ۱۷ ارب ہو گئی ہے۔ آبادی کو کنٹرول کرنے والے، حساب رکھنے والے اور ڈیٹا تیار کرنے والے تمام

ادارے حیران رہ جائیں گے کہ صرف ۱۲ سالوں میں دنیا کی آبادی تین گنا ہو گئی ہے۔ جبکہ ان لوگوں کو دور بین سے بھی وہ گیارہ ارب قادیانی نظر نہیں آئیں گے۔

اگر مرزا طاہر احمد صاحب نے کوئی لحاظ نہ کیا اور ڈبل کا فارمولہ جاری رکھا تو ۲۰۱۰ء میں صرف ایک سال میں ۱۲۶ ارب لوگ قادیانی ہوں گے۔ یہ کسی بھی ایٹمی دھماکے سے زیادہ دنیا کو متاثر کرنے والا دھماکا ہوگا۔ کیونکہ دنیا کی کل آبادی تو چھ ارب ہے۔ جبکہ آئندہ دس سالوں میں صرف قادیانی ہونے والے افراد ۵۵ ارب ہوں گے۔ جبکہ اصلی چھ ارب برقرار رہیں گے۔

اگر جماعت آئندہ اعداد و شمار کی الجھن سے بچنے کے لیے ۲ کروڑ پراکتفا کرتی ہے۔ اور ہر سال ۲ کروڑ کا ہی اعلان کرتی ہے تو یہ جماعت کی اساس اور نظریہ کے خلاف ہوگا۔ کیونکہ جماعت کا بنیادی نظریہ ہے کہ یہ خدائی جماعت ہے۔ جو بھی تحریک شروع کی جائے وہ ضرور کامیاب ہوتی ہے۔ دنیا ادھر سے ادھر ہو جائے ”خدائی تحریک“ ضرور کامیاب ہوتی ہے۔ اب اگر دو کروڑ پر جماعت رک جاتی ہے تو جماعت پر حرف آتا ہے۔ کہ اس نے کام کرنا چھوڑ دیا ہے۔ اور تمام سرگرمیاں ماند پڑ گئی ہیں۔ اگر جماعت میں یا مرزا طاہر احمد صاحب کو مشورہ دینے والوں میں کوئی سائنس یا شاریات کا ماہر ہوا تو وہ انہیں بتا سکتا ہے کہ پہلے فارمولے (ڈبل والے) سے گراف تیزی سے اوپر کواٹھتا ہے اور چند مرحلوں بعد بلند یوں کو چھوٹے لگتا ہے۔ اور اب (۲ کروڑ پراکتفا کرنے سے) یہ افقی لائن پر آ گیا ہے جو جمود کو ظاہر کرتا ہے۔ مثلاً اگر ۲ کروڑ سے ڈبل والے فارمولے کے ساتھ چلا جائے تو ۱۰ سال بعد ایک سال میں ۱۰۲۴ کروڑ قادیانی ہوں گے۔ اور کل ۱۰ سالوں میں ۲۰۹۶ کروڑ قادیانی ہوں گے۔ اور اگر ۲ کروڑ پر رک کر ہر سال اتنے کا ہی اعلان کیا جاتا رہے تو ۱۰ سالوں میں کل ۲۰ کروڑ قادیانی ہوں گے۔ جو کہ اوپر والی تعداد کا ۰.۹ فیصد بنتا ہے۔ گویا جماعت کی کارکردگی ۹۹ فیصد کم ہو گئی۔ ایسی صورت میں قادیانی جماعت کے خدائی جماعت ہونے کا دعویٰ غلط ثابت ہو جائے گا۔

اب صورت حال یہ ہے کہ ہر ضلع یا جماعت کی کل تعداد سے ۱۵ گنا زیادہ کا ٹارگٹ پچھلے چھ سالوں میں مل چکا ہے۔ اور بقول مرزا طاہر احمد صاحب کے یہ ٹارگٹ پورا بھی ہو چکا ہے۔ اب احباب جماعت کو یہ دیکھنا چاہیے کہ اگر چھ سال پہلے ان کی عبادت گاہ میں عید کے دن ۱۱۰۰ افراد آتے تھے تو کیا اب ۱۵۰۰ یا ۱۱۶۰۰ افراد آتے ہیں؟ اس پر غور کرنے کے بعد یقیناً ان کو مایوسی ہوگی۔ وہ دیکھیں گے کہ ۱۵۰۰ تو کیا ۱۱۵ افراد بھی نہیں جن کا نیا اضافہ ہو۔ اب وہ خیال کریں

گے کہ جماعت تو جھوٹ نہیں بول سکتی۔ اصل میں ہمارے علاقے کی جماعتیں ست ہیں اور تو قادیانی نہیں بڑھے۔ دوسرے شہروں میں ہوں گے۔ ان سے یہی سوال پوچھئے تو پتہ چلے گا کہ وہ بھی یہی سمجھ رہے ہیں کہ دوسرے شہروں میں ضرور ہوئے ہوں گے۔ اب جناب آپ کے کئی رشتہ دار دوست دوسرے شہروں میں لوگ قادیانی ہو رہے ہیں۔ پورے پاکستان کا جائزہ لینے کے بعد بھی آپ جماعت کو جھوٹا نہیں سمجھیں گے کیونکہ آپ کے خون میں یہ شامل کر دیا گیا ہے کہ قادیانی جھوٹ نہیں بولتے۔ حالانکہ بات بالکل الٹ ہے۔

اب اگر آپ کے دوست رشتہ دار لندن (انگلینڈ) میں ہوں تو ان سے یہ پوچھیں کہ آپ کے علاقے میں کتنے انگریز (گورے) پچھلے سالوں میں قادیانی ہوئے ہیں۔ تو یقیناً آپ کو سخت مایوسی ہوگی۔ ان کا جواب ہوگا کہ دوسرے ملکوں میں ہو رہے ہیں۔ اب خود غور کریں کہ جہاں مرزا طاہر احمد صاحب ۱۵ سال سے مقیم ہیں۔ جہاں جماعت کا ہیڈ کوارٹر بنا ہوا ہے وہاں پر بھی ابھی اگر ٹارگٹ پورا نہیں ہوا اور جس ملک میں پہلے ہیڈ کوارٹر تھا یعنی پاکستان۔ اس میں بھی ٹارگٹ پورا نہیں ہوا تو پھر وہ دو کروڑ بیٹے ہونے والی بیٹھیں کہاں ہوئی ہیں؟ کسی ایک افریقی ملک میں تو بیٹھیں سکتیں۔ کیونکہ ان ملکوں کی تو اپنی آبادی ہی کم ہے۔ اور اگر اس مقدار کو ۵/۶ ملکوں میں تقسیم کر دیا جائے تو یہ ایک حیران کن خبر بنتی ہے۔ جس نے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دینا تھا کہ ان ملکوں کی ایک چوتھائی آبادی قادیانی ہوگئی ہے۔

جب پاکستان کی جماعتوں کو ہر سال ٹارگٹ مل رہا ہے اور وہ پورا نہیں ہو رہا تو ٹارگٹ کے مکمل ہونے میں اچھی خاصی کمی ہونی تھی۔ مگر اعلان تو ہوتا ہے کہ ٹارگٹ پورا ہو گیا ہے۔ یہ جماعت کا ایسا جھوٹ ہے جس کا پول کھلنے والا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ اس جھوٹ سے قادیانی حضرات کو ایک بڑا سہارا ملتا ہے۔ مورال بڑھتا ہے اور قادیانیت کو چھوڑنے کے لیے پر تو لنے والے حضرات کچھ دیر کے لیے پروگرام ملتوی کر دیتے ہیں۔ مگر جب جماعت کا تعلیم یافتہ اور باشعور طبقہ یہ دیکھے گا کہ ایک ایسی جماعت جس کا دعویٰ ہے کہ اسلامی تعلیم کا حسین نمونہ اس جماعت میں ہے اس کا یہ حال ہے کہ وہ بڑا ”سنجیدہ جھوٹ“ بول رہی ہے تو یقیناً پھر جوق در جوق قادیانی لوگ اسلام میں داخل ہوں گے۔

اگر آپ کسی ایسے گاؤں کا جائزہ لیں جہاں ۵/۷ گھر قادیانیوں کے ہوں۔ تو آپ کو یہ بات ضرور ملے گی کہ پہلے فلاں فلاں گھریا خاندان قادیانی ہوتا تھا۔ پھر بعد میں مسلمان ہو گیا۔

فلاں گھر میں قادیانی عورت آئی اور بعد میں مسلمان ہو گئی۔ فلاں عورت نے قادیانی مرد سے شادی کی مگر اس عورت کے اثر سے مرد بھی مسلمان ہو گیا۔ شاید ہی کسی گاؤں میں یہ بات سامنے آئے کہ پہلے فلاں خاندان مسلمان تھا اور بعد میں قادیانی ہو گیا۔

اصل بات یہ ہے کہ جب کوئی آدمی نیا ”شوشہ“ چھوڑتا ہے۔ نیا مذہب ہی آئیڈیا دیتا ہے تو خاصے لوگ اس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ پھر جب حقیقت ان کے سامنے کھلتی ہے تو وہ آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتے چلے جاتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے جب امام مہدی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو دیہات کے لوگوں نے (جو یقیناً ان پڑھ تھے) اس پر کشش نعرہ کو سنتے ہی بغیر کسی تحقیق کے فوراً قبول کر لیا۔ کیونکہ مسلمان تو ایک امام مہدی کے منتظر تھے ہی۔ جوں ہی پتہ چلا کہ ایسا کوئی دعویٰ دار آ گیا ہے تو فوراً قبول کر لیا۔ مرزا صاحب نے ۱۸۸۹ء میں باضابطہ بیعت کا آغاز کیا تو ۱۹۰۲ء تک اچھی خاصی جماعت پیدا کر لی۔ جہلم میں مولوی برہان الدین صاحب جہلمی جو نیا محلہ جہلم میں ایک مسجد کے امام تھے۔ ۱۸۹۱ء میں بیعت کر آئے اور آگر اپنے شاگردوں کو بھی قادیانیت میں شامل کر لیا۔ محمود آباد کے تمام بڑے اس مسجد میں قرآن وغیرہ پڑھنے جایا کرتے تھے۔ وہ مولوی برہان الدین صاحب جہلمی کی وجہ سے قادیانی ہو گئے۔ نبوت کا دعویٰ تو مرزا قادیانی نے ۱۹۰۱ء میں کیا۔ جب مولوی برہان الدین صاحب جہلمی اور دیگر لوگ مرزا قادیانی کو اپنا پیر مان چکے تھے۔ تو انہوں نے اپنے پیر صاحب کے نئے دعویٰ کو عقیدت کی وجہ سے مسترد نہ کیا۔ پھر مرزا قادیانی کی ظلی اور بروزی اصطلاحات نے کسی کو بھی انکار کرنے نہ دیا۔ کیونکہ ان نئی اصطلاحات نے علماء کو کنفیوز کر دیا۔ مرزا قادیانی کی وفات کے بعد جماعت کے افراد آہستہ آہستہ جماعت چھوڑتے چلے گئے۔ مگر اس دوران چندوں کے لامتناہی سلسلہ نے ایک ایسے نظام کو جنم دیا جو کہ وقتاً فوقتاً مرکز سے انسپکٹرز آ کر چندہ جمع کرنے، حساب چیک کرنے اور جماعت کو منظم رکھنے اور جماعت سے دور افراد کو چندہ دہندگان میں شامل کرنے کے لیے ان کے گھروں تک بار بار چکر لگا کر جماعت کے قریب کرنے کا سبب بنا۔ ۱۹۱۴ء میں مرزا غلام احمد کے بڑے صاحبزادے مرزا محمود احمد جو کہ اس وقت ۲۵ سال کے تھے مرزا صاحب کے دوسرے جانشین (خلیفہ) بنے۔ انہوں نے جماعت کو منظم کرنے میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ نئی تنظیمیں، نئے ادارے، نئے چندے اور نئی نئی سکیمیں شروع کی۔ ۱۹۶۵ء میں ان کی وفات تک جماعت خاصی منظم ہو چکی تھی۔ اس کے بعد مرزا ناصر احمد صاحب کے دور میں جماعت کم ہونا شروع ہو گئی۔ ۱۹۷۴ء میں پورے پاکستان میں جماعت کا حجم بہت سکڑ گیا۔ ۱۹۸۲ء میں مرزا طاہر احمد نے انتظام سنبھالا تو جماعت میں زبردست

جوش پیدا کر دیا۔ انہوں نے جماعت کو یہ فلسفہ دیا کہ اگر صرف ۱۰ فیصد آبادی قادیانی ہو جائے تو حکومت جماعت کے ہاتھ آسکتی ہے۔ ۱۹۸۲ء تا ۱۹۸۳ء ہر جماعت میں تبلیغ کے لیے ایک زبردست جوش پیدا کر دیا۔ ہر جوان کو ایک ایک قادیانی کرنے کا ٹارگٹ دیا گیا۔ ہر فرد کو اپنے گھر میں مسلمانوں کو چائے وغیرہ کی دعوت پر بلا کر تبلیغ کرنے کا پابند کیا۔ اور جماعت نے بھی اس پر پوری طرح عمل کر کے خوب محنت کی۔ مگر نتیجہ مایوس کن رہا۔ راقم اس وقت پنجاب یونیورسٹی کے قادیانی طلباء کا قائد (زعیم) تھا۔ اور علامہ اقبال ٹاؤن، مسلم ٹاؤن، مارڈن ٹاؤن، اور ماڈل ٹاؤن پر مشتمل جماعتی قیادت کا ایک اہم رکن تھا۔ لہذا یہ باتیں ذاتی علم اور مشاہدے پر مبنی ہیں۔

اب صورت حال یہ ہے کہ باقی ماندہ قادیانیوں کی چار سٹیلیں گزر چکی ہیں۔ اور اب نئی نسل جو کہ نسل در نسل قادیانی ہے اس کا جماعت چھوڑنا خاصا تکلیف دہ ہے۔ جس طرح ایک ہندو کے گھر میں پیدا ہونے والا ہندو مذہب کو ہی سچا سمجھتا ہے، بے شک وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کر لے۔ دہریہ اپنے غیر مذہبی نظریہ پر قائم رہتا ہے۔ پارسی، سکھ، عیسائی اور یہودی گھرانوں میں پرورش پانے والے افراد اپنے اپنے مذہب پر قائم رہتے ہیں۔

قادیانی یہ جانتے ہیں کہ جماعت میں چندوں کی بھرمار پر بڑا زور ہے مگر اسلام کا بنیادی رکن زکوٰۃ بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ تحریک جدید، وقف جدید، چندہ عام اور دیگر چندوں پر امام جماعت کے کئی درجن خطبے مل جائیں گے مگر زکوٰۃ پر کوئی خطبہ دریافت نہ ہوگا۔ جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لیے خطبات تو ملیں گے مگر حج یا مناسک حج کے بارے میں کوئی خطبہ نہ ملے گا۔ جماعت کے تمام مرکزی عہدوں پر مرزا صاحب کے خاندان کے افراد کا قبضہ ہے۔ ان کے لیے کسی قابلیت کی ضرورت نہیں۔ جبکہ ان کے نیچے کام کرنے والے جامعہ احمدیہ سے سات سالہ کورس کرنے کے علاوہ ۲۵/۲۰ سال فیلڈ کا تجربہ بھی رکھتے ہیں۔ جماعت کے بنیادی عہدوں یعنی مقامی امیر جماعت اور اس کی مجلس عاملہ کے لیے عہدے کا حق دار صرف وہی ہوگا جو چندے کا بقیہ دار نہ ہو۔ بے شک وہ اخلاقی و مذہبی تعلیم کے حوالے سے کیسا ہی کیوں نہ ہو۔ جبکہ ایک نیک متقی اسلامی شعار کا پابند اگر مالی کمزوری کی وجہ سے چھ ماہ سے زائد چندے کا بقیہ دار ہے تو نہ وہ ووٹ دے سکتا ہے نہ عہدہ لے سکتا ہے۔ تقویٰ اور پرہیزگاری پر پیسے کو ترجیح ہے۔ اس کے علاوہ بہت سی دوسری جماعتی زیادتیاں زبان زد عام ہیں۔ جن کو مضمون کی طوالت کی وجہ سے کسی اور مضمون کے لیے اٹھا رکھتا ہوں۔ ان سب خرابیوں کو جانتے ہوئے بھی وہ خاموش ہیں۔

جب سے پاکستان میں قادیانیوں کو غیر اقلیت قرار دیا گیا ہے مسلمانوں اور قادیانیوں

میں خاصی دوری پیدا ہو گئی ہے۔ جہاں کوئی مسلمان قادیانی ہونے کی جرأت نہیں کرتا وہاں قادیانی بھی اس دوری کو پار کرنے کی ہمت نہیں رکھتے۔ خدا تعالیٰ قادیانی نوجوانوں کو ہمت دے کہ وہ اس دوری کو عبور کر کے مسلمان ہو جائیں۔ آمین!

(ماہنامہ لولاک ملتان، ماہ اگست ۱۹۹۹ء)

(۲) جماعت احمدیہ کے ”بزرگانہ“ جھوٹ

قادیانی جماعت میں ایک قادیانی کی حیثیت سے گزارے ۴۰ سالوں میں مسلسل جماعتی عہدے داروں، مربیوں کے ذریعہ جھوٹ کے خلاف نفرت کا تاثر ملتا رہا ہے۔ صدہا لیکچرز میں مسلمان علماء و دانشوروں کے بیانات میں سے جھوٹ تلاش کرنے کی کوشش کرنے کے ساتھ ساتھ مذمت کی جاتی رہی ہے۔ جس سے یہ یقین ہو چکا تھا کہ جماعت جھوٹ سے سخت نفرت کرتی ہے۔ بلکہ نوجوانوں (خدام الاحمدیہ) کو پانچ نکات پر مشتمل ایک تربیتی پروگرام بھی دیا گیا تھا جو جماعت کی صد سالہ تقریبات کے موقع پر سامنے آیا۔ اس میں بھی ایک نقطہ جھوٹ سے نفرت کا تھا۔

دوسری طرف جب جماعتی عہدیداروں اور مربیوں کے کردار کو دیکھیں تو سخت مایوسی ہوتی ہے۔ مگر اس وقت عہدیداروں اور مربیوں کے سردار یعنی قادیانی جماعت کے سابق سربراہ مرزا ناصر احمد کے حوالے سے چند باتیں بیان کرنا چاہتا ہوں جنہیں میں بھی اپنے دور میں ”خلیفہ وقت“ سمجھا کرتا تھا اور ان کی وفات تک اسی اعتقاد پر تھا۔ یہ اسی عقیدت کا نتیجہ تھا جو ہر قادیانی بچے کے دل و دماغ میں بٹھائی جاتی ہے کہ ”خلیفہ وقت“ خدا کے نمائندہ ہیں۔ اگر آپ کے سر میں درد ہے تو دعا کے لیے خلیفہ کو خط لکھیں۔ اگر امتحان دینا ہے تو خلیفہ کو خط لکھیں۔ اگر ایک عورت کا اپنے خاوند سے جھگڑا ہے تو وہ خلیفہ کو خط لکھے اور اگر کسی مرد کا اپنی بیوی، ماں، بہن سے کوئی اختلاف ہے تو وہ ”حضور (خلیفہ)“ کو خط لکھے گا۔ یہ عقیدت اب اس بچ پر پہنچ چکی ہے کہ اب اگر خلیفہ جماعت کو بتائے کہ جھوٹ نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے تو دوسرے دن قادیانی بلا جھجک جھوٹ کو ”مذہبی شعار“ کے طور پر اپنالیں گے۔ کسی میں اختلاف کی گنجائش نہ ہوگی۔ تا دم تحریر جھوٹ کو جائز قرار نہیں دیا گیا۔ ابھی زبانی زبانی طور پر اسے قابل مذمت ہی سمجھا جاتا ہے۔ البتہ ذیل کی تحریر کے بعد اکثر قادیانی جھوٹ کو جائز سمجھنا شروع ہو جائیں گے۔

قومی اسمبلی میں ۱۹۷۲ء کی تحریک ختم نبوت کے موقع پر قادیانی جماعت کے اس وقت کے سربراہ ناصر مرزا صاحب کو طلب کیا گیا اور اادن تک جماعت کے عقائد اور موقف کے بارے

میں بحث ہوتی رہی۔ جماعت کو اپنا مکمل موقف بیان کرنے کا موقع ملا۔ مرزا ناصر احمد صاحب کے ساتھ مرزا طاہر احمد (موجودہ سربراہ) اور دوست محمد شاہد بھی تھے۔ باقی دو افراد اب فوت ہو چکے ہیں۔ کل پانچ افراد پر مشتمل وفد ۱۱ دن تک جماعت کا موقف بیان کرتا رہا۔ اسمبلی کی کارروائی ۳۰ سال کے لیے پابندی کے نیچے آگئی۔ ۲۰ سال بعد اسے ایک کارنر سے (بالواسطہ) شائع کیا گیا ہے چند اقتباسات حاضر ہیں۔

قادیانی جماعت کی تعداد کے بارے میں اٹارنی جنرل استفسار کرتے ہیں۔

”اٹارنی جنرل: آپ کی تعداد کتنی ہے؟

مرزا ناصر: ہم ریکارڈ نہیں رکھتے۔

اٹارنی جنرل: آپ کی تبلیغ کا کام پاکستان یا انڈیا میں ہے یا باہر بھی؟

مرزا ناصر: ہم ہر جگہ پیار و محبت کا پیغام دیتے ہیں۔

اٹارنی جنرل: باہر آپ کے پیار و محبت کو جس نے قبول کیا وہ کتنے ہیں؟

مرزا ناصر: تعداد کاریکارڈ نہیں ہے۔

اٹارنی جنرل: جو شامل ہوا اسے کوئی فارم دیتے ہیں؟

مرزا ناصر: جی بیعت فارم۔

اٹارنی جنرل: ان کی تعداد؟

مرزا ناصر: ریکارڈ نہیں ہے۔

اٹارنی جنرل: پچھلے بیس سالوں میں کتنے احمدی ہوئے؟

مرزا ناصر: ریکارڈ نہیں ہے۔

اٹارنی جنرل: جو آپ کا ممبر بنے اس کا ریکارڈ؟

مرزا ناصر: نہیں رکھتے ریکارڈ۔

اٹارنی جنرل: کوئی رجسٹر بھی؟

مرزا ناصر: میرے علم میں نہیں ہے۔ بیعت فارم کو شمار کرتے ہیں؟ یہ بھی میرے علم میں

(تاریخی قومی دستاویز ص ۲۱)

نہیں ہے۔“

قارئین غور فرمائیں! قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد صاحب فرما رہے ہیں

کہ ہم تعداد کاریکارڈ نہیں رکھتے حالانکہ یہ سراسر خلاف حقیقت بات ہے۔ کیونکہ ہر سال بلا ناغہ

جماعت کی ہر ذیلی تنظیم کی ”تجہید“ تیار کی جاتی ہے جس میں ہر رکن کا نام، عمر، ولدیت، تعلیم، پیشہ

اور دیگر بہت سے کوائف درج کر کے مرکز (چناب نگر، ربوہ) میں بھیجے جاتے ہیں۔ ہر سال تجدید کی تیاری میں خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ جو جماعتی یونٹ۔ یہ تجدید نہ بھیجے اسے ریما سنڈر بھیجے جاتے ہیں اور مجلس عاملہ کے اجلاس میں سرزنش کی جاتی ہے اور پابند کیا جاتا ہے کہ جلد از جلد بھیجے۔ اس طرح ایک سال کے اندر نئے بچے بھی درج ہوتے ہیں۔ اور اس حلقہ میں کسی دوسرے شہر سے آنے والے نئے افراد اور اس حلقہ سے جانے والے قادیانی افراد کا بھی ذکر ہوتا ہے۔ اس طرح پورے ملک کے ہر قادیانی بچے، جوان، بوڑھے، مرد اور عورت کے مکمل کوائف ہر سال کے آخری دو ماہ میں مکمل کیے جاتے ہیں۔ اور یوں پورے ملک کے کل قادیانی مرد و زن کی تعداد بمعہ کوائف محفوظ ہو جاتی ہے۔ جبکہ قادیانی جماعت کے سربراہ جسے قادیانی خلیفہ وقت پکارتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم ریکارڈ نہیں رکھتے۔

قادیانی احباب جماعت ذرا غور فرمائیں کہ آپ کے سربراہ کیا فرما رہے ہیں؟ اگر ریکارڈ نہیں رکھتے تو تجدید کیا ہے؟ یقیناً آپ یہ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ ”خلیفہ وقت“ جھوٹ بول سکتے ہیں۔ اسی لیے کہتے ہیں۔ یا ”راہ پیا“ جانے یا ”واہ پیا“ جانے۔ جب تک آپ کو ”راہ“ یا ”واہ“ نہیں پڑتا آپ یہی سمجھیں گے۔ اسی صورت میں ایک قادیانی دل کو کیسے تسلی دے گا۔ وہ میں بہتر سمجھتا ہوں کیونکہ میں نے اس جماعت میں چالیس سال گزارے ہیں۔ اور ”خلیفہ وقت“ کو ہر ”مخلص قادیانی“ کی طرح خدا سے زیادہ عزیز اور قریب جانتا ہے۔ اس وقت میرا بھی ایک قادیانی کی طرح یہ ایمان تھا کہ اگر کوئی مشکل یا پریشانی ہو تو ”حضور“ کو خط لکھنا ہے۔ جب خط لکھ کر پوسٹ کر دیا تو سمجھ لیا کہ اب مشکل ختم ہوگئی۔ بلکہ صرف خط لکھنے کا ارادہ کرنے پر ہی ”معجزات“ کے وقوع پذیر ہونے پر ”بالافتاح“ یقین تھا۔

درج بالا صورت میں ایک مخلص قادیانی سوچے گا کہ حضور پر یہ الزام ہے کہ انہوں نے ایسا کہا ہوگا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ ریکارڈ تو رکھا جاتا ہے۔ اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ فرار کا راستہ صرف یہی ہے کہ حضور نے ایسا کہا ہی نہیں ہوگا۔ اب آپ لاکھ دلائل دیں۔ ان کی ریکارڈ شدہ آواز بھی سنا دیں تو وہ کہیں گے کہ یہ ان کی آواز ہی نہیں۔ آپ قومی اسمبلی کے تمام ممبران کے تصدیقی دستخطوں سے یہ ثابت کریں کہ انہوں نے یہ کہا تھا۔ تو قادیانی کہہ دیں گے کہ یہ سب مخالف تھے اس لیے الزام لگا رہے ہیں۔

”میں نہ مانوں“ کا بہترین نظارہ اس کا روائی (قومی اسمبلی کی مذکورہ کارروائی) کو پڑھ کر کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً مرزا ناصر احمد نے اس سوال پر کہ آپ مرزا غلام احمد کے نہ ماننے والوں

کو کافر سمجھتے ہیں یا نہیں۔ اس کا جواب گول مول کرتے کئی دن لگا دیئے اور ایک سو سوالوں کے بعد بھی ممبران کے لیے یہ فیصلہ کرنا مشکل تھا کہ انہوں نے کیا کہا ہے کہ مرزا صاحب کو نہ ماننے والا کافر ہے یا نہیں۔ اپنے اس ردِ یہ سے انہوں نے ممبران کو سخت زچ کیا اور ان کو اپنے خلاف کر لیا۔ بجائے اس کے کہ ان کو قائل کرتے ان کو اپنے خلاف کر لیا۔ ان سوالوں کے عجیب و غریب جواب دینے پر نئی سے نئی اصطلاحیں اور کافر کی نئی نئی قسمیں سامنے آئیں جو ابھی تک قادیانیوں کو بھی معلوم نہیں۔ (اس پر بات کسی اور مضمون میں ہوگی)

مرزا ناصرا احمد فرماتے ہیں کہ جو آدمی قادیانیت میں داخل ہوتا ہے یا بیعت کرتا ہے اس کا ریکارڈ نہیں رکھتے۔ یہ بھی سراسر خلاف واقعہ بات ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر نئے قادیانی کا بیعت فارم مکمل کوائف کے ساتھ مقامی امیر جماعت یا صدر جماعت کی تصدیق اور ریمارکس کے ساتھ مرکز میں جاتا ہے۔ اس کا باقاعدہ ریکارڈ رکھا جاتا ہے۔ مجھے یاد ہے ہر جلسہ سالانہ کے دوسرے دن ”حضور“ اپنے خطاب میں جماعت کی کارگزاری سناتے وقت نگر پارکر، کنری سندھ کے علاقے میں ہندوؤں میں تبلیغ کے ثمرات کا ذکر کرتے وقت تعداد بتایا کرتے تھے۔ پورے پاکستان کی کل بیعتوں کا اس لیے ذکر نہ ہوتا تھا کہ اس کی تعداد بہت مایوس کن ہوتی تھی۔ جماعت ریکارڈ رکھنے میں بھی اپنا ایک ”ریکارڈ“ رکھتی ہے۔ بلکہ جب مرزا ناصرا احمد خلیفہ بنے تو تمام قادیانیوں نے ان کی نئے سرے سے بیعت کی (باقاعدہ بیعت فارموں پر) اور جب ۱۹۸۲ء میں مرزا طاہر احمد نے ”اقتدار“ سنبھالا تو پھر پوری جماعت نے باقاعدہ بیعت فارموں پر بیعت کی جس کا مکمل ریکارڈ موجود ہے۔

جب مرزا طاہر احمد پاکستان سے خفیہ طور پر نکل کر انگلینڈ چلے گئے تو ۱۹۸۳ء سے ۱۹۹۲ء تک ہر سال ”احباب جماعت“ کو یہ خوشخبری سنایا کرتے تھے کہ اس سال بیعتوں کی تعداد پچھلے سال سے ڈبل ہے۔ نعرے لگ جایا کرتے تھے۔ مگر تعداد معلوم نہ ہوتی تھی۔ ۸۴ء سے ۹۲ء تک ڈبل کرتے کرتے ۱۹۹۳ء میں دو لاکھ بیعتوں کا اعلان کیا گیا۔ اس کا مطلب ہے ۱۹۸۵ء کے قریب بیعتوں کی تعداد ایک ہزار سے کم تھی۔ اس لیے تو بتاتے نہیں تھے اور جب تعداد زیادہ ہوئی تو فخر سے بتانے لگے۔ بہر حال ریکارڈ نہ رکھنے والی بات بزرگانہ جھوٹ کی ایک عمدہ مثال ہے۔ قومی اسمبلی کی کارروائی میں ایک اور دلچسپ صورت حال ملاحظہ فرمائیے۔

مرزا ناصرا احمد: ”الفضل“ ہمارا اخبار نہیں۔ جماعت احمدیہ کے کسی خلیفہ کا نہیں۔

انارنی جنرل: جماعت احمدیہ کا اخبار؟

مرزا ناصر احمد: جماعت کا بھی نہیں بلکہ جماعت احمدیہ کی ایک تنظیم کا ہے۔
 اٹارنی جنرل: ان کی آواز ہے۔ ان کی رائے دیتا ہے ان کی طرف نہیں؟
 مرزا ناصر احمد: یہ خلیفہ کی آواز نہیں۔ ”الفضل“ جماعت کی آواز نہیں۔
 اٹارنی جنرل: یہ تو بڑا اچھا ہے آپ ایسا کہہ دیں۔ ہم تو سارا جھگڑا ہی ”الفضل“ سے کر رہے تھے۔

مرزا ناصر احمد: بالکل نہیں جماعت کا۔ پھر تو سارا جھگڑا ہی ختم ہو گیا۔
 اٹارنی جنرل: کس جماعت کا ہے؟
 مرزا ناصر احمد: کسی جماعت کا نہیں۔
 اٹارنی جنرل: آپ کی جماعت کی آواز؟
 مرزا ناصر احمد: وہ نہ جماعت۔ نہ میری آواز ہے۔ کچھ حصہ آواز کا نقل کرتا ہے میری آواز کیسے بن گیا؟

اٹارنی جنرل: آپ سوچ لیں کہ کل آپ کی جماعت کو یہ معلوم ہوا آپ نے یہ جواب دیا تو پھر.....
 (تاریخی قومی دستاویز ۱۹۷۳ء ص ۱۶۶ تا ۱۶۸)

احباب قادیانی جماعت! ذرا غور فرمائیے کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ ”خلیفہ وقت“ کیا فرما گئے ہیں کہ الفضل جماعت کا اخبار ہی نہیں۔ یہ انکشاف انہوں نے ۲۶ سال پہلے کیا۔ مگر ہمارے علم میں اب آرہا ہے۔ حالانکہ جماعت کے سوفيصد ”دیوانے“ اسے جماعت کا اخبار ہی سمجھتے ہیں۔ جماعت کی طرف سے ”خلیفہ وقت“ کی بار بار ہدایت پر اس کے خریدار بنتے ہیں۔ حالانکہ اس اخبار میں خبریں نہیں ہوتیں۔ اس کا معیار کسی بھی لوکل اخبار سے کم یا برابر ہوگا۔ حالانکہ یہ انٹرنیشنل جماعت کا ترجمان اخبار ہے۔ اسے صرف قادیانی اپنے سربراہ کی ہدایت۔ جماعت کی بار بار کی تحریک اور عقیدت کی بنیاد پر خریدتے ہیں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ مرزا طاہر احمد نے اپنے اقتدار کے ابتدائی ایام میں تحریک کی تھی کہ الفضل کی اشاعت دس ہزار کرنی ہے۔ لہذا جماعت اس طرف توجہ دے۔ اور پھر محمود آباد جہلم میں جہاں پہلے ایک یا دو اخبارات آتی تھیں وہاں ۱۵ کے قریب آنے لگیں۔ بہر حال اس کے لیے کسی دلیل کی ضرورت نہیں کہ یہ قادیانی جماعت کا اخبار ہے۔ سوفيصد قادیانی اسے جماعت کا اخبار سمجھ کر پڑھتے ہیں۔ پھر مرزا ناصر کے بیان کا کیا مطلب ہے؟ ظاہر ہے یہ ”بزرگانہ جھوٹ“ ہی تو ہے۔

اب قادیانی پھنس گئے ہیں اگر مرزا ناصر کے بیان کو سچ سمجھیں تو افضل سے منہ موڑنا پڑے گا جبکہ انہیں جھوٹا سمجھنا تو تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ میں ان کے جذبات کو بہتر سمجھ سکتا ہوں کیونکہ میں نے اس جماعت میں ۴۰ سال گزارے ہیں اگر کچھ عرصہ قبل مجھ پر یہ انکشاف ہوتا تو میرے جذبات بھی ایسے ہی ہوتے۔ بہر حال قادیانی احباب کے لیے سوچنے کا مقام ہے۔ ضرور سوچیں۔ مگر چندے باقاعدگی سے دیتے رہیں۔ تاکہ ”شہزادوں“ کی آمد میں کمی واقع نہ ہو۔ بس چندے دیں اور خوش رہیں۔

(۳) قادیانیوں کے لیے، جسے مسلمان بھی پڑھ سکتے ہیں

احباب جماعت! چند باتیں آپ سے کرنا چاہتا ہوں۔ چند ایسی باتوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جو نہ صرف سوچنے کی ہیں بلکہ اس بارے میں تحقیق کرنے والی بھی ہیں۔ میں خود کیونکہ اس جماعت میں ۴۰ سال گزار چکا ہوں۔ اس لیے نہ تو آپ نے ان باتوں سے انکار کرنا ہے کیونکہ میں خود ایک ”مخلص قادیانی“ کی طرح جماعتی مبلغ کی طرح تبلیغ کا کام بھی کرتا رہا ہوں اور ایک ادنیٰ کارکن کی طرح ہر کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ بھی لیتا رہا ہوں۔ آخر پر میں نائب امیر جماعت قادیانی ضلع جہلم کے عہدہ پر رہا ہوں اور جماعت کے اعلیٰ افسران سے ”واہ“ اور ”راہ“ پڑنے کے بعد تحقیق اور غور و فکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی توفیق سے جماعت سے علیحدہ ہو کر اسلام قبول کر چکا ہوں۔ اگر آپ یہ کہیں گے کہ جماعت میں ایسا نہیں ہے تو میں یہ کہنے میں حق بجانب رہوں گا کہ یا تو آپ کو جماعت کا صحیح طور پر علم نہیں ہے۔ یا پھر آپ وظیفہ خور مولوی (مربی) ہیں لہذا اپنے ضمیر کو الماری میں بند کر کے جماعت کا دفاع کرنے نکلے ہیں۔

احباب جماعت! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ہر قادیانی بچے کے ذہن میں بچپن سے یہ ڈالا جاتا ہے کہ قادیانیت اصل اسلام ہے۔ اس آخری زمانہ کے لیے اسلام کی مکمل فتح اور غلبے کے لیے خدا نے قادیانیت کے ذمہ کام لگایا ہے۔ باقی مسلمانوں کا اسلام نہ صرف فرسودہ ہو چکا ہے بلکہ اس میں ”تحریف“ بھی ہو چکی ہے۔ اسلام کے آغاز سے جو اسلام کی اصل صورت تھی۔ قادیانیت اس اسلام کو پیش کرتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ احباب جماعت! اسلام کے بنیادی ارکان جن کو جماعت کا ہر فرد مانتا ہے۔ ان کی تعداد پانچ ہے۔ کلمہ طیبہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، ان میں زکوٰۃ ایک بنیادی رکن کی حیثیت رکھتا ہے ان میں سے کسی ایک پر عمل نہ کرنا اسلام کی بنیادی شرائط کو پورا نہ کرنے کے برابر ہے۔

احباب جماعت! جماعت میں چندوں پر بڑا زور ہے۔ چندہ عام وہ بنیادی چندہ ہے جو اصل میں ”چندہ خاص“ ہے جو ہر ملازم پیشہ پر لاگو ہے (بلکہ اب یہ بے روزگاروں پر بھی لاگو ہو چکا ہے) اس کی ادائیگی فرض ہے۔ ہر ملازم کی تنخواہ کا ۶.۲۵ فیصد بطور چندہ عام ادا کرنا فرض ہے۔ اس کے لیے سارا سال توجہ دلائی جاتی ہے۔ سال میں دو تین بار مرکز سے انسپکٹرز آتے ہیں اور اس چندہ کی سو فیصد وصولی یقینی بناتے ہیں اس کی وصولی کے لیے کئی ”مذہبی لالچ“ دیئے جاتے ہیں کہ سو فیصد ادائیگی والے افراد جماعت کا نام دعا کے لیے ”حضور“ کو بھیجا جائے گا۔ اور فلاں وقت ان جماعتوں کا نام بھی بتایا جائے گا وغیرہ وغیرہ۔ مالی سال کے اختتام سے قبل جماعت کے سربراہ اس چندہ کی اہمیت اور وصولی کی طرف توجہ دلانے کے لیے کئی خطبات دیتے ہیں۔ اور سال کے اختتام پر پوری طرح اس چندہ کی تفصیل بتائی جاتی ہے وعدہ وصولی اور آئندہ کے بجٹ کے بارے میں تفصیلات بتائی جاتی ہیں۔

ہر فرد پر خواہ وہ کمانے والا ہے یا بے روزگار۔ ان پر چندہ ”تحریک جدید“ لازم ہے۔ پہلے یہ نقلی تھا اب آہستہ آہستہ فرض بن گیا ہے۔ تحریک جدید کی سو فیصد وصولی کے لیے علیحدہ طور پر مرکز سے انسپکٹرز آتے ہیں۔ علیحدہ طور پر سربراہ کے خطبات آتے ہیں اور جماعت کی پوری مشینری یہ چندہ وصول کرنے پر لگ جاتی ہے۔ چندہ ”جلسہ سالانہ“ بھی ایک لازمی چندہ ہے جو ماہوار تنخواہ کا ۱۰ فیصد بطور سالانہ لیا جاتا ہے۔ اس کی وصولی کے لیے بھی سربراہ کے خطبات مخصوص ہوتے ہیں۔ ”وقف جدید“ ایک نقلی چندہ کے طور پر سامنے آیا مگر اب وہ بھی لازمی چندہ کی حیثیت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ درج بالا چاروں چندوں کے انسپکٹرز سال میں دو تین بار مرکز سے آکر چندہ وصولی یقینی بناتے ہیں جن کے ذمہ بتایا ہوا ان کے گھروں تک بھی پہنچ کر وصولی کی کوشش کی جاتی ہے۔ ان کے علاوہ بھی کئی چندے ہیں۔ مثلاً نوجوانوں پر (خدام الاحمدیہ پر) چندہ مجلس، چندہ تعمیر ہال، چندہ اجتماع، بزرگوں پر (انصار اللہ پر) چندہ بوسنیا، افریقہ، وغیرہ وغیرہ۔ چندہ صد سالہ جولائی ۱۶ سال تک جاری رہا ہے۔

ایک قادیانی جس کی تنخواہ ۳ ہزار روپے ماہوار ہے اسے ان چندوں کی مد میں کم از کم ۳۰۰ روپے ماہوار دینا پڑتا ہے۔ جبکہ اس کی بیوی بچوں اور اگر والدین ساتھ ہوں تو ان کے بھی چندے اسی کی تنخواہ سے نکلیں گے۔ اس طرح اسے ۳۰۰ سے ۵۰۰ روپے ماہوار تک لازماً دینا پڑے گا۔ اگر نہیں دے گا تو بتایا کے طور پر نام ہو جائے گا۔ اس طرح سال کے آخر پر اس کے ذمہ

تین سے چار ہزار روپے بقیہ ہو چکا ہوگا۔ اس طرح اگر کسی کی تنخواہ دس ہزار روپے ماہوار ہو تو اسے سالانہ ۱۲ ہزار روپے سے زیادہ دینا پڑے گا۔

ان چندوں کے علاوہ ایک اور نظام بھی رائج ہے وہ اس طرح کہ اگر کوئی چاہے کہ اسے مرنے کے بعد ”ربوہ“ میں خاص قبرستان ”بہشتی مقبرہ“ میں دفن کیا جائے تو اس پر لازم ہے کہ وہ چندہ عام ۶.۲۵ فیصد کی بجائے ۱۰ فیصد کے حساب سے چندہ دے گا اور اپنی جائیداد کا ۱۰ فیصد صدر انجمن احمدیہ (قادیانی جماعت) کے نام کر دے گا اور آئندہ جتنی بھی آمدن پیدا کرے گا اس کا ۱۰ فیصد مرکز کو دیتا رہے گا۔ یہ شرائط اس دن سے لاگو ہوں گی جس دن سے وہ وصیت کرے گا اب ایک آدمی فوت ہو گیا اس کی لاش ربوہ پہنچ چکی ہے مگر اس کی جائیداد کا ۱۰ فیصد ابھی نام نہیں لگایا اس کے ذمہ چندہ کا بقیہ ہے لہذا اس کی تدفین روک دی جائے گی جب تک اس کے وارثان تمام حساب بے باک نہیں کر دیتے تدفین نہیں ہو سکتی۔

اگر ایک قادیانی درج بالا چندوں کی ادائیگی سے انکار کر دے تو وہ قادیانی رہ نہیں سکتا۔ اگر وہ چندہ نہیں دیتا یا ادائیگی میں دیر کر دیتا ہے تو وہ چندہ اس کے نام بطور بقیہ نام ہو جائے گا جو اس کے مرنے کے بعد اس کے لواحقین سے وصول کیا جائے۔ جس کے ذمہ بقیہ ہو جائے اس کا نام تشہید کیا جائے گا وہ جماعت میں ”واعدار“ سمجھا جائے گا اور ایک دم کئے جانور کی طرح سب کی توجہ کا مرکز بنایا جائے گا۔

احباب جماعت! اس ساری تفصیل سے یہ بات واضح کرنا مقصود ہے کہ چندوں کی ادائیگی کے بارے میں جماعت کتنی تیز ہے اور کس طرح ایک منظم بیٹ ورک اس میں مصروف ہے۔ مگر کیا.....

آپ نے کبھی مرکز سے زکوٰۃ کا انکسٹر بھی آتے دیکھا ہے؟ کبھی آپ سے زکوٰۃ (جو ایک لازمی اسلامی مد ہے) وصول کرنے کی کوشش کی گئی ہے؟ کبھی آپ کے بھائی میں زکوٰۃ بھی شامل کی گئی ہے؟ کبھی ”حضور“ کی طرف سے زکوٰۃ پر لیکچر یا خطبہ سنا ہے؟ کبھی مرکزی سطح پر زکوٰۃ کی وصولی کی طرف توجہ دلانے کی کوئی کوشش آپ کے سامنے آئی ہو؟ یقیناً نہیں۔ آپ کا جواب یقیناً نفی میں ہوگا کیا یہ بات قابل غور نہیں کہ اسلام کا بنیادی ستون نہ صرف چھوڑ دیا گیا ہے بلکہ مذہب سے خارج تصور کیا جاتا ہے۔ کیا اس ستون کے بغیر اسلام قائم رہ سکتا ہے؟ میری مراد ہے کیا قادیانیت کا اسلام سے واسطہ رہ سکتا ہے؟

احباب جماعت! آپ نے ”خلیفہ وقت“ کی زبان سے متعدد بار جلسہ سالانہ کی برکات، جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لیے نیک خواہشات اور دعاؤں کے متعلق کئی خطبے سنے ہوں گے۔ جماعت کے اعلیٰ عہدیداروں کی طرف سے بار بار جلسہ سالانہ کے پروگرام اور ان میں شمولیت کی طرف توجہ دلانے والے لیکچرز اور خطبات سنے ہوں گے۔ ”الفضل“ ”خالد“ ”تشہید الاذہان“ ”مصباح“ اور ”انصار اللہ“ جیسے جماعتی جراند و رسائل میں جلسہ سالانہ چناب نگر، لندن کی تمام تفصیلات پڑھنے کو ملتی رہتی ہیں۔

ان تمام کوششوں سے ایک نوجوان جو بچپن سے یہ سنتا آ رہا ہے اور اب ۲۵/۳۰ سال کا ہو چکا ہے اسے جلسہ کے ہر پہلو کے بارے میں اتنی زیادہ عقیدت پیدا ہو چکی ہے جس کا تصور کوئی مسلمان کر ہی نہیں سکتا۔

مگر کیا آپ نے کبھی ”خلیفہ وقت“ کی زبان سے حج کے بارے میں کوئی خطبہ سنا ہے؟ کبھی ”حضور“ نے احباب جماعت کو مناسک حج کے بارے میں تفصیلات بتائی ہیں؟ کسی اعلیٰ جماعتی عہدیدار سے کبھی حج پر لیکچر سنا ہے؟ آپ کا جواب یقیناً نفی میں ہوگا۔ ایسا کیوں ہے؟ ایک اہم اسلامی بنیادی رکن کو نہ صرف نظر انداز کیا گیا ہے بلکہ اس کے مقابل پر مرزا محمود احمد (دوسرے خلیفہ) نے کتنے حج کیے۔ ۵۱ سال دور امامت میں انہیں ۳۰ سے زائد حج تو کرنے چاہیے تھے مگر آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے غالباً ایک کیا۔ مرزا بشیر احمد ایم اے نے کتنے حج کیے؟ ان کو تو مذہب سے خاصا لگاؤ تھا۔ انہوں نے ہی قادیانیوں کو بتایا کہ مسلمان نہ صرف کافر بلکہ بکے کافر ہیں۔ اور ان کی ایسی ہی ”نرم و نازک“ تحریرات نے ۱۹۷۷ء میں قادیانیوں کو اقلیت قرار دلو کر یہاں تک پہنچایا۔

پھر قادیانی پابندی کی وجہ سے حج تو نہیں کرتے مگر ہزاروں روپیہ لگا کر انگلینڈ میں جلسہ میں شمولیت کے لیے جاتے ہیں۔ ایک سرکاری ملازم بغیر سرکاری اجازت سے ملک سے باہر نہیں جاسکتا مگر قادیانی سرکاری ملازم جعلی پاسپورٹوں اور خفیہ اور غلط معلومات فراہم کر کے بیرون ملک جلسہ میں شمولیت کے لیے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ ہندوستان میں قادیان کے جلسہ پر بھی جاتے ہیں۔ اس جلسہ کے لیے کسی پابندی کی پرواہ نہیں کرتے۔ گویا وہ اپنے عمل سے ثابت کرتے ہیں کہ حج کے مقابل پر جلسہ کی اہمیت زیادہ ہے۔

احباب جماعت! اگر آپ ابھی تک اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں اور اس کے پانچ

بنیادی ارکان پر ایمان رکھنا ضروری سمجھتے ہیں تو پھر اسلام کے دو ارکان (حج، زکوٰۃ) سے ہٹکی
 انحراف آپ کو کس طرف لے کر جا رہا ہے؟ اور آپ کیسے اپنے آپ کو مسلمان کہہ سکتے ہیں؟
 احباب جماعت! اب ایک اور اہم مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں
 جب کسی مقامی جماعت میں صدر جماعت/امیر مقامی کے انتخاب کا وقت آتا ہے تو انتخاب کے
 وقت ایسے افراد کو باہر نکال دیا جاتا ہے جن کے ذمہ چھ ماہ یا اس سے زائد ماہ کا چندہ بچایا ہو۔ خواہ وہ
 آدمی کتنا ہی نیک، متقی، پرہیزگار، شریف اور منجگانہ نماز کا پابند ہو اسے لازمی طور پر نکال دیا جائے
 گا۔ ایسا آدمی نہ ووٹ دے سکتا ہے اور نہ ہی کوئی عہدیدار بن سکتا ہے۔ اب ووٹ دینے والے
 افراد میں ایسے بھی شامل ہوں گے جو نہ تو نماز کے پابند ہیں، نہ متقی ہیں، نہ ہی کبھی وہ جماعتی
 سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں بلکہ مذہب سے ہی دور ہیں۔ بس الیکشن سے چند لمحے قبل اس نے
 پیسے دے دیئے ہیں۔ اب ان کو جماعت کی طرف سے اختیار دیا گیا ہے کہ وہ امیر جماعت اور دیگر
 جماعتی عہدیداروں (ممبران مجلس عاملہ) کا انتخاب کریں، نہ صرف یہ، بلکہ وہ آدمی پورا حق رکھتا
 ہے بلکہ اہل ہے کہ اسے بے شک جماعت کا عہدیدار چن لیا جائے، یہاں تک کہ اسے امیر
 جماعت بھی بنایا جاسکتا ہے۔

احباب جماعت! ذرا غور فرمائیں کہ جماعتی عہدیدار یا ووٹر کی اہلیت صرف اور صرف
 چندہ یعنی پیسہ ہے جو پیسہ دے گا، وہ متقی تصور ہوگا اور جو پیسہ نہیں دے گا، وہ رد کر دیا جائے گا۔ کیا
 یہی قابل مذمت کردار یا اصول ہمارے سرکاری کرپٹ اداروں یا افراد میں رائج نہیں؟ جس نے
 اس ملک پاک کے ماحول کو مکدر کر رکھا ہے کہ جس نے پیسہ لگایا وہ ”معزز“ اور سب سے آگے اور
 جو پیسہ نہ لگا سکے وہ قابل نفرت۔ جماعت قادیانی کا تو یہ دعویٰ ہے کہ وہ ایک خالصتاً مذہبی جماعت
 ہے۔ کہاں گیا مذہب؟

اب ذرا طریقہ انتخاب بھی ملاحظہ فرمائیں کہ جو ”اہل افراد“ ووٹ دینے بیٹھے ہیں وہ
 سب کے سب، یا کچھ، کسی وقت بھی عہدیدار بن سکتے ہیں کیونکہ انتخاب کے آغاز پر ایک آدمی اٹھ
 کر کسی بھی فرد کا نام کسی عہدے کے لیے پیش کرے گا۔ نامزد کردہ فرد کو معلوم بھی نہیں ہوگا اور نہ ہی
 اس کی اپنی رائے اس میں شامل ہوگی بلکہ وہ اگر انکار بھی کر دے تو بھی وہ نامزد ہی رہے گا۔ پھر
 ایک اور آدمی اس نام کی تائید کرے گا اس طرح کسی دوسرے شخص کا نام اس عہدے کے لیے پیش
 ہوگا جس کے لیے پہلے ایک نامزد ہو چکا ہوگا۔ کوئی دوسرا شخص دوسرے نام کی تائید کرے گا اور یوں

دو نامہ مقابل سمجھے جائیں گے، کھلے عام ووٹنگ ہوگی۔ لوگوں سے کہا جائے کہ جو پہلے کے حق میں ہیں وہ ہاتھ کھڑا کریں۔ اگر تو پہلا آدمی اثر و رسوخ والا ہے تو سب ہی ووٹ اس کو ملیں گے اور اگر دوسرا شخص اثر و رسوخ والا ہے تو اس کے لیے ووٹ محفوظ رکھیں گے۔ خفیہ رائے شماری کا تصور ہی نہیں ہے۔ سیدھی سی بات ہے کہ تمام دیہاتی مجالس میں انتخاب کے وقت صرف ڈانگ مار، جاگیردار، وڈیرے اور پھڈے باز کو ہی ووٹ ملیں گے، بلکہ ملتے ہیں۔ کیونکہ ایسے افراد کے رشتے دار اور زیر اثر افراد بھی زیادہ ہوتے ہیں اور پھر دوسرے لوگ ان کے سامنے مخالف کو ووٹ دینے سے گھبراتے ہیں اس لیے جن مجالس میں ایک دفعہ ایسا آدمی صدر جماعت، امیر جماعت، بن جاتا ہے تو وہ مرتے دم تک اس عہدے پر قائم رہتا ہے۔ کیونکہ تین سال کے لیے بننے والا امیر جماعت تین سال میں اپنی پوزیشن مضبوط کر لیتا ہے اس کے بعد اس کے علیحدہ ہونے کا چانس ختم ہو جاتا ہے پھر انتخاب کا طریقہ کار بھی ایسا ہے کہ کوئی آدمی کسی کے خلاف بات نہیں کر سکتا کوئی ریمارکس نہیں دے سکتا اور نہ ہی اپنے بارے میں رائے ہموار کر سکتا ہے۔ اب ایک بدنام اور کرپٹ آدمی صدر جماعت بن گیا تو وہ اسی عہدے پر قائم رہے گا۔ اسے علیحدہ کرنے کا کوئی طریقہ نہیں۔

جماعت اسے علیحدہ نہیں کر سکتی کیونکہ وہ کہتی ہے۔ جنہوں نے ووٹ دے کر اسے بنایا ہے وہی اسے اتاریں۔ اب کون اس کے سامنے کسی اور کو ووٹ دے کر اپنے لیے دشمنی مول لے؟ یہ اسی فرسودہ اور ناقابل فہم و عمل نظام کا نتیجہ ہے کہ کئی جماعتوں کے امیر سال ہا سال سے چلے آ رہے ہیں۔ کسی شہر یا ضلع کا امیر جماعت ۲۰ سال سے ہے تو کسی کا تیس سال سے بلکہ ایک کا سترالیس سال سے ہے۔ ظاہر ہے اس میں کسی کا کیا قصور ہے خدا نے زندگی جو زیادہ دے دی ہے۔ اللہ کے کام میں کس کا دخل ہے؟ یہ تمام امراء تا مرگ اس عہدے پر رہتے ہیں اور اپنے تاحیات اقتدار کی وجہ سے وہ تمام قسم کے اصولوں، ضابطوں، قواعد اور مصلحتوں سے بری ہوتے ہیں وہ فری سٹائل حکومت کرتے ہیں اور ایک آئیڈیل قسم کی آمریت کا چلتا پھرتا نمونہ ہوتے ہیں۔ ان کی درج بالا ”خصوصیات“ کی وجہ سے قادیانی جماعت کو چھوڑتے چلے جا رہے ہیں۔ یہ سلسلہ جاری ہے اور دن بدن تیز ہوتا جا رہا ہے جماعت سے علیحدہ ہونے والے افراد کی اکثریت تعلیم یافتہ اور جماعت کی فرسودہ روایات اور امراء کی زیادتیوں سے بیزار ہوتی ہے۔

احباب جماعت! ایک بار پھر ذرا طریقہ انتخاب پر واپس آئیں کہ ایک غیر متقی، غیر صالح فرد کو آپ نے امیر جماعت بنا دیا جسے تفصیل سے عرض کیا ہے کہ ایک وڈیرے، جاگیردار،

ڈانگ مار، پھنڈے باز کو امیر جماعت بنا دیا گیا، اب پورے پاکستان کے یہ امراء پہلے اپنے اپنے ضلعوں کے امیر جماعت بنائیں اور پھر وہ پورے پاکستان یا پوری جماعت کا امیر یعنی ”خلیفہ“ کا انتخاب کریں گے۔ ذرا ملاحظہ فرمائیں زہریلے دودھ سے کتنا ”پیارا مکھن“ حاصل ہو رہا ہے۔ شاید یہ بھی جماعت کا ”معجزہ“ ہے۔ ان غیر مذہبی اور غیر متقی افراد کا لیڈر کس طرح اور کس حد تک متقی ہو سکتا ہے؟ اب ”مخلص فوراً کہہ دیں گے کہ امراء کا عہدہ تو انتظامی ہے یا ”خلیفہ“ تو انتظامی عہدہ ہے۔

اب اس پہلو کا جائزہ بھی لیتے ہیں۔ ایک وڈیرے کو آپ نے امیر جماعت بنا دیا اس کی جماعت میں مرکز کی طرف سے ایک مربی بھی موجود ہے۔ مربی سات سال تک مذہبی دینی تعلیم حاصل کر کے مرکز کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے۔ مگر جماعت کے قواعد و ضوابط کے مطابق جمعہ کے خطبے کا پہلا حق امیر جماعت کا ہے اگر وہ مربی کو حکم دے تو پھر مربی خطبہ دے گا۔ اب جتنے کا خطبہ تو خالصتاً ایک مذہبی دینی فریضہ ہے اس میں امیر جماعت کا کیا کام؟ کیونکہ امیر جماعت کے لیے تو کسی مذہبی تعلیم کی پابندی نہیں اور نہ ہی دنیاوی تعلیم کا ہونا ضروری ہے۔ ہو سکتا ہے وہ بالکل ان پڑھ ہو مگر جماعتی قواعد کے مطابق خطبے کا پہلا حق امیر جماعت کا ہے۔

اسی طرح امراء جماعت کے انچارج یعنی ”خلیفہ“ کی حیثیت جماعت میں صرف انتظامی نہیں بلکہ وہ ”کل“ ہیں۔ ہر معاملہ میں خواہ دینی ہو، انتظامی ہو، پالیسی ہو یا معاملہ کی کچھ نوعیت بھی ہو، خلیفہ کی حیثیت سب سے اعلیٰ ہے۔ آخری فیصلہ اس کا ہے وہ کسی کے پابند نہیں اور نہ ہی کسی کے آگے جواب دہ۔ نہ ہی اس کا کوئی فیصلہ کسی جگہ چیلنج ہو سکتا ہے۔ ہر قسم کا انتظامی فیصلہ اور ہر قسم کا مذہبی فتویٰ اس کی طرف سے ہوگا۔ یہ عجیب و غریب قواعد و ضوابط، قول و فعل قادیانی احباب کو عقیدت کی چادر کے نیچے سمور رکھتے ہیں۔

احباب جماعت! اب ذرا مذکورہ بالا امیر جماعت کی ”طاقت“ ملاحظہ فرمائیں۔ اگر ایک قادیانی امیر جماعت کے رویہ، رویار کس، کردار یا کسی مذہبی یا جماعتی بات پر امیر جماعت سے اختلاف رکھتا ہے تو امیر جماعت اس کے خلاف شکایت افسران بالا کو کر دے گا۔ ایک امیر جماعت کا موقف جتنا مرضی کمزور ہو اس کا رویہ جتنا مرضی قابل اعتراض ہو اور جس کے خلاف شکایت کی جا رہی ہے وہ جتنا مرضی ٹھیک ہو۔ بات امیر جماعت کی سنی جائے گی۔ امیر جماعت کی شکایت پر کیا کارروائی ہوگی اس کی بات پھر سہی۔ اس وقت اس قادیانی کے مستقبل کے بارے میں ذرا پڑھیے۔

اس قلع قادیانی سے کیونکہ امیر جماعت ناراض ہے۔ لہذا اس سے ”خلیفہ وقت“ بھی ناراض ہوں گے۔ کیونکہ امیر جماعت خلیفہ کا نمائندہ سمجھا جاتا ہے لہذا خلیفہ کا ناراض ہونا لازمی امر ہے۔ اور جس سے خلیفہ ناراض ہے۔ قادیانی عقیدت و عقائد کے مطابق خدا تعالیٰ بھی اس سے ناراض ہے۔ اب جس سے خدا ناراض ہے اس کے مستقبل کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

اب اگر امیر جماعت اس قلع قادیانی سے راضی ہوگا تو خدا راضی ہوگا۔ گویا خدا تعالیٰ اس جماعت کے امیر کی مرضی کا پابند ہے اگر وہ اجازت دے گا تو خدا تعالیٰ اس آدمی سے راضی ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔ (نعوذ باللہ)

درج بالا صورت بالکل اسی طرح جماعت میں رائج ہے۔ اب صورت حال یہ بنی کہ خدا تعالیٰ ہر گاؤں کی قادیانی جماعت کے وڈیرے، ڈانگ مار اور پھڈے باز شخص کی مرضی کا پابند ہوگا۔ جس کے بارے میں وہ کہے گا کہ اسے بخش دو، خدا اس کو بخش دے گا اور جس کے بارے میں دوزخ ریکمنڈ کرے گا خدا اسے دوزخ میں بھیجنے کا پابند ہے۔ (نعوذ باللہ)

درج بالا حقائق کو قادیانی تسلیم کریں گے مگر اظہار نہیں کر سکیں گے کیونکہ ”آزادی ضمیر“ کا جو نمونہ جماعت میں ہے وہ کسی اور جگہ نہیں۔ اس پر بات بعد میں بہر حال مجھے ان سے ہمدردی ہے جہاں رہیں خوش رہیں۔ آخر وہ میرے پرانے ”کلاس فیلو“ ہیں۔

(۲۳، ۲۴ اپریل ۲۰۰۰ء، روزنامہ اوصاف اسلام آباد)

(۴) قادیانی حضرات کا محمد ﷺ سے کیا تعلق ہے؟

ہندوستان کے قصبہ قادیان ضلع گورداسپور میں انیسویں صدی کے آخری رتخ میں مرزا غلام احمد قادیانی نے متعدد دعوے کر کے ایک نئی جماعت کی بنیاد ڈالی جس کا نام ”جماعت احمدیہ“ رکھا گیا۔ مرزا صاحب کے ایسے دعوے سامنے آئے جو مسلمانوں کے لیے قابل قبول نہ تھے۔ ایک طرف انہوں نے مسیح موعود کا دعویٰ کیا تو دوسری طرف امام مہدی کا بھی کر دیا۔ ایک طرف اپنے آپ کو عیسیٰ ابن مریم کہا تو دوسری طرف امتی نبی کی نئی اصطلاح کے ساتھ نئی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ پہلے چودھویں صدی کے مجدد کا دعویٰ کیا تو آخر پر نبی تک بات پہنچادی، پہلے کہا۔

”وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا نام اس کا ہے محمد، دلبر میرا یہی ہے۔“

(درمیں ص ۷۷، قادیان کے آریہ اور ہم ص ۵۷، خزائن ج ۲۰ ص ۳۵۶)

بعد میں کہا: ”میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار بات اور آگے بڑھی تو یہاں تک پہنچی۔“

(۱۲ اپریل ۱۹۰۳ء تا ۱۲ مئی ۱۹۰۳ء)

عمر پھر اتر آئے ہیں جہاں میں
مگر ہیں پہلے سے بڑھ کر اپنی شاں میں
عمر دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار بدر قادیان ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

مرزا غلام احمد صاحب نے ان اشعار کو فریم کروا کر اپنے گھر لگوا لیا۔

مرزا صاحب ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو فوت ہو گئے۔ ان کے بعد ۱۹۱۴ء میں ان کے بیٹے مرزا محمود احمد نے جماعت کے دوسرے ”خلیفہ“ کے طور پر اقتدار سنبھالا تو انہوں نے احمدیت کو منظم کرتے ہوئے بالکل الگ امت کے طور پر پیش کر دیا۔ مرزا غلام احمد کے دعویٰ کی وجہ سے تمام مسلمان فرقوں نے قادیانیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ کرنے کی کوشش کی تو مرزا محمود احمد نے ان کی اس کوشش کو عملی شکل دیتے ہوئے قادیانیوں کو باور کرایا کہ تمام مسلمان جنہوں نے مرزا غلام احمد کو نہیں مانا۔ کافر اور غیر مسلم ہیں۔ ان کے ساتھ نماز، روزہ کے اشتراک سے اجتناب کیا جائے معاشرتی تعلقات کو توڑتے ہوئے جماعت سے کہا کہ نہ مسلمانوں کو رشتے دیئے جائیں اور نہ ہی ان سے لیے جائیں۔ حتیٰ کہ ان کے ساتھ جنازہ میں شامل ہونے اور فاتحہ خوانی سے بھی منع کر دیا۔ دوسری طرف قرآن مجید کی تفسیر کرتے ہوئے سورۃ صف میں جہاں ایک آنے والے نبی کی خبر دی گئی ہے اور اس کا نام احمد رکھا گیا ہے۔ اسے مرزا غلام احمد کی طرف منسوب کرتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اصل میں یہ دوسرے دور میں آنے والے ”نبی“ (مراد مرزا غلام احمد) کی بالواسطہ خبر دی گئی ہے جس کے مصداق مرزا غلام احمد ہیں اور پھر کلمہ طیبہ میں رسول اللہ کے ذکر میں مرزا غلام احمد کا بالواسطہ ذکر بھی کر دیا کہ اب اس سے مراد محمد رسول اللہ کے ”روحانی فرزند“ مرزا غلام احمد ہیں جو کہ اصل میں اس دور کے محمد رسول اللہ ہی ہیں۔

اس تفسیر اور اس کے عملی نفاذ سے جو صورت بنی وہ ذیل کے دلچسپ سروے رپورٹ سے واضح ہوگی۔ محمد سے احمد تک۔ (ایک دلچسپ سروے رپورٹ)

ہر مذہب کے افراد کے نام ان کے مذہب کے عکاس ہوتے ہیں۔ عموماً نگاہ کے لفظ سے کچھ مذہب ظاہر ہوتا ہے۔ یوسف مسیح، پرویز مسیح جیسے ناموں سے عیسائی مذہب کی عکاسی ہوتی ہے۔ محمد صدیق، محمد شریف جیسے ناموں سے مذہب اسلام واضح ہوتا ہے۔ قادیانی جماعت نے اپنے آغاز سے خود کو مسلمانوں کا ایک فرقہ ثابت کرنے کی کوشش کی۔ آہستہ آہستہ اپنے فرقہ کو اصل اسلام اور دیگر فرقوں کو دو نمبر اسلام ثابت کرنے کی کوشش کی۔ مرزا محمود کے دور امامت میں قادیانی جماعت تشدد اور متعصب حد تک پہنچ کر اسلام سے علیحدہ ہوتی چلی گئی مسلمانوں سے ہر قسم کے میل جول کو شرعی طور پر ممنوع قرار دے دیا گیا۔ بلکہ مرزا محمود کے بھائی مرزا بشیر احمد ایم اے نے مسلمانوں کے بارے میں ”کافر بلکہ پکے کافر“ جیسے الفاظ استعمال کر کے دوری کو اور بڑھا دیا۔

نام کے حوالے سے ایک سروے کیا گیا ہے جس میں یہ دیکھا گیا ہے کہ قادیانیوں میں نام کیسے رکھے جا رہے ہیں۔ ظاہر ہے ان کے نام ان کی مذہبی سوچ کے عکاس ہوں گے۔ ضلع جہلم میں محمود آباد ایک ایسا گاؤں (اب محلہ) ہے جہاں کی اکثریت قادیانی ہوا کرتی تھی۔ اور اسے ضلع جہلم میں قادیانیت کا گڑھ سمجھا جاتا رہا ہے۔ ہر قسم کی مذہبی رسومات میں وہ عملاً آزاد ہیں بلکہ نمایاں ہیں۔

محمود آباد جہلم کے قادیانی افراد کے ناموں کے سروے میں محمد اور احمد ناموں کی نسبت تلاش کی گئی ہے۔ مثلاً ۷۰ افراد کے نام سامنے رکھے ان میں ۴۰ ایسے افراد ہیں جن کے ناموں کے ساتھ محمد یا احمد کا لفظ استعمال ہوا ہے اب دیکھا یہ گیا ہے کہ ۴۰ افراد میں سے کتنے فیصد نے محمد اور کتنے فیصد نے احمد نام رکھا ہوا ہے اور اس طرح ایک دلچسپ سروے رپورٹ تیار ہوئی ہے۔

سروے رپورٹ

محمود آباد جہلم میں پیدائش رجسٹر کے مطابق ۱۹۳۳ء تا ۱۹۴۱ء پیدا ہونے والے قادیانی بچوں کے ناموں کا جائزہ لیا گیا تو یہ بات سامنے آئی کہ محمد کے نام والوں کی تعداد ۴۸ فیصد اور احمد والوں کی ۵۲ فیصد ہے۔ واضح رہے ۱۹۱۴ء میں مرزا محمود احمد نے اقتدار سنبھالنے کے بعد جماعت کی ”برین واشنگ“ شروع کر دی تھی۔ لہذا ۱۹۳۳ء تا ۱۹۴۱ء قادیانی افراد ”دائرہ محمد“ سے نکل ”دائرہ احمد“ میں داخل ہو رہے تھے۔

۱۹۵۰ء تا ۱۹۵۲ء کے عرصہ میں پیدا ہونے والے افراد میں یہ نسبت یوں بنی کہ محمد کے نام والے ۲۸ فیصد رہ گئے اور احمد کے نام والوں کی تعداد بڑھ کر ۷۲ فیصد ہو گئی۔ ۱۹۶۵ء تا ۱۹۷۱ء

کے عرصہ میں پیدا ہونے والوں میں محمد کا نام رکھنے والوں کی تعداد ۲۰ فیصد رہ گئی اور احمد کی بڑھ کر ۸۰ فیصد ہو گئی۔

۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر مسلمانوں سے علیحدہ کر دیا گیا۔ قادیانیوں نے احتجاج تو کیا مگر ذہنی طور پر وہ قبول کر چکے تھے کیونکہ وہ خود ہی دائرہ محمدؐ سے باہر آ رہے تھے۔

۱۹۸۳ء تا ۱۹۹۲ء کے عرصہ میں پیدا ہونے والے افراد میں محمد کا نام رکھنے والے ۱۰ فیصد رہ گئے اور احمد والوں کی تعداد ۹۹ فیصد ہو گئی۔ اور یوں قادیانیوں نے خود ہی مسلمانوں سے علیحدہ ہونے کا اعلان کر دیا۔

یہ سروے تاریخ پیدائش کے حوالے سے تھا۔ اب ذرا ایسے افراد کے ناموں کا جائزہ لیتے ہیں جو جوان ہوئے اور معاشرے میں اچھا برا اثر چھوڑ کر یا تو دنیا سے چلے گئے یا ابھی سرگرم عمل ہیں۔ لہذا ایسے افراد جن کی عمر ساٹھ سال ہو چکی ہے۔ یعنی ۱۹۳۰ء سے قبل پیدا ہونے والے افراد کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔ اس میں فوت شدہ افراد بھی شامل ہوں گے کیونکہ ان کے مرنے کے بعد ان کے نام صفحہ ہستی سے مٹ نہیں گئے۔

۱۹۳۰ء سے قبل پیدا ہونے والوں کی نسبت یوں نبی کہ محمد کا نام رکھنے والوں کی تعداد ۸۳ فیصد اور احمد کا نام رکھنے والوں کی صرف ۱۶ فیصد تھی۔

جبکہ ۱۹۴۰ء تا ۱۹۷۰ء تک پیدا ہونے والے یا جن کی عمر اس وقت ۳۰ سے ۶۰ سال ہے۔ ان کے ناموں میں نسبت تیزی کے ساتھ بدل جاتی ہے۔ اب نسبت یہ بنتی ہے کہ محمد کا نام رکھنے والے ۹ فیصد اور احمد کا نام رکھنے والے ۹۱ فیصد ہوتے ہیں۔

۱۹۴۰ء سے ۱۹۷۰ء تک مرزا محمود احمد اور مرزا بشیر احمد کی کوششیں رنگ لا چکی تھیں۔ قادیانی متعصب ہو چکے تھے۔ لہذا وہ اپنے بچوں کے ناموں میں خاص ”احتیاط“ برت رہے تھے۔ ذرا آگے بڑھیے۔ ۳۰ سے کم عمر کے افراد اور بچوں کے ناموں نے فیصلہ ہی کر دیا۔ اب محمد کا نام صرف ۱۰ فیصد اور احمد کا نام ۹۹ فیصد رکھ کر سارا مسئلہ ہی حل کر دیا گیا ہے۔ ”دائرہ محمدؐ“ سے کلی منہ موڑ کر دائرہ احمد میں داخل ہو کر نہ صرف قادیانیوں نے مسلمانوں سے علیحدہ ہونے کا اعلان کر دیا ہے بلکہ ۱۹۷۴ء میں امت مسلمہ کی طرف سے غیر مسلم قرار دینے والے فیصلے کی توثیق بھی کر دی ہے۔

واضح رہے کہ اب قادیانی خود بچوں کے نام نہیں رکھتے بلکہ پیدائش سے قبل ہی لندن میں خط لکھ دیتے ہیں نام کے لیے۔ وہاں سے دو نام آ جاتے ہیں کہ اگر لڑکا ہو تو یہ نام رکھیں اور لڑکی ہو تو یہ۔ ان کی طرف سے محمد، عمر، عثمان، حسن، حسین، فاطمہ، خدیجہ، آمنہ، نضیب جیسے اسلامی ناموں سے مکمل ”پرہیز“ کیا جاتا ہے۔ بے شک وہاں سے ”گوری“۔ ”کالی“ جیسے نام آ جائیں بخوشی قبول کر کے بچوں کے منہ پر مل دیں گے۔ (روزنامہ اوصاف اسلام آباد، مورخہ ۵ مئی ۲۰۰۰ء)

(۵) قادیانیوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو ناکام ثابت کر دیا

قادیانی جماعت اپنی تحریر و تقریر میں عوام الناس بالخصوص قادیانی احباب کو یہ باور کروانے کی کوشش کرتی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ایسے میں دنیا میں آئے جب لوگ اسلام سے دور جا چکے تھے۔ مسلمان صرف نام کے مسلمان رہ گئے تھے۔ زمانہ جاہلیت ایک بار پھر بنی نوع انسان کو اپنی لپیٹ میں لے رہا تھا اور مسلمان کسی مسیحا کی تلاش میں تھے۔ اس وقت مرزا صاحب آئے تاکہ اصل اسلام کو پیش کر کے اسلام سے دور ہونے والے مسلمانوں کو ایک بار پھر اسلام کے قریب لائیں اور غیر مسلموں کو اسلام کا اصل چہرہ پیش کر کے اسلام کے خلاف ان کی غلط فہمیوں کو دور کر سکیں۔ عیسائیوں اور دیگر مذاہب کے اسلام پر حملوں کا دفاع کر سکیں۔ مسلمانوں کی تربیت کر کے ان کو خدا کے قریب لائیں تاکہ دنیا میں مسلمان ایک سچے مسلمان کی طرح رہ کر معاشرہ میں پیدا ہونے والے بگاڑ کو دور کر سکیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ توحید کا قیام یعنی لوگوں کو ایک خدا کی طرف لا کر دنیاوی بتوں کو توڑ دیا جائے۔

اب جبکہ مرزا صاحب کو دنیا میں آ کر اپنی پوری کوشش کے ساتھ اپنے جو ہر دکھا کر ایک جماعت کو وجود میں لائے ایک سو سال کا عرصہ گزر چکا ہے اور مرزا صاحب کے بعد ان کے چار جانشین اس جماعت میں اپنی پوری قوت و ہمت کے ساتھ اس کی تنظیم و ترقی میں اپنا کردار ادا کر چکے ہیں۔ تو آئیے دیکھتے ہیں کہ کیا مرزا صاحب اپنے مقاصد میں کامیاب ہوئے؟ جو دعوے انہوں نے کیے تھے کیا وہ پورے ہوئے؟ انہوں نے جو کہا تھا کہ اب اسلام کی ترقی ان کے ذریعہ ہوگی اور دنیا میں بہترین اسلامی معاشرہ اب ان کے دم سے وجود میں آئے گا کیا ان کا یہ دعویٰ سچ ثابت ہوا؟

ایک ایسا آدمی جو مدعی نبوت ہو تو اس کے تمام دعوے سچے ہوتے ہیں۔ اس کے

دعوؤں کو پرکھنے کے لیے دلائل و براہین کے ساتھ ساتھ ”دیکھو اور انتظار کرو“ کے فارمولے کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ مرزا صاحب کے دور میں تو دلائل و براہین کی ضرورت تھی مگر اب ”دیکھو اور انتظار کرو“ کے فارمولے کے مطابق پرکھا جائے گا کیونکہ وقت نے سچ اور جھوٹ کا فیصلہ کر دیا ہے۔

ایک سائنس دان علم فلکیات کے متعلق دعویٰ کرتا ہے کہ اتنے سال بعد فلاں وقت سورج گرہن ہوگا اور فلاں فلاں علاقے میں دیکھا جائے گا۔ اس کی وجہ سے دنیا کے فلاں علاقے میں طوفان آئیں گے۔ موسم تبدیل ہو جائے گا وغیرہ وغیرہ۔ اس سائنس دان کے دعوے کو لوگ اس کے علم اور تجربے کی بنیاد پر اہمیت دیں گے بعض کہیں گے کہ بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے کیونکہ ہم جانتے ہیں یہ بڑا سائنس دان ہے۔ کچھ کہیں گے ہاتھ تو ٹھیک نظر آتی ہیں کچھ کہیں گے انتظار کر لیتے ہیں۔ دیکھتے ہیں کہ اس کا دعویٰ کتنا سچا ہے اب اگر مذکورہ عرصہ گزرنے کے بعد وہ پیش گوئی پوری نہیں ہوتی تو تینوں گروپ (سب لوگ) اسے ناکام قرار دیں گے۔

آئیے اب جائزہ لیتے ہیں کہ کیا مرزا صاحب کے دعوے اور خواہش کے مطابق قادیانیوں میں اسلامی روح پیدا ہو چکی ہے۔ کیا خالص اسلامی معاشرہ وجود میں آچکا ہے؟ کیا قادیانی عبادات و صدقات میں ان کے بقول ”پرانے مسلمانوں“ سے نمایاں طور پر آگے نظر آتے ہیں؟ کیا قادیانی اعمال صالح کے ”حسین نمونے“ سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر رہے ہیں؟ آئیے دیکھتے ہیں کہ قادیانیوں نے اپنے عمل سے مرزا صاحب کو کامیاب ثابت کیا یا ناکام ثابت کیا۔ سب سے پہلے عبادات کے حوالے سے جائزہ لیتے ہیں۔

نماز

قرآن مجید میں سب سے زیادہ زور نماز پر دیا گیا ہے جماعت بھی اس کو تسلیم کرتی ہے اور نماز کے حلق تمام سربراہان جماعت نے خصوصی توجہ بھی دی ہے۔ تقریر و تحریر سے اس کی اہمیت کو واضح بھی کیا اور خاصا لٹریچر بھی اس کے حلق تیار کیا اب اگر افراد جماعت کے عمل کو دیکھیں تو بالکل الٹ نتیجہ سامنے آتا ہے۔ قادیانی جماعت میں عملی طور پر نماز کی بالکل اہمیت نہیں ہے۔ میں ضلع جہلم، چکوال، راولپنڈی اور تحصیل گوجر خان کی جماعتوں کا نقشہ پیش کر سکتا ہوں جو میرے ذاتی مشاہدے پر مبنی ہے بلکہ بہاولپور شہر کی جماعت کی نماز کے بارے میں حالت بیان کر سکتا ہوں۔ ان سب جماعتوں میں یہ حالت ہے کہ اگر جمعہ کی نماز میں ۵۰ افراد آتے ہیں۔ (اس سے

وہاں کی جماعت کی تعداد ظاہر کرنا مقصود ہے) تو صبح کی نماز میں ۲، ظہر کی نماز میں ۲، عصر کی نماز میں ۳، مغرب کی نماز میں ۸ اور عشاء کی نماز میں اوسطاً ۵۵ افراد آئیں گے۔ مگر شہری اور دیہاتی جماعتوں کی حالت میں فرق بھی ہے۔ شہری جماعتوں میں فجر، ظہر اور عصر کے وقت عبادت گاہیں ”تالے“ کی زیر نگرانی رہیں گی۔ مغرب اور عشاء میں دو تین افراد ہو سکتے ہیں۔ دیہاتی مجالس میں قدرے بہتر حالت ہوگی۔ مغرب میں بچوں کی وجہ سے تعداد زیادہ ہو سکتی ہے۔

اس کے مقابل مسلمانوں میں نماز کی حالت قادیانی کی نسبت بہت ہی اچھی ہے۔ جنہیں ہدایت دینے والا چودہ سو سال قبل آیا تھا ان کی حالت یہ ہے کہ تمام مساجد پانچ وقت نمازیوں سے آباد رہتی ہیں۔ پانچوں وقت باجماعت نماز ہوتی ہے۔ نماز کے وقت مسجدوں کے باہر بہت ایمان افروز نظارہ ہوتا ہے لوگ کاروبار چھوڑ کر مسجد کی طرف دوڑ رہے ہوتے ہیں اور مسجد میں جوق در جوق داخل ہو رہے ہوتے ہیں۔

اگر کسی شہر میں مختلف دفاتر میں قادیانیوں کی تعداد کو لیں تو ظہر اور عصر کی نماز ان میں سے ایک بھی نہیں پڑھے گا جبکہ عام مسلمانوں کی حالت یہ ہوگی کہ ہر دفتر میں باجماعت نماز ہوگی اور نماز کے وقت اکثر دفتر خالی ہو جائیں گے۔ قادیانیوں کے ”خاص لوگوں کا“ بھی ذرا حال پڑھے۔ اگر قادیانی جماعت کی کسی بھی تنظیم کی مجلس عاملہ کا اجلاس ہو رہا ہو۔ (میں نوجوانوں کی تنظیم خدام الاحمدیہ کی مجالس عاملہ کے کردار کا عینی شاہد ہوں) بے شک ضلعی یا علاقائی مجلس عاملہ کا اجلاس ہو۔ (ظاہر ہے اس میں قادیانی جماعت کی ”کریم“ شامل ہوگی) عصر کی نماز کے بعد اجلاس شروع ہوا مغرب کی نماز کا وقت گزر گیا۔ عشاء سے قبل اجلاس ختم ہوا۔ اگر تو اجلاس عبادت گاہ میں نہیں ہو رہا کسی کے گھر یا دفتر میں ہے تو یقینی بات ہے کہ اجلاس برخاست ہونے کے بعد تمام ممبران خاموشی سے گھروں کو چلے جائیں گے باجماعت نماز ہوگی اور نہ ہی فرد افراد پڑھیں گے۔ اور اگر یہ اجلاس عبادت گاہ میں ہو رہا ہے تو عین ممکن ہے نماز کھڑی ہونے پر کوئی ان کو ”ڈسٹرب“ کر دے کہ نماز شروع ہونے والی ہے آجائیے۔ تو پھر ممبران بادل خواستہ اس میں شامل ہو جائیں گے۔ اگر کوئی ڈسٹرب نہیں کرتا تو اجلاس جاری رہے گا اگر کوئی ممبر کہہ دے گا کہ نماز پڑھ لیتے ہیں تو فوراً جواب ملے گا کہ عشاء کے ساتھ ”جمع“ کر لیں گے۔ گویا عبادت گاہ میں بیٹھ کر بھی بروقت نماز نہیں پڑھیں گے۔ اب اگر اجلاس عشاء سے پہلے ختم ہو جاتا ہے تو ممبران بغیر نماز پڑھے چلے جائیں گے اگر عشاء کے قریب ختم ہو تو ممبران صرف تین فرض پڑھ کر مغرب کو

”فارغ“ کر دیں گے اور پھر عشاء کے چار فرض اور تین وتر ادا کر کے فارغ ہو جائیں گے۔ یہ سودا ہر قادیانی کو منظور ہے۔ مغرب کو خود ”مس“ کریں گے اور عشاء کے ساتھ ملا کر ”جمع کر کے“ سنتوں اور نفلوں کو ”جماڑ“ ”کر“ ”وزن“ کو کم کر لیں گے۔

جہاں تک ممبرانِ عاملہ کے انفرادی کردار (نماز کے حوالے سے) کا تعلق ہے ان کے لیڈر، قائد، نماز سے خاصے ”الرجک“ ہوتے ہیں ایسے قائد شہر و ضلع بھی دیکھے ہیں جو کبھی عبادت گاہ میں آتے بھی نہیں اور اگر افسرانِ بالا تک یہ بات پہنچے بھی تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ اس کا ”ذاتی معاملہ“ ہے گویا جماعت کی بالا قیادت بھی نماز کا نہ پڑھتا برا نہیں مانتی بلکہ بے نمازی کی حمایت کرتی ہے۔

جماعت میں نماز جمع کرنے کا عام رواج ہے جو نہ صرف نمازوں میں عدم دلچسپی کا ثبوت ہے بلکہ نمازوں کے ساتھ مذاق کے مترادف ہے۔ ایک قادیانی کسی دفتر میں ملازم ہے اولاً تو وہ ظہر، عصر، مغرب کی نماز پڑھے گا ہی نہیں۔ اگر کسی کے کہنے پر ظہر اور عصر کی نماز پڑھے گا تو یقیناً اور لازماً وہ دونوں نمازوں کو جمع کرے گا اور یوں چار چار فرض پڑھ کر وہ اس ”بوجھ“ کو اتارے گا۔ قادیانیوں میں نماز کے التزام میں مذاق ہی مذاق نظر آتا ہے۔ نہ نمازوں میں باقاعدگی، نہ نمازوں کو بروقت ادا کرنے کی کوشش، نہ نمازوں میں سنتوں اور نفلوں کو ادا کرنے پر توجہ، نہ وضو کے بارے میں سنجیدہ۔ سردی ہے تو چلتے چلتے دیوار پر ہاتھ مارا اور منہ پر پھیر کر تہنم کر لیا۔ وضو کرتے وقت پاؤں پر جرابوں پر ہاتھ پھیر کر فارغ، تین دن تک یعنی ۱۵ نمازوں تک مسلسل پاؤں دھوئے بغیر جرابوں پر ”مسح“ کرنا جائز سمجھتے ہیں اور خاص حالات میں سات دن تک۔ گویا وضو سے لے کر نماز کے اختتام تک سارا عمل ”فری سٹائل“ ہوگا۔ جبکہ وہ مسلمان جن کی بے دینی اور بے عملی کے بارے میں قادیانی جماعت کا لٹریچر بھرا ہے ان کی یہ حالت ہے کہ وہ مسجد میں داخل ہو کر جتنی سردی ہو، کوٹ اور جرابیں اتاریں گے۔ ٹھنڈا یا گرم پانی جو بھی دستیاب ہو اس سے مکمل وضو کریں گے۔ باجماعت نماز کے لیے ”رش“ کریں گے باجماعت نماز ادا کر کے پوری سنتیں اور نفل ادا کریں گے۔ دفاتر میں ملازم افراد کی اکثریت ظہر اور عصر کی نماز ادا کرے گی جمع نہیں کرے گی۔ بلکہ ”تفریق“ رکھے گی۔ قادیانی جب باجماعت نماز ادا کرتے ہیں تو نماز کے بعد سنتیں پڑھنے کے بعد فوراً بھاگتے ہیں کسی بھی مرحلے پر دعا نہیں کی جاتی جبکہ مسلمان نماز شروع کرنے کے بعد دعاؤں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا، اس سے درود

شریف کا ورد ہوگا پھر دعا شروع ہوگی۔ سنتوں کے بعد انفرادی دعا۔ بعد میں امام کی طرف سے اجتماعی دعا (بطور خاص نماز جمعہ کے بعد) اور پھر ہر دعا میں امام کی طرف سے عام فہم دعائیں بلند آواز میں جس میں روزمرہ کی ضروریات، قومی اور ملکی مسائل، عالم اسلام کو درپیش مسائل، اور غریبوں اور بیماروں کے لیے خصوصی دعائیں شامل ہوں گی۔ قادیانیوں میں ان باتوں کا تصور بھی نہیں۔ ضلع جہلم، چکوال، راولپنڈی، اسلام آباد اور بہاولپور کی مسلمان آبادی اپنے علاقوں میں موجود قادیانی جماعت کے بارہ میں کسی طرح بھی یہ نہیں کہہ سکتی کہ قادیانی نمازوں میں بہتر ہیں اور کوئی قادیانی جماعت اپنے قریب بسنے والے مسلمانوں کی نسبت اپنے آپ کو نمازوں میں بہتر ثابت نہیں کر سکتی۔

یہ ان دو گروہوں کا موازنہ تھا جن میں سے ایک کو گائیڈ کرنے والا یا تربیت کرنے والا چودہ سو سال پہلے آیا تھا اور دوسرے کو گائیڈ، تربیت کرنے والا ایک سو سال پہلے آیا تھا بلکہ ابھی ”خلافت“ (بقول قادیانی جماعت) قائم ہے۔

ایک سو سال سے مسلسل تربیت مل رہی ہے۔ مرزا صاحب اپنی جماعت کی کتنی تربیت کر سکے۔ ان میں کتنا مذہبی جذبہ پیدا کر سکے یا ان کو خالص مسلمان اور مومن بنا سکے؟ فیصلہ خود کیجیے۔

روزہ

اسلامی عبادات میں ایک اور اہم عبادت روزہ ہے جس کے بارے میں قرآن مجید میں بار بار حکم آیا ہے کہ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں نماز کے بعد اس کا نمبر آتا ہے۔ آجے دیکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں میں روزہ کی کیا اہمیت ہے؟ یا مرزا صاحب اپنی جماعت میں روزہ کے بارے میں کتنی بیداری پیدا کر سکے۔

قادیانی جماعت میں روزہ کے ساتھ ”فری سٹائل“ سلوک کیا جاتا ہے۔ قادیانی لٹریچر میں موجود ہے کہ ایک آدمی کسی دوسرے گاؤں سے پیدل چل کر یا تانگے پر مرزا صاحب کے پاس حاضر ہوا، روزہ رکھا ہوا تھا تو مرزا صاحب نے خود کھانے والی کوئی چیز منگوا کر روزہ کھلوا دیا اور کہا کہ سفر میں روزہ رکھنا مناسب نہیں۔ اگر کسی کے کان میں درد، یا دانت میں درد ہو تو روزہ کھلوا دیا کہ بیماری میں روزہ جائز نہیں بلکہ بعض دفعہ لوگوں نے سوال کیا کہ روزہ کی حالت میں اگر فلاں تکلیف ہو (کوئی معمولی تکلیف) تو کیا کرنا چاہیے۔ تو کہا کہ سوال ہی غلط ہے بیماری میں تو روزہ

جائز ہی نہیں۔ اس وقت مرزا قادیانی نے کن حالات میں اور کس ماحول میں بات کی۔ کتنے سفر پر روزہ کی چھوٹ کا ذکر کیا اس کو چھوڑیں۔ دیکھتے ہیں کہ جماعت اس وقت کس لائن پر ہے کیونکہ ابھی مرزا قادیانی کو فوت ہوئے سو سال کا عرصہ نہیں گزرا اور ان کے جانشین بطور ”خليفة“ ابھی موجود ہیں۔

اس وقت حالت یہ ہے کہ اگر ایک قادیانی نے دن کے پچھلے پہر کوئی ایک گھنٹہ کا ہی سفر کرنا ہو جو ظاہر ہے آج کل پیدل یا تاگوں پر نہیں کیا جاتا بلکہ آرام دہ بسیں اور دیکشیں دستیاب ہیں تو وہ قادیانی صبح روزہ رکھے گا ہی نہیں۔ اگر کوئی کہہ دے کہ روزہ رکھ لو تو جواب ہوگا آج میں نے سفر کرنا ہے وہ سفر بے شک جہلم سے گوجر خان (ایک گھنٹہ) گوجر خان سے راولپنڈی (ایک گھنٹہ) یا راولپنڈی سے چکوال (ڈیڑھ گھنٹہ) وغیرہ وغیرہ۔ اگر کسی قادیانی کو زکام کا اندیشہ ہو کہ دن کو زکام لگ سکتا ہے آغا نظر آرہے ہیں تو وہ روزہ نہیں رکھے گا۔ اگر جسم میں تھکاوٹ محسوس کر رہا ہے تو اب اندیشہ ہے کہ دن کو بخار ہو جائے لہذا روزہ چھوڑنے کا معقول بہانہ تیار ہے اس بارے میں مرزا طاہر احمد نے متعدد بار اور جماعت کے مربیوں نے بار بار جماعتی فلسفہ بتایا ہے کہ جب خدا نے بیماری اور سفر میں روزہ کی چھوٹ دے رکھی ہے تو اب روزہ رکھ کر خدا کو زبردستی راضی کرنے والی بات ہوئی جو مناسب نہیں۔ یا پھر روزہ رکھ کر خدا تعالیٰ کی ہستی کو چیلنج کیا جاتا ہے کہ تمہیں معلوم ہی نہیں دیکھو ہم نے سفر میں روزہ رکھ لیا ہے اور کچھ نہیں ہوا یا بیماری میں روزہ رکھ لیا ہے اور کچھ نہیں ہوا۔ اس فلسفے پر تو زور ہے مگر اس بات پر زور نہیں کہ آج جو روزہ چھوڑ رہے ہو کل سفر کی یا بیماری کی حالت ختم ہونے کی صورت میں ان روزوں کی تعداد پوری بھی کرنی ہوگی۔ لہذا قادیانی صرف روزہ چھوڑتے ہیں بعد میں رکھتے نہیں۔ اگر جماعت بعد میں روزہ رکھنے پر پابند کرے تو کوئی قادیانی روزہ چھوڑے ہی نہیں۔

اب صورت حال یہ ہے کہ کسی ہستی میں بسنے والے بالغ قادیانی مردوزن میں سے کم از کم ۵۰ فیصد بے روزہ ضرور ہوں گے باقی ۵۰ فیصد روزہ دار صرف (احتیاط لکھ رہا ہوں) اور یوں قادیانی روزہ کے ساتھ کھلم کھلا مذاق کرتے ہیں۔ اس کے مقابل مسلمان روزہ کی سختی سے پابندی کرتے ہیں ہر چھوٹا بڑا روزے کی پابندی کرے گا اور بالغ افراد کی کم از کم ۹۰ فیصد تعداد روزہ رکھے گی۔ ۱۰ فیصد بے روزے صرف احتیاط لکھ رہا ہوں ایک مسلمان ۸ گھنٹے کے سفر پر بھی ہو تو وہ روزہ رکھے گا وہ جانتا ہے کہ آج کا دس گھنٹے کا سفر ۱۴۰ سال قبل کے ایک گھنٹہ کے سفر کی شدت سے بھی کم شدت رکھتا ہے۔

ٹرینوں میں سفر کرنے والے مسافروں کی اکثریت لمبے سفر پر جا رہی ہوتی ہے مگر ان میں سے اکثریت نے روزہ رکھا ہوتا ہے یہ سارے مسلمان ہوتے ہیں اگر ان میں کوئی قادیانی ہوگا تو لازماً بے روزہ ہوگا۔ اگر اس نے روزہ رکھا ہوا ہے تو وہ ”مخلص قادیانی“ نہیں کیونکہ اس نے اپنے امام کی بات نہیں مانی اور سفر میں روزہ رکھ لیا ہے۔

مجھے یاد ہے کہ ۱۹۸۱ء تا ۱۹۸۳ء جب میں لاہور میں ایم ایس سی کے دوران احمدیہ ہوسٹل (دارالحدیث ۱۳۴-۸ مسلم ٹاؤن) میں رہتا تھا تو رمضان میں اس احمدیہ ہوسٹل میں دن کے وقت باقاعدہ کھانا پکتا تھا اور بے روزہ قادیانی باقاعدہ ڈائننگ ہال میں کھانا کھایا کرتے تھے۔ اور اس وقت مجھے اس سے خاصی تکلیف ہوتی جب یونیورسٹی کے ہاسٹل کے کچن تمام دن بند ہونے کی وجہ سے کچھ ایسے مسلمان طلبہ جو کسی وجہ سے روزہ نہ رکھتے تھے یا مذہب سے دوری کی وجہ سے بے روزہ ہوتے اور انہیں باہر کسی ہوسٹل سے بھی کھانا نہ ملتا تو وہ احمدیہ ہوسٹل میں اپنے کسی قادیانی دوست کے پاس آ جاتے اور یہاں سے کھانا کھاتے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ اس ہوسٹل میں کک مسلمان ہے اور وہ روزے سے ہوتا ہے اور قادیانی طلباء کو کھانا پکا کر دیتا ہے مزید لطف کی بات یہ ہے کہ ان بے روزہ قادیانیوں کی اکثریت ربوہ سے تعلق رکھتی تھی جو قادیانیوں کا مرکز تھا۔

یہ بھی صورت حال ایسے افراد کی جن کو تربیت دینے کا باقاعدہ انتظام موجود ہے اور ان کے مصلح کو گزرے ابھی سو سال بھی نہیں ہوئے بلکہ ابھی تسلسل جاری ہے۔ جبکہ دوسری طرف مسلمان عوام جن کا مصلح گزرے ۱۴۰۰ سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے۔ قادیانیوں نے اپنے عمل سے اپنے مصلح کو کیا ثابت کیا کامیاب یا ناکام؟

زکوٰۃ

اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں چوتھے نمبر پر زکوٰۃ ہے۔ یہ ایک اسلامی لازمی چندہ ہے۔ اس کی ادائیگی لازمی ہے، اسلام کے آغاز میں خلفاء نے اس کی وصولی کے لیے باقاعدہ سختی کی ہے جو ایک ریکارڈ ہے آئیے دیکھتے ہیں کہ قادیانی اس کو کس طرح سمجھتے ہیں اور اس کی ادائیگی کا کیا اہتمام کرتے ہیں۔

قادیانیوں میں مالی قربانی پر بہت زور دیا جاتا ہے اور جماعت اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ بھی لیتی ہے۔ مگر اس میں زکوٰۃ شامل نہیں۔ ہر قادیانی پر کئی قسم کے چندے واجب ہیں جن کی

ادائیگی اس کے لیے ہر حال میں ضروری ہے ورنہ اس کے کھاتے میں بطور بقایا نام ہوتے جائیں گے جو مرتے دم تک پیچھا نہیں چھوڑیں گے اور اس کے مرنے کے بعد اس کے لواحقین سے وہ چندہ وصول کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ مثلاً ہر بالغ فرد پر چندہ عام، جلسہ سالانہ، تحریک جدید اور وقف جدید جیسے چندے دینے واجب ہیں۔ چندہ عام ملازم پیشہ پر ۶.۲۵ فیصد کے حساب سے لاگو ہے مگر آہستہ آہستہ بے روزگاروں پر بھی اس دلیل کے ساتھ لاگو ہو گیا ہے کہ وہ اپنے روزمرہ معمولات کو جاری رکھنے کے لیے جیب خرچ کسی نہ کسی طرف سے حاصل کرتے ہیں۔ لہذا جیب خرچ کی بھی ایک آمد ہے لہذا چندہ لاگو۔ واضح رہے کہ ہر سال جولائی میں بجٹ تیار ہوتا ہے اس کے لیے باقاعدہ ہر فرد سے اس کی ماہوار آمدن پوچھی جاتی ہے پھر اس آمدن پر ہر فیصد کا قارمولا لگا کر ماہوار اور سالانہ چندہ بتایا جاتا ہے۔ چندہ جلسہ سالانہ ہر فرد پر ماہوار آمدن کے دس فیصد حصہ کو بطور سالانہ چندہ کے وصول کیا جاتا ہے۔ تحریک جدید ایک نفلی چندہ تھا مگر اب پیار سے سب کو گھیر لیا گیا ہے اب اس میں ہر مرد، عورت، بچہ، بوڑھا شامل کر لیا گیا ہے۔ وقف جدید بھی نفلی چندہ کے طور پر سامنے آیا۔ ستر فیصد قادیانی مردوزن اس کی لپیٹ میں آچکے ہیں۔ ان سب چندوں کے مرکز سے انسپکٹر آتے ہیں، ہر مجلس میں چندہ کی وصولی اور چندہ کو مرکز میں پہنچانا یقینی بناتے ہیں۔ باقاعدہ کھاتہ جات چیک ہوتے ہیں۔ ان چندوں کے علاوہ ذیلی تنظیموں کے چندے بھی ہیں۔ مذکورہ بالا لازمی چندوں میں زکوٰۃ بالکل شامل نہیں۔ نہ ہی کبھی جماعتی عہدیدار، مربی یا ”خليفة“ کی طرف سے زکوٰۃ کے لیے کہا گیا ہے، نہ زکوٰۃ کا کوئی انسپکٹر مرکز سے آتا ہے، نہ ہی اس کے کھاتے چیک ہوتے ہیں، نہ ہی یہ لازمی مد ہے اور نہ ہی نفلی۔ لہذا زکوٰۃ قادیانی جماعت میں مکمل طور پر نظر انداز کی جاتی ہے۔ واضح رہے کہ آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے پرانے رجسٹروں میں ایک دفعہ غلطی سے زکوٰۃ کا لفظ شامل کیا گیا وہ صرف دیکھنے کے لیے ہے۔ پچھلے پانچ سال کے اگر کھاتے چیک کیے جائیں تو سارے کھاتے خالی نظر آئیں گے۔

دوسری طرف مسلمان ابھی تک زکوٰۃ دے رہے ہیں یعنی ۴۰۰ سال گزرنے کے باوجود یہ ادا کر رہے ہیں۔ پاکستان میں ۶/۴ ارب روپیہ بطور زکوٰۃ جمع ہونے والا مسلمان ہی ادا کرتے ہیں دیگر اسلامی ممالک میں بھی زکوٰۃ ادا کرنے والے مسلمان ہی ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی اسلام کے بنیادی ستون زکوٰۃ کے بارے میں جماعت کو کتنا ٹرینڈ کر سکے یا جماعت نے اپنے عمل سے کیا ثابت کیا فیصلہ خود کریں؟

اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں ایک رکن حج ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۸۸۹ء میں قادیانی جماعت کی بنیاد رکھی اس کے بعد وہ ۱۹ سال زندہ رہے مگر ایک حج نہ کیا۔ ان لیا کہ ان کے مالی حالات ایسے نہ ہوں گے کہ وہ حج کر سکتے لیکن وہ جماعت کو اس سلسلہ میں کیا ہدایت کر گئے۔ کیا قادیانیوں کی بنیادی تعلیم میں شامل ہے؟

صورتحال یہ ہے کہ اس وقت کا ایک نوجوان قادیانی (۱۸ سالہ) حج کو قادیانیوں کے لیے ضروری نہیں سمجھتا بلکہ وہ اسے مسلمانوں کے لیے مخصوص جانتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ قادیانی حج نہیں کرتے بلکہ جلسہ سالانہ پر ربوہ قادیان یا لندن چلے جاتے ہیں۔ نہ ہی مرزا طاہر احمد قادیانی جماعت کے موجودہ سربراہ نے حج کی فضیلت یا مناسک حج کے بارے میں کبھی خطبہ دیا ہے البتہ جلسہ سالانہ کے ایک ایک پہلو کے بارے میں تفصیلی خطبات ہوتے رہتے ہیں نہ ہی مربیوں نے اس سلسلہ میں جماعت کو کچھ بتایا ہے۔

۱۹۷۴ء میں پاکستان میں قادیانیوں کے لیے حج پر جانے پر پابندی لگ گئی جبکہ پاکستان بننے سے لے کر ۱۹۷۴ء تک ۲۷ سالوں میں مرزا قادیانی کے خاندان نے بڑی مالی ترقی کی۔ جائیدادوں اور دولت کے انبار لگ گئے۔ ہر شہزادے کے نام کئی کئی مرلح زمین آگئی۔ ربوہ میں کوشیاں، بنگلے تعمیر ہوئے، پیسے کی ریل چل ہو گئی۔ مگر کتنے شہزادے ہیں جنہوں نے حج کیا؟ جو اب مایوس کن۔ جماعت کے کتنے مخلص قادیانی تھے جنہوں نے حج کیا؟ مرزا صاحب کی فیملی سے تعلق رکھنے والے تین سربراہان جماعت میں سے کتنے ہیں جنہوں نے حج کیے؟ عام قادیانیوں سے چند ایک نے جو باہر تھے کسی دوسرے ملک سے دوستوں کے ساتھ چلے گئے اور حج کر لیا۔

دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ ۱۴۰ سال گزرنے کے باوجود حج کے موقع پر بیس لاکھ سے زائد مسلمان ہر سال حج کرتے ہیں۔ ان میں ایک فیصد بھی قادیانی نہیں ہوتے۔ بلکہ بیس لاکھ میں بیس قادیانی بھی نہیں ہوتے۔ یہ ضرور ہے کہ جب سے پابندی لگی ہے چند قادیانیوں نے صرف حج نہ کرنے کے الزام سے بچنے کے لیے خفیہ طور پر حج کیا ہے۔ اس وقت بہت سے ایسے قادیانی ہیں جو نہ صرف خود حج کر سکتے ہیں بلکہ اپنے بزرگوں کو بھی حج کروا سکتے ہیں مگر وہ کیوں کریں کیونکہ ان کے نصابِ یارین میں شامل ہی نہیں۔

جب سے مرزا طاہر احمد انگلینڈ گئے ہیں ضلع جہلم سے کئی درجن افراد جلسہ سالانہ میں

شمولیت کے لیے لندن جا چکے ہیں۔ کئی درجن باقاعدہ ویزے لے کر قادیان (ہندوستان) جلسہ میں شامل ہو چکے ہیں۔ حالانکہ سرکاری ملازم گورنمنٹ کی اجازت کے بغیر بیرون ملک سفر نہیں کر سکتا مگر قادیانی سرکاری ملازم جلسہ سالانہ میں شمولیت اتنا ضروری سمجھتے ہیں کہ بغیر کسی اجازت کے تمام پابندیوں کو توڑ کر نہ صرف انگلینڈ جاتے ہیں بلکہ ہندوستان بھی چلے جاتے ہیں یہاں پر ان کو پابندیاں نہیں روکتیں۔

یہ کیا ہوا مسلمانوں سے قادیانی ہونے والے اصل اسلام سے بھی گئے اور ایک خالص دینی فریضہ نظر انداز کر گئے کیونکہ قادیانیوں کی کم از کم ۹۵ فیصد تعداد مسلمانوں سے قادیانی ہوئی ہے۔ وہ مذہبی اور دینی لحاظ سے بہتر ہونے کی بجائے پہلے سے بھی کمزور ہو گئے۔ قادیانیوں نے اپنے عمل سے مرزا قادیانی کو کیا ثابت کیا۔ فیصلہ خود کریں؟

قادیانیوں کی اخلاقی حالت

آئیے دیکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جو سلسلہ شروع کیا تھا اس کا کیا پھل ملا؟ دینی لحاظ سے تو مسلمانوں سے قادیانی ہونے والوں کی حالت یہ ہو چکی ہے کہ نہ نماز، نہ روزہ، نہ حج، نہ زکوٰۃ۔ اب دیکھتے ہیں کہ اخلاقی لحاظ سے کیسا معاشرہ وجود میں آیا۔ عام تاثر یہ ہے کہ قادیانی بڑے شریف، بھلے مانس، ڈیوٹی کے پابند اور اچھے اخلاق کے لوگ ہوتے ہیں۔ حقیقت کیا ہے؟ آگے پڑھیے۔ صورتحال یہ ہے کہ ہر شہر، ہر محلے اور ہر محکمہ میں قادیانیوں کی آبادی یا تعداد اتنی کم ہے کہ خاصی مشکل سے تلاش کرنی پڑتی ہے۔ اپنی اس کم مانگی کو وہ شدت سے محسوس کرتے ہیں۔ لہذا جہاں ہیں وہاں پر سانس بھینچے گزارہ کر رہے ہیں۔ ۱۹۷۴ء کے بعد سے ان کا گراف مسلسل نیچے جا رہا ہے اور وہ عام مسلمانوں میں گھل مل کر رہنے کے قابل نہیں رہے۔ ایک طرف مسلمانوں نے اپنی ذہنی بیداری کی وجہ سے ان کو ایک طرف کر دیا تو دوسری طرف ان کی اپنی جماعت نے ان کو مسلمانوں سے الگ کرنے کی جہد مسلسل سے اب انہیں آزادی سے جینے کے حقوق سے بھی عاری کر دیا ہے۔ ان کو اتنا متعصب بنا دیا گیا ہے کہ وہ عام مسلمانوں سے عام تعلقات رکھنا بھی گوارہ نہیں کرتے۔ نہ کسی کے جنازے میں شریک ہوتے ہیں، نہ کسی کی فاتحہ خوانی، نہ کسی کے قتل میں اور نہ ہی کسی کے چالیسویں میں۔ لہذا جب کسی کے عمل میں شامل نہ ہوں گے تو وہ بھی پھر آپ کو اپنے پاس بٹھکنے نہ دیں گے۔ خوشی میں شامل نہ ہونا اتنا قابل اعتراض نہیں جتنا کہ غمی میں شمولیت نہ کرنا۔

اب قادیانی جس علاقے میں رہ رہے ہیں وہ کسی سے اونچا بھی نہیں بولیں گے اور جس دفتر میں کام کر رہے ہیں ان سے بھی ڈرے ڈرے سے رہیں گے۔ لہذا اس کم مائیگی اور احساس کمتری سے وہ سر نیچے کر کے چلتے ہیں اور دیکھنے والے سمجھتے ہیں کہ یہ نظر نیچے کر کے چلنے والے کتنے شریف لوگ ہیں جو ایک کھلا دھوکہ ہے۔ قادیانیوں کی اصل شرافت دیکھنی ہے تو کسی ایسے دیہات میں دیکھیں جہاں ان کی تعداد نمایاں ہو یا نصف سے زیادہ ہو تو قادیانیوں کے بارے میں تمام غلط فہمیاں دور ہو جائیں گی۔ ڈانگ مار، پھڈے باز، مقدمے باز، جعل ساز، غاصب، ظالم اور اخلاقی بے راہ روی میں قادیانی عام مسلمانوں سے نمایاں مقام رکھتے ہوں گے۔

ضلع جہلم میں سب سے بڑا جعل ساز، جعلی ڈگریاں اور امتحانات میں جعل سازی کا ماہر ایک قاضی قادیانی ہے۔ اسے جماعت کی بھرپور سپورٹ حاصل ہے۔ شراب کے کاروبار وغیرہ پر بھی ان کی دسترس ہے۔ ایک مقدمے باز، قادیانی خاندانی جس نے عرصے سے مسلمانوں کی زمینیں دبا رکھی ہیں اور کچھ ابھی چھوڑ دی ہیں۔ اپنی آبادی میں پھڈے باز اور غاصب مشہور ہے اپنے ساتھ پوری جماعتی سپورٹ رکھتا ہے بلکہ جماعت کا موقف ہے کہ اس کی سپورٹ ضروری ہے تاکہ علاقے میں اس کا رعب رہے جو جماعت کے لیے ضروری ہے۔

اس وقت ہزاروں قادیانی یورپ اور کینیڈا، امریکہ میں سیاسی پناہ لیے ہوئے ہیں اور کچھ ابھی ابتدائی مراحل میں ہیں۔ ان میں سے ۹۸ فیصد نے جعلی دستاویزات اور جعلی کیسوں کی بنیاد پر باہر سیاسی پناہ لے رکھی ہے (دو فیصد کی گنجائش احتیاط رکھ لی ہے) اتنی جعل سازی تو بے دین اور مذہب سے دور مجڑے مسلمانوں میں بھی نہیں، جتنی قاضی قادیانیوں میں پائی جاتی ہے۔ اس جعل سازی میں جماعت پوری سپورٹ کرتی ہے۔ ان کا امیر جماعت ہو یا مربی ایسے جھوٹے کیس تیار کرنے، کروانے میں پوری مدد کرتے ہیں بلکہ جب ایک قادیانی باہر کسی ملک میں چلا جاتا ہے تو وہاں پر موجود قادیانی مبلغ ان کی مدد کر کے سیٹ کرواتے ہیں گویا جعل سازی کو باقاعدہ قبول کیا جاتا ہے۔

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی جو ارادہ لے کر آئے تھے قادیانیوں نے اپنے عمل سے انہیں ناکام ثابت کر دیا ہے۔ اب جبکہ مرزا صاحب کو آئے تو ایک سو سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ عالم اسلام میں قادیانیوں کا کوئی نمایاں مقام نہیں بن سکا۔ بلکہ آہستہ آہستہ یہ یورپ کے زیر نگین ہوتے جا رہے ہیں اور وہ وقت دور نہیں جب

ہندوستان، پاکستان سے قادیانی مالی فوائد حاصل کرنے کی غرض سے جعلی کاغذات کی بناء پر یورپ شفٹ ہو جائیں گے اور باقی جورہ گئے وہ مسلمان ہو جائیں گے۔ مذہب کی کشش ختم ہو جائے گی۔

ہو سکتا ہے کوئی کہہ دے کہ ابھی قادیانیوں کو موقع نہیں ملا کہ وہ کسی ملک میں اپنی مرضی سے معاشرہ قائم کر سکیں۔ تو عرض ہے کہ ربوہ کا شہر ایک ٹیسٹ کیس تھا۔ اسے جماعت نے خود ڈیزائن کیا اور اپنی مرضی سے ڈویلپ کیا۔ ۹۵ فیصد آبادی قادیانیوں کی بن گئی، مخلص اور کٹر قادیانی آہستہ آہستہ ربوہ شفٹ ہوتے گئے پھر ریل اور سڑک کی سہولت نے آبادی کو اور بڑھا دیا۔ جلسہ سالانہ اور دیگر اجتماعات کی وجہ سے بھی دوسرے شہروں کی قادیانی آبادی ربوہ کی طرف مائل ہوتی گئی۔ اپنے سکول، کالج اور یونیورسٹی ہونے اور ہر قسم کی تربیتی آزادی کے باوجود وہاں کوئی مثالی معاشرہ پیدا نہ ہو سکا۔ بلکہ اخلاقی لحاظ سے گراف عام شہروں کی نسبت نیچے کی طرف رہا۔ آج بھی اگر کسی جگہ (ربوہ سے باہر) کل قادیانیوں کا موازنہ کریں تو ربوہ کے علاوہ دوسرے شہروں کے قادیانیوں کی ۹۰ فیصد آبادی شرافت کے جس معیار پر اترے گی۔ ربوہ کی چالیس فیصد سے بھی کم تعداد اس معیار تک پہنچ سکے گی۔

چوری، ڈاکے، لڑائی، جھگڑے اور مقدمے بازی اور دیگر معاشرتی برائیوں میں بھی دوسرے شہروں کی نسبت کوئی نمایاں فرق نہیں ہے جبکہ اس وقت بھی دنیا کی بہت سے اسلامی ممالک میں چوری، ڈاکے، لڑائی، جھگڑے سے پاک مثالی معاشرہ اور ماحول آج بھی موجود ہے۔ (روزنامہ اوصاف، مورخہ ۱۲، ۱۳، ۱۴ مئی ۲۰۰۰ء)

(۶) قادیانی معجزات؟

قادیانی جماعت میں معجزات کا بہت تذکرہ ہوتا ہے۔ یہ بات بات پر جماعت کے حق میں معجزات کے ظہور کا تذکرہ ہو جاتا ہے۔ فلاں آدمی کو نوکری مل گئی، دیکھو یہ قادیانیت کی سچائی کی نشانی ہے۔ فلاں آدمی کی لائبریری نکل آئی۔ قادیانیت کا معجزہ ملاحظہ ہو؟ فلاں آدمی قتل ہو گیا، فلاں حادثے میں مر گیا۔ یہ ہے قادیانیت کا معجزہ !!!

خاکسار نے کیونکہ اس جماعت میں ۴۰ سال سے زائد عرصہ گزارا ہے اور ایک کٹر قادیانی فیملی میں آنکھ کھولنے کی وجہ سے میری کمٹی میں قادیانیت کی تعلیم و معجزات کا رس بھول کر

مجھے لبالب بھرا جاتا رہا ہے۔ بچپن سے ہی مربیوں (قادیانی مولوی) کی زبانی قادیانیت کے معجزات کا تذکرہ سنتے آرہے تھے۔ اب جبکہ جماعت کا سارا اندرون دیکھنے کے بعد بھائی ہوش و حواس قادیانیت کو چھوڑ کر اسلام قبول کر چکا ہوں تو ضروری سمجھتا ہوں کہ کچھ ان ”معجزات“ پر بات کر لی جائے کیونکہ ایک مسلمان باہر سے ان معجزات کو صحیح طور پر سمجھ نہیں سکتا اور ایک قادیانی ان معجزات کی صحت پر شک نہیں کر سکتا ورنہ اس کا جینا حرام کر دیا جائے گا۔

قادیانیوں سے اگر پوچھیں کہ قادیانیت کے معجزات کیا ہیں تو ان میں ”لکھرام کا قتل“ ذوالفقار علی بھٹو کی پھانسی، ضیاء الحق کا قتل اور ڈاکٹر عبدالسلام کے نوبل انعام کی بات کریں گے۔ ان کے علاوہ چند افراد طاعون کا ذکر بھی کریں گے آئیے ان پر تفصیل سے بات کریں۔

لکھرام کا قتل

پنڈت لکھرام آریوں کا ایک منہ پھٹ قسم کا (بقول قادیانی جماعت) مولوی (پنڈت) تھا۔ اس نے مرزا غلام احمد قادیانی کو سامنے رکھتے ہوئے اسلام کے خلاف بہت کچھ کہا۔ مرزا قادیانی پہلے کیونکہ اسلام کے دفاع میں میدان میں آئے تھے لہذا ان سے مقابلہ کرنے والے اسلام کے خلاف بدزبانی کرتے تھے۔ مرزا قادیانی نے اسے بدزبانی سے روکا مگر عداوت۔ آخر اس کی ہلاکت کی پیشگوئی کی اور باقاعدہ ایک عرصہ مقرر کیا اور عید کے دن سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد اس کی ہلاکت کی پیشگوئی کی۔ واضح رہے کہ میری معلومات قادیانی جماعت کے نقطہ نظر سے ہیں۔ دوسری طرف فی الحال میں کچھ نہیں جانتا۔

تیرے گھر میں ہوگا ماتم اور مسلمانوں کے عید

اور تیری جان نکلے گی بہ تکلیف شدید

قادیانی جماعت کی کتابوں میں ذکر ہے بلکہ خود مرزا قادیانی نے بھی اس کا اظہار کیا ہے کہ جب اس کی ہلاکت کی پیشگوئی کے چھ سال گزر گئے اور چند دن باقی رہ گئے تو سخت پریشانی پیدا ہوئی۔ آخری دن ”حضور“ (مرزا صاحب) بے چینی سے انتظار کر رہے تھے کہ کب لکھرام کے قتل کی خبر آتی ہے آخر اس کی خبر آگئی کہ لکھرام قتل ہو گیا اور قاتل تلاش کے باوجود نہیں مل سکا۔ مرزا صاحب نے کیونکہ اس کے قتل کے بارے میں پہلے سے اشتہار دے رکھا تھا لہذا ان پر قتل کا مقدمہ بنا مگر وجوہ وہ بنی گئے۔

قادیانی لٹریچر میں موجود ہے کہ ایک خونخوار قسم کا آدمی لکھرام کے پاس مرید کے طور پر

آیا اور تین دن تک اس کے ساتھ ساتھ رہا۔ آخر ایک دن موقع پا کر قتل کر کے بھاگ گیا۔ جماعت کہتی ہے کہ وہ ایک فرشتہ تھا جسے خدا نے بھیجا تھا اس کا نہ ملنا ہی قادیانیت کے معجزے کی دلیل ہے۔

اس واقعہ پر تھوڑا سا غور کرنے سے ہی پتہ چل جاتا ہے کہ اس کے قتل کا انتظار کرنے والا اور بے چینی سے انتظار کرنے والا ہی اس خونخوار قسم کے شخص کو بھیجے والا تھا۔ کسی اور ملک سے پہلے عرض کروں کہ اس دور میں ایسے معجزات کی بہتات ہے۔ ایک سال میں کئی درجن ”معجزات“ صرف پاکستان میں ہو رہے ہیں۔ بہت سی شخصیات ان معجزوں کی وقوع پذیری کے لیے سخت قسم کے انتظار میں جلاء رہتی ہیں۔ آئے دن کے دھماکوں اور پوری بند قتل اور دن دیہاڑے قتل سمیت بہت شخصیات کے لیے ”معجزات“ ہوتے ہیں۔ وہ شخصیات نہ صرف انتظار کرتی ہیں بلکہ پوری طرح ”دوا“ بھی کرتی ہیں۔

اگر لکھرام کے قتل سے کسی کی سچائی ظاہر ہوتی ہے اور ایک آدمی کے لیے نبوت تک کی سچائی اس قتل سے ثابت ہوتی ہے تو اس طرح یورپ میں اور بہت سے ایسے نبی (نحوذ باللہ) بیٹھے ہوئے ہیں۔ جن کے لیے پاکستان میں ہر روز ایک معجزہ ہو رہا ہے۔ معجزہ کے لیے بجایا ایک بڑی نشانی ہے۔ اگر قاتل پکڑا نہیں جاتا تو یہ اعلیٰ شان کے معجزے تو اب روزمرہ کا معمول بن چکے ہیں صرف ان شخصیات کو ان معجزات کا اور اک نہیں در نہ وہ فوراً ان کو ”کیش“ کر دیتیں۔

شہزادہ عبداللطیف

اگر کوئی قادیانی جماعت چھوڑ جائے اور اس کا کوئی نقصان ہو جائے تو جماعت میں برطانتہ کرہ ہوتا ہے کہ دیکھو فلاں شخص نے جماعت چھوڑی تو اسے یہ نقصان ہو گیا ہے۔ اسے فلاں مالی یا جانی نقصان ہوا۔ اور اگر کوئی نیا قادیانی اور اس کے تمام رشتے دار اس سے ناراض ہو جائیں اس کے مکان کو تباہ کر دیں اس کے والدین اسے جائیداد سے عاق کر دیں، اس سے سب کچھ جھین کر گھر سے نکال دیں تو جماعت میں کہا جاتا ہے کہ یہ آزمائش ہے، اہلاء ہے۔ ایسی قربانیاں تو دینی ہی پڑتی ہیں اور اگر کوئی قادیانی جماعت چھوڑنے کے بعد فوت ہو جائے تو یہ قادیانیت کے سنہری معجزات میں سے ہوگا۔ مگر اتفاق کی بات ہے کہ ابھی تک ایسے معجزات جماعت کے پاس جمع نہیں ہوئے۔ شاید خدا تعالیٰ قادیانیت کو چھوڑنے والوں کو خاصی دیر تک زندہ رکھتا ہے تاکہ ان کی موت پر وہ اپنا ”مذہب“ نہ چکا سکیں۔

شہزادہ عبداللطیف افغانستان کے بادشاہ کے قریبی افراد میں سے تھے وہ ہندوستان آئے تو مرزا غلام احمد کے بارے میں سنا۔ قادیان چلے گئے اور مرزا صاحب کی بیعت کر کے قادیانی ہو گئے۔ وہ جب واپس افغانستان گئے تو ان کے حلقہ احباب میں پتہ چل گیا کہ یہ قادیانی ہو گئے ہیں۔ یہ بات بادشاہ تک پہنچی۔ اس نے مفتی کے پاس کیس بھیجا تو انہوں نے واجب القتل (سنگسار) قرار دے دیا۔ سب احباب نے ان کو قادیانیت چھوڑنے کے لیے کہا مگر وہ نہ مانے۔ چنانچہ اس سزا پر عمل کرتے ہوئے انہیں کھلے میدان میں کمر تک زمین میں گاڑا گیا اور پھر چاروں طرف سے پتھروں کی بارش ہو گئی اور آخر پتھر مار مار کر مار دیا گیا۔ یعنی سنگسار کر دیا گیا۔ قادیانی لٹریچر سے ہی پتہ چلتا ہے کہ پتھروں کا اتنا بڑا ڈھیر لگ گیا کہ شہزادہ صاحب نظر نہ آتے تھے پھر پہرہ لگ گیا کہ کوئی ان کی لاش نہ لے جاسکے۔ چند دن بعد رات کے اندھیرے میں کسی مرید نے ان کی لاش نکال کر کسی نامعلوم جگہ پر دفن کی مگر بعد میں وہاں سے کسی نے نکال کر غائب کر دی۔

اب ذرا غور کرنے والی بات ہے کہ ایک آدمی جو پہلے باعزت زندگی گزار رہا تھا۔ صوم صلوٰۃ کا پابند، نیک، متقی، پرہیزگار شخص تھا (یہ اوصاف خود قادیانی بتاتے ہیں) جب وہ قادیانیت قبول کرتا ہے تو اسے سرعام پتھر مار مار کر سنگسار کر دیا جاتا ہے نہ اس کا جنازہ پڑھا جاتا ہے اور بے گوروفن پڑا ہے۔ کیا قادیانیت قبول کرنے پر خدا کی طرف سے سخت ترین سزا نہیں تھی؟ اگر ایک شخص قادیانیت کو چھوڑ کر اس انجام کو پہنچتا پھر کیا یہ سزا ہوتی؟ مگر قادیانی اسے ”شہید“ کا لقب دے کر فخر سے بتاتے ہیں۔

کہتے ہیں مرزا صاحب نے افغانستان کی سرزمین کے لیے بددعا کی اور حکمرانوں کے لیے بہت کچھ کہا۔ کیا عبداللطیف کی ”قربانی“ یا مرزا صاحب کی دعائیں یا بددعائیں رنگ لائیں؟ کیا افغانستان میں قادیانیت تیزی سے پھیلی اور وہاں قادیانیت تناور درخت کی طرح موجود ہے؟ بلکہ اس کے بالکل الٹ ہے۔

عبداللطیف کے اس افسوسناک انجام کا تذکرہ اس لیے کر دیا گیا ہے کیونکہ آگے اسی قسم کے معجزات کا ذکر ہو گا یہ ان کے لیے تریاق کا کام دے گا۔

ذوالفقار علی بھٹو

۱۹۷۰ء کے عام الیکشن میں قادیانی جماعت نے کھل کر پیپلز پارٹی کی حمایت کی۔ قادیانی نوجوان پیپلز پارٹی کے کارکنوں سے بھی زیادہ سرگرمی سے الیکشن میں مصروف رہے۔ پیپلز

پارٹی کو کامیابی ملی۔ ذوالفقار علی بھٹو صدر۔ وزیراعظم بن گئے۔ ۱۹۷۴ء میں ربوہ کے ریلوے سٹیشن پر سنٹر میڈیکل کالج کے طلباء کے ساتھ ایک جھگڑے پر چلنے والی تحریک، تحریک ختم نبوت کے طور پر سامنے آئی اور معاملہ خراب ہو گیا۔ اس وقت کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ ذوالفقار علی بھٹو قادیانیوں کو اپنا محسن سمجھتے تھے لہذا وہ ان کے خلاف کچھ نہ کرنا چاہتے تھے۔ معاملہ قومی اسمبلی میں زیر بحث آیا تو قومی اسمبلی میں جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد کو طلب کیا گیا۔ اداں تک ان سے جماعت کے بارے میں پوچھا جاتا رہا۔ جماعت نے تفصیل سے اپنا موقف بیان کیا۔ مگر انداز بیان ایسا تھا کہ تمام ممبران کو اپنے مخالف کر لیا۔ قومی اسمبلی کی کارروائی پڑھنے سے صاف پتہ چلتا ہے کہ مرزا ناصر احمد نے اپنے انداز بیان سے ممبران کو قائل کرنے کی بجائے ان کو خلاف کر کے انہیں مجبور کر دیا کہ وہ خلاف فیصلہ دیں۔ چنانچہ قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا تو ذوالفقار علی بھٹو اس فیصلہ کو ماننے کے پابند تھے لہذا یہ فیصلہ ہو گیا۔

اب ظاہر ہے ذوالفقار علی بھٹو کا براہ راست اس فیصلہ میں عمل نہ تھا بلکہ اس فیصلہ تک لانے میں اہم کردار مولانا مفتی محمود، مولانا غلام غوث ہزاروی، مولانا مودودی اور دیگر علماء اسلام نے ادا کیا۔ قادیانیوں کو جانی مالی نقصان ہوا تو وہ علماء اسلام نے مسلمانوں میں غیرت ایمانی کو اجاگر کیا، رد عمل کے طور پر یہ نقصان سامنے آیا۔

جب ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا اور انہیں پابند سلاسل کر دیا گیا تو ۱۹۷۷ء کے جلسہ سالانہ ربوہ پر قادیانی شاعر ثاقب زریوی نے ”انجام“ کے عنوان سے ایک نظم لکھی جس میں فرعون اور ہامان کے انجام کا تذکرہ کر کے ذوالفقار علی بھٹو کو اسی لائن میں کھڑا کیا گیا۔ جب ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی کی سزا سنائی گئی تو قادیانیوں نے مرزا صاحب کا الہام دریافت کر لیا کہ لکھا۔ ”کلب یحوت علی کلب“ کہ ایک کتا ہے وہ کتے کے الفاظ پر مرے گا یعنی کتے کے جتنے اعداد بنتے ہیں۔ اس کے مطابق تفصیل یہ ”بنائی“ گئی کہ ذوالفقار علی بھٹو کے بارے میں یہ پیشگوئی ہے کہ اس کی عمر ۵۲ سال اور اعداد کا مجموعہ بھی ۵۲ بنتا ہے لہذا وہ نہیں بچا۔

اب سوچنے والی بات یہ ہے کہ جنہوں نے قادیانیوں کو کافر قرار دلوایا وہ تو بیچ گئے اور جس کی مذہبیت تھی اور نہ ہی براہ راست کردار ادا کیا وہ پھنس گیا۔ کیا نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کو اصل مجرم نظر نہیں آئے اور جو ادا پر تھا اسے رگڑ دیا گیا۔ پھر اگر اس طرح کا انجام (پھانسی) ذلت ناک ہے

اور یہ کوئی معجزہ رکھتا ہے تو ایک بار شہزادہ عبداللطیف کے انجام کو پڑھیں وہ بھی تو کسی جماعت کے لیے معجزہ بن گئے ہوں گے؟

مزید سوچنے والی بات یہ ہے کہ اگر قادیانوں کے حق میں فیصلہ دیتے ہوئے مجرم کو سزا دی تو جو جرم اس نے کیا تھا اور جس کی وجہ سے قادیانوں کو تکلیف ہوئی تو وہ بھی تو ختم کرتا۔ قانون ختم ہو جاتا، اسمبلی کے ارکان معافی مانگتے۔ جنہوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا وہ سزا پاتے اور قادیانی ایک بار پھر پہلے سے بہتر شان سے فیضان میں آ جاتے۔ مگر ایسا نہیں۔ لہذا بھٹو کی موت کو کسی اور کے لیے عی رہنے دیں۔ قادیانوں کو اپنی طرف کھینچ کر کیش نہیں کروانا چاہیے۔

پھر یہ خدا کی طرف سے کیسی سزا ہے کہ پاکستان کے ۳/۴ کروڑ عوام اسے شہید سمجھتے ہیں اس کے لیے قرآن خوانی کرتے ہیں اس کے لیے دعائیں کرتے ہیں اتنے تو دل مرزا غلام احمد قادیانی کے لیے نہیں دھڑکتے۔ جتنے بھٹو کے لیے دھڑکتے ہیں حالانکہ وہ عام قسم کا ایک سیاسی لیڈر تھا، کوئی مذہبی بارو حافی شخصیت نہ تھا۔

جزل ضیاء الحق

۱۹۷۴ء کے بعد قادیانوں کا معاشرے میں جینا دو بھر ہو گیا۔ قادیانی چوری چھپے نوکری کرتے اس خوف میں جلاء رہتے کہ کسی کو پھانسی نہ چل جائے کہ میں قادیانی ہوں۔ سفر کے دوران، کھیل کے دوران، تعلیم کے دوران اور شاپنگ کے دوران قادیانی بے حد محتاط رہنے لگے۔ کسی پر ظاہر نہ ہونے دیجے کہ میں قادیانی ہوں۔ بھٹو کی وفات کے بعد قادیانی ایک بار پھر شیر ہو گئے مگر ابھی پوری طرح شیر نہیں ہوئے تھے کہ ضیاء الحق نے قادیانوں پر ہاتھ ڈالا۔ ۱۹۸۳ء سے قادیانوں کے خلاف ایک بار پھر تحریک زور پکڑنے لگی اور اب قادیانوں پر مزید پابندیاں لگانے کا مطالبہ کیا جانے لگا۔ چنانچہ اپریل ۱۹۸۴ء میں جزل ضیاء الحق نے ایک آرڈیننس کے ذریعہ قادیانوں کو مسلمانوں کی طرز پر اذان پڑھنے سے روک دیا۔ اپنی عبادت گاہ کو ”مسجد“ کہنے، اپنے آپ کو مسلمان کہنے، یا ظاہر کرنے پر پابندی لگا دی۔ مرزا غلام احمد کے جانشینوں کے لیے ”امیر المؤمنین“ کے الفاظ۔ مرزا غلام احمد کی پیمائش کے لیے ”ام المؤمنین“ مرزا صاحب کے ساتھیوں کے لیے ”صحابی“ جیسے الفاظ استعمال کرنے سے روک دیا گیا۔

اب قادیانی بالکل زمین پر لگ گئے۔ مرزا طاہر احمد مئی ۱۹۸۴ء میں انگلینڈ چلے گئے وہاں سے خطبات کے ذریعہ قادیانوں کے حوصلے بلند کرنے کی کوشش کرنے لگے اور ساتھ ساتھ

نئے الزامات، اشارات کا تذکرہ ملتا رہا اور جماعت کو حوصلہ دیا جاتا رہا کہ ابھی جماعت کے حق میں یہ معجزہ ہوگا اور ابھی یہ ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ ۱۹۸۷ء کے شروع میں علماء اسلام کو پکارتے ہوئے مہبلہ کر دیا۔ مگر کئی مہینے اور سال گزرنے کے باوجود کسی عالم کو کچھ نہ ہوا۔ ۱۹۸۸ء میں اگست کے مہینہ میں جنرل ضیاء الحق ایک حادثے میں مارے گئے۔

جماعت کی طرف سے سخت قسم کی خوشی کا اظہار کیا گیا، نعرہ تکبیر بلند ہوئے کہ مہبلہ ہو گیا اور جنرل ضیاء الحق انجام کو پہنچا ہے، بہت بڑا معجزہ قرار دیا گیا۔

اب ذرا اس بات پر غور کیا جائے کہ ضیاء الحق اگر قادیانیوں کے خلاف کچھ کرنے کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی پکڑ کے نیچے آئے تو باقی ۳۱ افراد کا کیا قصور تھا؟ مرزا صاحب نے اس بارے میں موقف اختیار کیا کہ فرعون کے ہاتھ، بازو بھی ساتھ ہلاک ہوئے یعنی اس کے ساتھی۔ حالانکہ یہ ۳۱ افراد ضیاء الحق کے ساتھی نہ تھے چند ایک کے علاوہ باقی اپنی ڈیوٹی ادا کر رہے تھے۔ کوئی پائلٹ تھا تو کوئی ٹیکنیشن۔ یہ سب افراد ضیاء الحق کے ساتھ مل کر قادیانیوں پر حملہ آور نہیں ہوئے تھے جس طرح فرعون کے ساتھی اس کے ساتھ مل کر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر حملہ آور ہوئے تھے۔

کیا خدا تعالیٰ اس بات پر قادر نہ تھا کہ وہ اسے علیحدہ ہلاک کرتا؟ پھر کیا جنرل ضیاء کی گرفت کے بعد وہ فیصلہ یا آرڈیننس ختم ہو گیا یا کسی کو جس بے جا میں رکھا ہوتا ہے تو عدالت مجرم کو نہ صرف سزا سناتی ہے بلکہ متاثرہ فریق کے نقصان کی تلافی بھی کی جاتی ہے۔ اغوا شدگان کو بازیاب بھی کرایا جاتا ہے۔ یا مالی نقصان پورا کرنے کے احکامات صادر ہوتے ہیں کیا یہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر الزام نہیں کہ

اس نے انصاف کرتے ہوئے متاثرہ فریق کی دادی نہیں کی یا تو خدا نے غلط فیصلہ دیا۔ (نعوذ باللہ) یا پھر اس فیصلے کا قادیانیوں کے ساتھ تعلق نہیں (یہی ممکن ہے) اس واقعہ کا دوسرا پہلو بھی غور طلب ہے کہ ۱۷ اگست ۱۹۸۸ء سے قبل کے اخبارات اٹھا کر دیکھیں پاکستان میں جگہ جگہ جنرل ضیاء الحق کے خلاف جلوس نکل رہے تھے اس کی پالیسیوں پر تنقید ہو رہی تھی بلکہ ایک جلوس کا میں خود

یعنی شاہد ہوں جس میں جنرل ضیاء الحق کے خلاف جنرل ایوب ڈالے ”الفاظ“ کا درد کیا جا رہا تھا اور یوں عوام میں جنرل ضیاء کے خلاف سخت نفرت تھی۔ ہینلز پارٹی تو پہلے ہی خلاف تھی، مسلم لیگ کی حکومت تو ڈکٹر (محمد خان جو نیجو کی حکومت) اسے بھی اپنے خلاف کر لیا تھا۔ اور علماء کے شریعت بل کو روک کر انہیں بھی اپنے خلاف کر رکھا تھا۔ مگر جوں ہی اس کے ساتھ حادثہ پیش آیا۔ دیکھتے دیکھتے لوگوں کے دلوں میں اس کے لیے ہمدردی بھر گئی۔ لوگوں کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں اور اس

کے جنازہ میں اس کثرت کے ساتھ عوام شامل ہوئے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔ اور لوگوں کے اس کے حق میں جذبات دیکھنے اور سننے والے تھے۔ جنرل ضیاء الحق اپنے ڈیوٹی کے دوران وردی میں فوت ہو کر شہید تو ہو گیا۔ قادیانی اس سے انکار نہیں کر سکتے مگر اس کا کیا کریں کہ جو لوگ ایک دن قبل اس کے سخت خلاف تھے وہ فوراً ہی اس کے حق میں ہو گئے یہ محض خدا تعالیٰ کی طرف سے تھا۔ آج اس واقعہ کو بارہ سال ہو چکے ہیں ہر سال اس کی برسی میں لاکھوں عقیدت مند جاتے ہیں یہ عقیدت مند کون ہیں؟ پھر سارا سال اس کے مزار پر ہر روز اور ہر وقت کچھ نہ کچھ لوگ دعا کرنے اس کے مزار پر جا رہے ہوتے ہیں۔ اس کا مزار راستے میں نہیں ہے مگر پھر بھی لوگ اس کی طرف جاتے ہیں۔ شاید ہی کوئی اور سربراہ ایسا گزرا ہو جیسے اتنی عقیدت ملی ہو۔

اگر تو یہ قادیانیوں کی طرف سے ایک سزا اور انجام ہے تو ایسا انجام تو ہر مسلمان خوشی سے قبول کرے گا جس سے لاکھوں کروڑوں انسانوں کے دلوں میں نفرت کی بجائے ہمدردی اور عقیدت بھر جائے۔ قادیانی تو جس خدا کو پیش کرتے ہیں اس کی بڑی تعریفیں کرتے تھے کہ ہر مشکل کام کو آسان کر سکتا ہے مگر تجربات نے ثابت کیا کہ قادیانیوں کا خدا مسلمانوں کے خدا کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں۔ اس کی ایک اور وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ مسلمانوں نے ایک خدا کو ساری طاقت کا سرچشمہ سمجھ رکھا ہے جبکہ قادیانیوں کے سینکڑوں خدا ہیں۔ اسی طرح طاقت تقسیم ہو گئی ہوگی۔ (جماعت کے مہینہ خداؤں کا تذکرہ اگلے کسی مضمون میں)

بھٹو کی موت ہینلز پارٹی کے مخالفین کے لیے معجزہ تھی تو جنرل ضیاء الحق کی موت ہینلز پارٹی کے لیے، قادیانی خواہ مخواہ اپنا لچ تلنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اگر قادیانیوں کے خلاف کام کرنے یا مخالفت کرنے پر کسی کو سزا ہو سکتی تھی تو آج تک کئی سو علماء اسلام عبرت ناک انجام کا شکار ہو چکے ہوتے کیونکہ سینکڑوں علماء کی کوششوں سے قادیانی اتنا نقصان اٹھا چکے ہیں کہ اس کی تلافی ممکن نہیں۔ ان کے خلاف اتنا لٹریچر تیار ہو چکا ہے جس کا عشر مشیر بھی قادیانی نہیں کر سکتے۔ عوام الناس کے ذہنوں میں قادیانیوں کے خلاف اتنا کچھ بھر دیا گیا ہے کہ اب قادیانیوں کے بارے میں کسی بھی اچھے تاثر کا پیدا ہونا ناممکن ہے۔ ۱۹۷۳ء سے ۲۰۰۰ء تک مسلسل قادیانیوں کا گراف نیچے جا رہا ہے اور وہ اس سچ تک پہنچ چکا ہے کہ اوپر اٹھ ہی نہیں سکتا۔

۱۹۷۴ء کے بعد پیدا ہونے والا بچہ جواب ۲۵ سال کے قریب ہے اور اپنی تعلیم بھی

کھل کر چکا ہے۔ گویا عاقل بالغ ہو چکا ہے اس نے اب تک قادیانیوں کو غیر مسلم اور کافر ہی جانا ہے وہ کبھی بھی قادیانیوں کو مسلمان نہیں سمجھ سکتا۔ بلکہ ایک اسی عمر کا قادیانی نوجوان بھی خود کو مسلمان نہیں بلکہ قادیانی ہی کہے گا۔ مذکورہ بالا کئی سولہ سالہ اسلام کی کارگزاری اگر خدا کو ناپسند تھی تو انہیں اس دنیا میں عبرت کا نشان بناتا۔ ہمارے دور کے مولانا مفتی محمود، مولانا غلام غوث ہزاروی، شورش کاشمیری اور مولانا مودودی جیسے قاتل قادیانیت اپنی طبعی موت کے ساتھ قادیانیوں کو مایوس کر گئے۔ اب اگر ایک سو میں سے کوئی حادثے میں ہلاک ہو جاتا ہے تو کیا ہوا۔ مرزا محمود احمد پر بھی تو قاتلانہ حملہ ہوا تھا اور آخر دم تک اس زخم سے پریشان رہے بلکہ اس حملے کے اثرات کے نتیجہ میں آخری دور میں معذوری کی حد تک جا پہنچے۔ جماعت کے کتنے ”ظلم قادیانی“ دن دیہاڑے قتل ہو گئے، کتنے حادثوں میں ہو گئے۔ قادیانیوں کو توبہ کرنی چاہیے (مگر نہیں کریں گے)

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کا نوبل انعام

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی پاکستان کے مشہور اور عالمی شہرت یافتہ سائنس دان تھے ان کی سائنسی خدمات کے اعتراف کے طور پر انہیں نوبل انعام سے نوازا گیا ان کی وجہ سے پاکستان کی عزت میں بھی اضافہ ہوا اور جماعت نے اپنا قد بڑھانے کی کوشش کی۔ ۱۹۷۹ء میں ان کو انعام ملا تو فوراً بعد قادیانیوں نے مرزا قادیانی کے ایک قول کو دریافت کر لیا کہ مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ: ”میرے فرقے کے لوگ علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے۔“

قادیانی جماعت کے لیے یہ تو خوشی کی بات تھی کہ ان کی جماعت سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کو عالمی انعام ملا ہے مگر اس کو اس حد تک لے جانا کہ یہ قادیانیت کی سچائی کی ایک علامت یا ثبوت ہے نہایت مضحکہ خیز بات ہے۔ مجھے یاد ہے اس انعام کے بعد مرزا ناصر احمد نے جلسہ سالانہ میں اس انعام کو بہت زیادہ اچھال کر اور جذبات میں آ کر کہا تھا کہ ہمیں آئندہ ۱۰ سالوں میں ۱۰۰ ابدالسلام جیسے سائنس دان چاہئیں اور پھر اس کے لیے طلباء میں علمی جوش بھرا جانے لگا۔ یونیورسٹی اور کالجوں سے پوزیشنیں لینے والوں میں حوصلہ افزائی کے لیے انعام دیئے جانے لگے۔ مزید یہ کہ قاضی صلاحتوں کو ابھارنے اور دماغی طاقت کو بڑھانے کے لیے سویا بین کو جو بیز کیا گیا جلسہ سالانہ کی تقاریر اور دیگر اجتماعوں کے خطبات میں سویا بین کے فوائد پر تفصیلی لیکچر دیئے گئے اور جماعت کے افراد پر زور دیا گیا کہ اس کا تیل اور دیگر پروڈکٹ استعمال کریں۔ مرکزی سطح پر تحریروں تقریر کے ذریعہ سویا بین کے حق میں ہم چلائی گئی تھی یاد ہے کہ ۱۹۸۲ء میں بیرون ملک سے سویا بین

آئل کے کپسول منگوائے گئے اور طلباء میں ۵ روپے تا ۱۰ روپے فی کپسول فروخت کیے گئے اگر سویا بین فائدہ مند تھی یا ہے تو اس مہم کو ختم کیوں کر دیا گیا؟ اب کبھی اس بارے میں تبلیغ نہیں کی جاتی۔ اب تو عام استعمال کے لیے سویا بین آئل مارکیٹ میں دستیاب ہے۔

بتانے کا مقصد یہ ہے کہ اتنی کوششوں کے باوجود امام قادیانی جماعت مرزا ناصر احمد کی خواہش کہ ۱۰ سالوں میں ۱۰۰ عبد السلام کی سطح کے سائنس دان چاہئیں۔ بالکل پوری نہ ہو سکی بلکہ ایک فیصد بھی پوری نہ ہوئی، بلکہ آج ۲۰ سال گزر چکے ہیں اس کے باوجود ایک بھی سائنس دان اس سطح کا پیدا نہ ہو سکا۔ قادیانی جماعت نے یہ تاثر دیا کہ ڈاکٹر عبد السلام کو قادیانیت کی وجہ سے یہ ترقی ملی ہے ان سے کوئی پوچھے کہ آج تک جو ڈیڑھ دو سو دیگر عالمی سائنس دانوں کو یہ انعام مل چکا ہے کیا وہ بھی قادیانیت کی وجہ سے ملا ہے؟ یا قادیانیت کی مخالفت کی وجہ سے؟

اس سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ جماعت کے اس فارمولہ کے مطابق جس مذہبی جماعت کے نو بل انعام یافتگان کی تعداد زیادہ ہوگی وہ سچی ہوگی۔

ڈاکٹر عبد السلام کی اس کامیابی کو خواہ مخواہ اپنی طرف کھینچ کر اسے متنازعہ بنا دیا اور تعصب کا مظاہرہ کر کے عوام کی اکثریت کو ان کے خلاف کر دیا۔ حالانکہ وہ ایک قومی ہیرو تھے مگر جماعت نے انہیں زیر کر دیا۔

طاعون اور قادیانی جماعت

۱۹۰۰ء کے لگ بھگ مرزا غلام احمد قادیانی نے اعلان کیا کہ ملک میں خصوصاً پنجاب میں طاعون پھوٹنے والی ہے اور اس سے بہت تباہی آئے گی مگر قادیانی اس سے محفوظ رہیں گے اور یہ ایک معجزہ کی حیثیت رکھے گی کہ باقی لوگ مریں گے مگر قادیانی اس سے محفوظ رہیں گے۔

طاعون نے کئی سال لگا کر پورے ہندوستان میں تباہی مچائی۔ اس کی لپیٹ میں قادیانی آئے۔ یہ کیونکہ بہت پرانی بات ہے اس کا ریکارڈ کتابوں اخبارات میں تو ہوگا مگر میں اس وقت وہ بات بتانا چاہتا ہوں جو شاید اخبارات اور کتابوں میں نہ ہو مگر یہ ہمارے اپنے گاؤں محمود آباد جہلم سے متعلق ہے۔

۱۹۸۰ء میں، میں نے محمود آباد کی تاریخ لکھنے کے لیے اس وقت موجود بزرگوں سے معلومات اکٹھی کیں تو معلوم ہوا کہ ۱۹۰۰ء تا ۱۹۲۳ء تقریباً ہر سال ان علاقوں میں طاعون نے تباہی مچائی تھی جبکہ ۱۹۱۸ء اور ۱۹۲۳ء میں تقریباً ۳۵ افراد اس طاعون کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔

محمود آباد کی اس وقت کی آبادی ۸۰ فیصد قادیانی افراد پر مشتمل تھی طاعون سے فوت

ہونے والوں کی اکثریت قادیانی تھی۔ اس میں ہمارے قریبی رشتہ دار بھی تھے دیکھتے ہی دیکھتے محمود آباد کے باہر ایک نیا قبرستان آباد ہو گیا۔ بنانے کا مقصد یہ ہے کہ طاعون کا قادیانی بھی اس طرح شکار ہوئے جس طرح دیگر عوام۔

قادیانی معجزات پر بڑا یقین رکھتے ہیں مگر سو سال میں جماعت کی جمہولی میں کوئی خاص معجزہ نہ آ سکا جن معجزات کا وہ ذکر کرتے ہیں ان پر تبصرہ ہو چکا ہے البتہ کسی مخالف کے کان میں درد ہو یا سائیکل سے گر جائے یا کوئی مالی نقصان ہو جائے تو قادیانی خوش ہو جاتے ہیں کہ معجزہ ہو گیا چلو ”لہو گرم رکھنے کا ہے اک بہانہ“ کے مطابق دل کو خوش اور لہو کو گرم رکھنے کا ان کا بھی حق ہے۔ ہمیں یہ حق تسلیم ہے اس حق کو استعمال کریں شاید حق کو استعمال کرتے کرتے ”حق“ کو پالیں۔

(روزنامہ ”اوصاف“ اسلام آباد، ۲۱-۲۳ مئی ۲۰۰۰ء)

(۷)..... قادیانی جماعت کی طرف سے ”معجزہ“ بنانے کی تیاریاں

قادیانی جماعت معجزات پر بہت یقین رکھتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ حضرت محمدؐ سے منسوب معجزات کا انکار کرتی ہے۔ قادیانی جماعت کے ”عظیم الشان معجزات“ میں لکھرام کا قتل، ذوالفقار علی بھٹو کی پھانسی، جزل ضیاء الحق کا حادثہ شامل ہیں۔ ان کے علاوہ ان کے پاس معجزات نہیں ہیں۔ لکھرام ایک ہندو (آریا مذہب) تھا۔ مرزا قادیانی نے اس کی ہلاکت کی پیشگوئی کی مگر وہ مقررہ مدت میں ہلاک نہ ہوا تو فوراً بعد ایک شخص کے ذریعہ قتل کروادیا۔ جماعتی لٹریچر اس کی ہلاکت کی خبریوں دیتا ہے کہ ایک خونخوار قسم کا مرد اس کے پاس بطور ملازم آیا وہ اس کے ساتھ ساتھ رہتا۔ تین دن کے اندر اس نے موقع پا کر خنجر کے وار کر کے اسے قتل کر دیا اور غائب ہو گیا۔ جماعت کہتی ہے کہ وہ فرشتہ تھا جو اسے ہلاک کر کے غائب ہو گیا۔ اس کا نہ ملنا اس کے فرشتہ اور معجزہ ہونے کا ثبوت ہے حالانکہ آج کل ایسے ”معجزات“ پاکستان میں کثرت کے ساتھ ہو رہے ہیں۔ سینکڑوں قتل ہوتے ہیں اور قاتل پکڑے نہیں جاتے تو ظاہر ہے یہ ”معجزات“ ہوئے۔ یہ جس جماعت کے لیے ہو رہے ہیں کتنی ”پہنچی“ ہوئی ہوگی گویا ”دہشت گردی معجزانہ رنگ بھی رکھتی ہے۔“

جیسا کہ پہلے مضامین میں تذکرہ ہو چکا ہے خاکسار نے اپنے بڑے بھائی ملک حفیظ احمد اور اپنے والد محترم سمیت کل ۱۱ افراد کے ساتھ جمعۃ الوداع کے دن (۱۵ جنوری ۱۹۹۹ء) قادیانیت کو خیر باد کہہ کر اسلام قبول کر لیا تھا۔ میرے بڑے بھائی ملک حفیظ احمد نے جامع مسجد گنبد

والی میں قاری غیب احمد عتر کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس کے بعد مسجد کے لیے اپنی زمین میں سے ۸ مرلے جگہ بطور عطیہ دی جہاں اب ۸ کی بجائے ۱۶ مرلے جگہ پر مسجد ختم نبوت بمعہ مدرسہ تعمیر ہو چکی ہے۔

ملک حفیظ احمد اسلام قبول کرنے سے قبل قادیانی جماعت کے سرگرم رکن، فدائی اور جنونی قسم کے قادیانی تھے۔ وہ محمود آباد جہلم کی جماعت کے منتخب کردہ سیکرٹری اصلاح و ارشاد (سیکرٹری تبلیغ) تھے۔ قادیانی جماعت کی بد اعمالیوں، بے انصافیوں، مظالم اور بے اصولیوں کو دیکھتے ہوئے ان سے متنفر ہو کر علیحدہ ہوئے تو جماعت کے سرکردہ سچ پا ہو گئے۔

مرزا طاہر احمد کے بیٹے مرزا نصیر احمد طارق، مالک پاکستان چپ بورڈ فیکٹری جہلم امیر جماعت قادیانی ضلع جہلم نے میرے اور بھائی حفیظ احمد کے خلاف تقاریر شروع کر دیں جس میں واضح طور پر لکھرام، بھٹاور جنرل منیا الحق کے انجام کا حوالہ دے کر ہمیں اور خصوصاً بھائی حفیظ احمد کو آنے والے ”معجزاتی“ انجام سے ڈرایا۔ امیر ضلع کے حکم پر جماعت کے مربی فرحت نے خطبات اور تقاریر میں ان معجزوں سے ڈرایا۔ عید الفطر کے موقع پر خصوصاً دھمکی آمیز تقریر کر کے انجام کی قربت کا یقین دلایا۔

امیر ضلع جہلم نے نوجوانوں کو پیغام بھیجا کہ اب قربانیاں دینے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ جب ماحول کو اچھا خاصا گرم کر لیا تو اس دوران عطیہ کردہ قطعہ زمین پر مسلمانوں کی طرف سے مسجد ختم نبوت کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ وہاں مسلمانوں کے اجتماع میں علماء نے قادیانیوں کو خبردار کیا کہ ملک حفیظ کو اکیلا نہ سمجھ لینا اور ”معجزانہ دہشت گردی“ سے باز رہنا۔ جس کی وجہ سے ماحول خاصاً خشک ہوا گیا۔

اب جماعت ایک بار پھر معجزہ بنانے کے لیے سرگرم ہو چکی ہے اب انہوں نے ایک مسلمان (کٹھ پتلی) کا بندوبست کر لیا ہے۔ پوری جماعت اس کے ساتھ تعاون کر کے حفیظ احمد کے خلاف اسے پوری طرح ”چارج“ کر رہی ہے۔ ملک حفیظ احمد اور ان کے خاندان کے خلاف مقدمہ بنوا رکھا ہے۔ اب جماعت اس کے ذریعہ ”معجزہ سازی“ کی کوشش میں مصروف ہے۔ مسلمان اس کٹھ پتلی کو کوئی بار منع کر چکے ہیں مگر وہ بعد میں پھر چارج ہو جاتا ہے۔ میں اس مضمون کے ذریعہ اربابِ حل و عقد کو ہوشیار کرنا چاہتا ہوں کہ جس ”معجزہ“ کی منصوبہ بندی کی جا رہی ہے اس کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ اگر خدا نخواستہ بھائی حفیظ یا اس کے بچوں یا ”معجزہ سازی کی رینج“ میں آنے والے کسی شخص کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی تو اسے قادیانی جماعت کی دہشت گردی

سمجھا جائے گا۔ اس منصوبہ بندی کے سرخیل مرزا نصیر احمد طارق امیر جماعت قادیانی خلیع جہلم اور اس کی بہن۔ غلام احمد اور اس کا داماد اور ماسٹر رحمت اللہ ہیں۔ لہذا ان منصوبہ سازوں کی گردن پر ہاتھ رکھا جائے تاکہ ”مجرہ ساز“ اپنے انجام کو پہنچیں۔ (روزنامہ اوصاف اسلام آباد)

(۸) تعداد کے حوالے سے قادیانیوں کی مبالغہ آرائی

قادیانی جماعت نے اپنے آغاز سے لے کر اب تک کبھی بھی اپنی اصل تعداد کا اعلان نہیں کیا۔ بلکہ نئے قادیانی ہونے والوں کی تعداد کا بھی اعلان نہیں ہوتا رہا۔ پاکستان بننے سے قبل کی تمام مردم شماریوں میں قادیانیوں نے اپنی تعداد کو خفیہ رکھا۔ پاکستان بننے کے بعد ۱۹۵۳ء میں قادیانیوں کے خلاف چلنے والی تحریک کے دوران عدالتی مراحل پر جماعت کی تعداد کا سوال آیا مگر جماعت نے اپنی تعداد کا اعلان نہ کیا۔ اس طرح اپنی جماعت کے افراد کو بھی یہ ظلم نہ تھا کہ پاکستان میں یا پاکستان کے باہر ہماری تعداد کتنی ہے۔ اس طرح ”مخالفین جماعت“ اس رعب میں رہے کہ جماعت کی تعداد اچھی خاصی ہے۔ البتہ جماعت کے سرکردہ افراد بے ضابطہ طور پر اپنی تعداد بڑھا چڑھا کر پیش کرتے۔ حالانکہ جماعت ہر سال ”تہجد“ کے ذریعہ ہر قادیانی مردوزن، بچے، بوڑھے کا باضابطہ اندراج کرتی ہے۔ پورے کوائف کے ساتھ مکمل اور تفصیلی معلومات اور تعداد ہر سال جماعت کے پاس آتی ہے۔ مگر جماعت نے کبھی بھی اس ”مردم شماری“ کے نتائج کا اعلان نہیں کیا اور افراد جماعت کو تعداد کے حوالے سے ”غلط فہمی“ میں ہی رکھا ہے۔

۱۹۷۴ء کی تحریک میں قومی اسمبلی میں جماعت کے سربراہ مرزا ناصرا احمد نے تعداد کے بارے میں سوالوں کے جوابات کو ”گول“ کر دیا اور اصل تعداد چھپانے کے لیے کئی ”انوکھی باتیں“ کر ڈالیں۔ اس سے خاصی الجھن پیدا ہو گئی اور قومی اسمبلی کے ممبران کو یہ اندازہ ہو گیا کہ تعداد کے معاملہ میں یہ خاصے حساس ہیں بلکہ ”احساس کمتری“ میں مبتلا ہیں۔ جماعت نے بھی اس احساس کمتری کو بار بار ثابت کیا۔ ۱۹۸۲ء میں مرزا طاہر احمد کے نئے سربراہ بننے پر جماعت نے اپنی تعداد بڑھانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ مگر کامیابی نہ ہوئی حالانکہ ہر ہفتے پورے پاکستان سے کئی بیسیں مسلمان حضرات کی قادیانیوں کی زیر نگرانی ”دعوت الی اللہ“ ”اصلاح و ارشاد“ اور ”تبلیغ“ کے حوالے سے ریوہ میں لائی جاتیں۔ دارالضیافت (مہمان خانہ) میں خوب خاطر مدارت کی جاتی اور پھر جماعت کے کئی مبلغ جو پہلے سے ڈیوٹی کے لیے مخصوص ہوتے وہ ”مہمانوں“ کی تبلیغی ”تواضع“ کرتے اور کوشش کی جاتی کہ زیادہ سے زیادہ افراد سے بیعت فارم

پر کروا لیے جائیں مگر یہ سلسلہ مایوس کن نتائج سامنے لایا۔ خوب کوشش کے باوجود سو سو افراد کے قافلے بغیر کسی ”پھل“ کے واپس چلے جاتے۔ (جماعت میں ”نئے قادیانی“ کے لیے ”پھل“ کا لفظ بطور کوڑا استعمال کیا جاتا ہے۔ کاغذات میں بھی اندراج ”پھل“ کے لفظ سے ہوگا) جماعت کا خاصا خرچہ ہو جاتا۔ ہر جماعت تحصیل اور ضلع کی سطح پر ”دعوت الی اللہ کے قافلے“ تیار کرتی اور پیشکش بسوں کے ذریعہ یہ دورے کروائے جاتے۔

۱۹۸۴ء میں چلنے والی تحریک ختم نبوت کے نتیجہ میں مرزا طاہر احمد صاحب بیرون ملک چلے گئے۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے اپنے ایک خطاب میں جماعت کا حوصلہ بڑھانے کے لیے بتایا کہ ایک اندازے کے مطابق ہم سوا کروڑ ہو چکے ہیں۔ اس میں احتیاط یہ کی گئی کہ اس بیان کو اپنی طرف سے نہ کہا کیونکہ پھر یہ باضابطہ اعلان ہو جاتا۔ کہا کہ: ”ہمارے بعض حساب رکھنے والے کہتے ہیں کہ ہم سوا کروڑ ہو چکے ہیں۔ جس میں سے ۴۰ فیصد پاکستان میں ہیں اور باقی دوسرے ملکوں میں ہیں۔ مزید کہا کہ اب ہم کوشش کریں گے جو کمی رہ گئی ہے یعنی سوا کروڑ ہونے میں وہ پوری کر لی جائے۔“ واضح رہے کہ اس بیان کے مطابق پاکستان میں تعداد ۵۰ لاکھ بنتی ہے جبکہ میں ۳۱ مارچ اور یکم اپریل ۱۹۹۹ء والے مضمون ”قادیانی جماعت کی تعداد..... حقیقت کیا ہے!“ میں تفصیلی ”پوسٹ مارٹم“ کر کے یہ ثابت کر چکا ہوں کہ پاکستان میں قادیانیوں کی تعداد دو سے تین لاکھ کے درمیان ہے۔

قیام پاکستان سے لے کر ۱۹۸۴ء تک ہر سال جلسہ سالانہ پر پورے سال کی کارگزاری بتائی جاتی رہی ہے۔ اس میں کسی ایک جماعت یا حلقہ یا علاقے کی بیعتوں کا ذکر کر دیا جاتا۔ اس سے اندازہ کروایا جاتا کہ جب ایک تحصیل میں یہ پروگریس ہے تو باقی خود اندازہ کر لیں۔ پورے پاکستان کی کل بیعتوں یا کل تعداد کا کبھی ذکر نہ کیا جاتا حالانکہ جماعت کے پاس مکمل کوائف ہوتے تھے۔ یہ اس بات کا منہ بولتا ثبوت تھا کہ بیعتوں کی تعداد بہت کم یعنی مایوس کن ہوتی۔ لہذا جماعت یہ تعداد بتانے سے احتراز کرتی اسی طرح جماعت ایک احساس کمتری میں مبتلا ہو گئی۔

۱۹۸۴ء کے بعد ۱۹۹۳ء تک لندن کے جلسہ پر یہ اعلان ہوتا رہا کہ پچھلے سال ہونے والی بیعتوں کی تعداد سے گئی بیعتیں اس سال ہوئی ہیں۔ سات سال بعد اس تعداد کو دو لاکھ بتایا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ۱۹۸۴ء، ۱۹۸۵ء میں یہ تعداد ایک ہزار سے کم ہوگی۔

عالمگیر بیعت

۱۹۹۳ء سے ”عالمگیر بیعت“ کا ایک نیا سلسلہ شروع کیا گیا ہے کہ ہر سال پچھلے سال

کی نسبت ڈبل تعداد بتائی ہے۔ لہذا ۱۹۹۳ء میں دو لاکھ بیحتوں کا اعلان کیا تو ۹۴ء میں چار لاکھ ۹۵ء آٹھ لاکھ کا اعلان کیا گیا۔ اس ”کھیل“ کے مطابق ۹۶ء میں ۱۶ لاکھ کی تعداد بنی، تو ۹۷ء میں ۳۲ لاکھ، ۹۸ء میں ۶۴ لاکھ تعداد بنی تھی مگر ”لحاظ“ کر دیا گیا اور تعداد ۵۰ لاکھ بتائی گئی۔ ۹۹ء میں ایک کروڑ ۲۸ لاکھ کی بجائے ”دوبارہ رعایت“ کر دی گئی اور تعداد ایک کروڑ آٹھ لاکھ بتائی۔ اب ظاہر ہے دو کروڑ سے زیادہ کا ہی اعلان ہوگا۔ اس فارمولے کے مطابق ۲۰۰۳ء میں ۱۶ کروڑ کا اعلان ہوگا تو ۲۰۰۶ء میں ایک ارب ۲۰ کروڑ کا اعلان ہوگا۔ ۲۰۰۹ء میں ۱۰ ارب کا اعلان کر کے دنیا کو حیران کر دیں گے جبکہ ۲۰۱۰ء میں ۲۰ ارب نئے قادیانیوں کا اعلان کر کے دنیا کو ”پریشان“ کر دیں گے۔ اس طرح آئندہ دس سالوں میں کل ۴۰ ارب نئے افراد قادیانی ہو چکے ہوں گے۔

واضح رہے کہ دنیا کی کل آبادی چھ ارب ہے اس میں مسلم، عیسائی، یہودی، ہندو، سکھ، بدھ مت اور دیگر مذاہب کے لوگ شامل ہیں۔ وہ سب اپنی اپنی جگہ قائم رہیں گے مگر قادیانیوں کو ”نئے قادیانی بھائی“ ۴۰ ارب کے قریب مل جائیں گے۔

یہ کیا ہو رہا ہے؟ کیا یہ مذاق ہو رہا ہے؟ نہیں، جماعت بالکل سنجیدہ ہے۔ اصل میں یہ احساس کمتری کا رد عمل ہے۔ جماعت تعداد کے حوالے سے اپنے احساس کمتری کو دور کرنے کے لیے یہ سارا ”چکر“ چلا رہی ہے اور خصوصاً مرزا طاہر احمد صاحب جو سیاسی ذہن رکھتے ہیں تعداد کی کمی کو حسرت سے محسوس کرتے ہیں۔ ان کا فلسفہ ہے کہ اگر کسی ملک میں ہماری جماعت کی تعداد اس ملک کی تعداد کے دس فیصد کے برابر ہوگئی تو اس ملک کی حکومت جماعت کو مل جائے گی۔ اس فلسفہ کے مطابق وہ پاکستان میں کوشش کر کے مایوس ہو چکے ہیں۔ لہذا مرزا طاہر احمد صاحب اب ”افراطفری“ میں جماعت کی تعداد کو ”انتہا“ تک لے کر جانا چاہتے ہیں۔

اگر جماعت کے ماضی اور حال کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ جماعت چالیس ارب تک جانے کا ”کلف“ نہیں کرے گی بلکہ دنیا میں موجود جو سب سے بڑی مذہبی یا سیاسی جماعت ہوگی اس کی تعداد سے تھوڑا سا آگے نکل کر ”بریک لگا لی جائے گی۔ مثلاً اگر ایک مذہبی یا سیاسی تنظیم کے ممبران کی کل تعداد ۷۰ کروڑ ہے تو جماعت ۸۰ کروڑ پر بریک لگا لے گی اور پھر دنیا کو بار کر دے گی کہ اب دنیا میں سب سے بڑی جماعت قادیانی جماعت ہے پھر اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل میں ”انہائر“ پیدا کیا جائے گا اور انہیں بتایا جائے گا کہ ہم دنیا میں سب سے بڑی جماعت ہیں اور اس ”وزن“ کو ہر پلیٹ فارم سے ”کیش“ کروایا جائے گا جو کہ امٹ مسلمہ کے لیے انتہائی خطرناک ہوگا۔

(روزنامہ اوصاف ۲۸ مئی ۲۰۰۰ء)

(۹) مرزا طاہر احمد کا ”الہام“

۱۹۸۴ء میں قادیانیوں کے خلاف چلنے والی تحریک اپریل ۱۹۸۴ء میں ایک صدارتی آرڈیننس پر منتج ہوئی۔ جس کے مطابق قادیانی اپنے آپ کو مسلمان۔ اپنی عبادت گاہ کو مسجد۔ مرزا غلام کے ساتھیوں کو ”صحابی“ مرزا غلام احمد کی بیویوں کو ”ام المؤمنین“ اور مرزا صاحب کے جانشینوں کو ”امیر المؤمنین“ نہیں کہہ سکتے۔ نہ ہی مسلمان کی طرح عبادت کے لیے آذان دے سکتے ہیں۔ اس سے قادیانی ایک ایسے قانونی شکنجے میں کسے گئے جس میں قادیانی باسانی پر بھی نہیں مار سکتے تھے۔ ایسی حالت میں مرزا طاہر احمد جنہیں اقتدار سنبھالے ابھی دو سال بھی نہ ہوئے تھے۔ اپنے گھر تک محدود رہ گئے۔

مرزا طاہر احمد اس شکنجے سے بچنے کے لیے خفیہ طور پر پاکستان سے نکل کر انگلینڈ جا پہنچے۔ وہاں جا کر اپنی تقاریر اور خطبات کے ذریعہ آڈیو کیسٹ کے ایک نئے نظام سے جماعت سے تعلق قائم رکھا۔ اس وقت کے حالات پر ذرا غور کیا جائے کہ جماعت پر سخت قسم کی پابندیاں لگ گئیں۔ قادیانیوں کو خطرہ لاحق ہو گیا۔ ہر قادیانی اس خوف میں مبتلا ہو گیا کہ ابھی کوئی میرے خلاف مقدمہ کر دے گا اور مجھے جیل جانا پڑ جائے گا۔ کیونکہ اس آرڈیننس کے مطابق اگر ایک قادیانی کسی کو السلام علیکم کہتا ہے تو گویا اس نے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا۔ اس طرح اس نے ایک جرم کیا۔ کسی نے ماشاء اللہ، الحمد للہ اور بسم اللہ جیسے اسلامی الفاظ استعمال کرتے ہیں تو وہ قابو آ سکتا ہے۔ مسلمانوں کا موقف ہے کہ جب آپ کا نبی علیحدہ ہے اور ہر قسم سے اپنے آپ کو علیحدہ کر چکے ہو۔ بلکہ حضرت محمدؐ کے مقابل پر ایک اور شخص کو کھڑا کر دیا ہے اس کے مطابق تمام اپنا دین بتا لیا ہے۔ یہاں تک کہ حضرت محمدؐ کا نام رکھنا بھی گوارا نہیں۔ غلام محمد، غلام مصطفیٰ، غلام مجتبیٰ، غلام مرتضیٰ، ابوبکر، عمر، عثمان، علی، حسن، حسین، فاطمہ، خدیجہ، زینب، آمنہ جیسے خالص اسلامی ناموں سے منہ موڑ چکے ہو۔ (یقین نہ آئے تو ۴۰ سال سے کم عمر کے قادیانی بچوں اور جوانوں کے ناموں کا جائزہ لے لیا جائے) اور اپنی ہر عبادت کو علیحدہ رنگ دے لیا ہے تو پھر اسلامی شعار کو چھوڑ دو۔ دو غلامین ختم کرو۔ ایک طرف ہو کر رہو۔

اس قانونی حملہ سے قادیانی بالکل غیر محفوظ ہو گئے۔ ایسی حالت میں مرزا طاہر احمد کا فرار قابل فہم ہے۔ اس لیے کہ اب خوف زدہ جماعت کو حوصلہ دینے اور اس کی ڈھارس باندھنے کی سخت ضرورت تھی۔ ایسے میں مرزا طاہر احمد نے جماعت میں اپنا ایک ”الہام“ سنایا کہ خدا نے مجھے

الہام نامتایا ہے کہ: "Friday The Tenth." اس کا ترجمہ اور مفہوم خود ہی بتایا کہ جمعہ کا دن ہوگا اور ۱۰ تاریخ۔ اس دن جماعت کے حق میں کوئی خاص واقعہ ہوگا اور یہ ابتلاء ختم ہو جائے گا۔ اب پوری جماعت اس امید پر کیلنڈروں کے پیچھے پرگئی کہ دیکھتے ہیں کہ اس سال میں کون سے مہینے میں ۱۰ تاریخ کو جمعہ کا دن ہوگا۔ ہر سال چند جتنے ضرور ۱۰ تاریخ کو ہوتے۔ چنانچہ ہر سال کیلنڈر پر ۱۰ تاریخ اور جمعہ کے دن نشانات لگا دیے گئے۔ اس وقت پر اس لگائے جماعت مہینے اور سال گزارنے لگی۔ مرزا طاہر صاحب کی طرف سے بار بار اس کی یاد دہانی ہو جاتی۔ اور جماعت پورے یقین اور ایمان کے ساتھ اس وقت کا انتظار کرنے لگتی کہ یقیناً آئندہ ۱۰ تاریخ والے جمعہ کو ضرور کوئی معجزہ ہوگا۔ جب ۱۹۸۳ء سے ۱۹۸۸ء تک کوئی واقعہ رونما نہ ہوا۔ جنرل ضیاء الحق کا واقعہ بھی ۱۷ اگست بدھ کے دن ہوا تو جماعت میں مایوسی پھیل گئی۔ اس بات پر ضرور غور کیا جائے کہ ۱۹۸۳ء تا ۱۹۸۸ء چار سال تک مسلسل جماعت شدت کے ساتھ آس و انتظار میں رہی ۱۹۸۸ء میں کسی نے مرزا طاہر احمد کے "الہام" کے پورا نہ ہونے کی سخت کومٹانے کے لیے ایک نیا آئیڈیا دیا کہ اس الہام سے مراد سورۃ الجمعہ کی دسویں آیت بھی ہو سکتی ہے۔ پھر اس کے ترجمہ اور تشریح پر کچھ خطبے آ گئے اور جماعت کو ایک نئی لائن پر لگا دیا۔ صاف نظر آ رہا تھا کہ اب مرزا طاہر صاحب کا خود بھی اس "الہام" سے ایمان اٹھ گیا ہے اور اس کے پورا ہونے کا امکان نظر نہیں آ رہا۔

آج اس "الہام" کو ۱۶ سال کا عرصہ گزر چکا ہے سینکڑوں قادیانی اس الہام کے پورا ہونے اور کسی معجزے کے ظہور کے انتظار میں اس دنیا سے گزر گئے۔ اور باقی بھی انشاء اللہ اس الہام کی گری سے محفوظ ہوتے ہوتے چلے جائیں گے۔

یہ کیسا الہام ہے یا کیسا معجزہ ہے جو ۱۶ سال کا عرصہ لے جائے یہ قوم کے ساتھ سراسر ایک "الہامی مذاق" ہے۔ یہ حالت اس الہام کے دو نمبر ہونے کو واضح کر رہی ہے۔

(اوصاف ۱۱۳ اکتوبر ۲۰۰۰ء)

(۱۰) انسانی حقوق اور قادیانی جماعت

۱۹۷۴ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا اس فیصلے سے قبل قادیانی جماعت کے اس وقت کے سربراہ مرزا ناصر احمد صاحب کو اپنا موقف پیش کرنے کا پورا پورا موقع دیا گیا۔ کئی دن تک جماعت نے تفصیل سے دہانی اور تحریری طور پر اپنا موقف پیش کیا اس کے بعد قومی اسمبلی کے ممبران نے فیصلہ کیا۔ ۱۹۸۳ء میں جنرل ضیاء

الحق نے اس فیصلہ کی روشنی میں اس کے تقاضے پورے کرتے ہوئے نیا آرڈیننس جاری کر دیا جس میں قادیانیوں کو اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے۔ اپنی عبادت کے لیے مسلمانوں کی طرح ”اذان“ دینے، اپنی عبادت گاہ کو ”مسجد“ کہنے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھیوں کو ”صحابی“ کہنے۔ مرزا صاحب کے جانشینوں کو ”امیر المومنین“ کہنے اور مرزا صاحب کی ازواج کو ”ام المومنین“ کہنے سے روک دیا گیا۔

۱۹۷۴ء سے مسلسل اور ۱۹۸۴ء سے خصوصی طور پر جماعت نے باضابطہ طور پر دنیا میں ”دہائی“ کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ جس میں دنیا کو یہ باور کروانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں پر ظلم ہو رہا ہے، انسانی حقوق کے حوالے سے سخت قسم کی خلاف ورزیاں ہو رہی ہیں، قادیانیوں کا جینا حرام کر دیا گیا ہے اور کسی قسم کا انصاف قادیانیوں کو میسر نہیں۔ اس پروپیگنڈہ سے قادیانی مسلسل فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ یورپ نے اس پروپیگنڈہ کی وجہ سے قادیانیوں کے لیے اپنا دامن پھیلا رکھا ہے اور قادیانی جوق در جوق یورپ میں داخل ہو رہے ہیں۔ مگر ”داخل“ ہونے کے ”آداب“ سے عاری ہیں۔ یعنی جعلی کاغذات کی بنا پر داخل ہونا، پھر جعلی کاغذات تیار کر کے اپنے آپ کو مظلوم ظاہر کرنا اور پھر ”پناہ“ حاصل کرنا۔ قادیانیوں کو مشکوک بنا رہا ہے۔ نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے۔ یورپ کا قادیانیوں سے اعتماد اٹھ گیا ہے اب انہوں نے دھڑا دھڑکیس مسترد کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ اس سے نہ صرف قادیانیوں کو نقصان ہو رہا ہے بلکہ پاکستان بھی بدنام ہو رہا ہے۔ ۹۸ فیصد قادیانیوں کے کیس جھوٹے اور جعلی کاغذات پر مشتمل ہوتے ہیں۔ قادیانیوں تو ”ترستے“ ہیں کہ ان پر ظلم ہوا اور وہ اس کا ثبوت دنیا کو دکھا سکیں۔ مگر ”ظلم کی عدم دستیابی“ پر وہ پیسے دے دلا کر جعلی ایف آئی آر درج کروا کر اس کی نقل حاصل کر کے ”گزارا“ کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے برملا قادیانی مظلوم ہیں کہ ان کی ضرورت پوری کرنے کے لیے ”مقدور بحر ظلم“ بھی دستیاب نہیں۔

آئیے دیکھتے ہیں قادیانی جو دنیا میں اپنے مظلوم ہونے کا ڈھنڈورہ پیٹتے ہیں۔ خود کتنے منصف مزاج، نرم دل، صلح جو اور انسانی حقوق کا تحفظ یا خیال کرنے والے ہیں۔ یہ ایک ایسا موضوع ہے جس پر اتنا کچھ لکھا جاسکتا ہے کہ لکھاری لکھتے لکھتے تھک جائے اور قاری پڑھتے پڑھتے ”رج“ جائے۔ سمجھ نہیں آتی کہ قادیانی کے کس کس ظلم کی تصویر پیش کروں۔ ”عدل جماعت اصل میں عکس یزید ہے“ اس عنوان پر ایک تفصیلی مضمون بعد میں آئے گا۔ اس وقت انسانی حقوق کے حوالے سے چند گزارشات کرنا چاہتا ہوں۔

پاکستانی عدالتیں اور نظام جماعت

قادیانیوں کا سب سے بڑا اعتراض اور دنیا میں پاکستان کو ظالم ثابت کرنے کے حوالے سے سب سے بڑی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں کے ساتھ انصاف نہیں ہوتا۔ کوئی قادیانی چوری کے جرم میں سزا پائے یا بدعنوانی کی وجہ سے گرفت میں آئے۔ جماعت میں سب لوگ اس سے ہمدردی کرتے ہوئے کہیں گے کہ قادیانیوں جو ہونے سزا تو ہونی ہی تھی۔ یہ سزا صرف قادیانی ہونے کی وجہ سے ملی ہے۔

قیام پاکستان سے لے کر آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا بلکہ ایک کیس بھی ایسا نہیں ہوگا کہ کسی قادیانی کے خلاف عدالت میں کیس کیا گیا ہو اور جج قادیانی کو بتائے بغیر اس کو صفائی کا موقع دیئے بغیر براہ راست سزا سنا دے اور پھر وہ چیلنج بھی نہ ہو سکے۔ آج تک ایک کیس بھی ایسا نہیں گزرا۔ اس حوالے سے قادیانی ایک مثال بھی پیش نہیں کر سکتے۔

ہوتا یوں ہے کہ کسی نے کسی قادیانی کے خلاف عدالت میں کیس کر دیا۔ عدالت قادیانی کو بذریعہ نوٹس کیس کے بارے میں مطلع کرے گی اور اسے مقررہ تاریخ پر طلب کرے گی۔ وہ قادیانی عدالت میں پیش ہوگا اسے کیس (الزامات) کی پوری تفصیل بتائی جائے گی بلکہ کیس کی نقل دی جائے گی۔ اسے وکیل کرنے کا موقع دیا جائے گا اور اپنی صفائی میں جواب داخل کرنے کے لیے مناسب وقت (کچھ دن) دیا جائے گا۔ وہ قادیانی وکیل کی مدد سے جواب تیار کرے گا اور مقررہ تاریخ کو جمع کروادے گا۔

کچھ دنوں، ہفتوں بعد دونوں فریقوں کے وکیل آئے منے سامنے اس کیس سے متعلق بحث کریں گے۔ پھر جج دونوں فریقوں کو باری باری گواہ لانے اور دیگر ثبوت مہیا کرنے کا موقع دے گا۔ قادیانی کو پورا اختیار ملے گا کہ وہ نہ صرف اپنی صفائی بیان کرے بلکہ اپنے مخالف اور اس کے گواہوں پر خوب جرح کرے۔

اس طرح یہ کیس چلتے چلتے چھ ماہ ایک سال یا پانچ سال تک کا عرصہ لے گا۔ خوب بحث و تکرار کے بعد اگر فیصلہ قادیانی کے خلاف ہو جاتا ہے تو اس فیصلے کو درست سمجھا جانا چاہیے کیونکہ قادیانی کو خوب صفائی کا موقع ملا ہے۔ مگر اس کے باوجود قادیانی کو یہ اختیار دیا جائے گا کہ سیشن کورٹ میں اس فیصلے کے خلاف اپیل کرے۔ اس اپیل پر (چیلنج پر) کیس دوبارہ شروع ہوگا۔ قادیانی کو ایک بار پھر صفائی کا موقع ملے گا۔ دیکھا دوبارہ بحث کریں گے۔ چار، چھ ماہ تک دوبارہ کیس چلے اور واقعات کو ”کھنگالنے“ کے بعد اگر قادیانی کے خلاف فیصلہ ہو جاتا ہے تو اب

فیصلے کو درست سمجھا جانا چاہیے۔ مگر قادیانی کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ ہائیکورٹ میں چیلنج کر دے۔ ہائیکورٹ میں ایک بار پھر کیس چلے گا۔ قادیانی کو صفائی کا خوب موقع ملے گا۔ اب اگر چار، چھ ماہ بعد قادیانی کے خلاف فیصلہ ہو جاتا ہے تو قادیانی کو پھر اختیار دیا گیا ہے کہ سپریم کورٹ بھی جاسکتا ہے۔ سپریم کورٹ میں پھر کیس چلے گا اور کچھ عرصہ بعد اگر فیصلہ قادیانی کے خلاف ہو جاتا ہے تو اب قادیانی کو فیصلہ تسلیم کر لینا چاہیے مگر اس کے باوجود قادیانی کو حریہ چانس یہ ملے گا کہ وہ سپریم کورٹ میں نظر ثانی کی درخواست دے کر ایک بار پھر انصاف کے لیے دستک دے سکے۔

اب اگر لوئر کورٹ سے سپریم کورٹ تک کیس چلنے میں ۶/۴ سال لگ جائیں اور قادیانی کو خوب صفائی کا موقع ملے گا تو اس فیصلے کو انصاف پر مبنی سمجھا جانا چاہیے۔ اس طرح کی صفائی کا موقع قادیانیوں کو ملتا رہا ہے اور ملتا ہے۔ مگر اس کے باوجود قادیانی شکوہ کرتے ہیں کہ ہم پر ظلم ہو رہا ہے اور انصاف نہیں ملتا۔ پاکستانی عدالتوں کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے آج تک ایک فیصلہ بھی ایسا نہیں دیا جس میں قادیانی کو صفائی کا موقع دیئے بغیر فیصلہ سنا دیا گیا ہو۔

قادیانیوں کا انصاف

اب ذرا قادیانیوں کا انصاف ملاحظہ فرمائیں۔ جماعت میں عدالت نام کی کوئی چیز نہیں۔ البتہ دھوکہ دہی کے لیے ”دارالقضاء“ ایک ادارہ قائم ہے جس کے اختیارات امراء کو ”پریشان“ نہیں کرتے۔ قادیانیوں میں یہ عام بات ہے کہ امیر جماعت نے کسی کے خلاف لکھ دیا۔ جماعت نے اس پر ایکشن لیتے ہوئے متعلقہ قادیانی کو سزا دے دینی ہے۔ نہ کوئی انکوائری ہوگی اور نہ ہی قادیانی کو جرم بتا کر صفائی کا موقع دیا جائے گا۔ بغیر جرم بتائے، بغیر انکوائری کے اور بغیر صفائی کا موقع دیئے سزا دینا اور پھر وہ سزا کسی طرح بھی چیلنج نہ کرے تو یہ کہاں کا انصاف ہے؟ کیا یہ انسانی حقوق کی پامالی نہیں ہے؟ دوسروں سے انصاف کی بھیک مانگنے والے خود کتنا ظالمانہ نظام رکھتے ہیں؟ ”اوروں کو صیحت اور خود میاں فضیحت“ (اردو دانوں سے درخواست ہے کہ قول و فعل میں اتنا ظالمانہ فرق رکھنے والوں کے لیے کوئی مناسب سا محاورہ ایجاد کریں درج بالا محاورہ بہت نرم ہے) ذرا قادیانی جماعت کے امام اور سربراہ کا انصاف اور عدل کا معیار ملاحظہ فرمائیں۔ امام قادیانی جماعت کا ”عدل“

جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد اپنے ایک ایسے عہدیدار کے بارے میں فیصلہ دیتے ہیں جس کے بارے میں جماعت کے ادارے، نظارت امور عامہ، نظارت مال، نظارت اصلاح و ارشاد اور نظارت علیا کی طرف سے NOC جاری ہونے کے بعد خود اسے مقرر کیا ہے (واضح

رہے کہ جماعت کے درج بالا ادارے حکومت کی منشری کے برابر کے ہیں) پورے ضلع میں کل تین عہدیداروں کی تقرری درج بالا اداروں کی سفارش اور کلیئرٹس کے بعد کی تھی۔ ان میں سے ایک عہدیدار کے بارے میں فیصلہ سنا رہے ہیں فرماتے ہیں:

..... ”جہاں تک میری معلومات ہیں آپ خرابی پیدا کرنے والے گروہ کے سربراہ ہیں۔ خواہ آپ مانیں یا نہ مانیں۔ مگر بتاتے سبھی ہی ہیں“.....
نوٹ: مرزا طاہر احمد کے دستخطوں سے جاری ہونے والا اصل خط میرے پاس موجود ہے۔

جماعت میں مگسا پٹا جو نظام چل رہا ہے (نظام جماعت پر الگ مضمون پیش کیا جائے گا) اس کے مطابق جس قادیانی کے بارے میں کوئی فیصلہ کرنا ہو اس کے خلاف لوکل جماعت کی مجلس عاملہ قرار داد پاس کرے گی یا سزا کی سفارش کرے گی۔ پھر لوکل امیر جماعت اس ”سفارش“ کو امیر ضلع پھر ناظر امور عامہ اور ناظر اعلیٰ تک پہنچائے گا پھر ناظر اعلیٰ، امام جماعت سے سزا کی سفارش کرے گا۔ مگر درج بالا کیس میں مرزا طاہر احمد تمام حدود و قیود کو عبور کرتے ہوئے جو فرما رہے ہیں نہ اس بارے میں کوئی انکوائری ہوئی ہے نہ ہی الزام علیہ کو جرم یا الزام کا پتا ہے۔ نہ ہی ”خرابی“ کی تفصیل بتائی ہے اور نہ ہی اس کی کسی درخواست یا کیس کے جواب ہیں بلکہ ”سوال گندم اور جواب چنا“ کے مصداق ایک علیحدہ مضمون کے خط کے جواب میں یہ فیصلہ فرما رہے ہیں۔

غور فرمائیے کہ فرماتے ہیں کہ جہاں تک میری معلومات ہیں اب ان کی معلومات کے ذرائع یا تو نظارتیں ہیں یا پھر امیر ضلع، مقامی صدر جماعت اور مجلس عاملہ ہے جب کہ درج بالا کیس میں ان میں سے کسی نے کچھ کہا نہ لکھا۔ ان کے علاوہ کسی ذریعہ کی قانونی یا اخلاقی حیثیت نہیں ہے۔

غور فرمائیے، فرماتے ہیں ”خواہ آپ مانیں یا نہ مانیں“ گویا فیصلہ سنا دیا۔ اب یہ فیصلہ چیئنج بھی نہیں ہو سکتا۔ نہ صفائی کا موقع نہ چیئنج کے قابل اور نہ ہی جرم بتایا گیا ہے کہ کس جرم میں سزا دی جا رہی ہے پھر کہتے ہیں ”مگر بتاتے سبھی یہی ہیں“ (کنول کچا)

گویا سنی سنائی بات پر ایسا فیصلہ دیا جا رہا ہے جو نہ صرف چیئنج نہیں ہو سکتا بلکہ بغیر انکوائری کے بغیر جرم متا ہے اور بغیر صفائی کا موقع دیئے سنی سنائی بات پر فیصلہ ۲۴۴؟

یہ ہے جماعت یا امام جماعت کے عدل کی ہلکی سی جھلک..... یہ جماعت کیسے دوسروں کو انسانی حقوق کا درس دے سکتی ہے۔ کیا یہاں انسانی حقوق پامال نہیں ہوئے کہ الزام

علیہ کو پتا ہی نہیں کہ اس نے کیا جرم کیا ہے نہ اس سے کوئی جواب طلب کیا گیا ہے۔ نہ کوئی انکوائری ہوئی۔ نہ مجلس عاملہ نے مداخلت کی نہ امیر جماعت نے، نہ نظارتیں اثر انداز ہوئیں۔ یہ کیسا انصاف ہے؟ اور وہ بھی امام جماعت کی طرف سے جسے قادیانی ”خلیفہ وقت“ کہتے ہیں بلکہ ”خدا کا خلیفہ“ کہتے ہیں۔

(اگر کسی قادیانی کو شک ہو تو اس مذکورہ خط کی فوٹو کاپی حاصل کر سکتا ہے)

قادیانی بتائیں کہ قیام پاکستان سے آج تک کسی ”ظالم ترین جج“ یا ”انصاف سے عاری عدالت“ نے بھی کبھی قادیانیوں کے خلاف ایسا فیصلہ دیا ہے؟ یقیناً نہیں؟ تو پھر اپنے گھر کو سنبھالو۔ دوسروں کو عدل اور انسانی حقوق کا سبق نہ دو۔ انسانی حقوق کے حوالے سے شور اور دادیلا بند کرو۔

قادیانیوں کے ہاتھوں قادیانیوں کی تذلیل

جیسا کہ پہلے مضمون ”اخراج از جماعت“ میں تفصیل سے بتا چکا ہوں کہ جب کسی امیر جماعت کو کسی قادیانی سے اپنے اقتدار کے حوالے سے خطرہ محسوس ہوتا ہے تو اسے ”نیچے لانے“ کے لیے وہ اسے ”اخراج از نظام جماعت“ کی سزا دلواتا ہے۔ اس مرحلے کو طے کرنے کے لیے وہ ہر قسم کا حربہ ”فری سائل“ استعمال کرتا ہے۔ سزا دلوانے کے بعد اس آدمی کے رشتہ داروں کے ذریعے اسے معافی مانگنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ اسے کہا جاتا ہے کہ خدا سے معافی مانگنی ہے۔ ”خدا کے خلیفہ“ سے مانگنی ہے۔ لہذا وہ مجبور ہو کر خط ”حضور“ کو لکھ دے گا۔ حضور اس خط کو مدعی امیر تک پہنچا دیں گے۔ پھر معافی مانگنے والے کو اتنا تذلیل کیا جائے گا کہ ساری عمر کے لیے وہ سر نیچے کر کے چلنے پر مجبور ہو جائے گا اور یوں اسے ذہنی طور پر ”اپاج“ کر دیا جائے گا۔

قابل غور بات یہ بھی ہے کہ جس شخص کو فری سائل کارروائی کے بغیر، انکوائری بغیر، صفائی کا موقع دیے بغیر جرم بتائے سزا سنائی جائے گی تو پھر ایسے شخص کے بارے میں پاکستان کی تمام جماعتوں میں اس کا اعلان ہوگا کہ فلاں شخص کو جماعت سے اخراج کی سزا دی جاتی ہے۔ اگر ایک راولپنڈی کے آدمی کو سزا دی جاتی ہے تو سرگودھا کے چوک میں بھی اس کی سزا کا اعلان ہوگا۔ سیالکوٹ کے دور دراز گاؤں میں بھی اس کا اعلان ہوگا۔ کراچی اور کوئٹہ میں بھی اعلان ہوگا۔ گویا قادیانی کو پہلے ظلم کا نشانہ بنایا اور پھر پورے پاکستان میں اس کو خوب تذلیل کی۔ کیا یہ ظلم نہیں ہے؟ کیا یہاں انسانی حقوق پامال نہیں ہوتے؟

مزید ظلم یہ ہے کہ اس معتب قادیانی کو کوئی تحریر نہیں دی جائے گی نہ کوئی چارج شیٹ

دی جائے گی۔ نہ کسی قسم کا فیصلہ نہ کوئی اور تحریر اسے دی جائے گی۔ اعلان در اعلان سے اس کی تذلیل کی جائے گی۔

قادیانی بائیکاٹ

قادیانی پوری دنیا میں شور مچاتے ہیں کہ پاکستان میں ہمارے ساتھ بائیکاٹ کیا جاتا ہے۔ ہمیں عام انسانی ضرورتوں کو پورا کرنے میں تکلیف ہوتی ہے اور ہماری جانوں کو ہر وقت خطرہ رہتا ہے۔ حالانکہ یہ شور وادب حقیقت پر مبنی نہیں۔ قادیانی پاکستان میں آزادی سے رہ رہے ہیں۔ قادیانی بازاروں سے ہر قسم کی چیز خرید سکتے ہیں۔ تمام دکانداروں سے بات بھی کرتے ہیں اور سودا بھی دیتے ہیں۔

جبکہ قادیانیوں کا اپنا یہ حال ہے کہ ان میں سے کوئی جماعت چھوڑ جائے یا جماعت کے اندر ہی اس سے اختلاف ہو جائے تو اس کے خلاف بڑا منظم بائیکاٹ کریں گے۔ خاکسار جب سے اپنے بھائی، والد صاحب اور دیگر اہل خانہ کے ساتھ مسلمان ہوا ہے۔ ہمارے ساتھ تمام قادیانی رشتہ داروں کا مکمل بائیکاٹ ہے۔ جو ڈیڑھ سال سے مسلسل جاری ہے۔ قادیانی دکانداروں کی طرف سے بائیکاٹ اور بول چال بند ہے۔ قادیانیوں کی جانوں کو کیا خطرہ ہے؟ جبکہ ہم جب سے مسلمان ہوئے ہیں قادیانیوں کی طرف سے مسلسل دھمکیاں مل رہی ہیں اور وہ ”مجرہ“ بنانے کے چکر میں ہیں۔ قادیانیوں کے عقائد کے مطابق مخالف کو قتل کر دینے سے یہ جماعت کے حق میں ایک معجزہ ہوتا ہے۔ اس طرح کے معجزات بہت سی سیاسی، مذہبی اور لسانی، جماعتیں بنا رہی ہیں۔ (”قادیانی معجزات“ کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہو چکا ہے۔)

قادیانیوں نے اپنی ”شرافت“ کے پیش نظر ہمیں مختلف کیسوں میں الجھا رکھا ہے۔ ہماری زمین کا راستہ بند کر دیا گیا ہے۔ جبکہ عدالتوں اور بلدیہ کے فیصلے ہمارے حق میں موجود ہیں۔ پھر ایک مسلمان کو ہی ہمارے خلاف لگا کر ہمیں پریشان کر رہے ہیں۔ قادیانیوں کی ”شریفانہ غنڈہ گردی“ کی تمام مقامی آبادی ”مترف“ ہے۔

قادیانی اپنے آپ کو ٹھیک کریں۔ دوسروں کو انسانی حقوق کا سبق نہ دیں۔ نہیں تو ”چوروں کو نور“ والی بات ہوگی۔ قادیانیوں کے بارے میں انسانی حقوق کے حوالے سے نرم گوشہ رکھنے والوں کو اس طرف بھی توجہ دینی چاہیے۔

تعلیمی اداروں میں قادیانی طلباء کا داخلہ

قادیانی اس بات کا بھی پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ تعلیمی اداروں میں قادیانیوں کو داخلہ

نہیں دیا جاتا حالانکہ یہ خلاف حقیقت ہے کیونکہ میں خود طالب علم رہ چکا ہوں۔ ایف ایس سی، بی ایس سی اور ایم ایس سی (فہم) کے لیے مختلف اداروں میں داخلہ لے کر تعلیم مکمل کر چکا ہوں۔ میں اس وقت کٹر قادیانی ہوا کرتا تھا۔ پنجاب یونیورسٹی میں تعلیم کے دوران میں قادیانی طلباء کا قائد (زعیم) رہا ہوں۔ شعبہ فزکس اور میتھ میں داخلہ کی کوشش کر کے دیکھی۔ دونوں میں میرٹ کے مطابق داخلہ مل گیا۔ دو سالہ عرصہ میں کئی قادیانی طلباء سے واسطہ رہا۔ ان کے داخلہ کئے لیے کوششیں ہوئیں مگر کبھی مذہب آڑے نہیں آیا۔ میرے کزن نے پنجاب یونیورسٹی میں کیمیکل انجینئرنگ میں میرٹ پر داخلہ لیا وہ بھی پکا قادیانی تھا اس کے دو بڑے بھائی جماعت کے مربی (مولوی واقف زندگی) تھے۔ ۱۵/۱۶ طالب علم صرف ربوہ سے تعلق رکھنے والے یونیورسٹی میں پڑھ رہے تھے۔

البتہ یہ بات ضرور ہے کہ کسی ادارہ میں جب کئی طالب علم کو داخلہ نہیں ملتا تو اسے یہ نہیں کہا جاتا کہ تمہارے نمبر کم تھے۔ زیادہ محنت سے پڑھائی کی ہوتی تو داخلہ مل جاتا پھر آئندہ محنت کرنا۔ بلکہ اس سے ہمدردی کرتے ہوئے کہیں گے کہ قادیانی جو ہوئے۔ داخلہ کیسے مل سکتا تھا؟ صرف قادیانی سمجھ کر انہوں نے مسترد کیا ہے۔ اس طرح وہ قادیانی زیادہ محنت کرنے کی طرف راغب ہونے کی بجائے سارا الزام ”تعصب“ پر لگا دے گا۔

آج بھی پاکستان کے ہر اچھے اور اعلیٰ تعلیمی ادارے میں قادیانی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ تعلیمی اداروں میں قادیانیوں کی کمی کی کئی اور وجوہات ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ یہ تعلیم سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ نوجوانوں کو یورپ اور امریکہ کے خوب صورت نظاروں کی طرف مائل کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ پاکستان میں آپ کا مستقبل تاریک ہے۔ لہذا باہر نکلو جب وہ کسی نہ کسی طرح باہر نکل جائیں گے تو پھر مزدوری کر کے پیسے کمائیں گے پڑھیں گے نہیں۔

میں نے ۱۹۸۰ء میں گورنمنٹ کالج جہلم (ٹاہلیا نوالہ) سے بی ایس سی کی آج میں سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ میرے گاؤں اب محلہ، محمود آباد، جہلم کی پچاس فیصد آبادی قادیانی ہے۔ آج تک وہاں سے کسی اور نے بی ایس سی نہیں کی۔ بہت سے قادیانی طلباء نے ایف ایس سی اور بی ایس سی میں داخلہ لیا مگر کوئی نہ کامیاب ہو سکا۔ تقریباً تمام طالب علم باہر جا چکے ہیں۔ یہ ہے تعلیم حاصل نہ کرنے کی بنیادی وجہ۔

قادیانیوں کے لیے ملازمت کا حصول

۱۹۸۵ء میں میں نے پنجاب پبلک سروس کمیشن لاہور میں لیکچرر شپ کے لیے

درخواست دی۔ بعد میں تحریری امتحان ہوا جس میں پاس ہو گیا۔ جنوری ۱۹۸۶ء میں انٹرویو ہوا جس میں نے شہسی توانائی کے میدان میں اپنی تحقیق پر مشتمل ایک مقالہ پیش کیا۔ جس کو بہت سراہا گیا اور یوں میں نے تمام مراحل طے کر لیے۔ ۱۰ اپریل ۱۹۸۶ء سے گورنمنٹ کالج چکوال سے میری سروس کا آغاز ہو گیا۔ واضح رہے کہ میں نے فارم (پنجاب پبلک سروس کمیشن لاہور کے فارم) مذہب کے خانے میں نمایاں طور پر ”قادیانی“ لکھا تھا۔ مگر اس کے باوجود مجھے سلیکٹ کیا گیا۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ بہت لائق ہوگا۔ ایسی بات نہیں نیوکیپس پنجاب یونیورسٹی میں فزکس کے میرے کلاس فیلو میں درجن سے زائد ایسے طلباء تھے جن کے نمبر مجھ سے زیادہ تھے۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ بہت زیادہ طلباء کو سلیکٹ کیا ہوگا لہذا اسے بھی موقع مل گیا۔ ایسی بات بھی نہیں۔ نیوکیپس میں فزکس کا امتحان پاس کرنے والے پچاس سے زائد میرے کلاس فیلوز میں سے ہم صرف دو طلباء سلیکٹ ہوئے گویا ”۵۰ فیصد قادیانی سلیکٹ ہوئے۔“

یہاں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ میرے شہسی توانائی کے کام کو میرٹ پر پرکھا گیا۔ میرے اس کام کی وجہ سے مجھے سلیکٹ کیا گیا۔ گویا امیدوار کی صلاحیتوں کو دیکھا گیا نہ کہ مذہب کو۔

پنجاب میں دوسرے کالجوں میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء میں سے ایک اور میرے ہم مذہب ہم نام نوجوان کو بھی سلیکٹ کیا گیا وہ جھنگ میں اس وقت بھی بدستور قادیانی رہ کر سروس کر رہا ہے۔

ملازمت پر قادیانیوں کے لیے پابندی نہیں۔ البتہ قادیانی خود پہلے جماعت سے مخلص اور وفادار ہوتے ہیں بعد میں اپنے رشتہ داروں، برادری اور اپنے ملک سے وفاداری کرتے ہیں۔ لہذا ایک قادیانی جس بھی محکمے میں ہو گا وہ کبھی بھی اس سے جماعت سے زیادہ مخلص نہیں ہوگا۔ اب جماعت پاکستان کو دشمن سمجھتی ہے تو قادیانی کیسے اس ملک کو اپنا سمجھ سکتے ہیں۔ جب قادیانی دنیا میں پاکستان کے خلاف کھل کر پراپیگنڈہ کر رہے ہیں تو ان کی پاکستان کے ساتھ وفاداری مشکوک ہو چکی ہے۔ اب اگر کسی حساس ادارہ میں انہیں نہ آنے دیا جائے تو بات سمجھ میں آتی ہے۔

(روزنامہ اوصاف، ۵، ۲ جون ۲۰۰۰ء)

(۱۱) قادیانیوں کا ”خدا“ سائیکل پر

قادیانی جماعت میں کسی زمانے میں ایک نظام ہوا کرتا تھا۔ جسے نظام جماعت کہا جاتا

تھا۔ وہ نظام اب عملاً ختم ہو چکا ہے مگر جوڑ حانچہ مرزا محمود قائم کر گئے تھے اس کے آثار ابھی تک موجود ہیں۔ اس انتظامی ڈھانچہ کے مطابق سب سے اوپر ”خلیفہ“ (امام جماعت) ان کے بعد ناظر اعلیٰ اور اس کی نظارتیں (حکومت کی وزارتوں کی طرح) پھر صوبائی امیر اور اس کی مجلس عاملہ، پھر ضلعی امیر اور اس کی مجلس عاملہ، پھر مقامی امیر/صدر جماعت اور اس کی مجلس عاملہ، (یہ سب سے چھوٹا یونٹ ہے) جماعت میں یہ فلسفہ پایا جاتا ہے جو نظام ختم ہونے کے باوجود قائم ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور مقامی امیر خلیفہ کا نمائندہ ہے۔ لہذا مقامی امیر/صدر جماعت خدا کا نمائندہ ہے۔

مقامی امیر/صدر جماعت کے الیکشن کے بارے میں پہلے بتایا جا چکا ہے کہ کسی بھی جماعت کے چندہ دہندگان کو اکٹھا کر کے صدر جماعت کا الیکشن کروایا جاتا ہے۔ ووٹر (چندہ دہندگان) کی اہلیت اس کا چندہ دینا ہے۔ ایک شخص جو اخلاقی لحاظ سے کتنا ہی برا کیوں نہ ہو، بے دین ہو، بد معاش ہو، ظالم ہو اور ڈانگ مار ہو اگر الیکشن کے قبل اپنا چندہ ادا کر دیتا ہے تو وہ نہ صرف ووٹر ہے بلکہ مجلس عاملہ کا ممبر بننے کی اہلیت رکھتا ہے۔ بلکہ صدر جماعت بھی بن سکتا ہے اور ایک دوسرا شخص خواہ کتنا ہی شریف کیوں نہ ہو، نمازی، پرہیزگار اور متقی کیوں نہ ہو اگر اس کے ذمہ چھ ماہ یا اس سے زائد عرصہ کا چندہ بقیہ ہے تو اس کو ووٹر لسٹ سے نکال دیا جائے گا۔ گویا مذہبی عہدیدار کے لیے چندہ (پیسے) بنیادی شرط ہے نہ کہ مذہبی اور اخلاقی حالت۔

دیہاتی مجالس میں جب مقامی قادیانی اکٹھے ہوتے ہیں تو جاگیردار، وڈیرے اور پھڈے باز کو اہمیت دی جاتی ہے پھر الیکشن کے وقت طریقہ کار ایسا رکھا جاتا ہے کہ وڈیرے، پھڈے باز کے لیے آگے آنے کے روشن امکانات ہوتے ہیں۔ کیونکہ الیکشن کے وقت سب ووٹر اکٹھے بیٹھ جائیں گے۔ پھر ایک شخص اٹھ کر ایک دوسرے شخص کا نام صدر جماعت کے لیے پیش کرے گا۔ جس کا نام پیش کیا گیا ہے وہ بے شک یہ عہدہ نہ لینا چاہے اسے زبردستی ”اقتدار“ دینے کی کوشش کی جائے گی۔ پھر ایک شخص اس نام کی تائید کرے گا اب کسی اور شخص کا نام پیش کیا جائے گا اور پھر اس کے نام کی تائید ہوگی تو اس طرح دو نام ایک عہدہ کے لیے سامنے آ گئے۔ دونوں افراد اس عہدے کے ”امیدوار“ بنتے ہیں۔ کیونکہ ان کی اس اقتدار کے لیے اپنی مرضی شامل نہیں۔

اب دو تنگ کا مرحلہ شروع ہوگا۔ ووٹروں سے کہا جائے گا کہ جو پہلے ”نام امیدوار“ کو ووٹ دینا چاہتے ہیں وہ ہاتھ کھڑا کریں۔ اب اگر پہلا ”امیدوار“ جاگیردار، وڈیرہ ہے۔ تو لازماً اور یقیناً وہ شخص زیادہ ووٹ لے جائے گا۔ کون ہے جو اپنے علاقے کے جاگیردار، وڈیرے، پھڈے باز۔ شخص کے سامنے دوسرے کو ووٹ دے کر دشمنی مول لے؟ اگر دوسرا شخص درج بالا

”قابلیت“ کا حامل ہے تو وہ دوسرے نمبر پر بھی زیادہ ووٹ لے کر کامیاب ہو جائے گا۔ عموماً یہ عہدہ تین سال کے لیے دیا جاتا ہے۔ مگر جب ”بن مانگے“ یہ عہدہ ملے اور بعد میں اختیارات کے وسیع استعمال اور فری سٹائل حکومت کرنے کے اختیارات اور اس سے آگے ”خدا کی پاؤں“ مل جائے تو کون پاگل ہوگا جو اس عہدے کو واپس کرے؟ تین سال کے اندر اس ”خدا کی“ کا چکا پڑ چکا ہوتا ہے۔ پھر وہ آئندہ الیکشن پر خود ایسا انتظام کر لیتا ہے کہ اختیارات اس کے پاس محفوظ رہتے ہیں اور اب یہ تاحیات امیر جماعت رہنے کے گریکھ چکا ہوگا۔ اب مرتے دم تک یہ اختیارات کو انجائے کر سکتا ہے۔

جماعت کے فلسفے کے مطابق مقامی امیر خلیفہ کا نمائندہ ہوتا ہے۔ اسے خلیفہ کی مکمل سپورٹ حاصل ہوتی ہے اور خلیفہ خدا کا نمائندہ ہوتا ہے۔ لہذا جماعت میں بالکل ہی فلسفہ موجود ہے کہ مقامی امیر خدا کا نمائندہ ہے۔ گویا اب خدا کو راضی رکھنا ہو تو مقامی امیر کو راضی رکھنا ضروری ہے۔ مثلاً اگر کسی کا مقامی امیر سے اختلاف ہو گیا اور وہ اس فلسفے کو نہ مانتے ہوئے گستاخی کر بیٹھا تو اس کے خلاف امیر جماعت اپنے اختیارات کی جھلک دکھاتے ہوئے خلیفہ سے ”پٹائی“ کرائے گا۔ اس شخص کو جماعت سے خارج کر دیا جائے گا۔ اور پھر اس کے رشتہ داروں کے ذریعہ زور دیا جائے گا کہ تم معافی مانگ لو، کس چیز کی معافی؟ یہ سوال نہیں بس معافی مانگ لو، معافی تو تم نے خدا سے مانگنی ہے لہذا معافی نامہ پر مشتمل خط ”حضور“ (خلیفہ) کو لکھو۔ اگر وہ ”خدا“ سے معافی مانگتے ہوئے خلیفہ کو خط لکھ دے گا تو وہ خط خلیفہ کی طرف سے واپس مقامی امیر کے پاس آ جائے گا۔ مقامی امیر اسے خوب کیش کروائے گا۔ مقامی لوگوں کو بتائے گا کہ اس نے معافی مانگ لی ہے اس طرح اسے خوب ذلیل کیا جائے گا تا کہ آئندہ یہ اختلاف کی جرأت نہ رکھے۔ اب جب تک مقامی امیر راضی نہ ہوگا وہ اس کی معافی قبول کرنے کی سفارش نہیں کرے گا۔ لہذا اسے راضی کرنا یا اس سے معافی مانگنا ضروری ہوگا۔ اگر ایک آدمی مقامی امیر سے معافی نہیں مانگتا تو اس کی معافی ”حضور“ قبول نہیں کریں گے۔ گویا مقامی امیر راضی ہوگا تو خلیفہ راضی ہوگا اور خلیفہ راضی ہوگا تو خدا راضی ہوگا۔ یہ بات قادیانیوں کے ایمان میں شامل ہے کہ اگر ”خلیفہ وقت“ ناراض ہے تو خدا بھی ناراض ہے اور اگر خلیفہ راضی ہے تو خدا بھی راضی ہے۔ درج بالا صورت یوں بھی کہ اگر مقامی امیر یا صدر جماعت راضی ہوگا تو خدا راضی ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ خدا تعالیٰ ہر جماعت کے قادیانی وڈیرے، جاگیردار، پھٹے باز شخص کی مرضی کا پابند ہو گیا۔ جس کے بارے میں وہ جنت کی سفارش کرے گا خدا اسے جنت دے گا اور جس کے لیے دوزخ ریکمینڈ کرے گا خدا اسے دوزخ

میں ڈالنے کا پابند ہے۔ (نعوذ باللہ)

قادیانی اب اس سٹیج پر پہنچ چکے ہیں کہ ”خلیفہ وقت“ مرزا طاہر احمد کو ”مشکل کشا“ مانتے ہیں۔ اگر کسی کے دانت میں درد ہے تو اس نے ”حضور“ کو خط لکھنا ہے، کسی کو کوئی مشکل پیش آگئی ہے تو اس نے ”حضور“ کو لکھنا ہے۔ طلباء نے امتحان سے قبل امتحان کی تیاری کے لیے خطوط لکھنے ہیں اور ہر پرچے سے پہلے اور بعد میں خط لکھنے ہیں۔ پھر زلٹ سے قبل خطوط لکھنے ہیں بلکہ ان سے باضابطہ طور پر خطوط لکھوائے جاتے ہیں تاکہ انہیں ابھی سے پتا چل جائے کہ ہر مشکل گمڑی اور امتحان میں حضور کو آواز دینی ہے ڈائریکٹ خدا کو پکار کر وقت ضائع نہیں کرتا۔ (نعوذ باللہ)

یہ بچے بڑے ہو کر زمینی خداؤں کی پرستش کریں گے اور اب ایسا ہی ہو رہا ہے۔ کسی چھوٹے بڑے کو کوئی تکلیف ہو وہ مرزا طاہر احمد کو ”مشکل کشا“ سمجھتے ہوئے خط لکھے گا۔ حتیٰ کہ میاں بیوی اپنے اپنے اختلافات مرزا طاہر احمد کو لکھیں گے۔ اصل میں وہ اپنے دل کا راز یا حال خدا کو بتا رہے ہوتے ہیں اور خدا سے پردہ کیسا؟ میرا اپنا گاؤں محمود آباد جہلم ہے۔ محمود آباد کسی دور میں قادیانیوں کا گاؤں تھا بلکہ ۱۹۳۰ء تا ۱۹۳۷ء اس کا نام ”احمدی پور“ رہ چکا ہے۔ اب بھی پچاس فیصد کے قریب قادیانی ہیں۔ جب کہ اس پچاس فیصد نے گاؤں پر کنٹرول کر رکھا ہے۔ مسلمان بطور اقلیت وہاں رہ رہے ہیں۔ وہاں پر ہم نے بچپن سے جوانی تک جس ”خدا“ کا نظارہ کیا ہے وہ محمود آباد سے شہر کو جاتے پرانی سائیکل پر سوار نظر آتا۔ بہر حال ہم تو اسے ”خدا“ سمجھتے ہوئے اسے ”پیار“ سے دیکھتے کہ ہمارا خدا سائیکل پر زرواں دواں ہے۔ کیا سادگی ہے؟ گواہ ترقی ہو گئی ہے اب نیا ”خدا“ گاڑی پر بھاگتا ہے۔ البتہ ریٹائرڈ خدا ابھی تک سائیکل پر ہی ہے۔ اس ”خدا“ نے قادیانی خاندانوں کو اجازت کر رکھ دیا ہے۔ خدا تو ایک طرف اس کی ”خدائی“ نے بھی گاؤں کی عورتوں کو آپس میں لڑائی کر کئی خاندان تباہ کر دیئے۔ مگر مجال ہے کہ کوئی قادیانی حرف گستاخی زبان پر لائے۔ اگر کوئی ”باغی“ ایسی حرکت کر بیٹھے تو اس کے لیے یہ دنیا عذاب بنا دی جائے گی۔ آخرت تو ظاہر ہے خراب ہو ہی گئی۔ کیونکہ ”جنت“ بھی تو ان کی ہی ”ریکونڈیشن“ سے ملے گی (واضح رہے کہ یہ صرف قادیانیوں کے لیے قواعد و ضوابط ہیں)

قادیانی جماعت میں تہہ در تہہ خدا ہیں اور جماعت اس میں خاصی ”خود کفیل“ بھی ہے۔ اس وقت ”ریٹائرڈ“ خدا بھی خاصے دستیاب ہیں۔ میرے مضامین میں سے کچھ ایسے اشارے قادیانیوں کو ملے ہیں جن سے ان خداؤں کی شان میں گستاخی نظر آتی ہے۔ چنانچہ مجھے پیغام بھیجا گیا ہے کہ خدا سے نکر نہ لو (خدا کے خلاف نہ لکھو، خدا سے لڑائی نہ کرو) جب کہ مجھے ان

خداؤں کی حقیقت کا پتا ہے البتہ دل کو تسلی ہے کہ چلو کسی ”بڑے“ سے لڑائی ہے۔ مزہ بھی آئے گا۔ چھوٹے سے لڑائی میں مزہ نہیں آتا۔ مسلمانوں کے خدا کے خلاف تو لکھا نہیں جاسکتا۔ کیونکہ وہی تو ہے جو ساری کائنات کو پیدا کرنے والا ہے۔ وہی رب العالمین ہے۔ یہ لڑائی قادیانیوں کے دنیاوی خداؤں (بتوں) کے خلاف ہے ماضی میں کچھ ”بت شکنی“ کے ”جرائم“ میرے کھاتے میں ہیں۔ جن کی تفصیل یاروداد انشاء اللہ عنقریب بیان کی جائے گی۔

شاعر مشرق سے معذرت کے ساتھ قادیانی جماعت کے بارے میں عرض ہے کہ:

ہزاروں بت ہیں جماعت کی آستینوں میں

فقط زباں پہ ہے لا الہ الا اللہ

(اوصاف ۳ جولائی ۲۰۰۰ء)

(۱۲) جہلم کی زمین زر خیز ہے

۱۹۰۳ء میں مرزا قادیانی کے جہلم میں تین روزہ قیام کے دوران ۱۱۳۰۰ افراد نے بیعت کر لی جن میں سے ۱۱ سو مرد اور ۲ سو عورتیں تھیں مرزا قادیانی خاصے متاثر ہوئے کہ یہاں کے لوگوں نے تیزی کے ساتھ مجھے قبول کیا ہے مرزا نے کہا کہ میرا یہ الہام کہ: ”میں ہر ایک جانب سے تجھے برکتیں دکھاؤں گا۔“ (تذکرہ ص ۴۵۳) جہلم میں پورا ہو گیا۔

اپنی چالیس سالہ قادیانی زندگی میں بار بار جماعت کے مربیوں، مولویوں اور دیگر سرکردہ افراد سے یہ سنتے آئے ہیں کہ مرزا صاحب نے جہلم کے بارے میں فرمایا تھا کہ ”جہلم کی زمین زر خیز ہے“ مراد یہ ہے کہ یہاں کی آبادی میں قادیانیت کو قبول کرنے کی صلاحیت کچھ زیادہ ہے اور تھوڑی سی محنت سے بہتر ”پھل“ حاصل کیا جاسکتا ہے۔

یہ الفاظ اس وقت یاد دلانے جاتے جب تبلیغ کے لیے ”چارچ“ کیا جاتا۔ یوں تبلیغ کرنے والوں کو یہ باور کرایا جاتا کہ خدا کے نبی (نعمو باللہ) نے جب فرمادیا ہے کہ ”جہلم کی زمین زر خیز ہے“ تو اب یہ بات یقیناً پوری ہوگی۔ آپ نے تھوڑی سی محنت کر کے لہو لگوا کر شہیدوں میں شامل ہونا ہے۔ قادیانیوں کا اس قول پر پورا ایمان تھا مگر اب یہ متزلزل ہو گیا ہے۔ آج سے بیس سال قبل یہ قول عام طور پر ڈھرایا جاتا تھا مگر اب جہلم میں جماعت کی حالت دیکھ کر اس قول کو دہراتے شرم محسوس کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ جہلم کے مولوی برہان الدین صاحب کو مرزا قادیانی اتنی اہمیت دیتے تھے کہ انہوں نے اپنا ایک ”الہام“ بھی ان کی طرف منسوب کر دیا تھا۔

قیام پاکستان سے قبل جہلم میں خاصی جماعتیں اور تعداد ہوا کرتی تھی مگر بعد میں قادیانی آہستہ آہستہ جماعت چھوڑتے چلے گئے بعض جماعتیں ختم ہو گئیں اور دیگر سکڑ کر ”تھکنی“ ہو گئیں۔ قادیانیوں کی پورے ضلع میں کل تعداد ایک ہزار سے کم ہے جبکہ مسلمانوں کی تعداد ضلع جہلم میں ۱۵ لاکھ سے زائد ہو گئی۔

۱۹۵۳ء سے قادیانیت کا گراف جہلم میں بطور خاص تیزی سے نیچے آ رہا ہے اگر قیام پاکستان سے قبل کی تعداد کا جائزہ لیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ اگر وہی تعداد یا خاندان قادیانیت پر قائم رہے تو آج تیسری نسل بعد ان کی تعداد ایک لاکھ سے زائد ہوتی جبکہ اس وقت ان کی تعداد ایک ہزار سے بھی کم ہے گویا ۹۹ فیصد جماعت کم ہو گئی یہ کیا؟ پہلے سے موجود قادیانی ہی قائم نہ رہ سکے تو نئے کیا ہونے تھے اگر جہلم کی زمین زرخیز تھی تو تعداد تو بڑھنی چاہیے تھی۔ اور نئے خاندان قادیانیت میں آنے چاہیے تھے۔ مگر یہاں گنگا الٹا بہتی رہی ہے۔ گویا جہلم کی زمین زرخیز نہ ہو سکی اور یہ قول غلط ثابت ہو گیا اور برکتوں کا الہام بھی مٹی کی دھول ثابت ہوا۔

(اوصاف ۱۶ جولائی ۲۰۰۰ء)

(۱۳) قادیانی آبادی میں ”مسلمان اقلیت“

قادیانیوں نے دنیا بھر میں اپنی مظلومیت کا پروپیگنڈہ شروع کر رکھا ہے عالمی اداروں خصوصاً انسانی حقوق کی تنظیموں کو یہ باور کروانے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں پر بہت ظلم ہو رہا ہے۔ ان کی تمام آزاد یوں کو سلب کر لیا گیا ہے ان کی املاک کا تحفظ نہیں ہے۔ ان کے حقوق غصب کیے جا رہے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

آئیے دیکھتے ہیں کہ اس ”مظلوم جماعت“ کو جہاں اپنی ملاقات آزمانے کا موقع ملتا ہے وہاں پر یہ کتنا ”مظلومانہ ظلم“ کرتی ہے؟ قادیانی افراد کس طرح اپنے سے کمزور لوگوں پر ظلم کرتے ہیں۔ ان کے حقوق غصب کرتے ہیں۔

”محمود آباد“ ضلع جہلم میں قادیانیوں کی اکثریت والا واحد گاؤں ہے (اب محلہ بن گیا ہے)۔ اس گاؤں کی ۸۰ فیصد آبادی پہلے قادیانی ہوا کرتی تھی۔ اس کا پہلے نام ”احمد پور“ بھی رہ چکا ہے۔ آہستہ آہستہ تعداد کم ہوتے ہوتے اب ۵۰ فیصد سے بھی کم رہ گئی ہے۔ گویا اب تک ”طائور طبقہ“ قادیانی ہی ہے۔ اس گاؤں میں مسلمان ”اقلیت“ بن کر رہ رہے ہیں۔ ان کے ساتھ قادیانیوں کا سلوک اچھوتوں جیسا ہی ہے۔ قادیانی مسلمانوں کو ہر لحاظ سے اپنے زیر اثر رکھتے

ہیں۔ گواہ حالات کافی بدل چکے ہیں مگر تاحال قادیانیوں کی ”ظالمانہ شرافت“ اپنا ایک مقام رکھتی ہے۔ اس شرافت میں جماعت پوری طرح شامل رہتی ہے۔ محمود آباد کو ۱۸۳۰ء کے قریب ملک سلطان محمود اور اس کے بیٹوں نے آباد کیا۔ ۱۸۷۰ء میں اس کی زمینوں میں سے دوسرے کئی نکالی گئیں جن میں سے ایک جہلم شہر کو کالا گجراں سے ملاتی ہے اور جی ٹی روڈ سے ایک کلومیٹر دور اس کے متوازی محمود آباد میں سے گزرتی ہے۔ اس سڑک سے آبادی تک راستہ نہ تھا۔ سو سال سے لوگ کچے ”بنوں“ پر سے گزر کر گزارہ کر رہے تھے۔ ۳۵/۳۰ سال قبل یہ سڑک پختہ ہو گئی۔ شہری سہولتوں کے ساتھ ساتھ دیگر ضروریات بھی بڑھتی گئیں۔ سڑک سے آبادی تک کوئی سرکاری یا غیر سرکاری ایسا راستہ نہ تھا جو ٹریفک کے لیے استعمال ہو سکتا۔ مختلف وقتوں میں راستے کے لیے کوششیں ہوتی رہیں کہ راستہ بن جائے مگر نادر اس سڑک تک پہنچنے کے لیے چھوٹے اور قریب ترین راستے کے لیے صرف تین زمینداروں کی زمینیں راستے میں آتی تھیں۔ ان میں سے ایک ”مخلص قادیانی“ خاندان تھا۔ اس بدنام زمانہ پھڈے باز خاندان کو ہر پھڈے بازی پر جماعت کی طرف سے پوری سپورٹ ملتی بلکہ جماعت کا امیر اس خاندان کا ”پالتو“ تھا۔ اس خاندان کے سربراہ نے ہر کوشش کو ناکام بنایا اور پورے گاؤں کے اجتماعی مسئلہ کو حل نہ ہونے دیا۔ سب سے بڑی اور نمایاں کوشش محمود آباد کے ایک مسلمان حاجی محمد اور لیس (جو جماعت اسلامی سے تعلق رکھتے تھے) نے ۱۹۸۰ء کے لگ بھگ کی۔ اس نے بہت سے لوگوں سے دستخط بھی کروائے۔ سیاسی شخصیات کو موقع پر لایا گیا۔ اپنا ذاتی اور اجتماعی اثر و رسوخ بھی استعمال کیا گیا مگر ان کی کوششیں ”مخلص قادیانی“ خاندان نے ناکام بنادی۔ قادیانی خاندان کا سربراہ اس لحاظ سے خاصا مستعد تھا کہ اگر ایک مسلمان اس راستے کو بنوانے میں کامیاب ہو گیا تو کل ان کا اثر و رسوخ اور نمبر بڑھ جائیں گے۔ اس طرح تو مسلمان پاور فل ہو جائیں گے اور ہمیں آنکھیں دکھانے لگیں گے۔ لہذا اس نے سختی سے اس کوشش کو ناکام بنادیا۔

یہ الگ بات ہے کہ جب ایک قادیانی خاندان نے ہی اس پھڈے باز خاندان کی گردن پر انگوٹھا رکھ کر دبایا تو اس نے دہائی دیتے ہوئے یہ راستہ چھوڑ دیا تاکہ لوگوں سے دوسرے خاندان کے خلاف گواہی اور مدد لے سکے۔

اس ”مخلص اور پھڈے باز قادیانی خاندان“ نے ایک مسلمان کی اپنی زمینوں کے ساتھ ملنے والی زمینوں کے خاصے حصہ پر قبضہ کر رکھا تھا۔ جب دوسرے قادیانی خاندان نے ان کی گردن پر انگوٹھا رکھ کر دیا تو یہ زمین بھی اس مسلمان کو مل گئی۔ اس وقت بھی بہت سے

مسلمانوں کی زمینوں پر یہ خاندان میدان طور پر قابض ہے۔ اور وہ مسلمان کسی ”مسجا“ کی تلاش میں ہے۔

اس ”مخلص خاندان“ نے ایک بیوہ کی زمین دھوکا دہی سے دبا رکھی تھی (اکنال زمین خرید کر ۱۸ کنال پر قبضہ تھا) اس بیوہ کے مسلمان داماد نے گاؤں میں سرکاری ڈھنڈورہ بھی پٹوایا۔ عدالتوں تک گیا مگر زمین واپس نہ لے سکا۔ بعد میں ”انگوٹھے“ نے کام دکھایا۔

محمود آباد میں مسلمانوں کی ایک مسجد ہے جبکہ قادیانیوں کی عبادت گاہ کے علاوہ عید گاہ اور جنازہ گاہ بھی ہے۔ مسلمانوں نے اپنی عید گاہ کے لیے شملات دیہہ جگہ پر عید گاہ بنانا چاہی تو قادیانیوں نے رکاوٹ پیدا کر کے مسلمانوں کو عید گاہ بنانے سے روک دیا۔ ابھی تک مسلمانوں کی عید گاہ نہیں بن سکی۔

قادیانیوں نے اپنی عبادت گاہ کے حصہ میں سکول بنا کر منظور کروایا۔ بعد میں گورنمنٹ پرائمری سکول بن گیا قادیانیوں نے جگہ واپس لینے کی کوشش کرتے ہوئے سکول کو باہر نکالنے کی کوشش کی۔ تو ایک مسلمان نے کوشش کر کے گاؤں کی شملات دیہہ جگہ پر سکول کی تعمیر منظور کروائی۔ قادیانیوں نے صرف مسلمانوں کو نیچا دکھانے کے لیے وہاں سکول نہ بننے دیا اور اب سکول محمود آباد سے دور دوسری پستی میں مذہبہ خانے کے ”پُر فضا“ ماحول میں بننا ہوا ہے۔

۱۹۹۹ء میں میں اپنے دیگر رشتہ داروں کے ساتھ قادیانیت کو چھوڑ کر مسلمان ہوا تو اس وقت ہمارا اس ”مخلص قادیانی پھڈے باز“ خاندان سے جھگڑا چل رہا تھا۔ اس خاندان نے سڑک پر آنے کے لیے ہمارا سرکاری طور پر منظور شدہ راستہ بند کر رکھا تھا۔ یہ کیس عدالتوں میں چلتا رہا۔ مختلف عدالتوں میں ہمارے حق میں فیصلے ہوئے۔ بلدیہ نے تین دفعہ مجسٹریٹ کی موجودگی اور مدد سے تجاوزات گرا کر گلی واگزار کرائی۔ یہ خاندان اپنی ”پھڈے بازی“ کے باوجود راستہ بند نہ کر سکا۔ مگر جوں ہی ۱۵ جنوری ۱۹۹۹ء کو ہم نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا۔ قادیانی فوراً شیر ہو گئے کہ اب یہ ”اقلیت“ بن گئے ہیں۔ لہذا اب ان کو خوب رگڑا دیں گے۔ چنانچہ فروری کے پہلے ہفتہ میں انہوں نے خاصی نفری لگا کر راستہ بند کر کے مکان اور چار دیواری بنا کر مکمل قبضہ کر کے مسلمانوں کو یہ پیغام دیا کہ کرلو جو کرتا ہے؟؟؟

مسجد کے پلاٹ پر قادیانیوں کا قبضہ ۱۹۹۰ء میں جب میں ایک کٹر قادیانی تھا۔ اس وقت قادیانی عبادت گاہ سے ملحقہ اپنی زمین میں کسے ۷ مرلہ زمین جماعت کو عبادت گاہ کی توسیع کے لیے دیا۔ وہ پلاٹ بغیر قبضہ کے پڑا رہا

(اصل میں یہ پلاٹ مربی ہاؤس کے لیے دیا گیا مگر قادیانی جماعت نے وہاں پر مربی ہاؤس نہ بنایا اور دوسری جگہ خرید کر وہاں بنالیا) پھر ہمارا جماعت سے علیحدہ ہونے اور اسلام کے قریب ہونے کا مرحلہ شروع ہو گیا۔ جب ہم نے ۱۵ جنوری کو اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا تو جماعت نے ہمیں اقلیت جانتے ہوئے بڑی ہوشیاری اور تیزی سے ۲۶ جنوری کو وہ پلاٹ اپنے نام انتقال کروالیا۔ اور جب ہم نے اپنی نئی جماعت جماعت اہل سنت حنفیہ کوگلی پر ۸ مرلہ پلاٹ مسجد کے لیے دیا اور ان کے نام انتقال (رجسٹری) کروادیا۔ تو مسلمانوں کی عبادت گاہ کے لیے دیئے جانے والے پلاٹ پر قادیانیوں نے فوراً قبضہ کر لیا۔ ہم نے جھگڑے سے بچنے کے لیے اس مخصوص پلاٹ سے ہٹ کر اور جگہ دے دی، اب وہاں ختم نبوت مسجد تعمیر ہو چکی ہے۔

صورتحال یہ ہے کہ مسلمانوں کی مسجد کے لیے مخصوص پلاٹ پر قادیانیوں کا قبضہ بدستور قائم ہے۔ قادیانیوں نے مسلمانوں کو کمزور اور اقلیت جان کر قبضہ کیا ہے۔ پلاٹ مسلمانوں کے نام ہے جبکہ قبضہ (چار دیواری گیٹ) قادیانیوں نے کر رکھا ہے۔ مسلمانوں کا شعور اور مذہبی غیرت عموماً کسی تحریک پر جاگنی ہے۔ عموماً لمبی تان کر سوتے ہیں۔ ہاں اگر کسی نے ان کو ڈسٹرب کر دیا اور وہ بغیر کسی تحریک کے جاگ گئے تو یہ کسی بھی وقت قادیانیوں کی غلط فہمی کو دور کرتے ہوئے پاکستان کے غیور مسلمانوں کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ لیں گے۔ (اوصاف ۱۸ جولائی ۲۰۰۰ء)

(۱۴) قادیانیوں کی ڈھٹائی

کہتے ہیں کہ ہندو پیٹے کا کسی مسلمان سے جھگڑا ہو گیا۔ بنیا خاصا کمزور اور دبلا پتلا تھا۔ مگر بڑے غصے اور اکڑ والا تھا۔ مسلمان طاقتور اور پہلوان قسم کا تھا۔ مسلمان نے پیٹے کی خوب چٹائی کی۔ نیچے گرا کر گھونٹوں، بکوں سے خوب ٹھکائی کی۔ جب اسے چھوڑا تو بنیا کھڑا ہوا۔ کپڑے جھاڑے اور مسلمان کو لٹکارتے ہوئے کہنے لگا: ”اب کے مار“ یعنی اب مجھے مار کر دیکھو۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اب تم نہیں مار سکتے۔ اگر مارو گے تو خوب جواب بھی ملے گا۔ پہلوان نے دوبارہ اسے ”گوڈوں“ کے نیچے لے لیا اور ایک بار پھر مکوں کی بارش سے خوب ”سیراب“ کیا۔ جب خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں ”گلے ہی نہ پڑ جائے“ تو اسے چھوڑ دیا۔ بنیا بمشکل سیدھا ہوا اور پھر لٹکا کر کہنے لگا: ”اب کے مار“ پہلوان نے تیسری بار اس کی لٹکار کا جواب دیتے ہوئے اس کی ”آکڑ“ کو نچوڑ ڈالنے کی غرض سے اپنی طرف سے بھرپور کوشش کی۔ اب اسے یقین ہو رہا تھا کہ اب کی بار ۳۰۲ کا کیس بنتا نظر آ رہا ہے۔ پھر جب

اے چھوڑا تو بنیادی مشکل سے کھڑا ہوا مگر پھر لٹکار دی کہ ”اب کے مار“۔

اس طرح یہ قول بطور محاورہ مشہور ہو گیا کہ مار بے شک پڑے ”پلے لکھ“ نہ رہے مگر اگر نہ جائے تو یہ محاورہ استعمال ہوتا ہے۔ دم کو سیدھا کرنے والی بات یہاں مناسب معلوم نہیں ہوتی۔ قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۷ء تا ۱۹۵۳ء قادیانی جماعت نے پاکستان میں اچھی خاصی جگہ بنائی تھی پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ چودھری ظفر اللہ خان قادیانی تھے۔ فوج کے سینئر آفیسر جنرل نذیر احمد قادیانی تھے۔ قیام پاکستان سے قبل کے ۵۰ سالوں میں جماعت نے قادیانیوں سے چندے اکٹھے کر کے خوب دولت اکٹھی کر لی تھی۔ جماعت اس دولت کو لے کر پاکستان میں داخل ہوئی۔

قیام پاکستان کے بعد سر ظفر اللہ کی خدمات سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے ”کلمہ در کلمہ“ کیش کروائے۔ مرزا قادیانی کے خاندان کے تمام شہزادوں کو جاگیردار بنادیا گیا۔ جماعت نے بھی خود زمین حاصل کی۔ جماعت نے اپنا ایک علیحدہ شہر آباد کرنے کے لیے زمین خرید کر ”ربوہ“ نام سے شہر آباد کیا جس میں جماعت کی ”حکومت“ تھی اس طرح جماعت نے اپنا اچھا خاصا ”وزن“ پاکستان میں بنالیا۔

۱۹۵۳ء میں قادیانیوں کے خلاف تحریک شروع ہوئی اس تحریک ختم نبوت کے ذریعہ عوام الناس کو قادیانیت کے سمجھنے کا موقع ملا۔ عوام میں بیداری پیدا ہوئی۔ عام مسلمانوں کو علماء نے تحریر و تقریر سے باور کروایا کہ قادیانی نہ صرف غیر مسلم ہیں بلکہ گستاخ رسول بھی ہیں۔ اس طرح قادیانیوں کے خلاف خاصی نفرت پیدا ہونے لگی۔ قادیانی اپنے ”وزن“ کی وجہ سے یہ سوچ بھی نہ سکتے تھے کہ ان کے خلاف تحریک چل سکتی ہے۔ تحریک ابھی آغاز پر ہی تھی کہ وزیر خارجہ سر ظفر اللہ کو ایک جلسہ عام جو قادیانیوں نے ترتیب دیا تھا۔ کراچی کے پارک میں مدعو کیا گیا کہ وہ آکر تقریر کریں۔ مسلمانوں نے اس بات کا فوراً نوٹس لیا اور دھمکی دی کہ اگر وزیر خارجہ نے اس متنازعہ مذہبی جلسہ میں شمولیت کی تو خطرناک ہوگا۔ مگر قادیانی اس زعم میں تھے کہ حکومت اپنی ہے۔ حالانکہ ان کو یہ حقیقت بھی سامنے رکھنی چاہیے تھی کہ اگر ایک وزیر اور ایک جنرل کے قادیانی ہونے کی وجہ سے حکومت اپنی ہو سکتی ہے یا قادیانیوں کی مدد کر سکتی ہے تو حکومت کا سربراہ باقی تمام وزیر اور دیگر تمام جنرل جس دھڑے میں ہوں گے۔ حکومت ان کی مدد کیوں نہ کرے گی بلکہ ان کی زیادہ ہوگی۔ چنانچہ اپنے اس زعم کے زیر اثر سر ظفر اللہ نے تمام دھمکیوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے شرکت کی ان کی آمد کے ساتھ ہی عوام بھر گئے اور جلوس کی شکل اختیار کر کے جلسہ گاہ کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ انتظامیہ نے روکنا شروع کیا تو عوام میں جوش اور نفرت مزید بڑھنے لگی۔

یہاں تک کہ سر ظفر اللہ کی تقریر کے دوران عوام کی طرف سے رد عمل اتنا زیادہ ہو گیا کہ تمام جلسہ متاثر ہو گیا اور سر ظفر اللہ اپنی تقریر مختصر کر کے انتظامیہ کی زیر نگرانی وہاں سے جان بچا کر نکلے۔ قادیانیوں کی طرف سے اپنی اس ہٹ دھرمی کی وجہ سے حالات یکسر بدل گئے۔ قادیانی حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے ہاتھ ”ہولہ“ رکھنے کی بجائے ڈٹ گئے۔ پھر قادیانیوں کے لیے ایسی آگ بھڑک اٹھی کہ جس نے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

پورے ملک میں قادیانیوں کے خلاف تحریک چل پڑی۔ قادیانیوں کے خلاف جلوس نکالے جانے لگے۔ جلسوں میں، تقاریر میں قادیانیوں کے خلاف نفرت اور مسلمانوں میں غیرت ایمانی ابھاری جاتی۔ جگہ جگہ تصادم کی کیفیت پیدا ہونے لگی۔ قادیانیوں کو جانی، مالی نقصان پہنچنے لگا۔ ملک کے طول و عرض میں قادیانیوں کی املاک تباہ ہوئیں۔ گھر جلے، کار و بار تباہ ہوئے۔ قادیانیوں کو سب سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ ان کی تعداد کم ہونے لگی۔ لوگ جماعت کو چھوڑ کر پناہ ڈھونڈنے لگے۔ قادیانی لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے۔ پوری پوری جماعتیں ختم ہو گئیں۔ بہت سی قادیانیوں کی عبادت گاہیں مسلمانوں کو مل گئیں۔ جہلم میں جادہ، چک، جمال، کوٹ، بھیرہ، کوٹلا فقیر، کریم پورہ، داراپور میں تمام کے تمام قادیانی مسلمان ہو گئے۔ جہلم کی بڑی جماعتوں محمود آباد، جہلم شہر، کالا گوجراں اور پنڈ دادن خان کی تعداد نمایاں طور پر کم ہو گئی۔ قادیانیوں کو اس سے بھی بڑا نقصان یہ ہوا کہ مسلمان بیدار ہو گئے۔ مسلمانوں کو علماء نے یہ باور کروایا کہ قادیانی نہ صرف مسلمان نہیں بلکہ گستاخ رسول بھی ہیں۔ اس سے عام مسلمانوں اور قادیانیوں میں بہت دوری پڑ گئی۔ پہلے قادیانی اپنے اپنے علاقوں میں خاصے با رعب تھے۔ ”اپنا وزیر خارجہ“ اور ”اپنا جرنیل“ اس طرح پیش کرتے کہ جیسے بڑے بھائی ہوں اس سے وہ رعب ڈال لیتے تھے مگر جب تحریک چلی تو سب کو راہ فرار نہ ملتی تھی اور جائے پناہ کے لیے مسلمانوں میں اپنے دوست تلاش کیے جانے لگے۔ اس سے قادیانی ایسے خوف کا شکار ہوئے کہ نوکریوں، میلوں، ٹیلیوں میں، شاپنگ میں، سکولوں، کالجوں میں اور سفر میں خاصے محتاط ہو گئے۔ کسی کو قادیانی بتاتے ڈرتے تھے کہ کسی کو پتہ نہ چل جائے۔ اس طرح قادیانیوں کو اتنی ”ماڑ“ پڑی کہ آج بھی ان کو اچھی طرح یاد ہے۔

دوسری طرف قادیانیوں کے سرکردہ رہنماؤں نے جماعت کا مورال بڑھانے کے لیے جماعت کے افراد کو یہ کہنا شروع کر دیا کہ دیکھ لو دشمن نے کتنا زور لگایا مگر جماعت کو ختم نہ کر سکا اور یوں دشمن ناکام لوٹ گیا۔ آئندہ بھی جو جماعت کو ختم کرنے کے لیے اٹھے گا اسے ”منہ کی کھانی

پڑے گی“ دوسرے لفظوں میں قادیانی کپڑے جھاڑ کر ایک بار پھر پہلوان کو کہہ رہے تھے۔ ”اب کے مار“۔

جس طرح اس بچے کو بھی یہ گمان تھا اور وہ اس موقف میں درست بھی تھا کہ اسے پہلوان نے صرف مارا پیٹا ہے ختم تو نہیں کر دیا۔ یعنی جان سے تو نہیں مار دیا۔ مگر اسے مار سے ہونے والی ذلت و رسوائی نظر نہ آئی۔ اسے اپنا تمام رعب اور عزت خاک میں ملتی نظر نہ آئی۔ اسے آئندہ کے لیے سر نہ اٹھا سکنے کی حالت نظر نہ آئی۔ بس اسے صرف یہ خوشی تھی کہ پہلوان نے اسے جان سے تو مار نہیں دیا لہذا قادیانیوں نے بھی یہ علی الاعلان کہنا شروع کر دیا کہ مسلمانوں نے پورا زور لگا کے دیکھ لیا۔ مولانا مودودی، مفتی محمود اور عطاء اللہ شاہ بخاری جیسے سرکردہ علماء نے زور لگا کے دیکھ لیا مگر جماعت کو ختم نہ کر سکے۔ مگر وہ یہ نہ دیکھ سکے کہ ان کی عزت اور رعب خاک میں مل گیا ہے۔ ذلت و رسوائی سے منہ پر صرف سفید آنکھیں ہی نمایاں نظر آرہی ہیں۔ انہیں آئندہ کے لیے اپنے معاشرے میں سر نہ اٹھا سکنے کی حالت نظر نہ آئی۔ انہیں ہزاروں قادیانیوں کا یتیم، بیوہ، بے روزگار، مہاجر اور ذلیل و رسوا ہونا نظر نہ آیا۔ وہ سب کچھ گنوا کر بھی ”بے مزہ“ نہ ہوئے اور ایک بار پھر مسلمانوں کو لٹکانے لگے کہ ”اب کے مار“۔

۱۹۵۳ء کے بعد کچھ عرصہ تک قادیانی دبے رہے۔ ایوب خان کے دور میں قادیانیوں کے پھر پر پڑے نکلنے لگے۔ سر ظفر اللہ خان وزارت خارجہ سے فارغ ہو کر عالمی عدالت میں بطور جج چلے گئے۔ مرزا مظفر احمد (ایم ایم احمد۔ مرزا بشیر کے بھائی) وزارت خزانہ میں سیکرٹری کے عہدے پر پہنچ گئے جن سے قادیانیوں کو خاصا حوصلہ ملنا شروع ہو گیا۔ قادیانی ایک بار پھر بھول گئے کہ سیکرٹری کے اوپر وزیر، وزیر اعظم، صدر کے عہدے بھی ہوتے ہیں اور ان پر کوئی قادیانی نہ تھا پھر دوسری وزارتوں کے یہی عہدے دار جن کی تعداد درجنوں میں ہے وہ سب مسلمان تھے۔ اگر ایک افسر کے آنے سے آپ کی پوزیشن بن رہی ہے تو جس دھڑے میں باقی سب آفیسرز ہیں ان کی پوزیشن کیوں نہیں بنتی؟ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں جنرل اختر حسین ملک اور ان کے بھائی بریگیڈر (بعد میں جنرل) عبدالعلی ملک کے نام سامنے آئے۔ کشمیر میں آپریشن جبرالٹر کے حوالے سے جنرل اختر حسین ملک (ہلال جرات) کا نام چونڈہ میں ٹینکوں کی لڑائی میں مشہور ہوا۔ یہ دونوں بھائی قادیانی تھے۔

قادیانیوں نے ان کو خوب کیش کر دیا۔ ۱۹۷۱ء میں میجر جنرل افتخار جنجوعہ مہمب جوڑیاں میں آپریشن کے دوران فوت ہو گئے تو مہمب فتح ہو گیا۔ بعد میں ان کے نام سے افتخار آباد

نام رکھا گیا جو ابھی تک قائم ہے۔ یہ بھی قادیانی تھے۔ ایئر فورس میں ظفر چوہدری ایئر مارشل کے عہدے پر پہنچے۔ لہذا ان کے ناموں سے قادیانیوں نے اپنا خوب رعب جمایا۔ دوسری طرف ذوالفقار علی بھٹو کی پیپلز پارٹی کو ۱۹۷۷ء کے الیکشن میں کھل کر سپورٹ کیا تو وہ کامیاب ہو گئی۔ جس سے قادیانیوں نے ”پانچویں کھی میں“ سمجھ لیں۔

۱۹۷۴ء تک ایک نئی نسل تیار ہو چکی تھی یعنی جو ۱۹۵۳ء کے بعد پیدا ہوئی وہ ۱۹۷۴ء تک مکمل جوان ہو چکی تھی۔ لہذا ۱۹۵۳ء کے حالات یا ”مار“ یاد نہ تھی اور جنہوں نے ہوش و حواس سے ۱۹۵۳ء کے حالات دیکھے تھے وہ بڑھاپے کی حد کو چھو رہے تھے۔ تو گویا جوش والی نسل پرانے سبق سے بے بہرہ تھی۔

مئی ۱۹۷۴ء کو نیشنل میڈیکل کالج ملتان کے طلباء کے گروپ نے شمالی علاقہ جات کا سات روزہ دورہ کیا۔ سفر کے دوران بذریعہ ریل وہ چناب نگر (ربوہ) ریلوے اسٹیشن پر پہنچے۔ شاید انہوں نے وہاں نعرہ بازی کی جس سے قادیانیوں کی توجہ اس طرف ہوئی اور انہوں نے ان کے متعلق پلاننگ شروع کر دی۔ اب اسی پلاننگ میں ساری کی ساری نو جوان نسل شامل تھی جو ۱۹۵۳ء کے سبق سے بے بہرہ تھی۔ ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو جب نیشنل کالج کے طلباء واپس ملتان آ رہے تھے تو سرگودھا ریلوے اسٹیشن پر ان کی قادیانی نو جوان (خدام) نگرانی کرنے لگے اور ربوہ پہنچ کر ان کی ٹھکانی کے لیے تیار ہونے لگے۔ جب گاڑی ربوہ ریلوے اسٹیشن پر رکی تو باقاعدہ پلاننگ سے گاڑی روک کر (اسٹیشن ماسٹر قادیانی تھا) نیشنل کالج کے طلباء کی خوب پٹائی کی۔ اسٹیشن کے قریب علاقہ منڈی کے جوان پہلے ہی اپنے علاقے میں ڈانگ مار گروہ کی حیثیت سے ایک رعب رکھتے تھے۔ انہیں اپنے جوہر دکھانے کا موقع مل گیا۔ بس پھر کیا تھا۔ قادیانیوں نے کالج کے طلباء کو خوب مارا پیٹا اور انہیں لہو لہان کر کے اس پیغام کے ساتھ رخصت کیا کہ کر لو جو کرنا ہے۔ دیکھ لیتے ہیں تم کیا کرتے ہو۔ دوسرے لفظوں میں کہ ”اب کے مار“۔ اس واقعہ کے وقوع پذیر ہونے کے فوراً بعد پورے ملک میں آگ بھڑک اٹھی۔ سارا ملک ہی آگ کی لپیٹ میں آ گیا۔ ۱۹۵۳ء میں تیار ہونے والا ”پلیٹ فارم“ صاف کر کے دوبارہ استعمال کے قابل ہو گیا۔ ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو یہ واقعہ ہوا۔ تو ۳۰ مئی کو مختلف شہروں میں مکمل ہڑتال ہو گئی۔ ۲ جون کو جہلم میں ہڑتال ہوئی۔

اس تحریک کے نتیجے میں قادیانیوں کو ناقابل تلافی نقصان ہوا جو حقیقت میں ناقابل تلافی ہے۔ اس کی تلافی کسی طرح بھی ممکن نہیں۔ قادیانیوں کی ساکھ، عزت، رعب اور اتنا خاک میں مل گئی۔ ذلت و رسوائی کا وہ داغ لگا کہ سفید چادر نے داغ کے رنگ کو اپنا لیا۔ یہاں تک کہ

”سفید داغ“ ڈھونڈے سے نہ ملتا تھا۔ قادیانیوں کو قومی اسمبلی کے ذریعہ آئین میں ترمیم کر کے غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، پہلے قادیانیوں کو اپنا پورا موقف بیان کرنے کا موقع دیا گیا۔ جب فیصلہ کیا گیا۔

۱۹۷۴ء کے بعد قادیانیوں نے یورپ کا رخ کیا۔ وسیع پیمانے پر جعلی دستاویزات پر وہ یورپ میں داخل ہوتے گئے اور وہاں پر ”سیاسی پناہ“ حاصل کرنے لگے۔ اس میں گائیڈ اور معاونت کرنے والے ”کاروباری مسلمان“ ہی تھے۔ ساتھ ساتھ انہوں نے ”تھوک کے حساب“ سے مسلمانوں کو بھی ”بہتی گنگا“ میں ہاتھ دھونے کے لیے بھیجا شروع کر دیا۔ سلسلہ ایسا چل نکلا کہ قادیانی اور غیر قادیانی جوق در جوق یورپ میں داخل ہونا شروع ہو گئے۔ یہ تعداد ہزاروں سے بڑھ کر لاکھوں میں پہنچ گئی۔ قادیانیوں نے اپنی مخالفت میں چلنے والی تحریک کو کیش کر دانا شروع کر دیا۔ مخالفانہ تقاریر، تحریرات، فوٹو اور دیگر دستاویزات کا ریکارڈ اکٹھا کر کے باہر پناہ حاصل کرنا شروع کر دی۔ اس سے جہاں قادیانیوں کو ایک ”راہ فرار“ مل گئی وہاں انہیں یورپ سے ڈالراور پاؤنڈ پانچنا شروع ہو گئے۔

اب بیرون ملک پناہ کا کیس یہاں تک پہنچ گیا ہے کہ قادیانی خود ہی دے دلا کر تھانے میں جعلی مقدمہ اپنے خلاف درج کرواتے ہیں اور پھر ایف آئی آر کی نقل لے کر باہر جا کر سیٹ ہونے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اس کثرت کے ساتھ قادیانی جعلی دستاویزات کے ساتھ کارروائی ڈال رہے ہیں کہ ان میں سے کم از کم ۹۸ فیصد کیس جعلی ہوتے ہیں۔ دو فیصد احتیاطاً علیحدہ کر رہا ہوں۔

۱۹۷۴ء سے چلنے والی جعلی دستاویزات و کیسوں کی ”آندھی“ نے یورپ میں پاکستان کو خوب بدنام کیا۔ یورپ میں اب پاکستانیوں کی ساکھ خراب ہو چکی ہے۔ ساکھ خراب کرنے میں اہم رول قادیانیوں نے پناہ کے سلسلہ میں ادا کیا۔ اب یورپ والوں کی آنکھیں کھل گئی ہیں اور اب وہ قادیانیوں پر اعتبار نہیں کرتے اور دھڑا دھڑکیں مسٹر در رہے ہیں۔ اپنے آپ کو قادیانی ظاہر کرنے والوں کے کیس مسٹر در کر کے بغیر نوٹس کے ملک بدر کر دیتے ہیں۔ ۱۹۷۴ء کے بعد قادیانیوں کو یورپ سے آنے والی ”ٹھنڈی ہوا“ سے سکون ملا۔ مگر دس سال بعد ۸۴-۱۹۸۳ء میں ایک بار پھر قادیانیوں کے خلاف تحریک چل پڑی۔ سیالکوٹ کے محمد اسلم قریشی کے اغوا سے چلنے والی احتجاجی تحریک ختم نبوت میں تبدیل ہو گئی۔ اب مسلمانوں نے نئے مطالبات پیش کر دیئے کہ قادیانی کیونکہ غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جا چکے ہیں لہذا آئین میں کی جانے والی تبدیلی کے دیگر

تقاضے پورے کرنے کے لیے قادیانیوں کو مسلمانوں کی طرح کے ”شعائر اسلام“ استعمال کرنے سے روکا جائے۔ اپنی عبادت گاہ کو مسجد کہنے اور مسجد کی طرز پر بنانے، اذان دینے، اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے، مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھیوں کو ”صحابی“ کہنے مرزا صاحب کی بیوی کے لیے ”ام المؤمنین“ کے الفاظ استعمال کرنے سے روکا جائے۔

۱۹۸۳ء میں جب یہ تحریک زور پکڑ رہی تھی تو جلسہ سالانہ ربوہ (دسمبر ۱۹۸۳ء) کا موضوع یہی تحریک رہا۔ مرزا طاہر احمد جنہوں نے ابھی ڈیڑھ سال قبل اقتدار سنبھالا تھا۔ اس نے قادیانیوں کا مورال بڑھانے کے لیے اپنی ایک نظم جلسہ میں سنوائی۔ اس کا پہلا شعر یہ تھا:

دو گھڑی صبر سے کام لو ساتھیو
آفت ظلمت و جور ٹل جائے گی
آہ مومن سے ٹکرا کے طوفان کا رخ
پلٹ جائے گا رت بدل جائے گی

وقت نے کیا ثابت کیا؟ کیا آفت و ظلمت و جور ٹل گئی؟ کیا ”آہ مومن“ سے طوفان کا رخ پلٹا؟ یا آہ تو رہی ”مومن“ کی تلاش جاری ہے؟..... کیا یہ پیشگوئی پوری ہوئی؟ نہیں قطعاً نہیں۔

۱۹۷۴ء تا ۱۹۸۳ء دس سال کا عرصہ گزرنے کے ساتھ ساتھ یورپ سے آنے والی ٹھنڈی ہوا سے قادیانیوں کے ذمہ مندل ہونے لگے، دوسری طرف مرزا طاہر احمد نے جون ۱۹۸۲ء میں اقتدار سنبھالا تو جماعت میں زبردست جوش بھر دیا۔ تبلیغ یا ”دعوت الی اللہ“ کا ہر ایک (قادیانی) کو دیوانہ بنا دیا۔ ہر قادیانی کو ذاتی اور اجتماعی طور پر تحریر و تقریر کے ذریعہ پابند کیا گیا کہ وہ سال میں ایک ”پھل“ ضرور جماعت کی جھولی میں ڈالے۔ مراد یہ ہے کہ سال میں ایک نیا شخص قادیانی بنائے۔ یہ غالباً ۱۹۸۲ء کا ہی واقعہ ہے۔ میں ربوہ میں قادیانی عبادت گاہ ”البارک“ میں گیا۔ مغرب کی نماز مرزا طاہر احمد قادیانی نے خود پڑھائی (مرزا طاہر احمد اس وقت نئے نئے ”خلیفہ وقت“ تھے) نماز کے بعد عوام سے تعارف اور سوال و جواب کے لیے بیٹھ گئے۔ اس کو ”مجلس عرفان“ کہتے تھے۔ مرزا صاحب لوگوں سے حال و احوال پوچھ رہے تھے۔ لوگوں پر زور دے رہے تھے کہ تبلیغ کریں۔ ہر قادیانی تبلیغ کرے اور جو نہیں کرے گا اس سے ملنے کا مجھے کوئی شوق نہیں۔ اتنی دیر میں کراچی سے تعلق رکھنے والا لڑکا اٹھا اور اپنا تبلیغی تجربہ بتانے لگا کہ میرا ایک کلاس فیلو ہے میں اسے تبلیغ کرتا ہوں۔ ساتھ اس نے کچھ تبلیغی باتیں بھی بتائیں۔ پھر کہنے لگا کہ

اس کے والدین کو جب پتہ چلا تو انہوں نے اسے میرے ساتھ ملنے سے روک دیا۔ آخر ایک دن موقع پا کر میں اسے ملا اور اسے باہر گھونٹنے پھرنے کے لیے بلایا تو وہ کہنے لگا کہ آپ مجھے تبلیغ کرتے ہیں اور یہ بات میرے والدین کو پسند نہیں۔ اس لیے وہ مجھے تمہارے ساتھ ملنے سے منع کرتے ہیں۔ میں نے کہا ٹھیک ہے میں تبلیغ نہیں کروں گا مگر آؤ باہر تو چلیں۔ مرزا طاہر نے فوراً بات کاٹ دی اور کہا بیٹھ جاؤ بیٹھ جاؤ۔ میں آپ کی بات ہی نہیں سننا چاہتا۔ آپ نے یہ کیوں کہا کہ میں تبلیغ نہیں کروں گا۔ اس نے وضاحت کرنا چاہی کہ میں نے اسے باہر بلانے اور اپنا رابطہ قائم رکھنے کے لیے کہا تا کہ وہ ساتھ چلے تو سہی۔ بعد میں تبلیغ تو ضرور کرنا تھی۔ مرزا طاہر جلال میں آگئے اور زور دے کر کہا تم بیٹھ جاؤ۔ میں تمہاری بات ہی نہیں سننا چاہتا۔ تم نے یہ کیوں کہا کہ تبلیغ نہیں کروں گا۔ اس طرح بھری مجلس میں اس کی بے عزتی کر دی اور ساتھ عوام کو یہ پیغام دیا کہ اگر آپ تبلیغ نہیں کریں گے تو مجھے آپ سے ملنے کی کوئی خوشی نہیں اور ایک قادیانی ہو کر تبلیغ نہ کرے یہ مجھے منظور نہیں۔

مرزا طاہر احمد نے قادیانیوں میں تبلیغ کا جوش بھر دیا۔ ہر ضلع، تحصیل، حلقہ، محلہ کی جماعت کو پابند کیا گیا کہ وہ اپنے معیار کے لحاظ سے تبلیغی مجالس منعقد کرے اور پھر زیر تبلیغ مسلمانوں کو ان مجالس کے بعد مرکز میں لے کر آئیں۔ بس پھر کیا تھا پوری جماعت اس میں مصروف ہو گئی۔ پورے جوش کے ساتھ ہر قادیانی تبلیغ کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔ ہر محلے میں ”چائے پانی“ کی مجالس شروع ہو گئیں جس میں غیر قادیانی حضرات کو بلایا جاتا اور ان کو تبلیغ کی جاتی۔ جس کا باقاعدہ ریکارڈ رکھا جاتا کہ فلاں دن فلاں جگہ مجلس سوال و جواب منعقد ہوگی جس میں اتنے ”غیر از جماعت دوست“ حاضر ہوتے۔ یہ ریکارڈ ربوہ میں پہنچایا جاتا۔

مجالس کا یہ سلسلہ محلے سے لے کر تحصیل و ضلع لیول تک ہوتا اور پھر پوری تحصیل یا ضلع کا ایک اجتماعی قافلہ بذریعہ بس ربوہ جاتا جس میں اکثریت ”غیر از جماعت دوستوں“ کی ہوتی۔ وہاں ”دارالضیافت“ میں خوب خاطر مدارات کی جاتی۔ تین چار گھنٹے تک مختلف مربیوں کے ذریعے تقاریر اور سوال و جواب کروائے جاتے اور آخر پر بیعتوں کے لیے کہا جاتا۔ مشاہدہ یہ تھا کہ ۱۰۰ مسلمان حضرات کے قافلہ میں سے کبھی ایک اور کبھی خالی (بغیر پھل کے) اس طرح بہت کم ”پھل“ ملتا۔ اس طرح جماعت کا بہت زیادہ پیسہ خرچ ہو جاتا مگر پھل انتہائی مایوس کن۔

مرزا طاہر احمد نے جماعت میں تبلیغ کا جوش بھر دیا۔ بیعتوں کے سلسلہ میں کوئی کامیابی نہ ہوئی مگر اس سے جماعت کا مورال بڑھ گیا اور وہ اتنی ”چارج“ ہو گئی کہ ہر قادیانی دنیا پر حکومت

کرنے کے خواب دیکھنے لگا کیونکہ ہر قادیانی کو یہ باور کروایا جاتا کہ بہت جلد پوری دنیا کے لوگ قادیانی ہو جائیں گے اور یوں پوری دنیا پر قادیانیوں کی حکومت ہوگی۔

۱۹۸۳ء میں قادیانی تبلیغ کے میدان میں سخت سرگرم تھے۔ اس کے رد عمل پر تحریک شروع ہوئی تو ۱۹۸۳ء کے آخر پر تحریک زوروں پر تھی۔ ۱۹۸۳ء کے جلسہ سالانہ میں مرزا طاہر احمد نے قادیانیوں کو خوب چارج کیا جس سے ان کا مورال بڑھ گیا ۱۹۸۴ء میں مارچ کے مہینہ میں قادیانی جماعت نے ایک کتاب بعنوان ”اک حرف ناصحانہ“ شائع کی اسے پورے پاکستان میں تقسیم کرنے کے لیے منصوبہ بندی کی گئی۔ میں اس وقت لاہور میں قادیانی ہوسٹل ”دارالحمہ“ (A-134) نیو مسلم ٹاؤن (لاہور) میں ایم ایس سی کے دوران مقیم تھا۔ وہاں ڈیڑھ ہزار کتاب تقسیم کرنے کے لیے ہماری ڈیوٹی لگائی گئی۔ رات کو پروگرام بنا۔ پروگرام کے مطابق ہم صبح اذان سے قبل اٹھے۔ دودھ سو کتاب اٹھائی اور دودھ لڑکوں پر مشتمل 7-8 گروپ فیلڈ میں چلے گئے۔ ہم نے پروگرام کے مطابق گھروں کے اندر، گلیوں کے نیچے سے کتاب کو اندر پھینکنا شروع کر دیا سورج کے طلوع ہونے سے قبل ساری کتابیں تقسیم ہو گئیں۔ پورے لاہور میں غالباً ۵۰ ہزار تقسیم کی گئیں۔ گلبرگ کے کچھ پر جوش قادیانی نوجوانوں نے سورج نکلنے کے بعد اور مارکیٹیں کھلنے کے بعد لوگوں کے ہاتھوں میں کتابیں تقسیم کیں اور اس سے کچھ تنخیاں بھی پیدا ہوئیں۔ بلکہ چند نوجوانوں کی پٹائی بھی ہوئی اور مقدمات بھی بنے۔ بعد میں اطلاعات ملتی رہیں کہ پاکستان کے مختلف شہروں میں قادیانیوں پر پمفلٹ تقسیم کرنے پر مقدمات بنے۔ جماعت نے یہ موقف اختیار کیا کہ اپنا موقف پیش کرنے کا ہر ایک کو حق ہے۔ اس میں برا ماننے والی کیا بات ہے؟ آپ اس کا جواب دیں؟ اگر دے سکتے ہیں تو؟ جماعت نے اس موقف کا بار بار اظہار کیا۔ دلچسپی کے لیے جماعت کے اس موقف کا عملی مظاہرہ بھی پڑھیے۔

۱۹۹۹ء میں میں اپنے خاندان کے ساتھ قادیانیت کو چھوڑ کر مسلمان ہو گیا اور ایک مضمون بعنوان ”جماعت قادیانی کی تعداد اور پچاس لاکھ پیچیس“ تحریر کیا جسے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ”لولاک رسالے میں اگست میں شائع کیا اور اس کی چند کاپیاں محمود آباد جہلم کے چند قادیانیوں کو بھی ارسال کی گئیں۔ جماعت نے اس کا سخت برا منایا ان کی خواتین نے گالیاں دیں۔ مردوں نے دھمکیاں دیں اور آج تک ان کے مرد اس وجہ سے ناراض ہیں۔ اب کہاں گیا یہ موقف کہ ہر ایک کو اپنا موقف بیان کرنے کا حق ہے؟ اس کا تحریری جواب دینا چاہیے۔ ناراضگی کی ضرورت نہیں اب بھی جماعت اس موقف پر قائم رہتی تو بات تھی۔

”ایک حرف نامحانہ“ کی تقسیم کے بعد مسلمانوں میں اور زیادہ اشتعال پیدا ہو چکا تھا۔ پورے ملک میں قادیانیوں کے خلاف جلوس نکلنے لگے اور قادیانیوں کی اس پکار کہ ”اب کے مار“ پر مسلمان حرکت میں آچکے تھے۔ کئی شہروں میں تصادم بھی ہوئے۔ سربراہ حکومت جنرل محمد ضیاء الحق پر دباؤ پڑا کہ ۱۹۷۳ء میں کی جانے والی ترمیم کی قانون سازی کی جائے۔ اپریل کے مہینہ میں ہر شہر اور ضلع میں جلوس نکلنے شروع ہو گئے اور مسلمانوں کی طرف سے اپریل ۱۹۸۳ء کو اسلام آباد میں ایک فیصلہ کن جلسہ اور پھر جلوس نکالنے کا اعلان کر دیا گیا۔ مگر اس کا مرحلہ نہ آیا اور جنرل ضیاء الحق کی حکومت نے ۲۶ اپریل کو ایک آرڈیننس جاری کر دیا جس کے مطابق کوئی قادیانی اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتا۔ اپنے قول و فعل سے بھی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر نہیں کر سکتا۔ اپنی عبادت گاہ کو ”مسجد“ نہیں کہہ سکتا۔ عبادت کے بلانے کے لیے مسلمانوں کے طریق کے مطابق اذان نہیں دے سکتا۔ نہ ہی مرزا قادیانی کی بیوی کے لیے ”ام المومنین“ اور ساتھیوں کے لیے ”صحابی“ جیسے الفاظ استعمال کر سکتا ہے۔

اس سرکاری حکم کے بعد قادیانی بالکل زمین پر لگ گئے۔ اذانیں بند ہو گئیں۔ مسجد کو ”بیت الحمد“، ”دار الحمد“، ”بیت الذکر“ اور ”دار الذکر“ جیسے الفاظ میں تبدیل کر دیا گیا۔ صحابی کے لیے ”رفیق“ کا لفظ استعمال ہونے لگا۔ اپنے آپ کو ”احمدی مسلمان“ کی بجائے صرف ”احمدی“ لکھا جانے لگا۔ اخبارات و رسائل میں سے قرآنی آیات بسم اللہ وغیرہ جیسی اسلامی تحریرات کو ختم کر دیا گیا۔ اب ان کے رسائل و اخبارات کو اٹھا کر دیکھیں۔ انہیں دیکھ کر اسلامی نظریات کا ذرا بھر عکس نظر نہیں آئے گا۔ گویا جماعت نے سرکاری حکم کو اولیت دی اور اسلام سے منہ موڑ لیا۔ اب وہ تمام دستاویزات میں مسلمان کی بجائے احمدی لکھتے ہیں۔ اب اگر ۱۰ سے ۲۰ سال تک کی عمر کے قادیانی بچوں اور جوانوں سے پوچھا جائے کہ آپ مسلمان ہیں یا احمدی تو ۸۰ فیصد اپنے آپ کو صرف احمدی کہیں گے۔ اگر یہی پابندیاں مزید ۱۵-۲۰ سال تک رہیں تو قادیانیوں کی پوری نسل اپنے آپ کو احمدی کہے گی اور اذان کو۔ مسجد کو اور دیگر اسلامی شعار کو صرف مسلمانوں سے مخصوص مان لے لی اور اپنے آپ کو بالکل علیحدہ کرے گی۔

اب جس طرح کا یورپ کی طرف قادیانیوں کا ”بھاؤ“ ہے اس سے نظر آتا ہے کہ آئندہ چند سالوں میں قادیانی پاکستان سے ہجرت کر جائیں گے۔ جو نہ جاسکے وہ مسلمان ہو جائیں گے۔ ویسے بھی جوں جوں قادیانی نوجوان تعلیم کی طرف آگے بڑھ رہے ہیں وہ جماعتوں میں جاری امیر جماعت اور دیگر عہدیداران کی زیادتیوں سے متاثر ہوتے جا رہے ہیں اور

تیزی سے قادیانیت سے دور ہو رہے ہیں۔ مسلمان علماء کو اس طرف کوئی خاص محنت کی ضرورت نہیں یہ خود ہی اپنے انجام کو پہنچنے کے لیے سرگرداں ہیں۔

ایک طرف جماعت ”اب کے مار“ والی پالیسی اپنا کر یہ تاثر دیتی ہے کہ ہمارا تو کچھ نہیں بگڑا۔ دوسری طرف پوری دنیا کو یہ باور کروایا جا رہا ہے کہ ہم پر بہت ظلم ہو رہا ہے اور جماعت کے وجود کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ حالانکہ دوسری حالت زیادہ قابل قبول ہے۔ پہلی صورت تو صرف ”دم کو سیدھا کر لے والی بات“ کے مصداق یہ تاثر دیا جا رہا ہے۔

قادیانیوں نے مختلف وقتوں میں خفیہ طریقہ سے رائے عامہ ہموار کرنے کی کوشش کی مگر بے سود۔ ۱۹۸۳ء کے آرڈیننس کے بعد دسمبر کے مہینہ میں جماعت نے دو تین تحریروں کے نمونے تیار کر کے مختلف جماعتوں میں بھجوائے اور ہدایت کی کہ ٹیلی فون ڈائریکٹریوں سے پتہ جات لے کر لوگوں کو خطوط لکھے جائیں۔ جس میں لوگوں کو آرڈیننس کا حوالہ دے کر مسلمانوں کی ”غیرت“ کو جگا کر حکومت کے خلاف رائے عامہ ہموار کی جانی تھی۔

راولپنڈی کے قادیانیوں کو کہا کہ آپ سندھ، کراچی کے افراد کو خط لکھیں اور کراچی کے لوگوں سے کہا گیا کہ آپ پاکستان کے شمالی حصوں کی طرف خطوط بھیجیں۔ خط کے نیچے کسی نہ کسی کا ایڈریس دیا جاتا۔ میں خود اس پروگرام میں شامل رہا ہوں مگر خطوط کے بعد رزلٹ مایوس کن رہا۔ لہذا یہ سیکم فیل ہو گئی۔

مختلف وقتوں میں مختلف سربراہان حکومت کو باقاعدہ سیکم کے مطابق خطوط لکھے جاتے رہے۔ بھٹو کو پھانسی دلوانے کے لیے جنرل ضیاء الحق کو بیرون ملک سے خطوط لکھے گئے۔ جنرل ضیاء الحق کو یہ تاثر دیا گیا کہ بیرون ملک میں موجود پاکستانی بھٹو کو زندہ نہیں دیکھنا چاہتے۔ جب جنرل ضیاء الحق نے قادیانیوں کو ”نکیل ڈالی“ تو جو نیچو صاحب کے بہرہ سزا قرار آنے پر اسے خطوط لکھوائے گئے کہ آٹھویں ترمیم کو ختم کروادو اور جنرل ضیاء کے قادیانیوں کے خلاف آرڈیننس کو ختم کرو۔ اس وقت تک مرزا طاہر لندن جا کر اپنا دہاں ہیڈ کوارٹر بنا چکے تھے۔ جو نیچو صاحب یہ کام نہ کروا سکے۔ جنرل ضیاء کی وفات کے بعد غلام اسحاق خان کو خطوط لکھے گئے ان پر یہ ظاہر کیا گیا کہ بیرون ملک پاکستانی انسانی حقوق کے حوالے سے اس آرڈیننس کا خاتمہ چاہتے ہیں۔ پھر بے نظیر بھٹو پر پریشر بڑا کر کوئی بھی آٹھویں ترمیم ختم نہ کروا سکا۔ جب نواز شریف صاحب پہلی دفعہ وزیراعظم بنے ان پر آٹھویں ترمیم ختم کروانے کے لیے دباؤ ڈالا گیا۔ جماعت یہ سمجھتی تھی کہ آٹھویں ترمیم ختم ہونے سے ہمارا متعلقہ آرڈیننس بھی ساتھ ہی ختم ہو جائے گا۔ لہذا جماعت ترمیم

پر توجہ دلاتی رہی کوئی بھی صدر آٹھویں ترمیم کے ختم کرنے کے حق میں نہ تھا کیونکہ ان کے اختیارات کم ہوتے تھے اور کوئی وزیر اعظم اتنا مضبوط نہ تھا کہ وہ اپنی بات منوا سکتا۔ ۱۹۹۷ء میں نواز شریف کے ”بھاری مینڈیٹ“ نے آٹھویں ترمیم کو ختم کر دیا مگر قادیانی جو ۱۳ سال سے کسی مسیحا کی تلاش میں تھے اور آٹھویں ترمیم کے ختم ہونے کے انتظار میں بھی ۱۱ سال گزار چکے تھے کو سخت مایوسی ہوئی جب آٹھویں ترمیم کو ختم ہو گئی مگر جنرل ضیاء کی قادیانیوں کے خلاف کی گئی ”کاروائی“ ختم نہ ہو سکی۔

قادیانی پاکستان میں ۱۹۵۳ء-۱۹۷۳ء اور ۱۹۸۴ء میں شدید قسم کی مار کھا چکے ہیں۔ مگر ابھی تک وہ یہی کہہ رہے ہیں کہ ہمارا کیا بگڑا ہے۔ گویا مالی، جانی نقصان، عزت و شہرت کا خاک میں ملنا۔ مختلف قانون ساز یوں کے ذریعہ جکڑے جانا۔ مسلم سے غیر مسلم تک دھکیلے جانا کوئی نقصان نہیں۔ اب ایک بار پھر وہ امت مسلمہ کو اس طرف متوجہ کر رہے ہیں کہ ہم بہت زیادہ ترقی کر رہے ہیں اور اب ایک سال میں کروڑوں لوگ قادیانی ہو رہے ہیں۔ نئی بیعتوں کی کیا حقیقت ہے اس پر تفصیلی مضمون (پہلے) لکھا جا چکا ہے مگر اس سے قادیانیوں کا مورال بڑھنے کے ساتھ ان کی لاکار میں شدت آرہی ہے اور وہ اب بار بار بذبان حال کہہ رہے کہ ”اب کے مار“ (روزنامہ اوصاف اسلام آباد، مورخہ ۲۰/۲۲/۲۳، ۲۶ جولائی ۲۰۰۰ء)

(۱۵) مرزا طاہر احمد کا ”سنجیدہ مذاق“

قادیانی جماعت نے اپنے آغاز ہی سے تبلیغ پر بڑا زور دیا۔ تعداد کو بڑھانے کا تو ہر جماعت کو ہی شوق ہوتا ہے مگر قادیانی جماعت کی تعداد بڑھنے سے جماعت کے ”اوزار“ کے لیے ”ریونیو“ بڑھنے کا سبب پیدا ہوتا ہے لہذا تعداد کو بڑھانا ”بزنس“ کے لیے ضروری ہے اس کے لیے جماعت نے تبلیغ (مارکیٹنگ) پر بہت زور دیا ہے۔

جب ایک آدمی قادیانی ہوتا ہے تو اس پر چندہ قسم کے چندے لاگو ہو جاتے ہیں۔ پھر ایک قادیانی کا بغیر چندہ ادا کیے قادیانی رہنے کا تصور بھی نہیں ہے بلکہ ان کے ”خلفاء“ نے واضح طور پر کہہ رکھا ہے کہ جو قادیانی چندہ نہیں دیتا وہ قادیانی ہی نہیں ہو سکتا۔

جماعت نے تبلیغ پر بہت زور دیا۔ دوسرے ”خلفاء“ مرزا محمود احمد نے بہت زیادہ تبلیغ پر زور دیا۔ انہوں نے بہت توجہ کشمیر پر رکھی۔ جماعت کی توانائیاں اس طرف لگائیں۔ مسلمانوں نے قادیانی جماعت کو کشمیر یوں کا ہمدرد سمجھ کر ہوئے ان پر اعتماد کرتے ہوئے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی

صدارت ان کے سپرد کردی۔ مگر جب مسلمانوں نے دیکھا کہ بہت زور و شور سے تبلیغ شروع کر دی گئی ہے اور یہ کشمیریوں کو اپنی جماعت میں شامل کرنے کے درپے ہیں تو انہوں نے ان کو علیحدہ کر دیا۔ علامہ اقبال نے پہلے مرزا محمود پر اعتماد کیا بعد میں ان کی سرگرمیوں کو دیکھ کر ان کو علیحدہ کر دیا۔ یہ ۱۹۳۱ء تا ۱۹۳۸ء تک کے حالات تھے چنانچہ اس واقعے کے بعد علامہ اقبال نے اپنی وفات تک قادیانیوں کے اصل عزائم سے مسلمانوں کو آگاہ کرنے کے لیے خاص تحریری کوشش کی جو ایک ریکارڈ ہے۔

پاکستان بننے کے ساتھ قادیانیوں نے بلوچستان پر نظر رکھی مگر کامیابی نہ مل سکی چنانچہ گزشتہ ۴۵ سال تک تبلیغی کوششیں بار آور نہ ہو سکیں۔

۱۹۸۲ء سے مرزا طاہر احمد نے نئے سرے سے تبلیغی کوششیں شروع کی۔ ۱۹۸۲ء تا ۱۹۸۴ء یعنی زور آور تبلیغی مہم شروع رہی اتنی شدت کے ساتھ نہ پہلے کوشش ہوئی نہ آئندہ ہو سکے گی۔ مگر کامیابی ایک فیصد بھی نہ ملی۔ ۱۹۸۴ء کے صدارتی آرڈیننس سے قادیانیوں کو سخت نقصان پہنچا اور وہ بالکل زمین سے لگ گئے۔ مرزا طاہر احمد پاکستان سے جان بچا کر لندن پہنچ گئے۔ وہاں اپنا نیا ہیڈ کوارٹر بنایا اور جماعت کی تنظیم نو کی۔ ۱۹۸۴ء تا ۱۹۹۳ء جماعت کو ترقی کی منازل کی طرف لے کر چلتے چلے گئے۔ تبلیغی کوششوں کی ناکامی سے جھجھلا کر ۱۹۹۳ء میں ایک ”اعداد و شماری تبلیغ“ کا آغاز کر دیا گیا۔ جس کے مطابق ہر سال ایک ٹارگٹ (بیعتوں کا ٹارگٹ) مقرر کرنا ہے اور اگلے سال اس ٹارگٹ کے مکمل ہونے کی نوید سنا کر اگلے سال ڈبل ٹارگٹ رکھنا ہے۔ اس طرح ایک تو تیزی کے ساتھ جماعت کی تعداد ”بڑھائی“ جاسکے گی دوسرا جماعت کے افراد آہستہ آہستہ یہ تعداد ”ہضم“ بھی کرتے جائیں گے۔ شک نہیں کریں گے۔

۱۹۹۳ء سے عالمگیر بیعت کے نام سے شروع کی جانے والی اعداد و شماری تبلیغ دولاکھ سے شروع ہو کر ۱۹۹۹ء میں ایک کروڑ تک جا پہنچی۔

راقم نے ایک مضمون قادیانی جماعت کی تعداد اور ایک کروڑ بیعتیں کے عنوان سے تحریر کیا جو اوصاف میں ۳۱ مارچ اور یکم مارچ اور یکم اپریل ۲۰۰۰ء کو شائع ہوا۔ جس میں تفصیل سے بیعتوں کے ٹارگٹ کے چھپھونے کی اصل کہانی تحریر کی جس میں ثابت کیا کہ ہر سال دیا جانے والا ٹارگٹ دس فیصد بھی پورا نہیں ہوتا مگر اعلان یہ ہوتا ہے ٹارگٹ سے زیادہ بیعتیں ہوئیں۔

اس فارمولے کے مطابق ۱۹۹۹ء میں ایک کروڑ بیعتیں ہوئیں تو ۲۰۰۰ء میں دو کروڑ بیعتیں ہونی تھیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے مرزا طاہر احمد نے جو ”مذاق“ شروع کر رکھا ہے۔ اس مذاق

میں وہ کچھ زیادہ ہی ”سنجیدہ“ ہیں۔ چنانچہ اس سال دو کروڑ کی بجائے چار کروڑ ۱۳ لاکھ بیس توں کا اعلان کر دیا ہے۔ یعنی ۱۹۹۹ء میں ایک کروڑ اور ۲۰۰۰ء میں چار کروڑ، میں نے تو ثابت کیا تھا کہ اس فارمولے کے مطابق ۲۰۱۰ء میں ۲۳ ارب لوگ نئے قادیانی ہوں گے مگر اس بار کی ”شاث“ سے معلوم ہوتا ہے آئندہ تین سال میں یہ ۷۰ کروڑ کی تعداد کو چھوٹا چاہتے ہیں اور اگر یہی حالت رہی تو ۲۰۰۵ء تک یا تو پوری دنیا قادیانی ہو جائے گی یا پھر چھ ارب نئے قادیانی دنیا میں نازل ہوں گے۔

جو تعداد مرزا طاہر احمد بتا رہے ہیں قادیانی عقیدت کے زیر اثر اس پر اعتراض کر ہی نہیں سکتے۔ اگر کوئی اعتراض کرے گا تو کون؟ مجلس عاملہ کا کوئی ممبر، امیر جماعت، صدر جماعت، امیر تبلیغ، قائد زعمیم انصار اللہ یا کوئی ناظر۔ یہ تمام اپنے عہدوں کی ”حفاظت“ کی خاطر اعتراض کی جرأت نہیں کر سکتے۔ ایک عام قادیانی اعتراض کر بھی دے تو جماعت کی صحت پر کیا اثر؟ البتہ اس شخص کی صحت پر ضرور اثر پڑے گا۔ اسے فوری طور پر ”عدم تعاون“ کے جرم میں سزا ملے گی۔

قادیانیوں کو یا قادیانی جماعت کو شاید کروڑ کی تعداد کا کوئی خاص اندازہ نہیں۔ کہا گیا ہے کہ افریقہ میں زیادہ قادیانی ہوتے ہیں۔ مانادہ غریب ملک ہے اور غریب عوام جو اپنی غربت کے ہاتھوں تنگ ہوا اگر کوئی ان پر زبانی زبانی دست شفقت بھی رکھ دے تو وہ اسے نجات دہندہ سمجھ کر اسے اپنا محسن مان لیں گے۔ اب ان کو اکٹھا کر کے سب کے نام لکھ کر اگر اعلان کر بھی دیا جائے تو بھی سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان غریب ملکوں کی کل آبادی لاکھوں میں ہے کسی ایک کی کروڑوں میں ہوگی۔ لاکھوں میں تعداد والے ملکوں میں اس طرح ”تھوک کے حساب“ سے قادیانی ہونے سے کئی ملک قادیانیوں کے ہو جانے چاہئیں تھے۔ چلو آج نہیں تو اگلے سال ”ٹارگٹ“ کو پورا کرنے کا تقاضا ہوگا کہ ۵۰۷ ملک پورے کے پورے قادیانی ہو جائیں گے۔ قادیانی فوراً کہہ دیں گے بالکل ایسا ہی ہوگا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ایسا نہ ہوا تو؟؟؟

اگلے سال کا ٹارگٹ ۴ کروڑ کو ڈبل کرتے ہوئے ۸ کروڑ ہوگا مگر اس سال کے رزلٹ کے مطابق دو تین گنا بھی بتانا ہوگا گویا اگلے سال ۱۲ سے ۱۶ کروڑ تک کا اعلان ہوگا۔

ہمیں خوشی ہے کہ اس فارمولے سے آئندہ چند سال (۳/۴ سال) تک یہ سارا پول کھل جائے گا۔ لیکن خطرہ بھی ہے اور اندازہ بھی ہے کہ یہ ایک ارب کی تعداد کو چھوٹنے کی غلطی نہیں کریں گے۔ بلکہ دنیا میں موجود تعداد کے حوالے سے سب سے بڑی جماعت (سیاسی یا مذہبی) سے بڑھ کر اپنی تعداد کی ”سپیڈ“ کو روک لیں گے۔ اگر خدا نخواستہ مرزا طاہر احمد صاحب آئندہ تین

چار سال کے دوران فوت ہو گئے تو یہ پول کھلنے سے رہ جائے گا کیونکہ پھر جماعت یہ بہانا بنا لے گی کہ مرزا طاہر احمد کی وجہ سے بیعتیں تیزی کے ساتھ ہو رہی تھیں اب ان کے نہ ہونے کی وجہ سے یہ تعداد رک گئی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ مرزا طاہر احمد کو کم از کم ۵ سال تک مزید زندہ رکھے تاکہ جماعت کی آنکھیں کھل سکیں اور جھوٹ کھل کر سامنے آ سکے۔

قادیانی گو یہ دیکھ رہے ہیں کہ ان کے علاقوں میں ٹارگٹ کا کوئی اثر نہیں ہو رہا ہے۔ ان کی جماعتیں تو مسلسل کم ہو رہی ہیں۔ ٹارگٹوں کے مطابق اس وقت قادیانیوں کی موجودہ تعداد سات سال قبل کی تعداد سے ۱۵ گنا زیادہ ہونی چاہیے تھی یعنی اگر جمعہ کے دن پہلے ایک سو آدمی ”بیت الحمد“ میں آتے تھے تو اب ۱۵۰۰ آنے چاہئیں تھے۔ قادیانی یہ دیکھ رہے ہیں کہ نہ تعداد پندرہ گنا ہوئی ہے نہ ڈبل ہوئی ہے بلکہ پہلی تعداد کو ہی سنبھالا دینا مشکل ہو رہا ہے مگر عقیدت کے زیر اثر وہ ماننے کے پابند ہیں۔

مرزا طاہر احمد صاحب کا ارادہ نظریہ آرہا ہے کہ وہ اپنی زندگی میں ہی دنیا ”فتح“ کرنا چاہتے ہیں اس لیے وہ افراتفری میں تعداد کو بڑھا کر بتا رہے ہیں کیا آئندہ پانچ سال میں ہندوستان کے تمام ہندو قادیانی ہو جائیں گے؟ کیا چین کی ایک ارب آبادی قادیانی ہو جائے گی؟ کیا سعودی عرب، ایران اور دیگر اسلامی ریاستیں قادیانی ہو جائیں گی؟ اگر یہ نہیں ہوں گی تو تعداد کہاں سے پوری ہوگی؟

قادیانی حضرات کو اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ پاکستان کی تمام جماعتوں میں یہ ٹارگٹ پورا نہیں ہو رہا۔ تو کل ٹارگٹ کے پورا ہونے میں کمی ہونا چاہیے تھی۔ دوسری بات یہ کہ لندن یا انگلینڈ میں بھی ٹارگٹ پورا نہیں ہو رہا۔ ان دونوں باتوں سے ایک اور بات سامنے آتی ہے کہ ان علاقوں کے لوگ جماعت کے زیادہ قریب ہونے کی وجہ سے ان کی ”اصل“ کو جان گئے ہیں اس لیے اس جماعت کو قبول نہیں کر رہے۔ افریقہ کے غریب اور پسماندہ لوگ اپنی نا سمجھی سے قابو آ رہے ہیں۔ (روزنامہ اوصاف مورخہ ۲۲ مارچ ۲۰۰۰ء)

(۱۶) قادیانی جماعت ایک سابق قادیانی کی نظر میں

ہندوستان کے ضلع گورداسپور میں ایک قصبہ اسلام پور ہوا کرتا تھا۔ جہاں کی آبادی میں نمایاں قاضی برادری تھی چنانچہ اس کا نام اسلام پور قاضی پڑ گیا۔ پھر آہستہ آہستہ اسلام پور ختم ہو گیا اور صرف ”قاضی“ رہ گیا۔ پھر اسے قاضیاں کہا جانے لگا بعد میں ”ض“ کو ”ڈ“ بولنے سے قاضیاں

سے قادیان بن گیا اور آخر پر قادیان کا لفظ کاغذوں میں درج ہو گیا۔

۱۸۸۰ء کے لگ بھگ قادیان کے رہائشی مرزا غلام احمد قادیانی نے مذہبی مناظروں میں دلچسپی لینی شروع کی۔ ان مناظروں کا رخ عیسائیوں کے خلاف اور اسلام کے حق میں تھا۔ عیسائیوں کے خلاف مناظروں کی وجہ سے مسلمانوں میں عزت اور شہرت حاصل ہونے لگی۔ مسلمانوں نے ان کو عیسائیوں کی تبلیغی یلغار کے سامنے ڈھال سمجھتے ہوئے ان کے ہاتھ مضبوط کرنے شروع کر دیے۔ عیسائی مناظروں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دنیا کے نجات دہندہ، انسانوں کے گناہوں کے کفارہ کے طور پر اپنے آپ کو مصلوب کرنے والا بعد میں بطور معجزہ زندہ ہونے والا اور خدا کا بیٹا ہونے کے ناطے زندہ آسمان پر جانے والے واحد انسان کے طور پر پیش کرتے۔ وہ ان باتوں کو بڑھا چڑھا کر پیش کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو عیسائی بنارہے تھے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے عیسائیوں کو مات دینے کے لیے ان کے تمام فلسفے کو دھڑام سے گرانے کے لیے ایک نیا ”آئیڈیا“ دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ تو مصلوب ہوئے یعنی صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ صلیب پر سے بے ہوشی کی حالت میں اتار لیے گئے نہ ہی بعد میں بطور معجزہ زندہ ہوئے۔ کیونکہ وہ فوت ہی نہیں ہوئے تھے، نہ ہی خدا کے بیٹے کی حیثیت سے زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ بلکہ فلسطین سے ہجرت کر کے وہ کشمیر میں آ گئے اور وہاں پر ۱۲۰ سال کی عمر تک زندہ رہنے کے بعد فوت ہو گئے اور اب بھی محلہ خانیار سری نگر میں ان کی قبر موجود ہے۔ اس ترکیب سے عیسائیوں کے منہ کو تو بند کر دیا گیا مگر اس سے بہت سی خرابیوں کے منہ کھل گئے۔

مرزا قادیانی نے جب مسلمانوں میں اپنی عزت و شہرت کو دیکھا تو اسے ”کیش“ کروانا چاہا۔ لہذا پہلے مرحلے میں چودہویں صدی کے مجدد کا دعویٰ کر دیا۔ چودہویں صدی کا مجدد تو امام مہدی ہوگا تو امام مہدی کا دعویٰ بھی کر دیا۔ اب احادیث کے حوالے سے اعتراض ہوگا کہ امام مہدی کے ظہور کے ساتھ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام (صبح موعود) نے بھی آنا ہے تو کہاں ہیں صبح موعود؟ پھر اس کا حل یہ نکالا کہ ”میں امام مہدی ہوں اور میں ہی صبح موعود بھی یعنی صبح اکبر مریم بھی اور اس کی دلیل یہ نکالی کہ ایک حدیث میں ہے کہ عیسیٰ کے سوا مہدی کوئی نہیں یعنی دونوں ایک وجود ہیں اب کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اس لیے میں ہی صبح موعود ہوں۔ میں ہی عیسیٰ بن مریم ہوں میں ہی امام مہدی ہوں اور میں ہی چودہویں صدی کا مجدد ہوں۔ ایک وجود والی حدیث اس طرح ہی نکالی جس طرح اس بڑھیا نے دودھ پلینے والی بات بے ہوشی کی حالت میں بھی دور سے سن لی تھی۔ یہ حدیث تو نظر آگئی مگر درجنوں کے حساب سے وہ احادیث نظر نہ آئیں جو عیسیٰ علیہ

السلام اور امام مہدی کے دو الگ الگ وجود کو ثابت کر رہی تھیں۔ جب مرزا قادیانی نے مجدد امام مہدی اور مسیح موعود کے دعوے کر لیے تو مسلمان علماء کی طرف سے سخت قسم کی مخالفت اور تنقید شروع ہو گئی۔ مسلمان علماء نے اعتراض کیا کہ عیسیٰ ابن مریم تو نبی تھے جبکہ آپ نبی نہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ مسیح موعود ہوں یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ لے سکیں۔ چنانچہ جماعت کی بنیاد ڈالنے کے ۱۳ سال بعد ان اعتراضات سے بچنے کے لیے ”ایک دعویٰ اور سہمی“ کے مصداق ”نبی“ کا دعویٰ بھی کر دیا۔ اس دعویٰ سے اعتراضات اور مخالفت کا لامتناہی سلسلہ شروع ہوا جس نے آج تک جماعت کے افراد کے ناک میں دم کر رکھا ہے۔ تسلیں اس مخالفت کے ناقابل تلافی نقصان سے متاثر ہوتی آرہی ہیں۔ سو سال سے قادیانیوں کے لیے مخالفت اور نفرت کی ناقابل عبور دیواریں کھڑی کی جا چکی ہیں گویا جماعت کے لیے ”مستقل آگ“ کے سامان پیدا کر دیے گئے جس میں قادیانی تسلیں جلتی رہیں گی۔

اس دعویٰ سے ختم نبوت کا مسئلہ پیدا ہوا۔ مسلمان علماء نے کہا کہ نبی اگر ﷺ تو آخری نبی تھے۔ پھر آپ کیسے نبی ہو سکتے ہیں۔ تو اس کے جواب کے طور پر قرآن مجید کی چند آیات سے نبوت کے جاری رہنے کی دیکھیں بتائی گئیں اور بتایا کہ نبوت جاری ہے۔ دوسری طرف اپنے لیے امتی نبی کی اصطلاح استعمال کر کے مسلمانوں کو کنفیوہ کر دیا اور کہا کہ اس سے ختم نبوت کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ حدیث ”لا نبی بعدی“ (میرے بعد کوئی نبی نہیں) کی ”نئی تعبیر“ کر کے بتایا کہ بعدی سے مراد یہ ہے کہ ایسا نبی نہیں ہو سکتا کہ جو نبی اگر ﷺ کے خلاف ہو۔ ان کی تائید میں نبی ہو سکتا ہے۔ مگر وہ جنوں احادیث کو نظر انداز کر گئے جو واضح طور پر نبوت کے ختم ہونے کی دلیل پیش کر رہی ہیں۔

یہ عجیب بات ہے کہ قرآن سے خود ثابت کرتے ہیں کہ نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ نبوت جاری ہے۔

لیکن جب ان سے پوچھا جائے کہ کیا مرزا غلام احمد کے بعد اور نبی بھی آ سکتے ہیں تو کہتے ہیں نہیں اور یوں مرزا غلام احمد کو آخری نبی ثابت کرتے ہیں۔

یہ بات بھی دلچسپ ہے کہ قرآن سے ثابت کرتے ہیں کہ نبوت کا دروازہ کھلا ہے مگر جب ۱۹۸۲ء میں مرزا ناصر احمد کے ایک قریبی رشتہ دار (مردانا ناصر احمد کے رشتے میں بھانجے اور شیخ لطف الرحمن کے لڑکے) نے لاہور میں کچہری کے پاس عوام الناس میں کھڑے ہو کر نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا تو مسلمانوں نے اسے پکڑ کر پولیس کے حوالے کر دیا تو ”مدعی“ کے رشتہ داروں نے یہ

موقف اختیار کیا کہ اس کا دعویٰ توازن ٹھیک نہیں اور تھانے والوں کو اس کے دماغی طور پر کمزور ہونے کے ثبوت کے طور پر بعض ڈاکٹروں کے نسخے پیش کر کے جان چھڑائی اور یوں اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ نبوت کا دروازہ کھلا نہیں۔ اگر کھلا تھا تو قادیانیوں کو فوراً اسے نبی تسلیم کر لینا چاہیے تھا کیونکہ ”مدعی“ خود بھی قادیانی تھا بلکہ مرزا قادیانی کے خاندان سے تھا۔ نیز قادیانیوں نے عمل سے یہ بھی ثابت کیا کہ ایسا دعویٰ کرنے والے کا دماغ یا دعویٰ توازن درست نہیں ہو سکتا لہذا ثبوت پیش کر دیئے گئے۔

درج بالا مثال کے علاوہ بھی مرزا قادیانی کی وفات کے بعد آج تک کئی افراد نے نبوت کے دعوے کیے مگر نبوت کا دروازہ کھلا رکھنے والے قادیانیوں نے کبھی بھی کسی ایسے ”مدعی“ کو قبول نہیں کیا حالانکہ سب سے پہلے ان کو ”ایمان لانا“ چاہیے تھا۔ بعض کئی کئی سال تک زندہ رہے، جیلوں میں ڈال دیئے گئے مگر قادیانی ان کے قریب بھی نہیں گئے۔ یہ قول و فعل میں تضاد کی ایک شرمناک مثال ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی ایک جماعت کی بنیاد ڈال گئے اور ایک چندے کا نظام قائم کر گئے۔ مرزا قادیانی کی وفات کے بعد حکیم نور الدین صاحب آف بمبیرہ پہلے جانشین بنے۔ ۱۹۱۴ء میں ان کی وفات پر ”خلافت“ کے جھگڑے کی بنیاد پر جماعت دو حصوں میں بٹ گئی ایک حصے (لاہور پارٹی مولوی محمد علی ایم اے) کا خیال تھا کہ جس طرح پہلے مرزا قادیانی کے بعد جماعت میں زیادہ مخلص، زیادہ علم اور خلوص رکھنے والے شخص (حکیم نور الدین صاحب) کو خلیفہ بنایا گیا تھا۔ اسی طرح اب ان کے بعد کسی سینئر کو خلیفہ بنایا جائے۔ مگر دوسرے حصے نے خاندانی اور موروثی سربراہی کے لیے مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا محمود احمد (جو اس وقت ۲۵ سال کے تھے) کو آگے لانے کی کوشش کی۔ چنانچہ اس جھگڑے کی وجہ سے لاہوری اور قادیانی دو گروپ بن گئے۔

مرزا محمود احمد دوسرے جانشین مقرر ہوئے تو انہوں نے اپنے والد صاحب کے چندے والے آئیڈیا کو خوب آگے بڑھایا اور جماعت میں چندے کے بارے میں ایسا نظام وضع کیا جو اپنی مثال آپ ہے۔ اس نظام کی ”برکات“ سے پورا خاندان مالا مال ہو گیا۔ ہر فرد کو مال، دولت اور عیش و عشرت کی زندگی میسر آ گئی اور یوں مرزا صاحب کا پورا خاندان ”شہزادہ“ خاندان بن گیا۔

مرزا محمود احمد (جن کو خلیفۃ المسیح الثانی کے علاوہ مصلح موعود بھی کہتے ہیں) اور ان کے بھائی مرزا بشیر احمد ایم اے (جن کو قمر الانبیاء بھی کہتے ہیں) نے اپنے مالی اور عیش و عشرت کے دور میں تکبر اور مغروری کی حدوں کو چھوتے ہوئے اور مسلمانوں کے عقائد کو پاؤں تلے روندتے

ہوئے انہیں کافر اور غیر مسلم قرار دیا (..... کو تو ال کو ڈانٹے) بلکہ مرزا بشیر احمد نے مسلمانوں کو ”کافر“ بلکہ بکے کافر جیسے ”خطابات“ سے نوازا اور یوں اپنی تحریر و تقریر سے اور بعد میں اپنے عمل سے اپنے آپ کو (قادیانیوں کو) مسلمانوں سے بالکل علیحدہ کر دیا۔ ۱۹۷۴ء میں مسلمانوں نے اس علیحدگی کو باضابطہ بناتے ہوئے قادیانیوں کو امت مسلمہ سے خارج کر دیا۔

اس فیصلہ سے قبل قادیانی مسلمانوں سے اس حد تک قطع تعلق کر چکے تھے کہ نہ ان سے رشتہ لینا ہے، نہ رشتہ دینا ہے، نہ ان کے ساتھ کسی عبادت میں شریک ہونا ہے، نہ ان کی مسجد میں نماز پڑھنی ہے، نہ ان کی خوشی میں شامل ہونا ہے اور نہ غمی میں، نہ جنازہ پڑھنا ہے، نہ فاتحہ میں شامل ہونا ہے اور نہ ہی چالیسیویں میں۔ واضح رہے کہ ۱۹۷۴ء تک قادیانی خود فاتحہ خوانی اور جہلم کرتے تھے مگر اس فیصلہ کے بعد یہ چھوڑ چکے ہیں۔ اسلام سے علیحدہ ہوتے ہوئے حج سے منہ موڑ چکے تھے۔ زکوٰۃ عرصہ دراز سے قادیانیوں کی عبادت سے خارج ہو چکی تھی۔ قادیانی آہستہ آہستہ اسلامی ناموں مثلاً محمد، ابوبکر، عمر، عثمان، علی، حسن، حسین، زید، فاطمہ، خدیجہ، زینب، عائشہ، آمنہ، سے منہ موڑ چکے تھے۔ یقین نہ آئے تو ۱۹۶۳ء تا ۱۹۷۴ء دس سالوں میں پیدا ہونے والے قادیانی بچوں کے ناموں کو دیکھ لیجیے ربوہ میں ۱۹۸۰ء تا ۱۹۹۰ء تک پیدا ہونے والے قادیانی بچوں کے ناموں کا جائزہ لے لیں۔ اب قادیانی جماعت کی حالت یہ ہے کہ یہ صرف چندہ حاصل کرنے والا ایک زبردست نیٹ ورک ہے۔ پورے ملک سے اس منظم نیٹ ورک کے ذریعہ دور دراز دیہاتوں سے بھی بڑی ”خوش اسلوبی“ سے غریب سے غریب آدمی سے بھی کچھ نہ کچھ جو سالانہ کم از کم سو روپے ضرور ہوتا ہے نکلا کر مرزا قادیانی کی فیملی کی نذر کیا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ سو روپے سے کہیں یہ دھوکا نہ لگے کہ سالانہ سو روپے چندہ تو کوئی بات نہیں۔ ایسے خوش نصیب جو سال میں صرف ایک سو روپے چندہ دیتے ہوں درجن بھر ہی ہوں گے ورنہ پانچ سو سے تین ہزار روپے سالانہ تو عام سی بات ہے۔ ان چندوں کی خاصی وراثی ہے مثلاً ”چندہ عام“ چندہ حصہ آمد، چندہ تحریک جدید، چندہ وقف جدید، چندہ مجلس، چندہ جلسہ سالانہ، چندہ اجتماع، چندہ تعمیر ہال، چندہ صد سالہ، چندہ اطفال، چندہ انصار اللہ، چندہ ناصرات، چندہ لجنہ، چندہ بوسنیا، افریقہ، چندہ ڈش انٹینا، وغیرہ وغیرہ (وغیرہ وغیرہ میں کم از کم پانچ چندے ہوں گے، جن کے اس وقت نام یاد نہیں)۔

قادیانی جماعت کی پاکستان میں قانونی، مالی، جانی اور معاشرتی پٹائی ہو چکی ہے۔ قیام پاکستان کے بعد سے اب تک مسلسل ان کی تعداد کم ہو رہی ہے۔ اب پورے پاکستان میں ان کی

تعداد ۲۵ سے ۳ لاکھ کے درمیان رہ گئی ہے۔ بہت سے علاقوں سے قادیانیت بالکل ختم ہو چکی ہے اور باقی جماعتیں خاصی سکڑ چکی ہیں۔ جماعت نے ۱۹۸۲ء تا ۱۹۸۴ء تبلیغ کے میدان میں انتہائی زور لگا کر دیکھ لیا مگر زلٹ بہت ہی مایوس کن نکلا۔ چنانچہ بطور رد عمل مرزا طاہر احمد (موجودہ سربراہ) نے ۱۹۹۳ء سے ایک نیا سلسلہ ”عالمگیر بیعت“ کا شروع کر رکھا ہے جس کے مطابق ہر سال پچھلے سال کی نسبت بیعتوں کی تعداد ڈبل بتانی ہے۔ اس ترکیب سے وہ ایک لاکھ سے سفر شروع کر کے ۲ کروڑ تک پہنچ چکے ہیں (اگست کے مہینے میں دو کروڑ کا اعلان ہوتا ہے) جو ۲۰۱۰ء تک ۲۰ ارب تک پہنچ جائیں گے۔ فاس فارمولے کے مطابق یا تو ۲۰۰۹ء تک پوری دنیا قادیانی ہو جائے گی یا پھر پوری دنیا کے چھ ارب لوگوں کو چھوڑ کر ۲۰ ارب نئے افراد اس دنیا میں بطور قادیانی ”نازل“ ہوں گے۔

جماعت نے دنیا میں اپنے حق اور پاکستان کے خلاف ایک منظم پروپیگنڈہ مہم شروع کر رکھی ہے۔ ۱۹۷۴ء میں جب ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت نے قادیانی جماعت کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تو بیرون ملک قادیانیوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ بھٹو کو مذمت کے خطوط لکھیں مگر ان خطوط کا کوئی اثر نہ ہوا۔ جب جنرل ضیاء الحق نے بھٹو کا تختہ الٹ دیا تو جنرل صاحب کو خطوط لکھوائے گئے کہ بھٹو کو زندہ نہ چھوڑا جائے۔ جنرل صاحب نے ان خطوط سے یہ تاثر لیا کہ بیرون ملک موجود پاکستانی لوگ بھٹو کو ملک کا دشمن سمجھتے ہیں اور اسے زندہ نہیں دیکھنا چاہتے۔ جب جنرل ضیاء الحق نے قادیانیوں کے خلاف آرڈیننس پاس کیا تو قادیانیوں نے انسانی حقوق کے حوالے سے مختلف عالمی تنظیموں کو اس طرف مائل کیا۔ جس سے دنیا میں پاکستان کے خلاف خوب نفرت پھیلانی گئی۔ جو نیچو صاحب اقدار میں آئے تو قادیانیوں نے انہیں خطوط لکھ کر آٹھویں ترمیم ختم کروا کر آرڈیننس غیر موثر کرنے کی ترغیب دی۔ مگر بے سود، بے نظیر بھٹو کے آنے پر اس سے ہمدردی اور بھٹو کے حق میں خطوط لکھے کہ مولویوں نے بھٹو کو ”درغلا“ کر یہ فیصلہ لیا۔ اب آپ مولویوں کے اس فیصلے کو ختم کروا کر بیرونی دباؤ کو ختم کریں اور اپنی ترقی پسندی کا ثبوت دیں۔ یہ ساری کوششیں رائیگاں گئیں۔ اس طرح نواز شریف، معراج خالد، وسیم سجاد، فاروق لغاری اور اب جنرل مشرف صاحب کو خطوط لکھے جا رہے ہیں۔

قادیانی مجلسوں میں مسلمانوں کے درمیان فرقہ وارانہ سرد جنگ کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے۔ اخبارات و رسائل میں واضح اور غیر واضح بیانات کو ”مریج مصالحہ“ لگا کر پیش کیا جاتا ہے اور دل کو نسل دی جاتی ہے کہ یہ آپس میں لڑتے رہیں گے تو ہماری طرف متوجہ نہیں ہوں گے۔

قادیانیوں کا اب مذہب سے کوئی خاص تعلق نہیں رہا۔ اب یہ صرف مالی خوالے سے ایک منظم میٹ ورک کی حیثیت رکھتا ہے۔ مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ جس قادیانی نے میری کتابوں کو تین بار نہ پڑھا تو سمجھ لو کہ اس کے دل میں کبر پایا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے مرزا قادیانی کے فارمولے کے مطابق ۹۹.۹ فیصد قادیانی ”کبر“ سے پر ہیں۔ گویا مرزا قادیانی کی بات ۹۹.۹ فیصد قادیانیوں نے نہیں مانی۔ اس طرح قادیانی مذہب سے مزید کیا لگاؤ رکھیں گے جنہوں نے اپنے ”نبی“ کی بات نہیں مانی۔ ان کی کتابوں سے ”فیض“ حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی۔ بلکہ ایک فیصد سے بھی کم قادیانی ہوں گے جو مرزا قادیانی کی کل کتابوں کے نام جانتے ہوں گے۔ مرزا صاحب کے ”الہامات“ کے مجموعہ کی کتاب کا نام ”تذکرہ“ ہے۔ بہت ہی کم قادیانی ایسے ہیں جنہوں نے اس کتاب کو دیکھا ہے یا اسے کچھ پڑھا ہوگا۔ بلکہ ایک ہزار میں سے ایک قادیانی ایسا ہو سکتا ہے جس نے ”تذکرہ“ کو مکمل پڑھا ہو۔

اس وقت موجود قادیانیوں کی ۹۰ فیصد سے زائد اکثریت پیدائشی قادیانی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نئے لوگ اس جماعت میں داخل نہیں ہو رہے بلکہ نسل در نسل نئے افراد کی شمولیت نہ ہونے کے برابر ہے۔ پیدائشی قادیانی کو قادیانیت کی سچائی کے لیے دلائل کی ضرورت نہیں۔ بس باپ دادا قادیانی تھے۔ تو وہ بھی اسی طرح چل رہے ہیں۔ سچائی دیکھ کر اسے قبول کرنا اور اپنا پہلا مذہب چھوڑنا بہت مشکل ہے۔ اس کے لیے ہمت و جرأت چاہیے جو عام آدمی میں نہیں ہوتی یہ صرف اللہ کی تائید سے ممکن ہو سکتا ہے۔ ”اللہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہے گمراہ کر دیتا ہے۔“ (ادصاف اسلام آباد ۲۴ اگست ۲۰۰۰ء)

(۱۷) چندوں کی شرح اور بیعتوں کی تعداد میں تضاد

آج کل قادیانی جماعت یہ ”اعداد و شماری تبلیغ“ شروع کیے ہوئے ہے اور دھڑا دھڑ بیعتوں کے اعداد و شمار بڑھا چڑھا کر پیش کیے جا رہے ہیں۔ دو لاکھ سے چلنے والی ”گیم“ اب چار کروڑ تک جا پہنچی ہے جو کہ اگلے سال (۲۰۰۱ء) ۱۲ سے ۱۶ کروڑ اور آئندہ ۵ سالوں میں ۳۰ سے ۴۰ ارب تک جا پہنچے گی۔ بیعتوں میں اضافے کی شرح اتنی زیادہ ہے کہ قادیانیوں کے لیے بھی اسے تسلیم کرنا مشکل ہو رہا ہے وہ بھی سانس کھینچنے اپنے ”خلیفہ“ کی ”مذہبی بڑھکیں“ سن رہے ہیں۔ نہ ہی احتجاج کر سکتے ہیں اور نہ ہی انکار۔ انکار اور احتجاج کی صورت میں انہیں سخت قسم کی اذیت میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ اس کا تذکرہ میں اپنے مضمون ”اخراج از جماعت“ میں کر چکا ہوں۔

دوسری طرف چندوں کی وصولی پر پہلے سے زیادہ زور دیا جا رہا ہے اور اس کی شرح بھی بڑھتی جا رہی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی مالی کمزوری کی وجہ سے لوگوں سے پیسے لے کر کتابیں شائع کرنے کا پروگرام بنایا۔ اس لیے انہوں نے اپنے رفقاء سے باقاعدہ چندہ لینا شروع کیا۔ کچھ عرصہ بعد ایک سالانہ میٹنگ (جلسہ سالانہ) کا پروگرام بنایا تو اس کے لیے انہوں نے اپنے رفقاء سے الگ چندہ لینا شروع کر دیا پھر یوں ہوا کہ ہر سال جلسہ کیا جاتا اور اس کے لیے باقاعدہ چندہ لیا جاتا۔ کتابیں شائع کرنے کا سلسلہ چل نکلا تو اس کے لیے باقاعدہ چندہ کی شرح مقرر کی گئی جو کہ ایک روپیہ کی آمد پر ایک آنہ (۱۶ آنوں میں سے ایک آنہ ۶.۲۵ فیصد) مقرر ہوئی۔ اس طرح ہر شخص اپنی آمدن کے مطابق چندہ دینے کا پابند ٹھہرا۔ مرزا قادیانی نے کتابیں شائع کیں۔ کئی قسم کے کئی ہزار اشتہار شائع کیے۔ اخبار الحکم، البدرا اس کے علاوہ تھے۔ مرزا قادیانی کی وفات کے بعد چندوں کی وصولی جاری رہی حالانکہ کتابوں کی اشاعت رک گئی۔ چندوں کی مقرر کردہ شرح ۱۹۰۸ء (مرزا صاحب کی وفات کا سال) کے بعد بھی اس طرح قائم رہی۔ ۱۹۰۸ء تا ۱۹۱۳ء حکیم نور الدین صاحب کے دور امارت میں کتابوں کی اشاعت نہ ہوئی سوائے چند ایک کے۔ ۱۹۱۳ء کے بعد مرزا محمود احمد ولد مرزا غلام احمد قادیانی کے دور امارت میں چندوں پر ہی زور دیا گیا۔ جماعت کے پھیلنے کے ساتھ ساتھ چندہ دہندگان کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ چندہ دہندگان کی آمد (تنخواہوں وغیرہ) میں بھی اضافہ ہوا اور ساتھ ساتھ نئے چندے بھی شروع کر دیئے گئے تو جماعت کے پاس دولت کے انبار لگنا شروع ہو گئے صورت حال یہ ہے کہ ایک مخلص قادیانی (عقیدت کا مارا قادیانی جو دیوانہ، ہر آواز پر لبیک کہتا ہے) اپنی آمد کا ۶.۲۵ فیصد بہتہ ”چندہ عام“ دیتا ہے یا دینے پر مجبور ہے۔

چندہ جلسہ سالانہ کے طور پر اپنی آمدن کے ۱۰ فیصد حصہ کو بطور سالانہ چندہ کے دیتا ہے۔ (حالانکہ ۱۹۸۳ء سے جلسہ سالانہ بند ہے) چندہ تحریک جدید، چندہ وقف جدید، اپنی مذہبی غیرت کے مطابق دیتا ہے ”کم غیرت“ والے آمدن کا ۱۰ فیصد بطور سالانہ دیتے ہیں جبکہ زیادہ ”غیرت والے“، ”معاونین خصوصی“ بن کر پہلے مرحلے میں ۵۰۰ روپے سالانہ اور دوسرے مرحلے میں ایک ہزار روپے سالانہ دیتے ہیں۔ اس سے زیادہ دینے پر بھی کوئی حرج نہیں۔ ان چندوں کے علاوہ چندہ خدام، چندہ تعمیر حال (جو ۱۹۷۳ء کے قریب تعمیر ہوا تھا) چندہ اجتماع (جو ۱۶ سال سے بند ہے) اور دیگر کئی چندے دیتا ہے۔ اس وقت قابل غور بات یہ ہے کہ ایک قادیانی سالانہ جتنا چندہ دیتا ہے اس کا ایک فیصد بھی اسے کسی بھی شکل میں وصول نہیں ہوتا مثلاً ملک کا شہری جب

نکس دیتا ہے تو اس کو بالواسطہ کئی قسم کے فوائد ملتے ہیں۔ سکول، کالج، ہسپتال، سڑکیں وغیرہ کئی قسم کی سہولیات میسر ہوتی ہیں مگر ایک قادیانی کو کسی بھی قسم کی نہ تو سہولت ہے اور نہ ہی کوئی فائدہ۔

اب ایک جماعت سو افراد پر مشتمل ہے وہاں سے ایک لاکھ روپے سالانہ چندہ جاتا ہے۔ اس جماعت پر یا افراد جماعت پر سالانہ ایک ہزار روپے بھی خرچ نہ ہوگا۔ عوام کو بتایا جائے کہ یہ پیسہ دنیا میں تبلیغ کے لیے خرچ کیا جاتا ہے۔ مربیوں کو پالنے، عبادت گاہوں کی تعمیر اور دیگر نظام جماعت کو چلانے میں پیسہ خرچ ہوتا ہے۔ اب سوچنے والی بات یہ ہے کہ پاکستان کی جماعتوں سے حاصل ہونے والا پیسہ کہاں خرچ ہوتا ہے کیا باہر کی دنیا میں خرچ ہو رہا ہے؟

آج کل کی ”اعداد و شماری تبلیغ“ سے ایک سال میں ۴ کروڑ نئے افراد شامل ہوئے ہیں اب باہر کی دنیا کے لوگ روپوں میں چندہ تو نہیں دیں گے وہ تو ڈالر یا پاؤنڈ میں دیں گے۔ پھر سالانہ ایک یا دو ڈالر نہیں دیں گے بلکہ جماعت کم از کم ایک سو ڈالر یا پاؤنڈ سالانہ تو ضرور دے گی۔ گویا صرف ایک سال میں ہونے والے قادیانی جماعت کے خزانہ میں ۴ ارب ڈالر کا اضافہ کریں گے پھر جو پہلے دو کروڑ نئے ہو چکے ہیں وہ اس سے زیادہ اضافہ تو کر چکے ہوں گے۔

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ان نئے قادیانیوں سے لیے جانے والے چندے سے ان کو کیا سہولت ملے گی کچھ بھی تو نہیں۔ اگر ان کی عبادت گاہ بنائی ہے تو ان سے عبادت گاہ کے لیے الگ چندہ لیا جائے گا زیادہ سے زیادہ ایک مربی جماعت اپنے خرچ پر رکھ دے گی گویا وہاں سے ہونے والی آمدن سے تقریباً ۵ فیصد وہاں خرچ ہو جائے گا ۹۵ فیصد جماعت کے پاس چلا گیا۔ یہ ایک عام سی حساب کی بات ہے کہ اگر ایک لاکھ روپے کے اخراجات ہیں اور ان کو پورا کرنے والے افراد صرف ۱۰ ہیں تو ہر ایک کو دس ہزار روپیہ دینے پڑیں گے۔ اب اگر ۱۰۰ افراد آجائیں تو ہر ایک کو صرف ایک ہزار دینا پڑے گا اگر ایک ہزار افراد آجائیں تو ہر ایک کو صرف ایک سو دینا پڑے گا۔

آج سے دو سال قبل جماعت کے بیان یا اعداد و شماری تبلیغ کے مطابق جماعت کی کل تعداد ۴ کروڑ تھی جو کہ اب ۷ کروڑ ہو چکی ہے۔ دو سال قبل کے اخراجات میں تعداد کے مطابق ۳۵ گنا اضافہ نہیں ہو سکتا کیونکہ نئے آنے والوں کو نہ تو کپڑے دینے ہیں، نہ ہی کھانا، نہ ہی مکان بنا کر دینے ہیں اور نہ ہی کوئی خرچہ کرنا ہے اگر کوئی مربی ان کی طرف بھیجتا ہے تو وہ پہلے سے محفوظ وغیرہ لے رہا ہے نیا خرچ کچھ نہیں۔ اب دو سال قبل کی تعداد کے مطابق ایک ”قلم قادیانی“ پر جو چندے کا بوجھ تھا اب وہ کم از کم تیسرا حصہ رہ جانا چاہیے تھا۔ جو ”قلم قادیانی“، مگر شہ نصف صدی سے چندے کی بجلی میں پس رہے ہیں ان کو اب سکون یا چھوٹ ملتی مگر ایسا نہیں ہے۔ جوں

جوں جماعت کی تعداد کو زیادہ ظاہر کیا جا رہا ہے ویسے ویسے ”مخلص قادیانیوں“ پر بوجھ زیادہ بڑھ رہا ہے زیادہ بیعتوں پر ”مخلص قادیانیوں“ پر بوجھ کم ہونا تھا مگر مزید بڑھ گیا یہ ایک ایسا تضاد ہے جو صاف طور پر ظاہر کرتا ہے کہ حقیقت میں نئے افراد جماعت میں شامل نہیں ہو رہے۔ یہ صرف ”مخلص قادیانیوں“ کے ساتھ مذاق ہے اور مسلمانوں کے ساتھ دھوکہ اور دنیا کی دیگر اقوام کی آنکھوں میں دھول جھونکی جا رہی ہے۔

اگر تو ۱۹۹۳ء سے چلنے والی ”اعداد و شماری تبلیغ“ کے ساتھ ”مخلص قادیانی“ پر چندہ کا بوجھ کم ہونا شروع ہو جاتا ہے تو پھر بات ماننے والی تھی کہ چندہ دہندگان کی تعداد بڑھنے سے چندہ کی شرح کم ہو رہی ہے پھر تو جماعت کے دعوے کی ایک منطقی اور عقلی دلیل سامنے آتی ہے۔ اب قادیانی اس کو سمجھیں گے ضرور مگر اس کو اپنی زبان پر نہیں لاسکیں گے۔ ایک ”مخلص قادیانی“ کی مجبوری کو میں بہت اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ (اوصاف ۵ اکتوبر ۲۰۰۰ء)

(۱۸) قادیانیوں کی تبلیغ مسلمانوں میں

جماعت قادیانی نے اپنے آغاز سے تبلیغ پر بہت زور دیا ہے۔ تبلیغ کے حوالے سے ہر قادیانی پر ایک جنون طاری ہے۔ آج کا ہر قادیانی ہر وقت تبلیغ کے لیے تیار رہتا ہے۔ بلکہ ”شکار“ کی تلاش میں رہتا ہے۔ مرزا طاہر احمد نے اپنی امارت کے فوراً بعد تبلیغ پر اتنا زور دیا کہ ہر قادیانی جب کسی دوسرے قادیانی سے ملتا تو تعارف کے بعد تبلیغ کے بارے میں ضرور پوچھتا۔ گواہ زور کم ہو گیا ہے۔ جس پر پھر سے قادیانی جماعت افراد کو تبلیغ کے لیے مجبور کر رہی تھی۔ اس کے لیے ”دعوت الی اللہ“ (تبلیغ) کے باقاعدہ مربی جماعتوں میں گردش کر رہے تھے، اب کیونکہ جماعت نے ”اعداد و شماری تبلیغ“ شروع کر دی ہے۔ اب قادیانیوں پر لوڈ کم ہو گیا ہے۔ اب تبلیغ کریں نہ کریں ”تھوک کے حساب“ سے بیعتوں کا اعلان ہو جائے گا۔ اس وقت جس بات کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے وہ یہ کہ پاکستان میں جتنی بھی تبلیغ ہوئی ہے وہ سب مسلمانوں میں ہوتی ہے کسی بھی جماعت میں چلے جائیں۔ قادیانی افراد سے پوچھیں کہ آپ کون سے مذہب سے آئے تو وہ سب ہی کہیں گے کہ پہلے مسلمان ہی تھے اور قادیانی جماعت کو مسلمان کا ایک فرقہ سمجھ کر آئے تھے۔ پاکستان میں موجود قادیانیوں کی ۹۵ فیصد اکثریت مسلمانوں سے آتی ہے۔

یہ بات قابل توجہ ہے کہ (۱) قادیانیوں کا نشانہ مسلمان ہوتے ہیں۔ (۲) مسلمان قادیانیوں کو مسلمانوں کا ہی ایک فرقہ سمجھ کر اتنا بڑا قدم اٹھا لیتے تھے۔ اس کا ثبوت یہ بھی ہے کہ

جب سے مسلمانوں میں قادیانیوں کے بارے میں بیداری پیدا ہوئی ہے۔ مسلمانوں کے قادیانی ہونے کے امکانات بہت کم ہو گئے ہیں۔ (۳) قادیانیوں کو دیگر مذاہب قبول نہیں کرتے۔ (۴) اسلام کے نام پر غیر مسلموں کو قادیانی کرتے ہیں۔ کیونکہ ایک عیسائی کو پہلے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے پر مجبور کریں گے ساتھ اس کو ایک قدم آگے سلپ کروا کر قادیانی بنائیں گے۔ اسی طرح ہندو یا سکھ کو بھی اسی راستے قادیانی بنائیں گے۔

اس وقت موجود قادیانیوں میں بہت ہی کم دیکھنے سننے میں آیا ہے کہ کسی کا بڑا پہلے سکھ تھا اور بعد میں قادیانی ہو گیا یا عیسائی تھا اور قادیانی ہوا۔ البتہ پاکستان کے کسری کے علاقہ میں ہندوؤں کی کچی آبادیوں میں قادیانیوں نے ہاتھ پھیر کر ان کو رام کر کے کچھ لوگوں کو قادیانی بنانے کا اعلان کیا ہے۔ وہاں پر تبلیغ کے لیے سوشل ایک نئے چندے ”وقف جدید“ کی بنیاد بھی رکھی گئی تھی۔

بیرون پاکستان بھی تبلیغ تقریباً اسی انداز سے ہے۔ انگلینڈ میں جہاں قادیانیوں کا اس وقت ہیڈ کوارٹر ہے لندن کی مختلف جماعتوں میں دو فیصد بھی گورے نہیں ہوں گے جو پہلے عیسائی یا غیر مسلم ہوں اور بعد ڈائریکٹ قادیانی ہو گئے ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہوا جہاں قادیانیوں کا ہیڈ کوارٹر ہے جہاں ۱۹۲۲ء سے قادیانی مشن کام کر رہا ہے۔ وہاں لندن میں مقامی گورے لوگوں نے ان کے پیغام کو قبول نہیں کیا۔ وہاں پر موجود قادیانیوں کی اکثریت پاکستان، ہندوستان اور افریقی ممالک سے تعلق رکھتی ہے۔ البتہ اب کچھ گورے جماعت کو دستیاب ہو گئے ہیں اور وہ بوسنیا کے مسلمان ہیں۔ بوسنیا میں چند سال قبل ابتلاء آیا اور وہاں کے مسلمانوں کو پناہ کے لیے بوسنیا سے نکلنا پڑا۔ تو قادیانیوں نے اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے۔ ان پر ”مطلبی دست شفقت“ رکھا۔ کچھ مسلمانوں کو کمپ یا کچھ سہولیات دے کر اکٹھا کیا ان کے نام لکھتے انہیں بتایا کہ ہم بھی مسلمان ہیں اور فلاں فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے ان کے کوائف بیعت فارم پر پُر کروا کر اعلان کر دیا کہ اس دفعہ ۴۰۰ یورپین لوگوں نے بیعت کر لی ہے۔ اس میں بھی خاص بات یہ ہے کہ یہ لوگ بھی پہلے مسلمان ہی تھے۔

جماعت کی سب سے زیادہ تبلیغ افریقی ممالک میں ہے۔ گھانا، سرائیون، تنزانیہ، زمبابوے، نائیجیریا، یوگنڈا، ایوری کوست اور بہت سے چھوٹے چھوٹے ممالک جو کچھ افریقہ اور کچھ دوسرے براعظموں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان سب میں مسلمانوں میں تبلیغ ہو رہی ہے۔ جو پہلے ہی مسلمان ہیں ان کو قادیانیت کا شکار کیا جاتا ہے۔ ناروے، سویڈن، ڈنمارک جیسے یورپین

ممالک میں بھی پہلے سے موجود مسلمانوں کو قایم کیا جاتا ہے جہاں افریقی اور دیگر مسلمان ملکوں سے لوگ موجود ہیں۔

انڈونیشیا میں اچھی خاصی جماعت موجود ہے وہ بھی اس لیے کہ وہ مسلمان ملک ہے۔ قادیانیوں کو کامیابی انڈونیشیا، سنگٹے نیوین ممالک، افریقی ممالک اور فجی وغیرہ میں ملی ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ انگلینڈ، فرانس، جرمنی، چین، روس وغیرہ ممالک جہاں عیسائی، یہودی اور دہریا آباد ہیں وہاں ان کی کامیابی نہ ہونے کے برابر ہے۔ روس، چین میں جب بھی کامیابی ملی مسلمانوں کو بھی شکار کرنے سے ملے گی۔

حیرانگی کی بات یہ ہے کہ مشرق وسطیٰ کے مسلمان ملکوں خصوصاً سعودی عرب میں ان کو بالکل کامیابی نہیں ملی۔ حالانکہ پوری دنیا میں سب سے زیادہ کامیابی سعودی عرب میں ملنی چاہیے تھی۔ کیونکہ بقول قادیانیوں کے مرزا غلام احمد اصل میں اس دور کے محمد رسول اللہ (نعوذ باللہ) ہیں۔ اور محمد رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق دنیا میں امام مہدی، مسیح موعود، امتی نبی اور بروز نبی بن کر آئے ہیں تو اسلام کے مرکز سعودی عرب میں سب سے زیادہ پذیرائی ملنی چاہیے تھی۔ الٹ نتیجہ سچائی کے حوالے سے بھی منفی رپورٹ دے رہا ہے۔ گویا اسلام کے مرکز کے قریب جتنا جائیں تو قادیانیوں کو کامیابی نہیں ملتی اور جتنا دور جائیں اتنی زیادہ کامیابی ملتی ہے یہ تو ایک زبردست رزلٹ سامنے آگیا کہ اسلام کے مرکز کے قریب قادیانی زبرد اور اسلام کے مرکز سے دور ہیرو۔ کیا یہ ایک قادیانی کو صورت منظور ہے؟؟؟؟؟ کاش وہ عقیدت کی چادر پھاڑ کر عقل، سوچ اور اسلام کی روح کو مد نظر رکھ کر سوچیں، مگر نہیں سوچ سکے گا میں اس کی ذہنی حالت کو سمجھتا ہوں۔

یہاں اس پروپیگنڈے کا جواب بھی دیتا چلوں جو قادیانیوں کی طرف سے اکثر ہوتا ہے کہ اب جماعت ۱۲۰ ملکوں تک پھیل چکی اور اب ۱۳۰ ملکوں میں۔

ہوتا یوں ہے کہ کسی ملک میں ایک قادیانی کسی دوسرے ملک سے تلاش معاش کے سلسلہ میں داخل ہوا۔ اگر تو اس کا خاندان یہودی بچے اس کے ساتھ ہیں۔ جماعت کی طرف سے فوراً اعلان ہو جائے گا کہ فلاں ملک میں جماعت قائم ہوگئی ہے کیونکہ یہودی کو ملا کر ۵/۴ افراد کی موجودگی ایک جماعت کو ظاہر کرے گی لہذا اس ملک میں قادیانیت پہنچ گئی؟؟؟ اب ایک ۵ کروڑ آبادی والے میں ۵ افراد کے داخلے سے قادیانیت کو وہاں پر قائم سمجھنا ایک مضحکہ خیز بات ہے۔ باقاعدہ اس ملک کا جھنڈا اپنے جلسہ سالانہ پر لہرا کر پہلے سے موجود جھنڈوں میں ایک اور کا اضافہ کر لیا جائے گا۔ اس طرح بہت سے ممالک میں جہاں کوئی مقامی آدمی قادیانی نہیں ہے ۵/۷

افراد دوسرے ملکوں سے اپنے طور پر وہاں آئے اور جماعت نے اپنے لئے جمنڈے گاڑ دیئے۔ پھر یوں بھی ہوا کہ کسی ملک میں جماعت داخل ہونا چاہتی ہے تو ۱۵ افراد کے گروپ کو اس ملک میں داخل ہونے کا ٹارگٹ دیا وہ کسی نہ کسی طرح داخل ہو گئے۔ بس جماعت کے جمنڈوں میں ایک اور کا اضافہ ہو گیا۔ اس کھیل سے قادیانیوں کو سکون ملتا ہے۔ ان کا مورال بلند ہوتا ہے۔ ورنہ پاکستان کے قادیانی اپنے علاقوں میں قادیانیوں کو جماعت چھوڑتے دیکھ کر خاصے مایوس ہو جاتے ہیں۔

(۱۹) قادیانیوں پر چندوں کا بوجھ

قادیانی جماعت میں مالی قربانی پر بہت زور دیا گیا ہے افراد جماعت کو یہ باور کروایا جاتا ہے کہ خدا کے راستے میں قربانی دینے سے آپ کے مال میں برکت پڑے گی اور اس کے لیے قادیانیت کے آغاز میں دی جانے والی قربانیوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے مالی کمزوری کی وجہ سے چندہ لیا تا کہ کتابوں کی اشاعت کر سکیں۔ پھر جلسہ سالانہ کا آغاز کیا تو اس کے لیے بھی چندہ اکٹھا کیا پھر اشاعت کا سلسلہ چل نکلا تو باقاعدہ چندہ وصولی شروع ہو گئی۔

اب مالی قربانی کے نام پر قادیانیوں پر درجن سے زائد چندوں کا بوجھ ہے جن کی ادائیگی ضروری ہوتی ہے اگر چندے نہ دیئے جائیں تو وہ بطور بھایا اس آدمی کے ذمہ درج ہو جائیں گے پھر جماعت میں اس کی تشہیر کی جائے گی اس کو نادمہ قرار دیا جائے گا نہ اسے ووٹ دینے کا حق ملے گا نہ ہی کوئی عہدہ مل سکے گا۔ جہاں تک مالی قربانی کا تعلق ہے تو یہ ایک قسم کی عبادت ہے جو ادا کرنے سے ثواب تو ملنے نہ کرنے سے گناہ نہیں ملے گا اور نہ کوئی تعزیر۔ یہ آدمی کے ایمان اور عقیدے کے مطابق ہوگی ایمان کی پختگی زیادہ مالی قربانی پر مجبور کرے گی جبکہ ایمان سے دوری مالی قربانی سے بھی دور کر دے گی اگر مالی قربانی کی اس تعریف اور تفصیل کے مطابق دیکھیں تو قادیانیوں میں مالی قربانی کا جذبہ نہ ہونے کے برابر ہے اس کا تجربہ یوں کیا جاسکتا ہے کہ قادیانیوں کو مکمل چھوٹ دے دی جائے کہ نہ آپ کا بھٹ بنے گا نہ آمدن پوچھی جائے گی، نہ آپ کے ذمہ کوئی بھایا لکھا جائے گا، نہ ووٹ وغیرہ کے حق سے محروم کیا جائے گا۔ آپ پختی چاہیں مالی قربانی کریں جتنا دیں گے اتنا وصول کر لیں گے زیادہ دینے پر مجبور نہیں کریں گے تو نتیجہ یہ نکلتے گا کہ قادیانی جماعت پہلے سال ہی دیوالیہ ہو جائے گی ہاں دس بارہ سال گزرنے کے بعد کچھ قادیانی یا نئے قادیانی یا نئی نسل مالی قربانی کی مدد میں کچھ ادا کرے گی۔

۱۹۸۹ء میں جب میں گورنمنٹ کالج ٹاہلیا نوالہ جہلم میں بطور لیکچرار ترانسفر ہو کر آیا اور محمود آباد جہلم میں اپنے آبائی گاؤں میں رہنا شروع کیا تو اس وقت مقامی جماعت میں جس میں نوجوانوں اور بڑوں کی تعداد (۱۸ سال سے زائد عمر کے) ۱۱۰۰ افراد سے کچھ زیادہ تھی ان میں سے صرف ۱۲ افراد باقاعدگی سے چندہ دے رہے تھے اور جب نومبر، دسمبر ۱۹۸۹ء میں جماعت کا الیکشن ہوا تو میرے سمیت کل ۱۱۵ افراد ووٹر بیٹھ سکے کیونکہ باقی سب نادہندگان میں شامل تھے اور ان کو الیکشن کے وقت اٹھا دیا گیا۔ اب صرف ۱۵ فیصد افراد باقاعدگی سے چندہ دے رہے تھے اسی ۱۵ فیصد تعداد کے پیچھے بار بار چندے کی ادائیگی کی تلقین۔ مرکز سے چندے کی وصولی کے لیے سال میں کئی بار آنے والے الیکٹرز کی کارکردگی، کسی نہ کسی نوجوان کی طرف سے سیکرٹری مال کی معاونت کرتے ہوئے، تمام لوگوں کے پاس جا کر چندے کی وصولی کی کوشش وغیرہ شامل تھیں اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اگر ان افراد کو بھی یہ مکمل آزادی ہوتی کہ وہ مالی قربانی کرنا چاہیں تو ان کی مرضی تو یقیناً ۳/۲ فیصد رزلٹ سامنے آتا یا شاید یہ بھی نہ ہوتا پھر جب راقم نے اپنے دوستوں کو ملا کر جماعت کو ایکٹو کرنے کی کوششیں کی تو اکتوبر ۱۹۹۰ء میں ضمنی الیکشن میں ۶۲ فیصد چندہ دہندگان نے حصہ لیا گویا یہ تعداد ۱۵ سے ۶۲ تک جا پہنچی مزید کوششوں سے یہ تعداد ۷۵ فیصد تک جا پہنچی پہلے جماعت کو (ربوہ کو، مرکز کو) محمود آباد جہلم سے اوسطاً ۲ ہزار روپے ماہوار مل رہے تھے میری اور میرے دوستوں کی کوششوں سے چندہ سے بیس ہزار ماہوار ملنا شروع ہو گئے اس زبردستی لائے جانے والی مثبت تبدیلی کے کیا منفی اثرات یا رد عمل پیدا ہوا اس کا تذکرہ اپنے آئندہ مضامین میں کیا جائے گا۔ مذکورہ بالا تحریر سے یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ اگر مالی قربانی کی بات ہو تو رزلٹ دو فیصد سے کم ہوگا اور اگر خود کوششیں کر کے افراد جماعت کے گھروں تک پہنچ کر ان کو بار بار یاد دہانی سے شرمندہ کر کے پیسے نکلوائے جائیں تو پھر ۶۰ سے ۸۰ فیصد نتیجہ مل سکتا ہے مگر یہ مالی قربانی نہیں ہوگی بلکہ یہ ٹیکس ہوگا جس کی ادائیگی کے لیے ممبران کو مجبور کیا جاتا ہے اور اگر ادائیگی نہ ہو تو ناراضگی کے ساتھ ساتھ ان پر پابندیاں بھی لگیں گی اور ان کے ذمہ واجب الادا چندہ (ٹیکس) ان کے کھاتے میں نام ہو جائے گا جو اگلے سال یا پھر اگلے سال ادا کرنا پڑے گا بلکہ مرنے کے بعد اس کے لواحقین وہ چندہ ادا کریں گے۔

اصل میں یہ وہ ٹیکس ہے جو مرزا قادیانی کی فیملی کو نہ صرف زندہ رکھے ہوئے ہے بلکہ اسے مالا مال کر چکا ہے جائیدادیں، بینک بیلنس، کوٹھیاں، کاریں اور بیرون ملک اثاثے اسی "مالی قربانی" کا منہ بولتا ثبوت ہیں حالانکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بڑی سمجھ سی اور کم ادائیگی میں زندگی

گزاری ان کے پاس تو کتابیں شائع کرنے کے لیے پیسے نہ تھے، مہمانوں کو کھانا کھلانے کے لیے پیسے نہ تھے، ان کے لیے چند مقرر ہوا پھر ان کے بیٹے مرزا محمود نے یا مرزا بشیر احمد ایم اے نے بھی کوئی ایسا کاروبار نہ کیا جس سے مالی فوائد ملتے بلکہ جب ۱۹۳۷ء میں پاکستان ہجرت کر کے آئے ہیں تو دولت کے انبار ساتھ لے کر آئے ہیں جس سے سندھ کے علاقے میں ہزاروں مربع زمین خریدی۔ ربوہ آباد کیا، کٹھیاں، بنگلے بنے، ربوہ کے قریب احمد نگر اور دیگر علاقوں میں مربع خریدے گئے مرزا طاہر احمد کے بھی احمد نگر کے پاس مربع ہیں۔ ۱۹۸۲ء میں جب یہ خلیفہ بنے تو ان کے قریبی ان کی سادگی کی مثال دیتے ہوئے بتاتے تھے۔ احمد نگر میں اپنے مربعوں پر یہ سائیکل پر جایا کرتے تھے اس سے ہمیں پتا چلا کہ ان کے بھی مربع موجود ہیں یہ تو پہلے ہی مجھے معلوم تھا کہ احمد نگر میں مرزا فیملی کی خاصی زمین ہے ذرا غور کیا جائے کہ نہ تو مرزا طاہر احمد صاحب نے خود کوئی کاروبار کیا کہ اس سے اتنی آمدنی ہوتی کہ وہ اتنی جائیداد خرید سکتے نہ ہی کوئی ایسی نوکری کی، نہ ہی ان کے والد مرزا محمود احمد (دوسرے خلیفہ) نے کوئی ایسا کاروبار کیا اور نہ ہی کوئی ایسی نوکری کی پھر یہ جائیدادیں کیسے وجود میں آگئیں؟ اگر کوئی روحانی معجزہ ہوا ہے تو جماعت کے غرباء کو بھی ایسے عوامل سے آگاہ کیا جائے تاکہ وہ بھی جائیدادیں دعاؤں یا روحانی معجزوں سے حاصل کریں۔ اصل میں نہ تو جماعت میں کوئی احتساب کا ادارہ ہے اور نہ ہی کوئی پوچھنے کی جرات کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی سرکاری ادارہ میں مداخلت کر سکتا ہے کیونکہ پھر جماعت پر دپیگنڈہ کرتی ہے کہ ہمارے مذہبی معاملات میں مداخلت کی جا رہی ہے۔

جماعت کی طرف سے اسلامی عبادات میں سے صرف نماز پر زور دیا جاتا ہے کہ ”بیت الذکر“ میں آکر نماز پڑھا کرو کیونکہ جب افراد جماعت نماز کے لیے عبادت گاہ میں آئیں گے تو تب ان کو چندے کے لیے کہا جاسکے گا عبادت گاہ میں بلانا چندے کی وصولی کے لیے ضروری ہے شاید قادیانی اس سے اختلاف کریں تو تجربہ یوں کریں کہ ایک قادیانی باقاعدگی سے چندہ دے مگر سال میں ایک بار بھی عبادت گاہ میں نہ آئے جماعت کو کچھ اعتراض نہ ہوگا۔ میں نے جن چندہ چندہ دہندگان کا پہلے ذکر کیا ہے ان میں سے دو ایسے بھی تھے جو صرف چندہ دیتے تھے، عبادت گاہ میں نہیں آتے تھے، جماعت کو ان پر کوئی اعتراض نہ تھا پھر کچھ ایسے بھی نکلے جو سال کا چندہ ایک بار ہی ادا کر دیتے مگر عبادت گاہ میں صرف عید کے دن آتے جماعت کی نظر میں وہ ”مخلص قادیانی“ تھے بلکہ اب بھی ہیں۔

میری اس تحریر سے کسی قادیانی کو مائنڈ نہیں کرنا چاہیے وہ ضرور چندہ دیں، دیتے رہیں

در نہ جنت کے دروازے پر مرزا قادیانی کی فیملی کا کوئی شہزادہ آپ کو روک لے گا۔ جس طرح ربوہ میں موجود جنت (بہشتی مقبرہ) میں چندہ وصیت ادا نہ کرنے والے کو روک لیا جاتا ہے اور جب تک اس کے لواحقین سارا چندہ ادا نہیں کر دیں دفن کرنے کی اجازت نہیں ملتی۔

(روزنامہ اوصاف اسلام آباد مورخہ ۲۷ اکتوبر ۲۰۰۰ء)

(۲۰) فاتحہ خوانی اور قادیانی جماعت

قادیانی جماعت میں مختلف قسم کی مذہبی رسومات کو ”بدعات“ کا نام دے کر اس سے پرہیز کی ترغیب دی جاتی ہے اور تحریر و تقریر سے اس کے خلاف نفرت پیدا کر کے اس سے بچنے کی تاکید کی جاتی ہے، ان مذہبی رسومات میں ”فاتحہ خوانی“ بھی شامل ہے۔

قادیانی جماعت اس فاتحہ خوانی سے منع کرتی ہے اسے بدعت کا نام دیا جاتا ہے مرزا غلام احمد قادیانی نے اس بارے میں کہا تھا کہ اس سے بدعتوں کے دروازے کھلتے ہیں۔ یعنی اس سے منع کیا گیا۔

میں نے اپنے بچپن سے یعنی ۱۹۶۰ء کی دہائی میں محمود آباد جہلم میں ہر فوجی پر باقاعدہ افسوس والی جگہ مخصوص کرنے (بھڑی ڈالنے) اور فاتحہ خوانی کرتے دیکھا ہے اور یہ سلسلہ ۱۹۹۰ء تک چلتا رہا ہے جماعت کی تمام کوششوں کے باوجود فاتحہ خوانی چلتی رہی ہے۔ البتہ ۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۰ء تک خاصی کمی ہو گئی تھی قادیانی کسی قادیانی کے فوت ہونے پر ایک مخصوص جگہ پر اکٹھے تو ہوتے تھے مگر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ نہیں پڑھتے تھے۔

یہ ایک عجیب سی کیفیت ہوتی ہے کہ ایک قادیانی کا عزیز فوت ہوا ہے لوگ اس کے ساتھ افسوس کرنے آرہے ہیں وہ آکر اسی قادیانی کے عزیز کے لیے کی جانے والی دعاؤں میں شامل نہیں ہو رہا۔ ایسی عجیب الجھن محسوس ہوتی مگر کیا کرتے جماعت کی طرف سے منع جو کیا گیا تھا۔ جب کسی دفتر، ادارے میں وہاں کا شاف، کسی ممبر کے عزیز کے فوت ہونے پر مشترکہ طور پر فاتحہ خوانی کرتے تو ان میں موجود قادیانی اپنے ہاتھ نیچے رکھتے اور یوں سب کی نظر میں آتے اور پھر بہت سی تنخیاں پیدا ہوتیں۔ کیونکہ جس کے عزیز کے ایصالِ ثواب کی خاطر فاتحہ پڑھی گئی اس نے نوٹ کیا کہ فلاں قادیانی دعا میں شامل نہیں ہوا تو وہ اس کو کیسے بخشے گا ایک رنجش کی بنیاد پڑ گئی۔ یہ سلسلہ حال جاری ہے۔ بلکہ پہلے سے زیادہ شدت کے ساتھ۔

مقصود تحریر قادیانیوں کی اس عادت یا سوچ کو ظاہر کرنا نہیں بلکہ ایک دلچسپ صورت کی

طرف توجہ دلانا ہے۔ یہ ۱۹۸۹ء کی بات ہے کہ خلع جہلم کے امیر قادیانی جماعت کی والدہ فوت ہو گئیں۔ حسب معمول پھڑی ڈال دی گئی حالانکہ جماعت اس سے منع کرتی آئی ہے وہاں پر افسوس کے لیے آنے والے عام مسلمان جب فاتحہ کے لیے کہہ کے ہاتھ اٹھاتے تو امیر جماعت قادیانی خود بھی ان کے ساتھ شامل ہو کر فاتحہ پڑھنا شروع ہو جاتے جب کئی بار ایسا ہوا تو قادیانی نوجوانوں نے شدت سے اس بات کو محسوس کیا کہ ہمیں تو کہا جاتا ہے ہاتھ اٹھا کر فاتحہ نہیں پڑھنی چاہیے اور خود امیر جماعت اس طرح کر رہا ہے یہ بات جماعت میں گردش کرنے لگی۔ ۱۹۹۰ء میں محمود آباد جہلم کا دو افراد پر مشتمل ایک وفد اس وقت کے امیر مقامی (پاکستان میں مرزا طاہر احمد کے جانشین) مرزا منصور احمد ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان سے ملا اور باتوں کے علاوہ جب یہ شکایت کی کہ جماعت تو فاتحہ پڑھنے پر منع کرتی ہے اور امیر جماعت قادیانی خلع جہلم اپنی والدہ کی وفات پر خود ہاتھ اٹھا کر فاتحہ پڑھتے رہے ہیں تو ناظر اعلیٰ نے ”فرمایا“ تو کیا ہوا۔ فاتحہ ہی تو پڑھی ہے نا۔ فاتحہ کیا ہے؟ ایک دعا ہی تو ہے دعا سے کون روکتا ہے؟ آپ کسی کے پاس جائیں تو وہاں پڑھ سکتے ہیں۔ اگر امیر جماعت نے پڑھ لی ہے تو ٹھیک کیا ہے۔

اب یہ جواب دو افراد (ملک بشیر احمد، ملک حفیظ جو خاکسار کے بڑے بھائی ہیں) کے لیے خاصا حیران کن اور پریشان کن تھا اس گرامر بحث میں دفتر کے افراد بھی وہاں آگئے وہ بھی ناظر اعلیٰ کے اس جواب سے خامے حیران ہوئے۔ باہر نکلتے ہوئے ان ممبران نے کہا کہ آپ حضور کو ان کی شکایت کر دیں۔ یہ کیا کہہ گئے ہیں؟ اس سال جلسہ سالانہ لندن پر میرے بھائی ملک حفیظ احمد گئے اور انہوں نے ساری بات من و من وہاں لکھ کر مرزا طاہر احمد تک پہنچادی اس پر کیا کارروائی ہو سکتی تھی؟ ناظر اعلیٰ مرزا طاہر احمد کے بھائی تھے بھلا ان کے خلاف کارروائی ہو سکتی تھی؟ کارروائی تو ان افراد کے خلاف ہو سکتی تھی جن کا قصور یہ تھا کہ انہوں نے وہاں جا کر بات کیوں کی۔ اگر وہ بات نہ کرتے تو ناظر اعلیٰ یہ باتیں نہ کرتے قصور تو بات پوچھنے والے کا ہوتا۔

اب قادیانیوں کے لیے دو آسان راستے سامنے آگئے ہیں اگر کسی مجلس میں فاتحہ پڑھنی پڑ جائے تو پڑھ لیا کرو اور دل کو تسلی دے دو کہ ناظر اعلیٰ نے کہا کہ جائز ہے اور اگر قادیانیوں میں بیخبر نہ پڑھنی پڑے تو کہہ دو مرزا قادیانی نے منع کیا تھا اور قادیانی بھی حیران ہوں گے کہ ناظر اعلیٰ نے ایسا کیوں کہا تھا کہ جائز ہے؟ ان کو تو علم نہیں میں یہ کتنی سلجھائے دیتا ہوں اصل میں امیر جماعت قادیانی خلع جہلم مرزا منصور احمد کے بھائی مرزا امیر احمد کی فیکٹری پاکستان چپ بورڈ ویکٹری جہلم کے قانونی مشیر تھے آخر تعلقات اور مروت بھی کچھ چیز ہوتی ہے اور روز روز کی ضرورت اور ”پروہ

داریاں، بھی تو ہو سکتی ہیں۔ کئی ”رازوں کے محافظ“ کو اتنی سی بھی رعایت نہ دیں تو بے وقوفی ہوگی۔
یہ تھی جناب ناظر اعلیٰ جناب کی مجبوری جس کی وجہ سے انہوں نے جماعت کے لیے
(۱۷ اکتوبر ۲۰۰۰ء، اوصاف اسلام آباد) ایک فلسفہ کو الٹ کر رکھ دیا۔

(۲۱) قادیانی جماعت کی ”غلام احمد“ نام سے بیزاری

ہر مذہب میں اس کے بانی کا نام اس کے ماننے والوں کے ناموں میں اس کثرت کے ساتھ گردش کرتا ہے کہ دیکھنے سننے والا ان کے ناموں سے ان کے پیر و مرشد سے عقیدت کو جانچ سکتا ہے۔ مذہب اسلام کے ماننے والے اس کثرت کے ساتھ اپنے نبی اور ان کے صحابہ کا نام اپنے بچوں میں استعمال کرتے ہیں کہ نہ صرف عوام الناس کی عقیدت ظاہر ہوتی ہے بلکہ ان کے نبی اور ان کے صحابہ کی شان کی بلندی بھی ظاہر ہوتی ہے۔

مسلمانوں میں غلام نبی، غلام مصطفیٰ، غلام مرتضیٰ، غلام مجتبیٰ، غلام محمد، محمد احمد، محمد شریف، محمد صدیق، محمد ابراہیم وغیرہ وغیرہ، اس کثرت سے نام ملیں گے کہ ایک چھوٹے سے گاؤں محلے میں درجنوں ایسے نام مل جائیں گے جو مسلمانوں کے نبی یعنی حضرت محمدؐ سے عقیدت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ پھر ان کے اصحاب سے منسوب بھی نام اس کثرت سے ملیں گے کہ کتنی مشکل ہو جائے۔ عیسائیوں میں ہر شخص کے نام کے ساتھ مسیح لگا کر مسیح علیہ السلام (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) سے عقیدت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ سکموں میں اپنے گرو سے عقیدت سنگھ کا لفظ لگانے سے ظاہر ہوتی ہے۔

قادیانی جماعت ایک عجیب کنکاش کا شکار ہے مرزا غلام احمد قادیانی نے شروع میں اپنے آپ کو ”غلام احمد“ کے طور پر ہی پیش کیا اپنی عقیدت کو شعروں کی صورت میں بیان کیا۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا

نام اس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں

وہ ہے، میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

(قادیان کے آریہ اور ہم ص ۵۷، ۵۸، خزائن ج ۲ ص ۴۵۴)

یہ اس دور کی بات ہے جب آپ نے محمدؐ، پھر مہدیؑ اور مسیح موعودؑ تک کے دعوے کیے

تھے بعد میں حالات بدل گئے اور پھر یوں کہا ”میں کبھی آدم کبھی موسیٰ، کبھی یعقوب ہوں“ نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار“ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۰۳، خزائن ج ۲۱ ص ۱۳۳) اور آخر بات یہاں تک پہنچی کہ:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار بدرج ۲ ش ۴۳، مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

مرزا قادیانی کی طرف سے ظلی نبی، امتی نبی، بروزی نبی کی اصطلاحات سے نہ صرف کنفیوژن پیدا ہوئی بلکہ تمام دعائیں گڈڈ ہو گئیں اپنے آپ کو اس دور کے محمد رسول اللہ (ظلی اور بروزی طور پر) کہا عیسیٰ ابن مریم کہا اور بھی بہت کچھ کہا یہاں تک کہ غلام احمد نام بھاری محسوس ہونے لگا کیونکہ یہ تو محمدؐ کے غلام کی عکاسی کر رہا تھا۔ جبکہ مرزا قادیانی قرآن مجید میں آنے والے نبی احمدؑ (جو کہ محمد ﷺ کا قرآنی نام تھا) کے خود مصداق بن رہے تھے۔ اس ساری کنفیوژن کا نتیجہ یہ نکلا کہ غلام احمد نام چھپنے لگا قادیانیوں نے ناصر احمد، طاہر احمد نام اس لئے رکھنے شروع کئے کہ احمد، مرزا غلام احمد قادیانی کا نام ہے جیسے مسلمان محمد طاہر رکھتے ہیں، محمد شریف، محمد منور وغیرہ رکھتے ہیں۔

آپ کو قادیانیوں میں احمد والے نام کثرت سے ملیں گے مگر محمد نام نہیں ملے گا۔ ہو سکتا ہے کسی شہر و ضلع میں کسی قادیانی نے بھول کر یا مسلمان آبادی سے متاثر ہو کر محمد کا نام استعمال کر لیا ہو اس طرح تو بعض مسلمانوں نے بھی غلام احمد بشیر احمد وغیرہ نام رکھے ہوئے ہیں اس وقت اگر قادیانی جوانوں (۴۰ سال تک) اور بچوں کے ناموں کا جائزہ لیں تو غلام محمد، غلام مصطفیٰ، غلام مجتبیٰ یا محمدؐ سے شروع ہونے والے نام نہیں ملیں گے۔ اگر کسی قادیانی بچے کا نام محمدؐ سے شروع ہوا تو یقیناً اس بچے کا والد کمزور قادیانی ہوگا ”مخلص قادیانی“ نہیں ہو سکتا یا پھر اگر تحقیق کی جائے تو کسی مسلمان نے نام رکھا ہوگا۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ قادیانیوں میں ”غلام احمد“ نام بہت کم ملے گا ان کے ساتھ محمد کی بجائے احمد تو ہوگا مگر غلام احمد نہیں ہوگا۔ حالانکہ قادیانی کے نبی کا نام ”غلام احمد“ ہے تو انہیں ”غلام غلام احمد“ نام رکھنا چاہیے یا محمد بشیر کے وزن پر ”غلام احمد بشیر“ رکھنا چاہیے مگر نہ تو ”غلام

غلام احمدؒ نام ملے گا نہ ہی غلام احمد بشیر بلکہ اصل نام ”غلام احمد“ ہی ناپید ہے مرزا قادیانی کی فیملی میں بھی ایک دو نام صرف ایسے ہیں باقی وحید احمد، بشیر احمد، منیر احمد، مظفر احمد، طاہر احمد، ناصر احمد، فرید احمد، لقمان احمد وغیرہ وغیرہ یہ سب مرزا غلام احمد کے دعوؤں کی ملکیت (گڈڈ) کی وجہ سے ہوا۔ اب طاہر احمد ناصر احمد میں ”احمد“ سے مراد مرزا قادیانی لیا جاتا ہے جبکہ غلام احمد نام رکھنے سے مطلب دوسری طرف نکل جاتا ہے کیونکہ مرزا صاحب کا نام غلام احمد نام رکھنے سے توجہ اوپر یعنی (حضرت محمد مصطفیٰ) تک پہنچ جاتی ہے اور شک گزرتا ہے کہ شاید یہ محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی ظاہر کرتا ہے۔

درجہ بالا تذکرہ اور صورتحال اور حقائق یہ بات ثابت کر رہے ہیں کہ قادیانی غلام احمد نام سے بیزار ہیں اس لیے کسی بھی قادیانی جماعت میں ۳/۲ فیصد بھی ایسے نام نہیں ملیں گے حالانکہ ۵۰ فیصد سے زائد نام مرزا غلام احمد قادیانی کے حوالے سے ہونے چاہئیں تھے مگر ۲ فیصد بھی نام نہیں ملیں گے جو کہ قادیانی کی اپنے نبی کے نام سے بیزاری کا منہ پھوٹا ثبوت ہے۔

(اوصاف ۷ اکتوبر ۲۰۰۰ء)

(۲۲) مرزا غلام احمد قادیانی اور ”اسلام کی خدمت“!

اب ذرا قادیانی جماعت کے اس دعوے کو پرکھا جائے کہ حدیث میں جو درجہ سے استدلال امام مہدی کا لیا جاتا ہے اور اس کے مطابق مرزا قادیانی امام مہدی بن گئے تو کیا وہ امام مہدی جیسا کام کر سکے۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ وہ چشبین گوئی کے مطابق امام مہدی بن کر آگئے آنے والے مسیح کی جگہ ”مسح موعود“ محمد رسول اللہ کی بشت ثانیہ کے مصداق بن کر آئے ہیں (معاذ اللہ) تو کیا ان تینوں ذمہ داریوں کے مطابق وہ اپنے فرائض انجام دیتے ہیں۔ اسلام کو مضبوط اور غالب کر سکے جو امام مہدی نے کرنا تھا۔

مرزا قادیانی نے ۱۸۸۹ء (قادیانی جماعت کے آغاز کا سال) سے ۱۹۰۸ء تک (مرزا کی وفات) مناظروں، مباحثوں، تصنیف و تالیف کا بہت کام کیا۔ ۸۰ کے قریب کتابیں لکھیں مگر ان میں فلسفہ اسلام کی بجائے لڑائی جھگڑے، مبالغے اپنے الہامات دوسرے کے خلاف دشمن گوئیوں اور بھڑان کے پورے ہونے پر اصرار اور انگریزوں کی خوشامد کے تذکرے ملیں گے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ جو قادیانی میری کتابوں کو تین دفعہ نہیں پڑھتا۔ اس کے دل میں کبر پایا جاتا ہے اور صورت احوال یہ ہے کہ ایک فیصد بھی ایسے قادیانی نہیں جنہوں نے

ان کی کتابیں تین دفعہ پڑھی ہوں۔ گویا قادیانیوں کی ۹۹ فیصد تعداد نے منکبر بننا تو گوارا کر لیا لیکن کتابیں پڑھنا گوارا نہ کیا میرا ذاتی تجربہ ہے کہ ۱۹۸۲ء میں یونیورسٹی کے دور میں، میں نے عزم کیا کہ کم از کم ایک بار ساری کتابیں پڑھ لوں گا۔ چھوٹی چھوٹی ۸-۱۰ کتابیں پڑھ لیں مگر کوئی مزہ نہ آیا جب بڑی کتابوں پر پہنچا تو آختم، ڈوٹی کے جھگڑوں سے کتابوں کو پر پایا۔ بس ہمت جواب دے گئی اور فیصلہ کیا کہ آئندہ کتابیں نہیں پڑھنی اگر پڑھ لیں تو قادیانیت میں مزہ ختم ہو جائے گا۔ اس وقت کیونکہ میں جماعت کا دیوانہ تھا پنجاب یونیورسٹی کے سٹوڈنٹس کے حلقہ خدام الاحمدیہ کا زعیم (قائد) تھا۔ ۱۵ اکلومیٹر پر پھیلی قیادت ماڈل ٹاؤن لاہور کا ناظم تعلیم خدام الاحمدیہ تھا اور ضلع لاہور کی مرکزی مجلس عاملہ میں نائب اصلاح و ارشاد تھا۔ میں کیونکہ پیداؤں قادیانی تھا۔ میرے والد بھی پیداؤں قادیانی تھے۔ ہمارے خاندان میں قادیانیت رچی بسی تھی۔ ہمارے خون میں بھی قادیانیت تھی۔ لہذا میں گوارا نہ کر سکتا تھا کہ جماعت کا مزہ خراب ہو جائے۔ یہی وجہ ہوگی کہ ۹۹ فیصد قادیانیوں نے کتابیں پڑھنا گوارا نہ کیا اگر یہ نہیں تو پھر یہی کہا جاسکتا ہے کہ ۹۹ فیصد قادیانیوں نے اپنے نبی کی بات، تاکید یا حکم کو نہیں مانا۔ مرزا قادیانی نے اپنے دعوے کے بعد اپنی نئی جماعت قائم کر لی اپنے ماننے والوں کو اپنے قریب تر کرتے چلے گئے جلسہ سالانہ اور دیگر پروگراموں میں بلا کر اپنی ہدایت دیتے رہے۔ لوگوں کو اپنی طرف کھینچنے کا ایک ”تیر با ہدف“ طریقہ اختیار کیا کہ انہوں نے مہمان خانے کے نام سے ایک لنگر چلا دیا جو بھی آتا اسے تین وقت کا مفت کھانا رہائش اور دیگر سہولیات ملتیں۔

اب قادیانیوں کا مرزا قادیانی کے پاس جانا یعنی تھا جب کسی کو پتہ ہو کہ فلاں کے پاس جاؤں گا تو ہر قسم کی سہولت ملے گی تو آدمی وقتاً فوقتاً چکر لگا سکتا ہے۔ مرزا قادیانی نے ”انسانی کمزوری“ کو خوب ایکسپلاٹ کیا ان کا ایمان بھی تھا کہ آنے والے مہمانوں کی ”تواضع“ کی جاتی، اس تواضع کا نتیجہ تھا کہ لوگ اس طرف تیزی سے مائل ہوئے۔

ویسے یہ ”تواضع“ والا فلسفہ ہی ہمارے سرکاری اداروں میں عرصے دراز سے لاگو ہے جس کسی سے کوئی کام لیتا ہے، کسی کام کے لیے منواتا ہے، جو کوئی بھی غلط کام کر داتا ہے تو اس پر تواضع کا فارمولا لگایا جائے کام فوراً ہو جائے گا آدمی کا خصر، گلہ، شکوے شکایتیں، ”تواضع“ کی گری سے پکھل کر باہر نکل جاتی ہیں آدمی ”ہولا“ ہو جاتا ہے پھر جس طرف مرضی لے جائیں۔

مرزا قادیانی نے اس انسانی کمزوری کو کیش کر دانے کے لیے مستقل طور پر مہمان خانہ (دارالضیافت) قائم کر رکھا ہے۔ جواب بھی ربوہ (چناب نگر) میں موجود ہے جہاں ہر آدمی کو بغیر

کسی خرچ کے تین دن تک مسلسل صبح دوپہر شام کا کھانا اور رہائش دی جاتی ہے۔ اس کے اخراجات بھی عوام نے ہی چندے کی شکل میں ادا کرنے ہیں۔ اب تو ”دارالضیافت“ خاصا ترقی کر چکا ہے۔ ایک اچھے صاف ستھرے ہوٹل سے بھی بہتر سہولت اور سروس میسر ہے۔ ایک آدمی جو قادیانیت کو غلط سمجھتا ہے وہاں دو تین دن رہ کر تواضع سے لطف اندوز ہونے کے باوجود بھی اگر وہ قادیانیت کو غلط سمجھتا ہے تو ایسے ”پتھر دل“ (ایمان کے لحاظ سے مضبوط انسان) کو جماعت بنجر زمین کا نام دے کر نظر انداز کر دیتی ہے۔ بات ہو رہی تھی کہ مرزا قادیانی نے مجدد، امام مہدی، مسیح موعود، امتی نبی، مثیل مسیح، مسیح محمد کے دعوے کر کے عملی طور پر اسلام کی کیا خدمت کی؟

مرزا قادیانی کے دعوے سے عیسائی، یہودی، ہندو، سکھ اور آریا یا بدھ مت مذہب والوں کو تو کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ البتہ مسلمانوں کے لیے مشکلات کے دروازے کھول دیئے جب کسی خاندان میں کوئی جھگڑا شروع ہو جائے تو کون سچا، کون جھوٹا، یہ بحث علیحدہ مگر ایک بات ضرور ہوتی ہے کہ وہ خاندان بحیثیت مجموعی کمزور ہو جاتا ہے اور اس خاندان کے مخالف خوشی سے بظلیں جاتے ہیں۔ مرزا قادیانی کے مسلمانوں سے اب تک سینکڑوں مناظرے، مباہلے اور مباہلے ہو چکے ہیں ان میں کون جیتا؟

یہ بات علیحدہ مگر یہ ضرور ہوا کہ ان سرگرمیوں میں مسلمانوں کی بے پناہ توانائی اندرونی جھگڑے کی نذر ہو گئی کئی سو بلکہ ہزار انسان (قادیانی اور مسلمان) ان جھگڑوں کی بھینٹ چڑھ گئے۔ جن کی جانیں ضائع ہوئیں ان کے خاندان سے ذرا پوچھیں کتنی سلیس، کتنے افراد خطرناک اور دل دوز حالت سے دوچار ہوئے۔

مرزا قادیانی کی کوششوں سے مسلمان کمزور ہوئے اور اسلام میں نئی نئی اصطلاحیں اور نئے نئے فلسفوں نے جنم لیا۔ مرزا قادیانی نے اور بعد میں ان کے جانشینوں (خلفاء) نے اپنے آپ کو مسلمانوں سے علیحدہ رکھنے کے لیے بڑی کوششیں کی اپنے ماننے والوں کو معاشرے میں موجود اور ضروری تعلقات کو قادیانیوں تک محدود رکھنے کی مسلسل تاکید کی اور عملی طور پر ایک الگ امت کے طور پر اپنا وجود منوانے کی کوششیں کرتے رہے۔ قادیانی جماعت میں آنے والے لوگوں کی ۹۵ فیصد سے زائد اکثریت مسلمانوں سے ہی آئی۔ لہذا اس گروہ میں آنے والے مسلمان، مسلمانوں کی مجموعی قوت سے باہر ہو کر مسلمانوں کو بحیثیت مجموعی کمزور کرنے کا سبب بنے۔ کیا مرزا قادیانی کو ماننے والے مسلمان پہلے سے بہتر مسلمان بن گئے؟

یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب قادیانیوں کے پاس بھی نہیں کیونکہ اس کا جواب نفی

میں ہے لہذا ہر قادیانی آپ کو ٹرخائے گا اور وہ جواب دینے سے کترائے گا کیونکہ قادیانی ہونے والا سب سے پہلے تو اس کا قبلہ یعنی اس کی توجہ کا مرکز مکہ معظمہ اور مدینہ سے ہٹ کر ربوہ اور قادیان ہو جائیں گے اور اب لندن بھی ”مقدس“ مقامات کی صف میں آ گیا ہے۔ قادیانی ہونے والا زکوٰۃ، اور حج سے تو مکمل طور پر ”آزاد“ ہو جائے گا۔ رہ گیا روزہ اور نماز تو اس کے لیے اگر وہ ”سیدھی طرح“ چندہ دینے پر لگ جائے گا تو پھر نماز وغیرہ کے بارے میں نہ پوچھا جائے گا نہ تاکید کی جائے گی اور اگر وہ چندہ کے ”نیٹ“ میں نہیں آتا تو پھر اسے بار بار نماز کے لیے کہا جائے گا۔ اسے نماز سنسنر تک لانے کی بھرپور کوششیں کی جائے گی تاکہ وہاں چندہ کی ادائیگی کا پابند بنایا جاسکے۔ مسلمان سے قادیانی ہونے والے کے ہاتھ میں قرآن کی بجائے ”تفسیر صغیر“ تھادی جاتی ہے جو قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر پر مشتمل ہے جس کے مفسر مرزا محمود احمد (قادیانی جماعت کے دوسرے سربراہ) ہیں۔ انہوں نے قرآن کی تفسیر ”فری سائل“ انداز میں کی ہے جہاں جی چاہے اپنی مرضی کا مطلب بھی شامل کر لو۔ مثلاً

سورۃ صف میں جہاں حضرت محمدؐ کی آمد کی خبر دی گئی ہے۔ وہاں ترجمہ کرتے ہوئے واضح طور پر زیادتی کر گئے ہیں۔ یہ تو تسلیم کرتے ہیں کہ یہ پیشین گوئی حضرت محمدؐ کے متعلق ہے مگر آگے چل کر ”خواہ خواہ“ ایک نیا مطلب اس میں شامل کر دیا گیا ہے کہ اس میں بالواسطہ طور پر بردوزی طور پر آپؐ کی ایک اور بعثت کا بھی ذکر ہے اس کو آگے مرزا غلام احمد تک جوڑا گیا ہے جو سراسر زیادتی اور قرآن میں تحریف کے برابر ہے۔

ایک قادیانی ہونے والا تمام قسم کی مذہبی، اسلامی مجلسوں سے محروم رہ جائے گا ماسوائے قادیانیوں کی اپنی تنظیمی اور تربیتی مجالس اور اجتماعوں کے۔ ایک بے نور، بے لوح اور بے مقصد جماعت سے واسطہ پڑے گا۔ قادیانی جماعت کا مقصد کیا ہے؟

اب کس مقصد کو لے کر آگے بڑھ رہے ہیں۔ نام اسلام کی تبلیغ کالیں گے مگر تبلیغ مسلمانوں میں ہوگی مزا تو تب ہے کہ تبلیغ غیر مسلموں میں ہو۔ اسلام کے مخالف کلمہ اسلام پڑھ لیں ایک عیسائی کا تو قادیانی ہونا خاصا مشکل ہے کیونکہ اسے پہلے حضرت محمدؐ پر ایمان لانا ہوگا۔

تب آگے قادیانی جماعت کے موقف کے مطابق ”امام مہدی“ کو مانیں گے۔ جو بہت مشکل ہے کسی یہودی کا قادیانی ہونا ناممکن ہے کیونکہ پہلے اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ماننا پڑے گا۔ پھر حضرت محمدؐ کو اور بعد میں وہ قادیانی جماعت کی بات پر غور کرے گا۔ کیا مرزا قادیانی کو ماننے والا اسلام کا وفادار، مومن اور ”عاشق محمدؐ“ بن جاتا ہے؟

اسلام کا وفادار کیسے ہو سکتا ہے؟ کیونکہ اسلام کا فلسفہ ہی مرزا قادیانی نے بدل کر رکھ دیا ہے۔ اب تو وہ مسلمان ہے جو مرزا قادیانی کو مانے بلکہ اب قادیانی جماعت کے نزدیک مسلمانوں کی ضرورت نہیں رہی۔ یہ پرانی قوم ہے اب نئی قوم قادیانی ہے لہذا قادیانیوں کے نزدیک تمام مسلمانوں کا قادیانی ہونا ضروری ہے۔ اگر وہ صرف مسلمان ہیں۔ حضرت محمد کو آخری نبی مانتے ہیں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کی پابندی کرتے ہیں تو بھی بخشے نہیں جائیں گے۔ جب تک قادیان میں پیدا ہونے والے مرزا غلام احمد قادیانی کو نہیں مانتے۔ یعنی قادیانی نہیں ہوتے۔ چندہ دینے والا قادیانی، نہ دینے والا قادیانی نہیں رہ سکتا اور ظاہر ہے جو قادیانی نہ ہو، وہ بخشا بھی نہیں جاسکے گا۔ کیونکہ اب جنت کے دروازوں پر جماعت نے پہرے بٹھالیے ہیں۔ گویا ”گارڈز تہدیل“ ہو چکے ہیں۔ اب اگر جنت میں جانا ہے تو قادیانی ہونا اور قادیانی ہو کر چندہ دینا ضروری ہے۔

ایک قادیانی ہونے والا بعد از قبول قادیانیت صرف اور صرف قادیانیت کا وفادار ہوگا۔ اسے ”اطاعت“ کی تعلیم دی جائے گی کہ آپ کو امیر جیسا بھی حکم دے یا ہدایت کرے آپ نے فوراً اس کو ماننا ہے تو قادیانی نہ صرف دیگر مسلمانوں سے تعلق قطع کرے گا بلکہ ان سے نفرت بھی کرنے لگے گا۔ تمام اسلامی دنیا سے اس کی محبت ختم ہو جائے گی۔ مکہ اور مدینہ خاصے چھوٹے (نعوذ باللہ) نظر آنے لگیں گے اور سعودی عرب اور دیگر اسلامی ممالک کو زیرِ قلم کرنے کے لیے منصوبے ذہن میں آنے لگیں گے درجہ بالا ”خوہیاں“ ایک ”مخلص قادیانی“ کا خاصا ہیں۔

ایک قادیانی ہونے والا جذبہ جہاد سے دور بھاگ جائے گا۔ دنیا میں جہاں بھی مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے، مسلمانوں کو نقصان پہنچایا جا رہا ہے، مسلمان خواتین کی بے حرمتی ہو رہی ہے، ”ایک قادیانی کی بلا سے“ کسی اسلامی ملک میں طوفان آئے۔ زلزلہ آئے یا کوئی اور آسمانی آفت، قادیانی اس پر افسوس یا متاثرین کے ساتھ ہمدردی نہیں کریں گے بلکہ اسے مرزا قادیانی کو نہ ماننے کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا قرار دیں گے کیونکہ مرزا قادیانی نے اپنے نہ ماننے والوں کو زلزلوں اور طوفانوں سے خاصا ڈرایا ہے۔

کسی علاقے میں آنے والے زلزلہ یا طوفان کو مرزا قادیانی کو نہ ماننے کی سزا کے طور پر پیش کرنا ایک معکمہ خیر بات ہے؟ کیا یہ ممکن ہے کہ جہاں زلزلہ آیا یا سیلاب وہاں تمام متاثرین ”مکرمین“ تھے کیا ان میں سے ماننے والے بچ گئے؟

کیا صرف نشیبی علاقوں کے لوگ (سیلاب کی صورت میں) ہی مکرمین تھے؟ اونچائی پر رہنے والے ”مومن“ تھے؟ زلزلہ کی صورت میں نیچے والی منزلوں والے اور دب جانے والے

”منکرین“ تھے اور جن کو بچالیا گیا وہ ”مومنین“ تھے؟ (روزنامہ اوصاف اسلام آباد ۲۱ نومبر ۲۰۰۰ء)

(۲۳) مرزا قادیانی کا برپا کیا ہوا ”انقلاب“ کہاں ہے؟

کیا مرزا قادیانی امام مہدی کے دعوے کے مطابق دنیا میں کوئی انقلابی کام کر سکے؟ اس کا جواب بھی نفی میں ہے۔ مرزا قادیانی ۱۹۰۸ء میں فوت ہوئے۔ اس وقت تک برصغیر پاک و ہند میں چند شہروں اور چند گاؤں میں مرزا قادیانی کے ماننے والے موجود تھے۔ اس کے بعد ان کی تعداد زوال پذیر ہونا شروع ہوئی۔ مرزا قادیانی کے دور میں کم علمی اور جہالت زوروں پر تھی۔ محکوم مسلمان ویسے بھی کسی ایسے مذہبی رہنما کی ضرورت محسوس کر رہے تھے جو اسلام کے لیے کوئی انقلابی کام کر سکے۔ مرزا قادیانی متعدد دعوؤں کے ساتھ میدان میں آئے تو لوگوں نے فوراً ان کو قبول کرنا شروع کیا۔ کسی گاؤں سے ایک آدمی نے قبول کیا تو اس نے اپنے گاؤں میں بہت سے لوگوں کو اپنے ساتھ شامل کر لیا۔ برصغیر کے مسلمان دوسرے ملکوں کے مسلمانوں سے زیادہ تو ہم پرست اور جاہل (ان پڑھ) تھے۔ جہاں پر کسی بھی ”لوٹا پھیرنے والے“ پیر کو دیکھا فوراً مان لیا۔ ”پیر سپاہی“ کو آنکھوں پر بٹھا لیتے۔ وہاں انہوں نے ان کو (مرزا قادیانی) کو پذیرائی بخشی۔ جہلم میں مولوی برہان الدین مرزا کی نے مرزا قادیانی کی بیعت کی تو بعد میں جہلم شہر اور محمود آباد کے لوگوں کو قادیانی بنالیا۔ محمود آباد کی اکثریت ان کے پاس قرآن پڑھنے جایا کرتی تھی۔ لہذا استاد نے شاگردوں کو ساتھ ملا لیا۔

مرزا قادیانی کے دور میں ان کا پیغام ان کے ملک تک رہا۔ مرزا قادیانی اپنی آمد کو حضرت محمد ﷺ کی بعثت (بروزی طور پر) قرار دیتے۔ اپنے آپ کو احادیث میں بیان کی گئی ان پیشگوئیوں کا مصداق قرار دیتے جن میں آنے والے وقت میں اسلام کمزور ہو جائے، جہالت کے پھیلنے اور مسلمانوں کی زبوں حالی کا تذکرہ کر کے ایک انقلاب کی خبر دی گئی ہے۔ جو حضرت امام مہدی اور عیسیٰ ابن مریم کی آمد سے وجود میں آئے گا جس سے دیکھتے ہی دیکھتے مبنی قوتیں تحلیل ہو جائیں گی اور اسلام پوری قوت کے ساتھ دنیا میں پھیل جائے گا اور یہ سب کچھ قیامت کے قریب ہوگا۔ گویا قیامت سے قبل اس مذکورہ انقلاب کی وجہ سے اسلام دنیا پر غالب آجائے گا۔

جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے آنے پر دنیا میں کوئی انقلابی تبدیلی (اسلام کی ترقی کے حوالے سے) نہیں آئی۔ جسے مرزا قادیانی کے ساتھ جوڑا جاسکتا ہو۔ دنیا کو تو چھوڑیں برصغیر میں بھی کوئی انقلابی تحریک وجود میں نہیں آئی۔ برصغیر میں ایک ہزار میں سے ایک فرد نے اگر

ان کو قبول کیا تو یہ کیا انقلاب ہوا۔ اگر ایک ہزار میں سے ۱۸۰۰ افراد قبول کرتے تو کچھ بات بنتی۔ پوری دنیاے اسلام کے حوالے سے مرزا قادیانی کا آنا نہ آنا ایک برابر نظر آتا ہے کیونکہ آج بھی پاکستان کے بہت سے ایسے علاقے موجود ہیں جن سے اگر قادیانیت کے بارے میں سوال کریں تو نہ انہوں نے قادیانیت کا پیغام سنا ہوگا اور نہ ہی انہیں آج تک کسی قادیانی سے واسطہ پڑا ہوگا۔ بہت سے ایسے اسلامی ممالک ہیں جہاں ایک قادیانی کا پیغام ایک سو سال گزرنے کے باوجود نہیں پہنچا۔ اگر مرزا قادیانی واقعی اس دور کے امام مہدی تھے تو ان کی زندگی میں ہی برصغیر میں ۳۳ فیصد سے زائد افراد قادیانیت کو قبول کرتے اور بعد میں باقی ۶۶ فیصد بھی قبول کرتے جبکہ اسلامی ممالک میں تو سب سے زیادہ پذیرائی ملنی چاہیے تھی کیونکہ عرب یا اسلامی ریاستوں میں مسلمان برصغیر کے مسلمانوں کی نسبت زیادہ اسلام کو سمجھنے والے اور اسلامی تنظیم، تعلیم کے قریب تھے۔ وہ بہتر طور پر سمجھ سکتے تھے کہ آپنے والے امام مہدی یا مسیح موعود کے بارے میں اسلامی لٹریچر کیا کہتا ہے؟

قرآنی آیات یا احادیث کی عربی عبارت کا ترجمہ یا مفہوم وہ بہتر سمجھ سکتے تھے۔ عربوں کی طرف سے انہیں قبول نہ کرنا ظاہر کرتا ہے کہ قرآنی آیات یا احادیث کے مفہوم کو سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے۔ اسلام کا آغاز بڑی ہی کمزور حالت سے ہوا۔ حضرت محمد ﷺ کے دعویٰ نبوت کے ۱۳ سال تک اسلام نے کوئی خاص ترقی نہ کی۔ اس دوران شعب ابی طالب کا تین سالہ دور بھی گزرا۔ خاموشی سے تبلیغ کرنے اور آہستہ آہستہ اپنے پیغام کو آگے پہنچانے کا سلسلہ تیرہ سال تک چلتا رہا۔ گویا ۴۰ سال کی عمر میں دعویٰ کیا اور ۵۳ سال کی عمر تک کوئی خاص کامیابی نہ ملی اس کے بعد مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ جانا پڑا۔ مگر اگلے دس سالوں میں اسلام نے اس تیزی سے ترقی کی کہ نہ صرف اپنے علاقوں مکہ، مدینہ میں اسلام پھیلا بلکہ دوسرے ملکوں میں بھی اسلام پھیل گیا۔ حضور کی وفات کے وقت اسلام مکہ، مدینہ اور بہت سے شہروں میں مکمل غلبہ کے بعد بہت سے دوسرے ملکوں میں بھی بڑی قوت کے ساتھ پہنچ چکا تھا اس کے بعد خلفائے راشدین کے ۴۰ سالہ دور میں ملکوں کے ملک فتح ہوئے۔ اتنا زبردست پھیلاؤ اس دور میں ہوا جب نہ تو ذرائع آمد و رفت تھے۔ نہ ٹیلی کمیونیکیشن کا کوئی نظام تھا۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ اس دور میں جو ترقی ۵۰ سالوں میں ہوئی اتنی ترقی اس دور میں نئی سہولتوں کی وجہ سے پانچ سال سے بھی کم عرصے میں ہوئی۔ جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے دعوے کے بعد ان کے اپنے ۱۹ سالہ دور میں صرف برصغیر میں ایک فیصد سے بھی کم لوگوں نے قبول کیا اور ان کے بعد ان کے جانشینوں (خلفاء) کے ۹۰ سالہ دور میں بھی ایک فیصد آبادی نے ان کو قبول نہ کیا۔ دنیا میں جن ممالک میں پیغام پہنچا وہاں کسی بھی ملک میں ۵ فیصد

آبادی قادیانی نہیں ہو سکی۔ پاکستان میں ایک فیصد سے بھی کم۔ ہندوستان فیصد ہی نہیں لکھا جاسکتا۔ آج کل کے قادیانیوں کے ”مقدس شہر“ لندن جہاں ۱۹۲۳ء سے باقاعدہ قادیانی مشن قائم ہے۔ لندن کے مقامی لوگوں (گوروں) میں سے ایک ہزار میں سے ایک آدمی نے بھی قادیانیت قبول نہیں کی، شاید دس ہزار میں سے بھی ایک آدمی نے قبول نہیں کیا تو یہ امام مہدی کیسے نکلے جن کی وجہ سے کوئی انقلاب برپا نہ ہوا نہ اسلام نے ترقی کی۔ نہ منفی قوتیں ختم ہوئیں؟

اگر یہی کچھ امام مہدی نے کرنا تھا تو اس کے لیے خدا کے رسول حضرت محمد ﷺ کو بار بار امام مہدی کے ظہور، علامات، کامیابیوں، ذمہ داریوں کو بتانے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ مسلمانوں بزرگوں کو یا علماء اسلام کو امام مہدی کے انتظار کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اگر یہ کام امام مہدی کے شایان شان تھے تو اس معیار کے کئی اور ”امام مہدی“ آپکے ہیں مثلاً مرزا قادیانی کی وفات کے ۳۰ سال بعد ۱۹۴۰ء میں مولانا مودودی صاحب نے جماعت اسلامی کی بنیاد رکھی اور اس تیزی سے جماعت کو آگے بڑھایا کہ ۱۹۴۷ء میں تحریک پاکستان میں اس کا ایک رول بھی نظر آنے لگا۔ ۱۹۵۳ء میں یعنی اپنے آغاز کے صرف ۱۳ سال بعد تحریک ختم نبوت بھی بہت ہی نمایاں کام کرنے والی جماعت بن کر سامنے آئی۔ اس کے بعد بڑی تیزی کے ساتھ پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش (مشرقی پاکستان) کشمیر (آزاد، مقبوضہ کشمیر) میں بڑی مضبوط جماعتیں بن گئیں۔ اب ہر شہر میں ان کی تنظیم اور خاص افراد کی قوت موجود ہے بلکہ ۱۹۷۰ء سے یہ سیاسی پلیٹ فارم پر ایک الگ جماعت کے طور پر انکیشن تک لڑنے کے لیے سرگرم عمل ہے۔ گویا اتنی افرادی قوت حاصل کر چکی ہے کہ انکیشن کے لیے اپنے آپ کو ”فٹ“ سمجھتی ہے۔ مولانا مودودی صاحب نے ایسے نظریات پیش کیے جو عام مسلمانوں سے ہٹ کر تھے جس کی وجہ سے وہ ایک الگ جماعت کو سامنے لے کر آئے قادیانی جماعت کے مقابل ان کی ترقی کئی سو گنا زیادہ ہے بلکہ ہزار گنا زیادہ ہے۔ اس لحاظ سے تو مولانا مودودی صاحب مرزا قادیانی سے بہتر امام مہدی ثابت ہوتے ہیں۔

مولانا قاسم نانوتوی صاحب نے دارالعلوم دیوبند کی بنیاد مرزا قادیانی کی طرف سے جماعت کی بنیاد رکھنے سے صرف نو سال قبل یعنی ۱۸۸۰ء میں رکھی وہ نہ مجدد کے دعوے دار تھے اور نہ ہی امام مہدی کے۔ مگر وہ مرزا قادیانی کی جماعت کے ”ساتھ ہی میدان میں آئے اور اس قدر تیزی سے ترقی کی کہ آج پاکستان میں دیوبند مکتبہ فکر کے مدرسے، عبادت گاہیں جگہ جگہ نظر آئیں گی مگر اس کے مقابل پر ”امام مہدی“ کی جماعت دور دور تک نظر نہ آئے گی۔ ان کی عبادت گاہیں

اور مدرسے غازیوں اور طلباء سے پر ہوں گے۔ مگر ”امام مہدی“ کی جماعت کی عبادت گاہیں“ تالوں اور جالوں“ کے قبضے میں نظر آئیں گی۔ ان کے مدرسے جہاں قرآن مجید حفظ ہوتا ہے ہر شہر میں کئی ہوں گے۔ جبکہ ”امام مہدی“ کی جماعت کا مدرسہ الحفظ پورے پاکستان میں صرف اور صرف ایک ہے جہاں کل طلباء ۶۰ سے زائد نہیں ہوتے جبکہ مولانا قاسم نانوتوی صاحب کی قائم کردہ جماعت کے ایک شہر میں کئی ساٹھ طلباء ہوں گے جو قرآن مجید حفظ کر رہے ہوں گے اور پورے پاکستان میں کم از کم سو گنا زیادہ ہوں گے۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ مرزا قادیانی امام مہدی تھے اور انہوں نے امام مہدی کے معیار کے مطابق اپنے فرائض انجام دے کر وہ انقلاب برپا کر دیا جس کا امام مہدی والی پیشگوئیوں میں ذکر تھا تو پھر ”کھودا پہاڑ نکلا چوہا“ والی بات ہوگی جو کہ سراسر حضرت محمد ﷺ کی توہین اور گستاخی کے مترادف ہے جو کہ کسی بھی مسلمان کو منظور نہیں۔

جس امام مہدی کا احادیث میں ذکر ہے اس امام مہدی نے پوری دنیا کے لیے آنا تھا۔ مرزا قادیانی نے بھی مہدی آخر زمان کا دعویٰ کیا تو کیا وہ پوری دنیا کے لوگوں کو اپنا پیغام پہنچا کر ان کو ”راہ راست“ پر لاسکے کیا دنیا نے اس کو قبول کیا؟

۱۹۸۹ء میں قادیانی جماعت نے اپنے قیام کا صد سالہ جشن منایا۔ اس کے چار سال بعد ۱۹۹۳ء میں مرزا طاہر احمد نے اعلان کیا کہ بعض ریکارڈ رکھنے والے کہتے ہیں کہ ہم دنیا میں سوا کروڑ ہو چکے ہیں اس میں جو کمی رہ گئی ہے اس کے لیے عالمگیر بیعت کا آغاز کیا جا رہا ہے۔ قادیانی جماعت سو سال میں صرف سوا کروڑ افراد کو قادیانی بنا سکی جبکہ ۵۷۵ کروڑ آبادی ابھی تک ان کو ماننے سے انکاری ہے گویا پانچ سو میں سے صرف ایک نے قبول کیا یہ تو ایک فیصد بھی نہیں ہے خیر اب عالم گیر بیعت کے ذریعہ ”اعداد و شماری تبلیغ“ کے نتیجے میں کروڑوں افراد قادیانی ہو رہے ہیں وہ وقت اب دور نہیں جب پاکستان کے ہر ضلع، شہر میں ہر قادیانی ہر سال کروڑوں کے حساب سے بیعتیں کروائے گا۔ جب پاکستان میں موجود قادیانی ہر سال کروڑوں کے حساب سے قادیانی بنائے گا تو پھر کیا بنے گا؟ معلوم نہیں مگر یہ معلوم ہے کہ دنیا میں موجود ۵۷۵ کروڑ افراد میں سے زائد غیر قادیانی اسی طرح موجود رہیں گے۔

یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ ایک سو سال میں ۵۰۰ میں سے صرف ایک فرد نے ”امام مہدی“ کو قبول کیا جو کہ مرزا قادیانی کی ”مہدویت“ کو بے بنیاد ثابت کرنے کے لیے کافی ہے۔

(روزنامہ اوصاف اسلام آباد ۲۷ نومبر ۲۰۰۰ء)

(۲۳) اسلام کے احیاء کی پیش گوئی

قادیانی جماعت کے آغاز کا جواز چودھویں صدی میں اسلام کے احیاء کے بارے میں بزرگوں کے اقوال اور چند احادیث سے خود ساختہ استدلال کی بنیاد پر تھا جس کے مطابق اسلامی تعلیم کی کمی اور مسلمانوں کی مذہبی زیوں حالی کو ختم کرنے کے لیے چودھویں صدی میں نئی تحریک یا تحریکیں اٹھیں گی۔ قادیانی اس کو اس طرح پیش کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں سورۃ صف میں ”آخرین“ کے الفاظ والی آیت میں محمد رسول اللہ کی بعثت کے حوالے سے اشارہ دیا گیا ہے کہ آئندہ آنے والے لوگوں میں محمدؐ ایک بار پھر تشریف لائیں گے۔ یعنی بروزی طور پر، یعنی کسی دوسری شخصیت کے روپ میں اور اسلام کو دوبارہ زندہ کریں گے۔ اس کے لیے ”آخرین“ والی آیت کے مفہوم کو بیان کرنے والی ایک حدیث کو بیان کیا جاتا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ جب یہ آیت اتری تو لوگوں نے حضورؐ سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں جو ہم میں سے ہیں مگر ابھی ملے نہیں تو حضورؐ نے حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی چلا گیا تو کوئی فردایا کچھ افراد اس کو دوبارہ لے آئیں گے۔ قادیانی اسے حضرت سلمان فارسیؓ کی نسل سے امام مہدی کے ظہور کے لیے پیش کرتے ہیں۔ قادیانی کچھ مسلمان بزرگوں کے اقوال سے امام مہدی کے ظہور کا زمانہ چودھویں صدی کشید کرتے ہیں۔ دوسری طرف عوام میں بھی چودھویں صدی میں امام مہدی کے ظہور یا اسلام کی ترقی کے بارے میں بات قادیانیوں نے مشہور کی تھی چنانچہ جب قادیانیوں نے عام مسلمانوں سے کہا کہ آپ چودھویں صدی میں امام مہدی کے ظہور کو مانتے ہیں تو اب مانو ایہ دیکھو مرزا قادیانی کی شکل میں امام مہدی آچکے ہیں۔ لہذا لوگوں نے ”موقع غنیمت“ جانتے ہوئے ان کو قبول کرنا شروع کر دیا جنہوں نے قبول نہیں کیا۔ وہ انتظار میں رہے اور جب ۴۴ویں صدی نصف سے زائد گزر گئی تو بعض عوام نے یہاں تک کہہ دیا کہ چودھویں صدی ختم نہیں ہوگی جب تک امام مہدی کا ظہور نہیں ہوگا چنانچہ قادیانی، مسلمانوں کی کم علمی کا تسخر اڑاتے اور گنتی کے حساب سے چودھویں صدی کے ختم اور ۱۵۰ پندرہویں کے شروع ہونے کا یقین دلاتے۔ چودھویں صدی میں اسلام کے احیاء کا انتظار کرنے والے مایوس ہو گئے۔ قادیانی اس آئیڈیا کو کیش کر دیا۔

قادیانیوں کا استدلال غلط ثابت ہو گیا

اگر تو قرآن کی آیت سے اس حدیث پر آیا جائے جس میں ”رجل اور رجال“ کا ذکر

ہے تو اس کے مطابق نہ تو یہ امام مہدی کی پیش گوئی بنتی ہے اور نہ ہی عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ ظہور کے متعلق ہے۔ نہ ہی حدیث میں یہ بات ہے پھر ایک فرد یا کئی افراد کا ذکر ہے اس کا مطلب تو یہ بنتا ہے کہ ایک امام مہدی ہو گا یا کئی امام مہدی ہوں گے کیا قادیانی اس حدیث کی بناء پر کئی اور امام مہدیوں کو ماننے کے لیے تیار ہیں؟ نہیں یقیناً نہیں بلکہ سوسالہ تاریخ جواب دے چکی ہے کہ کئی امام مہدی کے دعوے دار آئے مگر قادیانیوں نے کسی کو بھی نہیں مانا۔

امام مہدی کے متعلق قادیانیوں کے پاس کوئی واضح حدیث نہیں جس کے مطابق مرزا قادیانی کو امام مہدی ثابت کر سکیں کیونکہ جتنی بھی احادیث ہیں امام مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام دونوں کو اکٹھا لاری ہیں۔ قادیانیوں نے ہاتھ پاؤں مار کر ابن ماجہ کی ایک حدیث تلاش کر لی جس میں ہے، نہیں امام مہدی مگر عیسیٰ، کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ مہدی نہیں ہیں۔ یعنی دونوں ایک وجود ہیں اگر یہ حدیث اسی طرح ہے اور سچی ہے تو پھر درجنوں دوسری احادیث کا کیا کریں گے جو ان دونوں کو الگ الگ کرتی ہیں؟ ظاہر ہے کہ ایک کو نظر انداز کریں گے اور درجنوں کے اجتماعی فیصلے کو مانیں گے۔ قادیانیوں نے تو اس حدیث کو اس طرح لیا جس طرح بوڑھی مائی جو کسی حادثے کی وجہ سے بے ہوش تھی اور لوگ اس کے بارے میں مختلف مشورے دے رہے تھے اور مائی بے ہوش پڑی تھی۔ جونہی کسی دور کھڑے شخص نے کہا کہ اسے دودھ میں چلبلی ڈال کر دو تو مائی فوراً بول پڑی کہ اپنی باتوں میں لگے ہو۔ اس شخص کی بات بھی تو سنو یعنی اپنے مطلب کی بات دور سے نکال کر لے آنا مائی کے قصے کا خلاصہ ہے۔ قادیانیوں کو یہ ایک حدیث تو نظر آئی مگر درجنوں کے حساب سے دوسری احادیث نظر نہ آئیں۔

درجہ بالا بحث سے یہ بات سامنے آئی کہ نہ ”رجل اور رجال“ میں امام مہدی کی پیشین گوئی ہے اور نہ امام مہدی کی صورت میں وہ ایک وجود ہے۔ وہ جب بھی آئیں گے دو وجود ہوں گے اب اس حدیث کا کیا کریں۔ جس میں احیاء اسلام کی پیشین گوئی ہے اور دیگر مسلمان دوسری احادیث اور روایات کی بنا پر اس ایمان پر قائم ہیں کہ اسلام کا احیاء ہو گا اور امام مہدی نازل ہوں گے۔

احیاء اسلام کی پیشین گوئی پوری ہوگی

مسلمانوں کے لیے یہ ایک خوشخبری کی حیثیت رکھتی ہے کہ پیشین گوئی پوری ہو چکی ہے مابوسی کی ضرورت نہیں۔ جو دہویں صدی کو نہ ختم ہونے کا آئینہ یاد دے کر مسخر کا موقع دینے کی ضرورت نہیں۔

اگر چودھویں صدی کے آغاز یا تیرہویں صدی کے آخری دور میں مسلمانوں کی مذہبی اور علمی حالت کے لحاظ سے مسلمان خاصے کمزور ہو چکے تھے اور مسلمان دانشور اور مفکر اس فکر میں مبتلا تھے کہ مسلمانوں کا کیا بنے گا؟ قادیانی اس حوالے سے علامہ اقبال، مولانا حالی اور دیگر مفکروں کے اقوال اور اشعار پیش کرتے ہیں جن میں مسلمانوں کی مذہبی زیوں حالی کا رونا رویا گیا ہے اس کو بھی قادیانی جواز کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ دیکھ لو مسلمان دانشور کسی مسیحا کی تلاش میں تھے اور دعا کر رہے تھے کہ یا خدا یا مسلمانوں کی حالت کو سدھارنے کے لیے کوئی ”مسیحا“ بھیج۔ چنانچہ اس موقع کو ”غنیمت“ جانتے ہوئے مرزا قادیانی کے ”مسیحا“ بننے کا پروگرام بنایا اور ”مسح موعود“ کا دعویٰ کر دیا۔ اب چودھویں صدی کا آغاز ہوتا ہے ایک طرف مرزا قادیانی دعویٰ کر کے ایک نئے سلسلہ کی بنیاد رکھتے ہیں۔ دوسری طرف مسلمان مرزا قادیانی کے مقابلے کے لیے نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ دونوں قوتیں آگے بڑھنا شروع ہو جاتی ہیں۔ ان کے علاوہ ہم دیکھتے ہیں کہ چودھویں صدی کے آغاز سے برصغیر میں مذہبی قوتیں (اسلامی قوتیں) طاقت پکڑنا شروع کرتی ہیں جس کا ایک بڑا مظاہرہ پاکستان کے لیے کوششوں اور بعد میں پاکستان کے وجود کی شکل میں ہوا کہ کروڑوں کے حساب سے مسلمان یکجا ہو گئے اور اسلامی تعلیم اور عمل کے لیے ایک مضبوط پلیٹ فارم مل گیا۔ پھر ۱۹۴۰ء کے لگ بھگ مولانا مودودی میدان میں آئے اور ایک تحریک جماعت اسلامی کی شکل میں چلا دی۔ یہ جماعت ساٹھ سال سے مسلمانوں کو متحرک کرنے کے لیے اہم رول ادا کر رہی ہے۔ اسلام کی تبلیغ اور تنظیم پر زور دیا جاتا ہے۔ خصوصاً جوانوں کو علمی میدان میں آگے بڑھانا اور منظم کرنا ان کی ترجیحات میں شامل ہے۔ ہزاروں لاکھوں اسلامی کتابیں ان کے ذریعہ چھپ کر پوری دنیا میں تقسیم ہو چکی ہیں۔ چودھویں صدی کے آغاز سے ہی مجلس احرار اسلام اٹھ کر پورے برصغیر پر چھا گئی اور مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کر دیا۔ ایک گروپ تبلیغی جماعت کے طور پر سامنے آیا یہ بھی چودھویں صدی کا تحفہ ہے کہ مسلمانوں میں تبلیغ کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے ایک ایسا گروپ پیدا ہوا جو اپنا آرام و سکون چھوڑ کر اپنی دنیاوی حیثیت کو بالائے طاق رکھ کر خانہ بدوشوں کی طرح بستر اٹھائے اپنی انا، جذبات کی قربانی دیتے ہوئے گلی گلی، شہر شہر ہفتوں اور مہینوں کے لیے اپنے شہر اپنے علاقے اپنے رشتہ داروں اور اپنے بیوی بچوں سے دور نکل جاتا ہے اور ایک ایک دروازے پر دستک دے کر نماز کی ادائیگی کی طرف توجہ دلانے کے ساتھ ساتھ اخلاقی اور عملی تربیت کی طرف زور دیتا ہے۔ آج ان کی وجہ سے پوری دنیا میں اسلام کی تبلیغ جاری ہے۔

یہ بات سو فیصد پوری ہو چکی ہے کہ چودہویں صدی میں ”کئی افراد“ ثریا پر جانے والے ایمان کو دوبارہ دنیا میں لا چکے ہیں۔ یہ صرف برصغیر یا پاکستان کی بات نہیں بلکہ تمام اسلامی ملک چودہویں صدی میں آزاد ہوئے جو اسلام کی ترقی کی طرف ایک اہم قدم ہے پھر ان مسلمان ملکوں میں مذہبی مدرسوں، عبادت گاہوں کا قیام اور لاکھوں نوجوانوں کو مذہبی تعلیم دینا کیا اسلام کا احیاء نہیں ہے؟

جتنی ترقی اسلام نے یا مسلمانوں نے چودہویں صدی میں کی ہے۔ یہ گزشتہ ۹ صدیوں میں بھی نہیں ہوئی۔ اس دور کا مسلمان علمی لحاظ سے ۱۳ویں صدی کے مسلمان کے علمی معیار سے کئی سو گنا زیادہ اوپر ہے۔ جب تیرہویں صدی سے پچھلی دو چار صدیوں کا جائزہ لیں تو مسلمانوں کا گراف نیچے جا رہا تھا۔ برصغیر میں مغلوں کے زوال کے ساتھ ساتھ مسلمان بھی زیر زمین چلے گئے۔ مسلمانوں نے چودہویں صدی میں اسلام کے احیاء کو امام مہدی سے مشروط کر کے قادیانوں کو موقع دیا کہ اسے کیش کروالیں حالانکہ کوئی حدیث ایسی نہیں کہ جس نے امام مہدی کے ظہور کو چودہویں صدی کے ساتھ مشروط کیا ہو اب اگر کوئی قادیانی اس پر اصرار کرے کہ یہ ثابت کرنے کی کوشش کرے کہ چودہویں صدی میں ہی امام مہدی نے آنا تھا تو گویا وہ اسلام کی خدمت نہیں بلکہ اسے نقصان پہنچا رہا ہے کیونکہ وہ ثابت کرنا چاہ رہا ہے کہ گویا پیشین گوئی غلط ہو گئی اور پیشین گوئی کرنے والا غلطی پر تھا (نعوذ باللہ) یہ ضرور ہے کہ سمجھنے والے سمجھنے میں غلطی کھا گئے یا استدلال میں غلطی ہو گئی۔ یوں قادیانیوں نے گھیر کر تمام اسلامی لٹریچر کے استدلال کو چودہویں صدی پر لانے کی کوشش کی تاکہ مرزا کو سچا ثابت کیا جائے۔

یہ بات تو ثابت ہو چکی ہے کہ مذکورہ حدیث میں پیش کی جانے والی پیشین گوئی پوری ہو چکی ہے اگر یقین نہ آئے تو گزشتہ ۵۰ سالوں میں اپنے علاقوں میں مذہبی اور علمی حوالے سے ہونے والی ترقی کا جائزہ لیں۔ ۵۰ سال قبل کتنی عبادت گاہیں اور مدرسے تھے اور اب کتنے ہیں؟ پہلے کتنے سکول کالج تھے اور اب کتنے ہیں؟ مذہبی، عبادت گاہوں میں دی جانے والی تعلیم اور سرکاری سکولوں کالجوں میں دی جانے والی تعلیم سے مسلمان قوم ہی ترقی کر رہی ہے اور اسلام کے احیاء کے لیے یہ دونوں ضروری ہیں۔ میں اپنی عمر کے مطابق اگر جائزہ لوں تو میرے آبائی گاؤں محمود آباد میں مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی مسجد تھی جس میں بہت کم نمازی ہوتے تھے۔ ۱۹۷۳ء کے بعد وہاں اتنی زبردست بیداری پیدا ہوئی کہ اب مسجد پہلے سے دو گنا بڑی، پانچوں وقت کی باجماعت نماز اور نمازیوں کی کثرت اور پھر جمعہ کی نماز کا آغاز ہوا۔ یہ ایک زبردست تبدیلی اور ترقی ہے۔ ہمسایہ

گاؤں کریم پورہ میں ایک چھوٹی مسجد ہوا کرتی تھی اب وہاں تین مساجد، تین مدرسے بن چکے ہیں۔
 باقاعدہ قاری اور تعلیمی کلاسیں جاری ہیں قریب ہی ایک چھوٹا سا محلہ ہے جس میں ایک بڑا سا مدرسہ
 بن چکا ہے پہلے وہاں ایک ڈیڑھ امانٹ کی مسجد ہوا کرتی تھی جس میں ہم چھٹی، ساتویں کلاس میں نماز
 پڑھنے کے لیے جایا کرتے تھے اب وہاں ایک بڑی مسجد، مدرسہ بن چکا ہے۔ (مدرسہ کریمہ اسلام
 پورہ) قریبی گاؤں پھلاٹیاں، آئمہ جنائ، حاجی آئمہ، آئمہ کوٹلہ، کوٹلی اللہ یار، محبت، جادہ، ڈھوک
 فردوس وغیرہ وغیرہ میں ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے کئی مسجدیں اور مدرسے بنے اور آباد ہوئے دنیاوی
 تعلیم کے مدرسے سکول، کالج کی ترقی تو روز روشن کی طرح عیاں ہے۔

مذکورہ بالا ساری مذہبی اور علمی ترقی کی بدولت آج مسلمانوں میں جذبہ جہاد کوٹ کوٹ
 کر بھرا ہوا ہے اور دنیا کی سہر طاقت سے ٹکراسی مذہبی جذبہ کا نتیجہ ہے۔

(روزنامہ اوصاف اسلام آباد ۶ دسمبر ۲۰۰۰ء)

(۲۵) متعصب قادیانی ہیں یا مسلمان؟

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے دوران قادیانیوں کو مسلمانوں کی طرف سے خاصی
 پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ ہر چھوٹے بڑے نے قادیانیوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنا شروع کر دیا۔
 کیونکہ مسلمان علماء نے تحریر و تقریر سے مسلمانوں کو باور کروایا کہ قادیانی گستاخ رسول ہیں۔ لہذا
 ان کے ساتھ میل جول رکھنا اور کسی قسم کا تعاون کرنا گویا اسلام کو نقصان پہنچانے والوں کے ہاتھ
 مضبوط کرنے کے مترادف ہے۔ بہت سے شہروں میں قادیانیوں کا سوشل بائیکاٹ بھی کیا گیا۔
 قادیانی کارخانوں سے تیار ہونے والی اشیاء کا بائیکاٹ بھی کرنے کا کہا گیا۔

اس تحریک کے دوران تعصب ”متعصب“ کا لفظ بہت سننے میں آیا۔ ہر قادیانی کی
 زبان پر ہوتا کہ فلاں دوست بڑا متعصب ہے۔ یعنی قادیانیوں کو کافر سمجھتا ہے یا نفرت کرتا ہے،
 فلاں متعصب نہیں ہے۔ یعنی قادیانیوں سے نفرت نہیں کرتا۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک کے نتیجے میں قادیانی
 زمین پر لگ گئے۔ ہر محکمہ اور ہر میدان میں ”غیر متعصب“ افراد کی تلاش کی جانے لگی۔

قادیانی ایسے شخص کو ہاتھوں ہاتھ لیتے۔ اسے اپنی مجلسوں میں بلواتے اور اس کا تعارف
 کراتے کہ یہ شخص متعصب نہیں ہے۔ یہ سلسلہ حال جاری ہے۔ اس دوران ایک نئی نسل جوان
 ہو چکی ہے۔ جو تعصب اور متعصب کی دلدل میں پھنسی ہوئی ہے اور اب جو آدمی غیرت اسلامی کی

وجہ سے ان سے نفرت کرے۔ وہ متعصب کہلاتا ہے اور جو مذہب سے دوری کی وجہ سے ان سے نفرت نہ کرے۔ وہ پسندیدہ۔

قادیانی اس بات کی تبلیغ کرتے آئے ہیں کہ دین میں کوئی جبر نہیں۔ لہذا کوئی قادیانی ہو جائے تو اس پر کسی قسم کا جبر نہیں ہونا چاہیے اور مذہب تو اللہ اور انسان کا آپس کا معاملہ ہے۔ نفرت کی کیا وجہ ہے۔ آئیے دیکھتے ہیں کہ قادیانی جو تعصب اور متعصب شخص سے نفرت کرتے آئے ہیں۔ ان کا خود کردار کیا ہے۔

۱۹۹۹ء میں ہم ۱۳ افراد خاندان نے قادیانیت کو ترک کر کے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا تو محمود آباد جہلم کی تمام قادیانی جماعت نے نہ صرف منہ موڑ لیا بلکہ سوشل بائیکاٹ بھی کر دیا۔ ہر قادیانی تعصب کی معراج تک پہنچا۔ یہاں تک کہ ہمارے سگے رشتہ دار، تایا زادوں اور ”بھائیوں نے غیرت قادیانیت“ کی وجہ سے ”کٹی“ کر لی۔

یہ صورتحال تا حال قائم ہے۔ اس وقت تمام قادیانیوں کی طرف سے مکمل بائیکاٹ، مکمل ناراضگی، بول چال بند، غمی خوشی میں قطع تعلق اور سخت قسم کے تعصب کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے۔ مرزا طاہر احمد دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونک کر دھوکے اور فراڈ سے یہ ثابت کرنے کی کوششیں کر رہا ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں کو تنگ کیا جاتا ہے۔ ان سے نفرت کی جاتی ہے۔ ان کا بائیکاٹ کیا جاتا ہے اور ان کی جانوں کو خطرہ ہے۔ مرزا طاہر احمد کو اخلاقی اقدار کا بھی پاس رکھنا چاہیے۔ اب دنیا خاصی بیدار ہو چکی ہے۔ جھوٹ کے پاؤں کہاں؟ لہذا اس پر سواری نقصان دہ ہو سکتی ہے۔ مرزا طاہر احمد کو اپنی چار پائی کے نیچے دیکھ لینا چاہیے کہ اس کی قوم کا کردار کیا ہے؟ ٹھیک ہے محمود آباد میں ان کی اکثریت یا زور ہے۔ مگر یہ صرف پیالی کے اندر ہی ہے۔ پیالی سے باہر یہ زیرو ہیں۔ ان کو احتیاط کی ضرورت ہے خیر ان کی قوم اپنی بیوقوفیوں کی وجہ سے محمود آباد میں قادیانیت کا مستقبل تاریک کر چکی ہے۔ اب انہیں قادیان، ربوہ یا لندن کا رخ ہی کرنا پڑے گا۔ جتنا زیادہ تعصب کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے۔ ان کی گردن کی رسی اتنا ہی کسی جا رہی ہے۔ عقل و شعور ہوتا تو حالات یہاں تک نہ پہنچتے۔ وقت نے ثابت کیا ہے کہ قادیانی انتہاء کے متعصب انسان ہیں۔ اگر یہ متعصب نہیں تو لفظ متعصب کے معنی بدلنے پڑیں گے۔ ان کے مقابلے میں مسلمانوں میں تعصب کچھ بھی نہیں۔ قادیانیوں سے تقریباً تمام مسلمان روزمرہ کا میل جول رکھتے ہیں۔

(روزنامہ اوصاف اسلام آباد ۵ فروری ۲۰۰۱ء)

(۲۶) دس مخلص قادیانی متوجہ ہوں

انسان ہر سال اور ہر دن کچھ نہ کچھ نئی باتیں سیکھتا ہے اور کچھ نئے علوم سے واسطہ پڑتا ہے۔ اس لیے ہر استاد بھی اپنے آپ کو طالب علم کہتا ہے کیونکہ وہ بھی ہر روز کچھ نہ کچھ سیکھ لیتا ہے۔ میں نے چالیس سال قادیانی جماعت میں گزارے، جماعت کے ”ہر کام“ میں حصہ لینے کی کوشش کی۔ مگر ہمیں صرف تبلیغی سرگرمیوں اور تنظیمی معاملات میں الجھائے رکھا۔ ہم نے اپنی استعداد سے بڑھ کر ان سرگرمیوں میں حصہ لیا گو مرزا قادیانی نے اپنی جماعت کو تائید کی تھی کہ وہ میری کتابوں کو پڑھیں اور ”فرمایا“ تھا کہ جو میری کتابوں کو تین بار نہیں پڑھتا۔ مجھے اس کے ایمان پر شک ہے۔ دوسری جگہ کہا کہ اس کے دل میں کبر پایا جاتا ہے۔ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ یونیورسٹی کی تعلیم کے دوران میں نے فیصلہ کیا کہ میں ساری کتب (مرزا صاحب کی) کو کم از کم ایک بار ضرور پڑھوں گا۔ مگر جب میں نے چھوٹی بڑی ۱۲ کتب پڑھ لیں تو میں اس نتیجے پر پہنچا کہ اگر میں نے مزید اگے قدم بڑھایا تو میرے دل سے قادیانیت کی روح نکل جائے گی اور قادیانیت کا مزہ ”کر کر“ ہو جائے گا۔ میں اس وقت پنجاب یونیورسٹی نیو کیمپس کے قادیانی طلباء (یونیورسٹی ہوٹلز میں) کا ”زعیم“ (قائد) تھا۔ قیادت ماڈل ٹاؤن لاہور (۱۵ کلو میٹر پر پھیلی خدام کی تنظیم) میں ناظم تعلیم اور ضلع لاہور کی قیادت میں نائب ناظم اصلاح و ارشاد (تبلیغ) تھا۔

۱۹۸۲ء کے بعد ۱۹۹۵ء تک میں نے دوبارہ مرزا قادیانی کی کتب پڑھنے کی ”غلطی“ نہیں کی، وہ کیا محرکات تھے؟ جن کی وجہ سے میں قادیانیت سے متنفر ہوا اس کی مکمل مرحلہ وار تفصیل اپنی کتاب ”قادیانیت سے اسلام تک“ میں آئے گی۔ آج میں اس بات کا بھی اعتراف کرتا ہوں کہ جس شخص کو ہم نبی، رسول، مسیح موعود، امام مہدی، مجدد، مہدی آخر زماں وغیرہ وغیرہ مانتے تھے اس کی تعلیم کو ہم نے پڑھائی نہیں اور صرف اپنے والدین سے ملنے والے مذہب کو اسی طرح قبول کرنے پر اکتفا کیا۔ مگر آج جب کہ خدا کے فضل سے اسلام قبول کر چکا ہوں پیچھے مڑ کر دیکھتا ہوں تو اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو جو ابھی تک قادیانیت کے ”کنوین“ میں پڑے ہیں پر بڑا ترس آتا ہے اور افسوس بھی ہوتا ہے کہ وہ نسل در نسل ایک غلطی کو پال کر اسلام سے اتنا دور ہو چکے ہیں کہ واپسی ناممکن نظر آتی ہے آج مجھے مرزا قادیانی کی کچھ کتب کے کچھ حصے ایسے بھی پڑھنے کو ملے ہیں کہ اگر میں یونیورسٹی کے دوران پڑھ لیتا تو شاید میں اپنی انسانی کمزوری کی وجہ سے قادیانیت کو چھوڑ نہ سکتا۔ مگر اتنا ضرور ہوتا کہ اپنی تمام توانائیوں کو قادیانیت کی تبلیغ اور تنظیم پر ضائع

نہ کرتا اور ایک طرف ہو جاتا۔ جماعت میں جنوبی قادیانی یا ”مخلص“ کی کمی نہیں ہے جو سر نیچے کر کے ہر حکم کو ماننے کے لیے تیار رہتے ہیں۔ مجھے آج ان ہزاروں ”مخلص قادیانیوں“ میں سے صرف دس مخلص قادیانیوں کی ضرورت ہے۔ جنہیں یہ یقین ہو کہ مرزا قادیانی کی تعلیم واقعی اسلامی اور اخلاقی معیار پر پورا اترتی ہے اور اگر وہ تعلیم منظر عام پر آجائے تو انسان کو فلاح اور قادیانیت کی تبلیغ کے لیے مفید ہو سکتی ہے۔

ایسے ”مخلص“ قادیانیوں میں سے صرف ۱۰ روز نامہ ”اوصاف“ کے ایڈیٹر ریل سیکشن میں اپنے تعارف کے ساتھ لکھیں۔ ان کو مرزا کی ایک کتاب کے صرف تین، چار صفحات کی فوٹو کاپی ارسال کی جائے گی۔ جن کو پڑھنے کے بعد وہ اپنی رائے اوصاف کو لکھیں گے۔ اور اگر ان میں سے کسی رائے یہ ہوئی کہ اسے بے شک شائع کر دیں تو اس کو من و عن اسی طرح شائع کر دیا جائے گا اور اگر وہ یہ رائے دیں کہ شائع نہ کریں یا جواب ہی نہ دیں تو ان کا اخلاقی فرض ہوگا کہ ایسی تعلیم سے بریت کا اعلان کر کے اسلام کی تعلیم کو اپنانے کا اعلان کر دیں۔ ان ”مخلص“ قادیانیوں کے لیے ایک شرط بھی ہوگی کہ ان کی تعلیم کم از کم بی اے، بی ایس سی ہو۔ وہ اپنے تعارف اور جماعت میں تنظیمی عہدے کا بھی اظہار کریں اس مضمون کی اشاعت کے بعد ایک ماہ تک دس مخلص قادیانیوں کا انتظار کیا جائے گا ایک ماہ بعد انتظار ختم کرنے کا اعلان کیا جائے گا۔

(روز نامہ اوصاف اسلام آباد ۶ فروری ۲۰۰۱ء)

(۲۷) احمدی یا ”غلام احمدی“

قادیانی جماعت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے دعوؤں میں اپنے نام کی مناسبت سے ”غلام احمد“ کا دعوئی کیا۔ یعنی یہ ثابت کرتے رہے کہ میں حضرت محمد ﷺ کا بروز، ظل اور غلام ہوں۔ لہذا اپنے شعروں میں بھی اس کا اظہار کیا۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا نام اس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے۔

(قادیان کے آرپی اور ہم ص ۵۷، ۵۸، خزائن ج ۲۰ ص ۳۵۶)

قرآن مجید میں آنے والے نبی کی پیشن گوئی کے خوالے سے آیت مبارکہ میں اسم ”احمد“ کا ذکر ہے۔ جو نبی اکرم ﷺ کا نام ہے۔ مرزا قادیانی نے بھی اور انہی کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود احمد نے بھی تسلیم کیا ہے کہ یہ حضرت محمد ﷺ کی آمد کی پیش گوئی ہے۔

گویا آپ (مرزا قادیانی) کا دعویٰ، بروز، ظل، غلام کا تھا اور نام بھی غلام احمد، درج بالا تمہید سے واضح ہوتا ہے۔ احمد و محمد ایک ہی نبی کے دو نام ہیں۔ جبکہ مرزا غلام احمد ایک الگ شخصیت ہیں۔ اب احمد اور محمد کو ماننے والے تو اپنے آپ کو احمدی یا محمدی کہہ سکتے ہیں جبکہ غلام احمد کو ماننے والے اپنے آپ کو ”غلام احمدی“ کہہ سکتے ہیں۔ مرزا غلام احمد کو ماننے والے اپنے آپ کو کیونکر احمدی کہہ سکتے ہیں؟

مرزا قادیانی کے لفظ ”مرزا“ سے ماننے والے ”مرزائی“ بھی کہلاتے ہیں اور قادیانی کے نام کے حوالے ”قادیانی“ بھی کہلاتے ہیں۔ اسی وزن پر وہ ”غلام احمدی“ کہلا سکتے ہیں۔
بہاء اللہ کو ماننے والے بہائی۔ غلام احمد پرویز کو ماننے والے پرویزی۔ حضرت عیسیٰ کو ماننے والے عیسائی۔ امام مالک کے فقہ کو ماننے والے ”مالکی“ امام ابو حنیفہ کے فقہ پر عمل کرنے والے ”حنفی“ وغیرہ وغیرہ۔ ایسی مثالیں ہیں جو سربراہ یار ہنما کے نام کے حوالے سے پہچانے جانے لگے۔ اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی کو ماننے والے ”غلام احمدی“ تو کہلا سکتے ہیں۔ صرف ”احمدی“ نہیں۔ اس لیے مسلمانوں کے نزدیک قادیانیوں کی یہ ”حرکت“ خاصی قابل اعتراض ہے۔

اگر احمدی نام سے مراد حضرت محمد ﷺ کے دوسرے نام ”احمد“ کی مناسبت سے پہچان کروانا مقصود ہے تو پھر مرزا قادیانی کا وجود تو باہر نکل جاتا ہے۔ تمام مسلمان پہلے سے ہی محمد و احمد نام سے منسوب ہیں۔ اس طرح سے وہ محمدی یا احمدی ہیں۔ اگر مرزا قادیانی کے ماننے والے بھی اس ہستی (محمد و احمد) سے براہ راست رابطہ جوڑنے کی کوشش کریں تو پھر دو امکانات ہیں۔ اول یہ کہ مرزا قادیانی کے ماننے والے محمد و احمد والی شخصیت کے دامن سے منسلک ہو جائیں اور کسی قسم کی ملاوٹ نہ کریں اور درمیان سے ہندوستانی و پاکستانی عنصر نکال کر خالص اسلام کو اپنالیں تو پھر امت مسلمہ کے لیے بہت بابرکت ہوگا۔

دوسرا امکان یہ ہے کہ محمد و احمد سے رابطہ جوڑنے کی بات کریں اور ساتھ مرزا قادیانی کے وجود کو بھی اس میں داخل کریں تو یہ سراسر زیادتی، دھاندلی اور جارحانہ پن ہوگا۔ اس کوشش اور عملی مشق کے باوجود اگر مسلمان آپ سے حسن سلوک اور رواداری قائم رکھے ہوئے ہیں تو ان کے یا تو ”اعلیٰ اخلاق“ کی دادیں اور یا پھر ان کی ”بے حسی“ اور کم ہمتی پر تالیاں بجاائیں۔ آخری صورت بالکل اسی طرح جاری ہے۔ صرف تالیوں کی آواز ابھی تک مسلمانوں کو سنائی نہیں دے

رہی۔ ورنہ یہ اتنے بے حس بھی نہیں ہیں یہ بھی شاید اس لیے ہے کہ دنیائے کاروبار اور شور و غل میں وہ اتنے مصروف ہیں کہ تالیوں کی آواز ان میں دب کر رہ گئی ہے یا ان کی اس طرف توجہ نہیں ہے۔ حالانکہ تالیوں کی آواز تو اس وقت پوری دنیا میں گونج رہی ہے۔

(روزنامہ اوصاف اسلام آباد ۲۴ فروری ۲۰۰۱ء)

(۲۸) مسلمان کی تعریف اور قادیانی جماعت

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے پر زور رہا۔ مسلمانوں کو باور کروایا جانے لگا کہ قادیانی مسلمان نہیں ہیں۔ جب کہ اس سے قبل عام طور پر مسلمان قادیانیوں کو مسلمان ہی سمجھتے تھے اور مسلمانوں کے دیگر فرقوں کی طرح کا ایک فرقہ جانتے تھے۔ یہ ”غلط العام“ تصور ۱۹۷۴ء تک جاری رہا۔ جب کہ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے نتیجے میں قادیانیوں کو قومی اسمبلی میں متفقہ طور پر غیر مسلم قرار دیا گیا۔

۱۹۵۳ء کی تحریک کے نتیجے میں ہونے والے فسادات پر ایک انگلوی کمیشن قائم کیا گیا۔ جس میں قادیانیوں اور مسلمانوں کے موقف کو سن کر ایک تفصیلی رپورٹ تیار کی گئی اور بعد میں شائع بھی ہو گئی۔ اس انگلوی میں قادیانیوں کے مطابق جو اہم بات تھی وہ یہ کہ تمام مسلمان فرقوں کو مسلمان کی تعریف کرنے کو کہا گیا مگر وہ کوئی ایسی تعریف نہ بنا سکے۔ جس کی رو سے قادیانیوں کو مسلمانوں کی صف سے باہر نکالا جاسکے۔ قادیانی اپنی تحریر و تقریر میں اس بات کو بہت بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ جو انسان حضرت محمد کو نبی مانے۔ اللہ، اس کے فرشتوں، الہامی کتابوں اور یوم آخرت پر ایمان رکھے وہ مسلمان ہے۔ اس دلیل کے ساتھ وہ ارکان اسلام کو بھی گنواتے ہیں کہ جو کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ پر ایمان رکھے وہ مسلمان۔ لہذا قادیانی جب ان شرائط پر پورا اترتے ہیں تو پھر دائرہ اسلام میں تو داخل ہو گئے۔ باقی جو اختلاف ہے وہ ”لوکل“ ہے۔ یہ دلائل گزشتہ ۵۰ سال سے بڑی شدت سے پیش کیے جا رہے ہیں۔ قادیانیوں کی ”مسلمانی“ جب عدالتوں میں چیلنج ہوئی تو قادیانی سب کچھ بھول کر اپنی ”مسلمانی“ بچانے کی فکر میں لگ گئے۔ گو وہ اس میں کامیاب تو نہ ہو سکے۔ مگر اس دوران نئی نئی دلیلیں اور نئی نئی کتب و تحریرات پیدا ہو گئیں۔

دلچسپ پہلو

ان دلائل پر غور کریں تو ایک دلچسپ پہلو سامنے آتا ہے۔ جس سے ان دلائل کی تمام

حقیقت بھک سے اڑ جاتی ہے۔ قادیانی ۵۰ سال سے دوسروں کو جو اس بات پر قائل کرنے کی کوشش کرتے آ رہے ہیں کہ اس تعریف کے مطابق قادیانی مسلمان ہیں۔ اس دلیل کو ان کی تحریرات نے خود ہی ختم کر دیا۔

”ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے۔ مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا۔ یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا۔ وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔“ (کلمۃ الفصل ص ۱۱۰۔ از مرزا بشیر احمد ایم۔ اے۔ ابن مرزا غلام احمد قادیانی)

”خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔“

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص ۶۰۰ طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

”اس الہام کی تشریح میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے الذین کفرو غیر احمدی مسلمانوں کو قرار دیا ہے۔“

(کلمۃ الفصل ص ۱۳۳ از مرزا بشیر احمد ایم۔ اے۔ ابن مرزا غلام احمد قادیانی)

”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔“ (آئینہ صداقت ص ۱۳۵ از مرزا بشیر الدین محمود احمد ابن مرزا غلام احمد قادیانی)

واضح رہے کہ ایک حوالہ مرزا قادیانی کا ہے۔ جس میں انہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ خدا نے مجھے کہا ہے۔ دو حوالے مرزا بشیر احمد ایم۔ اے کے ہیں جو نہ صرف مرزا قادیانی کے فرزند ہیں بلکہ قادیانی جماعت ان کو ”قمر الانبیاء“ مانتی ہے۔ جب کہ ایک حوالہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کا ہے جو نہ صرف قادیانی جماعت کے دوسرے خلیفہ تھے بلکہ مرزا قادیانی کے فرزند اور جماعت کے نزدیک ”مصلح موعود“ تھے۔ یہ ایسے حوالے ہیں جن سے قادیانی انکار نہیں کر سکتے۔

ان حوالوں سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ قادیانی خود اس دلیل کو نہیں مانتے کہ جو ارکان اسلام پر ایمان رکھے وہ مسلمان ہے کیونکہ ایک ارب مسلمان جو نہ صرف ان ارکان اسلام پر ایمان رکھتے ہیں بلکہ شدت اور اخلاص کے ساتھ ان پر کار بند بھی ہیں۔ وہ قادیانی کے نزدیک کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں تو پھر قادیانیوں کی دلیل کدھر گئی؟ جس دلیل کے ساتھ وہ دوسروں کو

مجبور کرتے ہیں کہ ہمیں مسلمان سمجھیں۔ اس دلیل کے ساتھ وہ خود دوسرے مسلمانوں کو مسلمان تسلیم کرنے سے انکاری ہیں۔ قول و فعل میں یہ شرمناک تضاد نہیں ہے تو کیا ہے؟

(اوصاف ۱۰/ مارچ ۲۰۰۱ء)

(۲۹) ایک ”مخلص قادیانی“ کے ساتھ زیادتی

قادیانی جماعت کے افراد ایک دوسرے کے تعارف میں ”مخلص احمدی“ کا لفظ بہت استعمال کرتے ہیں۔ اس سے مراد ایسا قادیانی ہے جو بن دیکھے، بغیر تحقیق کے، چابی والے کھلونے کی طرح آواز پر لپیک کہے اور ہر کام میں، ہر میدان میں سر جھکائے کام میں لگا رہے اور سب سے بڑی خوبی کہ وہ چندہ باقاعدگی سے ادا کرے۔ اگر چندہ نہیں دیتا تو اس کا ”مخلص پن“ صفر ہو جائے گا۔ قادیانی بچے کو اطفال الاحمدیہ تنظیم کا ممبر بنالیا جاتا ہے۔ اور فائدہ بتایا جاتا ہے۔ اس طرح ۱۰/۸ بچوں پر مشتمل ایک کمیٹی سی بن جاتی ہے۔ جو قائد خدام الاحمدیہ کی زیر نگرانی کام کرتی ہے۔ خدام الاحمدیہ یہ تنظیم ۱۶ سال سے ۴۰ سال کے عمر کے تمام قادیانی جوانوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس میں بھی ایک مجلس عاملہ جو ۱۴/۱۵ افراد پر مشتمل ہوتی ہے۔ ان کے عہدیداروں میں معتمد قائد بھی۔ ناظم عمومی، ناظم اصلاح و ارشاد، ناظم مال، ناظم صحت، ناظم صنعت و حرفت، ناظم تحریک جدید، ناظم وقف جدید، ناظم تعلیم، ناظم اطفال، ناظم وقار عمل، ناظم خدمت خلق، ناظم تجوید وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ ان دونوں تنظیموں میں کل ۲۲/۲۰ افراد شامل ہو جائیں۔ بچپن سے لے کر جوانی تک بلکہ بڑھاپے کے آغاز تک ان تنظیموں میں شامل رہنے والے جوان جماعت کی طرف سے مسلسل برین واشنگ کی صورت میں ایک ایسی سٹیج پر پہنچ جاتے ہیں جو ہر حکم کے لیے تیار رہتے ہیں۔ چندہ دینا ہے، بہر حال دینا ہے اس کے لیے ہر قسم کی سختی برداشت کر لیں گے۔ جماعتی علم ہو یا نہ ہو۔ عہدیداروں کے ساتھ مل کر مکمل تعاون کرنا اپنے ایمان کا حصہ بتالیتا ہے۔ اور یوں باقاعدہ چندہ دینے والا اور ان سرگرمیوں میں حصہ لینے والا مخلص قادیانی کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ اس تنظیم کے پاس ایجنڈا نہیں ہے کہ کیا کرنا ہے۔ ماسوائے اس کے کہ لوگوں کو عبادت گاہ تک لانا ہے اور لوگوں (نوجوانوں اور بچوں سے) چندہ وصول کرنا یقینی بنانا ہے۔ ناظم مال، ناظم تحریک جدید، ناظم وقف جدید اور قائد مجلس چندہ کی وصولی اور سو فیصد وصولی کے ذمہ دار ہیں۔ اب ایک مخلص قادیانی چندہ دینے کے ساتھ جماعتی کاموں میں حصہ لیتا ہے جلسے اور اجتماعوں میں وہ اپنے ذاتی کاموں کو

چھوڑ کر اپنی پڑھائی اور کمائی کو چھوڑ کر شامل ہوتا ہے۔ مرکز سے کوئی مربی، انسپکٹر (چندوں کی چیکنگ والا عملہ) آئیں یا وقف عارضی پر کوئی آئے تو اسے اپنا ذاتی مہمان سمجھ کر اس کے لیے اپنی حیثیت سے بڑھ کر خرچ بھی کرتا ہے اور ان کے ناز بھی اٹھاتا ہے۔ اپنے تعلیمی اداروں میں اپنے کلاس فیلوز کی قادیانی ہونے کی وجہ سے مخالفت بھی برداشت کرتا ہے۔ جب ہر روز یا عموماً اپنے کلاس فیلوز کی طرف سے ہنک آمیز رویہ بھی برداشت کرتا ہے اور نتیجتاً ایک الگ تھلک، سہمے اور احساس کمتری میں مبتلا طالب علم کے طور پر گزارا کرتا ہے۔ اپنی اس کمزوری کی وجہ سے انہی ضمنی صلاحیتوں کو بہتر طور پر استعمال نہ کر سکنے کی وجہ سے وہ علمی اور عملی ترقی میں پیچھے رہ جاتا ہے اسے ہر طرف اپنے مخالف نظر آتے ہیں۔ وہ اپنا دائرہ احباب بہت محدود رکھتا ہے۔

وہ اپنی احساس کمتری اور احساس محرومی کی وجہ سے غیر نصابی سرگرمیوں میں حصہ نہیں لیتا اور اکثر الگ تھلک رہتا ہے جب وہ تعلیمی سلسلہ کو ختم کر کے نوکری کی تلاش میں نکلتا ہے تو انہی کم پبلک ریلیٹنگ کی وجہ سے نوکری کی تلاش میں مشکل پیش آتی ہے اگر ملازمت مل جائے تو ہم پیشہ افراد سے وہ الگ تھلک رہنے لگے گا۔ کیوں اگر وہ کس ہو بھی جائے تو جماعتی ٹریننگ اسے الگ رہنے پر مجبور کر دے گی۔ کیونکہ اسے بچپن سے یہ سکھایا گیا ہے کہ غیر قادیانی کبھی بھی آپ کے دوست نہیں ہو سکتے۔ کسی بھی غیر قادیانی کو دوست بناؤ تو اسے تبلیغ ضرور کرنی ہے اگر وہ تبلیغ نہ مانے تو کہہ دو یہ غمز میں کی طرح ہے جس پر محنت بیکار جائے گی۔ پھر کسی بھی غیر قادیانی کے دوست کا کوئی رشتہ دار فوت ہو جائے تو اس قادیانی نے نہ اس کی نماز جنازہ میں شامل ہونا ہے نہ اس کے پاس افسوس کے لیے جا کر فاتحہ پڑھنی ہے۔ بلکہ اس انتظار میں رہے گا کہ وہ ادن سے زائد عرصہ گزر جائے تو جا کر بغیر فاتحہ پڑھے گزارا ہو جائے۔ ان حالات میں قادیانیوں کا محدود ہونا اور الگ تھلک ہونا قابل فہم ہے۔ کوئی ”مخلص قادیانی“ کسی سیاسی جماعت، کسی مذہبی جماعت، کسی ویلفیئر ایسوسی ایشن، کسی سپورٹس کمیٹی، کسی بھی عوامی فورم میں ایکٹیو نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کی ضمنی اپرویج کو محدود کر دیا ہے۔

اتنی ساری قربانیوں کے بعد ایک مخلص قادیانی کو کیا ملتا ہے؟ اگر وہ چندہ نہ دے تو ساری زندگی کی ”ریاضت“ کھو کھاتے۔ اور اگر صرف چندہ دے تو بغیر ان ساری قربانیوں کے جماعت کے لیے قابل قبول اس طرح تو ایک مخلص قادیانی کے ساتھ سراسر زیادتی ہوگی کہ اس تمام محنتوں کا اسے کیا ملا۔

ایک جو صرف چندہ دیتا ہے تو جماعت کی نظر میں مقبول اور ساری زندگی کی خوشیاں اور جذبات قربان کر دے مگر چندہ نہ دے سکے تو ناقابل قبول۔ یہ ایک مخلص قادیانی کے ساتھ ظلم کی حد تک زیادتی ہے۔ اس کے باوجود ایک مخلص قادیانی کو یہ سمجھ نہیں آئے گی کہ ہمارے ساتھ کیا ہاتھ ہو رہا ہے؟ اسے پھر بھی سمجھ نہیں آئے گی کہ یہ سارا ”نیت ورک“ چندہ جمع کرنے کے لیے ہے۔ ذرا سوچئے! چندہ دیا تو مخلص قادیانی نہ دیا تو ختم۔ تو قادیانی ہی نہیں رہ سکتے۔ تو اصل کیا چیز ہے؟ چندہ، پیسہ، دولت، باقی قربانیاں یا افلاس کھو کھاتے؟

(۳۰) قادیانیوں کی طرف سے مسلمانوں کا بائیکاٹ

۱۹۷۴ء میں جب قادیانیوں کے خلاف تحریک چلی تو مسلمانوں کی طرف سے قادیانیوں کا کسی حد تک سوشل بائیکاٹ کیا گیا۔ علماء نے مسلمانوں کو سوشل بائیکاٹ کے لیے اسکیا تو قادیانیوں نے موقف اختیار کیا کہ بائیکاٹ تو کفار نے مسلمانوں کا کیا تھا۔ شعب ابی طالب کا واقعہ بتا کر۔ آغاز اسلام سے بائیکاٹ کے حوالے دے کر، یہ بتانے کی کوشش کرتے رہے کہ کفار نے، دشمنان اسلام نے، یا غیر مسلموں نے اسلام قبول کرنے والوں کا بائیکاٹ کیا۔ اور یہ بطور اصول پیش کیا کہ ہمیشہ کفار مسلمانوں کا بائیکاٹ کرتے آتے ہیں۔ اور یہ حوالہ دے کر وہ اپنے آپ کو مسلمان اور مسلمانوں کو غیر مسلم ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہے۔

۱۵ جنوری ۱۹۹۹ء بروز جمعۃ الوداع راقم نے اپنے بھائی اور والد سمیت ۱۳ افراد کے ساتھ قادیانیت سے توبہ کر کے اسلام قبول کر لیا۔ ہمارے آبائی گاؤں محمود آباد جہلم ہے جہاں قادیانیوں کی اکثریت ہوا کرتی تھی اب بھی تقریباً نصف مکان قادیانیوں کے ہیں۔ گاؤں کے جاگیردار، زمیندار قادیانی ہی ہیں۔ وہاں قادیانیوں کا اثر و رسوخ مسلمانوں سے زیادہ ہے محمود آباد جہلم کا منی چناب نگر (ربوہ) ہے۔ وہاں قادیانیوں کی مرضی کے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا۔ وہاں پر قادیانیوں کی دہشت گردی، ظلم، سینہ زوری کا نظارہ کیا جاسکتا ہے۔ جب ہم نے اسلام قبول کیا تو اس کا رد عمل قادیانیوں کی طرف سے شدید ہوا۔ تمام نے سوشل بائیکاٹ کر دیا۔ مرزا طاہر احمد کا بھتیجا مرزا نصیر احمد طارق ضلع جہلم کا امیر جماعت ہے۔ اس نے ہمارے رشتہ داروں کو چپ بورڈ فیکٹری جہلم بلا کر دھمکی دی کہ اگر آپ نے ان کا بائیکاٹ نہ کیا تو آپ کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ اب حالت یہ ہے کہ تقریباً تمام رشتہ دار اور قادیانی افراد کی طرف سے مکمل سوشل بائیکاٹ ہے۔

قادیانیوں نے دہشت گردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دو دفعہ ہم پر حملہ کیا ہے۔ جبکہ قادیانیوں نے سب سے بڑے غاصب اور غنڈہ گرد خاندان کو جماعت نے ہمارے پیچھے لگایا ہوا ہے۔ اور اس نے ہمارے ایک مکان کا راستہ بند کر کے مختلف عدالتوں میں مقدمات کر کے ہمیں الجھایا ہوا ہے تاکہ ان کو زیادہ سے زیادہ پریشان کیا جاسکے۔

درج بالا رد عمل سے قادیانیوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ۱۹۷۴ء میں مسلمانوں کی طرف سے قادیانیوں کا کیا جانے والا بائیکاٹ بھی بالکل درست تھا۔ حالانکہ مسلمانوں کی طرف سے کیا جانے والا بائیکاٹ اس قادیانیوں کے بائیکاٹ کے مقابلے میں کچھ بھی نہ تھا۔ اس وقت تقریباً ۲۰ فیصد مسلمانوں نے بائیکاٹ کیا تھا۔ جبکہ اب ۹۵ فیصد قادیانی بائیکاٹ کر رہے ہیں۔

(۳۱) اخراج از جماعت احمدیہ

قادیانی جماعت کو ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا تھا اور قادیانی کو ایک علیحدہ مذہب تسلیم کر کے دائرہ اسلام سے خارج کر دیا تھا۔ قادیانی جماعت ۱۹۷۴ء سے ہر پلیٹ فارم پر تحریر و تقریر کے ذریعہ عوام الناس بالخصوص بیرونی دنیا کو یہ باور کروانے کی بھرپور کوشش کر رہی ہے کہ کسی انسان، ادارے، لیڈر یا اسمبلی کے پاس یہ اختیار نہیں کہ وہ کسی شخص یا جماعت کو دائرہ اسلام یا کسی مذہب سے خارج قرار دے سکے۔ کیونکہ مذہب انسان اور خدا کا آپس کا تعلق ہوتا ہے۔ لہذا پاکستان کی قومی اسمبلی کی طرف سے ایک قرار داد کے ذریعہ قادیانی جماعت کو دائرہ اسلام سے خارج کرنا بقول قادیانی جماعت کے قانوناً اور اخلاقاً غلط ہے اور اس نے اپنے اختیارات سے تجاوز کرتے ہوئے سرسری یا دقتی کی ہے۔

جماعت کے سرکردہ لیڈر، مربی (مولوی) اور مفتی اس بات کا اقرار کرتے رہتے ہیں کہ قادیانی جماعت سے بھی کسی کو خارج نہیں کیا جاسکتا۔ حتیٰ کہ مرزا طاہر احمد نے ۱۹۹۱ء کے جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لیے واضح کیا کہ قادیانی جماعت سے خارج کرنے کا اختیار کسی شخص بلکہ خلیفہ وقت کو بھی نہیں۔ جو آدمی مرزا غلام احمد قادیانی کو سچا تسلیم کرتا ہے یا اپنے آپ کو قادیانی کہتا ہے۔ میں بھی (امام جماعت احمدیہ) اسے خارج نہیں کر سکتا۔

البتہ کسی شخص کو بطور سزا جماعت کے نظام سے خارج کیا جاسکتا ہے۔ یعنی ”اخراج از نظام جماعت“ کی سزا دی جاتی ہے۔ ایسا شخص بدستور قادیانی رہتا ہے۔ اس کا نکاح یا جنازہ قادیانی پڑھیں گے اور دیگر تمام رسوم قادیانی جماعت کے مطابق ہوں گی۔ ایسے شخص پر دو پابندیاں ہوں گی۔ ایک اسے کوئی عہدہ نہیں دیا جائے گا اور دوسرے جماعت کے مالی معاملات میں اس کا کوئی رول نہیں ہوگا۔ راقم الحروف نے قادیانی جماعت میں ۴۰ سال گزارے ہیں۔ بطور ورکر جماعت میں خدمات انجام دیتا رہا ہے نظام جماعت کی پابندی اور ہر خدمت میں آگے بڑھنے میں کوشاں رہا ہے۔ ایم۔ ایس۔ سی کرنے کے بعد اور دوسرے شہروں میں سروس کرنے کے بعد جب اپنے آبائی علاقے محمود آباد جہلم آیا تو سارا نظام جماعت ایک فرد کی ”جیب“ میں پایا۔ آمریت، کرپشن، اقربا پروری، جعل سازی اور سینہ زوری نے جماعت کے وجود کو خطرے میں ڈال دیا تھا۔ جسے دیکھ کر جماعتی غیرت نے جوش مارا اور ایک فرد کی ”جیب“ سے نظام جماعت کو باہر نکالنے کی کوشش کی۔ جس کے جواب میں جماعت کے ہر ”ذمہ دار“ نے غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کیا۔ نظام جماعت پر شہزادوں کا قبضہ پایا۔ (مرزا قادیانی کے خاندان کے لوگ جماعت میں شہزادوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان شہزادوں کا ایک مسکن پاکستان چپ بورڈ فیکٹری جہلم بھی ہے)

اسلامی تعلیم

اسلامی اصولوں کی پاسداری کا نام و نشان نہ ملا۔ (واضح رہے قادیانی جماعت قادیانیت کو مکمل اور اصلی اسلام کے طور پر پیش کرتی ہے) جماعت کو عدل و انصاف سے بالکل خالی پایا۔ البتہ عدل و انصاف کے بارے میں تفصیلی خطبات کا ایک سیٹ ریکارڈ میں رکھا گیا ہے جو صرف غیر قادیانی حضرات کے لیے ہے تاکہ وہ قادیانیوں کے ساتھ ”انصاف“ کریں۔ جب کہ خود جماعت بڑا خالمانہ نظام رکھتی ہے۔ یہاں تو بغیر انکوائری کئے۔ ملزم کو اس کا قصور بتائے بغیر بڑی سے بڑی سزا سنائی جاتی ہے اور پھر وہ کسی جگہ چیلنج بھی نہیں ہو سکتی۔ اس کی تفصیل علیحدہ کسی مضمون میں بیان کی جائے گی۔

اس وقت زیر بحث اخراج از نظام جماعت ہے۔ نظام سے خارج کرنے کا حربہ ایک

خالصاً بلیک میلنگ کا طریقہ ہے۔ اگر کسی فرد نے جماعت کے کسی ”سرغنہ“ (اس کے ہم معنی نرم الفاظ میرے پاس نہیں ہیں) کے مزاج کے خلاف بات کر دی یا ایسی کوئی حرکت کر دی جو اس کے ذاتی مفاد کے خلاف ہو تو اسے اخراج از نظام جماعت کی سزا ”دلوائی“ جاتی ہے پھر اس کے بارے میں تمام جماعتوں میں اعلان کروا کر اس کی کردار کشی کی جاتی ہے اور اس کی عزت نفس کو نظر انداز کر کے اسے خوب بدنام کیا جاتا ہے۔ اور پھر اس کے رشتہ داروں کو اس کے خلاف بھڑکا کر اس پر دباؤ ڈالا جاتا ہے کہ وہ ”حضور“ (امام جماعت) سے معافی مانگ لے۔ ”حضور“ کا تصور جماعت میں خدا سے خاصاً افضل ہے۔ حضور ناراض ہوں گے تو خدا یقیناً ناراض ہوگا۔ حضور راضی ہیں تو خدا یقیناً راضی ہوگا۔ یعنی خدا اپنی مرضی نہیں کر سکتا۔ (نعوذ باللہ)

معتوب شخص پر اتنا دباؤ پڑے گا کہ وہ چار دنا چار معافی نامہ لکھ دے گا۔ ایک دفعہ معافی نامہ لکھوانے کے بعد اسے قابو میں رکھ کر اسے کہا جائے گا کہ معافی نامہ دوبارہ لکھو اور اس طرح لکھو، اس میں یہ لکھو، اس میں وہ لکھو، مذکورہ ”سرغنہ“ سے معافی مانگو۔ اب ایک شخص جو پہلے ایک دفعہ معافی لکھ کر ”داغ دار“ ہو چکا ہے وہ مجبوراً دوبارہ لکھ دے گا۔ اب وہ شخص ساری زندگی جماعت میں ایک ”معدور“ شخص کے طور پر رہ سکے گا۔ اسے اپنا ضمیر مردہ رکھنا پڑے گا۔ ہر جائز و ناجائز بات کو ماننا پڑے گا۔ اور کسی غلط سے غلط حرکت پر بھی وہ اعتراض نہ کر سکے گا۔

یہ فارمولا ہر اس شخص پر لگایا جاتا ہے جو کسی کی کرسی یا ”شان“ کے لیے خطرہ ثابت ہو، یا جماعت میں زیادہ پاپور ہو جائے، یا جماعت میں زیادہ سرگرم ہو۔ اس طرح کی پریکٹس جماعت میں عام ہے۔ بہت ہی کم ایسے قادیانی عالم، مربی یا مبلغ ہوں گے جو جماعت میں اپنی حیثیت بنانے کے بعد اس بلیک میلنگ کا شکار نہ ہوئے ہوں۔ کسی کا ”مقاطعہ“ کسی کی زبان بندی، کسی کا بائیکاٹ، کسی کو ”اخراج از نظام جماعت“ کی سزا، یہ بلیک میلنگ کے عام حربے ہیں۔

راقم الحروف کو جب درج بالا بلیک میلنگ کے حربوں سے آشنائی ملی تو آہستہ آہستہ قادیانیت کی ”سچائی“ کھلتی چلی گئی اور تصویر کا دوسرا رخ سامنے آتا چلا گیا۔ اور آخر بات یہاں تک پہنچی کہ ۱۵ جنوری ۱۹۹۹ء جمعہ الوداع کے مبارک دن راقم دیگر ۱۱۲ افراد کے ساتھ قادیانیت کو ترک کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ اب یہ تعداد ۱۹ ہو چکی ہے۔

راقم کے اسلام قبول کرنے کے اعلان پر ”کھسپانی ملی کھمبہ نوچے“ کے مصداق قادیانی

جماعت کے ترجمان خالد مسعود کی ایک وضاحت روزنامہ ”دن“ لاہور کی ۲۶ جنوری ۱۹۹۹ء کی اشاعت میں شائع ہوئی ہے کہ ”پروفیسر منور احمد ملک کو ۹ مارچ ۱۹۹۵ء کو جماعت سے خارج کر دیا گیا تھا۔“ یعنی انکو رکھتے ہیں۔ ذرا غور فرمائیے ”اپنے ہی دام میں آپ میاؤں آگیا۔“ جس دلیل کو جماعت ۲۵ سال سے ہر جگہ پیش کر رہی ہے کہ کسی کے پاس یہ اختیار نہیں کہ کسی کو دین اسلام یا کسی مذہب سے خارج کر سکے۔ اب خود اس اختیار کو تسلیم کر لیا ہے۔ کہ دین/مذہب سے خارج کیا جاسکتا ہے۔ گویا اب قومی اسمبلی کے فیصلہ کو تسلیم بھی کر لیا ہے اور اس کے اس حق کو بھی۔

قادیانی جماعت سے نکلنے یا جماعت چھوڑنے کا رجحان تو عام ہے۔ پروفیسر منور کیا نکلا کہ جماعت اپنی چال ہی بھول گئی؟ گویا اب جماعت پروفیسر منور ملک کو نچا دکھانے کے لیے اس اختیار کو بھی تسلیم کر رہی ہے کہ مذہب سے خارج کیا جاسکتا ہے اور اک ”خلیفہ وقت“ کے علاوہ چھوٹے عہدیدار بھی جسے چاہیں جماعت سے خارج کر کے اس کا ”جنت“ میں داخلے کا راستہ بند کر کے ”دوزخ“ کے لیے اس کی سیٹ بک کر داسکتے ہیں۔

اگر اس بیان سے مراد نظام جماعت سے اخراج تک ہی محدود ہے تو پھر اس کے شائع کرنے کا کیا ”تک“ ہے۔ راقم نے دیگر ۱۱۲ افراد کے ساتھ نظام جماعت سے نکلنے کا اعلان نہیں کیا۔ بلکہ قادیانیت کو چھوڑ کر اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا ہے۔

یہاں یہ ذکر کر دینا بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ ۲۲ جون ۱۹۹۶ء کے اخبار روزنامہ ”الفضل“ ربوہ (چناب نگر) میں بڑے فخر سے یہ خبر دی گئی تھی کہ ”مکرم منور احمد ملک ایک احمدی پروفیسر ہیں اور محمود آباد جہلم سے تعلق رکھتے ہیں۔ گوجر خان سرور شہید گورنمنٹ ڈگری کالج گوجر خاں کے پروفیسر منور احمد ملک نے ایک ایسی ٹائل ایجاد کی ہے جس سے شدید گرمیوں میں بھی سینٹ والی چھتوں (لینٹرن) کو ٹھنڈا رکھا جاسکے گا۔“

گویا ۱۹۹۵ء میں جماعت سے خارج کیا جبکہ ۱۹۹۶ء میں احمدی تسلیم کر رہے ہیں۔ امید ہے جماعت کے تنخواہ دار مولوی (مربی) یا گفتار کے غازی (بے عمل متقی) فوری جوش دکھاتے ہوئے اس ستمی کو سلجھانے کے لیے آگے آئیں گے تاکہ جماعت کے اندرون کو بھی عوام الناس کو جھانکنے کا موقع مل سکے۔

(۳۲) ”اک حرف مخلصانہ“

احباب جماعت! اس عاجز نے آپ کے ساتھ مل کر ۳۵ سال سے زائد عرصہ تک قادیانیت کی ترقی و تبلیغ کے لیے اپنی استعداد سے بڑھ کر خدمت کی ہے۔ اپنے زمانہ طالب علمی میں ہر مقام پر جماعت کی عزت کو بڑھانے اور جماعت کی خاطر ہر قسم کی قربانی دینے کے لیے تیار رہتا تھا۔ اس دور میں جبکہ مجھے ساری توجہ اور وقت تعلیم کی طرف دینا چاہیے تھا، بہت سا وقت بلکہ بہت زیادہ وقت جماعتی کاموں میں خرچ کیا۔ ظاہر ہے اس کے نتیجہ میں تعلیمی ترقی متاثر ہوتی رہی۔ مگر اس وقت ایک مذہبی جنون طاری تھا۔ پنجاب یونیورسٹی میں ایم ایس سی کے دوران قائد (زعیم) خدام الاحمدیہ نیو کیسپس لاہور (حلقہ نیو کیسپس ہاسٹل) اور قیادت ماڈل ٹاؤن میں بطور ناظم تعلیم اور ضلع لاہور کی سطح پر نائب ناظم اصلاح و ارشاد (تبلیغ) کے طور پر کام کرتے ہوئے بہت زیادہ وقت جماعت کو دیا۔ ۱۹۸۳ء تا ۱۹۸۶ء اور اوپننڈی میں قیام کے دوران ناظم تعلیم قیادت خدام الاحمدیہ علاقہ راو پنڈی کی حیثیت سے کام کیا۔ چکوال کالج میں سرورس کے دوران مگران خدام الاحمدیہ ضلع چکوال کے طور پر خدمات انجام دیں۔ گورنمنٹ ڈگری کالج جہلم میں ٹرانسفر ہونے کے بعد مقامی جماعت کے عہدیدار کے علاوہ ناظم تعلیم ضلع جہلم اور نائب امیر جماعت ضلع جہلم کے طور پر خدمات انجام دیتا رہا۔ درج بالا عہدوں پر کام کرنا کوئی باعث فخر نہ سمجھتا تھا بلکہ ایک مخلص قادیانی کی طرح سر جھکائے ہر خدمت میں آگے بڑھنا ایک سعادت سمجھتا تھا۔ مگر پھر کیا ہوا؟

۱۹۹۰ء تا ۱۹۹۵ء جماعت کے ساتھ تمام قسم کے اخلاص کے باوجود بعض ایسے واقعات ہوئے جنہوں نے مجھ کو ڈر کر رکھ دیا۔ آہستہ آہستہ جماعت کی مذہبی، اخلاقی حالت منکشف ہوتی چلی گئی۔ نظام جماعت ”برہنہ“ ہوتا چلا گیا۔ اخلاقی اقدار کے کل زمین بوس ہوتے گئے اور اپنے آباؤ اجداد کی طرف سے ورثے میں ملے ہوئے دین پر نظر ثانی کا موقع ملا۔ چنانچہ غور و خوض کے بعد جو حکم از کم پانچ سال کے عرصہ پر محیط ہے میں ایک نتیجہ پر پہنچا۔ جو پندرہ جنوری ۱۹۹۹ء بروز جمعہ الوداع اپنے بھائی والد محترم سمیت کل ۱۱۳ افراد کے ساتھ قبول اسلام کے اعلان کی صورت میں ظاہر ہوا۔ بعد میں مزید چھ افراد اور شامل ہو گئے۔

احباب جماعت! میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی سیالکوٹ

میں سروس کے دوران چند عیسائی لوگوں سے بحث کے نتیجہ میں مذہبی مناظروں کی طرف رخ کیا۔ اس وقت عیسائیوں کی حکومت کے نتیجہ میں مسلمانوں پر خاصا دباؤ تھا۔ مسلمانوں نے مرزا قادیانی کی حوصلہ افزائی کی۔ مرزا قادیانی مزید تیز ہو گئے۔ اپنے محل وقوع میں عیسائیوں کے خلاف تقاریر و تحریر کا سلسلہ شروع کیا۔ مسلمانوں نے ان کی حوصلہ افزائی جاری رکھی۔ مزید آگے بڑھتے ہوئے مرزا قادیانی نے اعلان کیا کہ وہ اسلام کی حقانیت کو واضح کرنے کے لیے ۵۰ جلدوں پر مشتمل ”براہین احمدیہ“ نامی کتاب لکھیں گے اس کے لیے مسلمان حضرات کو ۵۰ جلدوں کی کل رقم ایڈوانس دینے پر قائل کیا۔ اسلام کی تبلیغ کا جوش رکھنے والے مخیر حضرات نے اس پر لبیک کہا اور ۵۰ جلدوں کی رقم اکٹھی کر دی۔

مرزا قادیانی نے چار جلدیں لکھیں اور خوب اشتہار بازی بھی کی۔ اس سے مسلمانوں میں عزت سے دیکھے جانے لگے۔ واضح رہے کہ باوجود مسلمانوں کے اصرار کے صرف پانچ جلدیں لکھ کر اعلان کر دیا کہ میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے کیونکہ ۵۰ اور ۵ میں صرف صفر کا فرق ہے۔ یہ مذاق میں بات نہ کی بلکہ اس دعوے کو شائع بھی کر دیا۔ (تفصیل کے لیے دیکھیں دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۷، خزائن ج ۲۱ ص ۹ از مرزا غلام احمد قادیانی) اب جو لوگ ان کی طرف مائل ہو چکے تھے ان کو کسی ”نیٹ“ میں لانے کی ضرورت تھی اور اپنی کوئی حیثیت بھی بنانے کی ضرورت تھی۔ لہذا اس پبلسٹی کو کیش کرواتے ہوئے چودہویں صدی کے مجدد کا دعویٰ کر دیا اور ایک حدیث تلاش کر لی کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد آئے گا اور پھر خود ہی کچھ صدیوں کے مجدد دریافت کر دیئے۔

اس دعوے سے کچھ لوگ ان کے مزید قریب ہو گئے اور چند لوگ پیچھے ہٹ گئے جبکہ خود پروپیگنڈہ سے ایک اعتراض شروع کر دیا۔ کہ چودہویں صدی کا مجدد تو امام مہدی ہوگا۔ اسے مرزا قادیانی نے بھی خوب الٹ پلٹا میٹ کیا۔ جب اعتراض کو زیادہ شدت سے پھیلا دیا گیا کہ چودہویں صدی کا مجدد تو امام مہدی ہوگا۔ اس لیے آپ کیسے مجدد بن گئے؟ تو مرزا قادیانی نے ”ذیماط“ پوری کرتے ہوئے امام مہدی کا دعویٰ بھی کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی ہاتھ بندہ جماعت بنانے کے لیے۔ لوگوں کو مزید اکٹھا کرنے اور پابند رکھنے کے لیے ۱۸۸۹ء میں بیعت لینے کا سلسلہ شروع کر دیا۔

اب اعتراض یہ ہونے لگا کہ امام مہدی تو اس وقت ظاہر ہوں گے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے یعنی دونوں کا ایک زمانہ ہوگا۔ تو پھر عیسیٰ علیہ السلام کہاں ہیں؟ اس ”ذیماٹڈ“ کو پورا کرنے کے لیے اعلان کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ اور ان کی قبر سری نگر (کشمیر) میں محلہ خانیا میں موجود ہے اور ایک بناوٹی حدیث تلاش کر لی کہ ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا مہدی نہیں ہے۔“ اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ حضرت عیسیٰ ہی امام مہدی ہیں۔ اور وہ درجنوں حدیثیں نظر انداز کر گئے جو ان دونوں کو الگ الگ پیش کر رہی ہیں۔ اب دعویٰ یوں بنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو فوت ہو چکے ہیں اور جس عیسیٰ کے آنے کی پیشگوئی ہے وہ اصل میں مثیل عیسیٰ ہوں گے چنانچہ میں عیسیٰ کا مثیل ہوں۔ میں ہی امام مہدی بھی ہوں۔ میں ہی مسیح موعود ہوں۔ اس طرح بحث، مناظروں اور تقاریر و تحریر کا لاتناہی سلسلہ شروع ہو گیا۔

اس عرصہ میں وہ ختم نبوت کے قائل تھے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان۔
”لا نبی بعدی“ اس کا بھی مطلب لیتے تھے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

(مزید تفصیل کے لیے دیکھیں حلیۃ البشری صفحہ ۸۲، ۸۳، خزائن ج ۷ ص ۳۰۰، ۳۰۲)

درج بالا دعوؤں کے بعد علماء اسلام نے اس ابھرنے والے ”فساد“ کو روکنے کے لیے زور لگانا شروع کر دیا۔ کیونکہ اس سے امت میں ایک عجیب سا حلاطم برپا ہونے والا تھا۔ اب یہ اعتراض کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو نبی اللہ تھے اور آپ ایک امتی۔ پھر آپ کیسے ان کے مثیل بن سکتے ہیں؟ اس اعتراض کو خوب باور کرایا پھر ”مجبوراً“ اس ”ذیماٹڈ“ کو پورا کرنے کا پروگرام بنایا۔ اور بہت بڑا قدم اٹھاتے ہوئے ۱۹۰۱ء میں ”امتی نبی“ کا دعویٰ کر دیا اور ختم نبوت کی نئی نئی تاویلیں شروع کر دیں اور قرآن مجید کی آیات کے نئے معنی ایجاد ہو گئے۔ حالانکہ ۱۸۳۹ء تا ۱۹۰۱ء (مرزا قادیانی کی ۶۲ سالہ زندگی) قرآن مجید کی ان آیات کا ترجمہ معمول کے مطابق رہا مگر ۱۹۰۱ء میں یکسر اس کے معنی بدل گئے۔ مرزا قادیانی کا یہ ایک ایسا قدم تھا جس نے مرزا قادیانی کو سخت پریشان کیا اور ان کے بعد ان کی جماعت کو اس قدر اس دعوے سے نقصان ہوا ہے کہ جس کی طمانی کسی طرح بھی ممکن نہیں۔ اگر وہ پہلے دعوؤں کو ہی کافی سمجھتے تو یہ قادیانی جماعت پر ان کا ایک احسان ہوتا۔ ہزاروں انسانوں کا خون ان کی گردن پر نہ جاتا۔

مرزا قادیانی نے ”امتی نبی“ کے جواز کے لیے حضرت محمد ﷺ کی عزت کو بوجھانے کی

بیٹے تھے بلکہ جماعت کے دوسرے خلیفہ بھی، نے واضح طور پر عام مسلمانوں کو غیر مسلم اور کافر قرار دیا۔ جبکہ مرزا بشیر احمد ایم۔ اے نے جو نہ صرف مرزا صاحب کے بیٹے تھے۔ بلکہ جماعت انہیں ”قمر الانبیاء“ کا خطاب دیتی ہے۔ نے ”کافر بلکہ پکا کافر“ جیسے الفاظ استعمال کر کے انتہا کر دی۔

(مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ: الفصل ص ۱۱۰، ۱۱۳، ۱۳۶، ۱۴۷، ۱۱۲ مرزا بشیر احمد)

احباب جماعت! یہ بھی تو دیکھیں کہ مرزا قادیانی نے کہا کہ میرے پاس پیسے نہیں۔ کتابیں شائع کرنے کے لیے اور چندہ کی روایت ڈالی اور پھر منظم طریق سے دینی اغراض کے لیے چندہ اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔ مگر ہم دیکھتے ہیں جب پاکستان بننے پر مرزا قادیانی کی فیملی پاکستان میں داخل ہوئی تو ہر فرد کے حصے میں کلیم کے کئی کئی مربیعے زمین آئی اور بہت سی زمین خریدی گئی بلکہ سندھ میں تو بہت سے گاؤں (سٹیٹس، احمد آباد، محمود آباد، طاہر آباد، ناصر آباد، بشیر آباد وغیرہ) آباد کر دیئے گئے۔ پھر مرزا قادیانی کی فیملی کے تمام افراد کی رہائش، آسائش اور بود و باش کو دیکھو تو آپ کی ضرورت آپ کی ضرورت کھلی جانی چاہئیں کہ بغیر کسی کاروبار کے، بغیر کسی سروس کے، اتنا شاہانہ اخراجات، اتنی جائیداد اور دولت کہاں سے آرہی ہے؟

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ہر قادیانی (خواہ وہ غریب ہو) نے اپنی آمدنی کا تقریباً ۱۰ فیصد ہر ماہ ادا کرنا ہے کیا یہ ٹیکس ہے؟ جی ہاں یہ ٹیکس ہے کیونکہ اس کا دینا لازمی ہے۔ اگر آپ نہیں دیتے تو آپ قادیانی نہیں رہ سکتے۔ آپ ووٹ نہیں دے سکتے۔ آپ عہدہ دار نہیں بن سکتے۔ اگر چندہ دیتے ہیں تو پھر مذہبی اور اخلاقی حالت کیسی ہی کیوں نہ ہو آپ ”مخلص قادیانی“ تصور ہوں گے۔

احباب جماعت! یہ بھی تو دیکھیں کہ پاکستان میں آپ کے ارد گرد موجود قادیانی جماعتوں کی کیا حالت ہے؟ پچھلے ۳۰ سالوں میں کتنے نئے لوگ جماعت میں داخل ہوئے اور کتنے احمدی جماعت چھوڑ گئے؟ آپ یقیناً دیکھیں گے کہ آنے والوں کی نسبت جانے والوں کی تعداد کہیں زیادہ ہے۔ دل کو آپ یہ سوچ کر تسلی دیں گے کہ دوسرے شہروں میں آنے والوں کی تعداد بہتر ہوگی۔ مگر یہ صرف اپنے آپ کو دھوکا دینے کے مترادف ہوگا۔ پورے پاکستان میں تمام جماعتیں روز بروز حسرتی کا شکار ہیں اور آپ یہ یقین کر لیں کہ آج سے ۵۰ سال پہلے جتنے خاندان قادیانی تھے وہ آہستہ آہستہ جماعت سے علیحدہ ہو رہے ہیں، نہ کہ نئے خاندان جماعت میں آرہے

ہیں۔ خصوصاً قادیانی خاندانوں کے تعلیم یافتہ افراد نئی روشنی سے فائدہ اٹھا کر روشنی کی طرف سفر کرتے ہوئے اسلام کی پاکیزہ تعلیم کو قبول کر لیتے ہیں۔

اگر آپ یہ سمجھیں کہ باہر کی دنیا میں خالص لوگ قادیانی ہو رہے ہیں اور تعداد لاکھوں سے بڑھ کر کروڑوں تک پہنچ گئی ہے۔ جیسا کہ نام نہاد ”عالئگیر بیعت“ سے دھوکا لگ رہا ہے۔

پہلی بات! کہ آج سے ۵۰ سال قبل کے قادیانی خاندان قادیانیت کو بہتر طور پر سمجھ چکے ہیں اس لیے جماعت کو آہستہ آہستہ چھوڑ رہے ہیں جبکہ باہر کے ”بھولے لوگ“ اصل بات کو جاننے نہیں لہذا دھوکے سے جماعت کے ٹکٹے میں آ رہے ہیں۔

دوسری بات! یہ کہ آپ ذرا غور فرمائیں کہ ۲۰۰۰ء میں اعلان ہوا کہ ۴ کروڑ افراد نے بیعت کی ہے جبکہ پچھلے سال کا ”سکور“ ایک کروڑ تھا۔ اس طرح گویا صرف دو سالوں میں پانچ کروڑ افراد نے قادیانی ہو چکے ہیں۔ اب جماعت تو کسی شخص کو (قادیانی کو) چندے کے حوالے سے بخش نہیں سکتی۔ کیونکہ یہ چندے تو مرزا قادیانی نے لاگو کیے تھے اسی لیے انہیں ”لازمی چندہ“ کہا جاتا ہے۔ اس طرح اگر فی کس ایک ڈالر فی مہینہ تصور کر لیں (یورپ، امریکہ میں ڈالر پاکستانی روپے کے برابر حیثیت رکھتا ہے۔ ایک روپیہ فی کس کسی طرح بھی جماعت برداشت نہیں کر سکتی، لازماً زیادہ چندہ وصول کرے گی) تو ۱۲ ڈالر فی کس سالانہ بنتا ہے جبکہ پانچ کروڑ افراد (نو احمی) کا سالانہ چندہ ۶۰ کروڑ ڈالر بنتا ہے جو کہ پاکستانی روپیہ کے مطابق ۳۶ ارب روپے بنتا ہے۔ کیا جماعت نے ۳۶ ارب روپے کے بجٹ کا اعلان کیا ہے؟

یہ چندہ تو صرف دو سال میں سے شامل ہونے والے قادیانیوں کی طرف سے بنتا ہے جبکہ گزشتہ ۱۰ سالوں میں سے شامل ہونے والے افراد اور پہلے سے موجود قادیانی افراد کا چندہ اس کے علاوہ ہے۔

اگر ۳۶ ارب روپیہ کے برابر جماعت کے پاس چندہ آ رہا ہے تو پھر پاکستانی قادیانیوں سے چندہ وصول کرنا نہ صرف زیادتی ہے بلکہ انتہاء درجہ کا ظلم ہے۔ جو ایک صدی سے غربت کے باوجود بڑے اعظا میں سے چندہ دیتے آ رہے ہیں۔ اب جبکہ جماعت کے پاس اربوں روپیہ آ رہا ہے تو جماعت کو ان غریبوں کو ریلیف دینا چاہیے۔

احباب جماعت! قادیانی جماعت اب ایک (نام نہاد) مذہبی تحریک سے نکل کر ایک تجارتی یا مالیاتی نیٹ ورک کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ اگر پیسے کی کوٹیشن باہر نکال دیں تو

باقی کچھ نہ بچے گا قادیانی جماعت کی قیادت قادیانی افراد کو اسلام سے بہت دور لے کر جا چکی ہے۔ ایک قادیانی فرد کے دل میں مکہ، مدینہ کا احترام نہیں ہوگا جتنا احترام چناب نگر (ربوہ) قادیان یا لندن کا ہوگا۔ ایک قادیانی بچے سے دوسرے خلیفہ کا نام پوچھیں تو وہ حضرت عمرؓ کی بجائے مرزا بشیر الدین کا نام بتائے گا۔ زکوٰۃ سے قادیانی کو سوں دور جا چکے ہیں۔ حج سے جماعت تو پہلے ہی منہ موڑ چکی ہے۔

۱۹۷۴ء میں قادیانیوں پر حج کے حوالے سے پابندی لگی۔ ۱۹۷۴ء میں مرزا طاہر احمد صاحب جماعت کی طرف ترتیب دیئے گئے اس گروپ میں شامل تھے جو قومی اسمبلی میں جماعت کی ترجمانی کے لیے پیش ہوتا رہا ہے گویا مرزا طاہر احمد صاحب اس وقت خاص حیثیت کے مالک تھے۔ کیا مرزا طاہر احمد اس وقت تک ۵/۱۰ حج کر چکے تھے یا ۲۰/۱۰ عمرے کر چکے تھے؟ جواب نفی میں ہوگا؟ پھر کیونکر پوری جماعت نے ان کو مذہبی لحاظ سے سب سے افضل پایا کہ ان کو اپنا خلیفہ چن لیا۔ مرزا طاہر احمد نے بھی حج اس لیے نہیں کیے اور جماعت نے بھی اسی لیے اس بات کو اہمیت نہیں دی کہ ان کے نزدیک حج کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس ”فضول حرکت“ (نعوذ باللہ) پر وہ کیوں پیسہ برباد کریں؟

احباب جماعت! یہ بھی تو دیکھیں کہ مرزا قادیانی نے خود ایک فیصلہ کن معرکہ میں لڑ کر شکست کھائی ہے اور اس بارے میں خود فیصلہ دیا ہے کہ جو جھوٹا ہوگا شکست کھائے گا۔ ہوا یوں کہ ڈاکٹر عبد الحکیم آف پیٹالہ قادیانی تھے۔ ۲۰ سال قادیانی رہنے کے بعد وہ علیحدہ ہو گئے اور مرزا قادیانی کو چیلنج کر دیا اور ان کو جھوٹا قرار دیا اور پیشگوئی کی کہ ۴ اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جائیں گے یعنی مرزا قادیانی کیونکہ جھوٹے ہیں اس لیے ۴ اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جائیں گے مرزا قادیانی نے چیلنج قبول کیا اور مقابل میں اس پیشگوئی کو اس پر لٹتے ہوئے کہا کہ جو جھوٹا ہوگا وہ ۴ اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جائے گا اور اب یہ مقدمہ خدا کی عدالت میں ہے۔ اور خدا صادق کا ساتھ دے گا پھر یوں ہوا کہ مرزا قادیانی نے چیلنج قبول کر کے انہی کتاب چشمہ معرفت میں یہ اعلان شائع کر دیا۔ (دیکھو چشمہ معرفت ص ۳۲۲، خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۷)

”خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اس اعلان کے شائع ہونے یعنی کتاب کے شائع ہونے کے صرف ۱۱ دن بعد مرزا صاحب ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء یعنی مقررہ تاریخ سے دو ماہ قبل معیاد کے اندر پیشگوئی کے مطابق فوت ہو گئے۔ کیا فرماتے ہیں علماء قادیانیت حج اس مسئلہ کے؟“

احباب جماعت! ذرا غور فرمائیں کہ ۵۰ سال سے زائد عمر کا ایک بزرگ جو نہ صرف عالم ہے بلکہ ایک مذہبی جماعت کا سربراہ بھی ہے۔ ایک شریف زادی ۱۱ سالہ لڑکی کے ساتھ شادی کرنے کے لیے ہر غیر اخلاقی حربہ اختیار کرتا ہے اور مسلسل ۱۹ سال تک اشتہار بازی کے ذریعہ اس کی عزت کو اچھالتا ہے کیا یہ کسی شریف آدمی کو زیب دیتا ہے؟

ایک بات مزید عرض کرتا چلوں کہ کسی کی بات، انداز مخاطب، تحریر و تقریر اس کی ذہنی اپروچ اور ذہنیت کی عکاسی کرتی ہے (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۹۷، ۱۹۸، خزان ج ۲ ص ۳۶۹، ۳۷۰) کو پڑھیے اور دل تمام کر جواب دیجیے کہ ”حضرت مسیح موعود“ کی یہ تحریر کیا آپ اپنی بہن، بیٹی یا ماں کے سامنے اپنے گھر والوں کو سنا سکتے ہیں۔ اگر یہ اخلاقی معیار پر پورا نہیں اترتی تو سمجھ لیں کہ اس تحریر سے آپ کی طرف سے ہزاری آپ پر قرض ہو چکی ہے۔

احباب جماعت! زیر نظر کتاب (ثبوت حاضر ہیں) مکمل طور پر ایک بار ضرور پڑھیں۔ کتاب پڑھنے کے بعد یقیناً آپ حقیقت کو پالیں گے اور اسلام کے دامن سے یقیناً وابستہ ہو جائیں گے اگر آپ اس کتاب کو مکمل طور پر پڑھنے کے بعد بھی اپنے پہلے نظریات پر قائم رہیں تو پھر یقیناً سمجھیں کہ ہماری الہامی کتاب قرآن مجید میں آپ لوگوں کی نشانی ایک آیت میں یوں بیان ہوئی ہے۔ صَمُّ بُكْمٍ عَفْی اور آپ اس کے یقینی مصداق ہیں۔ اس کتاب کے بعد دلائل کی ضرورت نہیں بلکہ ایک بار پھر ۱۹۷۴ء کی تحریک کی ضرورت ہے۔ میرے خیال میں آج تک جتنی کتب قادیانیت کے خلاف لکھی گئی ہیں ان سب سے بڑھ کر محترم محمد متین خالد صاحب کی یہ کاوش ہے۔ متین صاحب نے ایک ایسا کام کر دیا ہے جو انتہائی مشکل اور ایک بڑے نیٹ ورک کا متقاضی تھا۔ مگر ان کی انتھک محنت ایک ایسا شاہکار وجود میں لائی کہ اب اس سے آگے مزید کسی کتاب کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی ماسوائے کسی تحریک ختم نبوت کے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ ابھی تک آپ کوئی فارم پر کرتے ہوئے مسلمانوں کے کالم کو چھوڑ کر غیر مسلم کے خانے میں اپنا اندراج کرواتے ہوئے جھجکتے ہوں گے۔ تو آؤ اس ذائقہ کو بحال کرو۔ اور ہر اس ملاوٹ کو ختم کر دو جو نبی اکرم ﷺ کے قدموں میں جانے سے روکے۔ جو مدینہ اور مکہ کی طرف جانے والے راستوں پر ناکے لگائے اور اسلام کی مقدس تعلیم سے دور کرے۔

خدا تعالیٰ آپ کو خالص اسلام کو اپنانے کی توفیق بخشے۔ آمین!

الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم

شیخ رحیل احمد
مضامین

جناب شیخ راحیل احمد صاحب

فہرست!

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	مرزا قادیانی اور اسلامی عبادات	۳
۲	عرض میری فیصلہ آپ کا	۶۲
۳	عذر گناہ..... بدتر از گناہ	۸۱
۴	دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری	۹۱
۵	مرزا قادیانی کی گل افشائیاں	۱۰۳
۶	چھوڑ دو تم	۱۲۰
۷	ہفتوات مرزا قادیانی	۱۳۰
۸	دائم المرض مرزا قادیانی	۱۶۰
۹	دجال اور مرزا قادیانی؟	۱۷۹
۱۰	قادیانی خلیفہ مرزا مسرور اور لعنت اللہ علی الکاذبین	۱۹۵
۱۱	خطرہ ایمان..... دودھ..... قادیان	۲۰۱
۱۲	مرزا قادیانی اور ہتھیار بندی	۲۰۳
۱۳	کیا یہ حقیقت نہیں؟	۲۰۵
۱۴	قرآنی طاقتوں کی جلوگاہ	۲۰۹
۱۵	انٹرویو (سابق قادیانی) سید منیر احمد۔ جرنی	۲۱۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۱) مرزا قادیانی اور اسلامی عبادات

(شیخ راحیل احمد۔ جرمنی)

قادیانی جماعت

جو کہ اپنے آپ کو صرف جماعت احمدیہ کہلانا پسند کرتی ہے لیکن ساتھ ہی مسلمان ہونے کی دعویٰ دار ہے۔ یہ جماعت مرزا غلام اے قادیانی، بانی جماعت کو بنیادی طور پر مسیح موعود اور مہدی موعود کبھی کبھار دوسروں کو بات کے چکر میں ڈالنے کے لئے مجدد یا محدث بھی کہتی ہے۔ قادیانی گروہ کی زیادہ تعداد درحقیقت مرزا قادیانی کو ایک نبی یقین کرتی ہے۔ ایک دلچسپ بات کہ آج تک اپنے نبی کی نبوت پر اس مذہب کے کسی بھی گروہ نے نبی ہونے یا نبی نہ ہونے کا سوال نہیں اٹھایا بلکہ اپنے نبی کو نبی کہتے اور یقین کرتے ہیں۔ یہ اعزاز بھی صرف مرزا قادیانی کے پیروکاروں کو ہی حاصل ہوا کہ مرزا غلام اے قادیانی نبی تھے یا نہیں اس پر قادیانی جماعت دو حصوں میں اور سو سال کے اندر اندر مزید چودہ یا پندرہ فرقوں میں تقسیم ہو چکی ہے اور یہ صرف ایک عام مدعی نبوت کا ذب ہی نہیں بلکہ نعوذ باللہ اس سے بھی بہت بڑھ کر؟

ذاتی تجربہ

کی بناء پر وثوق سے قادیانی جماعت کی ایک بہت بڑی تعداد کو بھی مرزا قادیانی کے اصل عقائد اور اعمال، اقدار، اخلاق، تحریقات کا علم نہیں اور وہ صرف اتنا ہی جانتے ہیں جتنا ان کو مرزا خاندان کے تنخواہ دار بھونپو یعنی مربیان بتاتے ہیں یا پھر وہ یہ تو سنتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے اسی (۸۰) سے زیادہ کتابیں لکھی ہیں، یہ علیحدہ بات کہ ان کی بار بار دہرائی ہوئی باتوں کو نکال دیں تو غالباً تین یا چار کتابیں ہی برآمد ہوں۔ جماعت بظاہر کہتی ہے کہ مرزا قادیانی کی کتابیں پڑھو لیکن عملی طور پر جماعتی نظام نے ایسی حکمت عملی اختیار کی ہے کہ جماعت کے ممبران پانچ رچہ کتابوں سے باہر نہیں نکل سکتے۔ وہ پانچ یا چھ کتابیں یہ ہیں۔ الوصیت (تا کہ مال اور جائیداد تھپیا سکیں)، سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب (تا کہ جماعت جو چندہ لے رہی اس کا جواز دکھا سکے) ایک غلطی کا ازالہ (تا کہ نبوت کا پیغام ذہنوں میں بٹھائے)، پیغام صلح (عام قادیانی کو دھوکہ میں رکھنے کے لئے کہ مرزا قادیانی امن پسند نبی ہیں)، کشتی نوح (کم پڑھ لوگوں کو ہمیشہ طاعون

سے ڈرا کر قابو رکھنا) اسلامی اصول کی فلاسفی (عام قادیانی کو یہ بتانے کے لئے کہ مرزا قادیانی پیچیدہ کتابیں بھی لکھ لیتے تھے۔ علیحدہ بات کہ بعد میں مرزا قادیانی کو بھی سمجھ نہیں آتی تھی کیا لکھا ہے) آخری دو تو غالباً مرزا مسرور کی بھی سمجھ میں نہیں آئیں عام قادیانی کی سمجھ میں کیا آئیں گی۔ اگر قادیانی گروہ کے لوگ اس مقرر کردہ دائرے سے باہر نکل کر مرزا قادیانی کی کتابیں پڑھنی شروع کر دیں تو وہ انشاء اللہ! جماعت کو ہی اپنے دلوں اور گروہوں سے بھی نکال دیں گے۔ ویسے بھی مرزا طاہر جو تھے خلیفہ نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ مرزا قادیانی کی کتابیں کوئی انسان ۲-۳ صفحے سے زیادہ نہیں پڑھ سکتا اور اس مضمون کے مولف نے ذاتی طور پر سنی ہے اور مرزا قادیانی کے بارے میں ادھورہ علم ہونے اور صحیح علم نہ ہونے کی وجہ سے بہت سے قادیانی حضرات دیانتداری سے بھی یہ سوال کرتے ہیں کہ مسلمان قادیانی جماعت کو مسلمان کیوں نہیں سمجھتے، حالانکہ وہ کلمہ پڑھتے ہیں، نماز ادا کرتے ہیں، قرآن کریم پر یقین کرتے ہیں، اپنی عبادات گاہ کو مسجد کہتے ہیں، زکوٰۃ اور حج پر یقین کرتے ہیں۔ اس کے باوجود مسلمان، قادیانیوں (احمدیوں) کو غیر مسلم قرار دے کر اور ان سے فاصلہ رکھ کر ان کے ساتھ ظلم کرتے ہیں۔

یہاں مرزا قادیانی کی زندگی کا اس پہلو سے جائزہ پیش کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ جو قادیانی حضرات ایسے سوال کرتے ہیں ان کے سامنے یہ پہلو بھی آجائے، شاید اس طرح اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قبول کرتے ہوئے ان کو قرآن کریم کی نصیحت کے مطابق غور اور فکر کا موقع عنایت کر دے۔ آمین!

اسلام میں عبادات

ایک عام مسلمان کے لئے بھی بجا لانی ضروری ہیں لیکن مومن کے لئے تو اس کی بہت ہی تاکید ہے اور مومن کے لئے قرآن کریم کے مطابق عمل صالح کے ساتھ ایمان لانا تو ضروری ہے۔ لیکن سورۃ النساء، آیت کریمہ ۱۶۲ (قادیانی جماعت کے حساب سے ۱۶۳) میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”مگر جو لوگ ان میں سے علم راخ (یعنی پکے۔ ناقل) ہیں اور جو مومن ہیں وہ اس (کتاب) پر جو تم پر نازل ہوئی اور جو کتابیں تم سے پہلے نازل ہوئیں (سب پر) ایمان رکھتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور خدا اور روز آخرت کو مانتے ہیں۔“ ایک مومن کے لئے یہ بنیادی شرائط ہیں تو یقیناً ولایت کا دعویدار یا اس سے آگے مجددیت، محمدییت اور سب سے بڑھ کر نبی ہونے کے دعویدار کے لئے تو ان پر انتہائی احتیاط، باریک بینی کے ساتھ عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔ اس آیت کریمہ سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ہمیں کسی بھی غلطی سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں

دو وحیوں کا ذکر کرتا ہے۔ ایک جو رسول کریم ﷺ سے قبل نازل ہوئی اور دوسری جو رسول کریم ﷺ پر نازل ہوئی۔ (تیسری کسی وحی کا ذکر نہیں جو مرزا قادیانی پر نازل ہوئی)

مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت کوئی دوسرے انبیاء کی طرح نہیں بلکہ سب انبیاء کرام علیہم السلام حتیٰ کہ رسول کریم ﷺ سے بھی بڑھ کر ہے۔

مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”اس میں اصل مجید یہی ہے کہ خاتم النبیین کا مفہوم تقاضا کرتا ہے کہ جب تک کوئی پردہ مغائرت کا باقی ہے اس وقت تک اگر کوئی نبی کہلائے گا تو گویا اس مہر کو توڑنے والا ہوگا جو خاتم النبیین پر ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ باعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہو گیا ہو تو وہ بغیر مہر توڑنے کے نبی کہلائے گا۔ کیونکہ وہ محمد ہے غلطی طور پر۔ پس باوجود اس شخص کے دعویٰ نبوت کے جس کا نام غلطی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا پھر بھی سیدنا محمد خاتم النبیین ہی رہا کیونکہ یہ محمد ثانی اسی محمد ﷺ کی تصویر اور اسی کا نام ہے۔“ (ایک غلطی کا ازالمس ۳ خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۹)

ان کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے نے اس کی تشریح میں لکھا ہے: ”مسح موعود کو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہو گیا کہ غلطی نبی کہلائے پس غلطی نبوت نے مسح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو پہ پہلو لا کھڑا کیا۔“ (کلمۃ الفصل ص ۱۱۳، از مرزا بشیر احمد ایم اے)

ان حوالوں سے کم از کم یہ تو ثابت ہو گیا کہ مرزا قادیانی اور ان کے متبعین ان کو نفوذ باللہ نبی کریم ﷺ کے برابر سمجھتے ہیں۔ مرزا قادیانی کے بیٹے کی شہادت میری اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ جو نتیجہ میں نے نکالا ہے وہ صحیح ہے۔

لیکن اس سے بھی بڑھ کر جو ہر اس ایک فقرے کے اندر مخفی ہے، مقام رسول اللہ پر کتنا سخت اور گہرا، بالواسطہ حملہ ہے؟ رسول کریم ﷺ کو نبوت ملی اور انہوں نے تب اس میں کمال حاصل کیا لیکن مرزا قادیانی کو نبوت ملنے سے پہلے ہی تمام کمالات دے دیئے گئے اس کے بعد ان کو صرف غلطی نبی یعنی ایک سایہ کو رسول کریم ﷺ کے برابر کھڑا ہونے کے قابل کر کے رسول کریم ﷺ کے پہلو پہ پہلو کھڑا کر دیا اور ساتھ ہی عندیہ دے دیا کہ ابھی ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں۔ استغفر اللہ!

اس وجہ سے ضروری

ہے کہ جب ہم مرزا قادیانی کی عبادت کا جائز لیں تو جماعت کے اس موقف کو پیش نظر

رکھتے ہوئے ہم مرزا قادیانی کی عبادات، ریاضت، تقویٰ، توفیق باللہ، عمل و گفتگو کو اس نقطہ نظر سے دیکھیں گے کہ کیا واقعی مرزا قادیانی نے کم از کم عبادات میں تمام کمالات کو حاصل کر لیا؟ کیونکہ اسلام میں عبادات بنیادی اینٹ ہیں جن پر باقی عمارت کھڑی ہوتی ہے۔ عبادات میں ان کی روح کے مطابق نیز ظاہر و قول میں بھی سنت کے مطابق عمل کرے گا تو کمالات کی منزل تک پہنچے گا۔

رحمت اللعالمین

شافع دو جہان، حضرت رسول کریم ﷺ کے ساتھ کسی بھی شخص کا موازنہ کرنا، میرے ایمان کے مطابق جائز ہی نہیں، کجا کوئی برابر کیا آگے بڑھنے کا دعویٰ کرے، آنحضور ﷺ کا مقام اگر کسی کی سمجھ میں مکمل طور پر آجائے تو پھر وہ رحمت اللعالمین ہی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ انسانی ذہن جس چیز کی حقیقت کو پالیتا ہے، انسان کے پاس اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں رہتی اور یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ، رسول پاک ﷺ کو دونوں جہانوں کا شافع، نبیوں کا سردار اور رحمت اللعالمین، یعنی کل عالم کے لئے ہمیشہ کے لئے رحمت قرار دے اور پھر اس عظیم انسان کی قدر و قیمت بھی ختم کر دے، تاکہ نعوذ باللہ انسان اس سے بہتر کسی رحمت اللعالمین کی تلاش میں لگ جائے؟ یہ ممکن ہی نہیں انسانی ذہنوں کو رسول کریم ﷺ کے مقام کا مکمل ادراک ہو ہی نہیں سکتا۔ لیکن مرزا قادیانی کی طرح جب کوئی شخص بے بنیاد تعلیموں کے دعوے کرے تو پھر ضروری ہے کہ اس کی کردار، گفتار اور عمل کا جائزہ اس کے دعوؤں کے مطابق لیا جائے تاکہ حق واضح ہو سکے اور یہ موازنہ نہیں بلکہ حق اور باطل کے درمیان وضاحت کی کوشش ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قبول کرے۔ آمین!

کلمہ شہادت

اسلام کا بنیاد رکھنے والے جس کو نیت اخلاص کے ساتھ انسان اپنی زبان سے ادا کر کے اسلام کے محل میں داخل ہوتا ہے۔

کلمہ طیبہ یعنی ”اشھدان لا الہ الا اللہ واشھدان محمد رسول اللہ“ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ لا شریک ہے اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

رسول پاک ﷺ کو تمام انبیاء کے مقابلہ میں جو پانچ چیزیں عنایت کی گئیں ان میں ایک کلمہ بھی ہے جو اس سے قبل کسی نبی کو نہیں دیا گیا اور کلمہ میں جس طرح اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا پہلے اقرار ہے اس سے ہمیں یہ پیغام ملتا ہے کہ اسی طرح کلمہ کے دوسرے حصہ میں بھی صرف اور صرف حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہی ذکر ہے اور کلمہ میں ان کا کوئی شریک نہیں، نہیں، نہیں۔

لیکن بد قسمتی سے مرزا قادیانی اور ان کی جماعت کا موقف ہے کہ نعوذ باللہ مرزا قادیانی

بھی کلمہ میں شریک ہیں! مرزا بشیر احمد، ایم اے پسر مرزا قادیانی نے لکھا: ”پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ﷺ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں، ہاں اگر محمد رسول اللہ ﷺ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔“

(کلمۃ الفصل ص ۱۵۸)

ہر مسلمان کلمہ شہادت پڑھتا ہے اور مرزا قادیانی بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے اور ان کے ماننے والے بھی اپنے آپ کو مسلمان کے روپ میں ہی پیش کرنا پسند کرتے ہیں اور کلمہ پڑھتے بھی ہیں۔ یقیناً مرزا قادیانی نے بھی کلمہ پڑھا ہوگا لیکن اب اس کلمہ کے ساتھ حقیقی طور پر کیا حشر کرتے ہیں مرزا قادیانی؟

کلمہ شہادت کا پہلا حصہ

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا ہے کہ: ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ لا شریک ہے“ اور اس کے بعد قرآن کریم میں بے شمار جگہ یہ بات دہرائی گئی ہے۔

قل اس کے ہم آگے بڑھیں اس جگہ ایک اہم بات جو سامنے آئی، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ اپنے لئے اللہ کا نام استعمال کیا ہے جو کہ ایک مکمل ترین نام ہے۔ کچھ جگہ صفاتی نام ہیں۔ اسلامی لٹریچر میں بھی بزرگوں نے اکثر اللہ کا لفظ ہی استعمال کیا ہے۔ لیکن ایک حیدر ان کن امر یہ ہے کہ اردو زبان میں جس میں کہ مرزا قادیانی کی زیادہ تحریریں ہیں، اللہ کا لفظ ہی زیادہ تر مستعمل اور جانا پہچانا بھی ہے لیکن اس کے باوجود مرزا قادیانی نے نامعلوم کیوں اپنی تحریروں میں بجائے قرآنی اور مکمل نام ”اللہ“ استعمال کرنے کے بجائے لفظ ”خدا“ استعمال کیا ہے۔ جس کی جمع ”خداؤں“ کا لفظ ہے اور اللہ کا لفظ شاذ و نادر ہی استعمال کیا ہے۔ حالانکہ جس طرح وہ اپنا تعلق ہمیں خدا سے بتاتے ہیں ان کو تو لفظ اللہ کا استعمال کرنا چاہیے تھا۔

ایک اور بات کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ذاتی نام قرآن کریم میں اللہ بتایا ہے اور باقی اپنے نام صفاتی نام بتائے ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی کے خدا نے ان کو اپنا ایک نیا نام، (صفاتی نام نہیں) بتایا ہے۔ مرزا قادیانی بتاتے ہیں: ”خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ ”یلاش“ خدا کا ہی نام ہے۔“ (تحد کوڑو دی ص ۱۱۷، خزائن ج ۷ ص ۲۰۳ حاشیہ)

لیکن عجیب بات کہ خدا ان کو خاص طور پر وحی کر کے ”یلاش“ نام بتا رہا ہے جو کہ آج تک کسی اور کو نہیں بتایا لیکن اس کے باوجود یہ نام مرزا قادیانی نے شائد ہی کسی جگہ استعمال کیا ہو۔ کیا اللہ نے یہ نام خواہ مخواہ ہی بتایا، یا اس کے بتانے کا مقصد یہ نہیں تھا کہ مرزا قادیانی اس نام کو

استعمال کر کے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس سے متعارف کروائیں؟ یا جیسا کہ مرزا قادیانی ہر جگہ اپنے آپ کو اور اپنے کاموں کو رسول کریم ﷺ سے بڑھا کر پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ شاید یہاں بھی بتانا چاہتے ہیں کہ ان کو، ان کے خدا نے اپنے نام سے رسول کریم سے زیادہ بتائے ہیں؟ ”نعوذ باللہ من ذالک“

کیا کہیں یہ وجہ تو نہیں تھی کہ مرزا قادیانی کے خدا کا تصور انگریز تک ہی تھا۔ مرزا قادیانی ایک جگہ لکھتے ہیں کہ: ”ایک بار انہوں نے کچھ کاغذات خدا کو دستخط کے لئے پیش کئے۔“ (حقیقت الوحی ص ۲۵۵، خزائن ج ۲۲ ص ۲۶۷)

”ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا انگریز ہے جو سر پر کھڑا ہوا بول رہا ہے۔“ (براہین احمدیہ ص ۲۸۱، خزائن ج ۱ ص ۵۷۲) ہے: ”یہ کل رسائی (پہنچ) ہے کہ مرزا قادیانی کے دماغ کی، کہ ان کا خدا کا تصور انگریز تک جا کر ختم ہو گیا اور وہ ملکہ و کٹوریہ کو بڑی محبت کے ساتھ ملکہ عالیہ کے لقب سے پکارتے تھے، جو کہ تعالیٰ کی قبیل کا لفظ ہے۔ ملکہ تو دور کی بات وہ، مدعی نبوت و رسالت ہونے کے باوجود انگریز افسروں کی بھی جس طرح خوشامد کرتے رہے اس طرح تو شاید کوئی مزارعہ اپنے جاگیردار کی بھی کرتا ہو۔ ہمارے اس شبہ کو آئندہ کچھ پیش جانے والے حوالے تقویت دیتے ہیں۔ یقینی بات تو اللہ تعالیٰ جو عظیم و خیر ہے جانتا ہے یا پھر مرزا قادیانی اور ان کا خدا۔ ”افلاتدبرون“

کلمہ شریف کے پہلے حصہ کا کس طرح مذاق اڑاتے ہیں: ”جیسا کہ اس عاجز کو اپنے الہامات میں خدا تعالیٰ مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ ”تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں اور زمین و آسمان تیرے ساتھ ہیں، جیسا کہ میرے ساتھ ہیں اور تو ہمارے پانی میں سے ہے اور دوسرے لوگ خشکی سے اور تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تو مجھ سے اس مقام اتحاد میں ہے جو کسی مخلوق کو معلوم نہیں۔ خدا اپنے عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔ تو اس سے نکلا اور اس نے تمام دنیا سے تجھ کو چننا۔“ (کتاب البریہ ص ۸۲، ۸۳، خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۱، ۱۰۰)

میری ہر صاحب ضمیر سے استدعا ہے، خاص طور پر قادیانی (احمدی) حضرات سے کہ وہ خود مصافحہ باطنی سے فیصلہ دیں کہ کیا بنیوں کے سردار، رحمت اللعالمین، شافع دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے لے کر ایک ادنیٰ سے شخص تک جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرتا ہے یہ موقف صحیح یا قابل قبول ہو سکتا ہے؟ کیا یہ اسلام کے پہلے اور بنیادی اقرار کے مطابق ہے؟ مرزا قادیانی کس خدا کے پانی (نطفہ) سے تھے؟ اللہ جل جلالہ، کے بارہ میں یہ سوچ ہی جھری جھری طاری کر دیتی ہے بدن پر!

بقول مرزا قادیانی کے خدا مرزا قادیانی کی توحید پھیلا نا چاہتا تھا: ”خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ تیری توحید تیری عظمت تیری کمالت پھیلا دے۔“ (تذکرہ ص ۸۰۴ طبع ۳) کیا اس تحریر کا مطلب یہ نہیں بنتا کہ خدا تعالیٰ اپنی توحید سے نفوذ باللہ و تبردار ہو گیا ہے اور اب مرزا قادیانی، جو تیس (۳۰) سے زیادہ بیماریوں میں مبتلا، دن میں سو سو بار پیشاب کرتے ہیں، بیس مرتبہ اسہال کے لئے جاتے ہیں، جن کی تحریر میں ہر صفحہ پر ہر قسم کی غلطیاں ہوتی ہیں، جن کو بھول جانے کی بیماری ہے، جو وعدہ کر کے پورا نہیں کرتے تھے، جو عام انسانوں کے حقوق تو دور کی بات اپنے بیوی بچوں کے حقوق ادا نہیں کرتے تھے، جو عورتوں کے پہرہ کے محتاج تھے، اس کی توحید، کمالت اور عظمت پھیلانے کا ٹھیکہ لے رہا ہے؟ کیا یہ تحریر کسی نبی اللہ کی ہو سکتی ہے؟ جو بھی اس پر ذرہ بھر بھی غور کرے گا تو اس کے ضمیر کی آواز کہے گی کہ، یہ تحریر تو ایک نارمل انسان کی بھی نہیں۔ بلکہ کسی مجہول، پاگل، دیوانے کی برکتی ہے؟

مرزا قادیانی مزید لکھتے ہیں کہ خدا نے رات دن ان کے لئے پیدا کیا اور ان کو یہ الہام کیا: ”تو میرے ساتھ ہے، تیرے لئے رات اور دن پیدا کیا گیا، تیری میری طرف وہ نسبت ہے جس کی مخلوق کو آگاہی نہیں۔“ (کتاب البریہ ص ۷۷، خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۳)

اللہ تعالیٰ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے ذریعہ تو یہ پیغام دے رہا ہے کہ میں واحد اور لاشریک ہوں، میرے ساتھ کوئی نہیں جو خدا کی میں شریک ہے لیکن یہ ایسا سپر نچی بھیج رہا ہے جس کے ذریعہ ہمیں پیغام مل رہا ہے یا انکشاف ہو رہا ہے کہ نہیں اب نفوذ باللہ خدا اکیلا نہیں رہا۔ شائد تہائی سے تنگ آ گیا ہے اور اس کو بھی ایک ساتھی اور شریک مل گیا ہے، کیا میں غلط سمجھا ہوں؟ ایک اور جگہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”خدا سے میرا تعلق نہانی ہے، اگر دنیا کو پتہ چل جائے تو وہ نفرت کرنے لگیں۔“ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۶۳، خزائن ج ۲۱ ص ۸۱) اب یہ تو ممکن ہے کہ ہر شخص کا خدا سے اپنا ایک تعلق ہو جس کی گہرائی اللہ اور اس کی مخلوق جانتے ہیں لیکن انسان کے ساتھ اللہ کا کوئی خفیہ تعلق نہیں ہو سکتا جس سے کسی کے دل میں نفرت پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ اور بندے کا صرف ایک ہی تعلق ہے، خالق کا اپنی مخلوق سے اور بندے کے لئے ایک ہی راستہ ہے صرف عبدیت کا۔

لیکن ایک شریف آدمی جو اس گہرائی میں نہیں جاتا، یا جاسکتا، یا مرزا قادیانی کے ساتھ اخلاص کی وجہ سے غور ہی نہیں کرتا کہ مرزا قادیانی نے جو کہا ہے اس کا حقیقی مطلب کیا ہے؟ آنکھیں بند کر کے جو سنا ”امننا و صدقنا“ کہہ دیا۔ اس کے ذہن میں بھی کبھی نہ کبھی تو سوال آ سکتا ہے کہ کیا خفیہ تعلق اور کیوں؟ غالباً ایسے ہی کسی سوال کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے

مرزا قادیانی اس تعلق کا اظہار اپنے ایک خاص مرید قاضی یار محمد سے کرتے ہیں۔ یاد رہے کہ جو لاہور سے مرزا قادیانی کے لئے ٹانک وائین لے کر آیا کرتے تھے اور مرزا قادیانی کی اہلیہ، نصرت جہاں بیگم صاحبہ جب دوسرے شہروں لاہور اور امرتسر وغیرہ میں کپڑوں وغیرہ کی شاپنگ (خریداری) کے لئے تشریف لے جاتی تھیں اور مرزا قادیانی اپنی اہلیہ کے ساتھ تشریف نہیں لے جاسکتے تھے تو پھر قاضی صاحب کی خدمات سے فائدہ اٹھایا جاتا تھا۔ قاضی یار محمد نے کئی مرتبہ قادیانی اُم المؤمنین نصرت جہاں صاحبہ کے ساتھ دوسرے شہروں کے سفر کا اعزاز حاصل کیا۔ وہی قاضی یار محمد جو اس گھر کے بھیدی بھی کہے جاسکتے ہیں، اس تعلق کے بارہ میں کیا بیان کرتے ہیں؟

قاضی یار محمد اپنے کتابچہ میں لکھتے ہیں: ”جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے ایک موقع پر اپنی یہ حالت ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا، پس سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔“

(نریک نمبر ۳۳، موسومہ اسلامی قربانی ص ۱۲)

اب ایسے واقعات کا بھی کوئی نتیجہ بھی تو نکل آتا ہے، اس کے بارہ میں مرزا قادیانی کی اپنی تحریر کیا کہتی ہے؟ ”یعنی بابو الہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔“ (تذکرہ حقیقت الوحی ص ۱۳۳، انجمن ج ۲۲ ص ۵۸۱)

اب تو بچہ بھی ہو گیا، مرزا قادیانی نے اپنے اندر حیض مانا۔ گو بعد میں بچہ بنا، مطلب یہ کہ جب تک خدا کا بچہ نہیں ہوا تھا مرزا قادیانی کے اندر حیض کی ناپاکی تھی۔ مرزا قادیانی نے اور بھی جگہ اپنے حیض کا ذکر کیا ہے، لیکن یہ نہیں بتایا کہ وہ حیض کے دنوں میں کیا کرتے تھے؟ باقی اس لفظ اطفال سے پہلے بمنزلہ لگا کر دنیا کے اعتراض سے بچنے کی ناکام کوشش ہے۔ ویسے وہ بچہ ہے کہاں اور کس راہ سے آیا؟ مرزا قادیانی کا اصرار ہے کہ بچہ ہے لیکن حیرت ہے کہ قادیانی جماعت سمیت دنیا کو بچا اپنے باپ کی طرح ہی نظر نہیں آ رہا؟ اور صرف ہوائی دعویٰ تو ماننے میں بھینا مرزا قادیانی کے پیروکاروں کو بھی تامل ہوگا۔ ہم تو خیر ویسے ہی مرزا قادیانی کے موقف پر شکوک رکھتے ہیں!

اللہ تعالیٰ رحم کرے کہ کیا یہ مسیح، مہدی دنیا کو ہدایت سکھانے آیا تھا کہ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ ناصر رجولیت کا اظہار کرتا ہے بلکہ بچہ بھی ہو جاتا ہے۔ قادیانی (احمدی) دوستو اپنے ضمیر سے پوچھو کہ کیا جماعت نے یہ باتیں تمہیں بتائیں اور کیا خدا ایسا ہی ہوتا ہے؟ کیا خدا اور بندے کا تعلق مرد اور عورت کی طرح ہوتا ہے اور پھر دونوں مل کر بچے بھی جنتے ہیں؟ کوئی کہے گا کہ استعارتا ایسی

بات کہی ہے، کیا کسی نبی اللہ نے ایسی علامتی باتیں کہیں؟ دوسرے ہر بات بھی استعارتا کر دے گا کوئی واضح، سچی اور سیدھی بات بھی کی ہے؟ اور اسی پر بس نہیں کسی جو رو کی طرح خدا کو پابند کرنے کی کوشش ہی نہیں اعتراف بھی ہے، لکھتے ہیں: ”جس طرف تیرا منہ اس طرف خدا کا منہ۔“ (کتاب البریہ ۷، خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۱) اگر مرزا قادیانی یہ لکھتے ہیں: یا الہام بتاتے کہ جدھر خدا کا منہ، ادھر تیرا منہ تو ہر مذہب کی تعلیم کے مطابق درست ہوتا، مگر یہاں تو مرزا قادیانی کا (پتہ نہیں کونسا) خدا، مرزا قادیانی کا پابند ہو گیا ہے۔ استغفر اللہ۔ کیا خدا کا ایسا تصور رسول کریم ﷺ یا ان سے قبل انبیاء اللہ کی زندگی، قول یا وحی میں آیا ہے؟ کیا یہ اسلامی تصور ہے؟ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر یقین رکھنے والا کوئی انسان ایسا تصور کرنا تو دور کی بات ایسے خیالات کو پیش کرنے والے کی طرف دیکھنا بھی پسند کرے گا؟ ماسوائے قادیانی مریبوں کے جن کی روٹی اس رطب و یابس سے بندھی ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اپنی صفات کے بیان میں فرماتا ہے کہ: ”لَا تَاْخُذْهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ“ لیکن مرزا قادیانی جن کا دعویٰ یہ ہے کہ ان کو قرآن کا علم ہر روح سے زیادہ دیا گیا ہے، اپنا الہام (یا الزام) بیان کرتے ہیں: ”میں نماز پڑھوں گا اور روزہ رکھوں گا، جاگتا ہوں اور سوتا ہوں۔“ (البشری جلد دوم ص ۷۹، تذکرہ ص ۲۶۰ طبع ۳) یہی معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی خود ہی خدا ہیں اور اپنے کو الہام بھی کر رہے ہیں یا پھر کوئی اور معشوق چھپا ہے اس پردہ زرنگاری میں؟

قرآن کریم نے عیسائیوں کے اس عقیدہ کی نفی کی ہے اور ساتھ ہی مسیح علیہ السلام کو اس الزام سے مبرا قرار دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دیتے ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی نے قرآن کریم کے بالمقابل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انتہائی سخت گستاخی کی ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو خدا کا بیٹا قرار دیا ہے اور خدائی کا دعویٰ کیا ہے۔ اس کے باوجود مرزا قادیانی خود کو واضح طور پر خدا کا بیٹا قرار دیتے ہیں۔ مرزا قادیانی کا الہام ہے: ”اسمع ولدی اے میرے بیٹے سن۔“ (البشری ج اول ص ۴۹)

جب پہلے الہام پر اعتراض وارد ہوا تو بعد میں بمنزلہ کے الفاظ بڑھا کر دوسروں کا اعتراض رفع کرنے کی کوشش لگتی ہے۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”انت منی بمنزلہ ولدی“ ترجمہ: تو مجھ سے ہے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے۔“ (حقیقت الوحی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۸۹) کیا یہ مہدی اسلام کا پیغام سکھانے آئے ہیں یا دنیا کو عیسائیت کا پیغام دینے آئے ہیں؟ کیا کوئی مسلمان یہ جساتیں دیکھ کر مرزا قادیانی کی طرف دیکھنا بھی پسند کرے گا؟ اور قادیانی حضرات اپنے آپ سے خود ہی سوال کریں گے کہ جو مرزا قادیانی پر ایمان رکھتے ہیں، ایسے شخص پر ایمان

رکھنے والے کو بھی وہ کافر سمجھیں گے کہ نہیں؟ اور ان تحریروں کے بعد وہ خود بھی کیا سوچ رہے ہیں؟
مرزا قادیانی کا ایک کشف بیان کرنے سے پہلے، جس میں وہ خدا بننے ہیں اور زمین
آسمان نیا بناتے ہیں، ان کا ایک حوالہ پیش کیا جاتا ہے۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”میں ایسے شخص کا
سخت دشمن ہوں کہ جو کسی عورت کے پیٹ سے پیدا ہو کر پھر یہ خیال کرتا ہے کہ میں خدا ہوں۔ گو میں
صبح کو اس تہمت سے پاک قرار دیتا ہوں کہ اس نے کبھی خدا کی دعویٰ کیا (یہاں اپنے ہی، حضرت
صبح علیہ السلام پر لگائے ہوئے الزام کا انکار ہے۔ ناقل) تاہم میں دعویٰ کرنے والے کو تمام گناہ
گاروں سے بدتر سمجھتا ہوں۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۶۱۵) بات ذہن میں رہے ”جو کسی عورت کے
پیٹ سے پیدا ہو کر پھر یہ خیال کرتا ہے۔“ اس سے باوجود مرزا قادیانی اپنا یقینی کشف بیان کرتے ہیں
اور ساتھ ہی یہ دعویٰ ہے کہ وہ پیغمبر ہیں اور پیغمبر کا خواب اور کشف حقیقت، وحی ہوتا ہے۔

میرے اس الزام یا خیال کی تصدیق مندرجہ ذیل حوالہ کرتا ہے جس میں مرزا جی نے
زمین و آسمان بناتے ہیں۔ بیان کرتے ہیں: ”میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا
ہوں اور یقین کیا (خیال بھی نہیں بلکہ یقین کیا۔ ناقل) کہ وہی ہوں اور میرا اپنا کوئی ارادہ اور کوئی
خیال اور کوئی عمل نہیں رہا اور میں ایک سوراخ دار برتن کی طرح ہو گیا ہوں یا اس شے کی طرح جسے
کسی دوسری شے نے اپنی بغل میں ڈال دیا..... (پورا ڈیڑھ صفحہ ہے اور آخر میں کیا فرماتے ہیں۔
ناقل) اور اس حالت میں، میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے
ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب اور
تفریق نہ تھی پھر میں نے غشاء حق کے موافق اس کی ترتیب و تفریق کی اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس
کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا ”ان زینا السماء الدنیا
بمصابیح۔ پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے۔“ (کتاب البریہ ص
۸۵ تا ۸۷، خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۳ تا ۱۰۵) ممکن ہے کہ کوئی کہے کہ یہ کشف ہے تو مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ پیغمبر کا
خواب کشف وحی ہوتا ہے اور وحی تو ہر کوئی جانتا ہے کہ خدا کا کلام ہوتا ہے جو صرف حقیقت اور سچ ہوتا ہے۔ ہم
صرف مرزا قادیانی کی منطق کا جائزہ لے رہے ہیں اور ان کے انکار اور اقوال کے جائزے کے نتیجہ میں یہی
سامنے آتا ہے جو پیش کیا جا رہا ہے۔

مرزا قادیانی میر میر علی شاہ گولڑوی کو اپنی کتاب میں مخاطب کر کے مذہبی سوالوں کے
جواب کا ایک معیار پیش کرتے ہیں، لکھتے ہیں کہ: ”سچ کی یہی نشانی ہے کہ اس کی کوئی نظیر بھی ہوتی
ہے اور جھوٹ کی یہ نشانی ہے کہ اس کی کوئی نظیر نہیں ہوتی۔ بھلا بتاؤ مثلاً دو فریق میں ایک امر متنازعہ

فیہ ہے اور منجملہ ان کے ایک فریق نے اپنی تائید میں ایک نبی معصوم کے فیصلہ کی نظیر پیش کر دی اور دوسرا نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے۔ اب ان دونوں میں سے ”أحق من بالاً“ کون ہے؟“
(تحدہ گلاز دیہ ص ۶، خزائن ج ۱ ص ۹۵)

اب صرف مرزا قادیانی تو نہیں رہے۔ جوان کا پیغام چلا رہے ہیں ان سے درخواست ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے متعلق یا بقول مرزا قادیانی کے خدا کے متعلق ان خیالات کی نظیر نبی کریم ﷺ کے دور سے اب تک دکھادیں؟ اگر ان خیالات کی کوئی نظیر نہیں جو کہ مہینا نہیں ہے تو مرزا قادیانی کے اپنے ہی معیار کے مطابق جھوٹ کو نبی معصوم ﷺ کی تعلیم کے مقابل پیش کر رہے ہیں! کیا آپ جمہوروں کے نبی کی امت میں شمار چاہتے ہیں یا سچے نبی کی امت میں؟

ایک اور سوال سامنے آتا ہے کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ”مسح کا دعویٰ خدائی شراب خوری کا نتیجہ لگتا ہے (ست جن ص ۱۲۹ حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۲۹۶) مسح کے پاس تو صرف ایک ہی چیز تھی شراب لیکن مرزا قادیانی شراب، ایفون اور بھنگ تینوں استعمال کرتے تھے۔ وہ خود تو اب نہیں ہیں لیکن شاید کوئی قادیانی محقق ہمیں بتا سکے کہ مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ خدائی۔ کس چیز کے استعمال کی وجہ سے تھا، شراب؟ ایفون؟ یا بھنگ؟ یا پھر ان تینوں کی ”پاک میٹھ“ کا کارنامہ ہے؟
کلمہ شہادت کا دوسرا حصہ

کلمہ شہادت کا دوسرا حصہ ”واشهد ان محمد رسول اللہ“ ہے ”اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں“ اس کے ساتھ مرزا قادیانی کا کیا سلوک ہے پہلے نعوذ باللہ، مثل محمد ﷺ بننے ہیں، پھر خود کو محمد ﷺ قرار دیتے ہیں پھر اپنا مقام اس سے بھی آگے بڑھاتے ہیں۔ اس کے بعد ان کا بیٹا اس خیال کو آگے تک بڑھاتا ہے اور کلمہ کو ہی مرزا قادیانی پر چسپاں کر دیتا ہے۔

مرزا قادیانی ایک جگہ لکھتے ہیں: ”اور جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ ﷺ میں تفریق کرتا ہے، اس نے مجھے نہیں دیکھا اور نہیں پہچانا۔“ (یہ عبارت عربی، فارسی و اردو میں لکھی ہے۔ ناقل) (خطبہ الہامیہ ص ۱۷۱، خزائن ج ۱ ص ۲۵۹) اب دیکھئے جس شخص کا دعویٰ ہو کہ وہ سر تا پا عشق رسول ﷺ میں اتنا غرق ہے کہ اس میں اور (نعوذ باللہ) رسول پاک ﷺ میں کوئی فرق نہیں اس کا اپنے محبوب رسول ﷺ کے بارے میں بنیادی علم کیا ہے؟ کیا یہ غیرت کی جگہ نہیں ہے کہ جس نام کی چادر اوڑھنے کا دعویٰ ہے اس کے بارے میں بنیادی معلومات بھی نہ ہوں بلکہ ایک پراسر کی طالب علم بھی زیادہ صحیح اور بہتر جانتا ہے بہ نسبت ان عاشق محمد ﷺ کا بے بنیاد اور جھوٹا دعویٰ کرنے والے صاحب سے۔

لکھتے ہیں: ”تاریخ کو دیکھو کہ آنحضرت ﷺ وہی ایک یتیم لڑکا تھا جس کا باپ پیدائش

سے چند دن بعد ہی فوت ہو گیا تھا اور ماں صرف چند دن کا بچہ چھوڑ کر مر گئی تھی۔“ (پیغام صلح ص ۲۸، جزائن ج ۲۳ ص ۳۶۵) علم تو دور کی بات ان سلطان القلم کی تحریر دیکھیں، نبیوں کے سردار، رحمت اللعالمین، شافع دو جہاں، سرور کونین، محمد مصطفیٰ ﷺ کی والدہ اور والد کے لئے کوئی تعظیم کا لفظ نہیں۔ ذرا ”جس کا باپ“ اور ”جس کی ماں مر گئی“ کے الفاظ کھلے طور پر ظاہر کر رہے ہیں کہ دل میں کوئی تعظیم نہیں، کوئی محبت نہیں، صرف کسی ذریعہ ابغیاء کی طرح منہ سے کہہ دیا کہ میں محبت کرتا ہوں۔

”آنحضرت ﷺ کو والدین سے مادری زبان سیکھنے کا بھی موقع نہیں ملا، کیونکہ چھ ماہ کی عمر تک دونوں فوت ہو چکے تھے۔“ (ایام الصلح ص ۱۴۹، جزائن ج ۱ ص ۳۹۶ حاشیہ)

”تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آپ ﷺ کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے اور سب کے سب فوت ہو گئے تھے۔“ (چشمہ معرفت ۲۸۶، جزائن ج ۲ ص ۲۹۹)

”ہمارے پیغمبر خدا کے ہاں ۱۲ لڑکیاں ہوئیں۔ آپ ﷺ نے کبھی نہیں کہا کہ لڑکا کیوں نہیں ہوا“ (ملفوظات، جلد ۶ ص ۵۷)

رسول کریم ﷺ کی ذات اقدس کے بارہ میں اس علم پر یہ برتا کہ مجھ میں اور رسول کریم ﷺ میں تفریق نہ کرو اور اس پر دعویٰ یہ کہ یہ مقام مجھے عشق محمد ﷺ کے طفیل ملا جس سے عشق ہے، ان کی پیدائش کا بھی علم نہیں، ان کے والدین کا بھی علم نہیں، ان کی اولاد کا بھی علم نہیں؟ اس قسم کے کافی علوم مرزا قادیانی کے کلام میں پائے جاتے ہیں۔

مرزا قادیانی کے سارے دعوے حب رسول کے نام صرف غلط تھے بلکہ وہ رسول پاک ﷺ کی پاکیزہ سوانح عمری ہی سے واقف نہیں تھے! بلکہ ان کا حب رسول کے دعووں کا مقصد نا صرف رسول کریم ﷺ کے مقام پر قبضہ کرنا بلکہ اپنی ذات کو اس سے بڑھ کر پیش کرنا تھا۔ اس لئے جہاں بھی مرزا کا موقع چلا ہے رسول کریم ﷺ کی تحقیر کا کوئی موقع بھی نہیں جانے دیا۔ یہ علیحدہ بات کہ چاند پر تھوکا اپنے منہ پر ہی گرتا ہے۔

مرزا قادیانی نے لکھا: ”آنحضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب..... جیسائیوں کے ہاتھ کا پیر کھا لیتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے۔“ (مرزا قادیانی کا مکتوب، اخبار الفضل قادیان، نمبر ۶۶ ج ۱ ص ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳) آپ ﷺ پر ہی اس قسم کا گھناؤنا الزام؟ کیا یہ رسول پاک ﷺ کی توہین کر کے کافر نہیں ہوا؟

دوسری جگہ لکھتے ہیں: ”اور آپ ﷺ ایسے کنواں سے پانی پیتے تھے جس میں حیض کے لئے پڑتے تھے۔“ (مقول از اخبار الفضل نمبر ۶۶ ج ۱ قادیان ص ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴

اللہ ﷺ کی شریعت پاکی اور پلیدی کے مخطوط انتہائی واضح کرتی ہے کہ اس مقدس نبی اور ان کے پاک صحابہ کی سیرت طیبہ پر غلاطی اچھا لانا، مرزا قادیانی کا یہی حوصلہ ہے! کیا یہ مہدی بھی ہدایت لے کر آیا ہے؟ کیا یہ رسول پاک ﷺ کی توہین نہیں؟

لیکن بغض ہے کہ بڑھتا ہی جاتا ہے مرزا قادیانی کو چین نہیں لینے دیتا، لکھتے ہیں: ”خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے چھپانے کے لئے ایک ایسی ذلیل جگہ تجویز کی جو نہایت متعفن اور تنگ اور تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی۔“ (تحدہ کوڑ دیہ ص ۷۰، حاشیہ خزائن ج ۷ ص ۲۰۵) مرزا قادیانی اپنے آپ کو خاتم الانبیاء قرار دے رہے ہیں۔ نعوذ باللہ! ”کیونکہ میں بارہا بتا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت ”وآخرین منهم لما یلحقوہم“ بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت کا وجود قرار دیا ہے۔“ (بحوالہ ایک غلطی کا ازالہ ص ۵، خزائن ج ۸ ص ۲۱۲)

لیکن بیس برس کیوں خاموش رہے اور دنیا کو نہیں بتایا کہ آپ خاتم الانبیاء ہیں بلکہ مدعی نبوت پر لعنتیں بھی ڈالتے رہے۔ اگر خاموش رہے اور نہیں بتایا تو جرم کیا کیونکہ نبی کو وحی، آگے لوگوں کو بتانے کے لئے اللہ تعالیٰ نازل کرتا ہے نہ کہ بیس برس تک چھپانے کے لئے! اور اگر بیس برس وحی کی سمجھ ہی نہیں آئی تو دنیا میں ایسی وحی وصول کرنے والے سے بڑا مجہول، غمی اور پاگل کوئی نہیں ہوگا اور ایسے کو وحی کرنے والا کم از کم خبیث اور علیم اللہ تعالیٰ نہیں ہو سکتا۔ دونوں طرح سے مرزا قادیانی کے دعویٰ پر سوال اٹھتا ہے اور ان کے ہر دعوے کو ملیا میٹ کرتا ہے۔

اور دوسری جگہ کہتا ہے کہ ”میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں، بد قسمت ہے جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریک ہے۔“ (کشتی نوح ص ۵۲، خزائن ج ۱۹ ص ۶۱) اس سے بڑا جھوٹ کوئی نہیں، یہ فقیر در مصطفیٰ ﷺ اسی قادیانی جماعت میں پیدا ہوا، سدھایا گیا اور اس جماعت میں مختلف حیثیتوں میں چالیس سال سے زیادہ اعزازی عہدوں پر کام کیا۔ الحمد للہ، اللہ نے مجھے اور میرے بیوی بچوں کو اس تاریکی سے نکال لیا! ہم حق الیقین سے کہہ سکتے ہیں کہ قادیانیوں کے تمام فرقوں کی سوچ، ذہنیت، علم، عمل مرزا قادیانی کی دی ہوئی غلامی، حرص مال، دوسروں کی ذلت، مرزا خاندان کا مراقی خطبہ عظمت، ناشکرے پن، انصاف دشمنی، دوسروں پر حکم چلانے کی خواہش، انسانیت سے دشمنی، بالخصوص مسلمانوں، مسلمان ملکوں اور اسلام کی جاہلوں کی خواہش، مسلمانوں کی ہر تکلیف پر خوشی محسوس کرنا، قرآن کریم، احادیث مبارکہ اور بزرگوں کی تصنیفات میں تحریف کرنا،

عبادات کا حلیہ بگاڑ دینا، سب مل کر مرزا قادیانی کے بخشنے ہوئے ایک ایسے اندھیرے بلیک ہول کی حیثیت اختیار کر گئی ہے کہ نور کی اس میں کوئی کرن نہیں اور جہاں اگر کوئی اچھا کام ہو بھی جائے تو مرزا قادیانی کا بخشا ہوا اندھیرا نگل لیتا ہے۔

اور ان کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم اے نے اپنے والد کے دعاوی کو تقویت دیتے ہوئے نعوذ باللہ اپنے خیال میں رسول کریم ﷺ کا وجود بھی ختم کر دیا اور اس کو اپنے ابا کا وجود قرار دے دیا۔ لکھتا ہے: ”چونکہ مشابہت نامہ کی وجہ سے مسیح موعود اور نبی کریم میں کوئی دو کوئی باقی نہیں رہی۔ حتیٰ کہ ان دونوں کے وجود بھی ایک وجود کا ہی حکم رکھتے ہیں۔“ (کلمۃ الفصل، ص ۱۰۴، مصنفہ مرزا بشیر احمد، ایم اے) اس کا مطلب ہے کہ اگر ایک ہی وجود ہوا تو مرزا قادیانی نے انکار نبوت کرتے ہوئے لوگوں کے اعتراضات پر کفر کے فتوے اور جتنی لعنتیں ڈالی ہیں ان کا مورد کون ہوا؟ استغفر اللہ!

مرزا قادیانی اپنے قلم اور منہ سے تو آنحضور ﷺ کو خاتم الانبیاء کہتے ہیں اپنے آپ کو ان کا خادم قرار دیتے ہیں لیکن جب ہم حقیقت ان کی تحریروں کا تجزیہ کرتے ہیں تو وہ خود اور ان کی اولاد اور ان کے علماء دراصل مرزا قادیانی کو نا صرف خاتم الانبیاء اور ان کے وجود بابرکت کے طور پر پیش کرتے ہیں بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر مرزا قادیانی کو آنحضور ﷺ سے بڑھ کر قرار دیتے ہیں۔ نعوذ باللہ۔ اس پر بے شمار حوالے پیش کئے جاسکتے ہیں۔ لیکن یہ موضوع اس مضمون میں زیادہ تفصیل سے نہیں دیا جاسکتا یہاں عبادات اور ارکان اسلام کے بارہ میں مرزا قادیانی کا عمل اور سوچ اور تحریر کو اتنے ہی اختصار کے ساتھ دکھایا جا رہا ہے جس سے صرف قاری کو ان وجوہات کا کسی حد تک اندازہ ہو سکے کہ مسلمانوں کا رویہ مرزا قادیانی اور ان کی جماعت کے لئے کھنچا ہوا اور فاصلے پر رہنے والا کیوں ہے؟

دعویٰ برتری

اس فقیر نے جو نقطہ نظر پیش کیا ہے کہ مرزا قادیانی اپنی نظر میں اور اپنی اولاد اور جماعت کے با علم طبقہ میں آنحضور ﷺ سے برتر تھے یا نہیں، یہ حوالہ دیکھئے ان کے ایک صحابی کا،

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(اخبار بدر قادیان نمبر ۳۳ ج ۲ ص ۱۴، مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

اور اس نظم پر مرزا قادیانی نے ناصر فحشی کا اظہار کیا بلکہ وہ قطعہ گھر کے اندر لے گئے اور وہاں اپنے کمرے میں اس کو لٹکایا (اپنے صحابی کو نہیں بلکہ اس کی پیش کردہ نظم کو) کاش کوئی غیرت مند اس وقت مرزا قادیانی اور ان کے اس صحابی قاضی ظہور الدین اکمل کو الٹا لٹکا دیتا تو ممکن ہے کہ لاکھوں لوگوں کے ایمان تباہ ہونے سے بچ جاتے اور یہ بات مرزا قادیانی کہ موت سے تقریباً پونے دو سال قبل کی ہے، اس کا مطلب ہے کہ رسول پاک ﷺ کی شان میں گستاخی اپنی جماعت کے ذہنوں میں بہت اچھی طرح سے بٹھا چکے تھے۔ قاضی ظہور الدین اکمل کی بھتیجی اور کئی قریبی رشتہ دار مسلمان ہو چکے ہیں۔ فالحمد للہ! غالباً اسی شاعر کے کچھ اور شعر

محمد بنے چارہ سازی اُمت ہے اب احمد مجتبیٰ بن کے آیا
حقیقت کھلی بعث ثانی کی ہم پر کہ جب مصطفیٰ میرزا بن کے آیا
آسمان اور زمین تو نے بنائے ہیں نئے
تیرے کشفوں پہ ہے ایمان رسول قدنی
پہلی بعث میں محمد ہے تو اب احمد ہے
تجھ پہ اترا ہے قرآن رسول قدنی

(الفضل قادیان ج ۱۰ نمبر ۳۰ ص ۲۰۱، مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

مرزا بشیر الدین محمود پسر مرزا قادیانی اور خلیفہ دوم کہتا ہے کہ ہر شخص رسول کریم سے بھی بڑھ سکتا ہے۔ ”یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے حتیٰ کہ محمد ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔“ (اخبار الفضل قادیان، نمبر ۳ ج ۱۰، مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

حالات، واقعات اور دوسرے آثارات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ غالباً مرزا بشیر الدین محمود خود آگے بڑھنے کے لئے میدان تیار کر رہے تھے لیکن ایک تو پاکستان بن گیا اور قادیان سے جس کو یہ دارالامان بھی کہتے ہیں، چھپ کر نکلے اور پاکستان پہنچ کر ربوہ آباد کیا۔ ایک ہی وقت میں اسرائیل اور عجمی اسرائیل قائم ہوئے۔ ربوہ میں بہ جلد فالج اور دوسری بیماریوں نے جکڑ لیا۔ غالباً اسی وجہ سے نعوذ باللہ! محمد رسول اللہ ﷺ سے آگے بڑھنے کا پروگرام رہ گیا۔

اسی لئے (دماغی مراق کے زیر اثر) مرزا قادیانی اپنے خیال میں ہر ایک سے زیادہ روحانی طور پر بلند ہو گئے۔ ”ان قدمی هذه على منارة ختم عليها كل رفعة“ ترجمہ: میرا یہ قدم اس منارہ پر جہاں تمام روحانی بلندیایں ختم ہیں۔“ (خطبہ الہامیہ ص ۳۵، غزائن ج ۱ ص ۷۰)

اور مرزا قادیانی کو مرتے وقت بھی نہ تو کلمہ ادا کرنا نصیب ہوا اور نہ ہی سننا۔ کیونکہ جو وفات کی روداد سیرت المہدی، مصنفہ پسر مرزا بشیر نے لکھی ہے اس میں کہیں بھی ذکر نہیں کہ مرزا قادیانی نے یا ان کے ارد گرد جو لوگ تھے کسی نے بھی کلمہ پڑھا ہو۔
نماز

نماز کے بارہ میں قرآن کریم میں بے شمار تاکید ہے اور اس کے علاوہ ہمیں سنت وقول رسول اللہ ﷺ سے نماز کے بارہ میں رہنمائی ملتی ہے۔ یہ موقع تفصیل میں جانے کا نہیں۔ قصہ مختصر نماز کی ادائیگی میں انسان اپنی حالت صحت اور سفر وغیرہ کے پیش نظر التزام بالا احترام کرتا ہے۔ مرزا قادیانی کے ادائیگی نماز کے کچھ طریقے پیش خدمت ہیں۔ ان سے یہ بھی ظاہر ہوگا کہ امام کے انتخاب، خود امامت کرتے ہوئے، نماز کے درمیان کیا کرتے رہے۔

”بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت صبح موعود..... فریضہ نماز کی ابتدائی سنتیں گھر میں ادا کرتے تھے اور بعد کی سنتیں بھی عموماً گھر میں اور کبھی کبھی مسجد میں پڑھتے تھے۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ حضرت صاحب نماز کو لمبا کرتے رہے یا خفیف؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ عموماً خفیف پڑھتے تھے۔“ (سیرت المہدی حصہ اول، ص ۵ روایت نمبر ۵، مصنفہ مرزا بشیر احمد ایم اے) سوچنے والی بات، نبی کی نماز اور بالعموم خفیف؟

”زندگی کے آخری سالوں میں جبکہ حضرت صبح موعود علیہ السلام عموماً باہر تشریف نہ لاسکتے تھے اس وقت اندر عورتوں میں نماز مغرب اور عشاء جمع کر کے پڑھایا کرتے تھے۔“ (ذکر حبیب، ص ۱۳، مصنفہ مفتی محمد صادق) دیے بھی مرزا قادیانی عورتوں کی صحبت میں خوشی محسوس کرتے تھے۔

اسلامی فقہ کے برخلاف ایک، نبی فقہ پیش کی ہے۔ ”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صبح موعود کو نبی نے بارہا دیکھا کہ گھر میں نماز پڑھاتے تو حضرت المؤمنین کو اپنے دائیں جانب بطور مقتدی کے کھڑا کر لیتے حالانکہ مشہور فقہی مسئلہ یہ ہے کہ خواہ عورت اکیلی ہی مقتدی ہو تب بھی اس مرد کے ساتھ نہیں بلکہ الگ پیچھے کھڑا ہونا چاہیے، ہاں اکیلا مرد مقتدی ہو تو اسے امام کے ساتھ دائیں طرف کھڑا ہونا چاہیے، میں نے حضرت ام المؤمنین سے پوچھا تو انہوں نے بھی اس بات کی تصدیق کی۔“ (سیرت المہدی حصہ سوئم ص ۶۳۷ روایت ۶۹۶)

مرزا قادیانی کے لئے، نشے کی حالت میں نماز بھی جائز ہی نہ تھی بلکہ نشہ آور چیز استعمال کرتے ہوئے نماز ادا کی۔ جیسا کہ سب کو علم ہے دوسرے کئی نشوں کی طرح پان بھی ایک نشہ ہے اور پان کے اندر استعمال ہونے والی چیزیں بھی نشہ پیدا کرنے والی ہوتی ہیں۔ دیکھیں یہاں بھی

گھر کے بھیدی لڑکا ڈھار ہے ہیں: ”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب کو سخت کھانسی ہوئی ایسی کہ دم نہ آتا تھا البتہ منہ میں پان رکھ کر قدرے آرام معلوم ہوتا تھا۔ اس وقت آپ نے اس حالت میں پان منہ میں رکھے رکھے نماز پڑھی تاکہ آرام سے پڑھ سکیں۔“

(سیرت المہدی، حصہ سوم ص ۶۰۶، روایت ۶۳۸)

ہر شخص یہ جانتا ہے کہ درد کے دور کرنے میں نشہ والی چیز ہی مدد کرتی ہے اور جس شخص کا باپ حاذق حکیم ہو اور اس سے اس نے طب بھی پڑھی ہو تو کیا اس کو علم نہیں ہوگا؟

حدیث مبارکہ ہے کہ حب اولاد اور حب مال انسان کو فتنہ میں ڈال دیتا ہے۔ حب مال کی گواہی اس مضمون میں دوسری جگہ آگئی ہے اور اب حب اولاد ان مسیح مہدی کے دعویدار کو کس طرح فتنہ میں ڈالتی ہے جس کا دعویٰ ہے کہ وہ دنیا کی ہدایت کے لئے آیا ہے اور حکیم نور دین صاحب کے مطابق جس کا کلمہ ہے: ”میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔“ مریدوں سے ”اپنے دین“ کو دنیا پر مقدم رکھوانے والے اور بظاہر نماز کی تلقین کرنے والے عام نماز نہیں بلکہ جمعہ المبارک کی ادائیگی کس طرح ترک کرتے ہیں؟ مرزا قادیانی کے صحابی خاص لکھتے ہیں: ”صاحبزادہ مرزا مبارک احمد کی مرض الموت کے ایام میں ایک جمعہ کے دن حضرت مسیح موعود حسب معمول کپڑے بدل کر عصا ہاتھ میں لے کر جامع مسجد کو جانے کے واسطے تیار ہوئے۔ جب صاحبزادہ کی چارپائی کے پاس سے گزرتے ہوئے ذرا کھڑے ہو گئے تو صاحبزادہ صاحب نے حضرت مسیح موعود کا دامن پکڑ لیا اور اپنی چارپائی پر بٹھادیا اور اٹھنے نہ دیا۔ صاحبزادہ صاحب کی خاطر حضور بیٹھے رہے اور جب دیکھا کہ بچہ اٹھنے نہیں دیتا اور نماز جمعہ کے وقت میں دیر ہوتی ہے تو حضور نے کہلا بھیجا کہ جمعہ پڑھ لیں اور حضور کا انتظار نہ کریں۔“

(ذکر حبیب، ص ۱۷۲، از مفتی محمد صادق قادیانی)

مرزا قادیانی ہی کا ایک قول پیش خدمت ہے۔ کہتے ہیں: ”سچے مسلمان بننا ہے تو پہلے بیٹوں کو مار لو۔ بابا فرید کا مقولہ بالکل صحیح ہے کہ جب کوئی بیٹا مر جاتا تو لوگوں سے کہتے کہ ایک کتورہ (کتی کا بچہ) مر گیا ہے اور اس کو دفن کر دو۔“ (ملفوظات، ج ۹ ص ۱۱۵) کیا کتورہ کے لئے جمعہ المبارک کو چھوڑا؟ اور لوں کو کیا نصیحت کریں گے یہ خود ساختہ مسیح اور مہدی؟ جب کہ خود.....؟ اچھا اس قول کے مطابق اگر بچہ کتورہ ہے تو مرزا کا بیٹا کتورہ ہوا اور مرزا قادیانی کیا ہوا؟

نمازوں کو توڑنے مروڑنے اور ان میں بدعات پیدا کرنے میں بھی مرزا قادیانی کا کردار ہمارے سامنے ہے اور اپنے علم اور عمل سے ایسے مرید اور مثالیں چھوڑ گئے کہ بدعات کا

سلسلہ چلا رہے۔ نماز میں بجائے مسنون اسلامی دعاؤں کے مرزا قادیانی کی فارسی نظم پڑھی گئی اور مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ خدا کی مرضی کے بغیر نہیں بولتے اور جب وہ لکھ رہے ہوتے ہیں تو ان کے اندر روح القدس کام کر رہی ہوتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اب نماز میں ان کی وحی پڑھی جانی چاہیے اور جاتی ہے۔ اس کا ذاتی تجربہ بھی ہے۔ اب بیٹے کی زبانی برا در نسبتی (سالا) کی گواہی پڑھیں، لکھتے ہیں: ”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گرمیوں میں مسجد مبارک میں مغرب کی نماز پیر سراج الحق صاحب نے پڑھائی۔ حضور بھی اس نماز میں شامل تھے۔ تیسری رکعت میں رکوع کے بعد انہوں نے بجائے مشہور دعاؤں کے حضور کی ایک فارسی نظم پڑھی۔“ (سیرت المہدی، حصہ سوئم ص ۶۳۳، روایت ۷۰۷) اور مرزا قادیانی نے اپنے عمل سے اس پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔

مرزا قادیانی کی زندگی میں ان کے اپنے ہی اعتراضات کے مطابق ٹائلٹ کا بڑا کردار ہے حتیٰ کہ مرزا قادیانی کے مطابق ان کی نبوت کا ایک ثبوت روزانہ ٹائلٹ میں بے شمار مرتبہ اور بعض دنوں میں سو سو بار حاضری دینا بھی ہے! اس لئے مرزا قادیانی اپنا امام الصلوٰۃ بھی ایسے شخص کو بناتے ہیں جس کی نماز میں بھی ریح (پیت سے نکلنے والی بدبودار ہوا) کا اخراج بھی لگا تار جاری رہتا ہے۔ بیٹے کی زبانی، برا در نسبتی (سالا) کی گواہی پیش خدمت ہے، لکھتے ہیں: ”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نماز نہ پڑھا سکے، حضرت خلیفہ اول بھی موجود نہ تھے تو حضرت صاحب نے حکیم فضل الدین صاحب کو نماز پڑھانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور تو جانتے ہیں کہ مجھے تو بوا سیر کا مرض ہے اور ہر وقت ریح خارج ہوتی رہتی ہے۔ میں نماز کس طرح سے پڑھاؤں؟ حضور نے فرمایا کہ حکیم صاحب آپ کی اپنی نماز باوجود اس تکلیف کے ہو جاتی ہے یا نہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہاں، حضور نے فرمایا کہ پھر ہماری بھی ہو جائے گی، آپ پڑھائیے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ بیماری کی وجہ سے اخراج ریح جو کثرت کے ساتھ جاری رہتا ہو تو ناقض وضو میں سمجھا جاتا۔“

(سیرت المہدی، حصہ سوئم ص ۶۱۴، روایت ۶۵۴)

غالباً ٹائلٹ سے اسی محبت کی وجہ سے مرزا قادیانی کی موت بھی اسی بیماری میں ہوئی۔ لیکن کیا اس کو امام الصلوٰۃ بھی بنایا جاسکتا ہے؟ میرے خیال میں نہیں! لیکن اس پر علماء کرام بھی صحیح فتویٰ دے سکتے ہیں۔

مرزا قادیانی کی زندگی میں ہمیں بہت ساری بوالعھیاں ملتی ہیں۔ مرزا قادیانی کے ایک

خاص مرید نامناسب برکت حاصل کرنے کے لئے، مسجد میں، باجماعت عبادت کرتے وقت مرزا قادیانی کے جسم کو ٹٹولتے تھے۔ بغیر کسی تبرہ کے۔ مرزا قادیانی کے بیٹے لکھتے ہیں: ”قاضی محمد یوسف پشاور نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت اقدس، حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے ساتھ اس کوٹھڑی میں نماز کے لئے کھڑے ہوا کرتے تھے جو مہربان مبارک میں بجانب مغرب تھی مگر ۱۹۰۷ء میں جب مسجد مبارک وسیع کی گئی تو وہ کوٹھڑی منہدم کر دی گئی۔ اس کوٹھڑی کے اندر حضرت صاحب کے کھڑے ہونے کی وجہ اغلباً یہ تھی کہ قاضی یار محمد صاحب حضرت اقدس کو نماز میں تکلیف دیتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ قاضی یار محمد صاحب بہت غلط آدمی تھے مگر ان کے دماغ میں کچھ خلل تھا جس کی وجہ سے ایک زمانہ میں ان کا یہ طریق ہو گیا تھا کہ حضرت صاحب کے جسم (خاص حصہ) کو ٹٹولنے لگ جاتے تھے اور تکلیف اور پریشانی کا باعث ہوتے تھے۔“ (سیرت المہدی، حصہ سوئم ص ۸۱، روایت نمبر ۸۹۳) کیا اس مرید کو ان حرکات کی وجہ سے عبادت گاہ سے باہر بھی نکالا گیا؟ بلکہ وہ تو اس سبب کے باوجود خلوت و جلوت کا راز دار رہا۔

نماز باجماعت کا حال تو آپ نے پڑھ لیا۔ اب اپنی حالت نماز پر مرزا قادیانی کی تحریر کیا گواہی دیتی ہے؟ جس کا دعویٰ ہے کہ اس کو خدا نے دنیا کی اصلاح اور ہدایت کے لئے مبعوث کر کے بھیجا ہے، وہ ہی ہمیں بتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو اکثر مہینوں تک اس کو مسنون طریق سے نماز تو دور کی بات قل ہوا اللہ نہیں پڑھنے دے رہا۔ کیا اللہ تعالیٰ ایسے امام کے اصولی دعویداروں کے ساتھ ایسا سلوک کر سکتا ہے؟۔ اب مرزا قادیانی کا قلمی اعتراف بھی حاضر ہے۔ ایک دوست کو لکھتے ہیں کہ: ”حالت صحت اس عاجز کی بدستور ہے، کبھی غلبہ دوران سر اس قدر ہو جاتا ہے کہ مرض کی جنبش شدید کا اندیشہ ہوتا ہے اور کبھی یہ دوران کم ہوتا ہے لیکن کوئی وقت دوران سر سے خالی نہیں گزرتا۔ مدت ہوئی نماز تکلیف سے بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے۔ بعض اوقات درمیان میں توڑنی پڑتی ہے، اکثر بیٹھے بیٹھے ریگن (درد جو چوڑھوں سے اٹھ کر ٹخنوں تک پہنچتا ہے۔ ناقل)؟ جاتی ہے اور زمین پر قدم اچھی طرح نہیں جمتا، تقریباً چھ سات ماہ یا زیادہ گزر گیا ہے کہ نماز کھڑے ہو کر نہیں پڑھی جاتی اور نہ بیٹھ کر اس وضع پر پڑھی جاتی ہے جو مسنون ہے اور قرأت میں شاید قل مواللہ بمشکل پڑھ سکوں کیونکہ ساتھ ہی توجہ کرنے سے تحریک بخارات کی ہو جاتی ہے۔“

(خاکسار غلام احمد قادیان، ۵ فروری ۱۸۹۱ء، مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۶۲، ۸۸ مکتوب نمبر ۶۲)

اس کے علاوہ قادیانی جماعت جس طرح نمازوں کی بار بار ادائیگی سے بچنے کے لئے ان کو جمع کرنے کا طریقہ اختیار کر رکھا ہے، اس میں کئی باضمیر قادیانی بھی سوال اٹھاتے ہیں اور کئی

قادیانی بچوں نے اپنے والدین سے سوال بھی کیا کہ آپ کہتے ہیں کہ پانچ نمازیں ہوتی ہیں۔ لیکن جب بھی کوئی اکٹھ ہوتا ہے وہاں یہ تین رہ جاتی ہیں اور گھروں میں بے کار، بے بنیاد عذر تراش کر قادیانی نمازیں جمع کر کے پتہ نہیں کس کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

ایسے بے شمار واقعات ہمیں مرزا قادیانی کی زندگی سے مل سکتے ہیں۔ نماز کے ساتھ ایسے سلوک کو مد نظر رکھتے ہوئے جب مسلمان حضرات اپنے تحفظ اور بیزاری کا اظہار کرتے ہیں تو کیا وہ غلط کرتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ بہت سارے سمجھ دار قادیانی جب اس مضمون کو پڑھیں گے تو یقیناً ان کا ضمیر بھی ان کو سوچنے اور سمجھنے کی طرف راغب کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ بہت سوں کے لئے اس مضمون کو ہدایت کی طرف سوچ اور فیصلہ کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

روزہ

پہلے دو ارکان اسلام (کلمہ شہادت و نماز) کے ساتھ جو سلوک مرزا قادیانی نے کیا وہ تو آپ نے پڑھ لیا۔ اب روزوں کے ساتھ مرزا قادیانی کیا سلوک کرتے ہیں، اس کا بھی کچھ مختصر حال پڑھ لیں۔ اس مضمون میں کوئی تنقید نہیں صرف ایسے واقعات کو پیش کرتا ہے جن سے مرزا قادیانی کا ارکان اسلام و عبادات اسلام سے برگشتہ ہونا، ان میں تحریف یا ان کی ادائیگی سے ان کی اہمیت و ضرورت کو ختم کرنا ظاہر ہو اور قادیانی دوستوں کو ان کے سوال کا جواب مل سکے۔

مرزا قادیانی کے بیٹے کی زبانی، الہیہ کی گواہی، لکھتے ہیں: ”بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مسیح موعود کو دورے پڑنے شروع ہوئے تو آپ نے اس سال سارے رمضان کے روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ دوسرا رمضان آیا تو آپ نے روزے رکھنے شروع کئے مگر آٹھ نو روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا، اس لئے چھوڑ دیئے اور فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو اس میں آپ نے دس گیارہ روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ کی وجہ سے روزے ترک کرنے پڑے اور آپ نے فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو آپ کا تیرہواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب آپ کو دورہ پڑا اور آپ نے روزہ توڑ دیا اور باقی روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ مگر پھر وفات سے دو تین سال قبل نہیں رکھ سکے اور فدیہ ادا فرماتے رہے، خاکسار نے دریافت کیا کہ جب آپ نے ابتدا دوروں کے زمانہ میں روزے چھوڑے تو کیا پھر بعد میں ان کو قضا کیا؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ نہیں! صرف فدیہ ادا کر دیا تھا، خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب شروع شروع میں حضرت مسیح موعود کو دوران سر اور برد اطراف کے دورے پڑنے شروع ہوئے تو اس زمانے میں آپ بہت کمزور ہو گئے تھے اور صحت خراب رہتی تھی۔“ (سیرت الہدی، حصہ اول

ص ۵۹، روایت ۸۱) لیکن روزے تو انہوں نے اکثر نہیں رکھے؟ مرزا قادیانی کی صحت ٹھیک کب رہی؟ اس واقعہ کو پڑھنے کے بعد ہمیں پتہ چلتا ہے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک نہ تو روزہ کی اہمیت تھی۔ توڑے ہوئے روزے بھی قضا نہیں کئے۔

اگر یہ عذر پیش کیا جائے کہ بیماری اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے اور یہ اللہ کی مرضی تھی تو قادیانی دوستوں کی یہ دلیل یا سوال یا جواب ہمارے اس موقف کو مضبوط کرتا ہے کہ مرزا قادیانی اللہ کے مبعوث کردہ نبی نہیں تھے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کے لئے ایک شخص کو مبعوث کر کے بھیجے اور اس کو جن امور کی باحسن ادائیگی کی تلقین کے لئے بھیجا ہو ای کو انہیں امور کی ادائیگی میں لاچار اور مجبور کر دے۔ تاکہ وہ کوئی صحیح نمونہ بھی نہ پیش کر سکے۔ کیا اللہ تعالیٰ کا سلوک اپنے نبیوں اور ان کی امت کے ساتھ یہی رہا ہے؟ اور جو نمونہ اس کے ذریعہ اس کے ماننے والوں کے سامنے آئے وہ ادائیگی ارکان اسلام میں تحریف شدہ ہو اور شریعت کے تمام اصولوں کے خلاف ہو۔

یہ واقعہ بتاتا ہے کہ مرزا قادیانی صرف چند سال نہیں عمر کے اکثر حصہ میں بیماری کے خوف کے مارے روزہ نہیں رکھتے تھے یا رکھ سکتے تھے اور سہل راستے اختیار کرتے تھے۔ مرزا کا بیٹا لکھتا ہے: ”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ لدھیانہ میں حضرت مسیح موعودؑ نے رمضان کا روزہ رکھا ہوا تھا کہ دل گھٹنے کا دورہ ہوا اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو گئے۔ اس وقت غروب آفتاب کا وقت بالکل قریب تھا مگر آپ نے فوراً روزہ توڑ دیا، آپ ہمیشہ شریعت میں سہل۔ نہ کو اختیار فرمایا کرتے تھے۔“ (سیرت الہدی، حصہ سوم ص ۶۳۷، روایت ۶۹۷) زندگی کے دوسرے کاموں میں بھی سہل راستے ہی اختیار کیا۔ اس کی سب سے بڑی مثال مذہبی ڈکانداری، بیگانہ ملی نہ پھگری، آٹھ پتی بن گئے۔

مرزا قادیانی نے خود تو روزہ کا جو بھی اہتمام اور احترام کیا سو کیا مگر دوسروں کے روزے بھی زبردستی زوا دیتے تھے۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب سے روایت ہے کہ ایک دفعہ لاہور سے کچھ احباب رمضان میں قادیان آئے۔ حضرت صاحب کو اطلاع ہوئی تو آپ مع ناشتہ ان سے ملنے کے لئے مسجد میں تشریف لائے۔ ان دوستوں نے عرض کیا کہ ہم سب روزے سے ہیں۔ ”آپ نے فرمایا غریب روزہ ٹھیک نہیں اللہ تعالیٰ کی رخصت پر عمل کرنا چاہیے۔ چنانچہ ان کو ناشتہ کروا کے ان کے روزے توڑا دیئے۔“ (سیرۃ الہدی، حصہ دوم ص ۳۳۵، روایت ۳۸۱) اس طرح کے کئی اور واقعات بھی قادیانی جماعت کی کتابوں میں موجود ہیں۔

مرزا قادیانی اپنے نام کے ساتھ رئیس قادیان بھی لکھا کرتے تھے۔ اب اگر تو رئیس لکھنے کے بعد بھی صاحب نصاب نہیں تو دونوں میں سے ایک جھوٹ ہے اور اگر غریب تھے اس قابل نہیں تھے تو اپنے آپ کو رئیس ظاہر کیا، دنیا کو دھوکا دینے کے لئے، تو کیا اللہ تعالیٰ نے دنیا کو دھوکہ بازی سکھانے کے لئے مہدی بھیجنا تھا یا دھوکہ دہی ترک کرنے کے لئے؟ جس پہلو سے بھی دیکھیں، مرزا قادیانی مسیح، مہدی وغیرہ تو دور کی بات شریف آدمی بھی نظر نہیں آتے۔ اسلام کا بنیادی رکن مرزا قادیانی کس طرح پس پشت ڈال رہے ہیں۔ پانچ بنیادی ارکان میں سے تین کے ساتھ جو حشر کیا ہے وہ تو سامنے آگیا، زکوٰۃ کی طرف سے مرزا قادیانی نے اپنی آنکھیں ہمیشہ بند رکھیں۔

بیٹے کی گواہی کیا کہتی ہے؟ ”اور زکوٰۃ اس لئے نہیں دی کہ آپ کبھی صاحب نصاب نہیں ہوئے۔“ (سیرت المہدی، حصہ سوم ص ۶۲۳، روایت ۶۷۷)

اسی بیٹے کی اسی کتاب سیرت المہدی کی دوسری جلد کی گواہی کیا کہتی ہے؟ گھر سے چار ہزار کا زیور اور ایک ہزار نقد۔۔۔ مرزا قادیانی کے بیٹے لکھتے ہیں کہ: ”خاکسار عرض کرتا ہے کہ وہ رہن نامہ جس کی رو سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا باغ حضرت والدہ صاحبہ کے پاس رہن رکھا تھا، میں نے دیکھا ہے وہ باقاعدہ رجسٹری شدہ ہے اور اس کی تاریخ ۲۵ جون ۱۸۹۸ء ہے، زر رہن پانچ ہزار روپے ہے جس میں سے ایک ہزار نقد درج ہے اور باقی بصورت زیورات ہے۔ اس رہن میں حضرت صاحب سے مندرجہ ذیل الفاظ درج ہیں۔“ اقرار یہ ہے کہ عرصہ تیس سال تک ملک الہین مرہونہ نہیں کراؤں گا، بعد تیس سال مذکور کے ایک سال میں جب چاہوں زر رہن دوں تب ملک الہین کراؤں ورنہ بعد انفصال میعاد بالا یعنی اکتیس سال کے بتیسویں سال میں مرہونہ بالا ان ہی روپوں میں بیع بالوفاء ہو جائے گا اور مجھے دعویٰ ملکیت نہیں رہے گا۔ قبضہ اس کا آج سے کر دیا ہے اور داخل خارج کراؤں گا اور منافع مرہونہ بالا کی قائمی رہن تک مرہونہ مستحق ہے اور معاملہ سرکاری فصل خریف ۱۹۵۵ء بکری سے مرہونہ دے گی اور پیداوار لے گی۔“

(سیرت المہدی، حصہ دوم ص ۳۲۸، روایت ۳۲۸)

اس رہن نامہ کے ایک ایک الفاظ پر غور کریں اور مرد نہیں کہ یہ ایک خود ساختہ پیغمبر کی بیوی کا اپنے خاوند سے کیا رویہ ہے؟

لیکن آپ ذرا بھی غور کریں کہ ایک خود ساختہ پیغمبر کے گھر میں چھ کلوسونا بھی پڑا ہوا ہے اس پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں! اور کہاں سے آیا؟

یہ بھی ایک سوال ہے، جہیز میں تو اتنا ملا ہو ممکن نظر نہیں آتا کیونکہ وہ محکمہ انہار کے ملازم، ایک کثیر العیال نقشہ نویس کی بیٹی تھیں اور مرزا قادیانی کے بقول خود ان کے اپنے مالی حالات ایک کم تر درجے کے زمیندار کی طرح ہو گئے تھے اور براہین احمدیہ اور اس کے بعد دوسری کتابیں چھاپنے کے لئے چندے کی اپیلیں کرتے رہتے تھے۔ دوسری طرف جس کی برابری کا نعوذ باللہ دعویٰ ہے اس محسن انسانیت کا یہ حال تھا کہ شام تک گھر میں اگلے دن کے لئے کچھ جمع نہیں رہنے دیتے تھے۔

صدقہ خیرات

اسلام میں صدقہ خیرات کی اہمیت بہت بیان کی گئی ہے لیکن جو صاحب ساری عمر دوسروں سے اشاعت اسلام کے نام پر، عطیات، زکوٰۃ، صدقہ، خیرات، مردہ کچنیوں کا مال، سود، مردوں کے قبروں سے نکالے ہوئے کفنوں کی قیمت، عورتوں کے زیورات اپنے لئے اکٹھے کرتے ہوں۔ دعاؤں کے لئے پیسے وصول کریں اور کھل کر کہیں کہ اگر دعا کرانی ہے تو ایک لاکھ دویسوں کو باقاعدہ زبانی اور تحریری طور پر مجبور کریں کہ وہ ماہواری یا باقاعدگی سے ان کو چندہ دیں۔ جس نے وصیت کے نام سے اپنے مریدوں کی جائیداد مال ہتھیانے کا طریقہ اختیار کر کے نسلوں کی روٹی کا بندوبست کر گیا، اس شخص سے کیا توقع ہو سکتی ہے کہ اس نے کوئی صدقہ خیرات کیا ہوگا۔

مرزا قادیانی نے اگر کبھی کسی کو کچھ دیا تو اس نیت کے ساتھ کہ دور دور تک ان کا نام جائے گا۔ اس کے علاوہ مرزا قادیانی کسی رفاہی کام کے لئے بھی ایک روپیہ خرچ کرنے کو تیار نہیں ہوتے تھے۔ صرف لینا جانتے تھے دینا نہیں۔

علی گڑھ کالج کے لئے مرزا قادیانی سے چندہ مانگا گیا، انہوں نے انکار کر دیا۔ حتیٰ کہ مرزا قادیانی سے کہا گیا کہ علامتی طور پر ایک روپیہ ہی چندہ دے دیں مگر انہوں نے اس سے بھی انکار کر دیا۔ حالانکہ اسی کالج میں ان کا پوتا مرزا عزیز پسر مرزا سلطان احمد جس کو مرزا قادیانی نے دیوث اور دشمن اسلام قرار دے کر عاق کیا تھا، بھی اس کالج میں پڑھ رہا تھا۔

رسول کریم ﷺ نے سادات کے لئے صدقہ و زکوٰۃ کو حرام قرار دیا ہے لیکن مرزا قادیانی نے جائز قرار دے دیا۔ بیٹے کی لکھی روایت ہمیں بتاتی ہے کہ: ”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت (مرزا قادیانی۔ ناقل) فرمایا کرتے تھے کہ اگرچہ صدقہ اور زکوٰۃ سادات کے لئے منع ہے۔ مگر اس زمانہ میں جب ان کے گزارہ کا کوئی انتظام نہیں ہے تو اس حالت میں اگر کوئی سید بھوکا مرتا ہے اور کوئی اور صورت انتظام کی نہ ہو تو بے شک اسے زکوٰۃ یا صدقہ میں

سے دے دیا جائے۔ ایسے حالات میں حرج نہیں ہے۔“

(سیرت المہدی، حصہ سوم ص ۷۱۸، روایت ۷۷۳)

”قاضی محمد یوسف صاحب پشاور نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ۱۹۰۶ء کی بات ہے کہ ایک سائل نے جو اپنے آپ کو نو شہرہ ضلع پشاور کا بتاتا تھا اور مہمان خانہ قادیان میں مقیم تھا حضرت صاحب کو خط لکھا کہ میری مدد کی جائے۔ مجھ پر قرضہ ہے۔ آپ نے جواب لکھا کہ قرض کے واسطے ہم دعا کریں گے اور آپ بہت استغفار کریں (خود کبھی نہیں کیا۔ ناقل) اور اس وقت ہمارے پاس ایک روپیہ ہے جو اس سال ہے۔“ (سیرت المہدی، حصہ سوم ص ۷۳۵، روایت ۸۰۷) یہ ہے قادیانی مہدی کا مال کا لٹانا! کہو قادیانی دوستو! ایسے مہدی کا ہی انتظار تھا نہیں؟

اسی طرح کا ایک اور واقعہ ہے کہ ایک عرب جگہ جگہ سے گھومتا ہوا آیا اور اس نے مرزا قادیانی سے کچھ مدد مانگی۔ مرزا قادیانی نے اس کو کچھ رقم دی۔ بعض اصحاب نے کہا کہ حضور آپ نے تو اس کو اتنی رقم دے دی۔ تو مرزا قادیانی نے کہا کہ یہ جگہ جگہ گھومنے پھرنے والا ہے۔ ہر جگہ ہماری سخاوت کا ذکر کرے گا، ہمارا نام پہنچائے گا۔ مسلمان کسی نام کرنے والے مہدی کا نہیں بلکہ کام کرنے والے مہدی کا انتظار کر رہے ہیں!

حج

پہلے چار ارکان اسلام پر مرزا قادیانی کے عملدرآمد کی بابت مختصر آروند آدھکی ہے۔ اب پانچویں رکن اسلام کے ساتھ مرزا قادیانی کا اپنا عمل اور دوسروں کو کیا ہدایات ہیں۔ ”مولوی محمد حسین بیالوی کا خط حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی خدمت میں سنایا گیا جس میں اس نے اعتراض کیا تھا کہ آپ حج کیوں نہیں کرتے؟ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ میرا پہلا کام خزیروں کا قتل ہے اور صلیب کی شکست ہے۔ ابھی تو میں خزیروں کو قتل کر رہا ہوں، بہت سے خزیروں مر چکے ہیں اور بہت سخت جان ابھی باقی ہیں، ان سے فرصت اور فراغت ہوئے۔“ (ملفوظات، ج ۳ ص ۳۷۲) رسول اکرم ﷺ کی احادیث مبارکہ کے مطابق حضرت مسیح ابن مریم کہاں احرام باندھیں گے اور حج کریں لیکن یہ مسیح صاحب ابھی سوروں کے باڑے میں ہی گھوم رہے ہیں اور ان سوروں کی ملکہ کو عالیہ قرار دے کر اس کی متابعت کا اعلان کر رہے ہیں۔

”خاکسار عرض کرتا ہے کہ حج نہ کرنے کی تو خاص وجوہات تھیں کہ شروع میں تو آپ کے لئے مالی لحاظ سے انتظام نہ تھا۔ کیونکہ ساری جائیداد وغیرہ اوائل میں ہمارے دادا صاحب کے

ہاتھ میں تھی اور بعد میں بتایا صاحب کا انتظام رہا اور اس کے بعد حالات ایسے پیدا ہو گئے کہ ایک تو آپ جہاد کے کام میں منہمک رہے، دوسرے آپ کے لئے حج کا راستہ بھی محدود تھا، تاہم آپ کی خواہش رہتی تھی کہ حج کریں۔“ (سیرت المہدی، ج ۳ ص ۶۲۳، روایت ۶۷۲)

نام تو رئیس قادیان ابن رئیس تھا اور کتابوں کے ٹائٹل پر بھی یہی لکھتے تھے اور جب اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا سوال آتا تو مالی لحاظ سے کوئی انتظام نہیں ہوتا۔ ان باتوں سے کس کو دھوکا دینا چاہ رہے ہیں باپ، بیٹا۔ اللہ تعالیٰ کو تو دھوکا دے نہیں سکتے اور رری دنیا کی بات تو اس پر بھی ان کا وجل کھل گیا ہے۔ قادیانی جماعت کو بھی اللہ توفیق دے حق دیکھنے کی۔ آمین!

مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ ان کے خدا نے ان کو وعدہ دیا ہے کہ: ”میں وہی ارادہ کروں گا جو تمہارا ارادہ ہے۔“ (حقیقت الوحی، ص ۱۰۶، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۹) اب اگر واقعی آپ کا خدا پر یقین ہے اور واقعی خدا نے آپ کو وعدہ دیا تھا کہ وہ مرزا قادیانی کے ارادہ کے مطابق ہی چلے گا تو پھر مرزا قادیانی کو کسی قسم کی فکر نہ ہونی چاہیے تھی۔ خدا ان کے ارادہ کے مطابق احسن انتظام کروا دیتا تا کہ یہ حج ادا کرنے پر جھوٹے نہ ہوں لیکن یہاں سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی نے کبھی ارادہ ہی نہیں کیا، خواہش ہی نہیں کی۔ یا پھر جھوٹا الہام پیش کیا۔ کیا رسول اکرم ﷺ کی حقیقی نیابت کرنے والا کسی ایسا سوچ بھی سکتا ہے کہ وہ حج کا ارادہ ہی نہ کرے؟

ہر بار ایک نیا بہانہ اور ایک نیا عذر لیکن یہاں کئی نئے عذر۔ پڑھئے اور مردھنئے: ”مرزا قادیانی پر حج فرض نہ تھا کیونکہ آپ کی صحت درست نہ تھی، ہمیشہ بیمار رہتے تھے، حجاز کا حاکم آپ کا مخالف تھا کیونکہ ہندوستان کے مولویوں نے مکہ معظمہ سے، مرزا قادیانی کے واجب القتل ہونے کے فتوے منکوائے تھے، اس لئے حکومت حجاز آپ کی مخالف ہو چکی تھی وہاں جانے پر آپ کی جان کو خطرہ تھا۔ لہذا آپ نے قرآن شریف کے اس حکم پر عمل کیا کہ اپنی جان کو جان بوجھ کر ہلاکت میں نہ پھنساؤ۔ مختصر یہ کہ حج کی مقررہ شرائط آپ میں نہیں پائی گئیں، اس لئے آپ پر حج فرض نہ ہوا۔“ (اخبار الفضل قادیان، ج ۱، نمبر ۲۱ ص ۷، مورخہ ۱۹۲۹ء)

یہ جو عذر پیش کیا جا رہا ہے کہ مرزا قادیانی پر حج فرض نہ تھا۔ اس کا جواب تو یہ ہے کہ جب رسول کریم ﷺ فرما گئے ہیں کہ مہدی علیہ السلام اور مسیح ابن مریم دونوں حج کریں گے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ رسول کریم ﷺ کی کبھی بات فرض نہ ہو اور پھر اس کے لئے، جس کا کہنا ہے کہ عشق رسول کی وجہ سے میں مسیح ہوں، مہدی ہوں اور نبی ہوں؟

اگر صحت کا عذر ہے تو صحت اور تندرستی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں یہ اور سب قدر تھیں اس

کے ہاتھ میں ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ نبیوں کے سردار ﷺ سے ایک پیشین گوئی کروائے اور وہ پورا نہ کرے یا اس کے پورا ہونے کے اسباب مہیا نہ کرے۔ اگر مرزا قادیانی سچے مسیح یا مہدی ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کی صحت ایسی نہ ہونے دیتا کہ وہ رسول کریم ﷺ کی بتائی ہوئی بات کو پورا نہ کر سکتے۔ بلکہ وہ ان کو ایسی صحت دیتا اور نیت دیتا، اسباب مہیا کرتا کہ وہ حج کر آتے۔

ایک اور وجہ بیان کرتے ہوئے اپنا خیال ظاہر کرتے ہیں: ”واجب القتل ہونے کے فتوے منکوائے گئے تھے اور حکومت حجاز مخالف ہو چکی تھی اس لئے حج نہیں کیا۔“ یہ بات تو ہمارے موقف کو اور مضبوط کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے حج کرو اور رسول پاک ﷺ نے بتادیا کہ مسیح ابن مریم نزول کے بعد حج کریں گے۔ کیا آج تک اللہ تعالیٰ نے رسول پاک ﷺ کی بتائی ہوئی پیشین گوئی کو ادھورا چھوڑا؟ کیا تیرہ چودہ سو سال سے ہم نے نہیں دیکھا کہ کتنی پیشین گوئیاں پوری ہوئیں؟ تو کیا مرزا قادیانی اگر سچے مسیح ہوتے تو ان کو کوئی ڈر خوف ہوتا؟ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور رسول کریم ﷺ کی پیشین گوئیوں پر اعتبار ہوتا تو وہ دلیری سے جاتے اور وہاں جا کر حج کرتے اور فرض و پیشین گوئی پوری کرتے۔ اپنا پیغام عالم اسلام کو دیتے اور سچا ہونے کی صورت میں ان کا پیغام بہت جلد عالم اسلام کو پہنچ جاتا۔ مگر مرزا قادیانی کو یقینی علم تھا کہ وہ جھوٹے مدعی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے وعدے ان کے لئے نہیں بلکہ ابھی آنے والے سچے ابن مریم علیہ السلام کے لئے ہیں۔ اسی لئے حج کو نہیں گئے۔

اس کے علاوہ مرزا قادیانی کو (اپنے) خدا کے وعدوں پر بھی یقین نہیں تھا۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ ان کا الہام ہے: ”براہین احمدیہ میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی یہ پیشین گوئی ہے کہ قتل وغیرہ کے منصوبوں سے بچایا جاؤں گا۔“ (حقیقۃ الوحی، ص ۲۲۳، خزائن ج ۲۲، ص ۲۳۳) اس سے بڑھ کر کونسا موقع تھا کہ اپنی پیشین گوئی ثابت کرتے اور دنیا کو اپنے خدا کا وعدہ پورا ہوتے دکھا دیتے؟

مرزا قادیانی کا خدا ان کو صرف بچانے کا ہی وعدہ نہیں کر رہا بلکہ ان کے دشمن پر حملہ کرنے کا وعدہ بھی کر رہا ہے۔ الہام لکھتے ہیں: ”خدا تجھے دشمنوں سے بچائے گا اور اس شخص پر حملہ کرے گا جو ظلم کی راہ سے تیرے پر حملہ کرے گا۔“ (تذکرہ الشاہدین، ص ۶، خزائن ج ۸، ص ۲۰) اس کے باوجود بھی مرزا قادیانی کو اپنے خدا پر یقین نہیں کہ وہ واقعی کچھ کرے گا۔ ایک وقت میں رسول کریم ﷺ پر دشمن کے اچانک حملہ سے بچانے کے لئے صحابہؓ رسول کریم ﷺ کا پہرہ دیا کرتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی کہ میں تمہیں دشمنوں سے بچاؤں گا تو آنحضرت ﷺ نے

اسی وقت صحابہ گو پہرہ ختم کرنے کا حکم دے دیا کہ اب اللہ تعالیٰ کا وعدہ آگیا ہے۔ اب خود حفاظت کرے گا لیکن یہ صاحب جن کا دعویٰ ہے کہ وہ عین محمد ﷺ ہیں۔ نعوذ باللہ! ان کا یہ حال ہے کہ ان کا خدا ان سے وعدے پر وعدے کر رہا ہے بچانے کے، دشمن پر حملہ کرنے کے لیکن مرزا قادیانی ہیں کہ صرف خطرے کا تصور کرتے ہوئے بھی لوٹا پکڑے سارا دن ٹوائٹ کے چکر لگا رہے ہیں۔

اس کے باوجود اپنی کتاب میں کس تحدی سے بلکہ ڈھٹائی اور بے شرمی سے لوگوں کے سامنے یہ دعویٰ بھی کر رہے ہیں: ”اور ہم ایسے نہیں کہ کوئی موت ہمیں خدا کی راہ سے ہٹا دے اور اگرچہ خدا کی راہ میں مجروح ہو جائیں یا ذبح کئے جائیں۔“ (ضمیمہ براہین احمدیہ، ج ۱، ص ۲۱۶، ص ۳۲۱) کیا حج اللہ کی راہ میں نہیں؟ کیا حج فرض نہیں؟ کیا حج مرزا قادیانی کے لئے بطور مسج و مہدی ایک لازمی امر نہیں تھا؟ جس مسج اور مہدی کو اپنے خدا کے وعدوں کے بعد اپنے ہی کہے ہوئے الفاظ کا پاس ہی نہیں کیا وہ اللہ کا فرستادہ ہو سکتا ہے؟ مرزا قادیانی کے الفاظ مرزا قادیانی پر ہی پلٹتا ہوں، ایک جگہ پر لکھتے ہیں: ”کیا اس کے سوا کسی اور چیز کا نام ذلت ہے کہ جو کچھ اس نے کہا وہ پورا نہ ہوا۔“ (ضمیمہ انجامِ اہتم، ج ۲، خزائن ج ۱۱، ص ۳۱۱) اب یہ مرزا قادیانی کے خدا اور ان کا اپنا کہا پورا نہ ہوا، موقع ملا بھی، ہمیشہ موجود بھی رہا کہ اپنا کہا پورا کر کے دکھا دیں لیکن بہانہ سازی کر کے ٹالنے کی کوشش کی۔ کیا ابھی مرزا قادیانی یا ان کی گدی چلانے والے ذلت محسوس نہیں کر سکتے؟

مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں کہ: ”اور خدا کی طرف سے آپ کو ایک رعب عطا ہوا تھا جس کے سامنے دلیر سے دلیر دشمن بھی کاٹنے لگ جاتا تھا۔“ (سیرت المہدی، ج ۱، ص ۱۲۵، روایت نمبر ۱۳۳، معنفہ مرزا بشیر احمد ایم اے) لیکن مرزا قادیانی کی زندگی میں ایسی کوئی حقیقی مثال نظر نہیں آتی کہ حقیقی دشمن واقعی کاٹنے لگ جاتے تھے۔ ہاں ایسی مثالیں بکثرت ملتی ہیں کہ مرزا قادیانی اپنے خیالوں سے ہی کاٹنے لگ جاتے تھے۔

ایک شخص نے عرض کی کہ مخالف مولوی اعتراض کرتے ہیں کہ: ”مرزا قادیانی حج کو کیوں نہیں جاتے؟“ حضرت صاحب نے اس شخص کو مخاطب کر کے فرمایا، تمام مسلمان علماء و اول ایک اقرار نامہ لکھ دیں کہ اگر ہم حج کر آویں تو وہ سب کے سب ہمارے ہاتھ پر توبہ کر کے ہماری جماعت میں داخل ہو جائیں گے اور ہمارے مرید ہو جائیں گے۔ اگر ایسا لکھ دیں اور اقرار حلفی کریں تو ہم حج کر آتے ہیں۔“ (ملفوظات، ج ۹، ص ۳۲۵)

یہ شرائط مرزا قادیانی کہاں سے لائے؟ شریعت سے؟ کیا احادیث میں مہدی علیہ رضوان یا مسیح ابن مریم علیہ السلام کے لئے کوئی ایسی بات تحریر ہے؟ کیا کسی آئمہ مجدد و امام مرنے

کسی تفسیر تشریح میں یہ شرائط چھوڑی ہیں؟

مرزا قادیانی کے بقول ان کے وقت میں دنیا میں چورانوے (۹۴) کروڑ مسلمان تھے۔ اب ان کے علماء کی تعداد نکالو، سب سے لکھو اور وہ صرف یہ کہ جب مرزا قادیانی حج کر آئیں گے تو ان کے دوسو دعوے بغیر کسی دلیل، بغیر کسی جواز کے مان کر ان پر ایمان لائیں گے اور مرزا قادیانی اس صورت میں حج کر آتے ہیں۔ اگر ہم تمام دنیا چھوڑ کر ہندوستان بلکہ پنجاب کے علماء ہی سے لکھو تو مرزا قادیانی کی کئی عمریں چاہیے ہوتیں۔ اس لئے مرزا قادیانی نے بھی ایسی شرط رکھی کہ نہ نو من تیل ہو گا نہ رادھا ناچے گی۔ کیا ایسی دجلہ پر شرط پیش کرنے والا شریف آدمی بھی ہو سکتا ہے کج اتنی بڑی حیثیتوں کا دعویٰ دار؟ فاعتبرو یا اولی الابصار۔

مرزا قادیانی مکہ معظمہ سے خدائی حکم نامہ کے تحت حج قادیان منتقل کر رہے ہیں، لکھتے ہیں: ”لوگ معمولی (حج کے لئے لفظ معمولی پر غور فرمائیے۔ ناقل) اور نقلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں مگر اس جگہ (قادیان۔ ناقل) نقلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور عاقل رہنے میں نقصان اور خطرہ۔ کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی۔“ (آئینہ کمالات اسلام، ص ۳۵۲، خزائن ج ۵ ص ۳۵۲) کیا ایک مسلمان خانہ کعبہ کو چھوڑ کر کہیں اور حج کرنے کا سوچ بھی سکتا ہے؟ افلا تدبرون!

قرآن کریم

فرمان مرزا ہے کہ: ”میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔“ (حقیقت الوحی، ص ۳۱۱، خزائن ج ۲۲ ص ۲۲۰)

مرزا قادیانی کا بیٹا اس کی تائید میں لکھتا ہے کہ: ”اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا اپنے الہامات کو کلام الہی قرار دیتے ہیں اور ان کا مرتبہ بلحاظ کلام الہی ہونے کے ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن مجید اور تورات اور انجیل کا۔“

مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ: ”قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں

ہیں۔“ (تذکرہ ص ۶۳۱، ۹۹، تیسرا ایڈیشن، ناشر، الشریکۃ الاسلامیہ مدینہ)

مرزا قادیانی، اسلام کی ہر چیز پر ناجائز قبضہ کر رہے ہیں، سوچا کہ قرآن کریم پر بھی قبضہ کرو۔ قادیانی دوستو جب آپ لوگ ہمیں بتاتے ہو کہ قرآن کریم خدا کی کتاب ہے اور رسول کریم ﷺ پر نازل ہوا تو اس وقت مرزا قادیانی کے اس حوالے کو جان بوجھ کر چھپاتے ہو یا آپ

میں پڑھی جاتی ہیں۔ ہر روز اس کی تلاوت کی جاتی ہے۔“ (براہین احمدیہ حصہ سوم، ص ۱۱۰، خزائن ج ۱ ص ۱۰۲، حاشیہ) اب کیا کہیں کوئی ایسی گواہی موجود ہے کہ ۱۸۵۷ء کیا ایک دو سال پہلے سے ایک دو سال بعد تک کسی وقت بھی اللہ نے حفاظت کا وعدہ واپس لے لیا اور اس کی تفسیر غائب ہو گئیں، حفاظ کی یادداشتیں ختم ہو گئیں، نمازوں میں اس کی آیات کی تلاوت بند ہو گئی، گھروں میں روزانہ تلاوت کا خیال ختم ہو گیا؟ یا بتایا جائے کہ کس طریق سے حفاظت کا وعدہ ختم ہوا اور قرآن مجید اٹھالیا گیا! اگر جواب ہاں میں ہے تو شہادت پیش کرنی چاہیے۔ قادیانی جماعت کے تمام فرقوں کو! اور اگر ایسی کوئی شہادت نہیں تو ایسے بے ہودہ خیال کو پھیلانے والے، گمراہ کن عقائد اٹھانے والے بے بنیاد مذہبی عیار اور دھوکہ باز سے قطع تعلق کرنا چاہیے۔

بات صرف قرآن کریم تک ہی نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر ایک نئے کلام کا بیغام ہے۔

ایک نئی وحی کا!

”قرآن کریم کی طرح میری وحی خطاؤں سے پاک ہے۔ یہ میرا ایمان ہے۔ خدا کی قسم یہ کلام مجید ہے جو خدا نے پاک یکتا کے منہ سے نکلا ہے۔ جو یقین عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی وحی پر، موسیٰ علیہ السلام کو تورات اور حضور ﷺ کو قرآن مجید پر تھا۔ میں از روئے یقین ان سے کم نہیں ہوں، جو جھوٹ کہہ وہ لعنتی ہے۔“ (نزول المسیح، ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷، ۴۷۸)

جھوٹے تو مرزا قادیانی ہیں ہی اور اپنے آپ کو لعنتی بھی انہوں نے خود ہی بنالیا ہے۔ ہمیں مزید ان کو جھوٹا لعنتی یا کچھ اور کہنے کی ضرورت نہیں لیکن اس ایک اقتباس سے ہی کئی نکات یا سوالات سامنے آتے ہیں جن کے صحیح جواب قادیانی جماعت کے پاس نہ ہیں، نہ دے سکی ہے اور نہ ہی دے سکتی ہے۔ یہ جماعت زیادہ سے زیادہ انسان کو تاویلات کے جنگل میں دھکیل کر خود گزر رہے ہوئے وقت کی طرح سے غائب ہو جاتی ہے۔ کہ اب میرا انتظار کر۔

قرآن کریم ہمیں ہر جگہ دو وحیوں کا بتلاتا ہے۔ اول رسول کریم ﷺ سے قبل وحی اور دوم رسول ﷺ کی وحی۔ اس کے بعد کسی وحی نبوت یا رسالت کا نہ تو قرآن کریم میں، نہ ہی احادیث مبارکہ میں ذکر ہے۔ یہ تیسری وحی مرزا قادیانی کہاں سے لے آئے؟ اس کی کوئی صحیح سند؟ ایک جگہ ایک آیت میں لفظ آخرین سے اس قسم کی تاویل نکالتے ہیں لیکن اس سے قبل آیت کے معنی تحریف کر کے اور ایک حصہ چھپا کر، غلط ترجمہ پیش کر کے اپنی تفسیر پیش کرتے ہیں۔ لیکن پورے صحیح ترجمہ کے ساتھ اور نظیر کے ساتھ بات کریں تو بات بنتی ہے۔ ورنہ تفسیر بالرائے، گناہ ہے اور ترجمہ میں تحریف بھی گناہ ہے۔ قادیانی مریمان دجل، تحریف، جھوٹ سے باز رہ کر

دہرے گناہوں سے بچیں۔

قرآن کریم کی حفاظت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے کہ تاقیامت میں اس کی حفاظت اور وحی آخر کا ذمہ دار ہوں اور تاقیامت وحی رسالت میں نہ تو ایک شوشہ کمی ہوگی اور نہ ہی زیادتی ہوگی۔ اب اگر اللہ تعالیٰ وحی کرتا ہے تو خود اپنا وعدہ توڑتا ہے کہ آخری وحی کے بعد دوبارہ وحی کی۔ چاہے وہ دوبارہ قرآن کریم کو ہی نازل کرتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ تیرہ سو سال تک حفاظت کی اب نئے طور پر نازل کرنے کے لئے حفاظت کا وعدہ ختم کر دیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کبھی بھی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ لیکن مرزا قادیانی کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے پورے نہیں کرتا۔ حالانکہ جب ہم مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں یا ناک ٹونیوں کا انجام دیکھتے ہیں تو ہر پیشین گوئی میں واضح نظر آتا ہے کہ ان کے (نامعلوم) خدا نے کبھی بھی مرزا قادیانی کے ساتھ وعدہ وفا نہیں کیا اور مرزا قادیانی کو تاویلات کے جوہر میں کاغذی ناؤ چلائی پڑی! شاید اسی کے اثر سے مرزا قادیانی بھی وعدہ وفا نہیں کرتے تھے۔

اور اس فقرہ پر غور کریں ”میں از روئے یقین ان سب سے کم نہیں ہوں۔“ دعویٰ نبوت ناقصہ کا، دعویٰ ظل (سایہ) ہونے کا، دعویٰ غیر مستقل نبوت کا، دعویٰ مثل کا، اس کے باوجود یہاں، سب کچھ بھول کر، واضح طور پر قسم کھا کر نام صرف دوسرے انبیاء کرام بلکہ نبیوں کے سردار، شافع دو جہاں، خاتم المرسلین، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی برابری کا دعویٰ کیا جا رہا ہے اور مرزا قادیانی کی وحی والہامات کی کتاب کا نام تذکرہ ہے اور یہ نام بھی حقیقتاً قرآن کریم کا ہی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس ذکر (قرآن مجید) کو ہم نے نازل کیا ہے اور اس کی مناسبت سے اس کا نام تذکرہ رکھا ہے۔

تسبیح

مرزا قادیانی کو کبھی استغفار پڑھتے نہ دیکھا گیا نہ سنا گیا۔ اس قسم کی روایتیں ہیں کہ استغفار نہیں پڑھا لیکن پڑھنے کی کوئی روایت نہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ: ”میں نے جب یہ روایت مولوی شیر علی صاحب سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ میں نے بھی دیکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود سبحان اللہ بہت پڑھتے ہیں اور مولوی صاحب کہتے تھے کہ میں نے آپ کو استغفار پڑھتے کبھی نہیں سنا تھا، نیز خاکسار اپنا مشاہدہ عرض کرتا ہے کہ میں نے بھی حضرت مسیح موعود کو سبحان اللہ پڑھتے سنا ہے۔“ (سیرت الہدی، ج ۳، ص ۲۳، روایت نمبر ۱)

اللہ تعالیٰ سے ہر وقت مغفرت اور بخشش مانگنے کی دعا، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بندے کو خود سکھائی ہے اور ایک مہدی جس نے خود استغفار نہیں پڑھنا وہ دوسروں کو کیا سکھائے گا۔ ایک آدھ خطوط میں مرزا قادیانی نے کسی کو مشورہ دیا ہے استغفار پڑھنے کا، مگر جب قادیانی حضرات اس قسم کی روایات مرزا قادیانی کی دیکھیں گے تو کون استغفار کی طرف جائے گا؟ مرزا قادیانی نے جہاں اسلام کی بہت سی باتوں کا ٹٹا ہی اڑا دیا اور کئی میں تحریف کے جال ڈال دیئے تو ایک استغفار کے ساتھ بھی ایسا سلوک کرتے ہوئے مرزا کو کیا پرواہ ہو سکتی ہے؟

مرزا قادیانی کی وحی ان کو بتا رہی ہے کہ وہ ناصر دین کے حق دار ہو گئے ہیں بلکہ صلحاء ابدال حتیٰ کہ اللہ بھی عرش سے درود بھیج رہا ہے اور وہ بھی رسول کریم ﷺ کی ذات اقدس کو نکال کر۔ مرزا قادیانی کی وحی ہے: ”يصلون عليك صلحاء العرب وابدال الشام، وتصلى عليك الارض والسماء ويحمدك الله من عرشه۔ ترجمہ: تجھ پر عرب کے صلحاء اور شام کے ابدال درود بھیجیں گے۔ زمین و آسمان تجھ پر درود بھیجتے ہیں اور اللہ تعالیٰ عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔“

اسلامی تعلیمات یہ کہتی ہیں کہ کوئی بھی درود رسول پاک ﷺ کے نام کے بغیر مکمل نہیں لیکن یہاں کتنی پرکاری سے الہام کے نام پر رسول پاک ﷺ کا نام باہر نکالنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ ایسے اور بھی الہام ہیں یہاں ایک آدھ مثال ہی پیش کی جاسکتی ہے۔

حب صحابہؓ

رسول کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے کہ جس نے مجھ پر اور میرے صحابہؓ پر تنقید کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں سمجھے۔ ہر اچھا مسلمان اس حدیث پر یقین کرتا ہے اور اپنے زبان و قلم کو کسی ایسی آلودگی سے بچاتا ہے لیکن مرزا قادیانی اس مقام پر سے بھی حسب عادت توہین کے قلمی بلند و زر چلاتے ہوئے گزرتے ہیں۔

لکھتے ہیں: ”میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابو بکرؓ کے درجہ پر ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ابو بکرؓ کیادہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے۔“ (مجموعہ مشہرات، ج ۳ ص ۲۷۸) مرزا قادیانی کی اس تعلیم و ارشاد کے نتیجہ میں ان کے مریدان باصفا کی روحانیت کیسی زہریلی ہوئی؟ انکا حوالہ اس کا کافی دشانی جواب دے رہا ہے اور ایسے جواب جماعت میں بالعموم ہیں۔

قادیانی مذہب کا دوسرا بڑا فرقہ ”احمدیہ انجمن اشاعت اسلام“ المعروف ”لاہوری جماعت“ کیا لکھتی ہے۔ ممکن ہے ”ربوی فرقہ“ کہے کہ یہ لاہوریوں کے خیالات ہیں تو وہ غلط ہیں، وہ ”ربوی گروہ“ کے خیالات بیان کر رہے ہیں۔ ذاتی اور طویل تجربہ بھی ہے کہ ربوی گروہ کے یہی خیالات ہیں۔ مضمون نگار لکھتے ہیں: ”ابو بکرؓ و عمرؓ کیا تھے وہ تو حضرت غلام احمد (مرزا قادیانی، ناقل) کی جوتیوں کے تسمہ کھولنے کے بھی لائق نہ تھے“

(ماہنامہ المسہدی، بابت جنوری، فروری، ۱۹۱۵ء، نمبر ۲، ص ۵۷، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور) ویسے لاہوری گروپ بھی مرزا کی ہر بات کی تائید کرتا ہے اور مذہبی دکانداری چلانے کے لئے سوائے ایک دو مصنوعی اختلافات کے دلوں میں کوئی فرق نہیں اور ایک ہی سکہ کے دو رخ ہیں۔ محسن اُمت بلکہ انسانیت، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی سب سے زیادہ احادیث جمع کر کے اور بیان کر کے رہتی دنیا تک مسلمان اُمت پر احسان کیا، ان کے بارے میں مرزا قادیانی کس طرح اپنے قلم کی جولانیاں دکھا رہے ہیں، لکھتے ہیں: ”ابو ہریرہؓ غبی تھا، درایت اچھی نہیں رکھتا تھا۔“ (اعجاز احمدی، ص ۱۸، خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۷) ان کے علاوہ بھی ایسے حوالے بے شمار ہیں لیکن یہاں تو بطور نمونہ ہم چند باتیں بیان کر رہے ہیں۔

قادیانی حضرات اگر باضمیر ہو کر سوچیں تو ان کو سوال کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہے گی۔ خود بخود جواب ان کے سامنے ہے کہ جس پاک ہستی سے ۱۳۰۰ سال میں سب سے زیادہ اپنے آپ کو محبت اور عشق میں خود کو فنا قرار دے رہے ہو اس کے ہر لمحہ قریب رہنے اور قربانیاں دینے والے اصحاب کے لئے کس زبان، کس لہجہ اور کس قلم سے یہ لکھ رہے ہو۔ کیا عاشق رسول ﷺ کا یہ طریق کار کہیں کسی مومن کا بھی کسی نے دیکھا ہے، کجا بز رگان دین کا؟

میرے خیال میں حضرت ابو ہریرہؓ سے جو احادیث مروی ہیں ان احادیث مبارکہ کے مقابل پر مرزا قادیانی کے دعویٰ جات رکھے جائیں تو مرزا قادیانی کے دعوے اس طرح پھسل کر گندی رو میں بہہ جائیں گے جیسے کہ کچھ پر نمک ڈالو تو وہ سیکنڈوں میں گھل کر بدبودار پانی کی طرح رہ جاتا ہے۔ اس وجہ سے مرزا قادیانی حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی دل میں دشمنی محسوس کرتے تھے۔ فاعتبرو یا اولی الابصار

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی عزت

مرزا قادیانی نے مکہ معظمہ کے مقابل قادیان میں حج کرنا زیادہ ثواب کی نیکی قرار دے دیا۔ قرآن (پتہ نہیں کونسا لیکن مسلمانوں کا قرآن مجید نہیں) بھی قادیان میں نازل کر دیا۔

اب قادیان کو کچھ فضیلت بھی تو عطا کرنی ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنی کن فیکون والی طاقت استعمال کرتے ہوئے قادیان کو محترم بنادیا۔

اپنی ایک نظم میں لکھتے ہیں: ”زمین قادیان اب محترم ہے۔ ہجوم خلق سے ارض حرم ہے۔“ (درئین، ص ۲۵، مرزا قادیانی)

حدیث رسول ﷺ

”کیا آنحضرت ﷺ کی ان لوگوں کو وصیت تھی کہ میرے بعد بخاری کو ماننا؟ بلکہ آنحضرت ﷺ کی وصیت تو یہ تھی کہ کتاب اللہ کافی ہے۔ ہم قرآن کے بارے میں پوچھے جائیں گے نہ کہ زید اور بکر کے جمع کردہ سرمایہ کے بارے میں۔ یہ سوال ہم سے نہ ہوگا کہ تم صحاح ستہ وغیرہ پر ایمان کیوں نہ لائے۔ پوچھا تو یہ جائے گا کہ قرآن پر ایمان کیوں نہ لائے۔“

(ملفوظات، ج ۳ ص ۱۵۱)

یہ بات کر کے سب سے پہلے نمبر پر تو مرزا قادیانی اپنے ہی اس قول کے مصداق بننے ہیں: ”کیوں چھوڑتے ہو لوگوں کی حدیث کو، جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو۔“

(ضمیمہ تحفہ کوثر ویدہ ص ۲۷، خزائن ج ۷ ص ۷۸)

دوسرے نمبر پر رسول کریم ﷺ کو کیسے پتہ ہو سکتا تھا کہ ان کے بعد امام بخاری، امام مسلم اور دوسرے امام ان حدیث کو اکٹھے کریں گے۔ اس سوال کا جواب کہ احادیث رسول ﷺ پر ایمان لانا ضروری ہے یا نہیں؟ خود قرآن کریم دے رہا ہے۔

”کہنے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرے پیچھے چلو، اللہ تم سے محبت کرے گا۔“ (ال عمران) اس آیت میں رسول کریم ﷺ کے پیچھے چلنے کا کیا مطلب ہے، کیا کوئی انسان بقائے ہوش و حواس کہہ سکتا ہے کہ پیچھے چلنے کا مطلب صرف قرآنی آیات ہیں؟ اور کیا ان کے اقوال اور عمل بھی شامل ہیں یا نہیں؟

پھر اس قرآنی آیت کا کیا جواب دیں گے: ”اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس واسطے کہ اس کے حکم پر چلا جائے اللہ کے فرمان سے۔“ (نساء)

”لیکن قرآن شریف ایسے احتمالات سے پاک ہے۔ آنحضرت ﷺ کی زندگی قرآن شریف تک ہی ہے۔ پھر آپ فوت ہو گئے۔ اگر یہ احادیث صحیح ہوئیں اور مدار ان پر ہوتا تو آنحضرت ﷺ فرما جاتے کہ میں نے حدیث جمع نہیں کیں۔ فلاں فلاں آؤ گے تو جمع کرے گا تم ان کو ماننا۔“ (ملفوظات ج ۳ ص ۱۵۱)

صرف اس ایک فقرہ کا تجزیہ کرنے بیٹھیں تو بات بہت دور نکل جائے گی۔ بات اس وقت یہیں محدود رکھی جاتی ہے کہ مرزا قادیانی کے دل میں احادیث مبارکہ کی جو قدر ہے ان کی احادیث کو ردی کی ٹوکری میں پھینکنے کے بھی اعترافات موجود ہیں۔ یہ سب تحریریں ہمیں واضح پیغام دے رہی ہیں کہ دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر کھلا۔

اعتکاف

”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود نے حج نہیں کیا، اعتکاف نہیں کیا، زکوٰۃ نہیں دی، تسبیح نہیں رکھی، میرے سامنے ضرب یعنی گوہ کا گوشت کھانے سے انکار کیا، خاکسار عرض کرتا ہے کہ..... اعتکاف ماموریت کے زمانہ سے قبل غالباً بیٹھے ہوں گے مگر ماموریت کے بعد بوجہ قلمی جہاد اور دیگر مصروفیت کے نہیں بیٹھ سکے۔ کیونکہ یہ نیکیاں اعتکاف سے مقدم ہیں۔“ (سیرت الہدی، ج ۳ ص ۶۲۳، روایت نمبر ۶۷۷، مصنفہ مرزا بشیر احمد ایم اے)

مرزا قادیانی کی خود ساختہ ماموریت کے بعد کا اعتراف تو آپ دیکھ ہی رہے ہیں مگر ان کے بیٹے نے ”اعتکاف ماموریت سے قبل غالباً بیٹھے ہوں گے“ لکھ کر باپ کو بچانے کی کوشش کی ہے۔ مرزا قادیانی کی سوانح یا تحریروں میں کہیں نہیں کہ وہ کبھی بھی اعتکاف بیٹھے ہیں۔ مجاہدے، ریاضتیں وہ لوگ کرتے ہیں جنہوں نے اپنے اللہ کو راضی کرنا ہوتا ہے، وہ لوگ کبھی بھی ایسی تکلیفوں، پابندیوں میں نہیں پڑتے، جن کا کوئی نامعلوم خدا ان کے کاغذوں پر دستخط کرے اور ساتھ ہی اتنا جاہل ہو کہ قلم چھڑک کر کپڑے بھی خراب کر دے۔ ویسے بھی یہی بیٹے اس کتاب میں دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ: ”مرزا قادیانی دین میں ہمیشہ سہل راستہ پسند کرتے تھے“ تو سہل راستوں والے بھی کبھی ایسی ریاضتیں کرتے ہیں؟ نیز اگر مرزا قادیانی کے اپنے بیانات، اعترافات کو دیکھیں تو زیادہ وقت ان کا ٹوائٹلی جہاد میں ہی گزرتا تھا، اب اعتکاف کے لئے کیا وقت نکالتے۔

جنازہ

”قاضی سید امیر حسین صاحب کا چھوٹا بچہ فوت ہونے پر جنازے کے ساتھ حضرت مسیح موعود بھی تشریف لے گئے اور خود ہی جنازہ پڑھایا۔ عموماً جنازے کی نمازیں حضرت مسیح موعود اگر موجود ہوتے تو خود ہی امام کرتے، اس وقت نماز جنازہ میں شامل ہونے والے دس پندرہ آدمی ہی تھے۔ بعد سلام کسی نے عرض کی کہ حضور میرے لئے بھی دعا کریں۔ فرمایا، میں نے تو سب کا ہی جنازہ پڑھ دیا ہے۔“

(ذکر حبیب، ص ۱۶۱، از مفتی محمد صادق قادیانی)

میرے خیال میں ان مریدوں نے چندہ یا بختہ نہیں دیا ہوگا اس لئے غصہ میں سب کا جنازہ پڑھ دیا لیکن ہمیں روایات سے یہ بھی ملتا ہے کہ حکیم نور الدین نے مرزا قادیانی کو پیچھے کر کے اپنے بچے کا جنازہ خود پڑھایا۔

مسجدوں سے کراہت

اعتراف مرزا قادیانی کہ وہ مسجدوں سے کراہت کرتے ہیں، لکھتے ہیں کہ: ”یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ میں ہمیشہ اپنے سفر کے دنوں میں مسجدوں میں حاضر ہونے سے کراہت ہی کرتا ہوں۔“ (فتح اسلام ص ۴۱، خزائن ج ۳ ص ۲۵، حاشیہ)

ایک عام مسلمان بھی زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتا ہے کہ میں سفر کے دوران مسجدوں میں نہیں جاتا، وجوہات کچھ بھی ہوں لیکن کوئی مسلمان مسجد جو کہ خدا کا گھر ہے اس کے لئے کبھی بھی کراہت کا لفظ استعمال نہیں کرے گا۔ مسجد سے کراہت کا اظہار صرف ایک ایسا شخص ہی کر سکتا ہے جس کے دل میں اللہ تعالیٰ، رسول کریم ﷺ، اسلام اور مسلمانوں کے لئے بغض اور دشمنی بھری ہو۔

دیانت

مرزا قادیانی کی بھی تقریباً یہی عمر تھی، مگر شادی شدہ تھے اور دو بچوں کے باپ تھے، اس کا مطلب ہے کہ برے بھلے کی تیز تھی۔ مرزا قادیانی کے والد نے ان کو انگریزوں کے سرکاری خزانے سے اپنی سالانہ پنشن لینے کے لئے بھیجا جو کہ سات سو روپے تھی اور یہ پنشن ان کے خاندان کا کئی ماہ کا خرچ تھا اور خاندان میں مرزا قادیانی کے والدین، ان کے بھائی اور ان کے بیوی بچے، مرزا قادیانی کے اپنے بیوی بچے، اس کے علاوہ غالباً کچھ اور لوگ بھی متعلقین میں شامل تھے۔ مرزا قادیانی نے پنشن وصول کی اور چند دن میں ادھر ادھر اڑادی اور اس کے بعد شرمندگی کی وجہ سے گھر میں نہیں آئے اور سیالکوٹ جا کر ملازمت کر لی۔

ان کے بیٹے نے جو روایت لکھی ہے وہ اس طرح ہے۔ ”بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا۔ جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھراتا رہا، پھر جب سارا روپیہ اس نے اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود اس شرم سے گھر واپس نہیں آئے اور چونکہ تمہارے دادا کا شمار ہوتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں اس لئے

آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔“

(سیرت الہدی، ج ۱ ص ۳۸، روایت نمبر ۳۹، مصنفہ مرزا بشیر احمد ایم اے)

مرزا قادیانی کی عمر اس وقت اندازاً ۲۵ برس کی تھی۔ دو بچوں کے باپ تھے۔ اس زمانے کے مطابق پڑھے لکھے تھے۔ بقول مرزا قادیانی کے ان کو پھسلانے والا ان کا سگا چچا زاد بھائی تھا جن کے ساتھ گھر کی دیواریں بھی ملی ہوئی تھیں اور جس کی خصلتوں کو مرزا جی یقیناً بہت اچھی طرح جانتے تھے۔ اس لئے پھسلانے والی بات دل کو نہیں لگتی بلکہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اپنی حرکت پر پردہ ڈالنے کے لئے یا جواز دینے کے لئے اس کا نام لیا جا رہا ہے۔

دوسری بات ہے کہ مرزا قادیانی کے خاندانی حالات سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ وہ چچا زاد بھائی ”ادھر ادھر کی جگہوں کا ماہر تھا۔ اس لئے غالباً ان کو رہنمائی کے لئے ساتھ لیا گیا ہوگا۔ یہ علیحدہ بات کہ اتنی جلدی پیسہ اڑ جائے گا، اس کا مرزا قادیانی کو اندازہ نہ ہو۔

مرزانے باپ کی امانت میں خیانت کی اور ادھر ادھر ناجائز امور میں ۷۰۰ روپے کی رقم چند دن میں اڑادی۔ اس زمانہ میں سونا ۵ یا ۶ روپے تولہ (اندازاً ۱۰ گرام) ہوتا تھا۔ آج کے دور میں یہ رقم کم و بیش تیس سے چالیس لاکھ روپے کے درمیان بنتی ہے۔ ہم یہ یقین کرنے میں حق بجانب ہیں کہ یہ رقم ناجائز امور میں خرچ ہوئی، کیونکہ بقول مرزا قادیانی کے بیس برس کی عمر سے ہی ان کا اپنے گھر (بیوی) سے تعلق ختم ہو گیا تھا ادا ایسے موقعوں پر جوانی یقیناً دیوانی ہو سکتی ہے اور چند دن میں اتنی رقم خرچ کرنے کے بعد شرم سے واپس گھر کیسے آسکتے تھے؟ اور ویسے بھی گھر سے جوتے مار کر نکال دیتے۔

لیکن مرزا قادیانی کو اپنی بیوی اور معصوم بچوں کا بھی خیال نہیں آیا۔ حالانکہ کہتے ہیں کہ ڈائن بھی سات گھر چھوڑ دیتی ہے۔ یہ تو اپنے بچوں کے بھی سکے نہیں لکھے۔ (بلکہ سب لکھے)

مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ ماں کی کوکھ سے ہی نبی پیدا ہوا۔ اگر واقعی یہ سچ ہوتا تو اللہ تعالیٰ نے جن کو بھی نبی بنایا ان کو شروع سے ہی ہر ایسی بات سے محفوظ رکھا اور پاک رکھا لیکن مرزا قادیانی کی زندگی کا صرف ایک ایسی واقعہ نہیں اور بھی بے شمار واقعات ہیں جہاں ہمیں مرزا قادیانی بجائے اللہ کی حفاظت میں شیطان کے ہاتھوں کھیلنے نظر آتے ہیں۔

صفائی

اب مرزا قادیانی کی اپنی بیان کردہ حقیقت بھی پڑھئے: ”اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات

کو یاد دل کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں، وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔“ (الرحمن ص ۴، خزائن ج ۷ ص ۴۷۱)

اس پر مستزاد، مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ: ”مجھے اسہال کی بیماری ہے اور ہر روز کئی کئی دست آتے ہیں۔“ (ملفوظات، ج ۲ ص ۳۷۶)

دوسری جگہ فرماتے ہیں: ”کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہو جاتا ہے اور اکثر دست آتے رہنا، یہ بیماری تقریباً بیس برس سے ہے۔“ (نیم دعوت، ص ۶۹، ۷۰، خزائن ج ۱۹ ص ۴۳۴، ۴۳۵)

ایک واقعہ مرزا قادیانی کی سیرت کی ایک کتاب میں لکھا ہے۔ اس واقعہ سے اندازہ ہو جائے گا کہ عوام تک کیسی کیسی کہانیاں پہنچتی تھیں اور وہ ان کے معیار صفائی، طہارت اور پاکیزگی کو کن الفاظ میں بیان کرتے تھے۔ مصنف نے بھی وہ الفاظ بعینہ استعمال کئے۔ بعد کے اڈیشن میں سے ”جسم کے ایک حصہ کے نیچے نام کو جو کہ ”دوڑا“ کے وزن پر ہے لکھنے کی بجائے جگہ خالی چھوڑ دی ہے۔ اکثر جلوت اور خلوت میں رہنے والے مصنف لکھتے ہیں: ”اس شخص نے کہا کہ کیا ہم یہودی ہیں۔ میں نے کہا کہ تم اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو کہ تمہارے قول اور فعل کس سے ملتے جلتے ہیں۔ اس بات پر وہ شخص سخت غضبناک ہو کر کہنے لگا، دیکھو جی مرزا رات کو لگائی سے بدکاری کرتا ہے اور صبح کو بے غسل۔۔۔۔۔ بھرا ہوا ہوتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ مجھے یہ الہام ہوا، وہ الہام ہوا۔ میں مہدی ہوں، میں مسیح ہوں۔“ (تذکرۃ المہدی، ص ۱۵۷، مصلحہ، حیر سراج الحق نعمانی) اس پر کوئی تبصرہ نہیں کرتا۔ کتنی خلق خدا تجھ کو غائبانہ و حاضرانہ کیا کیا؟

لباس

ایک دفعہ شیخ رحمت اللہ صاحب سے کسی نے اخراجات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود..... کی خدمت میں عرض کیا کہ: ”انہیں چاہیے روزانہ ایک دھویا ہوا کرتہ پاجامہ بدل لیا کریں۔ اس سے زیادہ اپنے اخراجات کو نہ بڑھائیں۔ حضرت صاحب نے اس پر فرمایا کہ ہم تو ہفتہ میں ایک بار کپڑے بدلتے ہیں۔“ (ذکر حبیب، ج ۱ ص ۳۱، ۳۲، معنف مفتی محمد صادق)

کپڑوں کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ: ”کوٹ، صدری، ٹوپی، عمامہ رات کو اتار کر تکیہ کے نیچے رکھ لیتے اور رات بھر تمام کپڑے جنہیں محتاط لوگ شکن اور میل سے بچانے کو الگ جگہ کھونٹی پر ٹانگ دیتے ہیں وہ بستر پر سر اور جسم کے نیچے چلے جاتے اور صبح کو ان کی ایسی حالت ہو جاتی کہ اگر کوئی فیشن کا دلدادہ یا سلوٹ کا دشمن ان کو دیکھ لیتا تو سر پیٹ لیتا۔“

(سیرت المہدی، ج ۲ ص ۴۱۹، روایت نمبر ۴۳۷)

لباس کے باب میں سب سے آخر میں بیٹے نے لکھا: ”ایک بات کا ذکر کرنا بھول گیا وہ یہ کہ آپ امیروں کی طرح ہر روز کپڑے بدلانہ کرتے تھے بلکہ جب ان کی صفائی میں فرق آنے لگتا تھا۔“ (سیرت المہدی، ج ۲ ص ۳۲۰، روایت نمبر ۴۳۷) الفاظ کے ہیر پھیر کے باوجود تحریر بتا رہی ہے کہ کم از کم کئی دن کپڑے نہیں بدلتے تھے۔

بیٹے نے سیرت نگاری کرتے ہوئے مزید لکھا ہے: ”بارہا دیکھا گیا کہ بٹن اپنا کاج چھوڑ کر دوسرے ہی میں لگے ہوئے ہوتے تھے بلکہ صدری کے بٹن کوٹ کے کاجوں میں لگائے ہوئے دیکھے گئے۔“ (سیرت المہدی، ص ۴۷، روایت نمبر ۴۳۷) یہی مرزا قادیانی نے اسلام کے ساتھ کیا ہے کہ اسلام کے کوٹ میں یہودی صدری کے بٹن ٹانگ دیئے ہیں۔

”جراہیں پہنتے تھے تو اس کے پاؤں کی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں بلکہ اوپر ہو جاتی تھی۔“ (سیرت المہدی، ج ۲ ص ۳۳۳، روایت نمبر ۴۷۸) یہی اسلامی عقائد کے ساتھ کیا ہے کہ ہر چیز اوپر نیچے کر کے اس کو معطلہ خیز بنا دیا ہے۔

”بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لئے گرگاہی ہدینہ لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے۔“ (سیرت المہدی، ج ۲ ص ۳۳۳، روایت نمبر ۴۷۸) ”موسم گرما میں دن کو بھی اور رات کو تو اکثر اپنے کپڑے اتار دیتے اور صرف چادر یا لنگی باندھ لیتے۔

”گرمی دانے بعض دفعہ بہت نکل آتے تو اس کی خاطر بھی کرتہ اتار دیتے۔ تہ بند اکثر نصف ساق تک ہوتا تھا اور گھٹنوں سے اوپر ایسی حالت میں مجھے یاد نہیں کہ آپ برہنہ ہوئے ہوں۔“ (سیرت المہدی، ج ۲ ص ۴۱۹، روایت نمبر ۴۳۷) ذرا شرفاء غور کریں کہ پوری پوری رات جوان لڑکیوں سے مختلف خدمات کرواتے تھے، ٹانگیں دبواتے تھے۔ اس حالت میں کہ تہ بند (دھوتی) وہ بھی گھٹنوں سے اوپر باندھ کر۔ چھپے ہوئے ٹانگے پیر تھے مرزا قادیانی دراصل۔ کوئی حیا کا بھی تقاضا ہوتا ہے یا نہیں؟

اخلاق

اسلام میں اخلاق عبادت کا ہی ایک حصہ ہے۔ مرزا قادیانی کے اپنے اخلاقی ہتھیاروں کی مار سے کوئی نہیں بچ سکا، حتیٰ کہ انبیاء کرام بھی نہیں۔ یہاں صرف اشارۃً ایک دو نمونے کہ مزید کی گنجائش نہیں۔

یہ فعلی کہ: ”خدا وہ ہے کہ جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔“ (اربعین، ص ۳۶، خزائن ج ۷ ص ۴۲۶)

”میری دعوت سب نے قبول کی اور تصدیق کی ماسوائے کجھریوں کی اولاد نے۔“

(آئینہ کمالات اسلام، ص ۵۳۳، خزائن ص ۵۴۷)

”ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق

(انوار اسلام، ص ۳۰، خزائن ج ۹ ص ۳۱)

ہے اور حلال زادہ نہیں۔“

مرزا قادیانی نصیحت کرتے ہیں کہ: ”کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو“

(کشتی نوح ص ۱۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱)

اور اس نصیحت پر عملدرآمد کرنے کے لئے اپنی ذاتی مثال دیتے ہوئے دعویٰ کرتے

ہیں: ”میں نے جوانی طور پر بھی کسی کو گالی نہیں دی۔“ (مواعظ الرحمن، ص ۱۸، خزائن ج ۱۹ ص ۲۳۶)

مرزا جی کے بیٹے بشیر الدین محمود احمد جو بزم خود مصلح موعود بھی کہلاتے ہیں، لکھتے ہیں

کہ: ”اس (مرزا قادیانی) نے ہمارے لئے اخلاقیات اور ضابطہ حیات کا مکمل ذخیرہ چھوڑا ہے،

تمام ذی عقل انسانوں کو یہ ماننا پڑے گا کہ ان پر عمل کرنے سے مسیح موعود کی آمد کے مقاصد کی تکمیل

(احمدیت یا سچا اسلام ص ۵۶)

ہو سکتی ہے۔“

اب ذرا اس مکمل اخلاق والی زبان کا نمونہ بھی دیکھ لیں۔ مرزا قادیانی انتہائی اخلاق

سے لکھتے ہیں: ”جھوٹے آدمی کی یہ نشانی ہے کہ جاہلوں کے روبرو تو بہت لاف گزاف مارتے ہیں

مگر جب کوئی دامن پکڑ کر پوچھے تو کہہ ڈرا ثبوت دے کر جاؤ تو جہاں سے نکلے تھے وہیں داخل

ہو جاتے ہیں۔“

(حیات احمد، حضرت مسیح موعود کے سوانح حیات، ج ۲ ص ۲۵، از یعقوب علی عرفانی، ایڈیٹر الحکم قادیان)

اہل خانہ کے حقوق

رسول کریم ﷺ کی کبھی ہوئی ہر بات پر عمل کرنا بھی اسلامی عبادت کا ہی حصہ ہے اس

لئے اہل خانہ کے حقوق بھی عبادت کا حصہ ہیں۔ اس کے لئے رسول کریم ﷺ کی حدیث مبارک

ہے: ”جو شرائط تم پر پوری کرنی فرض ہیں، ان میں سب سے پہلے وہ شرط (یا شرائط) پوری کرنی

لازم ہیں جن سے تم نے اپنے لئے کسی عورت کو حلال کیا۔“ (معدرت، اصل الفاظ اس وقت یاد

نہیں صرف مفہوم پیش کر دیا ہے۔ ناقل) اور جب ہم حضرت محمد ﷺ کی پاکیزہ زندگی پر نظر ڈالتے

ہیں تو ان کی طرف اللہ تعالیٰ کی وحی کے مطابق، اپنے اقوال کے مطابق حضور ﷺ کے عمل میں

مطابقت دیکھتے ہیں اور کہیں بھی تضاد نہیں پاتے اور ان کا سلوک اپنے اہل خانہ کے ساتھ بھی مثالی

تھا کہ آج بھی مسلمانوں کے علاوہ دوسرے مذاہب کے انصاف پسند لوگ بھی ان باتوں کا برملا اعتراف کرتے ہیں بلکہ ان پر عمل کر کے اپنی زندگی میں خوشیاں بھی بکھیرتے ہیں۔

اب دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی جن کا دعویٰ ہے کہ نعوذ باللہ وہ عین محمد ﷺ ہیں۔ ان کا اپنے اہل خانہ، عزیز واقارب کے ساتھ کیا تعلقات تھے اور ان کے سیرت نگار ہمیں کیا بتاتے ہیں؟ مرزا قادیانی نے اپنی پہلی بیوی جو کہ ان کی ماموں زاد بھی تھیں، کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

مرزا قادیانی کی کھسٹی بیگم (والدہ مرزا) کی بھانجی، حرمت بی بی کے ساتھ پندرہ برس کی عمر میں شادی ہوئی۔ پتہ نہیں ایسی کوئی مجبوری پیش آگئی کہ اتنی کم عمری میں ہی شادی کر دی گئی؟ یہ اعتراض کرنے کی بات نہیں بلکہ رحم کھانے کی بات ہے کہ دونوں خاندان پتہ نہیں کس مجبوری کا شکار ہوئے اور اتنے چھوٹے بچوں کو رشتہ ازدواج میں باندھنا پڑا۔

ایک سال کے بعد مرزا سلطان پیدا ہوا۔ اس وقت مرزا قادیانی کی عمر سولہ برس کے قریب تھی۔ بے چارے مرزا قادیانی، اتنی کم عمری میں ایک اور ذمہ داری پڑ گئی جو بے چارے میاں بیوی بھانے سے قاصر تھے۔ آخر بچے کے بے اولاد تپا تپائی نے آگے بڑھ کر ذمہ داری سنبھال لی۔

اس کے تقریباً چار سال بعد دوسرا بیٹا مرزا فضل احمد پیدا ہوا جس کو خاندان میں ”بھجا“ کہتے تھے اور اسی مناسبت سے حرمت بی بی ”بھجے دی ماں“ کے نام سے پکاری جانے لگیں اور مرتے دم تک بلکہ مرنے کے بعد بھی اسی نام سے پکاری جا رہی ہیں۔ اس کے لئے ان کو مرزا بشیر احمد ایم اے کا شکر گزار ہی ہونا پڑے گا کہ انہوں نے اس کو تحریر میں ڈھال دیا۔

مرزا قادیانی کے سیرت نگار بتاتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے کم از کم پچیس سال تک کوئی کام نہیں کیا۔ کتابوں اور مسجد کی آڑ میں چھپ کر بیٹھے رہے۔ اس کے بعد اپنے ابا کی سالانہ پنشن لے کر چند دنوں میں ادھر ادھر اڑا دی اور پھر بیوی بچوں کو ماں باپ کے سر پر چھوڑ کر سیالکوٹ بھاگ گئے۔

مرزا قادیانی کے صحابی سید سرور شاہ کا بیان ہے کہ مرزا قادیانی نے ان کو بتایا کہ ”فضل احمد“ کی پیدائش کے بعد ہمارا اپنے گھر سے کوئی (ازدواجی) تعلق نہیں۔

مرزا قادیانی کے دوسری بیوی سے تیسرے مگر زندہ دوسرے (بچے) بیٹے مرزا بشیر احمد، ایم اے اپنی سگی والدہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں: ”بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ

صاحب نے کہا کہ حضرت مسیح موعود کو اوائل سے ہی مرزا فضل احمد کی والدہ سے جن کو لوگ عام طور ”بیجے دی ماں“ کہا کرتے تھے، بے تعلقی سی تھی جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین سے سخت بے رغبتی تھی اور ان کا ان کی طرف میلان تھا اور وہ اسی رنگ میں رنگین تھیں۔ اس لئے حضرت مسیح موعود نے ان سے مباشرت ترک کر دی تھی۔“ (سیرت الہدی جلد اول، ص ۳۰، روایت نمبر ۴۱، مرجعہ مرزا بشیر احمد، ایم اے) اس جگہ صرف حقائق بیان کرنا مقصد ہے۔ اس بحث میں نہیں پڑتے کہ ایک ماں اپنی سوکن اور اپنے خاوند کے درمیان مباشرت کی باتیں اپنے بیٹے سے کر رہی ہے، کیسا پاکیزہ ماحول ہوگا اس گھر کا؟

مرزا قادیانی نے خود براہ راست بھی اور مولوی محمد حسین بنا لوی کے ذریعہ بھی دہلی میں شادی کی۔ پتہ نہیں کس طرح یا کس وجہ سے ایک تقریباً پچاس سالہ شخص کی اپنی ہی عمر کے میرنا صر نواب (نواب نہیں تھے صرف نام کا حصہ نواب ہے) کی بیٹی، ایک ۱۹ سالہ، ناکتھا، سید گھرانے کی لڑکی سے رشتہ طے ہو گیا۔ رشتے کی منظوری کا خط ملتے ہی مرزا قادیانی نے لوگوں سے پیسہ ادھار پکڑا اور گھروالوں سے خفیہ طور پر دو ملازموں کو لے کر (ایک مسلمان اور ایک ہندو) عازم دہلی ہوئے۔

وہاں جب شادی کے لئے ۱۱۵ افراد کے ہمراہ پہنچے تو نہ زور، نہ کپڑا، نہ بارات، بس جی ڈلہن لینے پہنچ گئے۔ روایات میں لکھا ہے کہ ان کے اس طرح شادی کرنے سے ڈلہن کے والدین کو اپنے رشتہ داروں، لوگوں کے سامنے بڑی شرمندگی اٹھانی پڑی۔

خیر سے جس دن مرزا قادیانی اپنی نئی ڈلہنیا کے ساتھ قادیان واپس پہنچے تو پتہ چلا کہ اسی دن ان کا بڑا بیٹا مرزا سلطان بھی شادی کر کے اپنی ڈلہن کے ساتھ قادیان پہنچا تھا۔ کیا مرزا قادیانی اپنی خواہشوں میں اسے اندھے ہو چکے تھے کہ ان کو اپنی اولاد کی خوشیوں اور حقوق ادا کرنے کا خیال ہی نہیں تھا کہ کب بیٹے کی شادی ہے اور انہوں نے بیٹے کے سر پر سہرا باندھنا ہے، اپنے فرائض ادا کرنے ہیں لیکن اپنی خود غرضی کے اندھے پن میں مرزا قادیانی سب کے اور ہمیشہ جہاں تک ممکن ہو حقوق پامال ہی کرتے رہے۔ کہتے ہیں ڈائن بھی سات گھر چھوڑتی ہے لیکن یہاں نظر آ رہا ہے کہ مرزا قادیانی نے اولاد کو بھی نہیں بخشا۔

ہمیں ڈلہن کو گھر میں لانے کے بعد ویسے کی کوئی روایت نہیں ملی۔ اب پتہ نہیں مرزا قادیانی نے ولیمہ کیا ہی نہیں، ویسے بھی ولیمہ کیا ہوتا؟ یا بیٹے کے ویسے میں ہی اپنا ولیمہ بھی بھگتا دیا۔

مرزا قادیانی ہمیں بتاتے ہیں کہ جب انہوں نے شادی کی تو مدت تک وہ اپنی نئی بیوی

کے حقوق ادا نہیں کر سکے۔ ان کی اس حالت کا علم ان کے کافی دوستوں کو بھی تھا اور بٹالوی صاحب یا کسی دوسرے دوست نے تشویش کا خط بھی بنام مرزا تحریر کیا تھا۔ یعنی وہاں ملائے عام تھی یا ران کتہ دان کے لئے۔

مرزا قادیانی جب دہلی سے دوسری بیوی کو بیاہ کر لائے تو اپنی پہلی بیوی کو جس کے حقوق وہ پچیس سال سے ادا نہیں کر رہے تھے پیغام بھیجا کہ ”پہلے تو جیسا ہوتا رہا، ہوتا رہا، اب میں نے شادی کر لی ہے اگر تمہارے حقوق ادا نہ کروں گا تو گناہ گار ہوں گا یا تو اپنے حقوق چھوڑ دو، تمہیں خرچہ ملتا رہے گا یا پھر طلاق لے لو۔“ (سیرت الہدیٰ جدید ج ۳ ص ۳۰، روایت نمبر ۴۱) اس عقیقہ کا جواب آیا کہ اس بڑھاپے میں طلاق یا حقوق کیا لوں گی بس مجھے خرچہ دے دیا کرو۔ مرزا قادیانی نے خرچہ کیا دینا تھا ان کے بیٹے مرزا سلطان نے ہی اپنی ماں کی کفالت سنبھالی۔

مرزا قادیانی نے دوسری شادی کے دو سال بعد ہی اپنے خاندان میں اپنی ایک رشتہ کی تقریباً پندرہ سالہ بھتیجی و بھانجی محمدی بیگم دختر مرزا احمد بیگ عرف مرزا گاماں سے شادی کرنا چاہی مگر اس خاندان نے انکار کر دیا اور اپنی بیٹی ضلع قصور کے رہائشی مرزا محمد سلطان کے ساتھ مرزا قادیانی کے تمام الہامی ڈراووں کے باوجود بیاہ دی اور مرزا قادیانی کے جھوٹے الہامات وہیں کے وہیں پڑے رہ گئے جس کی وجہ سے مرزا قادیانی کو آج تک بدنامیاں مل رہی ہیں۔

مرزا قادیانی نے اپنی بیوی بھگے دی ماں کو اور دونوں بیٹوں کو مجبور کیا کہ وہ باقی رشتہ داروں کو بھی ساتھ ملا کر محمدی بیگم کے والدین پر اس رشتہ کے لئے دباؤ ڈالیں۔ اگر وہ مرزا قادیانی کی شادی محمدی بیگم سے کروانے میں ناکام رہے تو سنگین نتائج بھگتیں گے اور مرزا قادیانی کے بیوی بچوں نے یہ کام نہیں کیا کیونکہ وہ اس رشتہ کو ایک معصوم بچی پر ظلم سمجھتے تھے کہ ایک باون (۵۲) سالہ بوڑھا جو پہلی دونوں بیویوں کے حقوق ادا کرنے کے قابل نہیں، اب ایک اور لڑکی پر ظلم میں مرزا قادیانی کے شریک نہیں بنے۔

جس دن محمدی بیگم کا قصور کے رہائشی مرزا سلطان سے نکاح ہوا، مرزا قادیانی نے اپنے بڑے بیٹے مرزا سلطان کو دیوث اور دشمن اسلام قرار دے کر عاق کر دیا۔ جس دن شادی ہوئی اسی دن بھگے کی ماں کو طلاق دے دی۔

جس دن شادی ہوئی اسی دن اپنے بیٹے مرزا فضل کو جائیداد سے عاق کرنے کی دھمکی سے مجبور کر کے اس کی بیوی عزت بی بی جو کہ محمدی بیگم کی چھوٹی زاد بہن اور مرزا قادیانی کے برادر نسبتی کی بیٹی تھی، کو تحریری طلاق بھجوا دی۔

اور باقی رشتہ داروں سے ہمیشہ کے لئے ترک تعلق کی نام صرف قسم کھائی بلکہ خلاف دستور قسم بھائی بھی۔ حالانکہ مرزا قادیانی کا اپنا وعدہ بھانا دستور نہیں تھا۔

کیا نبیوں کا سلوک اور ادائیگی اپنے اہل خانہ سے ایسے ہی ہوتے ہیں؟ اپنا گھر اجاڑا، اپنے بیٹے کا گھر اجاڑا، پہلوٹھی کے بیٹے کو عاق کر کے اخباروں میں ۴-۵ صفحات پر مشتمل طویل اشتہارات چھاپے۔ ایسا تو کوئی شریف آدمی سوچ بھی نہیں سکتا، کجا ایسے عمل کرے۔

ساس جو ماں کے برابر ہوتی ہے اور پھر وہ ساس جو کہ قادیانی جماعت کی ام المومنین کی ماں بھی کہلاتی ہے، اس ماں کے بارے میں مرزا قادیانی کو الہام ہوتا ہے: ”اے عورت تیرے مکر بڑے ہیں۔“ جس ام کی ام کے مکر بڑے ہوں گے تو بیٹی اگر آگے نہیں بڑھی یا برابر بھی نہیں تو کم از کم کچھ اثر تو لیا ہوگا قادیانی ام المومنین نے؟

مرزا قادیانی کے سر میر ناصر نواب جو کہ محکمہ نہر میں نقشہ نویس تھے، کثیر الاولاد تھے اور مرزا قادیانی کی جب مذہب کی آڑ میں حرکات دیکھیں تو مرزا قادیانی کی حرکتوں سے کافی عرصہ نالاں رہے۔ انہوں نے ایک نظم مرزا قادیانی کی شان میں لکھی۔ بعد میں جب نوکری سے پنشن پاگئے تو مختلف حریوں سے ان کو قابو کر لیا۔ نظم کا کچھ حصہ پیش خدمت ہے۔

مہدی وقت ہے کوئی مشہور	کوئی بنتا ہے عیسائے دوران
نہ عیاں اس میں عیسوی برکت	نہ ہدایت کا اس میں نام و نشان
نیک سب اٹھ گئے زمانہ سے	ماہی میں نہیں رہی ہے جان
حب دنیا نے گھیر رکھا ہے	ہے بہت ہی ضعیف اب ایمان
حب مولیٰ جہاں سے ہے معدوم	حرص دنیا میں پھنس گئے انسان
لذت نفس میں وہ ہیں سرگرم	آج کل ہیں جو پیشوائے جہان
مرغ بریاں کا شوق ہے ان کو	ہیں ملائیک خصال جو انسان
قورمہ اور پلاؤ کھاتے ہیں	لوگ کہتے ہیں جن کو قطب زمان
جو ولایت میں ہیں قدم رکھتے	ان کی صدقہ پہ ہے فقط مگردان
چٹاٹھ ہیں ان کے سب امیرانہ	در دولت پہ ہیں کئی درباران
رات دن ہیں عمارتیں بنیں	مال کرتے ہیں مفت میں ویران
ہائے آتے نہیں نظر وہ لوگ	دیکھنے کو ترس گئی دل و جان
ہر صدر مین ہوئے ہیں اہل الحق	رہبر خلق و صاحب عرفان

دین اسلام جن سے تازہ ہوا جن سے رونق پذیر تھا ایمان
(اشاعۃ السنہ، ج ۱۳، ۴۲۰، بحوالہ رئیس قادیان ج دوم، ص ۴۸۶، ۴۸۷، مصنفہ مولانا رفیع دلاوری)
مرزا قادیانی کا اپنا اعتراف کہ ان کے اپنا کنبہ و عزیز واقارب ان کو کیا سمجھتے تھے: ”جو
لوگ میرے کنبے سے اور میرے اقارب ہیں کیا مرد اور کیا عورت مجھے میرے الہامی دعوے میں
مکار اور دُکاندار خیال کرتے ہیں۔“
(مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۶۱)
قصبہ کے باسیوں کے ساتھ

مرزا قادیانی کا دعویٰ نعوذ باللہ عن محمد ﷺ ہونے کا ہے، رسول کریم ﷺ کے متعلق
کہتے ہیں کہ: ”آنحضرت ﷺ کو ہمیشہ محالوں نے امین اور صادق تسلیم کیا۔“ (ملفوظات، ج ۸
ص ۶۸) لیکن مرزا قادیانی کو دنیا تو دور کی بات ہے جس قصبہ میں رہتے ہیں اس کے باسیوں کا
مرزا قادیانی کے بارہ میں کیا خیال ہے؟ عزیز واقارب کے اقوال کا اعترافی بیان تو پڑھ چکے اب
مرزا قادیانی ہی کی زبان کی قادیان کے شہری ان کو کیا کہتے ہیں۔

مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”قادیان میں لالہ ملاوٹل نے لالہ شرمیت کے مشورہ سے
اشتہار دیا جس کو قریباً دس برس گزر گئے اس اشتہار میں میری نسبت یہ لکھا کہ یہ شخص محض مکار، فریبی
ہے اور صرف دُکاندار ہے۔ لوگ اس کا دھوکہ نہ کھائیں۔“ (قادیان کے آریہ اور ہم، ص ۱۱، خزائن ۲۰،
ص ۴۲۵) کیا اس کے باوجود بھی کوئی گنجائش رہتی ہے؟

رو یہ مسلمانوں کے ساتھ

مہدی علیہ السلام آ کر تمام مسلمانوں کو ایک جھنڈے تلے اکٹھا کریں گے اس کے
برعکس مرزا قادیانی آئے اور ان کی اپنی تحریر کے مطابق دنیا میں چورانوے (۹۳) کروڑ مسلمان
تھے جن میں سے چند ہزار کو وہ اپنے پیچھے لگا سکے، ان چند ہزار کو مسلمان قرار دے دیا اور حکم دیا کہ
بقیہ دنیا کے مسلمانوں کو کافر قرار دے کر ان سے عبادت، رشتہ نامہ، سماجی تعلقات ختم کر لیں۔
مرزا قادیانی نے مرنے کچھ عرصہ پہلے دعویٰ کیا تھا کہ ان کو ماننے والوں کی تعداد چار لاکھ تک
جا پہنچی ہے لیکن ان کے جنازہ میں جو لاہور میں مرنے کے تیسرے دن، قادیان میں ہوا تھا۔
جماعت کے اپنے اعداد و شمار کے مطابق قادیان کے رہائشیوں سمیت کل بارہ سو آدمی تھے۔

مرزا قادیانی نے مسلمانوں سے قطع تعلق کے لئے سب سے پہلے علماء کرام کو نشانہ بنایا اور
اس نشانہ بازی میں جوزبان استعمال کی اس کی بے شمار مثالیں ہیں لیکن یہاں بطور نمونہ ایک آدھ مثال
پیش خدمت ہے۔ مرزا قادیانی کی گل پاشیاں دیکھیں ”اور لیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا

ہوں کہ ایک شیطان ملعون ہے سفہون کا نطفہ۔ بدگو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو طمع کر کے دکھلانے والا منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے۔“ (تمہ حقیقت الہی ص ۱۴، خزائن ج ۲ ص ۴۲۵) ہمارے خیالی میں سے دیگ میں سے چاول کا ایک دانہ ہی سارا حال کھو دیتا ہے۔

اپنے مزیدوں کو سمجھاتے ہیں کہ: ”خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردّد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہیے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔“ (تذکرہ، ص ۳۸۹، طبع ۳) قادیانی جماعتیں اکثر یہ موقف اختیار کرتی ہیں کہ پہلے مسلم علماء نے ایسے فتوے دیئے اس کے جواب میں مرزا قادیانی نے یہ فتوے دیئے لیکن یہاں تو مرزا قادیانی ایسے فتووں کا منبع اپنی وحی کو بتا رہے ہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ نے مہدی اور مسیح کو اس لئے بھیجتا ہے کہ وہ آخر تمام دنیا کو اسلام کے جھنڈے تلے لائے گا یا موجود مسلمانوں کو بھی کافروں کے ساتھ ملا کر جائے گا؟

مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد، ایم اے نے اس کی مزید تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے: ”غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں، ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا، ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا، اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ان کے ساتھ مل کر ہم کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں ایک دینی اور دوسری دنیوی..... سو یہ دونوں تعلق ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے۔“ (کلید انفصل، ص ۱۶۹، از مرزا بشیر احمد ایم ای پسر مرزا قادیانی) مرزا قادیانی کے بیٹے نے باپ کی مزید تصدیق کر دی۔

اور بڑا بیٹا جو کہ مصلح موعود ہونے کا بھی دعویدار تھا اور جماعت کا دوسرا خلیفہ بھی، اس کا کہنا ہے: ”کل مسلمان جو حضرت..... مرزا کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی) کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔“ (آئینہ صداقت، ص ۳۵، از بشیر الدین محمود، ۲۶ دسمبر ۱۹۲۱ء، اسلامہ سلیم پریس لاہور) یہ حوالے قادیانی جماعت کے سوچنے کے لئے ایک وسیع بنیاد رکھتے ہیں۔

رومیہ دوسرے مذاہب کے ساتھ

مرزا قادیانی آریوں کے خدا کے متعلق فرماتے ہیں: ”آریوں کا پر میشر ناف سے دس انگلی نیچے ہوتا ہے، سمجھنے والے سمجھ جائیں۔“ (چشمہ معرفت ص ۱۰۶، خزائن ج ۲ ص ۱۱۴) عیسائیت کے متعلق ارشاد ہے: ”اس مذہب کی بنیاد محض ایک لعنتی لکڑی پر ہے جس کو دیکھ کھا چکی ہے۔“ (ملفوظات ج ۸ ص ۱۳۷)

دعوے

مرزا قادیانی کے دعووں اور ان کے جواز کو ایک سرسری نظر سے دیکھ کر ہی ایک سمجھ دار انسان اس نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ یہ شخص یا مخبوط الحواس ہے یا پھر انتہائی مکار لیکن مرزا قادیانی مکار تو تھے ہی مگر ان کے ہدایتکاران سے بھی بہت آگے تھے۔ انہوں نے بڑے طریقے سے مرزا قادیانی کے ذریعہ اپنے مقاصد کو آگے بڑھایا اور اب ان کی نسلوں کے ذریعہ اس کو چلا رہے ہیں۔ یہاں ہم اپنے موقف کی وضاحت کے لئے کہ کس طرح بتدریج مرزا قادیانی نے دعووں کا سفر شروع کیا اور دعووں میں آگے بڑھے (یا بڑھائے گئے) اس جگہ ان کے اقرار و انکار کے دجل کی چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

ایک رات میں بے مثال روحانی انقلاب:- غالباً اسی سال کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک سفر کے دوران گورداسپور میں تشریف فرما تھے کہ آپ کو ایک خواب میں دکھایا گیا کہ مولانا مولوی عبداللہ غزنوی کا زمانہ وفات قریب ہے، آنکھ کھلنے کے بعد آپ نے محسوس کیا کہ ایک آسانی کشش آپ کے اندر کام کر رہی ہے۔ یہاں تک وحی الہی کا سلسلہ جاری ہو گیا اور پھر ایک ہی رات میں آپ کے اندر بے مثال روحانی انقلاب برپا ہو گیا۔

چنانچہ خود فرماتے ہیں: ”وہی ایک رات تھی جس میں اللہ تعالیٰ نے بتمام و کمال میری اصلاح کر دی اور مجھ میں ایک ایسی تبدیلی واقع ہو گئی جو انسان کے ہاتھ سے یا انسان کے ارادے سے نہیں ہو سکتی تھی۔“ (بحوالہ نزول المسیح ص ۲۳۷، خزائن ج ۱۸ ص ۶۱۵) لیکن شیطان کے ہاتھ سے اور شیطان کے ارادے سے تو ہو سکتی ہے نا اور وی ہوئی!

اس جگہ جو انتہائی اہم نکات ہیں ان کو ذہن میں رکھ کر چلیں تو مرزا قادیانی کے دعوؤں کی حقیقت بہت جلد واضح ہو جائے گی۔ مرزا قادیانی تسلیم کر رہے ہیں کہ ایک رات میں ہی ان کی بتمام کمال اصلاح کر دی گئی۔ اس کا مطلب ہے کہ ان کو مکمل طور پر بتا دیا گیا کہ اب تک آپ جو کچھ بھی تھے آئندہ نبی اللہ ہوں گے۔ ورنہ اور کونسی اصلاح تھی؟

اس بات سے اندازہ ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کم از کم اس وحی کے نازل ہونے تک اوّل اس بات کے قائل تھے: ”اور گوچی رسالت بجمہت عدم ضرورت منقطع ہے لیکن یہ الہام کہ جو آنحضرت ﷺ کے باخلاص خادموں کو ہوتا ہے یہ کسی زمانہ میں منقطع نہیں ہوگا۔“

(براہین احمدیہ ج ۱ ص ۲۱۵، خزائن ج ۱ ص ۲۳۸، حاشیہ نمبر ۱۱)

دوم! مرزا قادیانی اس بات کے بھی قائل تھے اور آنحضرت نے بار بار فرمایا تھا کہ: ”میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث لائمی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا۔“ (کتاب البریہ ص ۱۹۹، خزائن ص ۲۱۷)

مرزا قادیانی اس زمانے کے مطابق صاحب علم تھے۔ ہر وقت کتب کا مطالعہ کرتے رہتے تھے اس وقت ان کو یہ خیال کیوں نہ آیا کہ الہام تو ہو سکتا ہے وحی رسالت نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ان کو شیطانی وحی ہوئی ہے حالانکہ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ جس بات کی اصل شرع میں نہ ہو وہ صحیح نہیں اس کا اعتراف آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۱، خزائن ج ۵ ص ۱۵۸ پر کرتے ہیں۔

اس کے باوجود مرزا قادیانی اس بات پر قائم ہو گئے: ”اگر میں اپنی وحی میں ایک دم بھی شک کروں تو کافر ہو جاؤں۔“ (تجلیات البریہ ص ۲۰، خزائن ج ۲ ص ۴۱۲) حق الحقین تک پہنچنے کے بعد تو مرزا قادیانی کو پہلے دن ہی یہ اعلان کر دینا چاہیے تھے، وہ رسول کریم ﷺ کی بعثت ثانیہ ہیں۔

اگر کوئی قادیانی کہے کہ یہ خدا نے بعد میں وحی کی تو یہ جھوٹ ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی بیس (۲۰) برس کے بعد خود لکھتے ہیں کہ: ”ان کا دعویٰ ہے کہ براہین احمدیہ میں ہی خدا نے ان کا نام نبی اور رسول رکھا ہے، فرماتے ہیں کہ: ”خدا تعالیٰ کی وہ جو پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے، ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں۔ اور براہین احمدیہ میں بھی جس کو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں (دیکھو صفحہ ۳۹۸ براہین احمدیہ) اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کریم ﷺ پکارا گیا ہے۔“ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۲، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۶)

مرزا قادیانی کا دعویٰ یہ بھی ہے کہ ان کو قرآن اللہ نے سکھایا۔ اللہ تعالیٰ واضح طور پر قرآن کریم میں فرماتا ہے: ”اور وحی کی گئی تیری طرف اور تم سے قبل لوگوں کو“ (زمر ۶۵)

نیز مرزا قادیانی کا ہی فرمان ہے کہ رسول کریم ﷺ کو حکم تھا کہ جو وحی الہی ہو اس کو ظاہر کریں۔ اس کے علاوہ حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی روایت ہے کہ: ”جو تجھ سے کہے کہ حضور نے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کسی حکم کو چھپا لیا تو جان لو کہ وہ جھوٹا ہے۔“ (تفسیر ابن کثیر، سورۃ المائدہ ج ۱ ص ۷۸) اور ان احکام اور سنت رسول ﷺ کے برخلاف نبی کریم ﷺ کے بعد جس شخص نے وحی کا دعویٰ کیا یقیناً وہ باطل ہے اور اس کو چھپانے والا چور ہے اور چور چوری کا مال چھپاتا ہی ہے جو شخص اپنی وحی کو چھپا گیا۔ وہ غلط ہے اور اس کو یقیناً رحمانی وحی نہیں ہوئی بلکہ شیطانی وحی ہوئی۔

اس کے باوجود مرزا قادیانی سب کچھ چھپا کر کبھی بلہم کی بات کرتے ہیں اور وہاں سے

انہی پکڑتے پکڑتے گلے سے لٹک جاتے ہیں۔ مندرجہ ذیل حوالہ جات میری اس بات کی تصدیق کرتے ہیں!

”کتاب براہین احمدیہ جس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مؤلف نے ملہم اور مامور ہو کر لغرض اصلاح قجہ یدوین تالیف کیا ہے۔“ (مجموعہ اشتہارات، ج ۱ ص ۲۳) یہاں کسی وحی کا ذکر نہیں، صرف الہام تک بات کر رہے ہیں جو کہ ولیوں کو بھی ہوتا ہے اور جس میں شریعت یا احکام نہیں ہوتے۔

”اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح بن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں۔“ (مجموعہ اشتہارات، ج ۱ ص ۲۳) اب یہاں سے کتنی پرکاری سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ کمالات کو مسیح کے مشابہ قرار دے رہے ہیں، برابر بھی نہیں حالانکہ بعد میں دعویٰ کہ ابن مریم سے غلام احمد بہتر ہے اور مسیح ابن مریم کے کوئی کمالات نہیں تھے۔ کیا جھوٹ سے آغاز شروع ہوا یا نہیں؟

”اگر اس اشتہار کے بعد بھی کوئی شخص سچا طالب بن کر اپنی عقدہ کشائی نہ چاہے اور ولی صدق سے حاضر نہ ہو تو ہماری طرف سے اس پر اتمام حجت ہے۔“ (مجموعہ اشتہارات، ج ۱ ص ۲۵) کس طرح طریقے سے آگے بڑھنے کا راستہ بتایا جا رہا ہے لفظوں کے ہیر پھیر میں اتمام حجت تک جا پہنچے ہیں حالانکہ اس سے قبل کسی مجدد نے دعویٰ نہیں کیا کہ اس کے پاس حاضر نہ ہو تو اتمام حجت ہے۔

”یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے..... اور عینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں باوازا بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے۔“ (توحیح مرام ص ۱۸، غزائن ج ۳ ص ۶۰) اب مجدد سے اپنے کو محدث قرار دے لیا۔ کیا کسی نبی نے ایسا طریقہ کار اختیار کیا؟ کیا رسول کریم ﷺ نے جن کی بشت ثانیہ کا مرزا قادیانی جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں، نے ایسا کیا؟

حالانکہ مرزا قادیانی جانتے تھے کہ رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے: ”اگر اس امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمرؓ ہے۔“ (ازالہ اوہام، ص ۲۳۶، غزائن ج ۳ ص ۲۱۹) یہاں اگر کا لفظ بتا رہا ہے کہ رسول کریم ﷺ کم از کم حضرت عمرؓ کے بعد کسی محدث کے آنے کا امکان بھی مٹا رہے ہیں۔ اس کے باوجود دعویٰ محمدیہ؟

مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ”اس عاجز کی فطرت اور سچ کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں۔“ (براہین

احمد یہ جس ۱۴۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳) اب متشابہ لفظ کو کس طرح لپیٹ کر ایک ہی جوہر کے دو کٹڑے بن رہے ہیں۔ کیا کوئی اللہ تعالیٰ کا ایک عام نیک بندہ بھی نیکی کا پیغام پہنچانے کے لئے اس طرح کے حربے استعمال کرتا ہے؟ اور مرزا قادیانی کے دعوے تو بہت ہی بڑے ہیں، کیا ان دعوؤں کے لئے یہ طریق کار جائز ہے؟

”ہاں یہ سچ ہے کہ آنے والے مسیح کو نبی بھی کہا گیا ہے اور امتی بھی..... اسی لئے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔“

(ازالہ اوہام، ص ۵۳۲، ۵۳۳، خزائن ج ۳ ص ۳۸۶)

”تمام مسلمانوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس عاجز کے رسالہ “فتح اسلام“ و “توضیح المرام“ و “ازالہ اوہام“ میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے یا یہ کہ محدثیت جزوی نبوت ہے یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے، تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کی رو سے بیان کئے گئے ہیں ورنہ حاشا وکلا مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں..... بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں اور اس کو یعنی لفظ نبی کو کاٹا ہوا خیال فرمائیں۔“ (مجموعہ اشتہارات، ج ۱ ص ۳۱۴، ۳۱۵) دیکھیں کیا دجل ہے۔ نبی کا لفظ استعمال کیا، لوگوں کا رویہ سخت دیکھ کر ایک دم بات بدل لی اور قدم کچھ دیر کے لئے پیچھے ہٹا لئے۔ کیا نبی اللہ ایسے ہی ہوتے ہیں؟

”یہ بات سچ ہے کہ اللہ جل شانہ کی وحی اور الہام سے میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۰۷) محدث سے مثیل مسیح پر چلا ننگ لگائی۔ اس سے پہلے مشابہت تھی۔

”میں اسی الہام کی بناء پر اپنے تئیں وہ موعود مثیل سمجھتا ہوں جس کو دوسرے لوگ غلط نبی کی وجہ سے مسیح موعود کہتے ہیں۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۰۷)

اب یہاں دیکھیں کہ مسیح موعود کا لفظ منہ میں ڈالا جا رہا ہے، لفظ مسیح موعود قطعاً اسلامی اصطلاح نہیں ہے، اسلامی لٹریچر میں مسیح ابن مریم، یا عیسیٰ ابن مریم استعمال ہوا ہے۔ مسیح کے ساتھ موعود کا لفظ دنیا کو مغالطہ میں رکھنے کے لئے لگایا گیا ہے۔

اگر صرف مسیح کہتے تو تب بھی لوگوں کا ذہن فوراً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف جاتا تھا اور براہ راست بھی اپنے کو عیسیٰ بن مریم نہیں کہہ سکتے تھے کیونکہ دونوں طرح فوراً لوگوں کے

ذہن ان احادیث مبارکہ کی طرف جانے تھے جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی پیشین گوئیاں ہیں اور نشانیاں بتائی گئی ہیں۔ مرزا قادیانی کی ذات پر ان میں سے ایک بھی نشانی پوری نہیں اُترتی۔ ان سوالوں اور لوگوں کے ذہن کو ان سوالوں کی طرف متوجہ ہونے سے بچانے کے لئے یہ دجلیہ نام ”مسح موعود“ رکھا گیا۔

رسول کریم ﷺ کی بے شمار احادیث میں سے ایک بھی حدیث دکھا دیں جہاں رسول کریم ﷺ نے کسی مسح موعود کا نام لیا یا کسی مثیل مسح کا نام لیا یا مثیل ابن مریم کا نام لیا۔ کسی بھی حدیث مبارکہ میں مسح موعود یا مثیل موعود، مثیل مسح کے الفاظ یا مفہوم نہیں ملے گا۔ ہم جہاں بھی دیکھتے ہیں رسول کریم نے قسم کھا کر کہا کہ تم میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے۔ آخر مرزا قادیانی اپنے لئے وہ نام کیوں استعمال کر رہے ہیں جو رسول کریم ﷺ نے ایک بار بھی استعمال نہیں کیا۔ کیا یہی حب رسول ﷺ ہے؟ اور جو نام رسول کریم نے استعمال کیا ہے اس کو اتنے چکر دے کر گول کیوں کر دیا؟

”اے برادرانِ دین و علمائے شرع متین! آپ صاحبان میری ان معروضات کو متوجہ ہو کر سنیں کہ اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔ یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے منہ سے سنا گیا ہو بلکہ یہ دجی پرانا الہام ہے جو میں نے خدائے تعالیٰ سے پا کر براہین احمدیہ کے کئی مقامات پر بقرع درج کر دیا تھا جس کے شائع کرنے پر سات سال سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گزر گیا ہو گا۔“ (ازالہ اوہام، ص ۱۹۰، خزائن ج ۳ ص ۱۹۲) مرزا قادیانی کے اگلے دعویٰ سے ہی پتہ چلتا ہے کہ اگر واقعی ہی کچھ لوگوں نے ان کو مسح موعود سمجھا ہے تو وہ ان کے ارادے قبل از وقت بھانپ گئے اور کم فہم نہیں تھے بلکہ ذہین تھے۔

”میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسح بن مریم ہوں۔ جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے بلکہ میری طرف سے عرصہ سات یا آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہو رہا ہے کہ میں مثیل مسح ہوں۔“ (ازالہ اوہام، ص ۱۹۰، خزائن ج ۳ ص ۱۹۲)

”سورۃ تحریم میں صریح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ بعض افراد اس امت کا نام مریم رکھا گیا ہے اور پھر اتباع شریعت کی وجہ سے اس مریم میں خدا تعالیٰ کی طرف سے روح پھونکی گئی اور روح پھونکنے کے بعد اس مریم سے عیسیٰ پیدا ہو گیا اور اسی بناء پر خدا تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ بن مریم رکھا۔“ (ضمیمہ براہین احمدیہ ج ۱، ص ۳۱۱، ۳۱۲) پہلے ایسا خیال کرنے والے کو مفتری اور کذاب قرار

نیا سلسلہ جاری نہ کرو اور اس خدا سے شرم کرو جس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔“ (آسمانی فیصلہ ۱۵، خزائن ج ۳ ص ۳۳۵) یہاں اب دوسروں کو منع کر رہے ہیں حالانکہ نبوت کا سلسلہ خود جاری کیا ہوا ہے ڈھکے چھپے طریق سے مطلب چور اپنی طرف سے توجہ ہٹانے کے لئے چور چور کا شور ڈال رہے ہیں۔ کہتا ہے کہ ہم مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۹۷)

یہاں کس طرح دنیا کو مطمئن رکھئے اور ان کی توجہ پھیرنے کے لئے منہ بھر کر اپنے اوپر ہی لعنت ڈال رہے ہیں۔

”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔“ (بدرد مارچ ۱۹۰۸ء، مخطوطات، ج ۱ ص ۱۰۲)

لوحی نبی تو تھے ہی اب رسول بھی بن گئے اور جو خدا کے سکھائے ہوئے قرآن کی تشریح میں پہلے لکھا ہے کہ کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا، اس کا کیا کہتے ہیں؟

”الغرض حقیقت الوحی نے واضح کر دیا کہ نبوت اور حیات مسیح کے متعلق آپ کا (مرزا قادیانی۔ ناقل) عقیدہ پہلے عام مسلمانوں کی طرح تھا مگر پھر دونوں میں تبدیلی فرمائی۔“ (سیرت مسیح موعود، ص ۳۰۸ از مرزا محمود) بیٹے کی تصدیق کے مرزا قادیانی نے عقیدہ بدلا!

”کوئی دانشمند اور قائم الحواس آدمی ایسے دو متضاد اعتقاد ہرگز نہیں رکھ سکتا۔“ (ازالہ اوہام، ص ۲۳۹، خزائن ج ۳ ص ۲۳۸) اس کے باوجود اپنے ہی معیار کے برعکس مرزا قادیانی کو دانشمندی کا دعویٰ ہے؟

مرزا قادیانی ایک اور جگہ لکھتے ہیں: ”دجال کے لئے ضروری ہے کہ کسی نبی برحق کا تابع ہو کر پھر حج کے ساتھ باطل ملا دے۔..... اور چونکہ آئندہ کوئی نبی نہیں آسکتا، اس لئے پہلے نبی کے تابع جب دجل کا کام کریں گے تو وہی دجال کہلائیں گے۔“ (مجموعہ اشتہارات، ج ۲ ص ۱۳۱) آخر کار اپنے اصلیت بھی بتا ہی دی۔ مرزا قادیانی، آپ نے پہلے نبی برحق کی پیروی کا دعویٰ کیا اور اس میں دجل ملائے ملائے آخر اپنے اصلی ٹھکانے اور ٹائل پر پہنچ ہی گئے۔

دعووں کے مقاصد

مرزا قادیانی کے دعووں کے کیا مقاصد تھے جنہوں نے مرزا قادیانی کو نبی بنایا اور ان کو آگے بڑھایا، ان کے مقاصد یہاں بات کی گنجائش نہیں۔ صرف مرزا قادیانی کی اپنی تحریر میں ایک اعتراف، لکھتے ہیں: ”مجھے صرف اپنے دسترخوان اور روٹی کی فکر تھی۔“ (نزول المسیح، ص ۱۱۸، خزائن ۱۸ ص ۳۹۶) یہ ایک بنیادی بات ہی مرزا قادیانی کے مقاصد واضح کر رہی ہے۔

اس کے لئے مرزا قادیانی نے چالپوسی، جاسوسی، اسلام اور عالم اسلام سے غداری، ایمان سے غداری، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے غداری کے مرتکب ہوتے ہوئے کبھی بھی ندامت محسوس نہ کی اور غیر ملکی، غیر نسل، غیر مذہب کے آقاؤں کی چالپوسی کی انتہا تک کر گئے اور چالپوسی کر کے پھر اپنے منہ سے اجر بھی مانگتے رہے ہیں۔ دعویٰ نبوت کا، لیکن اجر اور عزت و آبرو کی حفاظت اور مولویوں سے پناہ غیر مذہب کے انسانوں سے مانگتے رہے۔

مقاصد کس طرح حاصل کئے

ملکہ برطانیہ کو خط کے اقتباس، احمدی، قادیانی اس کو پڑھتے جائیں اور ضمیر کی آواز پر شرماتا یا نہ شرماتا ہم انہی پر چھوڑتے ہیں۔ ”بسم اللہ الرحمن الرحیم، یہ عریضہ مبارکبادی۔ اس شخص کی طرف سے ہے جو یسوع مسیح کے نام پر طرح طرح کی بدعتوں سے دنیا کو چھڑانے آیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ امن اور نرمی کے ساتھ دنیا میں سچائی قائم کرے..... اور اپنے بادشاہ ملکہ معظمہ سے جس کی وہ رعایا ہیں سچی اطاعت کا طریق سمجھائے..... یہ نوشتہ ایک ہدیہ شکرگزاری ہے کہ جو عالی جناب قیصر ہند ملکہ معظمہ والی انگلستان و ہند دامت اقبالہا بالقابہا کے حضور میں بتقریب جلسہ جوہلی شصت رسالہ بطور مبارکباد پیش کیا گیا ہے۔ مبارک! مبارک! مبارک!

(تحفہ قیصریہ ص ۱، خزائن ج ۱۲ ص ۲۵۳)

”اس خدا کا شکر ہے کہ جس نے آج ہمیں یہ عظیم الشان خوشی کا دن دکھایا..... جس قدر اس دن کے آنے سے مسرت ہوئی کون اس کا اندازہ کر سکتا ہے..... اور ایسا ہو کہ جلسہ جوہلی کی تقریب پر (جس کی خوشی سے کروڑ ہا دل برٹش، انڈیا اور انگلستان کے جوش نشاط میں ان پھولوں کی طرح حرکت کر رہے ہیں جو نسیم صبا کی ٹھنڈی ہوا سے ٹکفتہ ہو کر پرندوں کی طرح اپنے پروں کو ہلاتے ہیں) جس شور سے زمین مبارکباد کے لئے اچھل رہی ہے۔“

(تحفہ قیصریہ ص ۲، خزائن ج ۱۲ ص ۲۵۴)

”اگرچہ میں اس شکرگزاری کے لئے بہت سی کتابیں اردو، عربی اور فارسی میں تالیف کر کے اور ان میں جناب ملکہ معظمہ کے تمام احسانات کو جو برٹش انڈیا کے مسلمانوں کے شامل حال ہیں، اسلامی دنیا میں پھیلائی ہیں اور ہر ایک مسلمان کو سچی اطاعت اور فرمانبرداری کی ترغیب دی ہے لیکن میرے لئے یہ ضروری تھا کہ یہ تمام کارنامہ اپنا جناب ملکہ معظمہ کے حضور میں بھی پہنچاؤں۔“

(تحفہ قیصریہ ص ۳، خزائن ج ۱۲ ص ۲۵۵)

”ہم تیرے وجود کو اس ملک کے لئے خدا کا ایک بڑا فضل سمجھتے ہیں اور ہم ان الفاظ کے نہ ملنے سے شرمندہ ہیں جن سے ہم اس شکر کو پورے طور پر ادا کر سکتے۔“

(تحفہ قیصریہ، ص ۱۲، خزائن ج ۱۲ ص ۲۶۶)

کتاب ملکہ و کٹوریہ کو بھیجے کا مقصد واضح ہو جائے گا۔ فرماتے ہیں: ”اس عاجز کو..... وہ اعلیٰ درجہ کا اخلاص اور محبت اور جوش اطاعت حضور ملکہ معظمہ اور اس کے افسروں کی نسبت حاصل ہے (عیسائی چرچ کی سربراہ ملکہ کے ساتھ ہی نہیں اس کے افسروں کے لئے بھی محبت و جوش اطاعت۔ ناقل) جو میں ایسے الفاظ نہیں پاتا جن میں اس اخلاص کا انداز بیان کر سکوں۔ اس سچی محبت اور اخلاص کی تحریک سے جشن شصت سالہ جو ملی کی تقریب پر میں نے ایک رسالہ حضرت قیصرہ ہند دام اقبالہا کے نام سے تالیف کر کے اور اس کا نام تحفہ قیصریہ رکھ کر جناب ممدوحہ کی خدمت میں بطور درویشانہ تحفہ کے ارسال کیا تھا اور مجھے قوی یقین تھا کہ اس کے جواب سے مجھے عزت دی جائے گی اور اُمید سے بڑھ کر میری سرفرازی کا موجب ہوگا..... مگر مجھے نہایت تعجب ہے کہ ایک کلمہ شاہانہ سے بھی ممنون نہیں کیا گیا..... لہذا اس حسن نطن نے جو میں حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی خدمت میں رکھتا ہوں دوبارہ مجھے مجبور کیا کہ میں اس تحفہ قیصرہ کی طرف جناب ممدوحہ کو توجہ دلاؤں اور شاہانہ منظوری کے چند الفاظ سے خوشی حاصل کروں۔“

(ستارہ قیصریہ، ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۲، ۱۱۱)

آگے پھر لکھتے ہیں: ”میں دعا کرتا ہوں کہ خیر و عافیت اور خوشی کے وقت خدا تعالیٰ اس خط کو حضور قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں پہنچا دے اور پھر جناب ممدوحہ کے دل میں الہام کرے کہ وہ اس سچی محبت اور سچے اخلاص کو جو حضرت موصوفہ کی نسبت میرے دل میں ہے، اپنی پاک فراست سے (عیسائی) جو کہ مرزا قادیانی کے نزدیک اسلام کا دشمن نمبر ایک ہے اس مذہب کی سربراہ کی پاک فراست۔ ناقل) اسے شناخت کر لیں اور رعیت پروری کی رو سے مجھے پر رحمت جواب سے ممنون فرمائیں۔“

دوسری طرف ان ہی عیسائی افسروں کو اپنی درخواست میں لکھتے ہیں: ”سرکارِ دولتدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاٹا خاندان ثابت کر چکی ہے (پچاس برس میں کم و بیش تین بالغ نسلیں آنے سے سامنے ہوتی ہیں، اس کا مطلب کے نسل در نسل غیروں سے وفاداری اور اپنوں سے غداری کرتے آرہے ہیں۔ ناقل) اور جس کی

نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چشمیت میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے یکے غیر خواہ اور خدمت گزار ہیں۔ اس خود کاشٹہ پودہ کی نسبت نہایت حزم، احتیاط، تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۱)

ایسی بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ بدتر کا سہ لیس تحریریں جن سے انہوں نے خوداری لیکن غیر ملکی آقاؤں سے وفاداری ظاہر ہوتی ہے۔ مرزا قادیانی کے لٹریچر میں موجود ہیں لیکن یہ تحریر انتہائی واضح طور پر بتا رہی ہے کہ کلیسا والوں کا وفادار اور لگایا ہوا پودا کون ہے؟ اور بجائے اللہ سے مدد مانگنے کے عیسائیوں سے مدد مانگ رہے ہیں جن کے بارے میں مرزا قادیانی کا ارشاد ہے کہ: ”عیسائیت ایک بدبودار مذہب ہے۔“ (دافع ابلا ص ۲۲، خزائن ج ۱۸ ص ۱۳۲)

مرزا قادیانی عیسائیوں کی حکومت کے افسران سے ہر طرح خوش ہیں اور اپنے خداؤں سے فریاد کرتے ہیں کہ مولوی تنگ کرتے ہیں: ”اب میں اس گورنمنٹ محسنہ کے زیر سایہ ہر طرح سے خوش ہوں۔ صرف ایک رنج اور درد و غم ہر وقت مجھے لاحق حال ہے جس کا استغاثہ پیش کرنے کے لئے اپنی محسن گورنمنٹ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اس ملک کے مولوی مسلمان اور ان کی جماعتوں کے لوگ حد سے زیادہ مجھے ستاتے اور دکھ دیتے ہیں۔“ (مجموعہ اشتہارات، ج ۳ ص ۱۳۲) نبی اپنے اللہ کے سوا کسی سے نہ تو کچھ مانگتا ہے اور نہ تو توقع رکھتا ہے لیکن یہ کیسا مہدی ہے جس نے اسلام کی ہدایت دنیا بھر تک پہنچانی ہے اور کافروں کو مسلمان کرنا ہے، انہیں کافروں سے مولویوں کے خلاف فریادیں کر رہا ہے۔ کیا یہ کردار ایک شریف آدمی کا بھی ہو سکتا ہے؟

اور احسان فراموشی کا بھی حال یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے انگریزوں کی جو کہ عیسائی ہیں، تعریف کرنے کی وجہ اکثر یہ بیان کی انہوں نے ان کو سکھوں سے نجات دلائی۔ یہ جھجک ہے یا جھوٹ اس پر یہاں بحث نہیں اور مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ انگریز جو کہ عیسائی ہیں، محسن ہیں۔ اس لئے محسن سے خوداری حرامی پن نہیں تو اور کیا ہے؟ اب ان کے بارے میں اپنی محفل میں کیا کہتے ہیں لیکن یاد رہے کہ اس سے پہلے پاک فرست والی عیسائی ملکہ اور اس کے ملازمین سے کس للہی محبت کا اقرار کیا کرتے رہے ہیں۔

مرزا قادیانی کے مرید ان کو ہدایت مرزا یہ دیتے ہوئے کہتے ہیں: ”عیسائیوں کے ساتھ کھانا معائنہ کرنا میرے نزدیک ہرگز جائز نہیں۔“ (مخلص: مخالفین سے معائنات) (ملفوظات، ج ۳ ص ۳۲۲) کیا پاک فراست اور خدا کا نور اور اس کے متعلقین سے معائنہ کرنا یا ان کے ساتھ کھانا جائز نہیں ہے؟

لیکن بات یہیں نہیں رکتی، ممکن ہے کہ کوئی قادیانی (احمدی) یہ کہے کہ کھانا اور معائنہ منع ہے مگر محبت کرنے کا کہا ہے۔ وہ بھی سن لیں۔ مرزا قادیانی کا ارشاد نادری ہے: ”جہوں والے چراغ دین کا ذکر تھا کہ عیسائیوں کے ساتھ بہت تعلق محبت رکھتا ہے۔ فرمایا: بد قسمت اور بد بخت آدمی ہے اسلام ایسے گندوں کو باہر پھینکتا ہے۔“ (ملفوظات، ج ۸ ص ۳۵)

مرزا قادیانی کے محبت کے دعوے آپ پڑھ چکے ہیں۔ اب اس قول کے مطابق کوئی اور بد قسمت اور بد بخت بنے یا نہ بنے۔ مگر مرزا قادیانی ضرور بن گیا ہے اور نیز دنیا میں جتنے خاص طور پر یورپ میں رہنے والے اور جماعت کی ہدایات کے تحت عیسائیوں سے خاص طور پر تعلق قائم کر رہے ہیں۔ وہ سب کے سب بد قسمت اور بد بخت ہو گئے۔ کیا اسی لئے ان بیچاروں نے مرزا قادیانی کو قبول کیا ہے کہ جان، مال، جائیداد، اولاد و وقت ہر چیز مرزا کے قدموں میں ڈال کر مرزا قادیانی کے ہی فتوے کی رو سے بد قسمت اور بد بخت ہو جائیں۔

قلا بازیاں

موقع محل کے مطابق مرزا قادیانی کا اپنے موقف سے بھر جانا یا جھوٹ بول دینا ایک خاص وصف تھا۔ الفاظ کو تاویلات کے ہیر پھیر میں ڈال دینا مرزا قادیانی کی فطرت تھی۔ دو تین مثالیں کس طرح موقف سے قلابازی کھاتے ہوئے ایک نہایت ڈگری گھومتے ہیں، پیش خدمت ہیں۔

”حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں، میرا یقین ہے وہی رسالت حضرت آدم صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوئی اور جناب رسول ﷺ پر ختم ہو گئی۔“ (مجموعہ شہادت، ج ۱ ص ۳۳۱)

”میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہلسنت و جماعت کا مذہب ہے۔۔۔۔۔ میں جناب خاتم الانبیاء کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔“ (مجموعہ شہادت، ج ۱ ص ۳۵۵)

”مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں کی جماعت سے جا ملوں۔“ (حیات البشر، ج ۹ ص ۷۹، خزائن ج ۷ ص ۲۹۷)

جہاں میرے اور تمہارے تعلق کا سوال آئے گا تمہیں میری حیثیت وہی تسلیم کرنی پڑے گی جو ایک نبی کی ہوتی ہے جس طرح نبی پر ایمان لانا ضروری ہوتا ہے، اسی طرح مجھ پر ایمان لانا ضروری ہوگا۔ ”جو مجھے نہیں مانتا وہ مسلمان نہیں۔“ (تذکرہ ص ۶۰۷)

”یہ بھی مجھ پر الزام لگایا جاتا ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں اور یہ کہ میں نے نیا دین بنالیا ہے یا میں کسی الگ قبلہ کی فکر میں ہوں، نماز میں نے الگ بنائی ہے یا قرآن کو منسوخ کر کے اور قرآن بنالیا ہے۔ سو اس تہمت کے جواب میں میں بجز اس کے کہ لعنة الله على الكاذبین کہوں اور کیا کہوں۔“ (ملفوظات، ج ۱۰ ص ۴۲۰)

اس مضمون میں یہ سب ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا قادیانی نے نئی نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔
نیا دین بنالیا ہے۔ قادیانیت مرزا قادیانی کا بنایا ہوا دین ہے اور اسلام اللہ کا بنایا ہوا دین ہے۔

قرآن کو منسوخ کر کے نیا قرآن بنالیا ہے۔

نمازوں میں جدت پیدا کر دی ہے۔

نئے حج کی جگہ قادیان قرار دے دی ہے اور اگر کچھ موقع مل جاتا تو نئے قبلہ کا بھی اعلان ہو جاتا۔

اس طرح اپنے جھوٹ پر مرزا غلام قادیانی نے خود ہی لعنت ڈال کر اپنے آپ کو لعنت بھی بنالیا۔ فاعتبر ویالاولی الابصار۔

”اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا۔ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نبی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف، ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نبی بھی۔“ (البعین، ص ۴، ج ۶، خزائن ج ۷ ص ۴۳۵)

مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ: ”اور خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے..... لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے۔“ (چشمہ معرفت ص ۳۱۷، خزائن ج ۲۳ ص ۳۲۲)

اختصار یہ

اس مضمون کا مقصد دراصل ان لاعلم قادیانیوں کے لئے حقائق کو سامنے لانا ہے جن کو مربیوں نے چند مخصوص تقریروں اور موضوعات کے دائرے میں رکھا ہوا ہے جس کا مرکزی نقطہ نگاہ صرف خاندان مرزا کے لئے اور ان کے حواریوں کے لئے مال اکٹھا کرنا ہے۔ مرزا قادیانی کی اصل تعلیم، عمل اور حقیقی مقاصد کو اوچھل رکھنا ہے۔ قادیانی گروہ کا خیال ہے کہ وہ مسلمان ہیں۔ اسلام میں عبادات، اخلاق اور صفائی کو بنیادی اہمیت ہے جو ان پر صحیح طریق سے عمل نہیں کرتا یا کسی ایک رکن اسلام کو بھی اراداً نقصان پہنچاتا ہے اس میں بدعات شامل کرتا ہے وہ مسلمان نہیں رہتا، کچا کسی بھی قسم کی ولایت یا نبوت کا دعویٰ کرے۔ اس مضمون میں ہم نے باثبوت طور پر مرزا قادیانی کے عقائد اور اعمال سامنے رکھے ہیں تاکہ قادیانی جماعت کے ممبران جان لیں کہ مرزا قادیانی اسلامی عبادات پر کس حد تک عمل پیرا تھے؟ ان کے دل میں ان کی کیا اہمیت تھی؟ تاکہ وہ دیکھ سکیں کی جو شخص ارکان اسلام کی ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں کرتا اور ان کے ساتھ من مانے طریق سے کھیلتا ہے تو وہ قادیانیوں (احمدیوں) کے سامنے جس مقام کا دعویدار ہے اس مقام کا اہل تو کیا ان دعووں کا نام لینے کا بھی اہل نہیں۔ جو شخص خود رسول کریم ﷺ کے دین میں تحریف کر رہا ہے وہ آپ کو کیسے رسول پاک ﷺ کے دین کی طرف لے کر جاسکتا ہے؟ مرزا غلام قادیانی نے خوبصورت الفاظ، منطق اور تاویل سے دنیا کو گمراہ کیا ہے لیکن اس مضمون میں بڑی حد تک مرزا قادیانی کا حقیقی چہرہ نظر آ جاتا ہے لیکن اس کے باوجود اگر کوئی غور نہیں کرنا چاہتا تو اس کے لئے بھی میں اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے مرزا قادیانی کا ہی ایک اقتباس پیش کرتا ہوں۔

لکھتے ہیں: ”یہودی لوگ جو مورد لعنت ہو کر بندر اور سور ہو گئے تھے، ان کی نسبت بھی تو بعض تفسیروں میں لکھا ہے کہ وہ بظاہر انسان تھے لیکن ان کی باطنی حالت بندروں اور سوروں کی طرح ہو گئی تھی اور حق کے قبول کرنے کی توفیق بالکل ان سے سلب ہو گئی تھی اور مسخ شدہ لوگوں کی یہی تو علامت ہے کہ اگر حق کھل بھی جائے تو اس کو قبول نہیں کر سکتے۔“

(مجموعہ اشتہارات، ج ۱، ص ۳۹۷)

اس دعا کے ساتھ اللہ تعالیٰ آپ کی باطنی حالت کو مسخ ہونے سے بچائے اور آپ کی آنکھیں کھول دے اور آپ کو جمعوئے نبی کے مقابل پر سچے نبی ﷺ کی پہچان کروائے اور اپنی صحیح اصل یعنی اسلام کی طرف لوٹائے۔ آمین!

(۲) عرض میری فیصلہ آپ کا

(شیخ راجیل احمد۔ جرمنی)

مرزا غلام احمد قادیانی کو صرف مسلمان ہونے کا دعویٰ ہی نہیں تھا بلکہ اپنے آپ کو (صحابہ کرامؓ سے لے کر آج تک بلکہ تا قیامت) رسول پاک ﷺ کا دنیا میں سب سے بڑھ کر عاشق صادق قرار دیا اور اس سلسلہ میں ایک جگہ آنحضرت ﷺ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا موازنہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ: ”اس کے مقابلہ میں آنحضرت ﷺ کو دیکھو۔ آپ کا دعویٰ کل جہاں کے لئے اور سخت سے سخت دکھ اور تکالیف آپ کو پہنچے۔ جنگیں بھی آپ نے کیں، ایک لاکھ سے زیادہ صحابہؓ آپ کی زندگی میں موجود تھے۔ پھر ان باتوں کے ہوتے ہوئے جو شخص آنحضرت ﷺ کی شان میں کوئی ایسا کلمہ زبان پر لائے گا جس سے آپ کی ہجک ہو وہ حرامی نہیں تو اور کیا ہے؟“

(مخطوطات ج ۵ ص ۸۳)

ان سطور سے قبل جو عبارت ہے وہ ایک علیحدہ اور تفصیلی موضوع ہے۔ اس پر اگر خدا تعالیٰ نے توفیق دی تو کسی دوسرے موقع پر یہ فقیر در مصطفیٰ ﷺ اپنی معروضات پیش کرے گا۔

یہاں اس وقت موضوع یہ ہے کہ جو ایسا کلمہ زبان پر لائے جس سے حضرت رسول پاک ﷺ، رحمت اللعالمینؐ کی شان میں ہجک ہو وہ کون ہے؟ مرزا قادیانی نے اپنا فیصلہ دے دیا کہ ہجک رسول پاک ﷺ کی کرنے والا حرامی ہے! اور میں اس فیصلہ سے مکمل طور پر متفق ہوں لیکن ایک انتہائی اہم سوال یہ ہے کہ مخالفین قادیانیت انتہائی بلند آواز میں یہ الزام لگاتے ہیں کہ مرزا قادیانی اور ان کی امت اپنے آپ کو مسلمان کے طور پر پیش کرنے کے باوجود مسلسل توہین رسالت ﷺ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اس مضمون میں اس سوال کا جواب ڈھونڈنے کی کوشش کی گئی ہے کہ کیا مرزا قادیانی نے کوئی ایسی بات تو نہیں کہی یا کہی جس سے رسول پاک ﷺ کی شان میں گستاخی کا کوئی پہلو دکھائی ہو؟

میرے قادیانی (احمدی) دوست رسول پاک ﷺ کی شان میں مرزا قادیانی کی بعض بڑی خوبصورت تحریریں پیش کرتے ہیں لیکن واقفان حال مرزا قادیانی کی ان تحریروں کو جن میں بظاہر رسول پاک ﷺ کی تعریف کی گئی ہے، پر گاہ کی بھی اہمیت نہیں دیتے کیونکہ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی یہ تحریریں ”دام ہر تک زمین“ سے زیادہ نہیں ہیں اور سادہ معصوم لوگوں کو پھسانے کے کام آتی ہیں۔ کیونکہ کئی جگہوں پر مرزا قادیانی نے بے شمار توہین آمیز باتیں،

اس پاک رسول ﷺ کی ذات اقدس کے بارہ میں لکھی ہیں جن سے رسول پاک ﷺ کی ذات سے متعلق باتوں سے بے خبری ظاہر ہوتی ہے اور اس کے علاوہ نام صرف توہین کا پہلو دکھاتا ہے بلکہ اس پاک ہستی، سرور کائنات، رحمت اللعالمین، نبیوں کے سردار ﷺ کے خلاف شدید بغض بھی ظاہر ہوتا ہے اور ان کی پاک ذات سے کہیں بالواسطہ اور کہیں بلاواسطہ اپنی ذات کی برتری ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

جب میں قادیانی تھا، یہی کرتا رہا کہ مرزا قادیانی کی وہ تحریریں جو میرے قادیانی دوست پیش کرتے ہیں اور بظاہر بہت خوبصورت محسوس ہوتی ہیں مرزا قادیانی کے عاشق رسول ہونے کے ثبوت میں پیش کرتا تھا اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ۹۵ فیصد قادیانی دوستوں کو مرزا قادیانی کی توہین آمیز تحریروں کا علم ہی نہیں اور جب کوئی شخص جوان کی جماعت میں سے نہیں، ایسا حوالہ پیش کرتا ہے جس کا عام قادیانی کو علم نہیں تو وہ سدھائے ہوئے طوطے کی طرح ایک ہی رٹ لگائے جاتے ہیں کہ یہ مولویوں کا جھوٹ ہے، یہ حوالہ پورا نہیں دیا، توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے وغیرہ (اور میں بھی ایسا ہی کرتا رہا اس لئے مجھے علم ہے اور کبھی خود اصل حوالہ دیکھنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی کیونکہ برین واشنگ کی وجہ سے یہ یقین ہوتا تھا کہ قادیانی مر بی محج کہہ رہے ہیں) لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں نے جب قادیانی عینک اتار کر مرزا قادیانی کی تحریروں کا جائزہ لیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ حوالوں کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا، ان کے ساتھ اپنے تبرہ کو کس کر کے پیش کرنا، حوالوں کو ادھورا پیش کرنا، بے بنیاد حوالے جن کا کوئی وجود ہی نہیں پیش کرنا۔ مرزا قادیانی کا بہت بڑا وصف تھا جس کی ماضی اور حال میں کوئی مثال نہیں ملتی اور مجھے یقین ہے کہ ابھی کئی صدیاں اس معاملے میں مرزا قادیانی کی برتری برقرار رہے گی۔ میرے قادیانی دوستوں! اس کی مثال اس طرح ہے کہ تمہارے سامنے دنیا کا مزید اتر ترین کھانا خوبصورت برتنوں میں، خوبصورت انداز میں پیش کیا جائے اور تمہیں پتہ چلے کہ پیش کرنے والا اس کھانے پر کھانتا ہوا اور چھینکے مارتا ہوا آیا ہے تو کیا تم وہ کھانا کھا لو گے؟ اور اگر پتہ چل جائے کہ کھانا پیش کرنے والے نے رفع حاجت کے بعد بغیر صفائی اور ہاتھ دھوئے کھانا ڈالا اور پیش کیا ہے تو کیا تم اس کھانے کو ہاتھ بھی لگاؤ گے؟ اور تمہیں یہ پتہ چل جائے کہ اس کھانے کی پلیٹ کو کتا چاٹتا رہا ہے اور اس پلیٹ میں کھانا تمہیں پیش کیا ہے یا اس کھانے پر پھیشاب کی چھینٹیں پڑی ہیں تو کیا اس کھانے کی طرف تم دیکنا پسند کرو گے چاہے کتنی ہی سجاوٹ اور لوازمات سے وہ کھانا تیار ہو؟ یہی حال مرزا قادیانی کی تحریروں کا ہے ان کی تحریروں کھانے کے بارے میں اوپر دی گئی مثالوں پر پورا اترتی ہیں۔ اس لئے ان کی مثال اسی کھانے جیسی ہے جو میں نے اوپر بیان کی ہے اور میری اس

بات کا ثبوت مندرجہ ذیل بیانات مرزا قادیانی ہیں۔

ارشادات مرزا قادیانی

مرزا قادیانی ایک جگہ لکھتے ہیں: ”اور جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ ﷺ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھے نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے۔“ (یہ عبارت عربی فارسی وارد دو میں لکھی ہے۔ ناقل) (خطبہ الہامیہ، ص ۱۷۱، خزائن ج ۱۶ ص ۲۵۹) اب دیکھئے جس شخص کا دعویٰ یہ ہو کہ وہ سرتاپا عشق رسول ﷺ میں اتنا غرق ہے کہ اس میں اور (نعوذ باللہ) رسول پاک ﷺ میں کوئی فرق نہیں اس کا اپنے محبوب رسول ﷺ کے بارے میں بنیادی علم کیا ہے؟ کیا یہ غیرت کی جگہ نہیں ہے کہ جس نام کی چادر اوڑھنے کا دعویٰ ہے اس کے بارے میں بنیادی معلومات بھی نہ ہوں بلکہ ایک پرائمری کا طالب علم بھی زیادہ صحیح اور بہتر جانتا ہے بہ نسبت ان عاشق محمد ﷺ کا دعویٰ کرنے والے صاحب سے فرماتے ہیں۔

”تاریخ کو دیکھو کہ آنحضرت ﷺ وہی ایک یتیم لڑکا تھا جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہو گیا تھا اور ماں صرف چند دن کا بچہ چھوڑ کر مر گئی تھی۔“

(پیغام صلح، ص ۲۸، خزائن ج ۲۳ ص ۲۶۵)
 ”آنحضرت ﷺ کو والدین سے مادری زبان سیکھنے کا بھی موقع نہیں ملا کیونکہ چھ ماہ کی عمر تک دونوں فوت ہو چکے تھے۔“
 (ایام الصلاح، ص ۱۳۹، خزائن ج ۱۳ ص ۳۹۶، حاشیہ)
 ”تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آپ کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے اور سب کے سب فوت ہو گئے تھے۔“
 (پیغام صلح، ص ۲۸۶، خزائن ج ۲۳ ص ۲۹۹، حاشیہ)
 ”ہمارے پیغمبر خدا کے ہاں ۱۲ لڑکیاں ہوئیں۔ آپ نے کبھی نہیں کہا کہ لڑکا کیوں نہیں ہوا۔“
 (ملفوظات ج ۶ ص ۵۷)

اس علم پر یہ برتا کہ مجھ میں اور رسول کریم میں تفریق نہ کرو اور اس پر دعویٰ یہ کہ یہ مقام مجھے عشق محمد ﷺ کے طفیل ملا جس سے عشق ہے اس کی پیدائش کا بھی علم نہیں، اس کی اولاد کا بھی علم نہیں؟ اس قسم کے کافی علوم مرزا قادیانی کے کلام میں پائے جاتے ہیں۔

رسول پاک ﷺ کے زمانہ سے اب تک تمام اہل اسلام کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ آیت مبشر ابرسول یأتی من بعدی اسمہ احمد۔ رسول کریم ﷺ کے بارے میں ہے اور احمد کے مصداق آپ ﷺ ہیں اور آپ ﷺ کے علاوہ اس کا مصداق کوئی نہیں۔ مرزا قادیانی سے قبل تمام صحابہؓ، مجددینؓ اور آئمہ کرامؓ نے یہی معنی کئے ہیں لیکن مرزا قادیانی کا تمام صحابہؓ اور

بزرگان دین اور مسلمانوں کے برخلاف دعویٰ ہے کہ وہ اس آیت کے مصداق ہیں۔ (ازالہ اوہام، ص ۶۷، خزائن ج ۳ ص ۳۶۳) میں لکھتے ہیں کہ یہ میرے حق میں ہے اور میرا نام احمد ہے۔ کیا یہ جہک نہیں کہ ایک آیت خدا تعالیٰ رسول پاک ﷺ کے متعلق نازل کر رہا ہے اس کو اپنے اوپر چسپاں کر لینا، کسی دلیل سے نہیں بلکہ بے ٹکی تاویلوں سے؟ ایک اور اہم بات کہ رسول پاک ﷺ نے اس آیت کریمہ کو اپنی طرف منسوب کیا ہے یا کسی آنے والے کی طرف؟ اگر رسول کریم ﷺ نے اپنے کو مصداق قرار دیا ہے تو کسی دوسرے کا اس آیت کو اپنے اوپر چسپاں کرنے کی جرأت کرنا کیا یہ رسول پاک ﷺ کی توہین نہیں؟

دوسری بات کہ مرزا قادیانی کا نام غلام ہے احمد نہیں اور غلام چاہے جتنا بھی بڑھ جائے، جس کا غلام ہے اس کے برابر یا اس کے ٹائٹل کا مصداق نہیں ہو سکتا۔

مرزا غلام قادیانی کے بڑے بھائی کا نام غلام قادر ہے، اس کا بھی کہیں کہ نام قادر ہے اور اس کو بھی آیت ”اللہ ہر چیز پر قادر ہے“ کا مصداق مانو؟ ایک شخص کا نام نصر اللہ ہے کیا اس کا نام اللہ ہوگا، اس کو بھی کہو کہ یہ اللہ ہے جو مدد لے کر آیا ہے؟

اگر میرے قادیانی دوست کہیں کہ جی ایک بات سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا جو آپ نکال رہے ہیں اور مرزا قادیانی اپنے کو غلام ہی سمجھتے تھے تو ان اشعار کا کیا مطلب نکالیں گے۔

منم مسیح زمان منم کلیم خدا
منم محمد واحمد کہ مجتبیٰ باشد
یعنی ”میں مسیح زمان ہوں، میں کلیم خدا ہوں، میں محمد اور احمد ہوں، مجتبیٰ ہوں“ (تریاق القلوب، ص ۳، خزائن ج ۵ ص ۱۳۳) کیا یہ برابری کا دعویٰ نہیں؟ کیا یہ رسول پاک ﷺ کی توہین نہیں؟ اور اگر یہ بات بھی کافی نہیں تو اس شعر کے بارے میں کیا کہیں گے؟

انبیاء گرجہ بودہ اندب سے
من بعرفاں نہ کم ترم زک سے
یعنی انبیاء اگرچہ بہت ہوئے لیکن میں بھی کسی سے کم تو نہیں (نزدل آج، ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷) اب تک اس فقیر نے آپ کے سامنے جو مرزا قادیانی کے بیان رکھے ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی نعوذ باللہ اپنے آپ کو کم از کم سرور کائنات ﷺ کے برابر سمجھتے تھے۔ کیا یہ رسول پاک ﷺ کی توہین نہیں؟

کیا میں واقعی صحیح مطلب سمجھا ہوں؟ مرزا قادیانی کے بیٹے کی شہادت میری اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ جو نتیجہ میں نے نکالا ہے وہ صحیح ہے۔ لکھتے ہیں: ”مسیح موعود کو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہو گیا کہ غلطی نبی کہلائے پس

ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو پہ پہلو لاکھڑا کیا۔“ (کلمۃ الفصل ص ۱۱۳، از مرزا بشیر احمد اے) ان حوالوں سے کم از کم یہ تو ثابت ہو گیا کہ مرزا قادیانی اور ان کے قبیحین ان کو نفوذ باللہ نبی کریم ﷺ کے برابر سمجھتے ہیں۔ کیا یہ رسول پاک ﷺ کی توہین نہیں؟

لیکن کیا غل، اصل کے برابر ہو سکتا ہے؟ کیا سایہ وجود کی حقیقی برابری کر سکتا ہے؟ رسی غل اور بروز کی بات تو اس کا ٹکڑا بھی مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد نے صاف کر دیا۔ وہ لکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی اسی طرح کے نبی تھے جس طرح دوسرے انبیاء۔ اور یہ غل، بروز وغیرہ کی بحث صرف لوگوں کو سمجھانے کے لئے تھی۔

”اس جگہ میں یہ بات بھی بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس مضمون میں جہاں کہیں بھی حقیقی نبوت کا ذکر ہے وہاں اس سے مراد ایسی نبوت ہے جس کے ساتھ کوئی نئی شریعت ہو۔ ورنہ حقیقی کے لغوی معنی کے لحاظ سے تو ہر ایک نبوت حقیقی ہوتی ہے جلی یا فرضی نہیں اور مسیح موعود بھی حقیقی نبی تھا۔ اور جہاں کہیں بھی مستقل نبوت کا ذکر ہے وہاں ایسی نبوت مراد ہے جو کسی کو بلا واسطہ بغیر اتباع کسی سابق نبی کے ملی ہو ورنہ مستقل کے لغوی معنوں کے لحاظ سے تو ہر ایک نبوت مستقل ہوتی ہے عارضی نہیں اور مسیح موعود بھی مستقل نبی تھا۔“ (کلمۃ الفصل، مفسر مرزا بشیر احمد، ص ۱۱۸، ۱۱۹) یہ حوالہ ہمیں بتا رہا ہے کہ لوگوں کو بروز، غل اور غیر شرعی، غیر مستقل نبی وغیرہ کی اصطلاحیں صرف اور صرف دنیا کو دھوکا دینے کے لئے تھیں ورنہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو نہ تو اپنے سے پہلے نبی کا تابع سمجھتے ہیں اور نہ ہی غیر مستقل نبی ہوں۔

مرزا غلام قادیانی کی غلط کردہ ہر بات میں کئی کئی سنہو لئے چھپے ہوتے ہیں۔ ذرا یہ تحریر دیکھئے: ”بعض نادان کہتے ہیں کہ عربی میں کیوں الہام ہوتا ہے۔ اس کا یہی جواب ہے کہ شاخ اپنی جڑ سے علیحدہ نہیں ہو سکتی۔ جس حالت میں یہ عاجز نبی کریم ﷺ کی کنار عاطفت میں پرورش پاتا ہے۔ جیسا کہ براہین احمدیہ کا یہ الہام بھی اس پر گواہ ہے کہ تبارک من علم و تعلم۔ بہت برکت والا وہ انسان ہے جس نے اس کو فیض روحانی سے مستفیض کیا یعنی سیدنا ﷺ اور دوسرا بہت برکت والا یہ انسان ہے جس سے اس نے تعلیم پائی۔ تو پھر جب معلم اپنی زبان عربی رکھتا ہے ایسے ہی تعلیم پانے والے کو الہام بھی عربی میں چاہیے۔ نامناسب ضائع نہ ہو۔“ (ضمیمہ تھہ گلاؤ دیہ، ص ۳۳، عزائم ج ۱ ص ۷۷، حاشیہ) پہلی بات تو سلطان القلم مرزا قادیانی کا مبلغ علم قائل داد ہے کہ شاخ اپنی جڑ سے جدا نہیں ہوتی، شاخ اپنے تنے سے منسلک ہوتی ہے۔ دوسرے جڑ کو کوئی نہیں دیکھتا وہ چھپی

ہوئی ہوتی ہے اور اس پر کسی کی نظر نہیں جاتی، اس طرح ذہن میں پہلے تو یہ ڈالنے کی کوشش ہے کہ دھیان صرف میری طرف رکھو، پھر برکت دینے والا اور لینے والا دونوں کو برابر کے انداز میں پیش کیا ہے کہ ذہنوں میں لا شعوری طور پر فرق مٹ جائے۔ پھر ایک اور بات یہ کہ انسان کسی کے سایہ عاطفت میں آتا ہے یعنی مکمل طور پر لیکن یہاں مرزا قادیانی ”کنارہ عاطفت“ کا ذکر کر رہے ہیں۔ یعنی جزدی طور پر۔ رسول کریم ﷺ کو درخت کی بجائے جڑ قرار دے کر ظاہر و باہر کو چھپا ہوا کہتا، ان کی عاطفیت کو کم کر کے بیان کرنا، برکت میں برابری کرنا، کیا یہ اپنے کو خوش چین سمجھنے والوں کا طریق کار ہے؟ اس الہام کو عربی اور دوسرے متعلقہ امور پر کہیں اور انشاء اللہ روشنی ڈالوں گا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اس طرح برابری اپنے آپ کو برابری کی سطح پر لانے کی کوشش کیا یہ رسول پاک ﷺ کی توہین نہیں؟

لیکن بات صرف برابری کی نہیں بلکہ مرزا قادیانی ہندو مذہب کے عقیدہ کے مطابق یقین کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے مرزا قادیانی کی ذات میں جنم لیا ہے لیکن یہ بھی قدم بہ قدم دماغ میں بٹھاتے ہیں۔ لکھتے ہیں: ”پھر اس کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے۔ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم۔ اس وحی الہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔“ (ایک فلپی کا ازالہ، ص ۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۸) اس میں کہاں کہا گیا ہے کہ تمہارا نام محمد اور احمد ہے؟ اور اگر آپ کا نام واقعی محمد ہی رکھنا ہوتا تو اللہ تعالیٰ مرزا قادیانی کے والدین کے دل میں ڈال دیتا۔ دیکھیں اپنا جھوٹ کس طرح خدا پر ڈال دیا؟

لیکن بات آگے چلتی ہے صرف نام ہی نہیں دیا بلکہ اپنے وجود کو نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کا وجود قرار دیا۔ لکھتے ہیں: ”بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا ہے۔“ (ایک فلپی کا ازالہ، ص ۸، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)

مرزا قادیانی نے بروز لفظ کے استعمال سے جو دجل کا کھیل کھیلا ہے وہ بھی اپنی مثال آپ ہے۔ صوفیاء کی اصطلاح میں بروز کے یہ معنی ہیں ناقص درجہ کی روح، کسی کامل کی روح سے استفادہ کرے۔ اگر مرزا قادیانی کے بھی یہی معنی ہیں تو اس سے ناصرف مماثلت کا دعویٰ نہیں ہو سکتا بلکہ وجود محمد ﷺ کا دعویٰ بھی نہیں ہو سکتا اور عین عین ہے اور بروز بروز ہے، اگر بروز کو عین مان لیں تو بروز کیا؟

پھر عربی لغت کے لحاظ سے بروز کے معنی ہیں کسی چھپی ہوئی چیز کا ظاہر ہونا، باہر نکلتا۔

رسول پاک ﷺ کی روح یا جسم یا دونوں مرزا قادیانی ہیں تو یہ ممکن نہیں۔ قرآن کریم کی کئی آیات میں بروز کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ سورۃ ابراہیم، آیت ۲۸، سورۃ ابراہیم، آیت ۳۱، سورۃ طہ، آیت ۱۶، سورۃ البقرۃ، آیت ۲۵۰، سورۃ النساء، آیت ۸۱، سورۃ آل عمران، آیت ۱۵۳۔ (بکری، خوان ارمغان، معنف فضل احمد گورداسپوری، مطبوعہ ۱۹۱۵ء) ان سب میں اللہ تعالیٰ نے قبروں سے مردوں کا نکلتا یا گھروں کے اندر سے یا کسی ادھ سے باہر اور ظاہر ہو کر نکلنے کے لئے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بروز اس کو کہتے ہیں کہ جو جسم چھپ گیا ہو یا گھر کے اندر یا کسی ادھ میں ہو اور وہ ظاہر ہو کر سامنے آئے۔ اب اس طرح تو بروز محمدی کے معنی صرف یہی ہو سکتے ہیں کہ محمد ﷺ اپنے روضہ پاک سے اٹھ بیٹھیں اور ایسا ماسوائے روز قیامت کے ممکن نہیں۔ اگر مرزا کو ہی نعوذ باللہ محمد ﷺ کا وجود مان لیں تو کیا مرزا قادیانی بشکل رسول کریم قبر میں چھپے ہوئے تھے جواب ظاہر ہو گئے؟ کیا یہ رسول پاک ﷺ کی تو ہیں نہیں؟

ہو سکتا ہے کہ کوئی قادیانی دوست کہے کہ یہ فقیر در مصطفیٰ ﷺ اس کا غلط مطلب نکال رہا ہے، آیا اس کا وہی مطلب نکلتا ہے یا نہیں، میں اپنی بات کی تائید میں مرزا قادیانی کے بیٹے کی تحریر پیش کرتا ہوں اور اس بیٹے کی ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے اس بیٹے کو قمر الانبیاء کا الہامی خطاب دیا ہوا ہے اور یہ (جھوٹے) نبیوں کے چاند لکھتے ہیں: ”ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت اس لئے پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں ہے۔ صارو جودی وجودہ نیز من فرق بنی دین امصطفیٰ فاعرفی وماری (یہ الہامات مرزا قادیانی ہیں۔ ناقل) اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ آیت آخرین منھم سے ظاہر ہے۔ پس مسیح موعود (مرزا قادیانی۔ ناقل) خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے، اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں، ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔“ (کلمۃ الفصل، ص ۱۵۸، معنف مرزا بشیر احمد ایم اے، پھر مرزا قادیانی) لو کر لوکل! جناب یہاں ہندوؤں کے عقیدہ کو اپناتے ہوئے تو رسول پاک ﷺ کے بابرکت وجود کے ساتھ ساتھ ان کے کلمہ پر بھی ہاتھ صاف ہو گیا۔

مرزا قادیانی کہتا ہے: ”بعض کا طین اس طرح پر دوبارہ دنیا میں آ جاتے ہیں کہ ان کی روحانیت کسی اور پر جچی کرتی ہے اور اس وجہ سے وہ دوسرا شخص گویا پہلا شخص ہی ہو جاتا ہے۔ ہندوؤں میں ایسا اصول ہے۔“ (براہین احمدیہ حصہ پنجم، ص ۱۲۵، خزائن ج ۲۱ ص ۲۹۱)

ہندوؤں کا کیا عقیدہ ہے تو یہ بھی ان کی کتاب سے پڑھ لیجئے۔ ”جس طرح انسان

پوشاک بدلتا ہے اسی طرح آتما بھی یعنی روح ایک قالب (بدن) سے دوسرے قالب (بدن) کو قبول کرتی ہے۔“ (اشوک ۱۲۲، ادھیائے ۲، گیتا، بحوالہ احتساب قادیانیت، ج ۱۱ ص ۱۵۸) کیا روح کا ایک بدن سے دوسرے بدن میں منتقل ہونا اسلامی عقیدہ ہے؟

اور پھر بالفرض محال اگر ہم مرزا قادیانی کی تھیوری تسلیم کر لیں تو کیا خدا رسول کریم ﷺ کو نعوذ باللہ کوئی سزا دینا چاہتا تھا؟ کیونکہ ہندوؤں کے عقیدہ کے مطابق خدا جب کسی آتما کو پہلے گناہوں کی سزا دینا چاہتا ہے تو وہ پہلے سے کمتر حالت میں دنیا میں بھیجتا ہے۔ اس لئے مرزا کا لفظ میں نے اس لئے استعمال کیا کہ نبی اپنے وقت کا جینی، جسمانی، صحت، شکل صورت کے لحاظ سے بہترین انسان ہوتا ہے اور ایک وقت میں تو اللہ تعالیٰ جس کو نبیوں کا سردار بنا کے اور دنیا کا بہترین و کامل انسان قرار دے کر مبعوث کرتا ہے اب اس کی روح کو ایک جینی بیمار، کم از کم ۳۰ سے زیادہ جسمانی بیماریوں میں مبتلا جسم اور مجھول والا حلیہ، گندے کپڑوں میں ملبوس، نامرد، ہشیاروں کی طرح گالیاں دینے والی زبان اور ہر روز اپنی پہلی بات سے مکر کر خدا پر نیا التزام (الہاموں کے نام پر) لگانے والے انسان کی شکل میں ہی بھیجتا تھا؟ کیا رسول پاک ﷺ کی توہین نہیں؟

جو پاک و جو ﷺ ہزاروں درود و سلام ہوں اس پر۔ پہلی عمر میں پتھر کھا کر خون میں تر ہونے کے باوجود دعا دیتا تھا کیا اب اس کو ایسے انسان کے روپ میں بھیجتا تھا کہ جو نا صرف دوسروں کو اشتعال دلاتا ہے (یہ میرا کہنا نہیں بلکہ مرزا قادیانی نے جس جج و گلس کو پیلا طوس قرار دیا تھا اس نے اپنے ایک فیصلہ میں مرزا قادیانی کو اشتعال انگیزی کرنے والا لکھا ہے) بلکہ اگر کوئی اس کی یادہ گوئیوں کا جواب لکھتا ہے تو آپے سے باہر ہو کر اس کتاب والے کو ہی نہیں جواب دینے والے کے پورے علاقے کو تا قیام لعنتی قرار دیتا ہے؟ کیا رسول پاک ﷺ کی توہین نہیں؟

ایک دنیا کا فتح قیاب ترین اور ہر معرکے میں کامیاب ہونے والا جرنیل ﷺ جس کو خدا تعالیٰ ایک وقت میں قیصر اور کسریٰ کے دربار کی چابیاں دیتا ہے، کیا اب اس کو ایسے انسان کے روپ میں بھیجے گا کہ جو کافروں کی ملکہ کی بار بار فتیں کرتا ہے کہ میرے لاکھوں خوشامدی لفظوں کا صرف ایک لفظ ”شکریہ“ کہہ دو اور مجھے مزید ممنون ہونے کا موقع دو؟ کیا یہ رسول پاک ﷺ کی توہین نہیں؟

جس شخص کے ذریعہ سے خدا نے دنیا سے کفر کے اندھیروں کو دور کیا، کیا اس کو اپنے ہی دیئے ہوئے دین کی تعلیم کے خلاف اب ہندومت کی کفریہ تعلیم (جس سے کہ خود اس مذہب کے ماننے والے بھی دامن چھڑا رہے ہیں) کے ذریعہ دوبارہ اس دنیا میں لائے گا؟ کیا یہ رسول

پاک ﷺ کی توہین نہیں؟

اب مرزا قادیانی اپنی وحی کے ذریعہ اپنی امت کو اپنے (مرزا) پر درود بھیجنے کا حکم سنارہے ہیں تاکہ برابری کا دعویٰ پکا ہو جائے اور اس (خود ساختہ) الہام میں رسول پاک ﷺ کا نام صرف اس لئے لگایا ہے کہ مرید بھی کہیں چونک نہ پڑیں اور کہنے پر سوال نہ اٹھ جائیں۔ ”صلی اللہ علیک وعلی محمد“ (تذکرہ، ص ۷۷، طبع ۳) اور بات صرف رسول پاک ﷺ کے ساتھ درود بھیجنے کی ہی نہیں بلکہ اس سے کہیں آگے تک جاتی ہے؟ کیا یہ رسول پاک ﷺ کی توہین نہیں؟

اور مرزا قادیانی پر درود بھیجنے کو تاکید اور فرض بنانے کے لئے کیا وحی ہوتی ہے لیکن ایک اہم بات جو غیر محسوس طریق پر مرزا قادیانی نے اپنی اس وحی میں پیدا کی ہے کہ اب درود بھیجنے کے وقت صرف مرزا قادیانی کا نام کافی ہے اور رسول پاک کا نام لینا با ضروری نہیں کیونکہ صلحاء عرب اور شام کے ابدال صرف مرزا قادیانی پر درود بھیج رہے ہیں اور ان کے درود میں حضرت محمد ﷺ کا نام نہیں اور ان کی اس بات کی تائید زمین و آسمان کے ساتھ (بغیر رسول پاک ﷺ کو شامل کئے) اللہ بھی عرش سے تعریف کے ساتھ کر رہا ہے۔ مرزا قادیانی کی وحی ہے: ”یصلون علیک صلحاء العرب وابدال الشام۔ وتصلی علیک الارض والسماء ویحمدک اللہ من عرشہ۔ ترجمہ: تجھ پر عرب کے صلحاء اور شام کے ابدال درود بھیجیں گے۔ زمین و آسمان تجھ پر درود بھیجتے ہیں اور اللہ تعالیٰ عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔“ (تذکرہ، ص ۱۶۲، طبع ۳) اسلامی تعلیمات یہ کہتی ہیں کہ کوئی بھی درود رسول پاک ﷺ کے نام کے بغیر مکمل نہیں لیکن یہاں کتنی پرکاری سے الہام کے نام پر رسول پاک ﷺ کے نام کو باہر نکالنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ کیا یہ رسول پاک ﷺ کی توہین نہیں؟

آج مرزا قادیانی کو مرے ہوئے سو سال ہو گئے اگر ان کی زندگی میں نہیں تو موت کے بعد ہی بتادیں کہ کونسے صلحاء عرب ہیں جنہوں نے مرزا قادیانی پر درود بھیجا ہے؟ شام کے وہ کونسے ابدال ہیں جو سلامتی بھیج رہے ہیں؟ کیا قادیانی جماعت کسی واقعی صلحاء یا ابدال کے نام دے سکتی ہے؟ جن کی اس حیثیت کو ساری مسلم دنیا نہ سہی کم از کم عرب دنیا ہی تسلیم کرتی ہو، یہ علیحدہ بات کہ اپنی جماعت کے کنٹھوں کو جو مرضی قرار دے لو لیکن بات صرف نام، مقام، کلمہ اور درود پر ڈاکہ ڈالنے یا برابری کرنے تک ہی نہیں رہتی۔

اب رسول کریم ﷺ کی جلی سے ہی دنیا کو محروم کرنے کی سازشیں شروع ہوتی ہیں۔

مرزا قادیانی کہتا ہے: ”مگر تم خوب توجہ کر کے سن لو کہ اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں۔ یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا۔ سورج کی کرلوں کی اب برداشت نہیں۔ اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں۔“ (اربعین، ص ۱۲، خزائن ج ۱ ص ۴۳۶، ۴۳۵) دیکھیں کس چابکدستی کے ساتھ رسول پاک ﷺ کا وجود بے ضرورت قرار دیا جا رہا ہے اور اپنی ضرورت بتائی جا رہی ہے اور اس کے ساتھ ہی ذہن میں یہ بات بٹھانے کی سازش ہو رہی ہے کہ رسول کریم ﷺ کی تعلیم نعوذ باللہ جلاتی ہے اور برداشت کے قابل نہیں لیکن بطور فلٹر کے ہوں یا پھر جس طرح ایریکنڈیشنز گرم ہوا کو ٹھنڈی بنا کر پیش کرتا ہے اس طرح مرزا قادیانی رسول پاک کی جلالیت والی تعلیم کو چاند کی ٹھنڈی کرنیں بنا کر پیش کرنے کے مدعی ہیں جو تمہیں سکون بخشیں گی۔ کیا رسول پاک ﷺ کی تعلیم سورج کو جلانے والی کرنیں ہیں؟ اگر نہیں اور یقیناً تو اس کا مطلب ہے کہ ان کی تعلیم یقیناً علیحدہ ہے اور یہ ایسا منحوس چاند مرزا قادیانی کی پیدائش کے ساتھ ہی عالم اسلام کے سر پر چڑھا ہے کہ عالم اسلام کی غلامی ہی نہیں ختم ہو رہی بلکہ دن بدن امت مسلمہ اس جماعت کی ریشہ دوانیوں سے مزید کمزور ہو رہی ہے! کیا یہ رسول پاک ﷺ کی توہین نہیں؟

بات اسی طرح بڑھاتے بڑھاتے مرزا قادیانی اپنے آپ کو نبی کریم سے افضل ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنی روحانیت کو رسول کریم ﷺ کی روحانیت سے بہتر ثابت کرنے کے لئے کیا الہامی عبارت لکھتے ہیں: ”اور جس نے اس بات کا انکار کیا کہ نبی ﷺ کی بشت چھٹے ہزار سے تعلق رکھتی ہے جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی پس اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا۔ بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں بہ نسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشدد ہے۔ بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح۔“ (خطبہ الہامیہ، ص ۱۸۱، خزائن ج ۱ ص ۴۲۲، ۴۲۱) کیا تیرہ صدیوں کے مجددین، صحابہ آئمہ کہیں سے بھی کوئی حدیث یا قرآنی تفسیر میں یہ معنی دکھا سکتے ہیں کہ رسول کریم دو بارہ مبعوث ہوں گے اور پہلے سے بہتر، مکمل اور پوری شدود سے مبعوث ہوں گے؟ کیا یہ رسول پاک ﷺ کی توہین نہیں؟

آپ نے دیکھا کہ کس طرح شروع میں اپنے آپ کو صرف غل یعنی سائے کی حیثیت سے پیش کر کے آہستہ آہستہ اونٹ کی طرح مالک کو خیمے سے ہی بے دخل کیا جا رہا ہے۔ مرزا قادیانی نے غل اور بروز کے نام سے دراصل اپنی ضلالت اور ذلت اور ناشکری کا جو سفر شروع کیا تھا اس کا کہیں اختتام نظر نہیں آتا اور یہ جو بات میں کہہ رہا ہوں پہلے دینے گئے اور آئندہ پیش کئے جانے

والے حوالوں سے روز روشن کی طرح ثابت ہو رہی ہے اور ہوگی اور یقیناً آپ بھی اس کی تائید کریں گے کہ یہ نام صرف جنگ رسول پاک ﷺ ہے بلکہ اشد ترین جنگ رسول پاک ﷺ ہے۔ اب اپنی برتری کی دلیل کو مضبوط کرنے کے لئے مزید لکھتے ہیں: ”اور ظاہر ہے کہ فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریم کے زمانہ میں گزر گیا اور دوسری فتح باقی رہی کہ پہلے غلبہ سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے اور مقدر تھا کہ اس کا وقت صبح موعود (مرزا جی۔ ناقل) کا وقت ہو۔“ (خطبہ الہامیہ، ص ۱۹۳، خزائن ج ۱۶ ص ۲۸۸) کیا رسول پاک ﷺ کو فتح مبین نہیں ملی؟ مرزا قادیانی کی کوئی ایک نام نہاد فتح بھی شکوک، شبہات، تاویلات اور اگر مگر سے خالی ہے؟ اس کے بعد بھی کوئی شک رہ جاتا ہے کہ مرزا قادیانی کیا کہنا چاہتے ہیں؟ کیا یہ رسول پاک ﷺ کی توہین نہیں؟

اگر کسی کو ابھی بھی شبہ ہے کہ مرزا قادیانی کی امت ان کو نبی کریم ﷺ سے برتر نہیں سمجھتی تو مرزا بشیر الدین محمود کا حوالہ پیش خدمت ہے: ”صبح موعود نے خطبہ الہامیہ میں بعثت ثانی کو بدر کا نام رکھا ہے اور بعثت اول کو ہلال جس سے لازم آتا ہے کہ بعثت ثانی کا کافر بعثت اول کے کافروں سے بدر ہے۔“ (افضل قادیان، ص ۴، ۱۵ جولائی ۱۹۱۵) اس سے انتہائی واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ مرزا انور ذواللہ رسول کریم ﷺ سے برتر ہے کیونکہ اگر بعثت ثانی کا کافر بعثت اول کے کافر سے بدر ہے اور مثال کے لئے جب ہلال اور بدر کا موازنہ کیا جائے تو پھر بعثت ثانی، بعثت اول سے بھینا بہتر ہے۔ کیا رسول پاک ﷺ کی توہین نہیں؟

اپنی برتری جتانے اور غیر محسوس طریق سے لوگوں کے ذہن میں ڈالنے کے لئے کہ رسول کریم ﷺ کی پیشین گوئی پوری نہیں ہوئی کیونکہ مرزا قادیانی پر یہ صحیح اعتراض بڑی شدت سے ان کی ہر پیشین گوئی پر لاگو ہوتا ہے اور اس کی شدت کو کم کرنے کے لئے یہ گھٹیا طریقہ اپنایا گیا۔ بظاہر رسول پاک ﷺ کے تین ہزار معجزوں کا ذکر ہے لیکن تحریر کے سمجھ والے اسی نتیجہ پر پہنچیں گے جس پر میں پہنچا ہوں۔ لکھتے ہیں: ”مثلاً کوئی شریر انفس ان تین ہزار معجزات کا کبھی ذکر نہ کرے جو ہمارے نبی ﷺ سے ظہور میں آئے اور حدیبیہ کی پیشین گوئی کو بار بار ذکر کرے کہ وقت اندازہ کردہ پر پوری نہ ہوئی۔“ (تحفہ کلادیہ، ص ۴۰، خزائن ج ۱۷ ص ۱۵۳) سمجھ دار آدمی فوراً بات کی تہہ کو پہنچ جاتا ہے کہ یہاں مقصود تین ہزار معجزوں کا ذکر نہیں بلکہ اپنی ناکام، بے بنیاد، نہ پوری ہونے والی پیشین گوئیوں کے دفاع کے لئے ایک بنیاد مہیا کرنے کی بے سود کوشش کی جا رہی ہے! مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”شریف انسانوں کا طریق ہے کہ جھوٹے کرنے کے وقت ایک تعریف کا لفظ بھی لے آتے ہیں گویا وہ منصف مزاج ہیں۔“ (مت جہن، ص ۱۳، خزائن ج ۱۰ ص ۱۲۵، حاشیہ) کیا

مرزا قادیانی نے اس جگہ بھی طریق اختیار نہیں کیا؟ کیا یہ رسول پاک ﷺ کی توہین نہیں؟

اور اپنے آپ کو (بظاہر) غیر شعوری طور پر برتر دکھانے کے لئے اپنے نشانوں کو دس لاکھ لکھتے ہیں اور ایک اور جگہ پچاس لاکھ بھی لکھا ہے اور مزے کی بات کہ چند سطروں میں دس لاکھ نشانات سودیئے، پڑھئے اور سردھنئے: ”ان چند سطروں میں جو پیشین گوئیاں ہیں وہ اس قدر نشانوں پر مشتمل ہیں جو دس لاکھ سے زیادہ ہوں گے اور نشان بھی ایسے کھلے کھلے ہیں جو اول درجہ پر خارق عادت ہیں۔“ (براہین احمدیہ ص ۵۶، خزائن ج ۱۲ ص ۷۷) کیا یہ رسول پاک ﷺ کی توہین نہیں؟

خارق عادت اس کو کہتے ہیں جس میں کوئی انسانی ہاتھ نظر نہ آئے اور جس کی مثال اس سے پہلے نہ ہو۔ میری قادیانی دوستوں سے اپیل ہے کہ دس لاکھ کو بھول جاتے ہیں، ایک لاکھ بھی نہیں، دس ہزار بھی نہیں، ایک ہزار بھی نہیں، صرف سو (۱۰۰) ہی خارق عادت نشان دکھادیں، چلو یار، دس ہی خارق عادت نشان دکھا دو؟ بھائی اگر خارق عادت ممکن نہیں تو تسلیم کرو اور دوسرے عام نشانات کرامات ہی دکھا دو؟

ممکن ہے کہ کوئی قادیانی دوست اپنے دل کی تسلی کے لئے یا بحث برائے بحث کے لئے کہیں کہ رسول کریم ﷺ کے معجزات ہیں اور مرزا قادیانی کے نشانات ہیں اور معجزات اور چیز ہیں اور نشانات اور چیز ان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ مرزا قادیانی نے نشان اور معجزہ ایک ہی چیز قرار دیئے ہیں۔ لکھتے ہیں: ”امتیازی نشان جس سے وہ شناخت کیا جاتا ہے پس یقیناً سمجھو کہ سچا مذہب اور حقیقی راست باز ضرور اپنے ساتھ امتیازی نشان رکھتا ہے اور اسی کا نام دوسرے نفقوں میں معجزہ اور کرامت اور خارق عادت امر ہے۔“ (براہین احمدیہ ج ۵ ص ۵۰، خزائن ج ۱۲ ص ۶۲) اس فقیر نہ جو نقطہ نظر پیش کیا ہے کہ مرزا قادیانی اپنی نظر میں اپنی اولاد اور جماعت با علم طبقہ میں آغوشِ حقارت سے برتر تھے یا نہیں، یہ حوالہ دیکھئے ان کے ایک صحابی کا،

محمد بھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھئے ہوں جس نے اکمل غلام احمد کو دیکھے قادیان میں
(اخبار بدیع نمبر ۳۳، ج ۱۲، قادیان، ۲۵، اکتوبر ۱۹۰۶ء) اور اس نظم پر مرزا غلام قادیانی نے
نا صرف خوشی کا اظہار کیا بلکہ وہ قطعہ گھر کے اندر لے گئے اور وہاں اپنے کمرے میں اس کو لٹکایا
(اپنے صحابی کو نہیں بلکہ اس کی پیش کردہ نظم کو) کاش کوئی غیرت مند اس وقت مرزا قادیانی اور ان
کے اس صحابی قاضی ظہور الدین اکمل کو الٹا لٹکا دیتا تو لاکھوں لوگوں کے ایمان تباہ ہونے سے بچ
جاتے اور یہ مرزا قادیانی کی وفات سے تقریباً پونے دو سال قبل کی بات ہے جس کا مطلب ہے

کہ رسول پاک ﷺ کی شان میں گستاخی اپنی جماعت کے ذہنوں میں بہت اچھی طرح بٹھا چکے تھے۔ کیا یہ رسول پاک ﷺ کی توہین نہیں؟

(دماغی مراقبہ کے زیر اثر) اپنے خیال میں ہر ایک سے زیادہ روحانی طور پر بلند ہو گئے ”ان قدمی هذه على منارة ختم عليها كل رفعة ترجمہ: میرا یہ قدم اس منارہ پر جہاں تمام روحانی بلندیاں ختم ہیں۔“ (خطبہ الہامیہ، ص ۳۵، خزائن، ج ۱۶، ص ۷۰) کیا یہ رسول پاک ﷺ کی توہین نہیں؟

اور ان کی اولاد تو یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ نعوذ باللہ کہ کوئی بھی رسول کریم ﷺ سے بڑھ سکتا ہے۔ ان کا بیٹا اور جماعت کا خلیفہ ثانی، خود ساختہ مصلح موعود اپنی ڈائری میں لکھتا ہے: ”یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔“ (خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کی ڈائری، اخبار الفضل قادیان، نمبر ۵، ج ۱۰ ص ۵، ۷، ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء) کیا یہ رسول پاک ﷺ کی توہین نہیں؟

مرزا بشیر الدین محمود کی بات اس لئے بھی اہم ہے کہ وہ اپنے آپ کو انبیاء بنی اسرائیل کی طرح نبی قرار دیتے ہیں۔ لکھتے ہیں: ”جس طرح مسیح موعود کا انکار تمام انبیاء کا انکار ہے اسی طرح میرا انکار تمام انبیاء بنی اسرائیل کا انکار ہے۔ جنہوں نے میری خبر دی۔“ میرا انکار رسول اللہ کا انکار ہے۔ جنہوں نے میری خبر دی۔“ (افضل قادیان، ج ۵، نمبر ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰

اب دیکھیں کس طرح اپنی ذات کو رسول پاک ﷺ سے آگے بڑھانے کے لئے ایک بے بنیاد سہارا لیتے ہوئے اپنی بڑائی کو دجل سے پیش کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں: ”اس کے لئے چاند کے خوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا، اب کیا تو انکار کرے گا۔“ (اعجاز احمدی، ضمیمہ نزول مسیح، ص ۷۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳) باقی بات تو بعد کی ہے صرف انداز مخاطب ہی کتنا تو ہین آمیز ہے: ”اس کے لئے۔“ کیا رسول پاک ﷺ کے لئے ”اس کے لئے“ کا لفظ مناسب ہے؟

کیا کوئی حقیقی عاشق رسول ﷺ اس طرح رسول پاک ﷺ کی نسبت الفاظ استعمال کر سکتا ہے یا کرے گا؟ پھر رسول کریم ﷺ کے لئے صرف چاند کا اور اس پر نبی کے لئے چاند اور سورج کا نشان ظاہر ہوا۔ حالانکہ یہ صریح جھوٹ ہے لیکن اگر صحیح بھی ہوتا تو کیا اس طرح رسول پاک ﷺ کے معجزوں کے ساتھ تقابل مناسب یا صحیح ہے یا تھا؟ کیا یہ رسول پاک ﷺ کی توہین نہیں؟ یہاں رسول کریم ﷺ کی صورت کو مرزا کے بروز کی شکل دے کر خود وہ صورت اختیار کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں: ”ہمارے نبی کریم ﷺ جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے، ایسا ہی مسیح موعود کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار کے آخر میں مبعوث ہوئے۔“ (خطبہ الہامیہ، ص ۱۸۰، خزائن ج ۱۶ ص ۲۷۰) کیا یہ رسول پاک ﷺ کی توہین نہیں؟

جیسا کہ پہلے بھی بیان کیا ہے کہ صوفیاء کی اصطلاح میں بروز کے یہ معنی ہیں ناقص درجہ کی روح، کسی کامل کی روح سے استفاضہ کرے۔ اب مرزا قادیانی کس طرح رسول کریم ﷺ کی اہمیت کم کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی کے بیٹے لکھتے ہیں: ”پھر حضرت مسیح موعود نے آنحضرت ﷺ کو بھی بروزی نبی قرار دیا ہے چنانچہ فرمایا چونکہ تکمیل ہدایت کے لئے آپ (ص) نے دو بروزوں میں ظہور فرمایا تھا۔ ایک بروز موسوی، دوسرے بروز عیسوی۔“ (تحفہ گلزدیہ، ص ۹۸، خزائن ج ۱۷ ص ۲۵۷، افضل قادیان، ج ۳، نمبر ۸، ۱۳ جولائی ۱۹۱۵ء) اگر ہم مرزا قادیانی کی ان ترانوں کو تسلیم کر لیں تو ماننا پڑے گا کہ نعوذ باللہ نبیوں کے سردار، شافع دو جہاں، رحمت اللعالمین، فخر الانبیاء، خاتم النبیین کی روح ناقص درجہ کی تھی اور جو رسول پاک ﷺ کے مقتدی تھے، ان کی روح کو کامل قرار دے دیا۔ ایک اور پہلو سے اگر مرزا قادیانی کا یہ ترجمہ تشریح فرضی طور پر صحیح مان لیں اور خیال کر لیں کہ بروز بہتر ہے، کامل ہے اصل سے تو مرزا قادیانی نے رسول پاک کو تو صرف دونوں کا بروز قرار دیا ہے لیکن خود کو تمام انبیاء کا بروز قرار دیا ہے، یعنی اس طرح بھی اپنی برتری دکھانے کی کوشش کی ہے۔ کیا یہ رسول پاک ﷺ کی توہین نہیں؟

مرزا قادیانی ایک جگہ لکھتے ہیں: ”مگر ایسے جاہلوں کا ہمیشہ سے یہی اصول ہوتا ہے کہ اپنی بزرگی کی پٹری جتنا اسی میں دیکھتے ہیں کہ ایسے بزرگوں کی خواہ مخواہ حقیر کریں۔“ (ست بجن، ص ۸، خزائن ۱۰ ص ۱۲۰) خود اپنے اس ارشاد پر عمل کیسے کرتے ہیں، ان کے بیٹے ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں: ”اگر کوئی نادان کہے کہ وہ (مرزا قادیانی) تو مجددوں میں سے ایک مجدد تھے، خدا کے نبی کیونکر ہو سکتے ہیں تو میں کہوں گا یوں تو تمام انبیاء مجدد ہی ہوتے ہیں۔ چنانچہ افضل الرسل محمد رسول ﷺ کو بھی ہمارے امام (مرزا قادیانی) نے مجدد ہی لکھا ہے۔“ دیکھو! پیکر سیالکوٹ ص ۵، خزائن ج ۲۰ ص ۲۰۶، افضل قادیان، ج ۲، ص ۹۶، ۳، ۲۶، ۲۷ جنوری ۱۹۱۵ء) کیا ہادی برحق، فخر الانبیاء، ختم المرسلین کو، رحمت اللعالمین جن کی پیروی کا انکار انبیاء بھی نہیں کر سکتے ان کو (ﷺ) مجدد لکھ کر ان کا درجہ اس سطح پر لانا کہ جس کی پیروی ضروری نہیں، جو اپنی آمد کا اعلان کرنے کا پابند بھی نہیں صحیح ہے؟ کیا یہ رسول پاک ﷺ کی توہین نہیں؟

لکھتے ہیں: ”اس زمانے میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راست باز اور مقدس نبی گزر چکے ہیں، ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جائیں تو وہ میں ہوں۔“ (براہین احمدیہ ج ۹، خزائن ج ۲۱ ص ۱۱۷) اب آپ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے قرار دیئے ہوئے نبیوں کے سردار رسول کریم ﷺ نے بھی اس قسم کا دعویٰ نہیں کیا۔ حالانکہ نبیوں کے سردار ﷺ میں تمام انبیاء کی خوبیاں، اللہ تعالیٰ نے سجا کر دی تھیں لیکن مرزا نے یہ دعویٰ کر دیا۔ کیا یہ رسول پاک ﷺ کی توہین نہیں؟

لیکن بات صرف یہاں تک ہی نہیں رہتی بلکہ جس طرح خود پوری ڈھٹائی اور بے شرمی کے ساتھ اپنی ہی کبھی ہوئی باتوں کے خلاف کرتے رہے اور شریعت و اخلاق کا جنازہ نکالتے رہے، پنجابی کہاوت کہ ”چور دوسروں کو کہے چور“ کے مصداق، نعوذ باللہ من ذالک رسول پاک ﷺ کو بھی گراہا! انسان ثابت کرنے کی ناپاک کوششیں کیں اور بے بنیاد اہتمامات ان کی ذات اقدس پر لگانے کی کوشش کی، کئی مثالیں ہیں لیکن صرف دو اور مثالیں پیش کروں گا۔ خنزیر جس کی حرمت مذہب اسلام نے بیان کی ہے اور رسول پاک ﷺ سے بڑھ کر کوئی بھی اس حرمت کو قائم اور دائم رکھنے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ ان کی ذات اقدس پر یہ گندے، ذلیل، کراہیت آمیز الزام لگاتے ہوئے مرزا کا قلم کا پناہ حیا آیا، نہ خدا خوفی محسوس ہوئی، ہوتی بھی کیسے اپنے آپ کو کائنات کا افضل ترین انسان جو سمجھتے تھے۔

لکھتے ہیں: ”آنحضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب عیسائیوں کے ہاتھ کا پتھر کھا لیتے تھے۔ حالانکہ مشہور تھا کہ سوری چربی اس میں پڑتی ہے۔“ (مرزا قادیانی کا مکتوب، اخبار الفضل قادیان، نمبر ۶۶، ج ۱۱ ص ۲۲۹، ۲۳۰ فروری ۱۹۲۳ء) کیا یہ رسول پاک ﷺ کی توہین نہیں؟

دوسری جگہ لکھتے ہیں: ”اور آپ ﷺ ایسے کنواں سے پانی پیتے تھے جس میں حیض کے لئے پڑتے تھے۔“ (مقول از اخبار، ”افضل“ قادیان، نمبر ۶۶، ج ۱۱، ص ۲۲۹، ۲۳۰ فروری ۱۹۲۳ء) کیا یہ رسول پاک ﷺ کی توہین نہیں؟

دیکھیں مرزا قادیانی کس صفائی کے ساتھ بالواسطہ طور پر خاتم الانبیاء بھی بن گئے، لکھتے ہیں ”مبارک ہو جس نے مجھے پچھانا، میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اس کے سب نوروں میں آخری نور ہوں۔ بد قسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے۔ کیوں کہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔“ (کشتی نوح ص ۵۶، خزائن ج ۱۹ ص ۶۱) کیا اس تحریر کے بعد کوئی شبہ رہ جاتا ہے کہ مرزا قادیانی خاتم الانبیاء ہونے کے دعویدار نہیں؟ آخری آسمانی نور تو رسول پاک ﷺ ہیں اور جب ان پر دین مکمل ہو گیا تو پھر ان کے بغیر سب تاریکی ہے نہ کہ مرزا قادیانی کے بغیر۔ کیا یہ رسول پاک ﷺ کی توہین نہیں؟

☆ اور کہتا ہے: ”اس (خدا) نے ہر نبی کو جام دیا ہے مگر وہی جام مجھے لبالب بھر کر دیا ہے۔“ (نزل المسح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۷۷) کیا یہ رسول پاک ﷺ کی توہین نہیں؟

☆ ”آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔“

(حقیقت الودی ص ۸۹، خزائن ج ۲۲ ص ۹۲)

اب دیکھیں کہ مرزا قادیانی نے کسی ایک نبی کی بھی تخصیص نہیں کی اور اپنے آپ کو ”سپر نبی“ کے طور پر پیش کر رہے ہیں۔ اب ذرا ان دونوں حوالوں کو غور سے دیکھئے کہ دوسرا حوالہ بھی میرے پہلے حوالے سے اخذ کردہ مطلب کی تائید کرتا ہے یا نہیں کہ سب نبیوں کو نبیوں کے سردار محمد ﷺ سمیت صرف جام دیا۔ لیکن مرزا قادیانی کے لئے اور صرف مرزا قادیانی کے لئے جام لبالب بھر دیا۔ اگر کسی قاری کا خیال ہے کہ یہ دو حوالوں سے تشفی نہیں ہوتی کہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو تمام نبیوں سے بڑھ کر سمجھتے ہیں۔ قادیانی حضرات کہیں گے کہ نہیں یہ غلط مطلب ہے۔ لیکن آئیے مزید چیک کر لیتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے بیٹے بھی یہی تاثر دیتے ہیں جو میرا تاثر ہے یا کہ نہیں۔ مرزا قادیانی کے بیٹے بشیر الدین محمود احمد جو بزم خود مصلح موعود بھی کہلاتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ: ”اس (مرزا قادیانی) نے ہمارے لئے اخلاقیات اور ضابطہ کا ذخیرہ چھوڑا ہے۔ تمام ذی

عقل انسانوں کو ماننا پڑے گا کہ ان پر عمل کرنے سے ہی مسیح موعود کی آمد کے مقاصد کی تکمیل ہو سکتی ہے۔“ (احمدیہ یا سچا اسلام ص ۸۲) مرزا قادیانی کے اخلاق پر تبصرے کو چھوڑتے ہوئے یہ کہہ سکتے ہیں کہ بڑے میاں تو بڑے میاں، چھوٹے میاں سبحان اللہ! دیکھیں ہم بطور مسلمان اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ اس بات کی دوسرے مذاہب کے بہت سے انصاف پسند لوگ بھی تائید کرتے ہیں کہ انسانی اخلاق اور مکمل ترین ضابطہ حیات کا اصل ذخیرہ دراصل آنحضرت ﷺ نے چھوڑا ہے۔ اور ایک عام احمدی کو جب سوال کریں گے تو وہ بھی یہی کہے گا۔ لیکن یہاں رسول کریم ﷺ کا نام اشارتاً بھی نہیں لیا جا رہا۔ بلکہ ہر اچھائی کو مرزا قادیانی سے منسوب کر کے اور (بڑم خود) ان کو سب سے بہتر قرار دیکر مرزا قادیانی کے چپے ہوئے ”سپر نئی“ کے دعوے کو مضبوط بنانے کی کوششیں ہو رہی ہیں اور لاشعوری طور پر قادیانیوں کے ذہنوں میں یہ بات بٹھانے کی کوشش ہو رہی ہے کہ مرزا اے قادیانی ایک ایسا سپر نئی ہے جس کے سامنے سارے نئی (نوروز باللہ) ایویں ہی ہیں اور نبیوں کے سردار ﷺ سمیت سب اس کے سامنے پانی بھرتے ہیں۔ کیا یہ رسول پاک ﷺ کی توہین نہیں؟

☆..... اگر کوئی شبہ رہ گیا ہے کہ اس حوالہ کو دیکھ لیں، مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود، قادیانی خلیفہ دوم اور مرزا قادیانی کے الہامات کے مطابق اپنے آپ کو مصلح موعود قرار دینے والا، مرزا کے مقام کو واضح کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ ”تمام انبیاء علیہم السلام (جس میں نبی کریم ﷺ بھی شامل ہیں) پر فرض ہے کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر ایمان لائیں تو ہم کون ہیں جو نہ مانیں۔“ (افضل قادیان ج ۳ نمبر ۳۸ ص ۶، مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۱۵ء)

کیا رسول کریم ﷺ پر فرض تھا کہ مرزا پر ایمان لائیں یا مرزا کو رسول پاک ﷺ اور ان سے قبل تمام نبیوں پر ایمان لانا فرض تھا؟ قرآن کریم نے دو دھیوں پر ایمان لانے کا ذکر کیا ہے ایک جو رسول کریم ﷺ پر نازل کی گئی اور دوسری ان سے قبل جو انبیاء علیہم السلام پر اتاری گئی، کسی بعد میں آنے والی وحی کا ذکر قرآن کریم میں نہیں، تو یہ کیسے ممکن تھا کہ رسول کریم ﷺ قرآن کے مخالف بات پر ایمان لاتے؟ کیا یہ رسول پاک ﷺ کی توہین نہیں؟

☆..... مسیح ابن مریم کے نزول یا دوبارہ آمد کا اور امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور کا ہمیں صرف اور صرف احادیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے۔ لیکن مرزا قادیانی اپنے دعویٰ کی بنیاد حدیث رسول ﷺ پر نہیں رکھتے بلکہ لکھتے ہیں کہ ”ہم خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعویٰ کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم

وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں۔ اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔ اگر حدیثوں کا دنیا میں وجود بھی نہ ہوتا تب بھی میرے اس دعوے کو کچھ حرج نہ پہنچتا۔“ (نزل آج ص ۳۰، خزانہ ج ۱۹، ص ۱۳۰)

اب دیکھیں کہ دعویٰ بھی وہ کرے جن کا ذکر صرف احادیث رسول ﷺ میں ہوا اور پھر ان کی بنیاد صرف مرزا قادیانی کی اپنی وحی ہو تو کیا یہ بالواسطہ طور پر احادیث نبوی جن کی صحت پر کوئی شک نہیں کی توہین نہیں اور پھر جو حدیث مرزا قادیانی کی وحی کے مطابق نہیں اس کو ردی کی طرح پھینک دینے کا دعویٰ؟ کیا غلام کی یا ظل (سایہ) کی یا ناقص نبی، یا غیر مستقل نبی کی یہ کیسے مجال ہو سکتی ہے کہ وہ نبیوں کے سردار آقائے نامدار، شافع دو جہاں، فخر الانبیاء کی ایسے اقوال مبارکہ کو ردی کی طرح پھینک دیتے۔ جن کی صحت اور اتھارٹی کی گواہی تیرہ صدیوں سے متفقہ طور پر امت مسلمہ کے ساتھ غیر بھی دے رہے ہوں؟ کیا یہ رسول کریم ﷺ کی توہین نہیں؟

☆..... ایک اور جگہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں خونی مہدی کی حدیثیں وضعی ہیں اور اس عنوان کے تحت خامہ فرسائیاں کرتے ہیں اور پھر یہ بھی فرماتے ہیں ”میں ان حدیثوں کو پڑھ کر کانپ اٹھا اور دل میں گزرا۔ اور بڑے درد کے ساتھ گزرا کہ اب اگر خدا تعالیٰ خبر نہ لیتا اور یہ سلسلہ قائم نہ کرتا جس نے اصل حقیقت سے خبر دینے کا ذمہ اٹھایا ہے تو یہ مجموعہ حدیثوں کا اور تھوڑے عرصہ بعد بے شمار مخلوق کو مرتد کر دیتا۔ ان حدیثوں نے تو اسلام کی بخی کٹی اور خطرناک ارتداد کی بنیاد رکھ دی ہوئی ہے۔“ (ملفوظات ج ۲ ص ۱۳۱)

اب مرزا قادیانی کا اپنا استدلال ہی مرزا قادیانی کو غلط ثابت کر رہا ہے کہ اگر یہ جماعت نہ بتاتی تو کچھ عرصہ بعد ان احادیث کی وجہ سے ارتداد پھیل جاتا۔ مرزا قادیانی نے یہ نہیں لکھا کہ لوگ مرتد ہو گئے تھے یا نہیں۔ اس جماعت کو مرزا قادیانی نے ۱۸۸۹ء میں قائم کیا۔ ملفوظات کی جس جلد سے حوالہ لیا ہے اس میں ۱۹۰۰ء کے ارشادات مرزا لکھے ہیں۔ اگر تیرہ سو برس میں لوگ ان احادیث کی وجہ سے مرتد نہیں ہوئے اور اس جماعت کے قائم ہونے کے ۱۱ برس بعد تک بھی ان احادیث کی وجہ سے مرتد نہیں ہوئے تو آئندہ کی بات کرنا ہی بے بنیاد ہے۔ اس آڑ میں مرزا قادیانی نے احادیث رسول مقبول ﷺ کے مقام کو ہی کم کرنے کی ناکام کوشش نہیں کی بلکہ دماغ میں یہ بٹھانے کی کوشش کی ہے کہ نعوذ باللہ رسول کریم ﷺ کی احادیث انسان کو مرتد بتاتی ہیں (حالانکہ مرتد تو انسان مرزا کو نبی ماننے سے ہو جاتا ہے)۔ کیا یہ رسول پاک ﷺ کی توہین نہیں؟

☆.....خدا بھی مرزا قادیانی کے ارادہ کے تحت

کیونکہ مرزا قادیانی کا الہام ہے، ”میں وہی ارادہ کروں گا جو تمہارا ارادہ ہے۔“ (حقیقت الوحی ص ۱۰۳، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۹) لوجی! جس بندے نے خدا کو اپنے ارادہ کے تحت کر لیا وہ اپنے سامنے نبیوں کو کیا سمجھے گا؟ اس قسم کے حوالے تو بیشمار ہیں مگر اس مضمون میں ان سب حوالوں کا ذکر نہیں ہو سکتا۔

☆.....جس نے اتار دی لوئی (چادر)، اس کو شرم نہ کوئی

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی بے شرم ہو گیا تو اس کا کوئی کیا لگاڑ لے گا۔ اور یہ بات مرزا قادیانی اور ان کی اولاد پر صادق آتی ہے کہ اس ہستی پر جس کے لئے زمین و آسمان پیدا کیا گیا، جس کو خدا تعالیٰ نے رحمت اللعالمین کا خطاب دیا، جس کو نبیوں کا سردار بنایا، جس کو کامل انسان بنایا، اور جس کے نام پر نبوت کر رہے ہیں اور جس کے نام کا کھار ہے ہیں اسی ذات اقدس ﷺ پر اس طرح کی گندہ ڈھنی جو مرزا قادیانی اور ان کی اولاد نے دکھائی ہے۔ کس کا کام ہو سکتا ہے؟ کسی حرامی کا، حلالی کا؟ بیشمار اور بہت زیادہ سخت حوالے موجود ہیں جو سب کے سب طوالت کی وجہ سے پیش نہیں کئے جاسکتے۔ اس فقیر در مصطفیٰ ﷺ نے جو چند حوالہ جات پیش کئے ہیں، یہ مرزا قادیانی کی گستاخوں، ان کی اولاد کی دریدہ دہنیوں، ان کی جماعت کے صاحب علم لوگوں کو روح شکن، ایمان شکن تحریروں کے انباروں سے چند سطور ہیں۔ یہ سوال کرنے کیلئے کہ کیا یہ تحریریں، سرور کائنات، رحمت اللعالمین، شفیع روز محشر، خاتم النبیین، ختم المرسلین، غریبوں کے بچا و ماویٰ، محسن انسانیت، رسول پاک ﷺ کی شان میں ہتک ہیں یا نہیں؟ اگر آپ کا جواب ہاں میں ہے اور ہر صاحب عقل، صاحب ضمیر، کا جواب میرے نزدیک یقیناً ”ہاں“ ہے تو پھر مرزا قادیانی کا فتویٰ، ”جو شخص آئندہ حضرت ﷺ کی شان میں کوئی ایسا کلمہ زبان پر لائے گا۔ جس سے آپ کی ہتک ہو وہ حرامی نہیں تو اور کیا ہے۔“

کے مصداق ایسی تحریریں لکھنے، اور کہنے والا حرامی ہے یا نہیں؟

اب کوئی بتائے گا کہ مرزا قادیانی خود، ان کی اولاد، اور قادیانی جماعت کا (مذہبی)

صاحب علم طبقہ جو مرزا قادیانی کے اوپر دیئے گئے ارشادات پر نہ صرف ایمان بھی رکھتا ہے بلکہ اس کی پوج تاویلوں کے ذریعہ اشاعت بھی کرتا ہے (لیکن براہ کرم اس میں عام احمدی کو نہ گھسیں، کیوں کہ پچانوے فیصد عام احمدیوں کو ان باتوں کا علم نہیں کہ مرزا قادیانی کس قسم کا ”علمی ذخیرہ“ چھوڑ گئے ہیں) اب یہ سب مرزا غلام احمد قادیانی کے اپنے ہی فتویٰ کی رو سے کیا ہیں؟

ہمک رسول مقبول ﷺ کے مُرتکب ہیں یا نہیں؟ اور اس طرح مرزا قادیانی کے اپنے الفاظ میں حرامی ہیں یا نہیں؟ سوال میرا ہے جواب آپ اپنے ضمیر کے مطابق دیں!

(۳) عذر گناہ بدتر از گناہ

(شیخ راحیل احمد۔ جرنی)

مرزا غلام احمد قادیانی کی یوں تو ہر بات ہی نرالی تھی، بڑی دور کی کوڑی لاتے تھے۔ اور ایسی ایسی دلیلوں اور تاویلوں کو جوڑ کر، اور حوالوں کو توڑ کر اپنی بات پیش کرتے تھے کہ بھان متی نے کہیں کی اینٹ اور کہیں کا روڑا لے کر کیا کنبہ جوڑا ہوگا؟ مرزا قادیانی کا دعویٰ مہدی اور مسیح موعود کا تھا اور جس مقام کا دعویٰ ان کا تھا اس کیلئے نہ صرف تمام ارکان اسلام کو بجالانا فرض تھا۔ اس مختصر مضمون میں یہ جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

قرآن کریم میں حج کے بارے میں ارشاد ہے کہ: ”لوگوں پر فرض ہے اللہ کے لئے خانہ کعبہ کا طواف کریں۔ جس کو وہاں تک راہ مل سکے اور جو نہ مانے (اور باوجود قدرت کے حج نہ کرے) تو اللہ سارے جہانوں سے بے نیاز ہے۔“ (آل عمران: ۹۷)

حدیث شریف میں حج کے متعلق آیا ہے کہ: ”ہم سے عبدالرحمن بن مبارک نے بیان کیا..... انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے، انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ ہم جانتے ہیں کہ جہاد سب نیک عملوں سے بڑھ کر ہے۔ تو جہاد کریں، آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، عمدہ جہاد حج ہے۔“ (صحیح البخاری ج ۱ ص ۲۰۶ باب فضل الحج المبرور)

مرزا غلام قادیانی کے دعویٰ بلکہ متفق علیہ احادیث بھی موجود ہیں کہ مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام خانہ کعبہ کا طواف کریں گے۔ مرزا قادیانی سے جب بھی سوال کیا جاتا کہ آپ نے حج نہیں کیا۔ احادیث کے مطابق آپ کو حج کرنا چاہئے پہلے تو مرزا قادیانی نے احادیث کے بارے میں قدم بہ قدم شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی۔ لیکن جب اس سے بھی کام نہ بنا تو حدیث کا سوال ختم کرنے کے لئے کہہ دیا کہ میرے دعوے کی بنیاد حدیث نہیں۔ بلکہ میری وحی ہے (اور مرزا قادیانی اپنی وحی قرآن کریم کے مقابل، برابر سمجھتے تھے) اور مزید فرمایا کہ ہاں جو حدیث میری (یعنی مرزا قادیانی) کی وحی کے مطابق ہے اس کو ہم پیش کر دیتے ہیں اور مرزا قادیانی یہ کہتے ہوئے بالکل بھول جاتے ہیں کہ جس مقام کا دعویٰ وہ کر رہے ہیں۔ اس مقام اور دعوے کے بارے میں عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور مہدی علیہ السلام ظاہر ہوں گے

اور حج کے موقع پر لوگ ان کو طواف کرتے ہوئے پہچانیں گے۔ محض اور محض احادیث سے ہی ثابت ہے اور مسلمان اگر مہدی علیہ السلام کے منتظر ہیں تو احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں۔ نہ کہ مرزا قادیانی کی خود ساختہ وحی کی روشنی میں۔

☆..... مرزا قادیانی کے جوابات پڑھئے اور سردھنئے کہ حج کیوں نہیں کیا؟
مرزا قادیانی اپنی کتاب ”ایام الصلح“ میں یہ تسلیم کرتے ہیں کہ مسیح موعود کے حج پر جانے کی حدیث موجود ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس حدیث کی اہمیت کم کرنے کیلئے دجل سے کام لیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: ”اگر بموجب نصوص قرآنیہ وحدیثیہ پہلا فرض مسیح موعود کا حج کرنا ہے نہ دجال کی سرکوبی تو وہ آیات اور احادیث دکھلائی جائیں۔ تاکہ ان پر عمل کیا جائے“
(ایام الصلح ص ۱۶۸، خزائن ج ۳ ص ۳۱۶)

اب آپ دیکھیں ایک طرف تو پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ میرے دعویٰ کو حدیث سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کی بنیاد میری وحی ہے۔ دوسری طرف جو حدیث ان کی وحی کے مطابق نہیں رومی کی نوکری میں پھینک دینے کے قابل ہے۔ اور جس حدیث میں مہدی علیہ السلام کے آنے کی خبر دی گئی ہے۔ اسی میں یہ بھی موجود ہے کہ لوگ ان کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے پہچانیں گے۔ اس کے باوجود بھی مرزا قادیانی کو نہ نظر آئے تو ان کی نیت کا ثور ہے۔

☆..... پھر سوال کرتے ہیں کہ: ”آپ اس سوال کا جواب دیں کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو کیا اول اس کا فرض ہونا چاہئے کہ مسلمانوں کو دجال کے خطرناک فتنوں سے نجات دے یا یہ کہ ظاہر ہونے ہی حج کو چلا جائے۔“
(ایام الصلح ص ۱۶۸، خزائن ج ۳ ص ۳۱۶)

پہلا سوال تو یہ ہے کہ مسیح موعود نے اپنی زندگی میں دجال کو شکست دے دی۔ اس کو ختم کر دیا؟ اس کا جواب ہمارے قادیانی دوست یہ دیتے ہیں کہ: ”تین سو سال کے عرصہ میں فتح نصیب ہوگی۔“ اس کے جواب میں پھر یہ سوال ہے کہ تمام احادیث تو مسیح موعود کی زندگی میں ہی دجال کے خاتمہ کی بات کر رہی ہیں۔ دوسرے اگر ہم یہ بات مان بھی لیں تو اب دجال کا مقابلہ کرتے ہوئے ایک سو پچیس سال ہو گئے ہیں۔ مرزا قادیانی اور ان کی جماعت نے اس عرصہ میں کیا دجال کی طاقت کا تیسرا حصہ تباہ کر دیا ہے؟ چلو تیسرے کو چھوڑو کیا چھٹا حصہ تباہ ہو گیا ہے؟ چلو اس کو بھی چھوڑو۔ کیا دجالیت کا سوواں حصہ بھی ختم ہو گیا ہے؟ جواب اگر نہیں میں ہے اور یقیناً نہیں میں ہے تو مرزا قادیانی اور ان کی جماعت نے جو تیر ایک سو پچیس سال میں چلا لئے ہیں وہی تیر آئندہ بھی چلائیں گے۔ لیکن مسیح موعود کے بارے میں خود ان کا حج کرنا اور رسول ﷺ کے روضہ

پر جانا احادیث کی کتابوں میں لکھا ہے یا نہیں؟ اگر لکھا ہے تو کیا مرزا قادیانی حج پر گئے؟
☆..... مرزا قادیانی اپنی کتاب (ایام الصلح ص ۱۶۸، خزائن ج ۱۳ ص ۴۶) لکھتے ہیں: ”ہمارا حج تو اس وقت ہوگا جب دجال بھی کفر اور دجل سے باز آ کر طواف بیت اللہ کرے گا۔“

اب مرزا قادیانی کا دجل کھل گیا کہ احادیث سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ قیامت کے قریب دجال کا خروج ہوگا اور کوشش کرے گا کہ حرمین شریف میں داخل ہو اور وہ مشرق سے مدینہ کی طرف چلے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فرشتے حرمین شریفین کی حفاظت پر مامور ہوں گے اور وہ دجال کو داخل نہیں ہونے دیں گے اور دجال تو بہ نہیں کرے گا۔ بلکہ مسیح موعود کے ہاتھوں مارا جائے گا۔ لیکن مرزا قادیانی ان احادیث کے برخلاف خود ساختہ خیالات پھیلا کر دجل سے قادیانی لوگوں کو بے وقوف بنا گئے۔ چونکہ مرزا قادیانی خود اپنے دعوؤں اور ان کے لئے دجل سے دلیلوں اور تاویلوں کو دجل اور جھوٹ سے پھیلاتے رہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک کذاب اور خود ساختہ نبی کو دجال کی طرح حرمین شریفین میں داخل نہیں ہونے دیا۔

☆..... مرزا قادیانی اسی طرح (ایام الصلح ص ۱۶۸، خزائن ج ۱۳ ص ۴۶) میں لکھتے ہیں: ”یہ مسئلہ کچھ باریک نہیں۔ صحیح بخاری دیکھنے سے اس کا حل مل سکتا ہے۔ اگر رسول اللہ کی یہ گواہی ثابت ہو کہ پہلا کام مسیح موعود کا حج کرنا ہے تو بہر حال ہم حج کو جائیں گے۔ ہر چہ بادا باد“
کوئی شخص کیسے مسیح موعود بن سکتا ہے۔ جبکہ اس نے تمام ارکان اسلام ہی ادا نہ کئے ہوں۔ کیا اللہ تعالیٰ اتنا مجبور ہے کہ ایک شخص کو احیاء اسلام کے لئے دنیا میں بھیجتا ہے۔ مگر اس کے لئے حالات پیدا نہیں کرتا کہ وہ تمام ارکان اسلام ادا کر سکے؟ اور جو شخص خود اسلام پر مکمل طور پر عمل پیرا نہیں۔ وہ دوسروں کیلئے حکم کیسے بن سکتا ہے؟ دوسرے مرزا قادیانی کا دعویٰ مہدی موعود کا بھی ہے اور مہدی رضوان اللہ کو تو برطانیہ سچے نبی کی پیشگوئیوں کے خانہ کعبہ میں پہچان کر اس کی بیعت کرنی تھی۔ اور اس کا مطلب ہے کہ دعویٰ مہدی کا غلط ہے۔ اگر ایک دعویٰ غلط ہے تو دوسرے خود بخود غلط ہو گئے!

☆..... پھر ایک مرتبہ حج پر نہ جانے کے متعلق سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ”میرا پہلا کام خنزیروں کا قتل ہے۔ ابھی تو میں خنزیروں کو قتل کر رہا ہوں۔ بہت سے خنزیر مرچکے ہیں اور بہت سخت جان ابھی باقی ہیں۔ ان سے فرصت اور فراغت تو ہوئے۔“

(ملفوظات احمدیہ ج ۳ ص ۳۷۲)

مرزا قادیانی نے نقل خنزیر والی حدیث پر بھی مختلف آراء دی ہیں۔ جن میں کبھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قتل خنزیر کے حوالے سے مذاق اڑایا گیا ہے اور کبھی سانیوں، چماروں کی موج کروائی گئی ہے۔ اور اب مرزا قادیانی خود بہ نفس نفیس خنزیر کو مارنے والے سانی چمار بننا پسند کر رہے ہیں تاکہ حج پر نہ جانے کا کوئی جواز دے سکیں۔ ذرا مرزا قادیانی کے ایک صحابی کی روایت بھی پڑھ لیں: ”مرزا امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مراد مرزا قادیانی۔ ناقل) اکثر ذکر فرمایا کرتے تھے کہ بقول ہمارے مخالفین کے جب مسیح آئے گا اور لوگ اس کو ملنے کے لئے اس کے گھر پر جائیں گے تو گھر والے کہیں گے کہ مسیح صاحب باہر جنگل میں سو رہا ہے کیلئے گئے ہوئے ہیں۔ پھر وہ لوگ حیران ہو کر کہیں گے کہ یہ کیسا مسیح ہے کہ لوگوں کی ہدایت کے لئے آیا ہے اور باہر سوروں کا شکار کھیلتا پھرتا ہے پھر فرماتے تھے کہ ایسے شخص کی آمد تو سانسویوں اور گنڈیلوں کی خوشی ہو سکتی ہے جو اس قسم کا کام کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو کیسے خوشی ہو سکتی ہے۔ یہ الفاظ بیان کر کے آپ بہت ہنستے تھے یہاں تک کہ اکثر اوقات آپ کی آنکھوں میں پانی آ جاتا تھا۔“ (سیرت المہدی ج ۳ ص ۸۰۹ روایت نمبر ۹۳۶)

اس پر مزید تبصرہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ تحریر ہی اپنے اوپر تبصرہ ہے۔ مرزا قادیانی اپنے اندر کے سورو کو تو مار نہیں سکے۔ اسلام کے لئے کون سے سوروں کو مارا ہے یا مارا تھا؟

☆ پھر ایک بار سوال کیا گیا کہ آپ حج پر نہیں گئے تو مرزا صاحب جواب دیتے ہیں: ”تمام مسلمان علماء اول ایک اقرار لکھ دیں کہ اگر ہم حج کر آویں تو وہ سب کے سب ہمارے ہاتھ پر تو بہ کر کے ہماری جماعت میں داخل ہو جائیں گے اور ہمارے مرید ہو جائیں گے۔ اگر وہ ایسا لکھ دیں اور اقرار حلقی کریں تو ہم حج کر آتے ہیں۔“ (ملفوظات ج ۹ ص ۳۲۵)

یعنی نہ نوسن تیل ہوگا اور نہ رادھا ناچے گی۔ اب کوئی یا کچھ اشخاص اس کام میں لگ جائیں کہ پوری امت مسلمہ کے علماء کرام کو ڈھونڈ کر ان سے بلا چون و چرا مرزا قادیانی کی اجرائے نبوت پر مہر لگواؤ اور ساتھ ہی درخواست لکھواؤ کہ حضور مرزا قادیانی، خدا کے لئے ہم پر احسان کرو اور حج کر آؤ۔ جب آؤ گے تو ہم سب باجماعت مرزا جی پر ایمان لے آئیں گے۔ اگر ہم مرزا قادیانی کا تمام کلام چھوڑ دیں۔ صرف یہی ایک حوالہ سامنے رکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ حدیث نبوی کے ارشاد سے بچنے کے لئے ایک بیہودہ انسان، ایک جھوٹا نبی کیسی کیسی بیہودہ اور نامعقول تبادیز، تاویلات اور بہانے ڈھونڈ سکتا ہے۔ صرف اسی ایک حوالے پر مزید بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے۔ لیکن یہاں مرزا قادیانی کے حج پر نہ جانے کے عیارانہ بہانوں کا ذکر کر رہے ہیں۔ اس لئے تفصیلی تبصرہ

کسی اور موقع پر و ماتوفیقی الابلانہ۔ آپ خود دیکھ لیں کہ کیا ایسا شخص جو نعوذ باللہ بروز محمد ﷺ کا دعویٰ کرتا ہو۔ کیا یہ جواب اس کے شایان شان ہے؟

☆..... مرزا غلام اے قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے، جن کو مرزا قادیانی نے قمر الانبیاء کا خطاب دیا ہوا تھا۔ مرزا قادیانی کی سیرت پر تین جلدوں پر مشتمل ایک کتاب (سیرت المہدی ج ۳ ص ۶۲۲ روایت نمبر ۶۷۲) میں مرزا قادیانی کے حج پر نہ جانے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: ”پہلے تو مرزا قادیانی کے مالی حالات ایسے نہ تھے کہ حج کر سکتے۔ دوسرے وہ تبلیغ اسلام میں ایسے مشغول رہے کہ فرصت نہ ملی۔ اور تیسرے بعد میں مرزا قادیانی کے خلاف فتوؤں کی وجہ سے ان کے لئے سفر محفوظ نہ تھا۔“ اس سلسلے میں پہلی بات تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے ان تینوں عذرات میں سے ایک بھی عذر خود بیان نہیں کیا بلکہ اوپر دیئے گئے حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے جواب ہمیشہ مختلف لیکن بے بنیاد رہے ہیں۔ اس لئے مرزا قادیانی اپنے دیئے گئے جوابات، بیان کے مقابلے میں ان کے بیٹے کو دیئے ہوئے جواب کی کوئی مسلمہ حیثیت نہیں۔ لیکن اس کے باوجود اگر کسی قادیانی بھائی کو اسی جواب پر اصرار ہے تو وہ ان باتوں کا جواب دیں۔

پہلی بات کہ: ”اگر مرزا قادیانی کی مالی حیثیت ایسی نہ تھی تو وہ براہین احمدیہ میں دس ہزار روپیہ کا چیلنج کہاں سے دے رہے تھے۔“ اور اپنے آپ کو رئیس قادیان کیسے لکھتے تھے؟ اگر ان کے پاس پیسے نہیں تھے اور وہ کنگلے تھے تو کیا اسلام کے نام پر دس ہزار کا چیلنج دینا اور اپنے آپ کو کتاب کے ناٹنل پر رئیس قادیان لکھنا اور ظاہر کرنا دھوکہ نہیں تھا؟ کیا ایک دھوکے باز مسیح آپ کو قبول ہے؟ دوسرا عذر تبلیغ اسلام میں مشغول تھے۔ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک اللہ کی اطاعت، دوسرے انگریز حکومت کی تابعداری۔ اور ان خیالات کو پھیلانے میں ساری عمر لگے رہے اور مرزا قادیانی کے اپنے بقول وہ لگاتار ایک لمبا عرصہ (۲۰ سال سے زائد) تمام عرب و عجم میں یہ خیالات پھیلاتے رہے۔ تو وہاں جا کر ذاتی طور پر کیوں نہیں یہ خیالات پھیلانے کی کوشش کی۔ حج کے موقع پر آپ کی ایک تقریر کروڑوں مسلمانوں کو انگریزی حکومت کا خیر خواہ بنا دیتی کیونکہ بقول مرزا قادیانی کے وہ خدا کی طرف سے مقرر کردہ مہدی اور مسیح تھے۔ اور وہیں لوگوں نے اس کو پہچانا تھا؟ لوگ بھی پہچان لیتے اور پوری دنیا میں ایک بار ہی پیغام پہنچ جاتا؟ تیسرے راستے محفوظ نہیں رہے۔ مولویوں کے فتویٰ کی وجہ سے تو مرزا قادیانی کا الہام ہے کہ میں قتل کے منصوبوں وغیرہ سے بچایا جاؤں گا۔ بلکہ یہ بھی الہام، وحی ہے کہ جو تجھ پر حملہ کرے گا میں اس پر حملہ کر دوں گا۔ اب اس سے بہتر کونسا وقت تھا اپنے الہام کی سچائی ثابت کرنے کا۔ پھر

مرزا قادیانی کی وحی ہے کہ خدا نے ان کو کہا ہے کہ جو تیرا ارادہ ہے۔ وہ میرا ارادہ ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے حج کا ارادہ کیا یا نہیں؟ اگر نہیں کیا تو مسیح موعود تو کیا صحیح مسلمان ہونے کا دعویٰ بھی نہیں کر سکتے۔ اور اگر کیا اور پورا نہیں کیا تو کیا خدا پر بہتان باندھا کہ اس نے ان کے ارادہ کو اپنا ارادہ کہا ہے؟ یا ماننا پڑے گا کہ یہ جھوٹ بولا ہے یا شیطانی الہام تھا اس لئے پورا نہیں ہوا۔ ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ مجھے طاقت دی گئی ہے کہ میں جس کام کو کہوں ہو جا، وہ ہو جائے گا؟ اب یہ بتائیں کہ اس سے بڑھ کر بھی کوئی موقع تھا کہ وہ اس طرح رسول کریم ﷺ کی پیشگوئی پورا کرنے والے بن جاتے؟ اگر اس موقع پر کن فیکون کی طاقت نہیں دکھائی تو اس سے بہتر اور کونسا موقع تھا؟ کیا کہیں اور کسی کام میں یہ طاقت دکھائی تو بتائیں؟

☆..... اب جب یہ جوابات بھی لوگوں کو مطمئن نہ کر سکے اور مرزا قادیانی پر بار بار یہ اعتراض وارد ہوا کہ تو احساس ہوا کہ لوگوں کے اعتراض کا شافی جواب نہیں دیا گیا۔ اب اس کو خدا کے حکم کی خلاف ورزی قرار دے دیا اور ساتھ ہی حسب عادت (جو کہ جماعت کی اب ناقابل تبدیل دفاعی سٹرٹجی بن چکی ہے کہ مرزا قادیانی تو دور کی بات، خلیفہ بھی چھوڑو، جب ان کے کسی مربی (عالم) پر بھی اعتراض کرو گے تو وہ بجائے اس اعتراض کا عقلی یا کسی اور دلیل سے جواب دے۔ فوراً جواباً حضرت سرور کونین رسول پاک ﷺ کی ذات اقدس پر بھی عیسائیوں یا یہودیوں کا کیا ہوا اعتراض سامنے رکھ دیں گے) رسول پاک ﷺ کی ذات پر الزام جڑ دیا کہ مکہ میں انہوں نے تیرہ سال حج نہیں کیا۔ اب ذرا یہ جواب ان کے اپنے الفاظ میں بھی پڑھ لیجئے: ”مخالفوں کے اس اعتراض پر کہ مرزا قادیانی حج کیوں نہیں کرتے۔ فرمایا کیا وہ یہ چاہتے ہیں کہ جو خدمت اللہ تعالیٰ نے اول رکھی ہے۔ اس کو پس انداز کر کے دوسرا کام شروع کر دیوے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ عام لوگوں کی طرح ملہمین کی عادت کام کرنے کی نہیں ہوتی۔ وہ خدا تعالیٰ کی ہدایت اور رہنمائی سے ہر ایک امر کو بجالاتے ہیں۔ اگرچہ تمام شرعی احکامات پر عمل کرتے ہیں۔ مگر ایک حکم کی تقدیم و تاخیر الہی ارادہ سے کرتے ہیں۔ اب اگر ہم حج کو چلے جاویں تو گویا اللہ کے حکم کی مخالفت کر نیوالے ٹھہریں گے اور (من استطاع الیہ سبیلاً ۱۰ آل عمران: ۹۸) کے بارے میں حج الکرامہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر نماز کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو حج ساقط ہے۔ حالانکہ اب جو لوگ جاتے ہیں ان کی کئی نمازیں فوت ہو جاتی ہیں۔ مامورین کا اول فرض تبلیغ کا ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ ۱۳ سال مکہ میں رہے۔ آپؐ نے کتنی مرتبہ حج کئے تھے؟ ایک دفعہ بھی نہیں کیا۔“ (ملفوظات ج ۵ ص ۳۸۸)

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا مرزا قادیانی کا کوئی الہام یا وحی ایسی ہے جس میں اللہ

تعالیٰ نے ان کو حج پر جانے سے روکا ہو؟ (کیونکہ مرزا قادیانی نے حج نہیں کیا) یا کم از کم تاخیر کرنے کا ہی کہا ہو؟ دوسری بات کہ مرزا قادیانی نے اپنے فیصلہ کی بنیاد پر حج الکرامہ کی اوپر دی گئی قرآنی تشریح بھی بیان کی ہے کہ کیا مرزا قادیانی حج الکرامہ میں لکھی ہوئی باقی باتوں کو بھی تسلیم کرتے ہیں؟ اور اب مرزا قادیانی کی یہ بات کہ آنحضرت ﷺ ۱۳ سال مکہ میں رہے اور ایک دفعہ بھی حج نہیں کیا۔ اس کا ہو سکتا ہے کہ مرزا قادیانی یا ان کی جماعت کے پاس کوئی حوالہ ہو۔ لیکن اہم بات یہ فقیر در مصطفیٰ ﷺ مرزا قادیانی کے جس وجہ کے فریب کی طرف توجہ دلا نا چاہتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے یہ بیان نہیں کیا کہ اس وقت تک حج کے باقاعدہ احکامات ہی نازل نہیں ہوئے تھے اور یہ حکم مدینہ منورہ میں نازل ہوا۔

☆..... اور میری سمجھ کے مطابق خدا تعالیٰ نے رسول پاک ﷺ کے ذریعہ اسی لئے ایک بار فرض حج کے لئے فرمایا کہ تا قیامت امت پر زیادہ بوجھ نہ پڑے۔ صاحب ثروت کو تو نہیں فرق پڑتا۔ لیکن کم استطاعت والوں کو مبرا بھی کر دیا۔ ورنہ اگر زیادہ کا حکم ہوتا تو زیادہ حج کرنا پڑتا۔ اسی طرح نمازوں کے باقاعدہ احکامات بھی مدینہ منورہ میں ہی نازل ہوئے تھے۔ اگر مرزا قادیانی کی دلیل تسلیم کر لی جائے تو پھر کل کو نمازوں کے لئے بھی یہی عذر پیش کر دے گا کہ مکہ معظمہ میں نمازیں ادا نہیں کی جاتی رہیں کہ تبلیغ پہلے ہے اور نمازیں بعد میں۔ اگر انسان اس طرح کی تاویلیں کرنی شروع کر دے تو کوئی بھی رکن نہیں بچتا تو پھر تبلیغ کس بات کی اور کیا کرو گے؟ لے دے کر تبلیغ ہی رہ جاتی ہے جو قادیانی قیادت اور ان کے چیلے چانے کر رہے ہیں۔ وہ بھی اپنی ہی جماعت کو! اور وہ ہے چندہ، چندہ، چندہ۔ نماز کے ساتھ یاد آیا قادیانی نمازوں پر بظاہر بڑا زور دیتے ہیں۔ لیکن اسی (۸۰) فیصد نمازوں میں ڈنڈی مارتے ہیں اور جب بھی کوئی جلسہ یا میٹنگ وغیرہ ہوتی ہے تو نمازیں جمع کر لیتے ہیں اور جمع بھی ظہر کیساتھ عصر کی، مغرب کے ساتھ عشاء کی کرتے ہیں۔

اس کے ساتھ ایک اور سوال یہ ہے کہ: ”کس بنیاد پر مرزا قادیانی نے کہا ہے کہ آجکل حج پر جانے والوں کی نمازیں ساقط ہوتی ہیں؟“ اور پہلے قادیان پھر ربوہ، اب اندن میں جو انہوں نے اپنے جلسہ میں شمولیت کو حج کا حکم البدل قرار دیا ہے۔ وہاں پر جانے والوں کی نمازیں بھی ساقط ہوتی ہیں؟ اگر جواب ہاں میں ہے تو پھر جلسہ کا حکم بھی بند کر دیا اگر جواب نہ میں ہے تو جس طرح جلسہ پر جانے والوں کی نمازیں ساقط نہیں ہوتیں تو حج پر جانے والوں کی بھی نہیں ہو سکتیں۔

☆..... مرزا قادیانی اور ان کی اولاد نے حج نہ کرنے کے جو بھی جواز پیش کئے وہ ہر عقلمند ایک

نظر میں ہی دیکھ لیتا ہے کہ مرزا قادیانی اگر مسلمان تھے تو انہوں نے توفیق ہونے کے باوجود حج نہ کیا اور اوپر سے عذر بھی بے نکتے پیش کئے اور اس کہات کو حج ثابت کر دیا کہ عذر گناہ، بدتر از گناہ۔“

اصل بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے خدا کے نام پر بہتان باندھا اور خدا نے مجدد، محدث، مثیل مسیح، پھر موعود (اور نہ جانے کیا کیا بلا) نیز ان کو وحی ہوئی۔ نبی اور رسول کہا۔ لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ جس حیثیت میں بھی جس معاملہ میں بھی اور جب بھی مرزا قادیانی نے تہدی سے کوئی پیشگوئی کی۔ خدا نے وہ کبھی پوری نہیں ہونے دی (اور نہ ہونے پر تاویل در تاویل، پیش کرتے رہے) اس لئے کہ وہ خدا پر اپنی وحی، نبوت و رسالت کا بہتان باندھ رہے تھے۔ اسی طرح حج کے معاملے میں بھی اللہ تعالیٰ نے ہی ان کے منہ سے ایسے بے نکتے جواب نکلوائے اور ان کے خانہ کعبہ کو دیکھنے کے بھی اسباب پیدا نہ ہونے دیئے اور ان کے دل اور دماغ پر مہر لگا کر ایسے بے نکتے جواب نکلوائے۔ تاکہ یہ کاذب نبی اور اس کے کذب کو لے کر چلنے والے اپنے دعوے کی کاذبیت کو چھپائے نہ چھپاسکیں اور ہر پہلو سے ان کا کذب بار بار تاقیامت ظاہر ہوتا رہے۔

مرزا قادیانی نے نہ صرف حج نہیں کیا۔ بلکہ الفاظ کے ہیر پھیر میں دوسروں کو بھی حج سے زہ کتے رہے۔ پڑھئے اور سر دھنئے:

”دیکھو حج کے واسطے جانا خلوص اور محبت سے آسان ہے۔ مگر واپسی ایسی حالت میں مشکل۔ بہت ہیں جو وہاں سے نامراد اور سخت دل ہو جاتے ہیں۔ اس کی بھی یہی وجہ ہے کہ وہاں کی حقیقت ان کو نہیں ملتی۔ تشر کو دیکھ کر رائے زنی کرنے لگ جاتے ہیں۔ وہاں کے فیوض و برکات سے محروم ہوتے ہیں۔ اپنی بدکاریوں کی وجہ سے اور پھر الزام دوسروں پر دھرتے ہیں۔ اس واسطے ضروری ہے کہ مامور کی خدمت میں صدق اور استقلال سے کچھ عرصہ رہا جاوے۔ تاکہ اس کے اندرونی حالات سے بھی آگاہی ہو اور صدق پورے طور پر نورانی ہو جاوے۔“

(الحکم ج ۷ نمبر ۱۰ ص ۳۴، ۱۷ مارچ ۱۹۰۳ء، مخطوطات ج ۵ ص ۱۷۷)

☆..... اگر ہم اوپر دیئے گئے حوالہ کا گہرائی سے تجزیہ کریں تو یہ ایک پورے مضمون کا متقاضی ہے۔ لیکن مختصر اچند نکات پیش کرتا ہوں:

☆..... محبت اور خلوص کے ساتھ حج پر جانا آسان ہے اور واپسی پر بجائے الٹی میں بہتری کے جانے والی حالت میں بھی مشکل ہے۔

☆..... بہت ہیں۔ یعنی کافی زیادہ ہیں جو بجائے نامراد ہونے کے نامراد ہو کر اور بجائے نرم

دل ہونے کے سخت دل ہو کر آتے ہیں۔

☆..... وہاں ان کو ایمان کی حقیقت نہیں ملتی۔

یہ تو تھی مرزا قادیانی کی لن ترانی۔ اب ذرا یہ بھی پڑھ لیں اور خود فیصلہ کریں کہ ایمان کی حقیقت حج پر ملتی ہے یا نہیں؟ حدیث میں آتا ہے کہ:

”ہم سے آدم بن ابی ایاس..... ابو ہریرہؓ سے سنا۔ کہا میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے جو کوئی اللہ تعالیٰ کے لئے حج کرے اور شہوت اور گناہ کی باتیں نہ کرے۔ تو وہ ایسا پاک ہو کر لوٹے گا جیسے اس دن پاک تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔“

(صحیح البخاری ج ۱ ص ۲۰۶ باب فضل الحج المبرور)

☆..... حج پر روحانی پھل کو نہیں کھاتے۔ بلکہ ان کو روحانی پھلوں کے چھلکے (قشر) سے آگے ان کو کچھ نظر نہیں آتا۔

☆..... حج کے فیوض حاصل کرنے کی بجائے بدکاریاں کر کے آتے ہیں اور پھر ان بدکاریوں کا الزام دوسروں پر رکھتے ہیں۔

☆..... حج کے فوائد اٹھانے کیلئے صرف اسلام کی تعلیم کافی نہیں۔ بلکہ پہلے کسی مامور کو ڈھونڈو۔ اس کے پاس کچھ عرصہ رہو۔ تب حج پر جانا فائدہ مند ہوگا۔ یہاں مرزا قادیانی کا مطلب یہ ہے کہ ان کے پاس آ کر رہو اور وقت گزارو۔ پیسے مرزا قادیانی کو دے دو اور پھر بجائے حج کے یہ سمجھتے ہوئے اپنے گھرواپس چلے جاؤں کہ مرزا قادیانی کی صحبت میں حج کا ثواب مل گیا ہے۔ ایسی کئی مثالوں میں سے شہزادہ عبداللطیف کی مثال ہی کافی ہے کہ کامل سے حج کرنے نکلے۔ مرزا قادیانی کے پاس آئے اور پھر حج پر جانے کی بجائے کچھ عرصہ گزار کر افغانستان لوٹ گئے اور وہاں جاتے ہی ملک اور دین سے غداری کے الزام میں سنگسار ہوئے۔

مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ: ”لوگ معمولی اور نقلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں۔ مگر اس جگہ (یعنی قادیان میں۔ نقل) نقلی حج سے زیادہ ثواب ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطر۔ کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی“ (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۵۲، خزائن ج ۵ ص ۳۵۲) یعنی حج قادیان میں بھی ہو سکتا ہے؟ مرزا قادیانی کا یہ شعر بھی اس بات کی تائید کرتا ہے۔

زمین قادیان اب محترم ہے

ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(درشین ص ۵۲)

اب سوال یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے پاس آ کر انسان کیا حاصل کرتا ہے اور سلوک کی کون سی منازل طے کرتا ہے۔ ان ساری باتوں کا مختصر اور جامع جواب مرزا قادیانی کی اپنی تحریریں ہی دے رہی ہیں۔

☆..... مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”میں اس جگہ اس بات کا اظہار بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ جس قدر لوگ میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہیں۔ وہ سب کے سب ابھی اس بات کے لائق نہیں کہ ان کے متعلق عمدہ رائے کا اظہار کر سکوں۔ بلکہ بعض خشک ٹہنیوں کی طرح نظر آتے ہیں جن کو میرا خداوند جو میرا متولی ہے مجھ سے کاٹ کر جلنے والی لکڑیوں میں پھینک دے گا۔ بعض ایسے بھی ہیں کہ اول ان میں دوسوی اور اخلاص بھی تھا۔ مگر اب ان پر سخت قبض وارد ہے اور اخلاص کی سرگرمی اور مریدانہ محبت کی نورانیت باقی نہیں رہی۔ بلکہ صرف بلفم کی طرح مکاریاں باقی رہ گئی ہیں اور یوسیدہ دانت کی طرح اب بجز اس کے کسی کام کے نہیں کہ منہ سے اکھاڑ کر پھروں کے نیچے ڈال دیئے جائیں۔ وہ تھک گئے اور درد ماندہ ہوئے۔ اور نابکار دنیا نے انہیں اپنے دام تزدیر کے نیچے ڈال دیا۔“ (فتح اسلام ص ۶۷، خزائن ج ۳ ص ۴۰)

☆..... دوسری جگہ لکھتے ہیں: ”میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تک ظاہری بیعت کرنے والے بہت ایسے ہیں کہ نیک ظنی کا مادہ بھی ہنوز ان میں کامل نہیں اور ایک کمزور بچے کی طرح ہر ایک ابتلاء کے وقت ٹھوکر کھاتے ہیں اور بعض بد قسمت ایسے ہیں کہ شریر لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں اور بدگمانی کی طرف ایسے دوڑتے ہیں جیسے کتا مردار کی طرف۔“

(براہین احمدیہ ج ۸، خزائن ج ۲ ص ۱۱۴)

یہ ۱۹۰۷ء میں طبع ہوئی۔ اس پر ایک انسان بھی تبصرہ کر سکتا ہے کہ مرزا قادیانی جن لوگوں سے عزت پاتے تھے۔ جن کے چندہ پر بیسوں کی طرح عیش کرتے تھے اور جاندادیں بنائیں۔ انہی لوگوں کی بڑی تعداد کو مردار کی طرف دوڑنے والا کتا قرار دے رہے ہیں۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ایسے احسان فراموشوں کو ہی ”جس تھالی میں کھائے اسی میں تھوکنے والا“ کہے کا خطاب برحق ہوگا یا نہیں؟ یا پھر جو لوگ اس الزام کو تسلیم کر رہے ہیں سادگی کی وجہ سے۔ ان کو کیا یہ مشورہ دینا جائز نہیں ہوگا کہ تم اچھے انسان ہو اور یہ خطاب واپس کر کے ان کی طرف لوٹ جاؤ جو تمہیں انشاء اللہ انسان ہی سمجھیں گے۔

اور ہزار باتوں کی ایک بات۔ مرزا قادیانی اپنی کتاب (ازالہ اوہام حصہ اول، خزائن ص ۲۲۲، ۲۲۳ ج ۳ ص ۲۱۱) میں لکھتے ہیں کہ: ”مسلم کی حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے

فرمایا تھا کہ دجال مدینہ اور مکہ میں داخل نہیں ہو سکے گا۔“ اور میرے خیال میں مرزا قادیانی نے اپنے بے بنیاد دلائل، بیہودہ تاویلات، حق کو چھپانے والے غلط طریق اختیار کر کے اپنے آپ کو اصلی نہیں تو معبود دجال کا چھوٹا بھائی ضرور ثابت کر دیا ہے۔ اس لئے بھی وہ مدینہ اور مکہ میں داخل نہیں ہو سکے۔ فاعتبر ویالی الابصار!

ہماری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ قادیانیوں کو مرزا قادیانی کا دجل، چالبازیاں، جھوٹ، تحریفات، تاویلات کو حقیقی طور پر سمجھنے میں مدد دے اور مرزائی کٹری کے جال سے نکلنے کی توفیق دے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اور مرزا کی تعلیم میں فرق کو کھلے طور پر واضح کرے اور ان کو واپس صحیح دین میں لائے۔ آمین!

(۴) دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری

(شیخ راحیل احمد۔ جرمنی)

مرزا غلام احمد قادیانی بھی بڑے الگ قسم کے انسان تھے۔ مرگی اور مانجھو لیا کے مریض تھے۔ جب ان کو مانجھو لیا کا زوردار حملہ ہوتا تو وہ سمجھتے کہ ان پر وحی نازل ہو رہی ہے اور جب مرگی کا دورہ پڑتا تو سوادہی بخارات اٹھنے کی وجہ سے پیدا ہونے والے خیالات ان کا الہام کہلاتے۔ لیکن الہام کونسا اور وحی کونسی۔ اس کا فیصلہ جماعت کے بڑے بڑے بزرگ پروردگار کی بات ہے۔ ان کی اولاد بھی جو ان کے بعد اب تک ان کی گدی پر بیٹھی ہے۔ نہیں کر سکتی۔ اس لئے الہامات اور وحیوں کو ایک ہی تیلے میں ڈال کر اس کو جماعت نے ”تذکرہ“ کے نام سے شائع کر دیا ہے۔ اور اس میں جو کچھ درج ہے۔ وہ مرزا قادیانی کے بقول قرآن کے برابر ہے۔ (نحوہ بالہد) اسلام قبول کرنے کے بعد تفضیل طبع کی خاطر اس کو کبھی دیکھ لیتا ہوں۔ لیکن میں جب قادیانی تھا تو جب بھی جماعت کی قیادت کسی الہام کا پروپیگنڈہ کرتی تھی تو ایسے مواقع پر بھی شاذ و نادر ہی اس کتاب کو دیکھا تھا۔ ”تذکرہ“ میں مرزا قادیانی کے ایک الہام وحی پر نظر پڑی کہ: ”دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری۔“ دل میں اللہ نے ڈالا کہ چلو مرزا قادیانی کی تصویر ہی دیکھیں اور خاکسار کو جو 3D تصویر نظر آئی وہ آپ کو بھی دکھا رہا ہوں۔ یہ تصویر مرزا قادیانی کی اولاد، ان کے حواریوں اور جماعت کی شائع شدہ کتابوں سے اخذ کر کے پیش کی جا رہی ہے۔ یہ فقیر در مصطفیٰ ﷺ اس بات کی گارنٹی نہیں دے سکتا کہ مرزا قادیانی کی تصویر سو فیصد مکمل پیش کر رہا ہوں۔ کیونکہ مرزا قادیانی کی شخصیت اور کام شیطان کی آیت کی طرح اتنے پہلودار ہیں کہ سب کو ایک وقت میں احاطہ کرنا مشکل ہی نہیں۔ بلکہ میرے جیسے ایک

عام انسان کے لئے ناممکن ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی خود ساختہ مجدد تھے، مامور تھے، مثیل مسیح تھے، مسیح موعود تھے، مسیح سے افضل تھے، نبی تھے، خاتم الخلفاء تھے، خاتم الانبیاء تھے، اور امین الملک بے سنگھ بہادر تھے۔ یہ کرشن اوتار کا لقب تھا اور وہ کرشن اوتار ہونے کے بھی دعوے دار تھے۔ یہ تو ان کے بارے میں دعوے تھے، اور مخالفین کی نظر میں وہ کیا تھے۔ اگر اس کا نہ بھی ذکر کریں صرف ان کے ساتھ لمبا عرصہ گزارنے اور ان کی تعلیم و تربیت سے گزرنے کے بعد علیحدہ ہونے والوں کے خیالات بھی ایک لمبی فرد جرم سے کم نہیں۔ مثلاً خوشامدی، کاسہ لیس، موقع پرست، خائن، جھوٹے، بد زبان، زانی، تو معمولی تمنے ہیں۔ جب ان کی زندگی کا جائزہ لیا جائے تو وہ اس سے کہیں آگے ہیں۔ اور اپنی تعریف میں اپنے کو کبھی انسانوں کی جائے عار، کرم خاکی ہونے سے انکار، آدم زاد ہونے سے انکار، کبھی نامرد بھی کہتے تھے۔ میں آپ کا تمہید میں زیادہ وقت نہیں لیتا۔ اب اصل موضوع پر آتا ہوں۔

پیدائش

مرزا قادیانی کا خیال ہے کہ وہ توام پیدا ہوئے۔ لکھتے ہیں کہ پہلے ان کی بہن جنت نکل اور پھر اس کے پیروں کے ساتھ ان کا سر ملا ہوا یہ نکلے۔ مولانا رفیق دلاوری مؤلف ”زنیں قادیان“ کا خیال ہے کہ توام پیدائش کا کوئی ثبوت نہیں۔ بلکہ مرزا قادیانی نے یہ بات خود گھڑی ہے۔ میرے خیال میں زنیں قادیان کے مصنف حق پر ہیں۔ مرزا قادیانی جب اپنے خاتم الخلفاء ہونے کے ثبوت ڈھونڈ رہے تھے اس وقت ان کی نظر حضرت محی الدین ابن عربی کی ایک پیشین گوئی پر پڑی کہ وہ بچہ چین میں پیدا ہوگا اور توام ہوگا۔ مرزا قادیانی نے اس روایت کی باقی تمام باتوں کو پس پشت ڈالتے ہوئے اپنے کو مغل ہونے کی وجہ سے چینی النسل قرار دے کر اپنے کو اس پیشین گوئی کا مراد قرار دے لیا۔ اس وقت پہلی بار مرزا قادیانی کی تحریروں میں اپنے توام پیدا ہونے کا ذکر ہوا۔ اس سے قبل ۵۵ سال کی عمر تک نہ تو ان کے خاندان نے اور نہ ہی مرزا قادیانی نے خود اپنے توام ہونے کا ذکر کیا۔ پھر مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا کہ ان کے پاس دانی کی تحریری شہادت موجود ہے۔ لیکن وہ شہادت نہ اس وقت اور نہ ہی اس کے بعد کبھی سامنے لائی گئی۔ مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ وہ ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوئے۔ لیکن ان کے بیٹے کے دلائل نہیں تو لگتا ہے کہ مرزا قادیانی ۱۸۳۱ء سے لے کر ۱۸۴۰ء تک پیدا ہی ہوتے رہے ہیں۔ اب اللہ جانے کہ مرزا قادیانی کو صحیح پتہ ہے کہ وہ کب پیدا ہوئے۔ یا ان کے بیٹے کو صحیح پتہ ہے کہ اس کا باپ کب پیدا ہوا؟

بچپن

مرزا قادیانی بچپن سے سندھی کہلاتے تھے اور ہندو سندی کہتے تھے۔ بعد میں پتہ نہیں کب مرزا غلام احمد بنے یا کس نے ان کا یہ نام رکھا۔ بچپن ان کا زیادہ تر تنہا میں گزرا۔ جہاں چڑیوں کو پکڑ کر سر کٹے سے ذبح کرتے تھے۔ اور بڑے ہو کر لوگوں کا ایمان ذبح کرتے رہے۔ اور جب قادیان میں ہوتے تھے تو قادیان کی ڈھاب میں جہاں سارے قصبے اور بارش کا گندہ پانی اکٹھا ہوتا تھا۔ نہایا کرتے تھے۔ اور ایک مرتبہ وہاں ڈوبتے ڈوبتے بچے جس نے ان کو بچایا اس نے لاکھوں انسانوں پر ظلم کیا کہ ان کے دعوؤں کی وجہ سے لاکھوں انسان صراطِ مستقیم سے ہٹ چکے اور مجھے یقین ہے کہ اگر اس کو اس وقت یہ علم ہوتا تو وہ مرزا قادیانی کو ڈوبنے سے نہ بچاتا۔

خاندان

مرزا قادیانی اپنی ایک نظم میں لکھتے ہیں کہ: ”ان کی نسلیں ہیں بے شمار۔“ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۰۳، خزائن ج ۲ ص ۱۳۲) اگر آپ کے سامنے یہ بات کوئی اپنے بارے میں کہے تو آپ اس کو کیا کہیں گے؟ اپنی سوانح میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ: ”ان کے بزرگ سمرقند سے ہندوستان آئے تھے اور وہ مغل برلاس ہیں۔“ اور پھر ایک جگہ لکھتے ہیں کہ: ”ان کو اللہ نے الہاماً بتایا کہ ان کی قوم فارسی ہے نہ مغل۔ اس لئے وہ فارسی النسل ہیں۔ لیکن اللہ ان کو یہ بتانا بھول گیا کہ وہ مغلوں کی اولاد ہوتے ہوئے بھی مغل سے فارسی النسل کیسے بنے؟ پھر اس کے بعد فاطمی ہونے کا دعویٰ بھی ہے اور ساتھ میں ان کو اسرائیلی پیوند بھی لگا ہوا ہے۔ یہ نصف فاطمی اور نصف اسرائیلی پیوند کیسے اور کب لگے اس کے بارے میں بات اسی طرح مشکوک ہے جیسے کہ فارسی النسل کیسے بنے۔ اور اگر دونوں نصف نصف ہیں تو باقی پیوندوں نے اپنی جگہ کیسے بنائی؟ پھر چینی النسل ہونے کا بھی دعویٰ ہے، اور وہاں سیدوں کے داماد ہونے کی وجہ سے سید بھی ہیں۔ اب مرزا قادیانی نے اتنے آپشن اپنے خاندان کے دے دیئے ہیں جو آپ کا دل آئے سمجھ لیں۔ یا پھر تحقیق کرتے رہیں کہ کس خاندان سے تعلق ہے مرزا قادیانی کا؟ صحیح جواب پانے والے کو انعام۔

شکل و صورت

اصل میں شکل و صورت، ناک و نقشہ اللہ تعالیٰ کی دین ہے جس کو چاہے جیسا بنادے۔ لیکن مرزا قادیانی کی اپنی الہامی دعوت ہے کہ: ”دیکھ کیا کہتی ہے تصویر میری۔“ (تذکرہ ص ۱۱۲، طبع سوم) اس لئے ہم بلا تہرہ جو نظر آ رہا ہے بیان کر دیتے ہیں۔ تصویر دیکھیں تو حلیہ اور سائل سے سکھ

نظر آتے ہیں۔ ناک نسبتاً موٹی اور موٹے ہونٹ، پچکے گال، جوداڑھی کی وجہ سے اتنے نمایاں نظر نہیں آتے، ڈیڑھ آنکھ، چوڑا ماتھا، پتلی گردن۔ داڑھی نے ان کے اصل حلیہ پر پردہ ڈال دیا۔ لیکن پھر بھی بہت کچھ کہتی ہے تصویر مرزا قادیانی کی۔

لباس

پہلے جب تک باپ بھائی زندہ رہے پبلک میں کسی حد تک طریقے سے لباس پہنتے رہے۔ ان دونوں کے مرنے کے بعد مرزا قادیانی نے صحیح طور پر مذہبی دکانداری شروع کی تو اس کے بعد دن بدن اپنا حلیہ محکمہ خیر بناتے گئے۔ گرمیوں میں بھی واسکٹ اور کوٹ پہنتے، قمیص کے بٹن کوٹ میں، کوٹ کے واسکٹ میں اور واسکٹ کے قمیص میں، اور بعض دفعہ اوپر کاٹن پیچھے لگا ہوتا، اور کوٹ یا واسکٹ کے کاج میں ایک بڑے سے رومال کا کونہ بندھا ہوتا۔ اس رومال کے ایک کونے میں کچھ پیسے بندھے ہوتے، اور دوسرے کونے میں ایک جیبی گھڑی بندھی ہوتی جو اکثر چابی نہ دینے کی وجہ سے بند رہتی، اور مرزا قادیانی خود ٹائم دیکھتے تو ہندسوں پر انگلی رکھ رکھ کر ایک ایک ہندسہ گن کر ٹائم کا پتہ چلاتے۔ پہلے غرارہ بھی پہنا کرتے تھے۔ لیکن پھر دوسری بیگم کے زور دینے پر شلوار پہننے لگے۔ ریشمی نالہ ہوتا تھا جسکے پھندنے کے ساتھ چابیوں کا کچھا بندھا ہوتا تھا جو چلتے وقت چھن چھن کی آواز پیدا کرتا ہوگا۔ بانیں اور دائیں پاؤں کی تمیز نہیں کر سکتے تھے۔ حتیٰ کہ بیگم دائیں بانیں کی تمیز کے لئے جوتوں پر نشان لگا دیتی تھی۔ لیکن پھر بھی جان بوجھ کر دائیں بانیں پاؤں کی تمیز نہیں کر سکتے تھے۔ اوپر سے اگر انگریزی جوتی ہوتی تو غلط پہن کر کہتے کہ انگریزوں کی کوئی چیز بھی ٹھیک نہیں۔ لیکن اسکے باوجود ان کی کاسہ لیس کر تے رہے اور دنیا بھر کے مسلمانوں کو ان کی غلامی کی ترغیب دیتے رہے۔ انگریزی بوٹوں کی ایڑی بٹھا لیتے اور پھر جب ان کے ساتھ جلتے تو شپ شپ کی آواز پیدا ہوتی اور اس طرح اور اس حلیہ میں قادیان کے بائکے کی باگی ٹور دیا دیتے۔

طریقہ واردات

مذہبی دکانداری کے لئے بظاہر سادگی کافی ہوتی۔ لیکن مرزا قادیانی بڑے پیمانے پر یہ کام کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے انہوں نے مسریم میں مہارت حاصل کی۔ اور مسریم کا اصول یہ ہے کہ جس کو آپ معمول بنانا چاہتے ہیں۔ اس میں آپ کے عمل کیلئے مزاحمت نہ پیدا ہو اور جب کوئی نیا آدمی آتا تو یہ دیکھتے ہی کہ جو آدمی بٹن نہیں صحیح بند کر سکتا۔ کپڑوں میں تیل لگا ہوا ہے اور بانیں پاؤں کا جوتا دائیں پاؤں میں اور دائیں کا بانیں پاؤں میں تو بھینا سوچتا کہ اس سے کسی

کو کیا خطرہ ہوتا ہے۔ اور مرزا قادیانی بھی شروع میں ایسی باتیں کرتے کہ وہ جی یا ہاں میں ہی جواب ہو اور اس طرح جب وہ لا پروا ہو جاتا اور مرزا قادیانی کو بے ضرر سمجھتا تو مرزا قادیانی کسی مناسب موقع پر اس کو اپنا معمول بنا کر مرید بنا لیتے جس سے وہ ساری زندگی لاشعوری طور پر مرزا قادیانی کی ہر جائز ناجائز بات پر آمین کہتا رہتا۔ اور جو لوگ ظاہری حلیہ کے دھوکے میں نہیں آتے اور محتاط رہتے اکثر مرزا قادیانی کے ہاتھوں سے بچ کر نکل آتے۔

حیاء

”سیرت الہدیٰ مصنفہ مرزا بشیر احمد پسر مرزا قادیانی“ اور ”تذکرۃ الہدیٰ مصنفہ پیر سراج الحق نعمانی“ اور ”ذکر حبیب مصنفہ مفتی صادق“ سے ایسے واقعات کا پتہ چلتا ہے کہ ان کے گھر میں ملازمائیں یا رہنے والی مختلف عورتیں ان کے سامنے ان کی موجودگی میں کپڑے اتارے اور نہانے بیٹھ گئیں۔ یا نہانہ کرتنگی ہی سامنے سے گزر کر کپڑے اٹھانے گئیں اور مرزا قادیانی وہیں بیٹھے رہے اور کسی کو نہ روکا نہ ٹوکا اور نہ ہی ہمیں کوئی ایسی روایت ملتی ہے کہ مرزا قادیانی نے یا ان کے اہل خانہ نے اس کی مذمت کی ہو یا ان ملازماؤں کو قارغ کر دیا ہو۔ کیا ایک عام حیادار آدمی بھی ایسا کر سکتا ہے؟ کہا گیا کہ وہ دیوانی تھیں۔ لیکن مرزا قادیانی تو فرزانے تھے۔ یہ کیونکہ نہ اٹھ گئے؟ اگر ملازم کو پتہ ہو کہ اس کا مالک حیادار ہے۔ تو وہ اس کی موجودگی میں تو بہت دور کی بات ہے۔ غیر موجودگی میں بھی ایسی حرکت کی جرأت نہیں کرتا۔ اگر کہیں کہ گھر میں اور بھی عورتیں تھیں۔ تو کیا عورت کا عورت سے حیاء کا پردہ نہیں ہوتا؟ اور پھر عورت بڑی بے تکلفی سے کہہ رہی ہے کہ: ”انہوں کچھ دیدار ای نہیں“ اسکا مطلب ہے کہ پہلے بھی تجربے ہوتے رہے ہیں۔ یہ اتفاق سے کسی ایسی عورت یا عورتوں کی نظر میں بات آگئی تو باہر نکل آئی۔ ایک سوال یہاں یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ ایسے واقعات ایک بار نہیں بلکہ کئی بار ہوئے۔ کم از کم دو تین کتابوں میں یہ روایتیں ایسی ملتی ہیں۔ ممکن ہے کہ ان کی بیگم کے ایماء اور رضا مندی سے ان ”دیوانی عورتوں“ نے یہ حرکات کی ہوں؟ مرزا قادیانی کے جذبات کو ”تحریک جدید“ دینے کے لئے؟ کیونکہ مرزا قادیانی نے کئی جگہ اپنے نامرد ہونے اور قوت باہ کی دوائیاں متواتر استعمال کرنے کا اعتراف کیا ہے۔ کیا مجدد، نبی و رسول کے دعویدار کا کردار ایسا ہی ہوتا ہے؟

صفائی

بچپن میں قادیان کی ڈھاب میں جہاں سارے گاؤں کا بارش کا پانی اکٹھا ہوتا، حیرتے رہتے۔ حتیٰ کہ بقول مرزا قادیانی کے ایک بار ڈوبنے لگے تھے کہ کسی راہ گیر نے انکو بچایا۔ کاش اس

وقت ڈوب جاتے تو بعد میں لاکھوں انسانوں کا ایمان بند ڈوبتا۔ مرزا قادیانی ایک طرف تو اپنے گھر کی صفائی کا اتنا خیال رکھتے کہ طاعون کے دنوں میں نالیوں میں خود فینا گل ڈالتے۔ اور ان کو یہ بھی پتہ ہوتا تھا کہ بھنگن نے گند کہاں سے اٹھایا ہے اور کہاں سے نہیں۔ اس قسم کا واقعہ (سیرت الہدیٰ) میں درج ہے۔ لیکن دوسری طرف رات سوتے وقت، دن والے کپڑے، پگڑی وغیرہ اتار کر تنکے کے نیچے رکھ کر سوتے تو آپ خود اندازہ لگالیں کہ صبح کے وقت کس طرح کچلے ہوئے اور سلوٹوں والے کپڑے ہوتے ہوں گے اور اس پر طرہ تماشا یہ کہ جب سر کو تیل لگاتے تو واڑھی کو بھی تیل میں تر کرتے اور اس کے بعد سامنے سینے پر کوٹ، واسکٹ، قمیص غرض جو بھی پہنا ہوتا، اس پر ہاتھ اٹلے سیدھے مل کر تیل صاف کر لیتے۔ جب ایڑھی بٹھائے ہوئے جوتوں کے ساتھ ٹھپ ٹھپ چلتے تو گردوغبار کے بادل اٹھتے اور ان کے ساتھ دوسروں پر بھی وہ گردوغبار پڑتا۔

خوش اخلاقی

مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے کبھی کسی کو گالی نہیں دی۔ لیکن دنیا مرزا قادیانی کی اس بات پر پتہ نہیں کیوں یقین نہیں کرتی؟ میں دو تین مرزا قادیانی کی تحریر کے نمونے پیش کر دیتا ہوں۔ فیصلہ قارئین کرام کر لیں کہ یہ گالیاں ہیں یا نہیں؟

.....۱ ”سعد اللہ لدھیانوی بے وقوفوں کا نطفہ اور کجی کا بیٹا ہے۔“

(انجام آتم ص ۲۸۱، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۱)

.....۲ ”ہر مسلمان مجھے قبول کرتا ہے اور میرے دعوے پر ایمان لاتا ہے۔ مگر زنا کار کجیوں کی اولاد، جن کے دلوں پر خدا نے مہر لگا دی ہے وہ مجھے قبول نہیں کرتے۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۳۸، خزائن ج ۵ ص ۵۳۸)

.....۳ ”مجھے ایک کذاب کی طرف سے پہنچی ہے وہ کتاب بھجھو کی طرح نیش زن ہے۔ اے گولڑہ کی سرزمین تجھ پر لعنت، تو ملعون ہوگئی۔“

(انجاز احمدی ص ۷۵، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۸)

.....۴ ”تیرا نفس ایک خبیث گھوڑا ہے۔“ (تمہ حقیقت الوحی ص ۱۵، خزائن ج ۲۲ ص ۴۳۶) اے حرامی لڑکے! اس کے علاوہ بھی جو صحابہؓ و رانبیاء کے بارے میں خامہ فرسائیاں کی ہیں۔ وہ لکھتے ہوئے قلم بھی کاغذ ہے۔

دوسرے مذاہب پر چیرہ دستیایں

مرزا قادیانی کی چیرہ دستیوں سے کوئی نہیں بچا۔ حتیٰ کہ ان کے اپنے بیوی بچے بھی

اور دوسرے مذاہب کے بارے میں ایک نبی کی تحریر دیکھیں اور دعوئی یہ ہے کہ میں خدا کی مرضی کے بغیر نہیں لکھتا۔ ایک دہمنے حاضر خدمت ہیں۔ احمد یو! ایمان سے بتانا کہ کیا خدا کی مرضی کا کلام ہے یہ؟

..... ”آریوں کا پر میشرناف سے دس انگل نیچے ہے، سمجھنے والے سمجھ لیں۔“

(چشمہ معرفت ص ۱۰۴، خزائن ج ۲۳ ص ۱۱۴)

.....۲ ”چپکے چپکے حرام کروانا۔ آریوں کا اصول بھاری ہے۔“

(آریہ دھرم ص ۱، خزائن ج ۱۰ ص ۷۵)

.....۳ ”عیسائیت ایک بدبودار مذہب ہے۔“

.....۴ ”یسوع (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کی تین دادیاں اور نانیاں کجھریاں اور زنا کار تھیں۔“ (ضمیمہ انجام آسم ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱) حاشیہ) اس کے علاوہ شاید ہی کوئی نبی اللہ ہو جس کی مرزا قادیانی نے توہین نہ کی ہو۔

سلطان القلم

مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ خدا نے ان کو الہاماً سلطان القلم کا خطاب دیا۔ اب ایک آدھ

مثال ذرا یہ بھی ہو جائے۔

.....۱ ”جھوٹے آدمی کی یہی نشانی ہے کہ جاہلوں کے رو برو تو بہت لاف گزاف مارتے ہیں۔ مگر جب کوئی دامن پکڑ کر کہے کہ ثبوت دے کر جاؤ تو جہاں سے لکھتے تھے وہیں داخل ہو جاتے ہیں۔“ (حیات احمد (سچ موعود کے سوانح حیات) ج ۲ نمبر اول ص ۲۵)

.....۲ ”بیٹا بیٹا پکارتی غلط۔ یار کی اسکو آہ وزاری ہے۔“ (آریہ دھرم ص ۱، خزائن ج ۱۰ ص ۷۶)

کیا سلطان القلم ایسے گھٹیا فقرہ باز ہوتے ہیں؟ اس کے علاوہ بے شمار مثالیں ہیں اور اگر تحریر دیکھیں تو ہر صفحہ پر دس غلطیاں مل جائیں گی۔ لیکن اس آرنیکل کا مقصد صرف مختصر طور پر ”دیکھو کیا کہتی تصویر تمہاری“ ہے۔

انسانیت

کئی واقعات ہیں لیکن بطور نمونہ ایک واقعہ بیان کرتا ہوں۔ مرزا قادیانی کو گرم پانی سے استنجا کرنے کی عادت تھی اور بیت الخلاء میں جانے سے پہلے آواز دیا کرتے تھے کہ پانی رکھ دو۔ اور ایسا دن میں کئی بار ہوتا تھا کہ مرزا قادیانی بول و براز کے امراض خبیثہ میں گرفتار تھے۔ ایک بار کام کی زیادتی کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے ملازم بچی نسبتاً تیز گرم پانی کا لوٹا رکھ گئی۔ مرزا

قادیانی باہر نکلے۔ اس ملازمہ کو بلایا اور بجائے اس کے کہ اسکو اخلاق سے پیار سے یا نرمی سے توجہ دلاتے۔ اس کو بلایا اور کہا کہ ہاتھ آگے کرو۔ اس نے ہاتھ آگے کیا تو گرم پانی کا وہ سارا لوٹا اس کے ہاتھ پر اٹھل دیا۔ کیا یہی کردار ہونا چاہئے رحمت اللعالمینؐ کے ظل کا؟ کیا مرزا قادیانی ایسی انسانیت کے ساتھ واقعی محمدؐ کو مٹانی ہو سکتے ہیں یا تھے؟ (نحوذ باللہ)

(سیرۃ الہدی ج ۳ ص ۲۳۳، ۲۳۴، روایت نمبر ۸۳۷)

بیماریاں

مرزا قادیانی کی بے شمار نسلوں کی طرح، بیماریاں بھی بے شمار تھیں۔ مستقل بیماریوں میں، مرگی، مرق، ہسٹریا، مانیو لیا، دوران سر، شوگر، پیشاب، اسہال، ریگن، خارش، نامردی تو ہر وقت اور ہر جگہ شامل حال تھیں اور پھر کشتہ جات کے کھانے کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے امراض، غرضیکہ مرزا قادیانی کے بقول اکثر امراض خبیثہ نے ان کے جسم میں پڑاؤ ڈالا ہوا تھا اور آخر میں دہائی ہیضہ یا طاعون سے چند گھنٹوں میں راہی ملک عدم ہو گئے۔

دعویٰ جات

مرزا قادیانی کے دعویٰ جات جو اس فقیر در مصطفیٰ ﷺ نے ذاتی طور پر پڑھے ہیں وہ ایک سو (۱۰۰) سے بھی کہیں زیادہ ہیں۔ ایک بار ایک ذہنی مریض عورت کہیں دیکھی تھی۔ اس کا کام یہ تھا کہ جب بھی اس کو کپڑے کا کوئی ٹکڑا نظر آتا تھا اور اچھا لگتا تھا تو وہ اس ٹکڑے کو اپنے لباس کے ساتھ سی لیتی یا ٹانگ لیتی تھی۔ یہی حال مرزا قادیانی کا تھا جو دعویٰ ان کو پسند آ گیا۔ وہ انہوں نے اپنے اوپر چسپاں کر لیا اور یہ سفر مناظر اسلام سے شروع ہوا اور ملہمیت، مجددیت، مسیحیت، مہدویت، نبوت، رسالت، جے سنگھ بہادر وغیرہ وغیرہ سے ہوتا ہوا خدا کے بیٹے اور پھر خدائی تک پہنچا۔ وہاں سے لوٹ کر پھر ہندو مذہب کے اوتاروں اور دیوتاؤں کی طرف شروع کیا۔ ابھی مرلی دھر، یعنی کرشن اوتار تک ہی پہنچے تھے کہ ان کی زندگی ہی ان کو دغا دے گئی۔ ورنہ امید واثق تھی کہ ہندوؤں کے خدا تک پہنچنے کے بعد افریقہ اور پھر جنوبی امریکہ وغیرہ کے مقدس ناموں کا استحصال کرتے، اور اس کے بعد آسٹریلیا وغیرہ کی باری آ جاتی۔ خدا ان کی مغفرت نہ کرے، ملعون عجب آزاد و مردم آزار مرد تھے۔

نشانات

مرزا قادیانی کے بقول کبھی ان کے نشانات پچاس لاکھ تک جا پہنچتے ہیں اور کبھی تین

لاکھ اور کبھی دس لاکھ اور ساتھ یہ دعویٰ بھی کہ کھلے کھلے نشانات کم از کم دس لاکھ ہیں اور جب نشانات لکھنے بیٹھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس کتاب میں تین سو نشانات لکھوں گا اور دو سو نشانات لکھ کر ہی تھک جاتے ہیں اور معشوق کے نہ پورے ہونے والے وعدے کی طرح وعدہ کرتے ہیں کہ اگلی کتاب میں تین سو نشانات لکھوں گا۔ مگر مرکا وعدہ ہو تو پورا ہو۔ یہ تو مرزا جی کا وعدہ تھا جو کبھی پورا نہ ہوا۔ مولانا منظور چنیوٹی کے بقول اگر ان کے ہر سانس کے علاوہ ان کی خارج کی ہوئی ریح کو بھی مرزا قادیانی کے نشانات میں شمار کر لیں تو پھر بھی پچاس لاکھ نشانات پورے نہیں ہوتے۔ مرزا قادیانی کی عمر ۶۸ سال تھی۔ اب اس عمر پر ان کی پیدائش سے لے کر وفات تک پچاس لاکھ نشانات تقسیم کریں تو تقریباً ہر سات منٹ پر ایک نشان بنتا ہے۔ یعنی مرزا قادیانی نے پیدا ہوتے ہی ہر ساتویں منٹ پر ایک نشان دکھانا / جننا شروع کر دیا تھا اور موت تک ہر سات منٹ پر ایک نشان دکھاتے گئے اور وہ نشانات کہاں گئے؟ جس طرح مرزا قادیانی نے عبدالحق اور اس کی بیوی کے بارے میں کہا تھا کہ ”انہی لفظوں میں ہم سوال کرتے ہیں کہ کیا مرزا قادیانی کے ”اندر ہی اندر تحلیل ہو گئے یا رجعت قہری کر کے سوادی بخارات بن کر انکے دماغ کو چڑھ گئے۔“ (ضمیمہ انجام آتقم ص ۷۷ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۳۱۱) آخر کھوم پھر کر روپیہ پیسہ آنے کو نشانات قرار دینا شروع کیا۔ مگر وہ بھی ڈیڑھ سو سے زیادہ نہ گننا سکے۔ کوئی چار آنے ملنے کا تھا کوئی دس روپے ملنے کا تھا۔ کوئی بیس روپے ملنے کا تھا۔

نشانات کے گواہ

مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ ان نشانوں کے سب سے بڑے گواہ قادیان کے لالہ ملاوادل اور لالہ شرمیت ہیں، کیا کہنے اس ”اسلام کے پہلوان نبی کے“ کہ اس کو گواہی کے لئے کوئی مسلمان نہیں ملا اور نہ ہی کوئی اہل کتاب ملا۔ ملے تو قادیان کے ساکنان ہندو اور پھر جن کو یہ سب سے بڑا گواہ قرار دے رہے ہیں۔ انہی ہندوؤں کی گواہی کیا کہتی ہے؟ یہ بھی مرزا قادیانی کی اپنی زبانی سن لیجئے۔ ”قادیان میں لالہ ملاوادل نے لالہ شرمیت کے مشورے سے اشتہار دیا جس کو قریباً دس برس گزر گئے۔ اس اشتہار میں میری نسبت یہ لکھا کہ یہ شخص محض مکار فریبی ہے اور صرف دکاندار ہے۔ لوگ اس سیدھو کو نہ کھاویں۔ مالی مدد نہ کریں ورنہ اپنا روپیہ ضائع کریں گے۔“

(قادیان کے آریہ اور ہم ص ۱۱۱، خزائن ج ۲ ص ۲۷۵)

مشہور پیشگوئیاں

مشہور پیشگوئیاں جو کبھی پوری نہ ہوئیں۔

۱..... سب سے پہلی پیشگوئی ایک بابرکت لڑکا پیدا ہونے کی ہے جس کو مرزا قادیانی نے نکلی بار دہرایا۔ کسی بیٹے پر چسپاں کیا۔ کسی پر کہا کہ شاید یہی ہوا اور پھر آخر کار اس کو اپنے چوتھے لڑکے پر چسپاں کر دیا۔ لیکن وہ ۹-۸ سال کی عمر میں مر گیا تو آخری بار اپنی موت سے چند مہینے قبل پھر اس پیشگوئی کو دہرایا۔ مرزا قادیانی مرتے مرتے مگر وہ بابرکت لڑکا پیدا نہ ہوا اور مرزا قادیانی کی موت کے بعد ان کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود سمیت بے شمار لوگوں نے اپنے آپ کو مرزا قادیانی کا روحانی فرزند قرار دے کر اس پیشگوئی کا مصداق قرار دیا اور اس سلسلے کی تازہ ترین کڑی جرمی میں مصلح موعود ہونے کے دعویدار عبدالغفار جنبہ ہیں اور فی نفسہ شریف آدمی ہیں۔ لیکن وہ بھی اپنے نبی کی طرح مراق کا شکار ہیں۔ شاید اسی وجہ سے ان کی روایتی شرافت، دیانت، وضع داری ان سے رخصت ہوتی جا رہی ہے اور وہ بھی اپنے نبی کی طرح ”اوفو بعهکم لما تقولون مالا یفعلون“ سے دامن چھڑا چکے ہیں۔

۲..... دوسرے لکھرام کی پیشگوئی جس کا اس کے مارے جانے کے بعد پہلے کسی قسم کی پیشگوئی کا انکار کیا گیا۔ بعد میں معاملہ ٹھنڈا ہونے پر اس کی موت اپنی پیشگوئی کا نتیجہ قرار دے دی۔

۳..... تیسری پیشگوئی عبداللہ آتھم کی موت کی پیشگوئی ہے۔ جب پیشگوئی کی گئی تو کہا گیا کہ آتھم آج کی تاریخ سے پندرہ مہینہ کے اندر نہ مرا تو مرزا قادیانی کا منہ کالا کیا جائے۔ ان کے نکلے میں رسہ ڈال کر ان کو پھانسی دی جائے۔ لیکن وہ ان کی تمام کوششوں حتیٰ کہ معیاد ختم ہونے کی آخری رات تک ٹوٹنے ٹوٹنے کرنے کے باوجود آتھم نہ فوت ہوا تو مرزا قادیانی نے کہا کہ اس نے دل میں رجوع کر لیا تھا۔ سوال یہ ہے کہ اگر آپ اللہ کے نبی تھے اور اللہ نے آپ سے اس کی موت کا اعلان کرایا تھا تو اللہ نے مرزا قادیانی کو ذلت سے بچانے کے لئے اس کا رجوع بھی علی الاعلان نہیں کروایا اور پھر اس نے اپنا رجوع بھی تسلیم نہیں کیا۔ لیکن اس کے بعد بھی وہ کافی عرصہ زندہ رہا۔ چوتھی مشہور پیشگوئی مسات محمدی بیگم ایک بارہ تیرہ سالہ لڑکی سے شادی تھی اور اس کے لئے مرزا قادیانی نے بڑے دعوے کئے۔ لیکن خدا نے مرزا قادیانی کو اس پیشگوئی میں بھی دوسری پیشگوئیوں کی طرح ذلیل کیا اور مرزا قادیانی اس سے شادی کی حسرت ہی لئے راہی ملک عدم ہو گئے۔ بقول مرزا قادیانی کے اس کے ساتھ ان کا نکاح آسمان پر خود خدا نے پڑھا۔ لیکن دنیا نے دیکھا کہ وہ زمین پر خدا کی مرضی سے مرزا سلطان (سکنہ پٹی قصور) کے بچے جنتی رہی اور مرزا قادیانی کی موت کے بھی چالیس سال بعد مرزا سلطان کے ساتھ ہنسی خوشی زندگی بسر کرتی رہی۔ باوجود مرزا قادیانی نے الہاماً نکاح کے ڈھائی سال کے اندر مرزا سلطان کے مرنے کی پیش گوئی کرتے

رہے۔ بلکہ یہاں تک کہ موضع پٹی کے بارے میں الہام جڑ دیا کہ ”پٹی پٹی گئی۔“ (تذکرہ ص ۸۰۱، طبع سوم) آج تک تو موضع پٹی سلامت ہے حالانکہ اس علاقہ میں ہندوستان اور پاکستان کی جنگیں بھی ہوتی رہی ہیں۔ ہاں مستقبل میں ممکن ہے کہ موضع پٹی کی کوئی سڑک برائے مرمت پٹی جائے تو افضل میں اس کی فوٹو لگا کر سرخی لگا دیں کہ دیکھ لو حضرت مسیح موعود کا الہام کس شان سے پورا ہوا کہ پٹی پٹی گئی اور نہ صرف پٹی گئی۔ بلکہ مرزا سلطان کے آبائی مکان کے سامنے پٹی گئی۔ اس کے علاوہ بے شمار پیشگوئیاں ہیں جو مرزا قادیانی کو نبی ماننے والوں کے لئے شرمندگی کا باعث ہیں۔

کھڑاگ کیوں؟

آدمی کے دل میں خیال آتا ہے کہ مرزا قادیانی نے یہ سارا کھڑاگ کیوں پھیلا یا؟ اس کا واضح جواب مرزا قادیانی کا ایک فقرہ دے دیتا ہے ”مجھے اپنے دسترخوان اور روٹی کی فکر تھی“ اور پھر ساری عمر مرزا قادیانی نے اسلام کی خدمت کے نام پر جھولی پھیلا کر، اشاعت اسلام کے نام پر اکٹھے کئے ہوئے پیسے سے صرف اپنی رہن شدہ خاندانی جائیداد ہی نہیں چھڑائی۔ بلکہ اپنی اولاد کو ایک مضبوط بنیاد فراہم کر گئے آئندہ کے لئے مذہبی دکانداری کی۔ لیکن ان کی اولاد آج بھی چندے کا کھگول اٹھائے پھرتی ہے۔ کیوں نہ اٹھائیں، اسی چندے سے ارب پتی بنے ہیں اور اس کے لئے مرزا قادیانی نے اسلام کی خدمت کے نام پر نہ صرف اپنی بے معنی اور تضاد سے بھرپور کتابیں ہی نہیں اور ان کتابوں کے نام پر لوگوں کا ہزاروں روپیہ بغیر ڈکار مارے ہضم کر گئے۔ بلکہ زکوٰۃ، صدقات کے علاوہ رنڈیوں کے نال اور سود کو بھی اپنے لئے مباح کر گئے۔

وفات

مرزا قادیانی کا الہام تھا کہ خدا نے ان کو کہا ہے کہ ”ان کی عمر (۸۰) سال یا دو چار سال کم یا زیادہ ہوگی۔“ (تذکرہ ص ۳۹۰، طبع سوم) اب اس الہام کو ہی دیکھ لیں کہ بقول مرزا قادیانی کے قادر مطلق اور عالم الغیب خدا ان کو عمر کی خبر دے رہا ہے۔ مگر بے چارے کو خود معلوم نہیں کہ وہ مرزا قادیانی کو ۲۱/۷۳/۸۰/۸۱/۸۲/۸۳ سال میں سے کتنی عمر دے گا۔ اس لئے وہ نو (۹) عدد چانس اپنے پاس رکھ رہا ہے تاکہ اگر ایک دو بار بھول جائے تو اگلا چانس استعمال کر لے۔ لیکن مرزا قادیانی کا جھوٹا الہام خدا کو پسند نہیں آیا اور اس نے ان کو ۶۹/۶۸ سال کی عمر میں ہی موت دے دی۔ مرزا قادیانی بقول ان کے ۸۳۹ء یا ۸۴۰ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۰۰ء میں ایک عدالت میں حلفی بیان بھی دیا کہ ان کی عمر ساٹھ (۶۰) سال ہے۔ اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو محمدی بیگم سے شادی کی

حسرتوں کا جنازہ بھی ساتھ لے کر رابی ملک عدم ہو گئے۔ لیکن بات صرف اتنی ہی نہیں بلکہ مرزا قادیانی نے مولوی ثناء اللہ امرتسریؒ کو اپنی وفات سے چودہ (۱۴) مہینے پہلے خط لکھا جس میں لکھا کہ: ”دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ بچے کی زندگی میں ہیضہ یا طاعون یا کسی خبیث مرض سے مر جائے گا۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۸، ۵۷۹) اور مرزا قادیانی مولوی ثناء اللہ امرتسریؒ کی زندگی میں ہی ہیضہ سے فوت ہوئے اور ان کے ہونٹوں سے جو آخری صاف الفاظ ادا ہوئے وہ یہ تھے کہ:

”میر صاحب مجھے دہائی ہیضہ ہو گیا ہے۔“ (حیات نامہ ص ۱۴) اور مولوی ثناء اللہ امرتسریؒ نے چالیس سال کے بعد ۱۹۴۸ء میں بمقام سرگودھا نارتل وفات پائی اور اپنی وفات سے پہلے کئی مباحثوں اور مناظروں میں قادیانیوں کو سر پر پاؤں رکھ کر بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ بات وفات کی صرف یہاں تک ہی ختم نہیں ہو جاتی بلکہ ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیا لوی، جو مرزا قادیانی کے صحابی تھے۔ لیکن مرزا قادیانی کی حرکات دیکھنے کے بعد ان کو چھوڑ گئے، انہوں نے پیشگوئی کی کہ مرزا جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے کے اندر مر جائے گا۔ اس کے جواب میں مرزا قادیانی نے کہا کہ: ”خدا نے اردو میں فرمایا کہ میں تیری عمر کو بھی بڑھا دوں گا“ یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیشگوئی کرتے ہیں ان سب کو میں جھوٹا کروں گا اور تیری عمر بڑھا دوں گا تا کہ معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے۔“ (اشہار ۵ نومبر ۱۹۰۷ء، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۱) اب دیکھیں کہ اس اشتہار کے شائع کرنے کے بعد اٹھویں مہینے میں مرزا قادیانی کو خدا نے جھوٹا کر کے موت دے دی کہ انہوں نے اللہ کے حوالے سے اپنی عمر کی تحدی کی تھی۔ بات صرف یہیں ختم نہیں ہوتی۔ مرزا قادیانی نے کہا کہ خدا نے کہا کہ: ”تو ایک دور کی نسل دیکھے گا۔“ (اربعین نمبر ۳ ص ۳۶، بخزن ج ۱ ص ۴۱۹) اب سوائے ایک پوتے کے (مرزا عزیز) وہ بھی اس بیٹے کی اولاد جس کو مرزا قادیانی نے دشمن اسلام، دشمن دین، اپنے اوپر تلوار چلانے والا، دیوث (مرزا سلطان احمد کو) قرار دے کر قاق کر دیا تھا اور ان کی زندگی میں وہ عاق ہی رہا، کے علاوہ مرزا قادیانی کو پوتا اور دوہتا بھی دیکھنا نصیب نہ کیا۔ باوجودیکہ اپنے لڑکوں کی ۱۲، ۱۳ سال کی عمر میں اور لڑکی کا ۹، ۱۰ کی عمر میں نکاح کر دیا تھا۔ اس نبوت کے جھوٹے دعوے دار نے خدا پر جھوٹ باندھا تھا کہ اس نے وعدہ کیا ہے کہ ایک دور کی نسل دکھانے کا، تو خدا نے دور کی تو کیا نزدیک کی نسل بھی نہیں دکھائی۔ کیا اللہ تعالیٰ اس طرح اپنے نبیوں کو جھوٹا کرتا ہے؟ بات ابھی اور بھی آگے چلتی ہے۔ دہلی سے شائع ہونے والے اخبار ”پیسہ“ کی ۱۸ ستمبر ۱۹۰۷ء کی اشاعت میں ایک صاحب کی پیشگوئی شائع ہوئی ”پیشگوئی متعلقہ طاعون

بابت سال ۱۹۰۷ء اور ۱۹۰۸ء پنجاب میں اب کے طاعون کا پہلا جیسا زور نہیں ہوگا۔ البتہ ممالک مغربی و شمالی میں بہت زیادہ ہوگا۔ دلی میں بھی گزشتہ سال سے زیادہ ہوگا۔ پنجاب کے ایک بہت بڑے مذہبی لیڈر جن کا دعویٰ ہے کہ ان کو طاعون نہیں ہو سکتا طاعون سے انتقال کریں گے۔“ جب مرزا قادیانی کو یہ پڑھ کر سنایا گیا تو مرزا قادیانی نے کہا ”یہ ایک پیشگوئی ہے جو اس اخبار میں درج ہے۔ اب خود بخود سچائی ظاہر ہو جائے گی۔“ اور مرزا قادیانی نے اپنے ایک مخالف کے بارے میں کہا کہ وہ طاعون میں مبتلا ہوا اور چند گھنٹوں میں مر گیا۔ مرزا قادیانی بھی شام کو سیر کے لئے آئے اور رات کو بیمار ہوئے اور چند گھنٹوں میں ہی مر گئے۔ ممکن ہے کہ طاعون سے ہی مرے ہوں اور اس وقت اگر یہ خبر باہر نکلتی تو مرزا قادیانی کا قائم کردہ مذہب ایک رات میں ہی ختم ہو جاتا۔ اس لئے ممکن ہے کہ خبر دہادی گئی ہو۔ لیکن ایک بات ہے کہ مرزا قادیانی اس پیشگوئی کے مطابق بھی ۱۹۰۸ء میں ہی مرے۔ یعنی مرزا قادیانی خود تسلیم کر گئے کہ اگر وہ ان پیشگوئیوں کے نتیجے میں مرے تو سچائی ظاہر ہو جائے گی۔ یعنی ان کی جھوٹی نبوت کا پردہ چاک ہو جائے گا اور سچائی ظاہر ہوئی اور ڈنکے کی چوٹ پر ظاہر ہوئی اور مرزا قادیانی کو تاقیامت جھوٹا قرار دے گئی۔ کہنے کو بہت کچھ ہے لیکن یہ بھی کافی ہے۔ ظاہر کرنے کے لئے

دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری

نوٹ: اس مضمون میں لکھے گئے حقائق کا حوالہ دیا جاسکتا ہے۔ صرف مضمون کو طوالت سے بچانے کے اور تسلسل قائم رکھنے کے لئے حوالہ جات نہیں دیئے گئے۔

(۵) مرزا قادیانی کی گل افشائیاں

(شیخ راجیل احمد۔ جرنی)

نوٹ: اس آرٹیکل کا نام گل افشائیاں، مرزا غلام احمد قادیانی کے شیعہ استاد گل علی شاہ کے نام کی مناسبت سے رکھا گیا ہے۔ مرزا قادیانی فرمایا کرتے تھے کہ گل علی شاہ نے کبھی نماز نہیں پڑھی۔ ہر وقت پینک میں رہتے تھے اور ان نزدیک ہر بلا کار ”تہرا“ تھا۔ خیال تھا کہ چلو اس طرح مرزا قادیانی کے ساتھ ان کے بد نصیب استاد کا بھی ذکر خیر ہو جائے۔ ممکن ہے کہ کوئی دوست کہیں کہ بد نصیب کیوں؟ تو میرا جوابی سوال ہے کہ جس کو مرزا قادیانی بطور شاگرد نصیب ہوا وہ خوش نصیب بھی ہو سکتا ہے؟

مرزا غلام احمد قادیانی بانی قادیانی جماعت (احمدیہ) کی زندگی، تحریروں اور اقوال،

غرضیکہ ہر پہلو سے تضادات سے بھرپور تھی۔ اس طرح کی اور اتنی متنازع زندگی شاید ہی کسی کی ہو۔ بانی جماعت احمدیہ نے ایک جگہ جو بات کہی یا لکھی۔ دوسری جگہ اس کی تردید یا اس کے متناقض بات لکھ دی یا کہہ دی اور اس سلسلے میں نہ تو عام آدمی اور نہ ہی کوئی امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ اور نہ ہی انبیاء کرام کو ان ”سلطان الظلم“ کے قلم سے پناہ ملی۔

☆..... ایک طرف امت مسلمہ کے عقائد سے مکمل اتفاق ظاہر کرتے ہیں اور دوسری طرف انہی عقائد کی جڑوں پر حملہ کرتے ہیں۔ قرآن و سنت کی تشریح کے نام پر غلط عقائد وضع کرتے ہیں۔

☆..... ایک طرف رسول ﷺ کی اطاعت و خاتمیت کا اقرار کرتے ہیں۔ دوسری طرف اس کی تشریح میں خاتمیت کو اپنے لئے مخصوص کر لیتے ہیں۔

☆..... ایک طرف عصمت انبیاء کا تذکرہ کرتے ہیں۔ دوسری طرف انہی انبیاء کی عصمت تار تار کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

☆..... ایک طرف قرآن کریم کی صحت کا اقرار کرتے ہیں۔ دوسری طرف اسی قرآن کی آیات میں نہ صرف تحریف کرتے ہیں بلکہ ان میں شکوک ڈالتے ہیں۔

☆..... ایک طرف احادیث کو مانتے ہیں۔ دوسری طرف انہی احادیث کو کوڑے کا ڈھیر قرار دیتے ہیں۔

☆..... ایک طرف ایک بیوی کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں۔ دوسری طرف ساری عمر دوسری بیوی کے حقوق غصب کرتے ہیں۔

☆..... ایک طرف اسلام کی بات کرتے ہیں۔ دوسری طرف انہی مسلمانوں کے ساتھ تعلقات سے اپنے پیروکاروں کو منع کرتے ہیں۔

☆..... ایک طرف اپنے ڈاکٹر سالے کو بوڑھی انگریز عورت سے مصافحہ کرنے سے بھی منع کرتے ہیں۔ دوسری طرف خود پوری پوری رات تہائیوں میں ناکتھڑا لڑکیوں سے ذاتی خدمت اس طرح کرواتے تھے کہ ان کو سرور میں نہ جھکن ہوتی تھی نہ نیند اور نہ غنودگی۔

☆..... اسی طرح ایک طرف دشنام طرازی کو سخت برا کہتے ہیں۔ دوسری طرف اسی دشنام طرازی سے مخالفوں کا سیدو چھلی کرتے ہیں۔

☆..... اس طرح مرزا قادیانی کو بلا تکلف اور توقف تضادات کا ابدی شہنشاہ کا خطاب دیا جا سکتا ہے۔

☆..... یہ علیحدہ بات ہے کہ مرزا قادیانی اپنے ہی دیئے ہوئے معیار کے مطابق ہمیں اور ہر

سمجھ دار کی نظر میں ایک مجبوط الحواس شخص قرار پائیں۔ کیوں کہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں ”اس شخص کی حالت ایک مجبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلتا قفس اپنے کلام میں رکھتا ہے۔“
(حقیقت الوحی ص ۱۸۴، خزائن ج ۲۲ ص ۱۹۱)

شاید یہ بات ہو کہ بدنام ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا۔

اس آرٹیکل میں ہم آپ کے سامنے ان کی چند گل افشائیاں پیش کریں گے۔ اگر سب کو اکٹھا کریں تو یہ ایک پورے رسالے کا مواد بن جائے گا۔ مگر یہاں ہمارا مقصد اپنے موقف کی تائید کے لئے صرف مرزا قادیانی کی دشنام دہی کے کچھ نمونہ جات کو دکھانا ہے۔ ویسے بھی تو دیگ سے چاول کے چند دانے ہی بتا دیتے ہیں کہ اندر کیا ہے۔

قرآن کریم کے اس حوالے کو پیش کرتے ہوئے ہم مضمون شروع کرتے ہیں۔ ”وقل لعبادی يقولوا التی هی احسن ان الشیطن ینزع بینہم ان الشیطن کان للانسان عدوا مبینا“ یعنی اے رسول ﷺ میرے بندوں سے کہہ دیں کہ بات بہت ہی اچھی کہا کریں، سخت کلامی سے شیطان ان میں عداوت ڈلوا دے گا، بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے، اس آیت کے پیش کرنے کا مقصد برکت کے علاوہ اس مضمون سے اس کا ہر طرح سے تعلق ہے۔ نیز مرزا قادیانی کا دعویٰ عام مسلمان کا نہیں بلکہ ایسی ہستی ہونے کا ہے جس کو خدا نے ہر ذی روح سے زیادہ قرآن کریم کے معارف سکھائے ہیں۔ اس مضمون سے ان کے اس دعویٰ کا بھی صحیح اندازہ ہو جائے گا۔

حدیث شریف چونکہ قرآن کریم کی تشریح ہے اور پیارے نبی ﷺ کے منہ کی باتیں ہیں اس لئے بہتر سمجھا گیا کہ اس کو بھی پیش کر دیا جائے۔ رسول پاک ﷺ سے مروی ہے کہ رسول پاک ﷺ نے منافق کی ایک یہ نشانی بھی بتائی ہے کہ: ”جب کسی سے اس کا جھگڑا ہو جائے تو وہ گالیاں دینے لگتا ہے۔“ آئندہ سطور سے انشاء اللہ یہ بھی واضح ہو جائے گا کہ کیا مرزا قادیانی حدیث کے مطابق مومن بھی دور کی بات لگتی ہے منافق تو نہیں؟

دشنام دہی نہ نہ: مرزا کا دعویٰ ہے کہ وہ نہ تو سخت زبان استعمال کرتے ہیں اور ان کے منہ یا قلم سے بھی کوئی دشنام دہی نہیں ہوئی۔

☆..... مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ ہے کہ: ”میں سچ کہتا ہوں جہاں تک مجھے معلوم ہے میں نے ایک لفظ بھی ایسا استعمال نہیں کیا جس کو دشنام دہی کہا جائے۔“ (ازالہ اوہام ص ۱۲، خزائن ج ۳ ص ۱۰۹)

☆..... ایک دوسری جگہ اپنے عمل کی توجیہ یا تشریح کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں ”قوت

اخلاق“ چونکہ اماموں کو طرح طرح کے ادبашوں اور سفلوں اور بد زبان لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ اس لئے ان میں اعلیٰ درجہ کی اخلاقی قوت کا ہونا ضروری ہے تاکہ ان میں طیش نفس اور مجنونانہ جوش پیدا نہ ہو اور لوگ ان کے فیض سے محروم نہ رہیں۔ یہ بات نہایت قابل شرم ہے کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر پھر اخلاق رذیلہ میں گرفتار ہو اور درشت بات کا ذرا بھی تحمل نہ ہو سکے اور جو امام زمان کہلا کر ایسی کچھ طبیعت کا آدمی ہو کہ ادنیٰ بات پر منہ میں جھماگ آتا ہے۔ آنکھیں نیلی چلی ہو جاتی ہیں وہ کسی طرح بھی امام زمان نہیں ہو سکتا۔ لہذا اس پر آیت انک لعلی خلق عظیم کا پورے طور پر صادق آنا ضروری ہے۔“ (ضرورۃ الامام ص ۸، خزائن ص ۱۳۸/۸)

☆..... آئیے ہم مرزا قادیانی کے افکار کی روشنی میں مختصر اجازتہ لیں کہ وہ کہاں تک اپنے ہی تسلیم کئے ہوئے معیار پر پورا اترتے ہیں۔ ہماری کوشش یہ ہوگی کہ ہم بجائے فیصلہ دینے کے حقائق پیش کریں اور فیصلہ آپ پر چھوڑ دیں۔ کہیں کہیں آپ کو ہماری رائے اور رد عمل بھی ملے گا۔ مگر ہم نے حتیٰ الامکان فیصلہ اور نتیجہ پڑھنے والے پر چھوڑا ہے کہ وہ فیصلہ کرے کہ یہ سلطان القلم ہیں یا شیطان القلم؟

اظہارِ ندامت یا دمکلی

مرزا قادیانی کی اپنے ہم کتب مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب سے بڑی گاڑی چھٹی تھی۔ بعد میں چچا قش (عالمِ آقاؤں کے اشارہ پر نور انشتی) ایک لمبا عرصہ تک چلتی رہی۔ یہ وہی محمد حسین بٹالوی صاحب ہیں جنہوں نے چیدیاں والی مسجد لاہور کی اپنی امامت، اپنے حلقہ احباب اور اپنے رسالہ اشاعت السنہ نیز اشتہاروں کے ذریعہ بے پناہ اور مبالغہ آمیز پروپیگنڈہ کر کے مرزا قادیانی کے منصوبوں کے لئے بنیادی پتھر مہیا کیا۔ دونوں ہی انگریزوں کے بھی خواہ تھے اور انگریزوں کے مقاصد کو تقویت فراہم کرتے تھے اور ہمارے خیال میں اپنی مارکیٹ قائم رکھنے کے لئے، خبروں میں رہنے کے لئے، لوگوں کو دھوکے میں رکھنے کے لئے ایک دوسرے کو پبلک میں رگیدتے تھے۔ مقابلہ بازی کے دوران بٹالوی صاحب کے مقابلہ میں کسی قدر درشت زبان بھی استعمال ہوتی تھی۔ کسی موقعہ پر زیادہ ہی سخت زبان استعمال کر کے احساس ہوا کہ طے شدہ حدود سے تجاوز ہو گیا۔ اس تجاوز پر اب کیسی ندامت کا اظہار ہو رہا ہے کہ ساتھ ہی حشرِ شرکی دمکلی بھی ہے۔ ”میں نادم ہوں کہ نا اہل حریف کے مقابلہ نے کسی قدر مجھے درشت الفاظ پر مجبور کیا اور نہ میری فطرت اس سے دور ہے کہ کوئی تلخ بات زبان پر لاؤں۔ مگر بٹالوی اور اس کے استاد نے مجھے بلایا۔ اب بھی بٹالوی کے لئے بہتر ہے کہ اپنی پالیسی بدل لے اور مزہ کو لگا دے ورنہ ان دونوں

کودورو کے یاد کرے گا۔“ (آسانی فیصلہ ص ۱۰، خزائن ج ۳ ص ۳۲۰)

☆..... اب آپ دیکھیں کہ یہ ایک ایسے شخص کا اظہارِ ندامت ہے جو سلطان القلم ہی نہیں بلکہ ساتھ میں امام الزماں ہونے کا دعویدار ہے اور جس کے منہ میں ذرا سی بھی جھاگ نہیں آنی چاہئے۔

☆..... کیا کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ انسان حقیقی ندامت محسوس کر رہا ہو تو آئندہ کے لئے پھر یہی فعل دہرانے کی دھمکی بھی ہو اور دھمکی بھی ایسی کہ مخالف کو روٹنے بن نہ پڑے گی۔ اس کو کیا کہا جائے گا۔ اظہارِ ندامت یا آئندہ کے لئے دھمکی؟

☆..... یہ تو ایک عام آدمی کے لئے بھی کوئی باعثِ فخر نہیں اور کجا وہ شخص ایسی بات کرے جس کا دعویٰ یہ ہو کہ وہ نبی ہے اور نبی بھی ایسا جس کی خبر تمام صحیفے دے رہے ہیں؟

☆..... بات صرف دھمکی تک نہیں رہتی بلکہ انہی مولوی محمد حسین بنالوی صاحب کے متعلق لکھتے ہوئے کیسے اپنی دھمکی کو عملی جامہ پہناتے ہیں۔ ”کذاب، متکبر، سربراہ گمراہان، جاہل، شیخِ احقار، عقل کا دشمن، بد بخت، طالع، منحوس، لاف زن، شیطان، گمراہ شیخِ مفتری۔“

(انجامِ آقلم ص ۲۳۱، ۲۳۲، خزائن ج ۱ ص ۲۳۱، ۲۳۲)

ویسے مرزا قادیانی عدالت میں بھی اقرار نامہ پر دستخط کر کے آئے تھے کہ میں محمد حسین بنالوی کی آئندہ ہجو نہیں کروں گا۔

لعنت بازی

مرزا قادیانی ایک جگہ لکھتے ہیں ”لعنت بازی صدیقوں کا کام نہیں ہوتا، مومن لعان، لعنت کرنے والا نہیں ہوتا۔“

☆..... اب ہم دیکھتے ہیں کہ علاوہ اپنی کتابوں میں کئی جگہ دوسروں پر لعنت ڈالنے کے ایک کتاب میں چار صفحے صرف ایک ہی لفظ ”لعنت“ سے بھرے ہوئے ہیں۔ لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، (اسی طرح لکھتے ہیں۔ ناقل)، لعنت ۵۰۵، لعنت ۹۷۰، غرضیکہ مکمل ایک ہزار تک کتنی پوری کرتے ہوئے ۱۰۰۰ لعنت پر جا کر قلم روکتے ہیں۔ ”جہالت کی انتہا دیکھنے کے لئے دیکھئے یہ حوالہ۔“

(نور الحق ص ۱۱۸، ۱۲۲، خزائن ج ۸ ص ۱۵۸، ۱۶۲)

☆..... دوسری مثال بھی حاضر ہے ”مگر اس زمانہ کے ظالم مولوی اس سے بھی منکر ہیں۔ خاص کر رئیس الدجالیں عبدالحق غزنوی اور اس کا تمام گروہ علیہم نعال لعن اللہ الف الف مرۃ۔“

(میسر انجامِ آقلم ص ۳۶، خزائن ج ۱ ص ۳۳۰)

☆..... اے ایسے شخص کو نبی ماننے والو! اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر بتاؤ کہ کوئی تارل شخص بھی اس طرح لکھتا ہے۔ کجاوہ شخص جو کہ امام الزماں ہونے کا دعویدار ہو اور کیا اس طرح لعنت ڈال کر خود اپنے کہنے کے مطابق صدیق تو دور کی بات مومن بھی رہ گیا ہے؟

☆..... اور (ایک غلطی کا ازالہ ص ۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۷) میں لکھتے ہیں: ”محمد رسول اللہ سے مراد میں ہوں۔“ (استغفر اللہ) کیا محمد ﷺ نے بھی اسی طرح عقل و خرد سے عاری ہو کر لعنتیں ڈالی تھیں؟

☆..... حدیث شریف میں آتا ہے ”حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا لعنت کرنے والوں سے نہ قیامت کے دن شہادت لی جائے گی اور نہ وہ کسی کے شفع ہو سکیں گے۔“ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۲۳ باب النبی عن لعن الدواب وغیرہا)

☆..... اب آپ بتائیں کہ کیا یہ ممکن ہے کہ کسی کو نبی کے درجہ پر فائز کر کے اللہ تعالیٰ اس سے دوسروں پر لعنتیں بھی ڈلوائے اور وہ بھی پاگلوں کی طرح کنتی کر کر کے، اور کیا یہ ممکن ہے کہ نبی سے قیامت والے دن اس امت یا ماننے والوں کے بارے میں شہادت نہ لی جائے۔ اب یا رسول کریم ﷺ کا قول غلط ہے (نعوذ باللہ) یا پھر (یقیناً) مرزا قادیانی اور ان کا دعویٰ نبوت غلط ہے کیونکہ نبی لعان نہیں ہو سکتا ہے۔ بلکہ شریف آدمی بھی نہیں ہو سکتا۔

دوسروں کو نصیحت اور خود میناں نصیحت

مرزا قادیانی کی کتابوں کو پڑھیں تو ہر تقدس اور عظمت ان کی ذات پر ختم ہوتا نظر آتا ہے اور جب سیرت مرزا پر نظر ڈالو تو غلطیوں، ادنیٰ خواہشوں، لالچ، دجل، تحریف، تضاد اور جھوٹ کے گود میں اتھرا ہوا وجود ملتا ہے۔ ان کی تیار جماعت پر نظر ڈالو تو منافقت، تاویلات، جھوٹ کے بادبانوں سے مزین کشتی چندہ میں گہری تاریکیوں میں غوطے کھاتا ہوا، انجام سے بے خبر گروہ، جس میں کسی سوار کو یقین نہیں کہ کسی اندھیری منزل تک بھی پہنچے گا یا نہیں کیونکہ جب ناخدا کا مزاج چاہے کسی کو بھی کشتی سے باہر پھینکوا دے۔ اس کا یہ لازمی نتیجہ ہے کہ مرزا قادیانی اور ان کا تیار کردہ گروہ ایک ہی کام کر سکتا ہے اور وہ منافقت یعنی دوسروں کو نصیحت، خود میناں نصیحت۔

☆..... مرزا قادیانی نصیحت کرتے ہیں کہ ”کسی کو گالی مت دو گودہ گالی دیتا ہے۔“

(کشتی نوح ص ۱۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱)

☆..... اور نصیحت پر عمل درآمد کرنے کے لئے اپنی ذاتی مثال دیتے ہوئے دعویٰ کرتے ہیں

”میں نے جوابی طور پر بھی کسی کو گالی نہیں دی۔“ (مواب الرحمن ص ۱۸، خزائن ج ۱۹ ص ۲۳۶)

☆..... دیکھتے ہیں کہ جس بات سے دوسروں کو منع کر رہے ہیں اور اتنے دھڑلے سے دعویٰ کر رہے ہیں اس پر عمل درآد کیسے ہوتا ہے؟ کچھ مثالیں حاضر ہیں فرماتے ہیں۔

☆..... ”اے بدذات فرقہ مولویاں! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے۔ کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیہ خصلت چھوڑو گے۔ اے ظالم مولویو! تم پر افسوس! تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کا لانا تم کو بھی پلایا۔“ (انعام آتھم ص ۲۱، خزائن ج ۱۱ ص ۲۱)

☆..... ”مگر کیا یہ لوگ قسم کھالیں گے؟ ہرگز نہیں، کیونکہ یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔“ (انجام آتھم، قیمہ ص ۲۵، خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۹)

☆..... ”تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے کلڑے کلڑے نہیں ہو جائیں گے۔ ان بیوقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں رہے گی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منخوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دیں گے۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷)

☆..... ”ہم اس کے جواب میں بجز اس کے کیا کہیں اور کیا لکھیں کہ اے بدذات یہودی صفت پادریوں کا اس میں منہ کالا ہوا اور ساتھ ہی تیرا بھی اور پادریوں پر ایک آسمانی لعنت پڑی اور ساتھ ہی وہ لعنت تجھ کو کھا گئی۔ اگر تو سچا ہے تو اب ہمیں دکھلا کہ آتھم کہاں ہے۔ اے خبیث کب تک تو جئے گا۔“ (انجام آتھم ص ۴۵، خزائن ج ۱۱ ص ۳۲۹)

حلال زادہ کون

مرزا قادیانی کا اپنے خاص الخاص صحابیوں کی معیت میں عیسائیوں سے مباحثہ ہوا جو پندرہ دن تک چلا اور باوجود مرزا قادیانی کے بقول ان کے اندر روح القدس کے کام کرنے کے، خدا کے ارادہ مرزا قادیانی کے ارادہ کے تحت ہونے کے، اور کن فیکون کی طاقت ہونے کے بے نتیجہ رہا۔ سچے ہو تو تجران کے عیسائیوں کی طرح چند گھنٹے میں فیصلہ ہو جاتا۔ مقابل پر عیسائیوں کی ٹیم عبداللہ آتھم کی سرکردگی میں حصہ لے رہی تھی۔ اس وقت یہ اتنا مشہور ہوا کہ سارے ہندوستان کی نظریں اس پر لگی ہوئی تھیں۔ مرزا قادیانی نے پندرہویں دن بغیر مخالف ٹیم سے مشورہ کئے مباحثہ کے اعلان کر دیا اور کہا کہ عام بحث مباحثہ تو ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن میں حیران تھا کہ مجھے خدا نے اس میں کیوں ڈالا ہے۔ مجھے خدا نے کہا ہے کہ فریق مخالف آج کی تاریخ سے پندرہ ماہ کے اندر اپنے غلط عقائد سے توبہ نہیں کرے گا تو اس مدت میں ہادیہ میں سزائے موت گرایا جائے گا اور خدا کی بات ٹلے گی نہیں۔ اگر نہ مرا تو میرے گلے میں رسہ ڈالا

جائے اور پھانسی دی جائے اور میرے دعوے جھوٹے سمجھے جائیں۔ اب جب عبداللہ آتھم مرزا قادیانی کی پیشگوئی کے مطابق پندرہ ماہ کے (۵ جون ۱۸۹۳ء سے ۵ ستمبر ۱۸۹۳ء تک) اندر نہ مرا تو نہ صرف یہ کہ اپنی اس جھوٹی پیشگوئی پر شرمندہ ہوتے۔ توبہ کرتے۔ الٹا اپنے آپ کو بزعم خود تاویلوں اور جھوٹ کے سہارے سچا قرار دینا شروع کر دیا۔ بلکہ جنہوں نے اس حقیقت کا اظہار کیا کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اس کے علاوہ کئی قرہی ساتھی نہ صرف ان کو چھوڑ گئے بلکہ عیسائی بھی ہو گئے۔ ان کے بارے میں کیا فرماتے ہیں ”اب جو شخص اس صاف فیصلہ کے برخلاف شرارت اور عناد کی راہ سے بکواس کرے گا اور اپنی شرارت سے بار بار کہے گا کہ عیسائیوں کی فتح ہوئی اور کچھ شرم وحیا کو کام میں نہیں لائے گا اور بغیر اس کے جو ہمارے اس فیصلہ کا انصاف کی رو سے جواب دے سکے۔ انکار اور زبان درازی سے باز نہیں آئے گا اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔“

(انوار الاسلام ص ۳، خزائن ج ۹ ص ۳۱)

مرزا قادیانی کے فتح کے اپنے پیانے ہیں اور جو ان کے پیانوں اور فیصلوں کو تسلیم نہ کرے وہ ان کی نظر میں صرف بے شرم و بے حیائی نہیں بلکہ ولد الحرام ہے۔ کیا اللہ کے بنائے ہوئے نبیوں کی زبان اور تحریر اور سوچ کا یہی معیار ہوتا ہے؟ کیا یہ بیان کردہ مثالیں مرزا قادیانی کے اپنے ہی بیان کردہ معیار امام الزمان کے مطابق ہیں؟

مخالفین کو اکسانا

مخالفوں کو مزید کس کس طرح مشتعل کیا جاتا ہے کہ پہلے اپنی کتاب کو قرآن شریف قرار دیتے ہیں۔ بالواسطہ طور پر۔ اس کے بعد دوسروں کو گالی نکال کر اپنے رسالے کا جواب لکھنے کے لئے اکساتے ہیں۔ اگر قرآن شریف کو ہی خیال کر لیں یا نعوذ باللہ مرزا قادیانی کے مطابق ان کی وحی قرآن کریم کے برابر ہے۔ کچھ لکھوں کے لئے قرآن کی تشریح بھی سمجھ لیں تو کیا مخالفین کو اکسا کر، اشتعال دلا کر اور برے الفاظ کہہ کر جوابا گالیاں تو لے سکتے ہیں مگر ملی بحث نہیں ہو سکتی اور نہ ہی کوئی معقول جواب مل سکتا ہے۔

☆..... ارشاد مرزا ہے ”ہر شخص جو ولد انحلال ہے اور خراب عورتوں اور وہال کی نسل میں سے نہیں ہے۔ تو وہ دو باتوں میں سے ایک بات ضرور اختیار کرے گا یا تو اس کے بعد دروغ گوئی اور افتراء لکھنے باز آ جائے گا یا ہمارے اس رسالہ جیسا رسالہ بنا کر پیش کرے گا۔“

(نور الحق ص ۱۲۳، خزائن ج ۸ ص ۱۶۳)

اب بتائیں کیا کوئی شریف آدمی ان کو یہ حوالہ پڑھ کر جواب دیتا بھی پسند کرے گا؟ بعد میں اس طرح اکثر یہ دعویٰ کرتے رہے ہیں کہ میری کتاب کا جواب چونکہ کسی نے نہیں دیا۔ اس لئے یہ ایک علمی فتح ہے اور مخالفین کا منہ بند ہو گیا ہے۔

☆..... اس طرح کی تعلیموں سے تنگ آ کر پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ نے ”سیف چشتیانی“ نامی رسالہ لکھا۔ وہ رسالہ دیکھتے ہی مرزا قادیانی نے جو ارشاد کیا۔ وہ تاریخ میں محفوظ ہو گیا۔ ملاحظہ کیجئے۔ ”مجھے ایک کتاب کذاب (پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی۔ ناقل) کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ غبیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن۔ پس میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین، تجھ پر لعنت۔ تو ملعون کے سبب سے ملعون ہو گئی۔ پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی۔“

(اعجاز احمدی ص ۷۵، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۸)

اپنی گالیوں کا خود نشانہ

بعض دفعہ انسان دوسروں کو گالیاں دے رہا ہوتا ہے۔ لیکن اس کو خیال نہیں ہوتا کہ وہ خود بھی اس کی لپیٹ میں آ رہا ہے۔ اب جو حوالے آپ کی خدمت میں پیش کروں گا وہ اسی قسم کے ہیں۔

☆..... مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ ”میری دعوت سب نے قبول کی اور تصدیق کی ماسوائے کنجریوں کی اولاد کے۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۸، ۵۴۷، خزائن ج ۵ ص ۵۴۷، ۵۴۸)

اصل عبارت عربی میں ہے۔ جماعت کے علماء کئے سامنے جب یہ حوالہ پیش کیا جاتا ہے تو وہ اس کا ترجمہ بری عورتیں یا بدکار عورتیں کرتے ہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ صرف جماعت کے عام لٹریچر میں ہی نہیں بلکہ مرزا قادیانی کی اپنی کتابوں میں بھی ایسی مثالیں ملتی ہیں جہاں وہی ترجمہ کیا گیا ہے جو ہم نے دیا ہے۔ حوالہ کے لئے (خزائن ج ۱۳ ص ۲۳۵، ۲۳۶، خزائن ج ۱۶ ص ۳۷۱، ۳۷۲) دیکھیں۔

☆..... اب ہوتا کیا ہے کہ مرزا قادیانی کی پہلی بیوی (مجھے دی ماں) اور ان کے بطن سے پیدا ہونے والے مرزا قادیانی کے حقیقی دونوں بیٹوں (مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد) نے مرزا قادیانی کو قبول نہیں کیا اور ان پر ایمان نہیں لائے اور مرزا قادیانی کی یہ بیگم ان کی ماموں کی لڑکی تھیں اور ان کی والدہ کی بیٹی اور ان کے تانا کی بیٹی اور پردادا کی پڑنواسی تھیں۔ اب اس حساب سے مرزا قادیانی کے اپنے ارشاد کے مطابق وہ کیا ہوئیں اور مرزا قادیانی کے بیٹے کیا ہوئے اور مرزا ان رشتوں کے حساب سے خود کیا ہوئے؟ ہم جماعت کے علماء کے کہے ہوئے معنی بھی لیں تو کم از کم مرزا قادیانی ان کے اہل و عیال برے یا بدکار لوگوں کی اولاد ہیں۔ برے اور بدکار تو

دلی بھی نہیں ہو سکتے کجانبوت کے دعویدار نہیں!

☆..... دوسری جگہ فرماتے ہیں ”دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کیتوں سے بڑھ گئی ہیں۔“ (مجم الہدی ص ۱۰، خزائن ج ۱۳ ص ۵۳)

مرزا قادیانی نے اپنے لٹریچر میں جگہ جگہ اپنے خاندان اور چچا زاد بھائیوں کو اپنا دشمن قرار دیا ہے اور یہ بھی لکھتے ہیں کہ کیا میرا کنبہ، کیا میرے عزیز و اقارب مجھے میرے دعوؤں میں مکار خیال کرتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ تمام کنبہ اور رشتہ دار دشمن ہیں۔ اب جس کے اپنے خاندان میں سب کے سب بیابانوں کے خنزیر ہوں اور عورتیں کیتوں سے بڑھی ہوں۔ اس خاندان سے ایک خود ساختہ جعلی نبی کی جدی مناسب ہی ہو سکتی ہے کسی نبی اللہ کی نہیں؟

☆..... مزید جب آئینہ کمالات اسلام میں فرماتے ہیں کہ ان کتابوں کو سب مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتے ہیں اور ان کے حقائق و معارف سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور زنا کار عورتوں کی اولاد کے سوا سب لوگ مجھے قبول کرتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ اس مجہول شخص کے نزدیک سوائے اس کے ماننے والے کے سب حرام زادے ہوئے اور یہ گالی حرامی یا حرام زادہ یا ولد الحرام تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کی الہامی و خاندانی گالی ہے اور ان کی کتابوں میں جگہ جگہ تکھری پڑی ہے۔

☆..... ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ ”یک خطا، دو خطا، سوئم مادر بخلا۔ یعنی جو تیسری مرتبہ بھی خطا کرتا ہے اس کی ماں زنا کار ہوتی ہے۔“ (انوار الاسلام ص ۳۱، خزائن ج ۹ ص ۳۲)

اور خاص بات یہ ہے کہ پہلے دو ایڈیشنوں میں اسی طرح لکھا ہے جس طرح ہم نے حوالہ دیا ہے مگر روحانی خزائن کے جدید سیٹ میں سوم مادر بخلا کے بعد کی عبارت نہیں لکھی گئی اور وہ جگہ خالی چھوڑی ہوئی ہے۔ اوپر سے کس دیدہ دلیری اور ڈھٹائی سے جماعت احمدیہ کا یہ دعویٰ کہ ہم مرزا قادیانی کی کتابوں میں تحریف نہیں کرتے۔

ہم عصر علماء کے بارے میں نادر خیالات

مرزا قادیانی کے اپنے ہم عصر علماء اور دوسروں کے بارے میں کچھ مزید نادر خیالات سے مستفید ہوں۔ لیکن اس سے قبل مرزا قادیانی کا یہ ارشاد بھی ذہن میں رکھیں۔

☆..... فرماتے ہیں: ”فیوض و برکات کا چشمہ علماء ہوتے ہیں جن کے ذریعہ سے عام مخلوق ہدایت پاتی ہے۔“ (ملفوظات ج ۶ ص ۳۲۸، حاشیہ)

اب نادر خیالات کو بھی دیکھ لیجئے اور مت بھولئے کہ مرزا قادیانی نے کبھی دشنام دینی کا کوئی لفظ استعمال نہیں کیا۔

☆..... ”جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔“

(نزل اسحٰس ص ۳، خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۲ حاشیہ)

☆..... ”اور لعیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون ہے لمبیوں کا نطفہ۔ بدگو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو طمع کر کے دکھلانے والا منحوس ہے جس کا نام جابلوں نے سعد اللہ رکھا ہے۔“

(تہذیب حقیقت البوح ص ۱۲، خزائن ج ۲۲ ص ۴۴۵)

☆..... ”یہاں پوری قوم کو رگڑ رہے ہیں۔“ مگر یہ نابکار قوم حیا اور شرم کی طرف رخ نہیں کرتی۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۸)

☆..... ”اے عورتوں کی عار ثناء اللہ۔“

(اعجاز احمدی ص ۸۳، خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۶)

☆..... ”اے جنگلوں کے غول تجھ پر ویل“ (اعجاز احمدی ص ۸۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۹۳) لگتا ہے کہسروں کی صحبت میں بھی رہے ہیں جو ویل اکٹھی کرنے پر آگئے ہیں؟

☆..... ”اس جگہ فرعون سے مراد شیخ محمد حسین بنالوی ہے اور ہامان سے مراد نو مسلم سعد اللہ ہے۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۶، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۰)

☆..... ”آخر میں ہم شیطان الاعمے والغول الاغوی یقال له رشید الجن جوہی

وہوشقی کالا مروہی و من الملعونین۔“

(انجام آتھم ص ۲۵۲، خزائن ج ۱۱ ص ۲۵۲)

ترجمہ: ”ان میں سے آخری شخص وہ اندھا شیطان اور بہت گمراہ دیو ہے جس کو رشید گنگوہی کہتے ہیں اور وہ امروہی (مولانا احمد حسن امروہی۔ ناقل) کی طرح شقی اور ملعونوں میں سے ہے۔“

☆..... ”پس اے بد ذات خبیث دشمن اللہ رسول کے۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۰، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۳)

☆..... مشہور شیعہ بزرگ و عالم جناب علی حارثی کے بارے میں فرماتے ہیں: ”اور جب

میں نے علی حارثی جو جاہل تر ہے، دیکھا تو کہا۔“

(اعجاز احمدی ص ۷۴، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۶)

☆..... ”اے بد ذات فرقہ مولویاں.....“

(انجام آتھم ص ۲۱ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۱)

ان گالیوں پر انسان کیا تبصرہ کرے۔ گالیاں مرزا قادیانی کی ہر کتاب میں سے مل

جائیں گی جن سے مرزا قادیانی کی ذہنی کیفیت آشکار ہوتی ہے۔

☆..... کیا یہ دشنام دہی نہیں؟؟

☆..... کیا یہ منہ سے جھاگ نکلنا، آنکھیں نیلی نیلی ہونا نہیں؟

☆..... کیا یہ قرآن کریم کی آیت اور اخلاق کے مطابق عمل ہے جس کا ذکر اوپر کے حوالوں میں کر چکے ہیں؟

قادیانی دوستو! ہمیں پتہ ہے کہ پہلا جواب تم لوگوں کا یہ ہوگا کہ علماء نے پہلے گالیاں نکالی ہیں۔ اگر مان بھی لیں! تو علماء اور داعی نبوت کے درمیان زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ علماء غلطی کر سکتے ہیں مگر نبی نہیں۔ ایک شرارتی بچہ تمہیں گالی نکالے یا پتھر مارے تو کیا تم بھی اسے بڑھ کر گالی نکالو گے اور اس کے سر پر اینٹ مارو گے؟ یا پھر سوچو گے کہ وہ تو بچہ ہے میں بڑا ہوں۔ درگزر کروں یا کم از کم سمجھانے کے لئے احسن راستہ اختیار کروں؟ ایک عالم اور نبی کے درمیان بھی بچے اور بالغ والا فرق ہی ہوتا ہے۔

☆..... حدیث شریف میں آیا ہے: ”حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے رسول کریمؐ نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس کا قتل کرنا کفر ہے۔“

(بخاری ج ۱ ص ۱۲ باب خوف المؤمن ان یحمله مسلم ج ۱ ص ۵۸ باب قول النبی ﷺ سباب المسلم فسوق وقولہ کفر) اب حدیث کی روشنی میں مرزا قادیانی کیا ہوئے؟ کیا ایک شخص جو رسول کریم ﷺ کے جانشین ہونے کا دعویٰ اور اس کا یہی طور طریقہ ہونا چاہتے؟

انگریز عدالتیں

لیکن ایک دو حوالے انگریزوں کی عدالتوں کے شاید آپ کے لئے دلچسپی کا باعث ہوں۔ وہ انگریز جس کی کاسہ لیس میں مرزا قادیانی نے انتہاء کر دی۔ بلکہ انتہاء کے بھی ریکارڈ توڑ دیئے اور خوشامد میں ذلت کی پستیوں تک پہنچے ہیں اور اپنی اس ہستی کی وجہ انگریزوں کی دیانت اور انصاف کے قصے بیان کئے۔

☆..... اس انگریز کی عدالت جس کے مجسٹریٹ کو مرزا قادیانی نے اس کے انصاف کی وجہ سے حضرت مسیح والے بے انصاف جج پیلاطوس کے بالمقابل اس زمانے کا انصاف کرنے والا پیلاطوس قرار دیا ہے! مرزا قادیانی کے بارے میں وہ کیا کہتا ہے؟ ”غلام احمد قادیانی کو بذریعہ تحریری نوٹس کے جس کو انہوں نے خود پڑھ لیا اور اس پر دستخط کر دیئے ہیں۔ باضابطہ طور پر متنبہ کرتے ہیں کہ ان منطوبہ دستاویزات سے جو شہادت میں پیش ہوئی ہیں۔ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے اشتعال اور غصہ دلانے والے رسالے شائع کئے ہیں۔ جن سے ان لوگوں کی ایذا مقصود ہے جن کے مذہبی خیالات اس کے مذہبی خیالات سے مختلف ہیں۔ جو اثر اس کی باتوں سے اس کے بے علم مریدوں پر ہوگا اس کی ذمہ داری انہی پر ہوگی اور ہم متنبہ کرتے ہیں کہ جب تک وہ زیادہ میانہ روی کا مظاہرہ نہیں کریں

گے وہ قانون کی رو سے بچ نہیں سکتے۔ بلکہ اس کی زد کے اندر آ جاتے ہیں۔ دستخط ایم ڈکلس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور ۲۳ اگست ۱۸۹۷ء۔ یعنی کہ یہاں صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی اشتعال پھیلانے والی تحریریں شائع کرتے ہیں اور ان کے پیش نظر دوسروں کی ایذا رسانی ہوتی ہے۔ اب مجھے قادیانی دوستو بتاؤ کہ نبی اشتعال پیدا کرنے آتا ہے یا امن پیدا کرنے؟ نبی ایذا رسانی کے لئے آتا ہے یا عافیت دینے کے لئے؟ اور کیا نبی کی یہی اخلاقی حالت ہوتی ہے کہ اس کو عدالت سزا کا خوف دلا کر دوسروں کی ایذا رسانی سے باز رکھنے کی کوشش کرے؟

☆..... ایک دوسری عدالت (ڈپٹی کمشنر جے ایم ڈوٹی کی عدالت) میں ایک اقرار نامہ لکھا۔ اس اقرار نامہ کی ایک شرط یہ بھی تھی کہ: ”مرزا قادیانی آئندہ مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کو بطالوی نہیں لکھیں گے اور وہ (مولوی بٹالوی صاحب) قادیان کو کادیان نہیں لکھے گا۔“ خدا کے لئے سوچو کہ کیا ایک نبی اتنا گر سکتا ہے کہ بچوں کی طرح نام بگاڑتا پھرے اور پھر عدالت کے حکم پر باز آئے؟

☆..... کیا پھر عدالتوں کے احکام کے باوجود دشنام ترازیوں سے کنارہ کشی کر لی؟ ہم دیکھتے ہیں کہ ۱۹۰۴ء میں پھر تیسری مرتبہ عدالت نے مرزا قادیانی کو وارنٹک دی اور پہلی دونوں عدالتوں کا اپنے فیصلہ میں حوالہ دیا۔

ڈھٹائی کا عالم

یہ اس نبی کا حال ہے جس کا دعویٰ ہے کہ: ”ان (علماء۔ ناقل) نے مجھے ہر طرح کی گالیاں دیں مگر میں نے ان کو جواب نہیں دیا۔“ (مواہب الرحمن ص ۱۸، خزائن ص ۲۳۶، ج ۱۹)

اگر ابھی جواب نہیں دیا تو یہ حال ہے اور اگر جواب دیتے تو پتہ نہیں کیا کرتے؟

فہرست

قادیانی جماعت کے مربیوں نے (یہودیوں کے ربی ہیں دراصل۔ اور یہ ہم اختصار ہے مہاکامہاربی مطلب یہ نکلا مربی کا۔ بڑے یہودی مولوی) ایک فہرست مرتب کی ہوئی ہے کہ یہ گالیاں قرآن شریف میں ہیں یا نبی کریم ﷺ نے استعمال کیں۔ (معاذ اللہ)

☆..... یہاں سوال یہ نہیں ہے کہ قرآن شریف میں گالیاں ہیں۔ قرآن شریف اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ کسی انسان کی نہیں جس سے جواب طلب کریں۔ مرزا قادیانی کا ایک شجر ہے کہ

تیرا صحیفہ چوموں
قرآن کے گرد گھوموں

کہ کعبہ میرا بھی ہے

(قادیان کے آریہ اور ہم ۵۹، خزانہ ج ۲۰ ص ۲۵۷)

اس شعر میں جو دوسرے مغالطے ہیں ان پر اس وقت بات نہیں ہو رہی۔ بلکہ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ گالیوں والی کتاب کو مرزا قادیانی چوم رہے ہیں اور اس کو کعبہ بنا کر گھوم رہے ہیں۔ برکت کے لئے یا گالیاں سیکھنے کے لئے؟ اگر برکت کے لئے تو قرآن کریم میں کوئی گالی نہیں اور یہ قادیانیوں کا قرآن پاک پر جھوٹا الزام اور ناپاک جسارت ہے۔ لیکن اگر قادیانی اس بات پر قائم ہیں کہ قرآن کریم میں گالیاں ہیں تو مرزا کا گالیوں کو کعبہ بنانا کیا پیغام دیتا ہے کہ یہ نبی قادیانی کا ایک نام نبی گالیانی ہے۔

☆..... یہاں سوال یہ بھی نہیں کہ رسول کریم ﷺ نے گالیاں دی ہیں یا نہیں۔ لیکن قادیانیوں نے اس کو اٹھایا ہے۔ ایک طرف تو رسول کریم ﷺ کو اپنا آقا قرار دیتے ہیں یہ قادیانی حضرات۔ اگر واقعی رسول کریم ﷺ ان کے آقا ہیں تو ان کے اوپر ایک بے بنیاد اعتراض ہمارے سامنے کیوں؟ قادیانیوں کے نزدیک ہم رسول کریم ﷺ کے منکر ہیں۔ تو کیا کوئی غیرت مند غلام اپنے آقا کے منکروں کے سامنے جاکر، غیرت مند اولاد اپنے باپ کے منکروں کے آگے جاکر، اپنے آقا یا باپ کی بدخوئی کرتے ہیں؟ کیا اپنے باپ کے منکروں کو بتاتے ہیں کہ اے منکر و! ہمارے باپ کا کام گالیاں دینا ہے؟ نف ہے تم پر ایسے جواب دینے والے بے غیر تو!۔ اچھے باپ اور آقا کی عزت بنانے کے عہدیدار ہو؟ اگر یہ بات نہیں تو تمہارا دعویٰ حب رسول غلط ہے اور تم مرزا قادیانی کے چیلے ہو جو کہ دشمن ایمان، دشمن قرآن ہیں۔

☆..... مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو نعوذ باللہ محمد کی دوسری بعثت قرار دیا ہے۔ یہ جواب دو کہ بعثت نعوذ باللہ گالیوں والے محمد کی ہے یا نبیوں کے سردار رسول کریم ﷺ کی دوسری بعثت ہے؟ دوسری بعثت کا نظریہ ایک بہت بڑا جھوٹ اور مرزا قادیانی کا فراڈ ہے۔ لیکن یہ موقع اس پر بحث کا نہیں صرف مرزا قادیانی کے بیان پر سوال ہے۔ اگر تو محمد ﷺ والی بعثت مراد ہے تو تمہارا گالیوں والا الزام بے بنیاد، بہتان، جھوٹ، خباثت کی بدترین قسم ہے اور اگر وہ مراد نہیں تو پھر گالیوں والے محمد کے جبر و کار یا بعثت ثانیہ، ثلاثہ، چہارم وغیرہ ہیں تو جائز ہے کہ مرزا قادیانی ساری عمر گالیاں دیتے رہے اور اس طرح اپنے کلیجے کو شہدا کرتے رہے۔

☆..... قادیانی مرید اور ان کے پیچھے بھڑکی طرح بغیر سوچے سمجھے چلنے والوں اصل بات یہ ہے کہ ☆..... قرآن کریم نے یا نبی کریم ﷺ نے اگر کوئی اور کہیں سخت الفاظ استعمال کئے ہیں تو

ایک کسی خصلت کو ظاہر کرنے کے لئے۔

☆..... دوسرے ایک یا دو الفاظ ایک وقت میں نہ کہ ایک ہی سانس میں دس دس بیس گالیاں۔

☆..... اور تیسرے کسی کا خاص نام لے کر نہیں بلکہ عمومی رنگ میں۔

☆..... اور چوتھے کسی ذاتی رنجش اور دکھ کے جواب میں گالی نہیں دی۔ بلکہ جو لوگ رسول اکرم ﷺ کو بے اعتدال دکھ دیتے رہے وہ ان کے لئے بھی رحمت کی دعا کرتے رہے۔

اصل سوال اس مضمون کا یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ امام الزمان ہیں۔ بطور امام الزمان کے وہ گالی کا جواب نہیں دے سکتے۔ کجایہ کے خود کسی کو گالی دیں اور ان کا دعویٰ بھی ہے کہ انہوں نے کبھی دشنام دہی نہیں کی اور نہ ہی جواب میں کسی کو گالی دی۔ کیا مرزا قادیانی نے ابتداءً یا جواب میں ہی سہی، گالیاں لگالی ہیں یا نہیں؟

☆..... قد مکرر کے طور پر اور بطور یاد دہانی پھر مرزا قادیانی کے الفاظ میں ہی عرض کرتے ہیں: ”قوت اخلاق۔ چونکہ اماموں کو طرح طرح کے ادبашوں اور سفلوں اور بد زبان لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ اس لئے ان میں اعلیٰ درجہ کی اخلاقی قوت کا ہونا ضروری ہے تاکہ ان میں طیش نفس اور مجنونانہ جوش پیدا نہ ہو اور لوگ ان کے فیض سے محروم نہ رہیں۔ یہ بات نہایت قابل شرم ہے کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر پھر اخلاق رذیلہ میں گرفتار ہو اور ذرہ شہت بات کا ذرا بھی متحمل نہ ہو سکے اور جو امام زمان کہلا کر ایسی کچھ طبیعت کا آدمی ہو کہ ادنیٰ بات پر منہ میں جھاگ آتا ہو۔ آنکھیں نیلی چلی پڑ جاتی ہوں وہ کسی طرح بھی امام زمان نہیں ہو سکتا۔ لہذا اس پر آیت انک لعلی خلق عظیم کا پورے طور پر صادق آجانا ضروری ہے۔“ (ضرورت الامام ص ۶، جزائن ج ۱۳ ص ۴۷۸)

اس سے قبل دیئے گئے حوالہ جات ثابت کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی اپنے فترے اور دیئے گئے معیار کی رو سے امام الزمان نہیں ہیں۔ جو لوگ اس کردار و اقرار اور ثبوت کی موجودگی میں ان کو امام الزمان سمجھتے ہیں تو ہم صرف ان سے یہی درخواست کریں گے کہ: ”افلتدبرون (القرآن)“ پس تم کیوں غور نہیں کرتے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کیسے عکس رسول ﷺ ہونے کے وعیدار ہیں؟ کیسے محمد ثانی ہونے کے مدعی ہیں (نمود باللہ)؟ کہ ذرا ذرا سی بات پر آپ سے باہر ہو کر بھٹیاریوں کی طرح نہ صرف شخصیتوں کو بلکہ اس علاقے کی زمین کو بھی تاقیامت تلخون قرار دے رہے ہیں؟

☆..... جس کے بروز ہونے کا عمل ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں وہ تو رحمت تھے۔ وہ تو رحمت

للعالمین تھے۔ ان پر راستے سے گزرتے ہوئے گند پھینکنے والی ایک دن موجود نہ تھی۔ اس کو بجائے برا بھلا کہنے کے اس کا حال پوچھنے چلے گئے اور یہاں مرزا قادیانی کا لیاں نکال رہے ہیں۔ جواب دے رہے ہیں۔ آئندہ بھی گالیوں سے فقا کرنے کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ دوسرے مذاہب کے ساتھ جو سلوک مرزا قادیانی نے کیا ہے اس کے نتیجے میں بعض بد نصیب آریوں اور ہندوؤں، عیسائیوں نے جو گند اچھالا ہے اور اچھال رہے ہیں وہ دنیا بھر کے مسلمان بھگت رہے ہیں کہ قادیانی جماعت کا اسلام سے تعلق نہ ہونے کے باوجود اپنا مسلمان ہونے کا پروپیگنڈہ کرنا ہے اور دوسرے مذاہب کے لوگ لاعلمی کی وجہ سے زندیقوں کو مسلمان سمجھ لیتے ہیں۔

☆..... اگر مرزا قادیانی مسلمان ہیں تو اسلام کے اندر کسی نئے نبی و رسول کی محجاش نہیں۔ اس لئے مرزا قادیانی کے دعوے غلط ہیں۔ یا وہ مسلمان نہیں۔ لیکن اگر چند لمحے کو مرزا قادیانی کو نبی ہی سمجھ لیں تو کیا یہ رویہ ایک نبی کا، نبیوں کے مثل کا، رسول کریم کی پیشگوئیوں کے مصداق کا، ان کے ظل و عکس کا ہو سکتا ہے یا ہونا چاہئے؟؟ مرزا قادیانی نے دوسرے مذاہب اور ان کی کتابوں، خداؤں، نبیوں کے بارے میں جو خامہ فرسائیاں کی ہیں وہ ایک الگ اور تفصیلی باب بلکہ کتاب کا متقاضی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو آئندہ کسی دوسرے مضمون میں۔

چھوٹی سی مثال

صرف ایک چھوٹی سی مثال بطور جھلک کہ مرزا قادیانی کے دوسرے مذاہب پر اعتراضات کیسے ہیں؟ کیا علمی اعتراضات ہیں یا محض اعتراض کے نام پر اپنے خبث کا اظہار کر رہے ہیں؟ دوسرے مذاہب کے ساتھ مرزا قادیانی کے رویہ کے بارے میں ارادہ ہے مضمون لکھنے کا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی۔

☆..... مرزا قادیانی آریوں کے خدا کے متعلق کہتے ہیں: ”آریوں کا پر میشر ناف سے دس انگل نیچے ہوتا ہے۔ سمجھنے والے سمجھ جائیں۔“ (چشمہ معرفت ص ۱۰۴، انوار ج ۲۳ ص ۱۱۴)

مرزا قادیانی کے دماغ کی رسائی یہاں تک ہی تھی کہ کتاب کا نام چشمہ معرفت ہے اور اس میں اس بات پر زور ہے ”ناف سے دس انگل نیچے کا۔“ کیا مرزا قادیانی کا چشمہ معرفت ناف سے دس انگل نیچے تھا؟ کیا یہ کوئی علمی اعتراض ہے یا مرزا قادیانی کے (اپنے اعتراضی بیان کے مطابق) لن کو چڑھوین، بکھریوں سے) ذاتی تجربہ کے نتیجے میں پیدا ہونے والا اعتراض ہے؟

ناوک نے تیرے

مرزا قادیانی کا حال بقول شاعر یہی ہے کہ: ”ناوک نے تیرے کوئی صید نہ چھوڑا

زمانے میں۔“ مرزا قادیانی کے کلام کے صرف چند نمونے ہی پیش کئے گئے ہیں۔

☆..... کیا ایک نبی اللہ دوسرے مذاہب والوں کو اخلاقی طور پر اتنا کر بھی نشانہ بنا سکتا ہے؟
قادیانی عزیزوں اور دوستوں سے میں سوال کرتا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے معیار پر پورے اترتے ہیں یا نہیں؟ ہر شریف اور انصاف پسند ایماندار آدمی کا جواب ہوگا کہ:
☆..... یقیناً نہیں، یقیناً نہیں، یقیناً نہیں۔

☆..... کیا یہ اس اخلاق اور کیریکٹر کے ساتھ جو کہ ہم سطور بالا میں بمعہ ثبوت پیش کر چکے ہیں، اس مقام پر قانع ہو سکتے ہیں جس کا ان کو دعویٰ ہے؟

☆..... کیا یہی امام الزماں ہیں جن کی خبر سب نبیوں نے دی تھی؟

☆..... اگر تو اخلاق سے عاری امام الزماں کی بات یا خبر تھی تو پھر ان ہی کے لئے تھی۔

☆..... لیکن اگر مقرب خدا کی خبر تھی تو ایک بار پھر دل پر ہاتھ رکھ کر جواب دو کہ کیا مرزا غلام احمد کا کیریکٹر اور مرزا کے اپنے ہی بتائے ہوئے معیار کے مطابق بھی ایک امام الزماں کا ہی کیریکٹر ہے؟

☆..... کیلئے نبی اللہ، مہدی، مسیح، مجدد کسی سمجھ دار آدمی کا بھی کیریکٹر گالیوں کی مشین گن چلانے کا ہوتا ہے؟

☆..... اور اوپر سے یہ تعلیٰ کہ: ”خدا وہ ہے کہ جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔“ (اربعین نمبر ۳۶، خزائن ج ۷ ص ۳۶)

کیا اللہ تعالیٰ نے انسان کو گالیاں دینے، غلط کام کرنے اور پھر نہایت بے شرمی اور ڈھٹائی کے ساتھ اس کا انکار کرنے کی تہذیب دے کر اپنے مقررین کو بھیجتا رہا ہے؟ اگر آپ باضمیر ہیں تو آپ کو یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ مرزا قادیانی کے کیریکٹر والے بندے نہ تو خدا کے مقرب ہو سکتے ہیں اور نہ ہی امام زمان اور نہ ہی شریف آدمی!

☆..... ان خود ساختہ رسول صاحب کے تہذیب و اخلاق کے نمونے آپ نے دیکھ ہی لئے ہیں اور ایسے نمونے ان کی تمام کتابوں میں کافی زیادہ موجود ہیں۔ مزید کیا کہوں؟ بہتر یہی ہے کہ میں مرزا قادیانی کے ہی ایک شعر پر اس باب کو یہاں بند کرتا ہوں

بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بد زبان ہے

جس دل میں یہ نجاست بیت الخلاء بھی ہے

(قادیان کے آریہ اور ہم ص ۶۱، خزائن ج ۲۰، ص ۳۵۸)

(۶) چھوڑ دو تم

(شیخ راحیل احمد - جرمنی)

مذہب اسلام میں احکامات اور ان کی تشریح کے لئے قرآن کریم کے بعد کتب احادیث کی اہمیت سے مسلمان تو کیا کافروں کو بھی انکار نہیں اور اس دور کے خود ساختہ نبی مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اس موقف سے اتفاق کرتے ہوئے ایک مرتبہ کہا کہ: ”کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو۔ جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس غبیث کو۔“

(نمبر تھم کولڈ دیس ۱۷۷، خزائن ج ۷ ص ۷۸)

مجھے ان کی یہ بات اچھی لگی۔ اسی لئے میں مجبور ہوں کہ اس بات میں ان کی تائید کروں۔ ویسے بھی یہ اس دور کی بات ہے جبکہ ابھی ڈھکے چھپے نظروں میں آئندہ کی نبوت کی تیاری ہو رہی تھی۔ مرزا قادیانی نے ختم نبوت پر جو ڈاکہ ڈالا۔ عقائد کو اپنے حملوں کا نشانہ بنایا اور اپنے آپ کو نبی قرار دے لیا۔

اس کے جواز ڈھونڈنے میں مرزا قادیانی نے (کم سے کم الفاظ میں بیان کیا جائے تو انتہائی بے شرمی کے ساتھ) نہ صرف پہلی مذہبی کتب پر بلکہ قرآن کریم پر بھی دست درازیاں کیں۔ تحریف کی، جھوٹ باندھے اور من مانے تراجم و تفاسیر کئے۔ اسی طرح اپنی خانہ ساز نبوت کو حق ثابت کرنے کے لئے مرزا قادیانی نے احادیث پر، اس کے بیان کرنے والوں پر بھی اپنی چیرہ دستیوں کا ہاتھ دراز کیا۔ چاہا تو کسی امام کے قول کو حدیث قرار دے دیا۔ چاہا تو ایک بار حدیث کو بے سند قرار دے کر، پیسہ اکٹھا کرنے کے لئے پھر اسی کو پیشگوئی قرار دے دیا اور جس حدیث کو انہوں نے چاہا رد کیا۔ چاہے وہ ثقہ ترین احادیث میں سے ہو اور جس حدیث کو چاہا بطور دلیل پیش کر دیا چاہے وہ کتنی ضعیف ہی کیوں نہ ہو اور اس حدیث کے ضعیف ہونے کے کتنے ہی زبردست شواہد ہوں۔

جیسا کہ لکھتے ہیں: ”تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں۔ جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے محارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔“

(اعجاز احمدی ص ۳۰، خزائن ج ۷ ص ۱۹۰)

یہ تو اقرار کر رہے ہیں۔ لیکن بات صرف یہاں تک ہی نہیں رہتی۔ بلکہ کئی احادیث کے من مانے ترجمے کئے اور جو باتیں احادیث میں نہیں تھیں وہ بھی احادیث سے منسوب کر دیں اور کئی

احادیث کے مطالب کو اپنی من مانی تاویلات کے بنے ہوئے جال میں دھکیل دیا۔ بعض حدیثوں کو بیان کرتے ہوئے دانستہ بہت سی باتوں کو چھوڑ گئے اور کچھ کو اس طرح بیان کیا کہ ایک دوسرے حدیث بیان کی اور اس کے ساتھ اپنا تبصرہ اس طرح گڈ مڈ کیا کہ اس طرح ان کو اپنے من مانے معنی پہنچائے اور ان کو پیش کر دیا کہ باقی کی حدیث کو گول کر گئے۔ غرضیکہ جو بھی ایک جھوٹا مدعی نبوت، قرآن حدیث اور سنت کے ساتھ کر سکتا ہے۔ نہ صرف مرزا قادیانی نے بے دریغ کیا۔ بلکہ آج تک کے آئمہ تلمیذ میں وہ اس باب میں بھی ان تمام جھوٹے نبیوں کے سرخیل ثابت ہوئے۔ بلکہ خاتم الامم تلمیذ ہوئے۔ مرزا قادیانی کی احادیث کی چیرہ دستیوں تو بہت ہیں مگر خاکسار صرف چند ایک مثالوں پر ہی قناعت کرے گا۔ کیونکہ مقصد اس بات کی طرف توجہ دلانا ہے کہ جب انسان اپنی ذات کو جھوٹے نبی کی ذات میں ڈھال لیتا ہے تو کہاں تک جھوٹ کی نجاست میں منہ مارتا ہے اور جھوٹ کے طومار سے خشک پتوں کے ڈھیروں کی طرح کئی کئی ڈھیر لگا دیتا ہے۔ لیکن سچائی کے ایک جھوٹے سے ہی یہ ڈھیر اڑنے لگتے ہیں اور جھوٹ کی لاش کو ننگا کر دیتے ہیں۔ اس طرح انسانوں کا سچائی پر یقین اور پختہ ہوتا ہے۔ لیکن اگر مرزا قادیانی کی ہر ایک چیرہ دستی کا تفصیلی جائزہ لیا جائے تو میرے خیال میں کئی ایک ضخیم کتابیں بھی ناکافی ہوں گی۔ اس لئے اس آرنیکل کو دیک میں سے چاول کے ایک دانے کے طور پر ہی قبول کریں۔

احادیث کے بارے میں مرزا قادیانی کی مختلف آراء

شروع شروع میں جب مرزا قادیانی اپنی مذہبی کہنی کی مشہوری کر رہے تھے۔ تاکہ نبوت کے آئندہ مہموبوں کی راہ ہموار ہو جائے۔ کیونکہ اس وقت مرزا قادیانی کو بعض نامور اہل حدیث علماء کا تعاون بھی حاصل تھا اور یہ تعاون رہنے کی امید بھی تھی۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ بعد میں ان کے ہدایتکاروں نے مرزا قادیانی اور اہل حدیث کے بعض ناموروں کو نو ر کشتی میں لگا دیا۔ اس وقت مرزا قادیانی کا اسلام کے مطابق تسلیم شدہ اصول

☆..... ”حدیثوں کا وہ دوسرا حصہ جو تعالٰیٰ..... کے سلسلہ میں آگیا اور کروڑ ہا مخلوقات ابتداء سے اس پر اپنے عملی طریق سے محافظ اور قائم چلی آئی ہے۔ اس کو ظنی اور کھلی کیوں کر کہا جائے؟ ایک دنیا کا مسلسل تعالٰیٰ جو بیٹوں سے باپوں تک اور باپوں سے دادوں تک اور دادوں سے پڑدادوں تک بدیہہ طور پر مشہور ہو گیا اور اپنے اصل مبداء تک اس کے آثار اور انوار نظر آ گئے۔ اس میں تو ایک ذرہ مبالغہائش نہیں رہ سکتی اور بغیر اس کے انسانوں کو کچھ نہیں بن پڑتا کہ ایسے مسلسل عمل در آمد کو اول درجے کے یقینات میں سے یقین کرے۔ پھر جبکہ آئمہ حدیث نے اس

سلسلہ تعامل کے ساتھ ایک اور سلسلہ قائم کیا اور امور تعالیٰ کا اسناد، راستہ گواہ اور متدین راویوں کے ذریعہ حضرت محمد ﷺ تک پہنچا دیا تو پھر بھی اس پر جرح کرنا درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو بصیرت ایمانی اور عقل انسانی کا کچھ بھی حصہ نہیں ملا۔“ (شہادت القرآن ص ۸، خزائن ج ۶ ص ۳۰۴)

☆..... اور دوسری جگہ اپنے مریدوں کو تلقین کرتے ہوئے کہتے ہیں: ”یاد رکھو کہ جو شخص احادیث کو ردی کی طرح پھینک دیتا ہے وہ ہرگز ہرگز مومن نہیں ہو سکتا کیونکہ اسلام کا ایک بہت بڑا حصہ ایسا ہے جو بغیر مداحادیت اور ارہ جاتا ہے۔ جو کہتا ہے کہ مجھے احادیث کی ضرورت نہیں وہ ہرگز مومن نہیں ہو سکتا۔ اسے ایک دن قرآن کو بھی چھوڑنا پڑے گا۔“ (ملفوظات ج ۱ ص ۲۶۵)

☆..... اس موقف کے بعد مرزا قادیانی اور ان کی جماعت اب مسیح اور مہدی والی حدیثوں کی تاویلیں اور جرح حتیٰ کہ انکار کیوں کرتی ہے؟ کیا اس لئے کہ اس کے بغیر خود ساختہ نبوت کا کوئی راستہ نظر نہ آیا؟ اب مرزا قادیانی اپنے مقاصد کی طرف قدم بڑھاتے ہیں۔ اوپر دیے گئے دونوں حوالوں کو ذہن میں رکھیں اور پھر دیکھیں کہ کتنی فنکاری سے احادیث کو قرآن کریم کا مقابل قرار دے کر احادیث کے وجود کے بارے میں سوال کھڑے کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

☆..... مرزا قادیانی نے ایک اور آسان نسخہ ڈھونڈا کہ ان کے دعوے چونکہ خروج و جال اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کی علامات و آثار نہایت تفصیل کے ساتھ احادیث میں موجود ہیں اور ان کے پاس ان سے بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں۔ یا پھر مسلمانوں کی نظر میں منکر حدیث نہیں۔ اس سے بچنے کے لئے مرزا قادیانی کے ذہن نے اس کا حل تو یہ ڈھونڈ لیا کہ قرآن اور احادیث کے تعلق کو فنکاری کے ساتھ ایک دوسرے کے مقابل لا کر احادیث کی ضرورت اور عدم ضرورت کے سوالات پیدا کئے جائیں۔ میری اس بات کی تصدیق مرزا قادیانی کے یہ اقوال کر رہے ہیں۔

☆..... ”کیا آنحضرت ﷺ کی ان لوگوں کو وصیت تھی کہ میرے بعد بخاری کو ماننا؟ بلکہ آنحضرت ﷺ کی وصیت تو یہ تھی کہ کتاب اللہ کافی ہے۔ ہم قرآن کے بارے میں پوچھے جائیں گے نہ کہ زید اور بکر کے جمع کردہ سرمایہ کے بارے میں۔ یہ سوال ہم سے نہ ہوگا کہ تم صحاح ستہ وغیرہ پر ایمان کیوں نہ لائے۔ پوچھا تو یہ جائے گا کہ قرآن پر ایمان کیوں نہ لائے۔“

(ملفوظات ج ۳ ص ۱۵۱)

☆..... یہ بات کر کے سب سے پہلے نمبر پر تو مرزا قادیانی اپنے ہی اس قول کے مصداق بننے لگے۔

کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو

(ضمیمہ فقہ کلذویہ ص ۲۷، خزائن ج ۱ ص ۷۸)

☆..... دوسرے نمبر پر رسول کریم ﷺ کو کیسے پتہ ہو سکتا تھا کہ ان کے بعد امام بخاری، امام مسلم اور دوسرے امام ان احادیث کو اکٹھے کریں گے۔ اس سوال کا جواب کہ احادیث رسول ﷺ پر ایمان لانا ضروری ہے یا نہیں؟ خود قرآن کریم دے رہا ہے۔

☆..... کہئے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرے پیچھے چلو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا۔

(آل عمران ع ۴)

اس آیت میں رسول کریم ﷺ کے پیچھے چلنے کا کیا مطلب ہے۔ کیا کوئی بقائمی حوش و حواس کہہ سکتا ہے کہ پیچھے چلنے کا مطلب صرف قرآنی آیات ہیں؟ اور کیا ان کے اقوال اور عمل بھی شامل ہیں یا نہیں؟

☆..... پھر اس قرآنی آیت کا کیا جواب دیں گے: ”اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس واسطے کہ اس کے حکم پر چلا جائے اللہ کے فرمان سے۔“ (نساء ع ۹)

☆..... اور اسی قبیل کی ایک اور آیت: ”اور ہم نے بنایا ان کو امام و پیشوا، وہ ہدایت و رہنمائی کرتے تھے ہمارے حکم سے۔“ (انبیاء ع ۵) ان دونوں آیات سے واضح ہو رہا ہے کہ قرآنی احکام کے ساتھ جو رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے اس کی پابندی کرنی بھی لازمی ہے اور اقوال کریمانہ ہمیں صرف احادیث کے ذریعہ سے ہی ملتے ہیں۔

☆..... مرزا قادیانی اور ان کی قبیل کے بعض افراد یہ کہتے ہیں کہ قرآن مقدم ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن مقدم ہے اور کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی حدیث رسول ﷺ قرآن کے خلاف ہو جبکہ حدیثوں کی صحت اور درست ہونے کے قوائد بھی مرتب ہیں جن سے مرزا قادیانی بھی اتفاق کر چکے ہیں۔ ان قوائد کے تحت بڑی آسانی کے ساتھ صحیح اور ضعیف حدیث میں فرق واضح ہو جاتا ہے۔

☆..... اب یہ علیحدہ بات ہے کہ قرآن کریم کے معنی نہ سمجھ آئیں تو حدیث کو قرآن کے مخالف قرار دے دو چاہے کتنی ہی معتبر کیوں نہ ہو۔ یہ کیوں تحقیق نہیں کر لیتے کہ سلف صالحین اس بارے میں کیا کہتے ہیں اور اگر خود ساختہ معنی اور تفسیر کر کے حدیث پر اعتراض کرتے ہو تو پھر اپنے فتویٰ کے مطابق خبیث ہو۔ مثال کے طور پر اگر کوئی ترجمہ کرے کہ ”وانتھوا کا ترجمہ اس طرح ہے ”و“ کے مطابق خبیث ہو۔ مثال کے طور پر اگر کوئی ترجمہ کرے کہ ”تھو“ صاف ظاہر ہے کہ تھو ہے۔ اس طرح کہہ کہ صحیح کے معنی اور ہیں۔ ”ا“ کا مطلب آئے گا اور ”تھو“ صاف ظاہر ہے کہ تھو ہے۔ اس طرح کہہ کہ صحیح

معنی یہ بنتے ہیں کہ: ”اور آئے گانہو تمہارے پاس۔“ چونکہ حدیث میں ہمیں حوالہ نہیں ملتا اور قرآن مقدم ہے اس لئے فتوے آنے کے خلاف ہر قول مردود ہے اور مرزا قادیانی کے ترجمہ اور تفاسیر بھی اسی طرح کی ہیں۔

☆ آخری بات کہ امام بخاریؒ اور دوسرے امانوں نے اپنے اقوال پیش کئے ہیں یا رسول اللہ ﷺ کے؟

☆ مزید لکھتے ہیں: ”لیکن قرآن شریف ایسے احتمالات سے پاک ہے۔ آنحضرت ﷺ کی زندگی قرآن شریف تک ہی ہے۔ پھر آپ فوت ہو گئے۔ اگر یہ احادیث صحیح ہوتیں اور مداران پر ہوتا تو آنحضرت ﷺ فرما جاتے کہ میں نے حدیث جمع نہیں کیں۔ فلاں فلاں آوے گا تو جمع کرے گا تم ان کو ماننا۔“ (ملفوظات ج ۳ ص ۱۵۱)

☆ مرزا قادیانی کی اس بات کا جواب کچھ تو اوپر بھی دیا جا چکا ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کی اپنی تحریر (بطور مجدد، جس کے جبہ میں خدا ہے اور جس کو علم قرآن خدا نے سکھایا ہے اور جس کو خدا ایک لمحہ غلطی پر نہیں رہنے دیتا) جواب دے رہی ہے۔ ”حدیثوں کا وہ دوسرا حصہ جو تعامل کے سلسلہ میں آگیا اور کروڑ ہا مخلوق ابتداء سے اس پر اپنے عملی طریق سے محافظ اور قائم چلی آئی ہے۔ اس کو غلطی اور شک کیوں کر کہا جائے؟ ایک دنیا کا مسلسل تعامل جو بیٹوں سے باپوں تک اور باپوں سے دادوں تک اور دادوں سے پڑاؤں تک بدیہہ طور پر مشہور ہو گیا اور اپنے اصل مبداء تک اس کے آثار اور انوار نظر آ گئے۔ اس میں تو ایک ذرا گنجائش نہیں رہ سکتی اور بغیر اس کے انسان کو کچھ نہیں بن پڑتا کہ ایسے مسلسل عمل درآمد کو اول درجے کے یقینیات میں سے یقین کرے۔ پھر جبکہ آئمہ حدیث نے اس سلسلہ تعامل کے ساتھ ایک اور سلسلہ قائم کیا اور امور تعالیٰ کا اسناد، راست گو اور متدین راویوں کے ذریعہ آنحضرت ﷺ تک پہنچا دیا تو پھر بھی اس پر جرح کرنا درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو بصیرت ایمانی اور عقل کا کچھ بھی حصہ نہیں ملا۔“

(شہادت القرآن ص ۸، خزائن ج ۶ ص ۳۰۴)

☆ اس کے بعد ہم مرزا قادیانی کے استدلال کو قرآن کریم سے پرکھتے ہیں تو ہمیں یہ جواب ملتا ہے: ”اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس کتاب کی طرف جس کو اللہ نے نازل کیا ہے اور رسول کی طرف تو اے رسول! تو دیکھ گاکہ ان منافقوں کو کہ اعراض اور روگردانی کرتے ہیں تیری طرف سے۔“

☆..... مریدوں کو احادیث پر تنقید کرنے کا راستہ بتاتے ہوئے کہتے ہیں کہ: ”بحث کے قواعد ہمیشہ یاد رکھو۔ اول قواعد مرتب ہوں۔ پھر سوال مرتب ہوں۔ کتاب اللہ کو مقدم رکھا جائے۔ احادیث ان کے (کن کے؟) ناقل (اقرار کے بموجب خود ظلمات ہیں۔ یعنی صدق اور کذب کا ان میں احتمال ہے۔ اس کے یہ معنی ممکن ہے سچ ہوں اور ممکن ہے کہ جھوٹ ہوں۔“

(ملفوظات ج ۳ ص ۱۵۱)

☆..... ان باتوں کا جواب اس سے قبل دیا جا چکا ہے۔ لیکن اس کے باوجود جس کو مرزا قادیانی ظلمات قرار دے رہے ہیں۔ یہ بیان کرتے ہوئے نہیں سوچا کہ جب نبی کریم ﷺ نے اس دنیا کو رونق بخشی۔ صحابہ نے قرآن کریم، آپ کے اقوال، عمل غرضیکہ ہر بات کو جس طرح آپ نے پیش کیا قبول کیا۔ دل و دماغ کی گہرائیوں میں بٹھایا اور آپ کی حیات مقدسہ میں اور آپ کے بعد اس کو انتہائی دیاننداری اور شغف اور حفاظت کے ساتھ اگلی نسلوں کو منتقل کیا۔ اس کے بعد امت کے بہترین افراد کو اللہ تعالیٰ نے احادیث رسول ﷺ کی تدوین و ترتیب، تحقیق و تنقید، ترجمہ و تشریح، تعلیم کے لئے چنا اور احادیث کی تدوین تو تابعین کے دور میں شروع ہو چکی تھی اور تابعین کو براہ راست صحابہ کرام سے یہ درس منتقل ہوا تھا۔

☆..... مؤطا کا مجموعہ رسول کریم ﷺ کے اس دنیا سے رخصت ہونے کے تقریباً ایک سو بیس برس کے بعد مرتب ہوا اور اس سے اندازاً بیس برس قبل کئی اصحاب رسول ﷺ موجود تھے اور بے شمار تابعین موجود تھے۔ ان تمام حقائق کے باوجود احادیث کو ظلمات قرار دینا کس کا کام ہو سکتا ہے قارئین خود یہ فیصلہ کریں؟

☆..... ایک اور بات بھی ہے کہ مرزا قادیانی نے بخاری شریف کو بعد قرآن کے اصح الکتب قرار دیا۔ لکھتے ہیں: ”جوامع الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔“ (شہادۃ القرآن ص ۳۱، خزائن ج ۶ ص ۳۳۷) اور بخاری شریف اور مسلم شریف کو صحیحین قرار دیا ہے۔ اس کے باوجود بھی اگر احادیث رسول ﷺ کو ظلمات کہتے ہیں تو مرزا قادیانی کا ہی کہنا ہے کہ جموع نے اور منافق کے اقوال میں تضاد ہوتا ہے۔ اب ان باتوں کو سامنے رکھ کر مرزا قادیانی کو جو مرضی قرار دے لیں۔

احادیث کے متعلق ذہنوں میں شکوک

چونکہ مرزا قادیانی کو یقین تھا کہ یہ عذر کافی نہیں ہوگا۔ دوسرا طریقہ یہ اختیار کیا کہ احادیث کے ایک بہت بڑے حصہ کے متعلق شکوک ذہنوں میں ڈالنا شروع کر رہے ہیں۔

☆..... مرزا قادیانی نے ایک اور آسان نسخہ ڈھونڈ کر صحیح بخاری کی ایک حدیث کو بیان کر کے اس پر اپنا یہ نوٹ لگایا: ”بخاری جو حدیث کے فن میں ایک ناقد بصیر ہے۔ ان تمام روایات کو معتبر نہیں سمجھتا۔ یہ خیال ہرگز نہیں ہو سکتا کہ بخاری جیسے جدوجہد کرنے والے کو وہ تمام روایات رطب و یابس پہنچی ہی نہیں، بلکہ صحیح اور قرین قیاس یہی ہے کہ بخاری نے ان کو معتبر نہیں سمجھا۔ اس نے دیکھا کہ دوسری حدیثیں اپنی ظاہری صورت میں امامکم منکم کی حدیث سے معارض ہیں اور یہ حدیث غایب درج کی صحت پر پہنچ گئی ہے۔ اس لئے اس نے ان مخالف المفہوم حدیثوں کو ساقط الاعتبار سمجھ کر اپنی صحیح کو ان سے پر نہیں کیا۔“ (ازالہ اوہام ۱۳۳، خزائن ج ۳ ص ۱۷۳)

☆..... اب اگر مرزا قادیانی کی اس رطب و یابس میں چھپے ہوئے پیغام کو دیکھیں تو کس پرکاری سے قاری کے ذہن میں یہ بٹھا رہے ہیں کہ صحیح بخاری کے سوا جتنی بھی کتب احادیث ہیں۔ خواہ صحیح، خواہ مسند، سب رطب و یابس ہیں۔ دیکھیں ایک ہی تمہید سے کس فنکاری کے ساتھ رسول کریم ﷺ سے مروی ہزار ہا احادیث اور ارشادات کو رطب و یابس قرار دے دیا اور ان اماموں کی سالہا سالوں کی احادیث مبارکہ کو جمع کرنے، مدون کرنے، ان کی صحت پر تحقیق کرنے کی کاوشوں پر پانی پھیر دیا اور نیز وہ جو ہزاروں شرعی مسائل ان حدیثوں سے نکلے ہیں۔ ان کو بھی مٹھلوک کر دیا۔

☆..... اگر یہ مان لیا جائے کہ امام بخاری ہی صرف حامل علم نبوی تھے تو یہ بھی غلط ہوگا۔ دیباچہ بخاری شریف ص ۸۰ پر امام بخاری سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ مجھے ایک لاکھ صحیح حدیثیں یاد ہیں اور دو لاکھ غیر صحیح۔ بخاری شریف میں صرف دو ہزار احادیث درج ہیں۔ صرف ان پر کیسے انحصار کر سکتے ہیں جبکہ خود امام بخاری کا لہجہ بیان ایک لاکھ صحیح حدیثوں کا ہے اور اس کی ایک بڑی واضح مثال کہ حجۃ الوداع کا قصہ اور مسلم کی حدیث جو جابر سے مروی ہے۔ بخاری شریف میں نہیں ہے حالانکہ سارا عالم اسلام اس کو صحیح سمجھتا ہے اور مرزا قادیانی نے بھی اس کی صحت سے عدم اتفاق نہیں کیا۔

☆..... اور صرف اسی آخری نصیحت سے ہی علماء کرام نے تقریباً ڈیڑھ سو سے زیادہ مسائل نکالے ہیں۔ اب مرزا قادیانی تو نہیں رہے۔ ان کے سلسلے کے علماء ہی بتائیں گے کہ امام بخاری نے اس حدیث کو کیوں نہیں لیا اور ان کے نہ لکھنے کی وجہ سے کیا یہ بھی رطب و یابس ہے؟ خود ہی دیکھ لیجئے کہ کتنا غلط اصول پیش کیا مرزا قادیانی نے اور اپنی ہی تحریر کے خلاف اور اس کے علاوہ مرزا قادیانی نے کئی وضعی حدیثیں بڑی ڈھٹائی سے صحیح بخاری سے منسوب کر

دیں حالانکہ ان کا کوئی وجود نہیں۔ ویسے بھی کئی حدیثیں مرزا قادیانی نے اپنے ذہنی کارخانے میں گھڑی ہیں۔
کس طرح

اب مرزا قادیانی لوگوں کے منہ تو نہیں پکڑ سکتے تھے۔ جب علماء کرام نے اعتراض کئے تو مرزا قادیانی کی پرکاری کی انتہا دیکھئے کہ اب احادیث کو چھانٹنے کا جواز پیش کرتے ہیں۔
☆..... جب مرزا قادیانی نے حدیثوں میں بیان کردہ تفصیلات سے اختلاف کرتے ہوئے اپنے دعوؤں کے ثبوت میں کچھ حدیثوں کو لے لیا اور کچھ کو جزوی طور پر قبول کیا اور باقی احادیث سے عمل اغماض و بے تعلقی دکھائی۔ اس انماز کا جواز کیا دیتے ہیں۔ ”تمام احادیث صحیح نہیں۔ بلکہ بعض تلفیق پر مبنی ہیں اور ان میں اختلاف بہت ہے اور امت میں افتراق کا باعث احادیث ہوئی ہیں۔ انہی کی وجہ سے شافعی، حنبلی، حنفی اور شیعہ فرقے بنے ہیں اور مولف امت سے اختلاف کو مٹانے اور قرآن کو قبلہ (کون سے قادیان میں نازل ہونے والے تذکرہ کو یا مکہ مدینہ میں نازل ہونے والے قرآن کو؟۔ ناقل) بنانے کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔“

(آئینہ کلمات اسلام ص ۵۵۹، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

ان باتوں کا جواب بھی اس سے قبل آچکا ہے۔ اس جگہ موقع نہیں در نہ سوال اٹھاتا کہ آپ نے کون سا اتفاق پیدا کیا اور کتنا اختلاف؟
☆..... اور دوسری جگہ لکھتے ہیں: ”جس حالت میں میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے مسیح موعود مقرر کر کے بھیجا ہے اور مجھے بتلادیا ہے کہ فلاں حدیث سچی ہے اور فلاں جھوٹی ہے اور قرآن کے صحیح معنوں سے مجھے اطلاع بخشی ہے۔“
(اربعین ص ۱۹، خزائن ج ۷ ص ۳۵۴)
☆..... لیکن مزے کی بات یہ ہے کہ ایسی کوئی فہرست نہیں چھوڑی جس سے ہم جیسوں کو پتہ چل سکے کہ خدا نے ان کو کیا بتایا۔

☆..... اور نہ ہی کوئی ایسا ثقہ اصول چھوڑا جس کو اختیار کر کے ایک عام آدمی نہ سہی، ایک عالم ہی کو پتہ چل جاتا کہ مرزا قادیانی نے اللہ تعالیٰ سے آخر کون سا اصول پایا جس کو وہ بھی اختیار کر کے صحیح احادیث پیش کر سکے اور غیر صحیح حدیث کے بیان کرنے سے بچ کر لوگوں کے اور اپنے ایمان کو بچا دے۔

☆..... اور نہ ہی قرآن کا کوئی صحیح معنوں والا ترجمہ جس پر خدا نے ان کو اطلاع بخشی ہے، اپنے پیچھے چھوڑا۔ شاید قادیانی جماعت کے بزرگ جہر کچھ بتا سکیں۔

راوی حدیث پر اعتبار متزلزل

مرزا قادیانی اسی پر بس نہیں کرتے بلکہ ان کی سب سے بڑے راوی حدیث پر اعتبار متزلزل کرنے کی کوشش بھی ملاحظہ کیجئے۔

☆..... احادیث پر لوگوں کا اعتبار ڈھل کر نے میں مرزا قادیانی نے اس ہستی، اس صحابی رضی اللہ عنہ کی ذات پر جس کے توسط سے سب سے زیادہ احادیث امت تک پہنچی ہیں۔ ایسے خیالات کا اور گھٹیا زبان کا استعمال کیا ہے کہ کوئی صحیح مسلمان ایسی بات کا سوچ بھی نہیں سکتا اور اس طرح مرزا قادیانی نے ایسی کم ظرفی کا مظاہرہ کر کے گناہ بھی کمایا ہے اور مسلمانوں کا دل بھی دکھایا ہے، اور اسلام، احادیث کے دشمنوں کو خوش بھی کیا ہے۔ مرزا قادیانی لکھتے کیا ہیں۔ بلکہ یہ کہنا صحیح ہوگا کہ مرزا قادیانی کا قلم ان کے دل کا بغض اگلتا ہے اور ایک بار نہیں کئی بار اور کئی جگہ؟

☆..... ”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تھا، درایت اچھی نہیں رکھتا ہے۔“ (اعجاز احمدی ص ۱۸، خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۷)

☆..... ”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ قرآن میں ناقص ہے۔ اس کی درایت پر محدثین کو اعتراض ہے۔“

(ضمیر لصرۃ الحق ص ۲۳۳، خزائن ص ۴۱۰، ج ۲)

☆..... یہ لکھتے ہوئے نہ تو کبھی مرزا قادیانی کا قلم کا نپا اور نہ ہی یہ حدیث سامنے آئی کہ: ”جس نے مجھ پر اور میرے صحابہ پر تنقید کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں سمجھے۔“ لیکن مرزا قادیانی کو کون سا جہنم کا ڈر تھا۔ ان کے باقی کون سے کام جنت میں جانے والے ہیں یا شرافت اور انسانیت کے معیاروں پر پورا اتر رہے ہیں؟ جو شخص ایسے جلیل القدر صحابی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسے خیالات کا اظہار کرے۔ تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ عاشق رسول ﷺ ہونے کا جھوٹا دعویدار ہے اور ایسا شخص تو مسلمانوں میں شریف آدمی کا مقام بھی نہیں پانے کے قابل کہ کجا اس کا مجدد، مسیح، مہدی دینی وغیرہ کا دعویٰ قبول کیا جائے۔

حدیث پیش کرنے کا ٹٹٹا ہی ختم کرتے ہیں

☆..... جب مرزا قادیانی کو نظر آیا کہ ابھی بھی مطلوبہ کام نہیں بناتا تو لیکن اتنا کچھ کرنے کے باوجود بھی لوگوں کا اعتراض باقی رہتا ہے تو فیصلہ کرتے ہیں کہ حدیث پیش کرنے یا نہ کرنے کا ٹٹٹا ہی اڑا دو اور اپنے کو حدیث پیش کرنے یا نہ کرنے سے آزاد کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”تا سیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن پاک کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں، اور دوسری حدیثوں کو ہم رومی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔“ (اعجاز احمدی ص ۳۰، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۰)

اب آپ دیکھیں کہ اس تحریر کا کیا مطلب لگتا ہے۔

☆..... اول اگر ایک حدیث قرآن کے مطابق بھی ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کی وحی کے مطابق نہیں تو وہ بھی رومی کا کاغذ ہے۔ یعنی بالواسطہ طور پر مرزا نے اپنی وحی یا الہام کو قرآن سے بھی برتر قرار دے لیا۔

☆..... دوسرے عالم اسلام کے خیرہ سو سالہ علمی ذخیرہ کو اپنے قلم کی ایک جنبش سے کالعدم قرار دے دیا۔ حالانکہ صرف اور صرف احادیث سے ہی کسی مہدی یا مسیح کے آنے کی خبر ملتی ہے اور اسی علمی ذخیرہ کو رد کر دیا جس سے مرزا قادیانی کو اپنے دعوے کی بنیاد ملی۔ مسلمانوں کو اپنی طرف راغب کرنے کے لئے مواد ملا (جس کو مرزا قادیانی نے اپنی مرضی کے مطابق توڑا مروڑا) ”جس تعالیٰ میں کھائے۔ اسی میں چھید کرے“ کے مصداق مرزا قادیانی جیسے ”صاحب لوگ“ ہی ہوتے ہیں۔

☆..... جیسا کہ آپ شروع میں مرزا قادیانی کے حوالہ دیکھ آئے ہیں کہ جو شخص احادیث کو ردی کی ٹوکری میں پھینکتا ہے وہ ہرگز ہرگز مومن نہیں ہو سکتا اور یہاں یہ خود مان رہے ہیں کہ احادیث کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیتے ہیں۔ تو پھر اپنے بقول مرزا قادیانی ہرگز ہرگز مومن بھی نہیں، کجا مجدد، مامور، مسیح یا نبی وغیرہ وغیرہ۔

مال اکٹھا کرنے کے لئے بے سند (بقول مرزا قادیانی) حدیث بھی کام آتی ہے۔

☆..... جب ہر نام پر، ہر خواہش پر مال اکٹھا کرنے کی باری آتی ہے تو اس وقت جو احادیث مرزا قادیانی نے ”بے سند، بے بنیاد“ ”ضعیف“ اور امام بخاریؒ کی رد کی ہوئی قرار دی ہے، وہ حدیث مال سمیٹنے کے لئے کسی طرح موم کی ناک کی طرح موڑ کر ”رسول کریم ﷺ کی منشاء“۔ ”رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی“۔ ”جس کی ضرورت حدیث میں تسلیم شدہ“۔ ”جس کی وجہ سے مسیح موعود کی مسجد اقصیٰ حدیث والی مسجد اقصیٰ“ قرار پاتی ہے۔

☆..... حدیث مبارکہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے مشرق میں سفید مینار پر نازل ہوں گے۔ اس حدیث پر حرج کرتے ہیں اور اس کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ذرا آپ بھی پڑھئے: ”ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت ﷺ کے وقت میں دمشق میں کوئی منارہ تھا، اس سے پایا گیا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد اگر کوئی منارہ بنا تو وہ سند نہیں ہے۔“ اسی طرح حضور ﷺ کے وقت میں سن ہجری نہ تھا۔ یہ سن خلافت دوم میں بنا تو اس حدیث سے سن ہجری کی صدی کیونکر مراد لی جاسکتی ہے اور آنحضرت ﷺ کے وقت سن ”ذیل“ مروج تھا اور اس سن کا سن ہجری سے ۵۳

سال کا فرق ہے۔ لہذا یہ حدیث سند نہیں ہے۔“ (اصل فارسی اور عربی میں ہے)

(۱) بیۃ کمالات اسلام ص ۲۷۲، خزائن ج ۵ ص ۴۷۲)

☆..... لیکن مزید احادیث دوسری جگہ لکھتے ہیں: ”ناگہاں مسیح ابن مریم ظاہر ہو جائے گا اور وہ ایک منارہ سفید کے پاس دمشق کے شرقی طرف اترے گا مگر ابن ماجہ کا قول ہے کہ بیت المقدس میں اترے گا اور بعض کہتے ہیں کہ نہ بیت المقدس اور نہ دمشق۔ بلکہ مسلمانوں کے لشکر میں اترے گا جہاں حضرت مہدی ہوں گے۔ (دیکھئے کہ اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ناقل)۔“ ”یہ وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں امام مسلم نے لکھی ہے جس کو ضعیف سمجھ کر یحییٰ بن محمد ثین امام محمد اسحاق بخاری نے چھوڑ دیا۔“ (ازالہ اوہام ص ۲۱۹، ۲۲۰، خزائن ج ۳ ص ۲۰۹)

☆..... دیکھیں مرزا غلام احمد قادیانی (اپنے بقول) بطور حکم مجدد، محدث اور مسیح وغیرہ وغیرہ اس حدیث مبارکہ کو غلط ثابت کر چکے ہیں۔ لیکن اب دیکھئے کہ ایک وقت میں جس حدیث کو بے سند اور ضعیف قرار دیتے ہیں۔ مال کمانے کیلئے اس کا حوالہ دے کر لوگوں سے کیسے پیسے اکٹھے کئے جا رہے ہیں؟ شوکت اسلام کے نام چندہ کی اوّل (ذاتی جائیداد اور رسوخ کو وسیع کرنے کے لئے) کا ٹائٹل لگا کر کنگول پھیلاتے ہوئے اشتہار شائع کرتے ہیں اور اس میں لکھتے ہیں (اشتہار کے چیدہ چیدہ حصے اس طرح پیش کئے ہیں کہ مفہوم میں کوئی فرق نہ پڑے۔ اگر کسی کو اعتراض ہو تو مکمل اشتہار پڑھ کر دیکھ لے۔ انشاء اللہ اصل مفہوم میں ذرہ بھر فرق نہ ہوگا)

”قادیان کی مسجد جو میرے (بے نماز۔ ناقل) والد صاحب مرحوم نے مختصر طور پر دو بازاروں کے وسط میں ایک اونچی زمین پر بنائی تھی۔ اب شوکت اسلام کے لئے بہت وسیع کی گئی۔ اب اس مسجد کی تکمیل کے لئے ایک اور تجویز قرار پائی ہے اور وہ یہ ہے کہ مسجد کی شرقی طرف جیسا کہ حدیث رسول ﷺ کا منشاء ہے۔ ایک نہایت اونچا منارہ بنایا جائے (کس حدیث کا منشاء ہے کہ مینارہ بنایا جاوے؟ اور اگر ہے تو کون بناوے؟۔ ناقل) اور وہ منارہ تین کاموں کے لئے مخصوص ہو۔ (۱) اوّل یہ کہ تا مؤذن اس پر چڑھ کر پنج وقتہ بائگ نماز دیا کرے۔ (۲) دوسرا مطلب اس منارہ سے یہ ہوگا کہ اس منارہ کی دیوار کے کسی بہت اونچے حصے پر ایک بڑا لائٹن نصب کر دیا جائے گا۔ (۳) تیسرا مطلب اس منارہ سے یہ ہوگا کہ اس مینارہ کی دیوار کے کسی اونچے حصے پر ایک بڑا گھنٹہ جو چار سو پانچ سو کی قیمت کا ہوگا، نصب کر دیا جائے گا۔

(اب تیسری وجہ کی مزید تشریح میں اور باتوں کے علاوہ دلچسپ تشریح بھی لکھتے ہیں)

”تیسرے وہ گھنٹہ جو اس منارہ دیوار میں نصب کیا جائے گا۔ اس میں یہ حقیقت مخفی ہے..... سو آج

سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا ہے۔ (جوابات کی وہ خدا کی قسم لا جواب کی!۔ ناقل) غرض یہ گھنڈہ جو وقت شناسی کے لئے لگایا جائے گا۔ صبح کے وقت کی یاد دہانی ہے۔

اور خود اس منارہ کے اندر ہی ایک حقیقت مخفی ہے اور وہ یہ کہ حدیث نبویہ میں متواتر آچکا ہے کہ صبح آنے والا صاحب المنارہ ہوگا (واہ مرزا قادیانی، آپ کے دجل اور تحریف کے کیا کہنے، کہیں یہ نہیں لکھا کہ صاحب المنارہ ہوگا۔ بلکہ یہ لکھا ہے کہ سفید منارہ پر نازل ہوگا اور ہر سمجھ دار کم از کم مینارہ پر اترنے یا صاحب المنارہ ہونے میں جو تضاد ہے۔ سمجھ سکتا ہے اور میں چیلنج کرتا ہوں کہ قادیانی جماعت کو کہ وہ کسی ایک کمزور حدیث کو ہی پیش کر دیں جس میں صبح کے لئے ”صاحب المنارہ“ کا لفظ استعمال کیا گیا ہو۔ جو وہ کبھی بھی نہیں پیش کر سکتے، انشاء اللہ۔ ناقل) یعنی اس کے زمانہ میں سچائی بلندی کی انتہا تک پہنچ جائے گی..... (قادیانیو! کیا واقعی سچائی بلندی کی انتہا تک پہنچ گئی ہے؟ دنیا کی بات بھی نہیں کہتا۔ بلکہ اپنی جماعت کی اندرونی حالت پر ہی حلف اٹھا کر اپنے ضمیر کا جواب دے دو؟۔ ناقل)..... اور قدیم سے صبح موعود کا قدم اس بلند مینار پر قرار دیا گیا ہے۔ (حدیث کا تو آپ انکار کر چکے۔ اب کہاں اور کس نے قرار دیا ہے؟۔ ناقل) جس سے بڑھ کر اور کوئی عمارت اونچی نہیں۔..... ایسا ہی صبح موعود کی مسجد اقصیٰ بھی مسجد اقصیٰ ہے (اس زمانہ میں یورپ اور امریکہ ہی نہیں ہندوستان میں ہی کئی مینار مرزا قادیانی کے مجوزہ مینار سے اونچے تھے اور حقیقتاً نیز روحانی طور پر بھی مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، مسجد اقصیٰ کے مینار اونچے تھے، ہیں اور تا قیامت رہیں گے۔ لیکن مرزا قادیانی ایسی ہی دور کی کوڑیاں لایا کرتے تھے۔ ناقل)۔

ایک روایت میں خدا کے پاک نبی نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ صبح موعود کا نزول مسجد اقصیٰ کے شرقی منارہ کے قریب ہوگا۔ حاشیہ میں اس کی تشریح کرتے ہوئے ہمارا گاؤں قادیان اور یہ مسجد دمشق کے شرقی جانب ہے اور چونکہ حدیث میں اس بات کی تصریح نہیں کہ وہ دمشق سے ملحق ہوگا۔ بلکہ دمشق سے شرقی طرف واقع ہوگا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ منارہ یہی مسجد اقصیٰ کا منارہ ہے (جوابات کی قسم لا جواب کی۔ ناقل)..... صبح کا نزول منارہ کے پاس ہوگا۔ دمشق کا ذکر اس حدیث میں جو مسلم نے بیان کی ہے..... کہ صبح کا منارہ جس کے قریب اس کا نزول ہوگا۔ دمشق سے شرقی طرف ہے اور یہ بات صحیح بھی ہے۔“ (اب ذرا تھوڑا سا پیچھے جائیں جہاں مینارہ والی حدیث کو بے سند اور ضعیف قرار دیا، اور یہاں صحیح قرار پا رہی ہے۔ ناقل)

☆..... اس دلیل کا جائزہ لیں تو ہنسی آتی ہے۔ قادیان دمشق کے مشرق نہیں۔ بلکہ جنوب مشرق میں واقع ہے۔

☆..... اور مثال کے طور پر اب کوئی یہ کہے کہ مرزا قادیانی کا الہام ہے۔ قادیان کے جنوب میں ایک کھیت میں ایک عقاب شکار کرے گا۔ ابھی پرندوں اور عقاب کی آمد کا وقت ہی نہیں آیا اور مرزا قادیانی کا کوئی مرید سری لنکا میں رہتا ہے وہ اپنے پالتو شکرے کو اڑائے اور کہہ دے کہ یہاں عقاب اور پرندے دیکھے ہیں۔ کیونکہ سری لنکا قادیان کے جنوب میں ہے اس لئے مرزا قادیانی کا الہام پورا ہو گیا۔ کوئی عقل کو ہاتھ مارو بھائیو! اب اگر کوئی کہتا ہے کہ ایک لال رنگ کی عمارت قادیان کے مغرب میں ہے تو تم اس کو قادیان کے مضافات میں دیکھو گے یا روس میں جا کر؟ کیونکہ روس بھی مغرب میں ہے۔

☆..... اور اگر واقعی اتنی دور حدیث مبارکہ سے مراد تھی تو اتنا لمبا چکر کاٹنے کی ضرورت کیا تھی۔ رسول کریم ﷺ نے مکہ یا مدینہ سے سمت کیوں نہ بتائی؟ وہاں سے تو قادیان زیادہ مشرق کی جانب آتا ہے۔

☆..... ایک اور بے ہودگی کہ: ”وہ مینارہ یہی مسجد اقصیٰ کا مینارہ ہے۔“ جو ابھی صرف مرزا قادیانی کے خیالوں میں ہے۔

☆..... مینارہ جس کا حدیثوں میں ذکر ہے۔ کیا وہ مسجد اقصیٰ جو بیت المقدس میں ہے، کا مینارہ تھا یا دمشق کی کسی مسجد کا؟ اور مسجد اقصیٰ کے ساتھ کسی کمزور ترین احادیث کا بھی ذکر آیا ہے؟

”اور یہ مینارہ وہ مینارہ ہے جس کی ضرورت حدیث نبویہ میں تسلیم کی گئی اور اس مینارہ کا خرچ دس ہزار سے کم نہیں۔ اب جو دوست اس مینارہ کی تعمیر کے لئے مدد کریں گے میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ وہ ایک بھاری خدمت انجام دیں گے“ (اس میں کیا شک ہے کہ اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ کاٹ کر پہلے تمہارے اور تمہاری اولاد کے شاہی اللے تلے پورے کرنا واقعی بھاری خدمت ہے۔ ناقل) (اشہار نمبر ۲۲ مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۰۰ء، مجموعہ اشہارات ج ۳، ص ۲۸۲ تا ۲۹۷)

جب لوگوں کی جیب سے پیسے نکالنے کا خیال آیا تو جو بات بے سند تھی۔ اس کو حدیث نبویہ کی تسلیم شدہ ضرورت قرار دے دیا۔

☆..... اس کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دوسرے (اشہار نمبر ۲۲۳ ص ۳۱۲ تا ۳۲۳) میں بڑے جذباتی انداز اور مریدوں کے اخلاق اور جذبہ قربانی کو بلیک میل کرتے ہوئے۔ ان کے مال کے طلب گار ہوتے ہیں اور تاکید کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”سو واضح ہو کہ ہمارے سید و مولا خیر الاصفیاء خاتم الانبیاء سیدنا محمد ﷺ کی یہ پیشگوئی ہے کہ مسیح موعود جو خدا کی طرف سے اسلام کے ضعف اور عیسائیت کے غلبہ کے وقت میں نازل ہوگا۔ اس کا نزول ایک سفید مینارہ کے قریب ہوگا

جو دمشق سے شرقی طرف واقع ہے۔“
☆..... اب آپ اوپر دیئے گئے حوالہ جات کا جائزہ لیں تو مندرجہ ذیل باتیں سامنے آتی ہیں۔

☆..... پہلے دو حوالہ جات (آئینہ کمالات اسلام اور ازالہ اوہام) میں مرزا قادیانی نے ان روایات کو بطور ملہم، مجدد، مسیح موعود، جس کو خدا ایک لحد کی غلطی پر نہیں رہنے دیتا اور کوئی لفظ خدا کی منشاء کے بغیر نہیں بولتا۔ ان احادیث کو جن میں مسیح علیہ السلام کا سفید مینارہ پر نازل ہونے کا ذکر ہے، بے سند اور ضعیف قرار دیا ہے۔

☆..... پھر ان تمام احادیث یا ان کے وہ حصے جو مرزا قادیانی نے حوالہ کے طور پر دیئے ہیں ان میں بھی واضح طور پر لکھا ہے کہ سفید مینارہ پر نازل ہوگا۔ یہ نہیں کہ سفید مینارہ کے قریب اور یہ بھی نہیں کہ وہ آکر سفید مینارہ لوگوں کی جیب کاٹ کر بنائے گا۔

☆..... جب بے نماز باپ کی بنائی ہوئی مسجد پر مینارہ بنانے کے لئے مرزا قادیانی کو پیسے اکٹھے کرنے کا خیال آیا تو انہی احادیث کو جن کو الہامی حیثیت میں غلط یا بے سند اور ضعیف قرار دے چکے تھے۔ یک جنبش قلم نہ صرف صحیح (بغیر اس تشریح کے کہ کب سے باسند ہو گئی ہے؟ یا اس بات کا اقرار کہ پہلے غلطی لگی) قرار دے دیا۔ بلکہ پاک پیشگوئی قرار دے کر اس کا مصداق اپنی مسجد کو بنالیا اور پھر ایک بار نہیں کئی بار۔ واہ جی واہ کیا کہنے۔ ویسے میرے خیال میں ایسی ہی صورت حال میں کسی شاعر نے آپ جیسے مہربان کے لئے خوب کہا ہے:

چت لیٹیں تو اوڑھنی پت لیٹیں تو بچھونا

☆..... مرزا قادیانی کا حوالہ جیسا کہ پہلے دے چکے ہیں کہ انکے بقول رسول کریم ﷺ کے زمانے میں کوئی سفید مینارہ نہیں تھا۔ تو جب آپ نے دعویٰ کیا تو سفید مینارہ کے اوپر اترنے کی بات چھوڑیں۔ مینارہ کے قریب نازل ہونے کے لئے بھی (دمشق کے مشرق میں) قادیان میں تو کیا دور دور تک کوئی مینارہ نہیں تھا۔ لیکن آپ پھر بھی (پتہ نہیں کہاں سے دنیا کو گمراہ کرنے کے لئے) بغیر مینارہ کے ہی نازل ہو گئے۔ اب یہ کہاں لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نزول کے بعد سفید مینارہ بنائیں گے اور مرزا قادیانی نے اس کے علاوہ بھی جو تاویلیں کی ہیں۔ ان کے کیا کہنے۔

☆..... پڑھنے والے صرف یہی کہہ سکتے ہیں کہ اے نبی تاویلات، تو دجل میں (کم از کم) اپنے وقت میں سب سے اونچے مینارہ دجل پر کھڑا تھا اور پھر خدا نے جیسے شہاد کو اس کی اپنی ہی بنائی ہوئی جنت میں داخل نہیں ہونے دیا۔ اسی طرح مرزا قادیانی بھی اس مینارہ پر چڑھنے

اور اس کو مکمل دیکھنے کی حسرت ہی دل میں لئے اس دنیا سے چلے گئے اور خدا تعالیٰ کی مرضی کہ یہ مینار مرزا قادیانی کی زندگی میں پورا نہ ہوا۔ اس طرح خدا نے بتا دیا کہ وہ جموٹے مدعیان نبوت کے وہ منصوبہ بنے جو وہ پاک نبیوں اور اللہ کی گواہی کے طور پر بناتے ہیں۔ کبھی پورے نہیں ہوتے اور مرزا قادیانی اپنی کئی دوسرے پیشگوئیوں کی طرح اس مینار کو بھی مکمل دیکھنے کی حسرت لئے رخصت ہوئے۔

مجددیت کے ثبوت

میں جماعت احمدیہ اکثر ایک حدیث پیش کرتی ہے

”ان الله يبعث لهذا الامة على راس كل مائة سنة مهن

يجدد لهادينها۔ مشکوٰۃ کتاب العلم ص ۳۶۔ ترجمہ (یعنی ہر صدی کے سر پر مجدد آئے گا)۔“

☆..... اب آپ دیکھیں کہ یہ حدیث پہلی بات یہ کہ ابو داؤد (کتاب الملام جلد دوم ص ۳۲) کے مطابق یہ روایت موقوف ہے لہذا حجت نہیں۔“

☆..... اور: ”کتاب تہذیب التہذیب میں لکھا ہے کہ اس حدیث کے راویوں میں ایک راوی ابن وہب جو مدلس ہے۔ لہذا قابل اعتبار نہیں۔“

☆..... ان روایتوں کو مرزا قادیانی اس طرح نظر انداز کرتے ہیں جیسے کہ ان کا وجود ہی نہیں۔ حالانکہ دیانت داری کا تقاضہ تھا کہ جب ایک روایت پیش کی ہے تو اس کے بارے میں دوسری کتب احادیث میں جو درج ہے وہ بھی پیش کرنا چاہئے تھا اور قاری کو فیصلہ کرنے دینا تھا کہ وہ اس دلیل پر مرزا قادیانی کے موقف کے مطابق تسلیم کرے یا نہ کرے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کے بقول وہ کوئی عام مصنف نہیں بلکہ سلطان القلم اور مجددیت اور ماموریت کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ جس شخص کا اتنا بڑا دعویٰ ہو اس کی تحریر بھی انتہائی شفاف ہونی چاہئے۔

☆..... اس کے علاوہ جو اہم بات ہے وہ یہ ہے کہ یہ حدیث حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے اور حضرت ابو ہریرہؓ (نحوذ باللہ) بقول مرزا قادیانی کے غبی ہیں اور جو غبی ہو اس کی بات سند نہیں ہوتی کیونکہ اس کی بات میں غلطی کا بہت زیادہ احتمال ہوتا ہے اور مرزا قادیانی کا دعویٰ مجددیت، نبوت وغیرہ وغیرہ کا تھا اور جس کو مرزا قادیانی غبی اور مکمل فہم سے عاری قرار دیتے ہیں اس کی بیان کی ہوئی بات کو اپنی مجددیت کا بنیادی ثبوت بنانا مرزا قادیانی کا ہی حوصلہ ہے۔ واہ مرزا احمی۔ شرم تم کو مگر نہیں آتی۔ لیکن مرزا قادیانی کا کام تھا کہ بیٹھا ہوا ہپ، کڑوا تھو تھو۔ یعنی جو چیر مرزا قادیانی کی ضرورت کے مطابق ہو وہ صحیح ہے اور جو مرزا قادیانی کی ضرورت سے مطابقت نہیں رکھتی وہ چاہے

کتنی ہی باعتبار کیوں نہ ہو۔ مرزا قادیانی کے نزدیک رومی کی ٹوکری میں پھینکنے کے لائق ہے۔ لیکن بات صرف یہیں تک نہیں بلکہ وضعی حدیث

جب اور جہاں دل چاہا، حدیث وضع کر لی۔

☆..... مرزا قادیانی کرشن کو نبی ثابت کرنے کے لئے ایک اپنے وضع کردہ خیال کو حضور ﷺ کے نام سے منسوب کر کے یہ حدیث کے طور پر پیش کیا: ”کان فی الہند نبیاً اسود اللون اسمہ کاهنا۔“ ترجمہ (ہند میں ایک نبی گزرا ہے جو سیاہ رنگ کا تھا اس کا نام کاهنا تھا۔ یعنی کنہیا جس کو کرشن کہتے ہیں) (ضمیمہ چشمہ معرفت ص ۱۰، خزائن ج ۲۳ ص ۳۸۲)

کوئی قادیانی کہلانے والا بتا سکتا ہے کہ حدیث کی کون سی کتاب میں یہ حدیث ہے؟ ☆..... ایک اور جگہ مرزا قادیانی نے لکھا: ”اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں۔ مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے۔ خاص کردہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کی نسبت آواز آئے گی کہ ہذا خلیفہ اللہ المہدی۔ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے۔ جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتاب بعد کتاب اللہ ہے۔“ (شہادۃ القرآن ص ۶۱، خزائن ج ۶ ص ۳۲۷)

دیکھیں مرزا قادیانی بخاری شریف میں دعویٰ کر رہے ہیں۔ لیکن کوئی شخص بخاری شریف میں یہ حدیث نہیں دکھا سکتا۔

لیکن اصل سوال

یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا ایک دعویٰ مہدی موعود ہونے کا بھی ہے اور کون نہیں جانتا کہ مہدی علیہ السلام کی آمد کی خبر صرف احادیث سے ہی ہم کو ملی ہے۔ مرزا قادیانی کی جو کتاب بھی جماعت احمدیہ شائع کرتی ہے۔ اس پر مرزا غلام احمد قادیانی نام کے بعد ”مسح موعود و مہدی موعود“ کا ٹائٹل لکھا ہوتا ہے اور مہدی کے متعلق احادیث کے بارے میں مرزا قادیانی یوں گوہر افشانی کرتے ہیں۔

☆..... لکھتے ہیں کہ: ”محققین کے نزدیک مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں۔“

(ازالہ ابہام ص ۴۵، خزائن ج ۳ ص ۳۳۳)

اور ان محققین میں امام بخاریؒ اور مسلمؒ کو بھی شامل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”امام بخاری

اور مہدی کا کوئی ذکر نہیں کیا اور امام مہدی کا نام تک نہیں لیا۔“

(ازالہ اوہام ص ۵۱۸، خزائن ج ۳ ص ۳۷۸)

تھوڑا پیچھے مہدی کے بارے میں حدیث کو بخاری شریف کی حدیث بتا رہے ہیں۔

☆..... مرزا قادیانی اپنے آپ کو فاطمی ثابت کرنے کے لئے اتنی دور دور کی کوڑیاں لائے ہیں کہ کبھی دادیاں اور کبھی کم از کم ایک دادی سادات سے بتاتے ہیں اور کبھی حضرت فاطمہ الزہرہؑ کے ران پر کشف میں سر رکھتے ہیں (استغفر اللہ)۔ کبھی الہامی طور پر فاطمی النسل ہونے کے دعوے کرتے ہیں اور کبھی سادات کی دامادی کو بھی فاطمی ہونے کا جواز بتاتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح نبی فاطمہ سے تعلق ثابت ہو جائے تاکہ احادیث کے مطابق اپنے آپ کو مہدی قرار دے سکیں۔ لیکن اپنی بودی کوششوں اور بے پرکی خوب اڑانے کے بعد بھی چونکہ اندازہ ہو گیا تھا کہ بات نہیں بنی۔ اس لئے ایسے کسی سوال کا ٹکھا اڑانے کے لئے اب کیا لیل پیش کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں: ”یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ مسلمانوں کے قدیم فرقے کو ایسے مہدی کا انتظار ہے جو فاطمہ مادر حسین کی اولاد میں سے ہوگا اور نیز ایسے مسیح کا بھی انتظار ہے جو اس مہدی سے مل کر مخالفان اسلام سے لڑائیاں کرے گا۔ مگر میں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ یہ سب خیالات لغو، باطل اور جھوٹ ہیں اور ایسے خیالات کے ماننے والے سخت غلطی پر ہیں۔ ایسے مہدی کا وجود ایک فرضی وجود ہے جو نادانی اور دھوکہ سے مسلمانوں کے دلوں پر جما ہوا ہے اور سچ یہ ہے کہ بنی فاطمہ سے کوئی مہدی آنے والا نہیں اور ایسی تمام حدیثیں موضوع اور بے اصل اور بناوٹی ہیں جو غالباً عباسیوں کی سلطنت کے وقت میں بنائی گئی ہیں۔“

(کشف الغطاء ص ۱۷، خزائن ج ۳ ص ۱۹۳)

☆..... مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو بنی فاطمہ سے قرار دیا ہے۔ غرزا قادیانی نے کہا: ”سادات کی جڑ یہی ہے کہ وہ بنی فاطمہ ہیں، سو میں اگرچہ علوی تو نہیں ہوں مگر بنی فاطمہ میں سے ہوں۔ میری بعض دادیاں مشہور اور صحیح النسب سادات میں سے تھیں۔ (ساتھ ہی کئی سے اب ایک پر آگئے) یہ بات میرے اجداد کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک دادی ہماری شریف خاندان سادات سے اور بنی فاطمہ میں سے تھی۔“

(ایک غلطی کا ازالہ حاشیہ ص ۸، خزائن ج ۳ ص ۲۱۲)

☆..... ”اور بنی فاطمہ ہونے میں یہ الہام ہے (عربی عبارت کا ترجمہ مرزا قادیانی کے اپنے الفاظ میں) یعنی تمام حمد اور تعریف اس خدا کے لئے جس نے تمہیں فخر دامادی سادات اور فخر علو نسب جو دونوں مماثل و مشابہ ہیں، عطا فرمایا۔ یعنی تمہیں سادات کا داماد ہونے کی فضیلت عطا کی۔“

(تحفہ گلزدیہ ص ۱۹، خزائن ج ۳ ص ۱۱۷)

اس کے علاوہ (ضمیمہ تریاق انقلاب ص ۶۹، خزائن ج ۱ ص ۱۸۵، ۱۸۶) میں بھی ایسا ہی الہام ہے۔

☆..... جنب ہم مرزا قادیانی کا کشف الغطا والافتویٰ اور اس کے بعد مرزا قادیانی کا بنی فاطمہ سے ہونے کا دعویٰ دیکھتے ہیں تو انتہائی اہم سوال یہ اٹھتا ہے کہ کیسے ممکن ہو گیا کہ بقول مرزا قادیانی کے ایک جھوٹ کو رسول کریم ﷺ سے منسوب کر کے آنے والے مہدی بنی فاطمہ سے ہو گیا، حدیث قرار دے دیا گیا۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ اپنے بنی کے نام پر بہتان کو، جھوٹ کو پورا ہونے دیتا ہے اور بنی فاطمہ سے مرزا قادیانی کو مہدی بنادیتا ہے اور اپنے بنائے ہوئے نبیوں کے سردار پر بہتان لگانے والوں کو سچا کر دیتا ہے۔

☆..... اگر ایسا نہیں ہے اور مرزا قادیانی کا فتویٰ صحیح ہے تو پھر مرزا قادیانی کا بنی فاطمہ سے ہونا جھوٹ ہے۔

☆..... اگر بنی فاطمہ سے ہیں تو پھر مہدی کا دعویٰ غلط ہے۔

☆..... دوسری جگہ لکھتے ہیں اور اپنے بنی فاطمہ سے ہونے کی نفی کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ: ”اسی کی مثل خدا تعالیٰ نے آج یہ سلسلہ قائم کیا ہے کہ آخری خلیفہ محمدی یعنی مہدی مسیح کو سیدوں میں سے نہیں بنایا۔ بلکہ فارسی الاصل لوگوں میں سے ایک کو خلیفہ بنایا تاکہ یہ نشان ہو کہ نبوت محمدی کی گدی کے دعویداروں کی حالت تقویٰ اب کیسی ہے۔“ (ملفوظات ج ۲ ص ۳۰۳)

☆..... جو شخص اتنی ڈھٹائی سے اپنے خاندان کے بارے میں مکر جائے اس کی باقی باتوں اور دعوؤں کا کیا اعتبار؟

☆..... ”میرا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ میں وہ مہدی ہوں جو مصداق من ولد فاطمہ ومن عترتی وغیرہ ہے۔ بلکہ میرا دعویٰ تو مسیح موعود ہونے کا ہے۔ مہدی موعود کے بارے میں جس قدر حدیثیں ہیں۔ تمام مجروح اور مخدوش ہیں اور ایک بھی ان میں سے صحیح نہیں۔“

(ضمیمہ برائین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۵، خزائن ج ۲ ص ۳۵۶)

یہ کتاب مرزا قادیانی کے مرنے سے ایک سال قبل ۱۹۰۷ء میں مکمل ہوئی اور ان کی موت کے بعد شائع ہوئی۔ تعجب ہے کہ تمام احادیث کو مجروح قرار دینے کے باوجود بھی مہدی کا دعویٰ قائم ہے۔

☆..... آگے اسی کتاب میں لکھتے ہیں: ”اکابر محدثین کا بھی مذہب ہے کہ مہدی کی حدیثیں سب مجروح اور مخدوش بلکہ اکثر موضوع ہیں اور ایک ذرہ ان کا اعتبار نہیں۔ بعض آئمہ نے ان حدیثوں کے ابطال کے لئے خاص کتابیں لکھی ہیں اور بڑے زور سے انکار کیا ہے اور جبکہ یہ حال

ہے خود مہدی کا آنا ہی معرض شک و شبہ میں ہے تو پھر ابدال کا بیعت کرنا کب ایک یقینی امر ہو سکتا ہے۔ جب اصل ہی نہیں تو فروغ کب صحیح ٹھہر سکتے ہیں۔“

(ضمیمہ ۱، این احمدیہ ص ۱۸۶، خزائن ج ۲ ص ۳۵۷، ۳۵۶)

☆..... اس کے باوجود بھی مرزا قادیانی نے شرم و حیا کو بالائے طاق رکھتے ہوئے جب اپنی ذات کے لئے خلیفہ اللہ المہدی الموعود کا دعویٰ مخصوص کر ہی لیا ہے تو ان کے پیروکار بتائیں کہ کیا مرزا قادیانی کے لئے آسمان سے آواز آئی؟ مرزا قادیانی کے چوتھے خلیفہ طاہر نے ایک بار ٹی وی پر کہا تھا کہ یہ حدیث کی پیشگوئی مرزا قادیانی کا نام ٹی وی پر آنے سے پوری ہو گئی۔ لیکن وہ یہ کہتے ہوئے بھول گئے کہ اس نے بہت عرصہ قبل اور ان گنت مرتبہ زیادہ تو ٹی وی پر یہ الفاظ آچکے ہیں کہ مرزا قادیانی کذاب، جھوٹا نبی اور دجال ہے۔ اگر ٹی وی پر اپنے مریدوں کے ذریعہ نام آنا یا نشر ہونا سچائی کی سند ہے تو پھر زیادہ مستحکم سند مخالفین قادیانیت کی ہے۔

مسح اور مہدی کا ہونا واہیات

انگریزوں کو خوش اور مطمئن رکھنے کے لئے مسح موعود کا ہونا واہیات قرار دے

رہے ہیں۔

☆..... لکھتے ہیں کہ: ”اس گورنمنٹ دانش مند کو ان واہیات باتوں سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ کوئی مہدی ہو یا مسح ہو۔ اس سے ان کو کچھ غرض واسطہ نہیں۔“

(ایام الصلح ص ۸۲، خزائن ج ۱۳ ص ۳۱۸)

☆..... رسول کریم ﷺ کی احادیث میں بیان کردہ پیش گوئی کے وقوع کو، واہیات باتیں قرار دیتے ہیں۔ ایسے خیالات ظاہر کرنے کے بعد یہ مرزا قادیانی کا ہی حوصلہ ہے کہ وہ ”مسح موعود“ اور ”مہدی موعود“ کا بھی دعویٰ کر کے منجملہ دوسری بے شمار واہیاتوں کے دواور بہت بڑی واہیاتوں کا بھی ارتکاب کر گئے ہیں۔

☆..... اور مسح موعود کے طور پر جہاد کو منسوخ کرنے کے بارے میں جو دلیل دیتے ہیں۔ اس کا جواز حدیث رسول ﷺ سے ہی پیش کرتے ہیں کہ حدیث میں ہے کہ مسح آ کر جہاد کو موقوف کر دے گا اور اس بات کو پرزور طور پر پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

کیوں چھوڑتے ہوئے لوگو تم نبی کی حدیث کو

جو چھوڑتا ہے تم چھوڑ دو اس خبیث کو

(ضمیمہ تحفہ گلروہ ص ۲۷، خزائن ج ۷ ص ۷۸)

☆ قادیانیو! سوچو کہ کیا یہ شخص جو ہر لمحہ جھوٹ، دجل، تاویل، تحریف کی چھریاں اپنے (بظاہر) مقدس لبادے میں چھپائے پھرتا ہے اور جس کا خدا ہر لمحہ اس کے پہلے الہاموں پر تنبیخ کا خط پھیر کر اس کو سو فیصد مخالف الہامات کرتا ہے۔ کیا تم اس خدا کو ڈھونڈ رہے ہو یا کہ محمد رسول ﷺ کے خدا کو! جو اپنے نبی کو ایک بار بیان کی ہوئی بات پر ہمیشہ قائم رہتا ہے اور رسول کریم ﷺ کے عمل صالح کو؟

☆ اگر تو مذہبی دکان دار کی بیرونی کرنی ہے تو ٹھیک ہے۔ لیکن اگر ایمان، اسلام، شرافت کی بیرونی کرنی ہے تو پھر آپ کو مرزا قادیانی کو چھوڑنا ہوگا اور محمد ﷺ کا دامن پکڑنا ہوگا۔ ہر چیز تو اس دنیا میں ممکن ہے مگر مرزا کا دین اور حقیقی اسلام ایک ہوں یہ ممکن نہیں۔

☆ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب (ست بچن ص ۳۰، خزائن ج ۱۰ ص ۱۴۲) میں لکھا ہے: ”کسی عقل مند اور صاف دل انسان کے کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا۔ ہاں اگر کوئی پاگل مجھوں یا ایسا ہی منافق ہو کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں ہاں ملا دیتا ہو۔ اس کا کلام بے شک متناقض ہو جاتا ہے۔“

☆ اور اسی کتاب ست بچن کے (ص ۳۱، خزائن ج ۱۰ ص ۱۴۲) پر لکھتے ہیں: ”ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نکل نہیں سکتیں کیونکہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔“

☆ اس فقیر در مصطفیٰ ﷺ نے اس مضمون میں بھی اور اپنے دوسرے مضامین میں بھی آپ کے سامنے مرزا قادیانی کے الہام کے نام پر متضاد باتیں رکھی ہیں۔ اب آپ بقول مرزا قادیانی کے ان کو پاگل سمجھیں یا منافق۔ بہر حال یہ طے ہے کہ مرزا قادیانی نبی، مجدد، ولی تو دور کی بات ہے ایک کھرے انسان بھی نہیں تھے۔ وہ ایسے بے شرم انسان تھے کہ جس کو کبھی بھی خدا کا نام (جو اپنی مقدس کتاب قرآن کریم میں کھلے طور پر کہتا ہے کہ میری باتوں میں تضاد نہیں اور میں اپنے وعدے پورے کرتا ہوں) لے کر ایک بات کہہ کر پھر اسی بات کے مخالف بات کو اسی خدا کے نام پر کہتے۔ اعلان کرتے ہوئے ذرہ بھر بھی جھجک محسوس نہیں ہوئی۔ بلکہ ڈکے کی چوٹ پر پہلی بات کے مخالف بات کر کے دونوں کو الہام قرار دے کر خدا کو متناقض بات کہنے والا پیش کرتے ہیں اور جس حدیث کو پہلے غلط اور بے بنیاد کہا، اسی کو پیسے بٹورنے کی خاطر رسول کریم ﷺ کی پیش گوئی قرار دے ڈالا اور دنیاوی مال کے حصول کی خاطر ایمان، شرافت، سچائی، قرآن شریف، احادیث غرضیکہ ہر چیز داؤ پر لگادی۔ اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی اپنی ہی

تخزیروں اور فیصلہ کے مطابق ایک پاگل یا مجہول اور نبوت کے ناجائز دعویدار کے پیچھے لگتے ہو یا ہادی برحق کے جھنڈے تلے آتے ہو۔ احادیث کو چھوڑ کر اپنے ہی قول کے مطابق ”غبیث“ قرار پانے والے مرزا قادیانی کو گلے لگاتے ہو یا چھوڑتے ہو؟
اللہ تعالیٰ ہم سب کو راہ ہدایت پر رکھے اور انجام بخیر کرے۔ آمین!

(۷) ہفوات مرزا قادیانی

(شیخ راحیل احمد۔ جرمنی)

مرزا غلام احمد قادیانی نے ملہم، مجہد، مامور، مثیل مسیح، مسیح ابن مریم، محدث، نبی، بروزی نبی، تمام الہامی صحیفوں کی پیش گوئیوں کا مورد، خدا کا پہلوان نبیوں کے چوغہ میں، تمام نبیوں کی خوبیوں کا مجموعہ، تمام نبیوں کا مثیل، کرشن رودر گوپال، آریوں کا بادشاہ، خاتم الانبیاء وغیرہ وغیرہ ہوتے ہوئے خدا کے بیٹے اور پھر خدائی کے دعویٰ تک کئے۔

جس شخص کے اتنے دعوے ہوں۔ اس کے دعوؤں پر غور کرنے سے پہلے یقینی طور پر اس کی شخصیت کا جائزہ لیا جائے گا کہ یہ شخصیت پاکیزگی، صفائی، اخلاق، عقل و دانش، روحانیت، حکمت، دیانت داری اور حقوق العباد کے اس معیار پر پورا اترتی ہے جو کہ نبیوں کے وجود کا خاصہ ہوتی ہے یا کہ یہ صاحب صرف مرقا و مانجھو لیا کا شکار یا نہ ہی دکاندار ہیں۔ مزے کی بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے دعویٰ کی طرح ان کے خاندان بھی بے شمار تھے جس کا ذکر کچھ آگے چل کر آئے گا اور بیماریاں بھی بے شمار تھیں جن کی کسی قدر تفصیل میرے مضمون: ”دائم المرض مرزا“ میں آچکی ہے۔

جس زمانے میں مرزا قادیانی نے اپنا مذہبی کھڑاگ پھیلا یا، اس زمانے میں ہندوستان کے مسلمانوں کے سیاسی، سماجی، علمی و روحانی حالات، جمہوریت، تنزل، خوف، غربت اور انتشار کے شدید دباؤ کا شکار تھے۔ دوسرے مرزا قادیانی نے ایک ماہر پروپیگنڈہ باز کی چالیں چلیں اور پروپیگنڈہ کا شکار ہو کر آنے والوں کو ان کی بے خبری اور لاپرواہی کی وجہ سے مسریم کا شکار بنایا۔ جس کی وجہ سے ان کو کچھ کامیابی حاصل ہوئی اور جو چند ہزار لوگ اپنی کم علمی، دین سے محبت، سادگی، مجبور یوں، اغراض کی وجہ سے مرزا قادیانی کے ساتھ لگے رہے۔

آج کے قادیانیوں کی نوے فیصد تعداد انہی کی نسل ہے جن کو اصل حقائق کا کچھ علم نہیں۔ بس وہ پیدا ہوتے ہی برین واشنگ کا شکار بننے میں اور جب بالغ ہوتے ہیں تو سمجھائے

ہوئے نہیں بلکہ سدھائے ہوئے قادیانی ہوتے ہیں اور ان کو دو چار آیتیں، چار پانچ حدیثیں، دو چار حوالے، دو چار مینترے اور میں نہ مانوں کی رٹ سکھا کر اور دماغ میں ایک بات ڈال کر کہ حضرت مسیح موعود کا الہام ہے کہ تیرے فرقے کے لوگ علم و فضل میں سب سے آگے ہوں گے اور تمہیں کوئی شکست نہیں دے سکتا۔ دوسرے مولوی جو حوالے دیں وہ جھوٹ ہیں یا تو زمر و زکر پیش کئے ہوئے ہیں۔ ان کو نہ ماننا۔ ایک قادیانی کو پروان چڑھایا جاتا ہے۔ بات بھی صحیح ہے کہ جب ہر حوالے کو یہ کہہ کر رد کر دیں کہ آپ لوگ صحیح حوالے نہیں دیتے۔ پورے حوالے نہیں دیتے۔ زیر پر کا چکر وغیرہ تو بزرگ خود وہ جیتے ہی جیتے ہوئے ہیں۔ بلکہ اس طرح تو وہ ماں کے پیٹ سے ہی فاتح پیدا ہوئے ہیں۔ میں خود بھی ایک عرصہ تک اس قسم کی خوش فہمی میں رہا کہ میں تین آیتوں، چار حدیثوں اور پانچ مینتروں سے قادیانیوں کے بڑے سے بڑے مولوی کا منہ بند کر سکتا ہوں۔ لیکن جب ایک بٹ صاحب نے اپنی (بزرگ خود) فتح کا قصہ مجھے تفصیلاً سنایا، اور اس قصہ سنانے کے بعد بٹ صاحب نے داد طلب نظروں سے میری طرف دیکھا..... تو..... میں اتفاق سے ان مولوی صاحب کی باتیں کسی اور موضوع پر سن چکا تھا اور ان سے مجھے ذاتی ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا اور ان سے عقیدتا، اتفاق نہ کرنے کے باوجود ان کے مطالعہ اور مدلل طرز گفتگو کو بھی سراہتا تھا۔ ان کے جانے کے بعد میں بڑی دیر تک سوچتا رہا کہ کیا ایک بچہ جس کو چلنا بھی نہیں آتا ایک پہلوان کو چاروں شانے چت کر سکتا ہے؟ اور جب تجربہ کیا تو اکثر قادیانیوں کا طرز عمل بٹ صاحب کی طرح ہی تھا اور یہی سمجھ آئی کہ ہم سب ایک ہی طریقہ سے سدھائے گئے ہیں کہ جب کوئی مخالف باہت کرنے تو اس کو کہو کہ حوالہ دو۔ جب وہ جماعت کی کسی بات کا حوالہ دیتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ تو ایک عالم (جماعتی) مولوی نے لکھی ہے۔ اس کی بات میرے لئے حجت نہیں۔ کسی خلیفہ کی بات ہو تو بتاؤ۔ جب وہ حوالہ بھی سامنے رکھ دے تو کہتے ہیں کہ نہیں، میرے لئے مسیح موعود کی لکھی، کئی بات صحیح ہے، باقی کسی کی بات میرے لئے قابل قبول نہیں۔ جب وہ حوالہ بھی آگے رکھ دیں تو پہلے یہ اعتراض کہ یہ حوالہ صحیح نہیں تو زمر و زکر پیش کیا جا رہا ہے۔ سیاق و سباق سے ہٹ کر ہے۔ لیکن جب اصل حوالہ بھی آگے رکھ دیں تو کہیں گے کہ قرآن وحدیث سے بات کرو اور وہاں تیرہ چودہ صدیوں کے ائمہ، اولیاء کرام کی تحریرات کو نظر انداز کر کے پھر مرزا قادیانی کی تاویلات کو پیش کرتے ہیں اخدا کا شکر ہے کہ میرا معاملہ تو ”سدھائے ہوئے ہیں“ سے ”سدھائے ہوئے تھے“ پر آ گیا ہے۔ اللہ باقی قادیانیوں کو بھی ہدایت دے۔ آمین۔ خیر بات ہو رہی تھی کہ مرزا قادیانی کی ذات پر کہ وہ آیانہوت کے اہل تھے یا نہیں۔ اس سلسلے میں خاکسار اپنے مطالعہ

اور فرقہ قادیانیت میں اپنے بچپن سالہ ذاتی تجربات کے نتائج پر مشتمل مختلف موضوعات کے تحت اس فرقہ کے بارے میں ایک سلسلہ مضامین کا لکھ رہا ہے۔ موجودہ مضمون میں مرزا قادیانی کی حکمت، علم و دانش کا مختلف جہتوں سے انتہائی مختصر جائزہ پیش کروں گا۔ ”مگر قبول اقتدز ہے عز و شرف“ میں اپنے مضامین میں بنیادی طور پر مرزا قادیانی۔ ان کی اولاد اور اصحاب کی اپنی تحریروں کو ہی بنیاد بنا تا ہوں (تاہم کوئی قبالہ نہ ہونے کی صورت میں قادیانی علماء کرام، سکالرز کی کتابوں کا بھی حوالہ دیتا ہوں) تاکہ میرے قادیانی دوست یہ نہ کہیں کہ یہ مولویوں کے حوالے ہیں جو جھوٹ ہوتے ہیں۔ وہ بے چارے بھی اور کیا کریں؟ ان کو سکھایا ہی یہی گیا ہے۔ امام الزماں کے لئے جو معیار قرآن وحدیث سے ثابت ہے اس کے مطابق مرزا قادیانی کے دعوے دیکھنے چاہئیں۔ لیکن مرزا قادیانی کا امام الزماں ہونے کا دعویٰ بھی ہے اور اس دعویٰ کی جو خصوصیات یا خامیاں، یا معیار قابلیت مرزا قادیانی خود پیش کریں۔ اگر اس کے مطابق بھی جائزہ لیں تو میرا خیال ہے کہ قارئین کو گفتن طبع کے طور پر کچھ مزید مواد میسر آ جائے گا۔ اس لئے آج خاکسار مرزا قادیانی کے اپنے مقرر کردہ معیار پر مرزا قادیانی کے بعض افعال اور ارشادات وغیرہ جانچنے کے لئے آپ کی خدمات میں پیش کر رہا ہے اور اس خواہش کے ساتھ کہ آپ کسی نتیجہ پر پہنچ سکیں۔ مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ”امام الزماں کو مخالفوں اور عام سانکوں کے مقابل پر اس قدر الہام کی ضرورت نہیں جس قدر علی قوت کی ضرورت ہے کیونکہ شریعت پر ہر ایک قسم کے اعتراض کرنے والے ہوتے ہیں۔ طبابت کی رو سے بھی، ہیئت کی رو سے بھی، طبیب کی رو سے بھی، جغرافیہ کے رو سے بھی، اور کتب سلسلہ اسلام کی رو سے بھی اور عقلی بناء پر بھی۔“ (ضرورت الامام ص ۱۰، خزائن ج ۳ ص ۳۸۰) اور مرزا قادیانی کے فرزند، قادیانی جماعت کے دوسرے خلیفہ اور خود ساختہ مصلح موعود مرزا بشیر الدین محمود احمد لکھتے ہیں کہ: ”مسیحیت یا نبوت وغیرہ کا دعویٰ کرنے والا اگر درحقیقت سچا ہے تو یہ امر ضروری ہے کہ اس کی فہم اور درایت (بمعنی دانائی عقل، دانش، تصدیق، وہ علم جس میں روایت کو عقل کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں، بحوالہ فیروز اللغات۔ ناقل) اور لوگوں سے بڑھ کر ہو۔“

اس مضمون میں خاکسار مرزا قادیانی کی لائینی باتوں، کاموں اور تحریروں کو ”مہنات مرزا“ کے نام سے پیش کر رہا ہے۔ مرزا قادیانی نے جو منہ میں آیا کہا، جو دل کو بھایا کیا اور جو خیال ذہن میں آیا لکھ مارا۔ بغیر یہ دیکھئے کہ اس بات کا اثر کیا ہو گا یا اس بات کا مطلب کیا ہو گا۔ اس کام کا نتیجہ کیا نکلے گا اور اس تحریر پر کون نلے گا اور کون روئے گا۔ پہلے اسی موضوع پر کیا لکھ چکے ہیں اور

اب کیا لکھ رہے ہیں۔ مرزا قادیانی کے کچھ دعویٰ جات نسبتاً تفصیل سے پیش خدمت ہیں کیونکہ آپ جب ان دعویٰ جات کو مد نظر رکھ کر مضمون کا مطالعہ کریں گے تو میرے خیال میں میرا مفہوم آپ بہتر سمجھ سکیں گے۔

سپرنبی

مرزا قادیانی کی تحریر میں چھپے ہوئے پیغام پر خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ مرزائی کا دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں کی صفات کا مجموعہ ان کو بنایا ہے۔ فرماتے ہیں: ”اس زمانے میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راست باز اور مقدس نبی گزر چکے ہیں، ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جائیں تو وہ میں ہوں۔“

(برائین احمدیہ مجرم ص ۹۰، خزائن ج ۲۱ ص ۱۱۷)

اب آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو تونہ بتایا جو کہ نبیوں کے سردار ہیں کہ تمام انبیاء کی خوبیاں ان میں یکجا کر دی گئی ہیں اور جب چاہا تو مرزا قادیانی کے زمانے اور ان کے وجود میں؟ اور پھر فرماتے ہیں کہ: ”اس (خدا) نے ہر نبی کو جام دیا ہے مگر وہی جام مجھے لبالب بھر کر دیا ہے۔“

اب ذرا ان دونوں حوالوں کو غور سے دیکھئے کہ دوسرا حوالہ بھی میرے پہلے حوالہ سے اخذ کردہ مطلب کی تائید کرتا ہے یا نہیں کہ سب نبیوں کے سردار محمد ﷺ سمیت صرف جام دیا لیکن مرزا قادیانی کے لئے اور صرف مرزا قادیانی کے لئے جام لبالب بھر دیا۔ اگر کسی قاری کا خیال ہے کہ یہ دو حوالوں سے تشفی نہیں ہوتی کہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو تمام نبیوں سے بڑھ کر سمجھتے ہیں تو اس حوالہ بارے میں کیا خیال ہے۔ مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ”آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔“

اب دیکھیں کہ مرزا قادیانی نے کسی ایک نبی کی تخصیص نہیں کی اور اپنے آپ کو ”سپر نبی“ کے طور پر پیش کر رہے ہیں۔ قادیانی حضرات کہیں گے کہ نہیں یہ غلط مطلب ہے۔ لیکن آئیں مزید چیک کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے بیٹے بھی یہی تاثر دیتے ہیں جو میرا تاثر ہے یا کہ نہیں۔ مرزا قادیانی کے بیٹے بشیر الدین محمود احمد بزم خود موعود کہلاتے بھی ہیں۔ لکھتے ہیں: ”اس (مرزا غلام احمد قادیانی) نے ہمارے لئے اخلاقیات اور ضابطہ حیات کا مکمل ذخیرہ چھوڑا ہے، تمام ذی عقل انسانوں کو یہ ماننا پڑے گا کہ ان پر عمل کرنے سے ہی مسیح موعود کی آمد کے مقاصد کی تکمیل ہو سکتی ہے۔“

بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ! دیکھیں ہم بطور مسلمان اس بات پر ایمان رکھتے ہیں اور اس بات کی دوسرے مذاہب کے بہت سے انصاف پسند لوگ بھی تائید کرتے ہیں کہ انسانی اخلاق اور مکمل ترین ضابطہ حیات کا اصل ذخیرہ دراصل حضور ﷺ نے چھوڑا ہے۔ لیکن یہاں رسول کریم ﷺ کا نام اشارہ کا بھی نہیں لیا جا رہا بلکہ ہر اچھائی کو مرزا قادیانی سے منسوب کر کے ان کو سب سے بہتر (بزرگم خود) قرار دے کر مرزا قادیانی کے چھپے ہوئے ”سپر نبی“ کے دعوے کو مضبوط بنانے کی کوششیں ہو رہی ہیں اور لاشعوری طور پر قادیانیوں کے ذہنوں میں یہ بات بٹھانے کی کوشش ہو رہی ہے کہ مرزا قادیانی ایک ایسا سپر نبی ہے جس کے سامنے سارے نبی (نعمو باللہ) ایویں ہی ہیں یا نبیوں کے سردار سمیت سب اس کے سامنے پانی بھرتے ہیں کیونکہ خدا بھی مرزا قادیانی کے ارادہ کے تحت ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کا الہام ہے کہ: ”میں وہی ارادہ کروں گا جو تمہارا ارادہ ہے۔“ (حقیقت الوحی ص ۱۰۶، خزائن ص ۲۲ ج ۱۰۹) اس قسم کے توبے شمار حوالے ہیں مگر اس مضمون میں ان سب حوالوں کا ذکر نہیں ہو سکتا۔ مختلف موضوعات کے تحت خاکسار کے مضامین میں قدرے تفصیلاً یہ حوالے لے سکتے ہیں۔

خاندان

مرزا قادیانی کے خاندان کا تعین کرنا بھی آسان نہیں۔ ”ایسا ہی خدا تعالیٰ نے بذریعہ اپنے الہام کے مجھے یہ حجت بھی سکھائی کہ ان کو کہہ دے کہ رسول اور نبی اور سب جو خدا کی طرف سے آتے ہیں اور دین حق کی دعوت دیتے ہیں۔ وہ قوم کے شریف اور اعلیٰ خاندان سے ہوتے ہیں اور دنیا کی رو سے بھی ان کا خاندان امارت اور ریاست کا خاندان ہوتا ہے تاکہ کوئی شخص کسی طور پر کراہت کر کے دولت قبول سے محروم نہ رہے۔ سو میرا خاندان ایسا ہی ہے جیسا کہ براہین احمدیہ کے الہام مندرجہ ص ۳۹۰ میں اسی طرف اشارہ ہے اور وہ یہ ہے۔ سبحان اللہ تبارک و تعالیٰ زاد مجدک ینقطع آباءک و یبده منک۔ یعنی سب پاکیاں خدا کے لئے ہیں جس نے تیرے خاندان کی بزرگی سے بڑھ کر تجھے بزرگی بخشی۔ اب سے تیرے مشہور (کیا واقعی کوئی مشہور باپ دادا تھا بھی؟ ناقل) باپ دادوں کا ذکر منقطع ہو جائے گا اور خدا ابتداء خاندان کا تجھ سے کرے گا۔“ (تزیین القلوب ص ۶۹، خزائن ج ۱۵ ص ۲۸۵) مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”میں ایک نہایت کم درجہ حیثیت کا انسان تھا اور اس قدر کم حیثیت تھا کہ قابل ذکر نہ تھا اور کسی ایسے ممتاز خاندان سے نہ تھا۔“ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۵، خزائن ج ۲۱ ص ۷۰) مرزا قادیانی نے ایک اور شجرہ نسب یوں دیا ہے۔

مغل برلاس

”اب میرے سوانح اس طرح پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد، میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضیٰ اور دادا کا نام عطاء محمد اور میرے پڑدادا صاحب کا نام گل محمد تھا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہماری قوم مغل برلاس ہے اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے جواب تک محفوظ ہیں، معلوم ہوا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے۔“

(کتاب البریہ ص ۱۳۳، ۱۳۵، حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۶۲، ۱۶۳)

اسرائیلی اور فاطمی

”غرض میرے وجود میں ایک حصہ اسرائیلی ہے اور ایک فاطمی اور میں دونوں مبارک پیوندوں سے مرکب ہوں۔“ (تحدہ گولڈویہ ص ۱۹، خزائن ج ۷ ص ۱۱۸) تفصیل کے لئے مرزا قادیانی جیفا طہ اور بنی اسرائیل کیسے بنے تو اس کو تحدہ گولڈویہ کے ص ۱۱۵، ۲۰ تا ۱۱۸ تک پڑھیں۔

الہامی فارسی الاصل

لیکن مہدی بننے کی تیاری ہو رہی تھی اور کہیں کسی کتاب میں پڑھا ہوگا کہ جو ایمان کو ثریا سے واپس لائے گا۔ وہ فارسی الاصل ہوگا اور اب خاندانی ریکارڈ کو نظر انداز بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ اس لئے الہامی فارسی الاصل بن گئے۔ ”عرصہ سترہ یا اٹھارہ برس کا ہوا تو خدا تعالیٰ کے متواتر الہامات سے مجھے معلوم ہوا کہ میرے باپ دادا فارسی الاصل ہیں۔“ (کتاب البریہ حاشیہ ص ۱۳۳، خزائن ج ۳ ص ۱۶۲) اور بعد میں مرزا قادیانی کا خدا الہاماً اس رجل فارسی کا شکریہ بھی ادا کرتا ہے، کس بات کا؟

خاندان چینی حدود سے

”شیخ محی الدین ابن عربی اپنی کتاب فصوص الحکم میں مہدی خاتم الاولیاء کی ایک علامت لکھتے ہیں کہ اس کا خاندان چینی حدود میں سے ہوگا اور اس کی پیدائش میں یہ قدرت ہوگی کہ اس کے ساتھ ایک لڑکی بطور توام پیدا ہوگی۔ یعنی اس طرح پر خدا اثاث کا مادہ اس سے الگ کر دے گا۔ سو اسی کشف کے مطابق اس عاجز کی ولادت ہوئی ہے اور اسی کشف کے مطابق میرے بزرگ چینی حدود سے پنجاب پہنچے ہیں۔“ (تحدہ گولڈویہ حاشیہ ص ۲۵، خزائن ج ۷ ص ۱۲۷) (ابن عربی کی روایت میں تحریف کی تفصیل بھی آئندہ)

بنی فاطمہ سے ہونے کے ثبوت

”یہ ہے کہ سادات کی جڑ بھی ہے کہ وہ بنی فاطمہ ہیں۔ سو میں اگرچہ علوی تو نہیں ہوں مگر بنی فاطمہ میں سے ہوں۔ میری بعض دادیاں مشہور اور صحیح النسب سادات تھیں۔ ہمارے خاندان میں یہ طریق جاری رہا ہے کہ کبھی سادات کی لڑکیاں ہمارے خاندان میں آئیں اور کبھی ہمارے خاندان کی لڑکیاں اس میں گئیں۔ ماسوا! اس کے یہ مرتبہ فضیلت جو ہمارے خاندان کو حاصل ہے، صرف انسانی روایتوں تک محدود نہیں بلکہ خدا نے اپنی پاک وحی سے اس کی تصدیق کی ہے۔ (نزول المسح حاشیہ ص ۳۸، خزائن ج ۱۸ ص ۴۲۶)۔ اب کئی وادیوں سے ایک پر اتر آئے ہیں: ”یہ بات میرے اجداد کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک دادی شریف خاندان سادات سے اور اور بنی فاطمہ میں سے تھی۔“ (ایک غلطی کا ازالہ حاشیہ ص ۸، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲) بنی فاطمہ ہونے کا ایک اور ثبوت، سادات کی دامادی!! ”اور بنی فاطمہ ہونے میں یہ الہام ہے (عربی عبارت کا ترجمہ مرزا قادیانی کے اپنے الفاظ میں) یعنی تمام حمد اور تعریف اس خدا کے لئے جس نے تمہیں فخر دامادی سادات اور فخر علو نسب جو دونوں مماثل و مشابہ ہیں، عطاء فرمایا یعنی تمہیں سادات کا داماد ہونے کی فضیلت عطا کی۔“ (تحدہ گزٹویہ ص ۱۹، خزائن ج ۱۷ ص ۱۱۷)۔ ”پھر علو خاندان کی نسبت دوسرا الہام یہ ہے۔ الحمد للہ الذی جعل لکم لصهر والنسب۔ ترجمہ: اس خدا کو تمام تعریفیں ہیں جس نے تیری دامادی کا رشتہ عالی نصب میں کیا اور خود تجھے عالی نصب اور شریف خاندان سے بنایا۔ اور اس عظمت خاندانی کے علاوہ میرے الہامات میں جس قدر اس بات کی تصریح کی گئی ہے کہ یہ خالص سید اور بنی فاطمہ ہیں۔ یہ ایک خاص فخر کا مقام ان لوگوں کے لئے ہے اور میں خیال نہیں کر سکتا کہ تمام پنجاب اور ہندوستان بلکہ تمام اسلامی دنیا میں کوئی اور خاندان سادات کا مایا ہو کہ نہ صرف ان کی سیادت کو اسلامی سلطنت نے مان کر ان کی تعظیم کی ہو۔ بلکہ خدا نے اپنی خاص کلام اور گواہی سے اس کی تصدیق کر دی ہو۔“ (تزیان القلوب ص ۶۹، خزائن ج ۱۵ ص ۲۸۵، ۲۸۶)

اب اپنے آخری دور میں پھر مغلوں کی طرف لوٹتے ہیں
 ”میں باپ کے لحاظ سے قوم کا مغل ہوں۔“

(برائین احمدیہ ضمیمہ ص ۱۹۲، خزائن ج ۲۱ ص ۳۶۳)

چچازاد بھائی کی قوم

اپنے سگے چچازاد بھائی کی قوم کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ ”میرا چچازاد بھائی

اپنے آپ کو قوم لال بیکیاں مشہور کرتا ہے۔“
بے شمار تسلیں

”اور میں اپنے خاندان کی نسبت سے کئی دفعہ لکھ چکا ہوں کہ وہ ایک شاہی خاندان ہے اور بنی فارس اور بنی فاطمہ کے خون سے ایک معجون مرکب ہے۔ یا شہرت عام کے لحاظ سے یوں کہو کہ وہ خاندان مغلیہ اور خاندان سادات سے ایک ترکیب یافتہ خاندان ہے۔ مگر میں اس پر ایمان لاتا اور اسی پر یقین رکھتا ہوں کہ ہمارے خاندان کی ترکیب بنی فارس اور بنی فاطمہ سے ہے۔ کیونکہ اسی پر الہام الہی کے کوثر نے مجھے یقین دلایا ہے اور گواہی دی ہے۔ (تاریخ القلوب ص ۷۰، خزائن ج ۵ ص ۲۸۶، ۲۸۷) ویسے تو مرزا قادیانی نے اپنی ایک نظم میں فرمایا ہے کہ ”تسلیں ہیں میری بے شمار“..... خاکسارانِ نسلوں پر کوئی تمبر نہیں کرتا! یہ قارئین پر منحصر ہے کہ وہ مرزا قادیانی کی کون سی نسل کو تسلیم کرتے ہیں۔ ویسے آپس کی بات ہے کہ اگر آپ کے قرب و جوار میں آپ کو کوئی اپنی اتنی تسلیں بتائے گا تو آپ کیا سمجھیں گے، کیا کہیں گے؟“

اخلاق

مرزا قادیانی نے اپنے قلم سے نہ صرف اسلام کو نقصان پہنچایا بلکہ اپنے مخالفین کو جس طرح رگیدا ہے اس کی مثال کسی نبی کے کلام میں نہیں ملے گی۔ نہ ہی کسی آئمہ کے، نہ کسی مجدد کے، نہ کسی ولی کے، حتیٰ کہ کسی شریف آدمی کے کلام میں بھی نہیں ملے گی۔ اوپر سے یہ تعلیٰ کہ: ”خدا وہ ہے کہ جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔“ (اربعین ص ۳۶، خزائن ج ۷ ص ۴۲۶)۔ اس فقرے کا بھی تجزیہ کریں تو بات بہت دور تک پہنچتی ہے لیکن اب مرزا قادیانی کی (ان کے خدا کی دی ہوئی) تہذیب دیکھئے، فرماتے ہیں ”تو کینوں اور سفلوں میں سے تھا۔“ (چند اللہ ص ۲۸، خزائن ج ۱۲ ص ۱۹۶) ”تیرا سر تیرے ہی جوتوں کے ساتھ نرم کیا جائے گا۔“ (چند اللہ ص ۵۷، خزائن ج ۱۲ ص ۲۰۵) ”اے کلب العناد، اے نادان۔“ (چند اللہ ص ۵۸، خزائن ج ۱۲ ص ۲۰۶) اور نمونے دکھانے سے پہلے میں مرزا قادیانی کا ایک دعویٰ پیش کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں: ”میں سچ سچ کہتا ہوں، جہاں تک مجھے معلوم ہے میں نے ایک لفظ بھی ایسا استعمال نہیں کیا جس کو دشنام دی کہا جائے۔“ (ازالہ اوہام ص ۱۳، خزائن ج ۳ ص ۱۰۹)

اب آپ کی خدمت میں مزید کچھ حوالے پیش کرتا ہوں۔ لیکن ان حوالوں کو پڑھنے سے بیشتر آپ سے درخواست ہے کہ ایک لمحہ کے لئے آنکھیں بند کر لیجئے اور تصور میں لائیں کہ چھوٹے بچے کسی کو چڑانے کے لئے یہ باتیں کر رہے ہیں یا کوئی دل جلی بھاریان دانت پیس کر

کو سنے دیر ہی ہے۔ تصور میں لے آئے ہیں تو پھر پڑھئے: ”جلد بازوں کی طرح بکواس مت کر۔“ (جزء اللہ ص ۵۹، خزائن ج ۱۲ ص ۲۰۷) ”تجھ پر لعنت اے مسخ شدہ۔“ (جزء اللہ ص ۶۱، خزائن ج ۱۲ ص ۲۰۹) ”اے غزنی کے بندر“ (جزء اللہ ص ۶۲، خزائن ج ۱۲ ص ۲۱۰) ”تو کتوں کی طرح تھا۔“ (جزء اللہ ص ۶۳، خزائن ج ۱۲ ص ۲۱۱) ”تو غرق کیا گیا اور جلایا گیا اے احمقوں کے فضلے۔“ (جزء اللہ ص ۷۲، خزائن ج ۱۲ ص ۲۲۰) داد دیجئے کہ مرزا قادیانی واقعی صاحب القلم ہیں۔ ابھی صرف ایک کتاب سے اخلاق و تہذیب کے نمونے سارے نہیں آدھے بھی نہیں چوتھائی بھی نہیں بلکہ صرف دیک سے ایک دانے کے طور پر پیش کئے ہیں۔ کیسی کیسی اخلاق فاضلہ سے پر تحریریں ہیں ان کی۔ یہ تہذیب و اخلاق ہے جس کے ساتھ ”مرزا قادیانی کے خدا“ نے ان کو بھیجا ہے اور یہ تحریریں اس بات کا ثبوت ہیں کہ مرزا قادیانی سچ کچھ کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے کبھی دشنام دہی نہیں کی؟ اور یہ تو مرزائی تہذیب کا مزید اعلیٰ نمونہ پیش ہے: ”دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کیتوں سے بڑھ گئی ہیں۔“ (انجم الہدی ص ۱۰، خزائن ج ۱۳ ص ۵۳) اور دشمنوں میں نہ صرف علماء بلکہ مسلمان، ان کے اپنے قریبی رشتہ دار اور پہلی بیوی اور اس بیوی سے اولاد بھی شامل ہے۔ آئیں ہم سب مل کر یقین کریں کہ مرزا قادیانی کو ان کے خدا نے واقعی تہذیب کے ساتھ بھیجا ہے اور انہوں نے سچ کچھ بھی کسی قسم کی دشنام دہی نہیں کی اور ہم مرزاجی ہی کے اس قول پر کہ: ”گالیاں دینا سفلوں اور کینوں کا کام ہے۔“ (ست بچن ص ۲۱، خزائن ج ۱۰ ص ۱۳۳) اس بات کو ختم کر کے اگلی بات پر چلتے ہیں۔

تخل

آج بات زیادہ تر امام الزماں مرزا قادیانی کے ارشادات کے تحت ہو رہی ہے اور مرزا قادیانی نے امام الزماں کی ایک نشانی یہ بھی بتائی ہے کہ اس میں تحمل ہونا چاہئے۔ ہم مرزا قادیانی کی اس بات کو سراہتے ہوئے اس طرف بھی ایک طائرانہ نظر ڈالتے چلتے ہیں۔ مرزا قادیانی کا ارشاد ہے: ”قوت اخلاق، چونکہ اماموں کو طرح طرح کے اوباشوں اور سفلوں اور بد زبان لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے اس لئے ان میں اعلیٰ درجہ کی اخلاقی قوت کا ہونا ضروری ہے تاکہ ان میں طیش نفس اور جھوٹا نہ جوش پیدا نہ ہو اور لوگ ان کے فیض سے محروم نہ رہیں۔ یہ بات نہایت قابل شرم ہے کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر پھر اخلاق رذیلہ میں گرفتار ہو اور درشت بات کا ذرا بھر بھی تحمل نہ ہو سکے اور جو امام زمان کہلا کر ایسی کچھ طبیعت کا آدمی ہو کہ ادنیٰ بات پر منہ میں جھاگ آتا ہے۔ آنکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں۔ وہ کسی طرح بھی امام زمان نہیں ہو سکتا۔ لہذا اس پر

آیت انک لعلی خلق عظیم کا پورے طور پر صادق آ جانا ضروری ہے۔ (ضرورۃ الامام ص ۸، خزائن ج ۳ ص ۴۷۸) اب ایک واقعہ مرزا قادیانی کے برداشت اور تحمل کا بھی ہو جائے۔ پیر مہر علی شاہ گولڑوٹی نے مرزا جی کے عقائد کے رد میں ایک کتاب ”سیف چشتیائی“ لکھی اور مرزا جی کو بھی بھجوائی۔ جب وہ کتاب مرزا قادیانی کو ملی تو ایک نظر میں ہی اندازہ ہو گیا کہ اس کتاب نے مرزا قادیانی کے عقائد کے پرچے اڑا کر رکھ دیئے ہیں۔ انتہائی غیض و غضب کی حالت ان پر طاری ہوئی اور کہنے لگے: ”مجھے ایک کتاب کذاب (پیر مہر علی شاہ گولڑوٹی۔ ناقل) کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن، پس میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین! تجھ پر لعنت، تو ملعون کے سبب سے ملعون ہو گئی، پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی۔“

(اعجاز احمدی ص ۵۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۸)

دیکھا آپ نے خود ساختہ امام الزماں کا مثالی تحمل، کہ صرف ان کے عقائد کے مخالفانہ کتاب ملنے پر نہ صرف معصوف بلکہ اس پورے علاقے کو ہی ملعون قرار دے دیا۔ اب اس علاقے کے لوگ یہ پڑھنے کے بعد کہ ان کی سر زمین تا قیامت ملعون قرار دے رہے ہیں۔ یقیناً فیض یاب ہو رہے ہوں گے۔ امام الزماں کے فیض سے؟ اس پر مزید تفصیل کے ساتھ کسی آئندہ نشست میں۔ اب ہم اگلے موضوع کی طرف چلتے ہیں۔

طبابت

مرزا قادیانی کے بقول ان کے والد ایک حاذق طبیب تھے اور طبابت کا علم انہوں نے اپنے والد سے پڑھا تھا۔ مرزا قادیانی کی طبابت پر کسی حد تک تفصیلی روشنی تو کسی اور آرٹیکل میں ڈالیں گے، انشاء اللہ۔ آج صرف ایک آدھ نمونہ سے ہی کام چلائیں۔ مرزا قادیانی کی طب کے بارے میں ہم ان کے بیٹے بشیر احمد ایم اے، جن کا لقب بمطابق مرزا قادیانی کے الہام کے ”قر الانبیاء“ ہے، لکھتے ہیں: ”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب (مرزا قادیانی کے برادر نسبتی۔ ناقل) نے مجھ سے بیان کیا کہ علاج کے معاملہ میں حضرت مسیح موعود کا طریقہ تھا کہ کبھی ایک قسم کا علاج نہ کرتے۔ بلکہ ایک ہی بیماری میں انگریزی دوا بھی دیتے رہتے تھے اور ساتھ ساتھ یونانی بھی دیتے جاتے تھے۔ پھر جو شخص کوئی مفید بات کہہ دے اس پر بھی عمل کرتے تھے اور اگر کسی کو خواب میں معلوم ہوا تو اس پر بھی عمل فرماتے تھے۔ پھر ساتھ ساتھ دعا بھی کرتے تھے اور ایک ہی وقت میں ڈاکٹروں حکیموں سے مشورہ بھی لیتے تھے اور طب کی کتاب دیکھ کر بھی علاج میں مدد لیتے تھے۔ غرض علاج کو ایک عجیب رنگ کا مرکب بنا دیتے تھے اور اصل بھروسہ آپ کا خدا پر

ہوتا تھا۔“ (سیرت الہدی ج سوئم ص ۲۷۰ روایت ۹۰۶) واہ بھائی واہ! دعا بھی مرکب، خاندان بھی مرکب، اخلاق بھی مرکب اور اب طب بھی مرکب۔ ابھی تو پتہ نہیں اور کیا کیا مرکب ہوگا؟ دوستو ذرا سوچو! ایک دیہاتی اور ان پڑھ عطائی بھی اس طرح نہیں کرتا جس طرح یہ (خود ساختہ) امام الزماں، جس کا دعویٰ ہے کہ: ”امام الزماں کو مخالفوں اور عام سانکوں کے مقابل پر اس قدر الہام کی ضرورت نہیں جس قدر علمی قوت کی ضرورت ہے۔ کیونکہ شریعت پر ہر ایک قسم کے اعتراض کرنے والے ہوتے ہیں، طبابت کی رو سے بھی..... اور یہ ایک ایسے طیب کا ذکر ہے جو سب نبیوں سے علم و عرفان میں افضل ہونے کا دعویٰ دار ہے۔ اس نبی کی نہ صرف طبابت بلکہ ہر کام، ہر دعویٰ چوں چوں کا مربہ ہے۔ لگ گیا تو تیرور نہ..... غریب غربا اور عقیدت مند یا ارادت مند بھارے تو ان کی طبابت کا نشانہ بنے ہی تھے تھک لگ گیا اور بچ گئے تو مرزا قادیانی کی کرامت اور اگر اگلے جہاں کو سدھارا تو اللہ کی مرضی۔ آئیے دیکھیں کہ گھر کے بھیدی، ان کی طب پر کتنا بھروسہ کرتے تھے۔ ایک واقعہ مرزا قادیانی کی دوسری ساس کا۔ اس خاتون کا جنہوں نے مرزا قادیانی کو اپنی بیٹی نصرت جہاں دی (جو بعد میں مرزا قادیانی کے حکم سے ام المومنین کہلائیں)، وہ اپنے داماد کی طب کے بارے میں کیا روئیہ رکھتی تھیں۔ اس سلسلے میں مرزا قادیانی کی سیرت کے مصنف مرزا بشیر احمد ایم اے پسر مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب سے ایک واقعہ: ”ڈاکٹر میر اسطیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود کا ایک چچیرا بھائی مرزا کمال الدین تھا۔ یہ شخص جوانی میں فقراء کے پھندے میں پھنس گیا۔ اس لئے دنیا سے کنارہ کش ہو کر بالکل گوشہ نشین ہو گیا۔ مگر وہ اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح حضرت صاحب سے پر خاش نہ رکھتا تھا۔ علاج معالجہ اور دم تعویز بھی کیا کرتا تھا اور بعض عمدہ عمدہ نسخے اس کو یاد تھے۔ چنانچہ ہماری والدہ صاحبہ (مرزا جی کی ساس۔ نقل) میاں محمد اسحق کے علاج کے لئے ان سے ہی گولیاں اور ادویہ منگوایا کرتی تھیں اور حضرت صاحب کو بھی اس کا علم تھا۔ (سیرت الہدی ج سوئم ص ۲۸، روایت ۸۳۱) اندازہ لگائیں کہ یہ تھی طبابت علمی قوت والے امام الزماں کی اور اس پر اس کے گھر والوں کے اس امام الزماں کی طبابت پر یقین محکم کی۔ گھر کے خاص لوگ بھی ان کی طبابت پر بھروسہ نہیں کرتے تھے اور اپنے اور بچوں کے علاج کے لئے اس امام الزماں کے شریکوں کے پاس جاتے تھے کیونکہ ان کو اچھی طرح علم تھا کہ ان کے علاج کس قدر معکمہ خیز ہوتے ہیں۔ خاکسار آپ کی خدمت میں سرور کا ایک نسخہ مرزا کی طب سے پیش کرتا ہے اور اگر آپ چاہیں تو اس نسخہ سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں، مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم

اے، سیرت الہدی میں لکھتے ہیں: ”ایک دفعہ مرزا نظام الدین صاحب (مرزا قادیانی کے چچا زاد۔ ناقل) کو سخت بخار ہوا جس کا دماغ پر اثر تھا۔ اس وقت کوئی طبیب یہاں نہیں تھا۔ مجبوراً مرزا نظام الدین کے عزیزوں نے حضرت صاحب کو اطلاع دی اور آپ فوراً وہاں تشریف لے گئے اور مناسب علاج کیا۔ علاج یہ تھا کہ آپ نے مرغافن کرا کر سر پر باندھا۔“ (سیرت الہدی ج ۳ ص ۵۲۲ روایت ۵۱۱) اس پر میں کوئی تبصرہ کرنا نہیں چاہتا۔ یہ روایت خود ہی سب کچھ کہہ رہی ہے بس جس لائن کو خاکسار نے انڈر لائن کیا ہے اس پر مزید غور کریں تو اندازہ ہو جائے گا کہ ان ملکی قوت والے امام الزماں کے پاس لوگ کب آتے تھے؟

لغویات سے دلچسپی

جیسا کہ ہر شخص جانتا ہے کہ ولیوں اور خدا کے مقرب بندوں کو نیک فطرت انسانوں کو، لغویات، لغو قصوں اور فضول باتوں سے ہمیشہ کراہت رہی اور وہ ایسی چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں اور اپنا کوئی لمحہ جو ان کی انسانی، عائلی اور معاشرتی ذمہ داریوں سے بچا۔ اس لمحے کو انہوں نے اللہ کی عبادت اور ذکر اذکار وغیرہ میں خرچ کیا۔ اگر ایک ولی کی زندگی ایسی چیزوں سے پاک ہوتی ہے تو نبی کے کیا کہنے! اس کا کام اور مقام تو ولی سے کہیں زیادہ آگے ہوتا ہے اور اس کے پاس ایک لمحہ تو کیا اس لمحے کا بلیک حصہ بھی لغویات میں خرچ کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ لیکن انگریزوں کے تحفظ یافتہ نبی کے بارے میں ایک واقعہ اس نبی کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے نے اپنی کتاب میں لکھا ہے: ”میر شفیع احمد صاحب محقق دہلوی نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک مرتبہ ایک عرب حضرت مسیح موعود کے پاس بیٹھا ہوا افریقہ کے بندروں کے اور افریقہ کے لوگوں کے لغو قصے سنانے لگا۔ حضرت صاحب بیٹھے ہنستے رہے۔ آپ نہ تو کبیدہ خاطر ہوئے اور نہ ہی ان کو ان لغو قصوں کو بیان کرنے سے روکا کہ میرا وقت ضائع ہو رہا ہے۔ بلکہ اس کی دل جوئی کے لئے آخر وقت تک خندہ پیشانی سے سنتے رہے۔“ (سیرت الہدی ج سوم ص ۷۷۷ روایت نمبر ۷۹۰) جب ہم اولیاء انبیاء کے قصے سنتے اور پڑھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ ان کے لئے کھانا کھانے کا وقت بھی نکالنا ان کی مجبوری ہوتا ہے تاکہ کوئی لمحہ نیکی سے اور ذکر اذکار سے خالی نہ جائے۔ لیکن یہاں خود ساختہ نبی نہ تو لغو قصوں سے کبیدہ خاطر ہوتا ہے اور نہ ہی وقت ضائع ہونے کا احساس ہے اور نہ ہی کراہت محسوس کرتا ہے اور لغو قصوں پر دل کھول کر اس وقت تک ہنستا رہتا ہے جب تک کہ سنانے والا نہ تھک جائے۔ لیکن کراہیت کہاں محسوس ہوتی ہے؟ مرزا قادیانی اپنی زبانی بتاتے ہیں: ”یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ میں ہمیشہ اپنے سفر کے دنوں میں مسجدوں میں حاضر ہونے سے کراہت ہی کرتا ہوں۔“ (فتح اسلام ص ۴۸، غزوات ج ۳ ص ۲۵ حاشیہ)

احمدی کہلانے والو! اگر یہ باتیں دیکھ کر بھی تمہارا دھیان اس طرف نہیں جاتا کہ جس کو تم نبی مانتے ہو۔ اس کے روز و شب دیکھو تو سہی کیسے گزرتے ہیں۔ یا کم از کم ان باتوں کو سوچو اور اپنے مربیوں سے، امراء سے ان کی تشریح نہ مانگو تو اللہ ہی تمہارا دماغ ٹھکانے لگائے۔ اللہ بھی اس کو ہدایت نہیں دیتا جس کے اپنے دل میں ہدایت کی خواہش نہ ہو۔

علم الحیات

یہ تو ممکن ہے کہ ایک نبی کے جسم کے اندرونی اعضاء کی تفصیل اور ان کے فنکشن کے بارے میں علم نہ ہو۔ لیکن نہ صرف نبی بلکہ ایک عام آدمی کو بھی پتہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے مذکر و مؤنث، انسانوں میں، جانوروں میں حتیٰ کہ نباتات میں بھی بنائے ہیں اور ان کے بعض جسمانی اجزاء اور ان کے نتیجے میں عمل مختلف ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ہر شخص جانتا ہے کہ بعض فنکشن ایک ادا کر سکتا ہے دوسرا نہیں۔ مثلاً مذکر دودھ نہیں دیتا اور بچہ نہیں پھنسا وغیرہ۔ لیکن یہ سہیہ، جن کا دعویٰ نہ صرف طیب ہونے کا ہے۔ بلکہ خدا ان کو ایک لمحہ بھی غلطی پر قائم نہیں رہنے دیتا۔ ان کی دانش کے کچھ نمونے: ”کچھ عرصہ گزرا ہے کہ مظفر گڑھ میں ایک ایسا بکرا پیدا ہوا کہ جو بکریوں کی طرح دودھ دیتا تھا۔“ (سرمہ چشم آریہ ص ۵۱، خزائن ج ۲ ص ۹۹)۔ کیا کہنے اس امام الزماں کی پورے زمانے کی عقل سے بالا باتوں کے۔ علم الحیوانات کے احمدی ماہرین متوجہ ہوں۔ ان کی تحقیق کے لئے امام الزماں صاحب صرف بکرے کے دودھ کا ہی نہیں ایک اور بھی موضوع کا دے گئے ہیں۔ فرماتے ہیں: ”بعض نے یہ بھی دیکھا کہ چوہا خشک مٹی سے پیدا ہوا جس کا آدھا دھڑ تو مٹی کا تھا اور آدھا چوہا بن گیا تھا۔“ (سرمہ چشم آریہ ص ۵۱، خزائن ج ۲ ص ۹۹)۔ بات صرف جانوروں تک ہی نہیں بلکہ مرزاجی کا مبلغ علم الاجسام بھی قابل توجہ ہے۔ انہوں نے مرد سے مریم بننے کا اور پھر اپنے آپ حاملہ ہونے کا اور پھر مریم سے عیسیٰ علیہ السلام بننے کا کام تو اپنے تئیں محدود رکھا اور باقی مردوں کو حاملہ تو نہیں بنایا۔ لیکن جاتے جاتے دودھ پلانے والا بنائے گئے۔ فرماتے ہیں: ”تین معتبر، ثقہ اور معزز آدمیوں نے میرے پاس بیان کیا کہ ہم نے چشم خود چند مردوں کو عورتوں کی طرح دودھ دیتے دیکھا ہے۔ بلکہ ایک نے تو ان میں سے کہا کہ امیر علی نام کے ایک سید کالڑکا ہمارے گاؤں میں اپنے باپ کے دودھ سے ہی پرورش پاتا تھا کیونکہ اس کی ماں مر گئی تھی۔“

(سرمہ چشم آریہ ص ۵۱، خزائن ج ۲ ص ۹۹)

اولاد کے ساتھ انٹ شہدٹ

ہم اوپر مرزا قادیانی کی علم الاجسام کے بارے میں تذکرہ کر رہے تھے۔ اس سے ملتا

جلنا ایک واقعہ اور مرزا قادیانی اپنے بیٹے مبارک احمد کو اپنی پیشگوئی صلیح موعود کا مصداق سمجھتے تھے۔ اس کو ایک سپر صلیح موعود بنا کر پیش کرنے کے لئے کیا کیا پڑے۔ یہ ایک تفصیلی کہانی ہے اور شاید اس کے متعلق یہ واقعہ بھی انہی کوکوشوں کی کڑی ہو؟ مبارک کی پیدائش کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: ”مبارک احمد نے اپنی پیدائش سے دو سال پہلی یعنی یکم جنوری ۱۸۹۷ء کو اپنی ماں کے پیٹ میں دوسرے درجہ باتیں کیں اور پھر دو سال بعد ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کو پیدا ہوا۔“ (تزیان القلوب ص ۴۱، خزائن ج ۱۵ ص ۲۷۷) یہ تو پڑھا ہے کہ سنی جب سانپ کے ساتھ اختلاط کرتی ہے تو اگر حالات سازگار نہ ہوں تو سانپ کے مادہ کو وہ اپنے پیٹ میں محفوظ رکھتی ہے اور جب وہ چاہتی ہے اس مادہ سے اپنے انڈوں کو بار آور ہونے دیتی ہے۔ لیکن انسانوں کے بارے میں ایسا کبھی نہیں سنا۔ اگر کسی کے علم میں ایسی بات ہو تو براہ کرم خاکسار کو بھی مطلع کریں۔ ورنہ پیدائش سے دو سال پہلے؟ حیا مانع ہے ورنہ اس کا تجزیہ کیا جائے تو یا تو بندہ اپنا سر پیٹے گا یا پھر بے گاہ۔ لیکن بات یہاں تک نہیں رہتی بلکہ مبارک احمد اپنی پیدائش سے تقریباً دو سال پہلے اپنی بہن مبارک کو بھجوا دیتا ہے دنیا میں لیکن خود انتظار کرتا ہے اچھے وقت کا۔ یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا بلکہ مرزا اجماعی کہہ رہے ہیں۔ آپ بھی سنئے۔ فرماتے ہیں: ”یکم جنوری ۱۸۹۷ء کو پیٹ میں مبارک احمد باتیں کرتا رہا اور ایک ماہ بعد یعنی فروری ۱۸۹۷ء کو لڑکی مبارک پیدا ہو گئی۔ (حقیقت الہی ص ۲۱۷، خزائن ج ۲۲ ص ۲۷۷) اب ماہرین ہی اس بات کی تحقیق کر سکتے ہیں کہ مبارک بیگم پیٹ میں سے مبارک بن کر بولتی رہی یا مبارک احمد نے اپنی جگہ اپنی بہن کو بھجوا دیا اور خود چونکہ اس کے منہ کو خون لگ گیا تھا اس لئے دو سال پیٹ کے اندر حیض کے خون سے پلٹا رہا؟

آٹھ سالہ لڑکے کی ڈھائی سالہ لڑکی سے شادی

دوسرا واقعہ بھی اسی مبارک سے متعلق ہے کہ مبارک احمد کی ۸ سال کی عمر میں شادی کر دی گئی۔ کسی نے خواب دیکھا کہ مبارک احمد کی شادی ہو رہی ہے تو اس کی تعبیر موت نکلی۔ سوچا کہ اس کی شادی کر دی جائے شاید بچ جائے۔ اس طرح مبارک احمد کی شادی ڈھائی سالہ بچی سے کر دی گئی جو کہ ۶ ماہ کے بعد بیوہ ہو گئی۔ بعد میں مرزا ابیہر الدین محمود احمد نے اس کو کسی خاندانی تقریب میں دیکھا تو اس سے شادی کر لی اور وہ بعد میں ام طاہر کہلائی۔ ایک جگہ شادی کی وجہ کے بارے میں لکھا ہے کہ اماں جان کو یہ لڑکی بہت پسند تھی۔ اس لئے شادی کر دی۔ یہ کام وہ امام الزماں کر رہا ہے جس کا دعویٰ ہے کہ اس نے دنیا کے اور بالخصوص مسلمانوں کے گلے میں پڑا ہوا جہالت کا طوق نکالنا تھا۔ مرزا قادیانی دنیا کو انٹ شٹ سنا تے رہے۔ اللہ نے ان کے اپنے بچوں

کے بارے میں ان کے اپنے منہ سے انٹ حدف کھلوایا یا کھسوا یا اور کروایا۔
بیٹی کو چنبیلی کا تیل پلا دیا

اسی طرح لوگوں کو علاج کے نام پر انٹ حدف دوائیاں دیتے رہتے تھے۔ اللہ نے ان کے ہاتھ سے اپنی بیٹی کو تیل پلا دیا۔ پسر مرزا قادیانی مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتے ہیں: ”ڈاکٹر میر محمد السبیل نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی اولاد میں آپ کی لڑکی عصمت ہی صرف ایسی تھی جو قادیان سے باہر پیدا ہوئی اور باہر ہی فوت ہوئی۔ اس کی پیدائش انبالہ جمہورانی کی تھی اور وہ لدھیانہ میں فوت ہوئی۔ اسے ہیضہ ہوا تھا۔ اس لڑکی کو شربت پینے کی عادت پڑ گئی تھی۔ یعنی وہ شربت پسند کرتی تھی۔ حضرت مسیح موعودؑ اس کے لئے شربت کی بوتل ہمیشہ اپنے پاس رکھا کرتے تھے۔ رات کو وہ اٹھتی تو کہتی کہ ابا جان شربت پلا نا، آپ فوراً اٹھ کر شربت بنا کر اسے پلا دیتے تھے۔ ایک روز لدھیانہ میں اس نے اسی طرح رات کو اٹھ کر شربت مانگا۔ حضرت صاحب نے اسے شربت کی جگہ غلطی سے چنبیلی کا تیل پلا دیا۔ جس کی بوتل اتفاقاً شربت کی بوتل کے پاس ہی پڑی تھی۔ لڑکی بھی وہ ”شربت“ پی کر سو رہی۔ صبح جب تیل کم اور گلاس چکنا دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ غلطی ہو گئی ہے مگر خدا کے فضل سے نقصان نہیں ہوا۔ نیز میر صاحب نے بیان کیا کہ اس لڑکی کے فوت ہونے کے بعد حضرت صاحب بمعہ ام المؤمنین وغیرہ لدھیانہ سے ایک ہفتہ کے لئے امرتسر تشریف لے گئے۔ (سیرت المہدی حصہ سوئم ص ۲۵۹-۲۶۰ روایت ۸۷۹) کچھ دنوں کے بعد لڑکی فوت ہو جاتی ہے مگر نقصان نہیں ہوا؟

اپنی وحی کے متعلق

مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو اور اپنے افکار کو جو مقام دیا۔ اگر خدا نے توفیق دی تو کسی دوسرے مضمون میں تفصیل کے ساتھ۔ لیکن صرف ایک جھلک کہ مرزا قادیانی اپنے الہاموں اور وحی کو کیا سمجھتے ہیں۔ فرماتے ہیں: ”جو کچھ میں اللہ کی وحی سے سنتا ہوں، خدا کی قسم، اسے ہر قسم کی خطا سے پاک سمجھتا ہوں۔ قرآن کی طرح میری وحی خطاؤں سے پاک ہے۔ یہ میرا ایمان ہے، خدا کی قسم یہ کلام مجید ہے جو خدائے پاک یکتا کے منہ سے نکلا۔“ (نزول اسح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷) خدا کے کلام کی تشریح اگر ایک عام انسان نہ بھی کر سکے۔ لیکن اللہ کا کلام بے معنی اور بے شکے الفاظ پر مشتمل نہیں ہوتا۔ تو اگر یہ خدا کا کلام ہے تو کیا کوئی احمدی ان الہاموں کی تشریح

کرے گا؟ (۱) غم، غم، غم۔ (تذکرہ ص ۳۱۹ طبع ۳) (۲) ”ایک دانہ کس کس نے کھایا“ (تذکرہ ص ۵۹۵ طبع سوم) (۳) ”لاہور میں ایک بے شرم رہتا ہے“ (تذکرہ ص ۷۰۴ طبع ۳) (۴) ”خاکسار بہرہ منٹ“ (تذکرہ ص ۵۲۷ طبع ۳) (۵) ”اس پر آفت پڑی، آفت پڑی“ (تذکرہ ص ۵۵۵ طبع ۳) (۶) ”پٹی پٹی گئی“ (تذکرہ ص ۸۰۱ طبع ۳) غرض اس قسم کے بے شمار الہامات ہیں جن کے معنی کوئی نہیں نکلتے اور خود مرزا قادیانی کو بھی معنی سمجھ نہیں آئے۔

قرآن کے ساتھ

مرزا قادیانی نے (نعوذ باللہ) قرآن مجید کے ساتھ بھی مذاق یا افتراء سے گریز نہیں کیا۔ قرآن کو قادیان میں نازل کر دیا۔ فرماتے ہیں: ”اننا انزلناه قریباً من القادیان۔“ اس کی تفسیر یہ ہے کہ اننا انزلناه قریباً من دمشق بطرف شرقی عند المنارة البيضاء کیونکہ اس عاجز کی جگہ قادیان کے شرقی کنارہ پر ہے۔“ (تذکرہ ص ۷۴ طبع ۳)

اور پھر اپنی پنجابی اسٹائل عربی میں اس کی تشریح کیسی کرتے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتی کہ انسان ان کی گستاخیوں پر روئے یا ان کی بیوقوفیوں پر ہنسے اور صرف قرآن کو قادیان میں نازل ہی نہیں کیا بلکہ قادیان کا نام بھی اس میں اعزاز کے ساتھ درج کر دیا۔ فرماتے ہیں: ”تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے، مکہ مدینہ اور قادیان۔“ (ازالہ اوہام ص ۷۷، خزائن ج ۳ ص ۱۴۰ حاشیہ)۔ اور پھر بالواسطہ طور پر قرآن کو اپنے اوپر نازل بھی کر لیتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ مجھے الہام ہوا ہے: ”قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔“ (تذکرہ ص ۶۴۱ طبع ۳)۔ اس قسم کے بے شمار حوالے اور گستاخیاں آپ کو مرزا قادیانی کے لٹریچر میں جا بجا ملیں گی جو صریحاً قرآن، سنت، شریعت، احادیث سے متصادم ہیں اور مسلمان آئمہ، اولیاء نے ہمیشہ ایسے خیالات کو کفر کا درجہ دیا ہے۔

رسول کریم ﷺ کے متعلق

مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ ”خدا کا پہلوان، نبیوں کے لباس میں ہیں۔“ اور ان کو یہ مقام عشق رسول ﷺ کے طفیل ملا ہے۔ لکھتے ہیں: ”نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے یعنی فتانی الرسول کی، پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے اس پر ظلی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوت محمدی کی چادر ہے اس

لئے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں..... اور یہ نام بحیثیت خانی الرسول مجھے ملا“ (ایک لفظی کا ازالہ
 ص ۲، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۷، ۲۰۸) اور یہ بھی دعویٰ ہے کہ محمد ثانی ہیں (نعوذ باللہ) بلکہ اپنے بعض
 مریدوں کی نظر میں رسول کریم ﷺ سے بھی بڑھ کر ہیں۔ ایک جگہ لکھتے ہیں: ”اور جو شخص مجھ میں
 اور مصطفیٰ ﷺ میں تفریق کرتا ہے، اس نے مجھے نہیں دیکھا اور نہیں پہچانا ہے۔“ (یہ عبارت عربی،
 فارسی، اردو میں لکھی ہے۔ ناقل) (خطبہ الہامیہ ص ۱۷۱، خزائن ج ۱ ص ۲۵۹) اب دیکھئے جس شخص کا
 دعویٰ یہ ہو کہ وہ سرتاپا مشق رسول ﷺ میں اتنا غرق ہے کہ اس میں اور (نعوذ باللہ) رسول
 پاک ﷺ میں کوئی فرق نہیں۔ اس کا اپنے محبوب رسول ﷺ کے بارے میں بنیادی علم کیا ہے؟ کیا
 یہ غیرت کی جگہ نہیں ہے کہ جس نام کی چادر اوڑھنے کا دعویٰ ہے اس کے بارے میں بنیادی
 معلومات بھی نہ ہوں۔ بلکہ ایک پرائمری کا طالب علم بھی زیادہ صحیح اور بہتر جانتا ہے کہ بہ نسبت ان
 علمی قوت والے امام الزماں صاحب سے، فرماتے ہیں: ”تاریخ دیکھو کہ آنحضرت ﷺ وہی ایک
 یتیم لڑکا تھا جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہو گیا تھا اور ماں صرف چند دن کا بچہ چھوڑ
 کر مر گئی تھی۔“ (پیغام صلح ص ۲۸، خزائن ج ۲۳ ص ۴۶۵) ”آنحضرت ﷺ کو والدین سے مادری
 زبان سیکھنے کا بھی موقع نہ ملا، کیونکہ چھ ماہ کی عمر تک دونوں فوت ہو چکے تھے۔“ (ایام الصلح
 ص ۱۳۹، خزائن ج ۱۳ ص ۳۹۶) تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آ کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے
 تھے اور سب کے سب فوت ہو گئے تھے۔ (پیغام صلح ص ۲۸۶، خزائن ج ۲۳ ص ۲۹۹) میں علمی قوت
 اور بہتر درایت والے امام الزماں کی تاریخ دانی پر تبصرہ تو آپ پر چھوڑتا ہوں۔ باتیں تو اور بھی ہیں
 لیکن اس مضمون میں سب کچھ بیان نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن اگلے موضوع پر جاتے ہوئے مرزا قادیانی
 کی انتہا حد الہام کرنے والے خدا کی تاریخ دانی کی بھی ایک مثال دیتا چلوں تاکہ آپ کو بھی
 شاید مرزا قادیانی کی تاریخ دانی بلکہ تاریک دانی کے منبع سے کچھ آگاہی ہو جائے۔ مرزا قادیانی
 اپنے ایک الہام کا ذکر کرتے ہیں جو (نعوذ باللہ) ان کے بقول قرآن شریف کی طرح برحق اور صحیح
 ہے۔ فرماتے ہیں: ”حضرت محمد ﷺ پناہ گزین ہوئے قلعہ ہند میں۔“ (تذکرہ ص ۲۸۵ طبع ۳)

اللہ تعالیٰ کے ساتھ

ناوک نے تیرا صید نہ چھوڑا کوئی زمانے میں، مرزا قادیانی نے خدا کو بھی نہیں بخشا
 اور خدا کی ایسی ایسی صفات بیان کی ہیں یا خدا سے ایسا تعلق ظاہر کیا ہے جو عقل اور شریعت

اور شرافت کے خلاف ہے۔ ذرا خدا کی صفیں مرزا قادیانی کی زبانی، لکھتے ہیں:

۱..... ”وہ خدا جس کے قبضے میں ذرہ ذرہ ہے، اس سے انسان کہاں بھاگ سکتا ہے، وہ فرماتا ہے کہ میں چوروں کی طرح آؤں گا۔“ (تجلیات الہیہ ص ۴، خزائن ج ۳۰ ص ۳۹۶) اب مرزا قادیانی کا خدا کا تصور دیکھیں (نحوذ باللہ) وہ کہے گا اور کیسا خدا ہوگا جس کو چوروں کی طرح آنے کی ضرورت پڑے گی۔ مرزا قادیانی نے دھیرے دھیرے چوروں کی طرح نبوت پڑا کر ڈالا ہے تو ایسے نبی کا خدا کا تصور بھی دیا ہی ہوگا۔

۲..... ”انی مع الرحمن ادور: ترجمہ میں خدائے رحمن کے ساتھ چکر کھاتا ہوں“ (تذکرہ ص ۴۷ طبع ۳) مرزا قادیانی خود تو ساری عمر علماء کرام کو پیچ میں پھنساتے رہے۔ جیسا کہ اربعین ۲ میں اقرار کیا ہے کہ اب دنیا کے سامنے خدا کو بھی چکر باز کے طور پر پیش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

۳..... ”ان الذین صدوا من سبیل اللہ رد علیہم رجل من فارس شکر اللہ سعیه۔ یعنی جو لوگ اللہ کی راہ سے روکتے تھے۔ ایک شخص فارسی اصل نے ان کا رد لکھا، خدا نے اس کی کوشش کا شکریہ ادا کیا۔“ (تحدہ گولڈ ویہ ص ۱۸، خزائن ج ۷ ص ۱۱۶) اب وہ شخص جو کہ دعویٰ کرتا ہے کہ قرآن کا علم اس کو ہر روح سے بڑھ کر دیا گیا ہے۔ اس کو نہیں علم کہ کلام پاک میں خدا تعالیٰ نے جگہ جگہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ اور پھر کیا اس سے قبل بھی کسی نبی اللہ نے ایسے گستاخانہ الفاظ ادا کئے ہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ نے کسی اور پیغمبر کا بھی شکریہ ادا کیا ہے؟ ایسا صرف یقیناً ایک مراق زدہ، بیمار اور خطیہ عظمت کا شکار ذہن ہی کہہ سکتا ہے۔

۴..... ”انت منی بمنزلہ ولدی۔ ترجمہ تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے۔“ (حقیقت الہی ص ۸۶، خزائن ج ۳۲ ص ۸۹) لیکن یہ بھول گیا کہ خدا کی تو صفت یہ بھی ہونی چاہئے کہ نہ وہ کسی کا باپ ہے اور نہ ہی کسی کا بیٹا (اگر واقعی وہی اللہ مراد ہوتا جو قرآن کریم نے بتایا تو اپنی ہی قرآن کی دی ہوئی تعلیم کے خلاف کبھی بھی یہ نہ کہتا)۔ مرزا مزید لکھتے ہیں کہ: ”صبح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے جسے استعارہ کے طور پر اہ بیت کے لفظ سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں۔“ (توضیح المرام ص ۲۷، خزائن ج ۳ ص ۶۴) تو کیا پھر عیسائیوں پر اعتراض کی منجائش ہے؟

۵..... ”اسم ولدی، اے میرے بیٹے سن“ (البشری جلد اول ص ۴۹) اگر مرزا قادیانی کا بھی یہی دعویٰ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور عیسائیوں پر اعتراض کیوں؟ آج کل قادیانی جماعت

اس الہام سے فاصلہ ظاہر کرتی ہے اور کہتی ہے کہ ”البشری“ منظور قادیانی نے مرتب کی تھی اور اس نے غلط لکھا ہے۔ یہ حذر اس لئے قابل قبول نہیں کہ جو بھی احمدی کوئی کتاب یا مضمون کسی بھی موضوع پر اور خاص طور پر جماعت کے بارے میں لکھے گا تو اسے جماعت کی منظوری لینی پڑے گی اور اگر کسی نے جماعت کی منظوری کے بغیر لکھا تو اس کے خلاف کارروائی ہوتی ہے اور جہاں کتاب بھی ایسی جس میں جماعت کی منشاء کے مطابق الہامات جمع کر کے جماعت کی مدد سے ہی شائع کئے جائیں اور جماعت کی اجازت سے ہی نہیں بلکہ جماعت خود وہ کتاب فروخت کرے تو اس کتاب کے مندرجات سے کیسے بری الذمہ ہو سکتی ہے؟ اور مرزا قادیانی کی یہ تحریر نہ صرف مرزا قادیانی کے اس الہام کے مطابق ہے بلکہ جماعت کے آج کے جموٹ کا بھی پردہ چاک کرتی ہے۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”اور ان دونوں معتبوں کے کمال سے جو خالق اور مخلوق میں پیدا کرنا اور مادہ کا حکم رکھتی ہے اور محبت الہی کی آگ سے ایک تیسری چیز پیدا ہوتی ہے جس کا نام روح القدس ہے اس کا نام پاک تثلیث ہے۔ اس لئے یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ان دونوں کے لئے بطور ابن اللہ کے ہے۔“ (توضیح المرام ص ۲۲، خزائن ج ۳ ص ۶۲، تخلص)۔ لو، عیسائیوں کے دونوں عقیدوں کو قادیانی بتالیا گیا۔ اس طرح نہ صرف ابن اللہ بلکہ ایک پاک تثلیث بھی پیش کر دی۔ فاعتبرو یا اولی الابصار:

۶..... ”جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہ تیرے حکم سے فی الفور ہو جاتی ہے۔“ (حید الوہی ص ۱۰۵، خزائن ج ۲ ص ۱۰۸) کیا نبیوں کے سردار، فخر الانبیاء، فخر الرسل، فخر انسانیت، شفیع روز محشر، رحمت اللعالمین حضرت محمد ﷺ کو بھی اللہ تعالیٰ نے یہ حق پرایا تھا؟

۷..... ”اُرید ما تریدون، میں وہی چاہتا ہوں جو تم چاہتے ہو۔“ (تذکرہ ص ۵۵۰، طبع ۳) کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی، سردار، فخر الانبیاء، فخر الرسل، فخر انسانیت، شفیع روز محشر، رحمت اللعالمین حضرت محمد ﷺ کو بھی اللہ تعالیٰ نے اس قسم کی یقین دہانی کروائی تھی؟

۸..... حتیٰ کہ مرزا قادیانی یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ: ”میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں، میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں۔“ (آئینہ کالات اسلام ص ۵۶۳، خزائن ج ۵ ص ۵۶۳) اور اگر ہمارے قادیانی بھائی کہیں کہ یہ خواب ہے تو مرزا قادیانی نے فرمایا ہے کہ: ”پیغمبر کا کشف اور خواب وحی ہے۔“ (ایام الصلح ص ۴۴، خزائن ج ۱۳ ص ۲۷۵، ۲۷۶) اور اپنی وحی کو مرزا قادیانی قرآن کی طرح پاک اور سچی قرار دیتے ہیں کیونکہ وہ اپنے آپ کو صرف نبی اور رسول

نہیں بلکہ شرعی نبی اور رسول قرار دیتے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے: ”شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نبی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف طرم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نبی بھی۔“ (اربعین ص ۶، خزائن ج ۷ ص ۳۳۵)

۹..... مرزا قادیانی کا ایک کشف ایسا بھی پیش کرتا ہوں۔ جس کا عام حالات میں پڑھنا بھی باعث شرم ہے اور اس کا ذکر کرنا اس سے بھی زیادہ ~~بیشک~~ شرم ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کے خدا تعالیٰ کے متعلق بے ہودہ عقائد کا ذکر ہو رہا ہے۔ اس لئے بھی اس کا بیان ضروری ہے۔ اس کا انکشاف مرزا قادیانی کا ایک رازدار مرید کرتا ہے۔ مرید کا نام قاضی یار محمد ہے اور وہ صاحب اپنے ٹریکٹ میں لکھتے ہیں: ”جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے ایک موقع پر اپنی یہ حالت ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا۔ پس سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔“ (ٹریکٹ نمبر ۳۳، موسومہ اسلامی ص ۱۲)، مولفہ قاضی یار محمد، بی، او، ایل پبلیڈر، نور پور، کانگڑہ، جنوری ۱۹۲۰ء۔

مرزا قادیانی کی وفات کے لئے تو ایک کتاب بھی کم ہے۔ قارئین کو مرزا قادیانی کا کچھ عمومی تعارف کروانا مقصود تھا۔ مجھے امید ہے کہ قارئین کو کچھ اندازہ ہو گیا ہو گا کہ مرزا قادیانی نے اپنے آقاؤں کی حفاظت میں بیٹھ کر اور ہدایت کاری میں جس طرح اسلامی تعلیمات، شریعت، شرافت اور عقائد کے پرچے اڑائے ہیں۔ اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ اور نہ ہی مرزا قادیانی سے قبل دوسرے جموں نے مدعیان نبوت کا اس طرح غیر ملکی طاقتوں کا کھلونا بننا نظر آتا ہے۔ مرزا قادیانی کی جموںی نبوت اس لئے بھی دوسرے مدعیان نبوت سے بڑھ کر غلیظ ہے کہ انہوں نے تو اپنی حکومت، طاقت اور اختیار کے لئے نبوت کا استعمال کیا۔ لیکن مرزا قادیانی نے اپنے دسترخوان اور دو وقت کی روٹی کے لئے اپنی نبوت کو مسلمان قوم کی جابی اور بربادی کے لئے استعمال کیا اور آج مرزا قادیانی کی نسل انہی آقاؤں کی گود میں بیٹھ کر ان کی مدد سے پوری امت مسلمہ کا مذاق اڑا رہی ہے۔ امت مسلمہ میں جگہ جگہ ناٹم بم فٹ کر رہی ہے اور انتشار کو ہوا دے رہی ہے۔ جاگیئے اور حکمت اور پیار اور اسوہ رسول ﷺ سے اس فتنہ کا مقابلہ کیجئے۔

میں اپنے مضمون کو مرزا قادیانی کے اپنے ایک الہام کے الفاظ میں ختم کرتا ہوں کہ: ”وہ کام جو تم نے کیا خدا کی مرضی کے موافق نہیں ہوگا۔“ (حقیقت الوحی ص ۱۰۵، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۸)

(۸) دائم المرض مرزا قادیانی

(”میں ایک دائم المرض آدمی ہوں۔“ مرزا قادیانی)

(شیخ راحیل احمد۔ جرمنی)

نوٹ

کچھ عرصہ قبل ایک ویب سائٹ پر ایک گمنام قادیانی کا خط میری بیماری کے حوالے سے شائع ہوا۔ جس میں مجھے اس طرح کا بیمار ظاہر کیا گیا جس طرح ان کے نام نہاد مصلح موعود مرزا بشیر الدین محمود کی حالت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے اس قسم کی بیماری سے بچایا ہوا ہے۔ دوسرے انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے الہام: ”جو تیری توہین کرے گا، میں اس کی اہانت کروں گا“ (تذکرہ ص ۳۳ طبع سوم) کا حوالہ دیا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ کوئی الہام نہیں بلکہ انسانیت کے لئے ایک الزام ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ یہ حوالہ دیتے ہوئے بھول گئے کہ روزانہ لاکھوں لوگ نہ صرف مرزا قادیانی پر بلکہ ان کے ماننے والوں پر بھی لعنت بھیجتے ہیں۔ بلکہ نہ بھی چاہیں تو قانوناً لعنت بھیجنے پر مجبور ہیں۔ یہ کیسا نبی ہے جس پر دن رات لاکھوں لوگوں کے لعنت ڈالنے پر بھی ان کو روکنے کے لئے اللہ تعالیٰ کوئی کارروائی نہیں کرتا۔ بلکہ ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ جو مرزا قادیانی کو نبی یا مصلح وغیرہ نہ ماننے ہوئے بھی لعنت نہیں ڈالنا چاہتے وہ بھی قانوناً لعنت بھیجنے پر مجبور ہیں۔ مرزا قادیانی کے نہ ماننے والوں کی بات الگ رہی اس کے ماننے والے بھی جو حاجی کہلانے کے شوقین ہیں۔ اپنے خلیفہ کے منع کرنے کے باوجود اپنے اس خود ساختہ نبی پر لعنت بھیج کر مسلمانوں والا پاسپورٹ حاصل کرتے ہیں اور پھر احمدی کہلاتے ہیں۔ نوکریوں کے لئے مسلمان کا دو میاں مل حاصل کرنے کے لئے اپنے نبی اور اپنے احمدی ہونے کے اوپر، اپنے احمدی ماں باپ اور خاندان پر اپنی احمدی جماعت پر لعنت ڈالتے ہیں۔ میں ذاتی طور پر بے شمار احمدی کہلانے والوں کو جانتا ہوں جو پاکستان سے یورپ آنے کے لئے مسلمانوں کا پاسپورٹ بنا کر آئے۔ چونکہ میں ذاتیات پر گفتگو نہیں کرنا چاہتا اس لئے ان کے نام نہیں دے رہا۔ کیا کسی اور مذہب میں بھی ایسی مثال دکھا سکتے ہیں یہ گمنام احمدی صاحب؟ باقی یہ آرٹیکل اس بات کا ثبوت ہے کہ میرے بارے میں گمنام احمدی صاحب نے جن ”حقائق“ کا انکشاف کیا ہے وہ ان کے انگریزوں کے خود کاشتہ و خود ساختہ نبی کی تاویلوں کی طرح ہی

خود ساختہ و خود کاشتہ ہیں اور مجھے اللہ تعالیٰ نے اس قسم کی حالت سے بچایا ہوا ہے جس قسم کی حالت وہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ دوسرے وہ اپنے نبی کی ان بیماریوں کی کیا تشریح کریں گے جو اس مضمون میں بیان کر رہا ہوں۔ اور پھر اپنے خلیفہ ثانی مرزا بشیر الدین محمود کی اور جموں کے بادشاہ خلیفہ رابع مرزا طاہر احمد کی بیماریوں کی کیا تشریح کریں گے کہ وہ کس کی بددعا کا شکار ہوئے؟ سب سے بڑھ کر اپنے نبی کی مونہہ بانگی موت کی کیا تشریح کریں گے؟

مرزا غلام اے قادیانی

انگریزوں کے دور میں متحدہ ہندوستان کے علاقہ پنجاب میں قادیان کے گاؤں میں ایک مغل گھرانے میں پیدا ہوئے۔ مرزا قادیانی اس وقت کے مروجہ علوم کے مطابق ایک پڑھے لکھے شخص تھے۔ عالم اسلام میں پچھلے سو سال کے اندر متنازعہ ترین شخصیت ہیں۔ ان کی وجہ ان کے متضاد اور کفریہ دعویٰ جات ہیں۔ انہوں نے اسلام کے ایک ہمدرد مناظر اور لکھاری کی حیثیت سے اپنا سفر شروع کیا اور کسی باہر منصوبہ باز نے ان کو مقدس دعوؤں کے سفر پر ڈال دیا اور پہلا دعویٰ ملہم ہونے کا تھا۔ اس کے بعد انتہائی مکاری و چال بازی کے ساتھ روحانی سفر، مثل، مسیح، مہدی سے لے کر نبوت کے دعویٰ سے گزرتے ہوئے کشف خدا کی کے مقام تک دعوے کر ڈالے۔ ویسے تو ہر کوئی بطور انسان اس دنیا میں بھیجا گیا ہے۔ بیمار ہوتا ہے اور انسان بیمار ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن جب ایک شخص کا دعویٰ ہے کہ وہ شخص ایک ایسی ہستی ہے جس کے بارے میں تمام پاک کتابوں میں ذکر ہے۔ جس کو دیکھنے کے لئے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی (شاید اس لئے کہ وہ لوگوں کو چودھویں صدی کے کامیاب ترین دجال کی شخصیت کے بارے میں زیادہ تفصیل سے بتا سکیں) تو ایسے شخص کی زندگی کے ہر پہلو کے بارے میں ہر شخص کو جاننے اور بحث کرنے کا حق ہے۔ اسی لئے میں چند سوالوں کے ساتھ مرزا قادیانی کی بیماریوں کو اس لئے پیش کر رہا ہوں کہ آیا پیغمبروں کو ایسی بیماریاں لاحق ہوتی ہیں یا نہیں؟ اور کیا رسول دائم المرض بھی ہوتے ہیں؟ اور کیا ان کے امراض وقت کے ساتھ بڑھتے ہیں یا کم ہوتے ہیں؟ مجھے امید ہے کہ اس موضوع پر قادیانی جماعت کے کوئی صاحب علم خیال آرائی برائے رہنمائی یا بطور جواب کریں گے؟ اس کے علاوہ ایک بات اہم ہے کہ جب مرزا قادیانی کی اپنی ذات کے حوالے سے کسی بیماری کا ذکر آئے گا تو ہم کو مرزا قادیانی کی اپنی بیماریوں کی اپنی تشخیص کو وزن دینا ہی ہوگا کیونکہ انہوں نے طب کا علم بھی حاصل کیا تھا۔

مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ”اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے حافظ طیب تھے۔“ (کتاب البریہ ص ۱۶۳، خزائن ج ۱۳ ص ۱۸۱)

ویسے بھی ان کا دعویٰ نبوت کا دعویٰ ہے اور نبی کی کبھی ہوئی بات اس کے ماننے والوں کے لئے حجت ہوتی ہے اور پیاریوں کے بارہ میں تو ان کی دوہری حجت ہوگی۔ یعنی بطور طیب اور بطور نبی!

مرزا قادیانی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو الہام بتایا کہ: ”اس نے مجھے براہین احمدیہ میں بشارت دی کہ ہر ایک خبیث عارفہ سے تجھے محفوظ رکھوں گا۔“ (البرین نمبر ۳ ماہ ص ۳۰، خزائن ج ۱ ص ۴۱۹) آئیے ذرا ان پیاریوں کا جائزہ لیں اور یکہیں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے واقعی ان کو امراض خبیثہ سے محفوظ رکھا؟

نبوت کا ثبوت بیماریاں

مرزا قادیانی کا کمال یہ ہے کہ وہ اپنی پیاریوں کو بھی اپنی نبوت کا ثبوت بتاتے ہیں۔ جس طرح آج تک سوائے مرزا قادیانی کے کسی نبی نے ظلی بروزی وغیرہ نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اسی طرح معلوم تاریخ میں کسی سچے یا جھوٹے نبی نے بھی اپنی پیاریوں کو اپنی نبوت کا ثبوت نہیں بنایا۔ فرماتے ہیں: ”میں ایک دائم الرض آدمی ہوں اور وہ دوزر چادریں جن کے بارے میں حدیثوں میں ذکر ہے کہ ان دوزر چادروں میں مسیح نازل ہوگا۔ وہ دوزر چادریں میرے شامل حال ہیں۔ جن کی تعبیر علم تعمیر الرودیا کی رو سے دو بیماریاں ہیں۔ سو ایک چادر میرے اوپر کے حصے میں ہے کہ ہمیشہ سرد اور دوران سر اور کی خواب اور شیخ دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے اور دوسری چادر جو میرے پیچھے کے حصہ بدن میں ہے۔ وہ بیماری ذیابیطیس ہے کہ ایک مدت سے دامن گیر ہے۔ اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یاد ان کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔“ (البرین نمبر ۴ ص ۴۲، خزائن ج ۱ ص ۴۷۰، ۴۷۱) ”دیکھو میری بیماری کے متعلق آنحضرت ﷺ نے پیش گوئی تھی۔ جو اس طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح جب آسمان سے اترے گا تو دوزر چادریں اس نے پہنی ہوں گی۔ سو اس طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑکی یعنی مرقا اور ایک نیچے کی یعنی کثرت بول۔“ (اخبار بدر ۷ جون ۱۹۰۲ء، تحفہ الاذنان جون ۱۹۰۶ء) لیکن ایک بات کی سمجھ نہیں آئی کہ کیا مسیح علیہ السلام نے خواب میں نازل ہونا تھا جو زور چادروں کو رویا کے ضمن

میں دھکیل کر تعبیر الرویا کی تشریح کا سہارا لیا جا رہا ہے اور من مرضی کی تاویلات کر کے بات کو کس طرح توڑا مروڑا گیا ہے؟ کہاں نزول مسیح اور کہاں خوابوں کی تعبیریں؟ ہاں مرزا قادیانی کے تعلق زدہ خیالات اور خوابوں کی یہ تعبیر ضرور ہو سکتی ہے۔ دوسرے مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ یہ کتنا لغو خیال ہے کہ دوزرد چادروں کو ظاہر پر محمول کیا جائے۔ لیکن کیا یہ اس سے کہیں زیادہ لغو اور بے ہودہ بلکہ گستاخانہ خیال نہیں ہے کہ رسول پاک ﷺ کی ایک عظیم الشان پیشگوئی کو پاگل پن (دوران سر اور مراق) اور بول ویراز (پیشاب اور دستوں) کی نذر کیا جائے۔ کیا آپ کو کبھی کبھی سر درد ہوا ہے۔ آپ کی کیا حالت ہوتی ہے اور کیا اس کے بعد کوئی کام کر سکتے ہیں؟ کبھی آپ کو چکر آئے ہیں اور اس کے کتنی دیر بعد تک کوئی کام کر سکتے ہیں؟ لیکن اگر ان کی اس تشریح کو وقتی طور پر اگر مان بھی لیا جائے تو ایک سوال اور ہے کہ عام بول چال میں بھی اور طب کی زبان میں بھی سر کو دھڑ سے الگ سمجھتے ہیں اور اوپر والی زرد چادر دھڑ پر تھی یا سر پر تھی۔ اگر تو سر پر تھی تو سر کی بیماری کے بارے میں بات کریں اور اگر دھڑ پر تھی تو بجائے سر کے دھڑ کی بیماری ہونی چاہئے؟ اور ساتھ اگر دل بھی نارمل کام نہ کر رہا ہو تو پھر انسان کے لئے اٹھنا، بیٹھنا، جسمانی یا دماغی کام کرنا اور اگر کبھی لے تو کسی یکسوئی کے بغیر ہوگا۔ اب آپ ذرا تصور کر کے بتائیں کہ لوگ مسیح علیہ السلام سے رہنمائی لینے آرہے ہیں۔ لیکن ان کا دل صحیح کام نہیں کر رہا۔ سر کو چکر آرہے ہیں اور وہ انتظار میں کھڑے ہیں کہ مسیح علیہ السلام کی طبیعت ٹھیک ہو تو آگے بات چلے اور جب دماغ اور دل ذرا ٹھہرتے ہیں تو پھر خود ساختہ مسیح لوٹا ڈھونڈ رہے ہیں؟؟ اور ایسا ہوتا بھی رہا ہے۔ مرزا قادیانی کی بدبودار تشریح مانتے ہوئے ان کو اگر خدا کا فرستادہ بھی مان لیں تو مجھے یقین ہے کہ مرزا ابھی سوچ میں پڑ گیا ہوگا بلکہ دل ہی دل میں شرمندہ ہوگا کہ میں نے یہ کیا کیا۔ پانچ ہزار سال سے بنی نوع انسان اس کی تمام پاک کتابوں کی پیشگوئیوں پر ایک عظیم الشان شخصیت کے انتظار میں بیٹھے تھے۔ میں نے یہ ٹوٹا پھوٹا مسیح دے دیا ہے۔ جس کو کبھی سر میں چکر آرہے ہیں۔ ان سے ابھی نجات نہیں ملتی۔ اوپر سے لوٹا ڈھونڈ رہے ہیں اور ٹائلٹ سے باہر نکلتے ہیں تو قوت مردی کے کھٹے ڈھونڈنا شروع کر دیتے ہیں؟ لیکن اگر ایسا نہیں ہوا کہ مرزا قادیانی اس قدر لاچار ہوئے ہوں تو پھر مرزا قادیانی کی بیماریاں جھلی ہیں، یاد دھوی غلط ہے!!

سو (۱۰۰) بار پیشاب

”اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یاد ان کو پیشاب آتا ہے، اور اس قدر کثرت پیشاب

سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں، وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔“ (اربعین نمبر ۴ ص ۴۲، جزائن ج ۷ ص ۴۷) اگرچہ میں کھنے پر سو بار کو تقسیم کیا جائے، جس میں نہ نیند اور نہ کوئی آرام، یا کوئی اور کام ہو تو تقریباً ہر ساڑھے چودہ منٹ کے بعد پیشاب، اگر ٹوائلٹ میں جانے، شلوار کھول کر کپڑے سمیٹ کر بیٹھنے، پیشاب کرنے، استنجا کرنے، شلوار باندھنے، باہر آ کر وضو کرنے یا کم از کم ہاتھ دھونے میں اگر ہم ساڑھے چار منٹ گن لیں تو دس منٹ کے بعد دوبارہ پیشاب کے لئے ٹوائلٹ میں (کیونکہ سیرت الہدیٰ میں لکھا ہے کہ مرزا قادیانی ٹائلٹ سے باہر آ کر فوراً وضو کرتے تھے)؟ لیکن اگر ہم چھ گھنٹے آرام کے، ایک گھنٹہ عبادت کے لئے (ویسے ہونا زیادہ چاہئے، لیکن ازراہ احتیاط) اور ایک گھنٹہ کھانے پینے کے لئے نکالیں تو کل بنے آٹھ گھنٹے، اس طرح سارے دن میں بچے ۱۶ گھنٹے، اب اگر سولہ گھنٹوں پر تقسیم کریں تو ہر دس منٹ سے بھی کم پر پیشاب آتا ہے۔ اگر ہم حساب کریں کہ اوپر کیا ہے تو ہر پانچ منٹ کے بعد ٹوائلٹ میں جانا پڑتا ہے۔ اب آپ خود سوچیں کہ جس شخص کو پتہ ہے کہ پانچ منٹ پر مجھے پھر ٹائلٹ جانا ہے۔ وہ لکھنے پڑھنے کیلئے توجہ کیسے مرکوز کر سکتا ہے؟ جبکہ زیادہ پیشاب کی وجہ سے ساتھ ہی ضعف وغیرہ کے بھی عوارض ہو جاتے ہوں۔ اب آپ صرف ایک بات کا جواب دیجئے کہ کیا دنیا بنانے والے اللہ کوسج اور مہدی کے لئے صرف وہی شخص ملا تھا یا بتایا تھا۔ جس کو بجائے دین کے ہر پانچویں منٹ ٹوائلٹ میں جا کر بیٹھنے کی فکر ہو؟ کہیں یہ تو نہیں کہ مرزا قادیانی نے غلو سے کام لیا ہو۔ لوگوں کی ہمدردیاں سمیٹنے کے لئے یا عادات؟ اور پھر اپنے سو بار پیشاب کا کئی جگہ ذکر کیا ہے۔ اگر غلو سے کام لیا ہے تو غلو کا دوسرا نام جھوٹ ہے۔ تو مطلب ہے کہ کئی بار جھوٹ بولا؟ کیا جھوٹ بولنے والا شخص نبی، محدث، مجدد، صاحب الہام تو دور کی بات، کیا روزمرہ کی معمول کی زندگی میں بھی قابل قبول ہے؟

ہسٹری، ورمراق

مراق جو کہ دیوانگی کی ہی ایک قسم ہے۔ ایسا خبیث مرض ہے کہ کسی ولی، مجدد، نبی میں اس کا پایا جانا ناممکنات میں سے ہے۔ مرزا قادیانی کے دعاوی اور ان میں درجہ بدرجہ ترقی اس دماغی بیماری کی دلت ہوئی۔ اس سلسلے میں اس بیماری پر نسبتاً تفصیل سے روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے۔

”ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے۔ لیکن دراصل بات

یہ ہے کہ آپ کو دماغی محنت اور شبانہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہو جایا کرتی تھیں جو ہسٹریا کے مریضوں میں عموماً دیکھی جاتی ہیں۔ مثلاً کام کرتے کرتے یکدم ضعف ہو جانا، چکروں کا آنا، ہاتھ پاؤں کا سرد ہو جانا، گھبراہٹ کا دورہ ہو جانا یا ایسا معلوم ہونا کہ ابھی دم لگتا ہے یا کسی تنگ جگہ یا بعض اوقات زیادہ آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگنا وغیرہ ذالک۔ یہ اعصاب کی ذکاوت حس یا مکان کی علامات ہیں اور ہسٹریا کے مریضوں کو بھی ہوتی ہیں اور انہی معنوں میں حضرت صاحب کو ہسٹریا یا مرق بھی تھا۔

(سیرت المہدی ج دوم، روایت نمبر ۳۷۲، ص ۳۳۰ از مرزا بشیر احمد ایم اے)

اگر ہم مرزا قادیانی کے بیٹے کی اس تشریح کو مان لیں تو پھر بھی سوال پیدا ہوتے ہیں۔ آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل پریشان ہو جاتا ہے تو وہ دل کی پریشانی سنبھالے گا یا رہنمائی کرے گا۔ جس کے اعصاب اتنے نازک ہوں کہ ذرا ذرا سی بات پر منتشر ہو جاتے ہوں۔ وہ شخص اپنے اعصاب کو کنٹرول کرنے سے فرصت پائے گا تو لوگوں کو ہتھکے گا کہ انہوں نے اپنی زندگیاں کیسے کنٹرول کرنی ہیں؟ جو شخص دل کی پریشانی اور ذکاوت حس کی وجہ سے ہسٹریا کا شکار ہو جاتا ہو تو لوگ اس کو سنبھالنے میں لگے ہوں گے یا وہ لوگوں کو؟ وہ کیسے لوگوں کو سنبھال کر صحیح راستہ پر لے کر چلنے کے قابل ہو گا جو خود اکثر چیخیں مار کر نماز میں گر جاتا ہوا اور لوگ اس کی ٹانگیں باندھ رہے ہوں۔ ایسا شخص نبی کیسے ہو سکتا ہے؟ میری ان باتوں کا ثبوت سیرت المہدی سے مل جائے گا۔ نبی کو تو اللہ بھیجتا ہے آدمیوں کے لئے ہے اور جہاں بھی کوئی مدعی نبوت (جھوٹا یا سچا) موجود ہو گا لوگ اکٹھے ہوں گے۔ کیا اللہ نے مرزا قادیانی کو پریشان ہونے، گھبرانے اور دورہ پڑنے کے لئے نبی بنایا تھا؟ یا جم غفیر کی ہدایت کے لئے؟ واقعات تو کئی ہیں لیکن جو سوال میں نے اٹھائے ہیں۔ ان کی تصدیق یہ واقعہ بھی کرتا ہے: ”مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلی مرتبہ دوران سر اور ہسٹریا کا دورہ بشیر اول کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا۔..... اس کے کچھ عرصہ بعد ایک دفعہ نماز کے لئے باہر گئے۔..... تھوڑی دیر بعد شیخ حامد علی نے دروازہ کھٹکھٹایا کہ جلدی سے پانی کی ایک گاگر گرم کر دو۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں سمجھ گئی کہ حضرت (مرزا قادیانی) کی طبیعت خراب ہو گئی ہوگی۔ چنانچہ میں نے کسی خادمہ سے کہا کہ اس سے پوچھو میاں کی طبیعت کا کیا حال ہے؟ شیخ حامد علی نے کہا کچھ خراب ہو گئی ہے۔ میں پردہ کر کر مسجد میں چلی گئی۔ آپ لیٹے ہوئے تھے۔ جب میں پاس گئی تو فرمایا کہ میری طبیعت بہت خراب ہو گئی

تھی۔ لیکن اب اتفاق ہے۔ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی ہے اور آسمان تک چلی گئی ہے۔ پھر میں صبح مار کر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہو گئی۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہو گئے۔

(سیرت الہدی ج اول ص ۱۵ روایت نمبر ۱۱۹ از مرزا ابیر احمد امی اے)

کتب طب میں حراقی کی ایک علامت یہ بھی لکھی ہے: ”اس میں مریض کو دھوکے جیسے سیاہ بخارات چڑھتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔“ (شرح اسباب ج ۷ ص ۷۷) یعنی ساری علامات حقیقی طور پر پوری اتر رہی ہیں۔ ابھی تو آگے دیکھئے۔

مالخو لیا

مرزا قادیانی اپنے بارے میں فرماتے ہیں: ”اور پھر اس پر مستزاد مالخو لیا اور حراق کا موذی مرض۔“ (سیرت الہدی ج دوم ص ۳۳۹ روایت نمبر ۳۷۲) مرزا قادیانی کے خاندان میں طبابت کئی پشتوں سے تھی اور انہوں نے خود بھی اپنے والد صاحب سے طب پڑھی تھی۔ لہذا اگر وہ خود کہتے ہیں کہ ان کو ہسٹریا اور حراق تھا تو ہمیں ماننا چاہئے کیونکہ وہ اپنی حالت کی نسبت بہتر سمجھ رہے تھے اور انہوں نے یہ نہیں کہا تھا کہ ملتی جلتی علامات ہیں اور نہ ہی اپنی زندگی میں ان بیماریوں کی انہوں نے تردید کی تھی یا کوئی اور تشریح کی تھی۔ اب بعد میں دکان چلانے والے، دکان کو خطرے میں دیکھ کر جو بھی تاویلات کریں۔ اس کی کسی طرح بھی کوئی اہمیت نہیں اور نہ ہی قابل غور ہیں۔

اطباء کی رائے

۱..... مرزا قادیانی کے دست راست و پہلے قادیانی خلیفہ، مشہور اور شامی حکیم جناب نور الدین بھیروی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں: ”چونکہ مالخو لیا جنون کا ایک شعبہ ہے اور حراق مالخو لیا کی ایک شاخ اور مالخو لیا حراق میں دماغ کو ایذا پہنچتی ہے۔ اس لئے حراق کو سر کے امراض میں لکھا ہے۔“ (مباحث نور الدین ج اول ص ۲۱۱) کہتے ہیں کہ بیماری اور صحت اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو پھر قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو بھی ایذا نہیں پہنچاتا تو کیا انبیاء کو ایذا دہانی بیماری میں مستقل جلا کریں گے؟

۲..... ”ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کو ہسٹریا، مالخو لیا، مرکی کا مرض تھا تو اس کے دعویٰ کی تردید کے لئے پھر کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ یہ ایک ایسی چوٹ ہے جو اس کی صداقت کی عمارت کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیتی ہے۔“ (مضمون ڈاکٹر شاہنواز

قادیانی، مندرجہ ذیل سالہ دیو آف ریلوے قادیان، ۷، ۶، ۷، بابت ماہ اگست ۱۹۲۶ء، بحوالہ قادیانی مذہب (۱۳۵) ۳..... ”مالخو لیا وہ بے ڈھنگی بیماری ہے جس میں جھلا ہونے کے باوجود اپنے آپ کو نہ صرف تندرست بلکہ بسا اوقات بادشاہ یا نبی یا اوتار وغیرہ خیال کرنے لگتا ہے اور اسی شان بادشاہی وغیرہ میں آکر ناجائز حرکات کا مرتکب ہوتا ہے۔“ (کنز المجر بات، ج دوم ص ۲۳ مصنف حکیم محمد عبداللہ مٹائی)

اگر آپ سیرت المہدی، مصنفہ قمر الانبیاء مرزا بشیر احمد اے ایم ابن مرزا قادیانی کو پڑھ لیں تو آپ خود ہی کہہ اٹھیں گے کہ کون سی ناجائز حرکت ہے جو مرزا قادیانی نے نہیں کی؟ کون سی شریعت کی انہوں نے پابندی کی؟ حج پر وہ نہیں گئے۔ ساری عمر زکوٰۃ انہوں نے نہیں دی۔ کبھی وہ احتکاف پر نہیں بیٹھے۔ مجدد کے دعویدار ہوتے ہوئے سود پر روپیہ لیا۔ رطلیوں کا مال اشاعت اسلام کے نام پر اپنے لئے حلال کر لیا۔ ناکھڑاڑ کیوں سے پوری پوری رات خدمت کردی۔ راتوں کو اکیلی ان کے کمرہ میں پھرے دیتی تھیں۔ ملازمائیں ان کے سامنے بیٹھ کر نگلی نہاتی تھیں۔ لیکن وہ اسی جگہ بیٹھے رہتے تھے۔

۴..... ”مالخو لیا مرقاتی، اس مرض کے مریضوں میں سے کسی کو یہ وہم ہو جاتا ہے کہ میرے جسم پر سر نہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ میرے حلق میں سانپ چلا گیا۔ کوئی مرغ بن کر بانگ دیتا ہے۔ کوئی گدھا بن کر ہنستا ہے..... کسی کو بادشاہ بننے اور ملک فتح کرنے کے خیالات آتے ہیں۔ بعض عالم اس مرض میں جھلا ہو کر دعویٰ پیغمبری کرنے لگتے ہیں۔“ (غزنو العلاج ج اول ص ۶۱، ۶۲، مصنف شمس الامام حکیم داکٹر غلام جیلانی خان، لاہور) اب آپ خود ہی دیکھ لیں کہ مرزا قادیانی نے مرغ کی طرح بانگ تو نہیں دی مگر سیرت المہدی میں لکھا ہے کہ: ”اپنے چچا زاد کے سردرد کا علاج اس طرح کیا کہ مرغان ج کروا کر اس کے سر پر باندھوا دیا۔“ اپنے آپ کو آریوں کا بادشاہ قرار دے دیا اور اپنے آپ کو ہر جگہ خود ہی فاتح قرار دے لیا۔ پہلے اپنے آپ کو ملہم قرار دے لیا پھر انہی الہاموں کو بنیاد بناتے ہوئے منزل بہ منزل ترقی کرتے ہوئے پیغمبری اور وہ بھی ایسی جو کہ سب نبیوں سے افضل نبوت کے دعویٰ تک پہنچے۔

۵..... ہندوستان کے مشہور حکیم غلام جیلانی مزید لکھتے ہیں: ”مریض ہمیشہ سست و شکرت رہتا ہے۔ اس میں خودی کے خیالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ ہر ایک بات میں مبالغہ کرتا ہے۔“ (غزنو حکمت طبع دوم، بحوالہ افکارہ پیشگوئیاں تصنیف مولانا محمد اقبال رگونی، ناچنسل) آپ خود دیکھ لیں کہ مرزا قادیانی کی اکثر باتیں مبالغہ آمیز ہیں۔ مثال کے طور پر میں نے پچاس کے قریب الماریاں

لکھی ہیں۔ انگریزوں کی حمایت میں، حالانکہ ان کی کل کتابوں کی تعداد تقریباً اسی کے قریب ہے۔ کئی جعلی حدیثیں جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں وغیرہ وغیرہ۔

۶..... پیرائے نائے، لالچ لیا، مراق کا جدید میڈیکل نام ہے۔ اس کے بارے میں میڈیکل سائنس کہتی ہے: ”یہ دیوانگی یا شدید مافیٰ ظلل کی وہ صورت ہے جبکہ دوسو سو یا جنھوں کا ایک منظم کردہ ذہن میں بس جاتا ہے۔ ایسے مریض کے خط نہایت مربوط، مدلل، منطقی، معین، پیچیدہ اور اچھے ہوتے ہیں۔ یہ دوسو سے اکثر کسی ایک ہی مرکزی خیال کے گرد گھومتے ہیں۔ یہ مرض عموماً آہستہ آہستہ بڑھتا ہے۔ اکثر مریضوں کی شخصیت میں کوئی خرابی یا نقص نظر نہیں آتا۔ بعض مریضوں کو سبھی بصری واقعے آتے ہیں۔ انہیں طرح طرح کی آوازیں آتی ہیں یا چیزیں نظر آتی ہیں۔ گویا کہ حواس خمسہ کے مختلف حواس سے کچھ نہ کچھ محسوس ہوتا ہے حالانکہ حقیقت میں کچھ نہیں ہوتا۔ بنیادی دوسو سے عموماً دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) خط اذیت، مرزا قادیانی خط اذیت بھی جلتا تھے۔ حتیٰ کہ انگریز عدالت کا فیصلہ بھی ہے۔ جس کا جج وہی ڈگلس صاحب ہے جس کو مرزا قادیانی نے پیلا طوس قرار دیا ہے کہ مرزا قادیانی کی اکثر تحریریں دوسروں کو ایذا دینے کے لیے لکھی گئی ہیں۔ (۲) پر شکوہ یا افتداری دوسو سے (خط عظمت) خط اذیت میں مریض لوگوں کو اپنا دشمن سمجھتا ہے اور خط عظمت میں مریض اپنے آپ کو ایک بڑا آدمی اور عظیم ہستی سمجھتا ہے۔ خط عظمت کی ایک قسم مذہبی خط عظمت ہے۔ جس میں مریض سمجھتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ خدا اس سے محبت کرتا ہے۔ وہ نبی ہے۔ رسول ہے اور دنیا کی اصلاح کیلئے اس کو بھیجا گیا ہے۔ وہ نئے نئے دین وضع کرتا ہے۔ وہ سمجھتا اور محسوس کرتا ہے کہ اس کو وحی اور الہام ہوتے ہیں۔ چنانچہ دینی کتابوں کی نئی نئی تشریح کر کے انہیں اپنے تصورات کے مطابق ڈھالتا رہتا ہے۔ یہ مرض مردوں کو عموماً تیس سال کے بعد عمر کے آخری حصے میں ہوتا ہے۔ اس قسم کے مریض بہت فحشی مزاج، خود بیدار، منکر، گستاخ، مغرور اور حساس ہوتے ہیں۔ مریض تنقید نہیں برداشت کر سکتا ہے۔ مریض زبردست احساس برتری کا شکار ہو جاتا ہے جس کے پیچھے درحقیقت احساس کمتری ہوتا ہے۔ ان مریضوں کی اکثریت جنسی مسائل کا شکار ہوتی ہے۔ پیرائے کے اکثر مریض ذہین افراد ہوتے ہیں چونکہ ظاہری طور پر نارمل ہوتے ہیں لہذا ہر قسم کے دلائل سے اپنی بات وقتی طور پر منوا لیتے ہیں۔ یہ لوگ واقعات اور حقائق کو اس طرح توڑ مروڑ لیتے ہیں کہ وہ ان کے دوسووں پر ٹھیک بیٹھتے ہیں۔

اسباب

مریض کو معاشرتی، سماجی، پیشہ وارانہ اور ازدواجی زندگی کی ناکامیاں اس مرض کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ ان ناکامیوں کی وجہ سے اس کی انا مجروح ہوتی ہے اور وقار کو سخت دھچکے لگتا ہے چنانچہ اس میں احساس کمتری پیدا ہو جاتی ہے جس کو چھپانے کے لئے مریض بڑھا چڑھا کر باتیں کرتا ہے۔ فرائڈ کے نزدیک اس مرض کے پیچھے ہم جنسی تمناؤں اور خواہشوں کا گہرا ہاتھ ہوتا ہے۔ اس بیماری کی تشکیل میں اہم ترین عناصر مریضوں کے دوسرے لوگوں سے باہمی تعلقات میں دشواری، اپنی کوتاہی ہے۔ (ایٹارل سائیکالوجی ایڈٹور مارٹن لائف، اڈولفین) (بحوالہ بعد شکر، الفتویٰ نمبر ۴۳، ایڈیٹر سید راشد علی) www.alhafeez.org۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی شادی جوان کی ماموں زاد سے ہوئی۔ انتہائی ناکام رہی۔ دوسرے بیٹے (مرزا فضل احمد) کی پیدائش کے بعد بقول مرزا قادیانی کے ان کا اپنی بیوی سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ اس بیوی کے بطن سے پیدا ہونے والے بیٹوں کے ساتھ بھی تعلقات کشیدہ رہے۔ اپنے بزرگوں کی جائیداد کے مقدمے جو انہوں نے لڑے ان میں ناکام ہوئے۔ والد اور بھائی ان کو نکما جانتے۔ بقول مرزا قادیانی کے ان کی گھر میں حیثیت انتہائی گئی گزری تھی۔ بھابھی (نوٹ کیجئے، بیوی نہیں بھابھی، بیوی کو کچھ لاکر دیتے یا اس کے حقوق کا ہی خیال رکھتے تو وہ بھی ان کے لئے کچھ سوچتی) ان کو کھانا نوکروں سے بھی گیا گزرا بھجواتی تھیں اور بوجھ سمجھتی تھیں۔ بقول مرزا قادیانی کے ان کو پہلا الہام ہی باپ کی وفات کے قریب ہوا جب ان کو فکر ہوئی کہ اب زوٹی کہاں سے کھاؤں گا۔ سیالکوٹ میں کچہری میں اہلمد کی نوکری کی۔ وہاں بھی معناری کا ٹھکانہ امتحان دیا۔ مگر اس میں ناکام ہوئے۔ والد نے اپنے مقدموں میں لگایا۔ وہاں بھی اکثر ناکامیوں کا شکار ہوئے غرضیکہ ان دعوؤں سے بیشتر ان کی زندگی ہر لحاظ سے ایک مثالی ناکام زندگی تھی۔

تین سال سے دوسر

”اور میں اکثر عوارض لاحقہ سے بیمار رہتا تھا اور دوسری بیماری مجھے تین سال سے

(انجام آختم ص ۷، خزائن ج ۱ ص ۷، حاشیہ)

ہے۔“

”ابتداء ایام میں آپ دسمہ اور مہندی لگایا کرتے تھے۔ پھر دماغی دورے بکثرت ہونے

کی وجہ سے سر اور ریش مبارک پر آخر عمر تک مہندی لگاتے رہے۔“ (سیرت الہدیٰ ج ۲ ص ۴۱۳ روایت

۴۱۷) یہ روایت ظاہر کر رہی ہے کہ دماغی دورے بکثرت اور آخر تک پڑتے رہے۔ یہ روایت ان

کے سالے کی تھی اب مرزا قادیانی کی زبانی سنیں۔ ایک دوست کو لکھتے ہیں کہ: ”حالت صحت اس عاجز کی بدستور ہے۔ کبھی غلبہ دوران سر اس قدر ہو جاتا ہے کہ مرض کی جنبش شدیدہ کا اندیشہ ہوتا ہے اور کبھی یہ دوران کم ہو جاتا ہے۔ لیکن کوئی وقت دوران سر سے خالی نہیں گزرتا۔ مدت ہوئی نماز تکلیف سے بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے۔ بعض اوقات درمیان میں توڑنی پڑتی ہے۔ اکثر بیٹھے بیٹھے ریگن (درد جو چنچھوں سے اٹھ کر کٹھنوں تک پہنچتا ہے۔ ناقل) ہو جاتی ہے اور زمین پر قدم اچھی طرح نہیں جمتا، قریباً چھ سات ماہ یا زیادہ گزر گیا ہے کہ نماز کھڑے ہو کر نہیں پڑھی جاتی اور نہ بیٹھ کر اس وضع پر پڑھی جاتی ہے جو مسنون ہے اور قرأت میں شاید قل حوالہ بمشکل پڑھ سکوں کیونکہ ساتھ ہی توجہ کرنے سے تحریک بخارات کی ہو جاتی ہے۔“ (خاکسار غلام احمد قادیان، ہفتوری ۱۸۹۱ء، مکتوبات احمدیہ ج پنجم نمبر ۲ ص ۸۸ مکتوب نمبر ۶۳) یاد رہے کہ ۱۸۹۱ء میں ہی مرزا قادیانی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ کیا اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کو اس حالت میں کئی کئی مہینے رکھتا ہے کہ کھڑے ہونا تو درکنار مسنون طریق سے بیٹھ کر بھی نماز ادا کرنے کی توفیق نہیں دیتا حالانکہ نماز بندے اور خدا کا براہ راست تعلق ہے اور نبی کا تعلق اللہ سے ہر ایک سے زیادہ اور کسی خلل کے بغیر ہوتا ہے۔ یہاں تو بنیادی تعلق ہی نہیں صحیح طریق سے قائم ہو پارہا۔ رفعتیں یا ہائی کلاس تعلق تو بہت آگے کی بات ہے۔ نبی کا کام ہر وقت ذکر الہی ہوتا ہے اور یہاں یہ حال ہے کہ مہینوں سے قل هو اللہ کی قرأت بھی نہیں ہو پاتی، نہ ہی مسنون طریقے سے عبادت کر سکتے ہیں۔ سوادی بخارات دماغ کو چڑھتے ہیں تو دماغ میں جیسے خیالات آتے ہوں گے ان کا اندازہ خود کر لیں اور تمام دعوے ایسے ہی خیالات کا نتیجہ ہیں۔

مزید ذہنی حالت

مرزا قادیانی ذہنی طور پر اتنے معذور تھے کہ لباس بھی ڈھنگ سے نہیں پہن سکتے تھے یا پہننے نہیں تھے۔ جرابوں کی ایڑیاں اوپر کی طرف اور پنچے آگے کو لٹکے ہوتے تھے۔ جوتوں میں دائیں اور بائیں کی تمیز نہیں کر سکتے تھے یا کرتے نہیں تھے۔ حتیٰ کہ یہی جوتوں میں دائیں بائیں کی تمیز کے لئے نشان لگا دیتی تھی تب بھی اکثر دائیں اور بائیں جوتے کی تمیز نہیں کر سکتے تھے۔ غرارے بھی پہنا کرتے تھے۔ واسکٹ کے بٹن کوٹ میں اور کوٹ کے بٹن واسکٹ میں لگا دیتے تھے۔ کوٹ کے باواسکٹ میں ایک بڑا سا رومال باندھ لیتے تھے وغیرہ وغیرہ۔ گھڑی پر وقت نہیں دیکھ سکتے تھے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے (روایت نمبر ۸۲، ۸۳، سیرت الہدی ج اول ص ۶۶، ۶۷، مصنفہ مرزا بشیر احمد، پیر مرزا قادیانی)

حالت مردی کا لحد ہونے کے باوجود شادی کی

ایک ابتلاء مجھ کو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ باعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ بہت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا اور دوسری چیزیں یعنی ذیابیطس اور سردی و مع دوران سر قدیم سے میرے شامل حال تھیں۔ جن کے ساتھ بعض اوقات تشنج قلب بھی تھا۔ اس لئے میری حالت مردی کا لحد تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میزری زندگی تھی۔ اس لئے میری اس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا۔ (تزیان القلوب ص ۲۵، خزائن ج ۱ ص ۲۰۳)

اس کا مطلب یہ ہے کہ نامردی ان کا ذاتی اور خفیہ معاملہ ہونا چاہئے تھا۔ لیکن وہ ان کے کسی ایک دوست کو نہیں بلکہ دوستوں میں بھی مشہور تھا۔ کیا شرم حیا والا تھا یہ شخص اور پھر ایک بیوی پہلے تھی۔ جس کے ساتھ مجردی زندگی گزار رہے تھے۔ یہ میں نہیں کہہ رہا بلکہ مرزا قادیانی نے جب قادیانیوں کی ام القادین کا رشتہ ان کے والد سے مانگا تو خط میں لکھا کہ میں عملاً مجردی زندگی گزار رہا ہوں۔ (لیکن یہ نہیں لکھا کہ کیوں؟) اس حالت میں اوپر سے دوسری بھی گھر میں لے آئے۔ لیکن کس کے لئے کیا صلئے عام تھی یا ران.....

شادی کے بعد مودت تک نامرد

”جب میں نے شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یقین رہا کہ میں نامرد ہوں۔ آخر میں نے صبر کیا۔“ (کتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲، خط نمبر ۱۲، ص ۲۱) اگر آپ ایک غیر متعصب شخص ہیں تو آپ سوچیں کہ کسی بھی وجہ سے اگر ایسی حالت ہوتی ہے تو کیا آپ ان حالات میں پہلے شادی کریں گے یا پہلے علاج کروانے کے بعد شادی کریں گے؟ اگر ماں یا باپ ہیں ایک بیٹی کے تو ایسی بیماریوں اور کا لحد مودت مردی کے حامل ایسے مرد کو اپنی بیٹی بیاہیں گے؟ بلکہ اگر آپ کو کوئی ایسا رشتہ آئے گا تو کیا آپ ایسے رشتہ کے بارے میں سننے کے بھی روادار ہوں گے؟ کیا مرزا قادیانی نے قرآن کریم اور رسول کریم ﷺ کی واضح ہدایت کے مطابق کہ ایسے مواقعوں پر قول سدید سے کام لو اور ان کو اپنے ایسے حالات کھول کر بتاؤ جن سے آئندہ زندگی میں کوئی فساد نہ بن سکے۔ اپنی ایسی حالت (کا لحد مودت مردی) کا لڑکی کے والدین کو بتایا تھا؟ کیا اپنے مالی حالات کے بارے میں بتایا تھا کہ یہ اس کی شادی کے لئے بھی پانچ سو روپیہ قرض لے کر آئے ہیں۔ اسلام کی تعلیمات بتاتی ہیں کہ انسان کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا حکم ہے اور حقوق العباد کی خلاف ورزی پر بہت زور دیا گیا ہے۔ کیا مرزا قادیانی نے جبکہ اسی سال سے پہلی بیوی کے

حقوق ہی نہ ادا کر پارہے تھے۔ ایسی حالت میں ایک اور شادی کر کے ازدواجی حقوق اور حقوق العباد کی خلاف ورزی نہیں کی؟ پھر قابل غور فقرہ کہ میں نے صبر کیا، حقوق بھی دوسرے کے یہ خود ادا نہیں کر پارہے تھے اپنی نامردی کے باعث اور پھر بے شری کی انتہا کہ کہتا ہے کہ: ”میں نے صبر کیا۔“ ان دو غور توں نے جس طرح خاموشی سے اس ظلم کو برداشت کیا ان کے حق کو تسلیم کرنا تو دور کی بات ان کے لئے کوئی کلمہ خیر بھی نہیں ادا کیا۔ کیا اتنی واضح انسانی حقوق کی پامالی کے بعد اپنے بے بنیاد صبر کا ڈھنڈورا پیٹنے والا کوئی ولی بھی کہلا سکتا ہے، کجا کہ دعویٰ نبوت ہو؟ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شرائط تم نے پوری کرنی ہیں سب سے اول وہ شرط یا شرائط پوری کرو جن سے تم نے ایک عورت کو اپنے لئے حلال کیا اور مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ تھا کہ (نعوذ باللہ) وہ رسول کریم کا ہی وجود ہیں۔ کیا مرزا قادیانی کا کردار اس بات کی تائید کرتا ہے؟ پھر مزے کی بات ہے کہ مزید شادیوں کے الہام بھی ہو رہے تھے اور اس سلسلہ میں محمدی بیگم والے معاملے میں بڑی شرمندگی بھی اٹھانا پڑی۔

دایاں ہاتھ بیکار

”آپ (مرزا قادیانی) پانی کا گلاس یا چائے کی پیالی بائیں ہاتھ سے پکڑ کر پیا کرتے تھے۔“ (سیرت الہدی ج دوم روایت نمبر ۴۳۷، ص ۴۳۲) حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی بائیں ہاتھ سے نہ کھائے نہ پئے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھانا پیتا ہے۔“ (مسلم باب آداب طعام الشراب بحوالہ روزنامہ الفضل لندن، ۲۷ جنوری ۲۰۰۲ء ص ۳) قادیانی حضرات کہیں گے کہ ”مسح موعود“ صاحب کو بچپن میں یا جوانی میں کندھے میں چوٹ لگی تھی اور اس کی وجہ سے ہاتھ میں کمزوری تھی۔ آپ کی دلیل مان لی مگر سوال یہاں یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ اس نے مرزا قادیانی کو نبی بنانا ہے اور اس کا دعویٰ ہے کہ وہ حفاظت بھی فرماتا ہے اپنے رسولوں کی (سورۃ الجن آیات ۲۷، ۲۸) اور اس حفاظت میں یہ بھی شامل ہے کہ ان سے (یعنی نبیوں، رسولوں) کوئی ایسا فعل نہ ہو جس میں شیطان کا دخل بھی ہو، تو کیا اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت نہ کرتا کہ وہ تمام عمر ایک ایسا کام کرنے سے بچے رہیں جس میں ان کے کھانے پینے میں شیطان کا دخل ہو۔ اگر اللہ نے ان کو نبی بنایا ہوتا وہ ان کو ایسی چوٹ سے نہ بچاتا؟ جس سے ان کو ساری عمر بائیں ہاتھ سے کھانا پڑتا اور ہر کھانے میں شیطان کو شریک کرنا پڑتا؟

اسہال اور خارش

”مجھے اسہال کی بیماری ہے اور ہر روز کئی دست آتے ہیں۔“ (ملفوظات ج ۲ ص ۳۷۶)

دوسرے جگہ فرماتے ہیں: ”کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہو جاتا ہے۔“ (تسیم دعوت ۶۹، خزائن ج ۱۹ ص ۴۳۴) اسہال کی بیماری کا مطلب ہے کہ دن میں کم و بیش دس سے پندرہ بار بیٹ الخلاء کے چکر لگاتا اور اس بیماری کی شدت سے جس کو مرزا قادیانی نے خود ہیضہ قرار دیا ہے۔ مرزا قادیانی کی وفات ہوئی اور مرنے کی بات یہ ہے کہ اس بیماری کے لئے مرزا قادیانی نے خود دعا مانگی کہ اگر وہ جھوٹے ہیں تو اس کے ذریعہ ان کی موت ہو اور ہم مانتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی یہ دعا اللہ نے قبول کی تا کہ سچے اور جھوٹے میں فرق واضح ہو اور اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کی یہ خواہش پوری کر دی اور پوری دنیا کو بتا دیا کہ مرزا قادیانی کے تمام دعوے صرف اور صرف جھوٹ کا پلندہ ہیں اور ان کا دعویٰ رسالت کو دعویٰ غیالت میں بدل دیا۔ یہ سب جاننے کے بعد جو تحقیق نہیں کرتے اور ابھی بھی ان کو نبی مانتے ہیں ان پر ختم اللہ علی قلوبہم کی مثال صادق آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔ آمین!

احتمام

”ڈاکٹر میر محمد صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب کے خادم میاں حامد علی کی روایت ہے کہ ایک سفر میں حضرت صاحب کو احتلام ہوا۔ جب میں نے یہ روایت سنی تو بہت تعجب ہوا کیونکہ میرا خیال تھا کہ انبیاء کو احتلام نہیں ہوتا۔ پھر بعد فکر کرنے کے اور طبی طور پر اس مسئلہ پر غور کرنے کے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ احتلام تین قسم کا ہوتا ہے۔ ایک فطرتی، دوسرا شیطانی خواہشات اور خیالات کا نتیجہ اور تیسرا مرض کی وجہ سے۔ انبیاء کو فطرتی اور بیماری والا احتلام ہو سکتا ہے مگر شیطانی نہیں ہوتا۔ لوگوں نے سب قسم کے احتلام کو شیطانی سمجھ رکھا ہے جو کہ غلط ہے۔“ (سیرت المہدی ج سوم روایت نمبر ۸۴۳ ص ۵۷۷ معنفہ مرزا بشیر احمد ایم اے) ایک حوالہ اور بھی دلچسپی کا باعث ہو سکتا ہے۔ ”ایک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ انبیاء کو احتلام کیوں نہیں ہوتا؟ آپ نے فرمایا کہ چونکہ انبیاء سوتے جاگتے پاکیزہ خیالوں کے سوا کچھ نہیں رکھتے اور ناپاک خیالوں کو دل میں آنے نہیں دیتے۔ اس واسطے ان کو خواب میں بھی احتلام نہیں ہوتا۔“ (تاریخ احمدیت ج ۱ ص ۹۸ مؤلف دوست محمد شاہد) اب آپ دیکھیں کہ مرزا قادیانی نے صرف یہ کہا ہے کہ نبیوں کو خواب میں بھی احتلام نہیں ہوتا اور انہوں نے کوئی امکان ہی نہیں چھوڑا۔ اب اگر مرزا قادیانی نبی تھے تو کیا خدا

تعالیٰ ان کو اس الزام سے پاک نہ رکھتا؟ جب مرزا قادیانی کی سیرت میں بیویوں کے حقوق ادا نہ کرنا یا ناقابل ہونا، زراتوں کو عورتوں سے خدمت لینا وغیرہ تو آپ کیسے ثابت کریں گے کہ احتلام کسی خیال کی بناء پر تھا یا بیماری کی بناء پر تھا؟ اس پر میں مزید کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتا۔ طبیعت میں گمن آتی ہے۔ لیکن قارئین کے سامنے ہر اہم پہلو آنا چاہئے تھا اس لئے یہ روایت بیان کر دی کیونکہ جب رب نے اس بات کو ظاہر کیا اور پردہ نہیں ڈالا تو میں خواہ مخواہ ایک بات کو چھپاؤں جبکہ میں ان کی ذات کے متعلق ایک انتہائی اہم نقطہ نظر سے بات کر رہا ہوں حالانکہ وہ رب چاہتا تو یہ بات ظاہر نہ ہوتی۔

خراب حافظہ

”میرا حافظہ بہت خراب ہے۔ اگر کئی دفعہ کسی کی ملاقات ہو تب بھی بھول جاتا ہوں، یاد دہانی عمدہ طریقہ ہے۔ حافظہ کی یہ اہتری ہے کہ بیان نہیں کر سکتا۔“ (کتوبات احمدیہ ج ۱ نمبر ۳ ص ۲۱ تا ۲۹) اور حافظہ خراب ہونے کا کئی جگہ ذکر کیا ہے۔ لوگ پاس بیٹھے ہوتے تھے تو کہتے تھے کہ ان کو بلا لاؤ اور اس طرح کے کئی واقعات ہیں۔ اس مضمون میں ہر چیز بیان کرنا مشکل ہے۔ لیکن اس قسم کے کچھ واقعات انشاء اللہ کسی دوسرے مضمون میں بیان ہوں گے۔

سل اور دق کی بیماری

”اور یہ خواب ان ایام میں آئی تھی کہ جب میں بعض امراض کی وجہ سے بہت ہی ضعیف اور کمزور تھا بلکہ قریب ہی وہ زمانہ گزر چکا تھا کہ جب مجھے دق کی بیماری ہو گئی تھی اور باعث گوشہ گزینی اور ترک دنیا کے اہتمامات سے دل سخت ناکارہ تھا اور خیال داری کے بوجھ سے طبیعت متنفر تھی۔“ (طبیعت تو متنفر ہونی تھی، ساری عمر بیٹھ کر جو کھائی اور کوئی ذمہ داری نہ نبھائی۔ ناقل)۔ (تزیان القلوب ص ۳۵، خزائن ج ۱ ص ۲۰۲) دق کی بیماری ایک موذی اور خبیث بیماری ہے جس کو یہ بیماری ہوتی ہے۔ اس سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے ولیوں کو بھی ایسی بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے اور مرزا قادیانی کا دعویٰ تو نبوت کا ہے اور نبوت بھی کیسی، خاتم النبین کا؟

داڑھوں کو کھڑا

”دندان مبارک آپ کے آخر میں خراب ہو گئے تھے یعنی کیزا بعض داڑھوں کو لگ گیا تھا۔“ (سیرت الہدی ج ۲ ص ۴۱۵ روایت نمبر ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱

ان کی کچھ اور بھی بیماریاں مختلف جگہوں پر بیان ہوئی ہیں۔ ان کا ذکر فی الحال اس جگہ نہیں۔ اگر ضرورت ہوگی تو کسی اور جگہ یا مضمون میں انشاء اللہ تفصیل سے کیا جائے گا۔ اس مضمون میں بجائے تفصیل کے دراصل صرف توجہ طلب باتیں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

چند سوالات

- ۱..... کیا مراقبہ خبیث مرض نہیں؟
- ۲..... کیا مرگی یا ہسٹریا خبیث مرض نہیں؟
- ۳..... کیا دق ایک خبیث مرض نہیں؟
- ۴..... کیا تیس برس سے زیادہ سردرد سے کوئی انسان نارمل انسان رہ سکتا ہے؟
- ۵..... کیا نامردی ایک خبیث مرض نہیں؟
- ۶..... کیا نبیوں کو احکام ہوتا ہے؟
- ۷..... کیا دن میں سو سو بار پیشاب آنا اور بیس سال لگا تار اسہال کی بیماری خبیث مرض نہیں؟
- ۸..... کیا ہیضہ خبیث مرض نہیں جس سے مرزا قادیانی کی موت ہوئی؟

اگر یہ امراض جن کا ذکر میں نے اپنے سوالوں میں کیا ہے۔ امراض خبیثہ نہیں تو پھر ٹھیک ہے قادیانی حضرات انکار کریں۔ میں مرزا قادیانی کی تحریروں سے ان کو امراض خبیثہ ثابت کرتا ہوں۔ لیکن اگر یہ امراض خبیثہ ہیں تو قادیانی حضرات اس الہام کی کیا تشریح کریں گے کہ مرزا قادیانی امراض خبیثہ سے بچائے جائیں گے؟ بلکہ مرزا قادیانی کی موت بھی مرض خبیثہ ہیضہ سے ہوئی۔ اس کے متعلق کیا رائے ہے قادیانی دوستوں کی؟ انکار کرو، آپ کی اپنی کتابوں سے ثبوت میرے ذمے!

بھائیو! خدا کے لئے دو منٹ کے لئے جذبات سے ہٹ کر اور غیر جانبدار ہو کر سوچو (اس لئے کہ اپنے اعمال کا جواب آپ نے خود دینا ہے) کہ بقول مرزا قادیانی کے ان کو دق تھی۔ جس سے لوگ بھاگتے ہیں۔ مرزا قادیانی کو مراق اور ہسٹریا کے دورے پڑتے تھے جو کہ ڈاکٹرز کی آراء کے مطابق جذباتی اور ذہنی طور پر نارمل نہ ہونے کی نشانی ہے۔ مرزا قادیانی کے بقول وہ ایک لمبا عرصہ قوت مردی سے محروم رہے اسی طرح نہ صرف ایسی حالت میں ایک ناکتہ اور اپنے سے کم دیش تیس سال چھوٹی لڑکی سے شادی کی! بلکہ پہلی بیوی (بچے کی ماں) کے حقوق بھی کافی لمبے عرصے سے ادا نہیں کئے اور کیا یہ شرعی اور اخلاقی طور پر ایک جرم نہیں ہے؟ اور تیسری کے لئے (محمدی بیگم) جو کہ کسی غیر کی منکوحہ بھی ہو گئی تھی، مرنے تک رالیں چٹکاتے

رہے! مرزا قادیانی ہمیشہ کے سردرد، دوران سر اور تشنج دل کے مریض تھے۔ بسا اوقات دن میں سو سو بار پیشاب آتا تھا۔ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ عام طور پر ستر بار تو پیشاب آتا ہی ہوگا اور اکثر اسہال کا بھی شکار رہتے تھے۔ یعنی اکثر لوٹا ہاتھ میں ہوتا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ اپنی کتابوں میں جو ”نادر تاویلات“ پیش کیں ان کا الہام یا خیال بھی ٹائلٹ میں ہی آیا ہوگا کیونکہ زیادہ وقت تو وہیں گزرتا تھا اور زیادتی پیشاب کی وجہ سے ضعف اور کمزوری اور دوسری بیماریاں بھی اپنا اثر دکھا رہی تھیں۔ دایاں بازو کام نہیں کرتا تھا۔ نماز کے وقت دایاں ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے سہارا دیتے تھے۔ اس سے پانی تک نہیں پی سکتے تھے۔ دورہ پڑتا تو ٹائلیں باندھنی پڑ جاتی تھیں۔ چھین مارتے تھے۔ مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ ان کی گواہی نبیوں نے دی ہے۔ قرآن نے دی ہے اور مرزا قادیانی کا دعویٰ عین محمد ﷺ ہونے کا ہے۔ اب آپ خود سوچیں کہ اللہ کو اتنی کون سی مجبوری تھی کہ ایسی عظیم الشان شخصیت اور کام کے لئے ایک بیمار اور عارضی نہیں بلکہ مستقل بیمار شخص اور پھر بیماریاں بھی کوئی ذوق، ہسٹریا، مالجو لیا، مراق، دوران سر، ہمیشہ کا سردرد، بیکار بازو، کثرت بول، کثرت اسہال، نامردی، ذیابیطیس کا حامل ہی اس رجب پر بٹھانا تھا؟ اوپر سے لباس بھی میلا کچھلا اور پہننے کا طریقہ مضحکہ خیز؟ کیا خاتم الانبیاء، ختم الرسل، فخر انسانیت، رحمۃ اللعالمین، شاہ لولاک، شفیع روز محشر ﷺ کی بعثت ثانیہ یا محمد ﷺ ثانی کے طور پر ایسے شخص کو ہی بھیجا تھا جو اپنے اہل و عیال کے حقوق ہی نہیں ادا کرتا تھا۔ بلکہ اپنی زیادتی کو بھی اپنا ہی صبر کہتا تھا۔ جس کو لوٹے اور لیٹرین سے ہی فرصت نہیں تھی۔ جو بے پندے لوٹنے کی طرح ہر بات میں اپنا موقف بدل لیتا تھا؟

آخر میں انتہائی اہم سوال

مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ”بعض کا ملین اس طرح پر دوبارہ دنیا میں آ جاتے ہیں کہ ان کی روحانیت کسی اور پر تجلی کرتی ہے اور اس وجہ سے وہ دوسرا شخص گویا پہلا شخص ہی ہو جاتا ہے۔ ہندوؤں میں ایسا ہی اصول ہے۔“ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۲۵، خزائن ج ۲ ص ۲۹۱) اور مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے وہ (نعمو باللہ) محمد ثانی ﷺ ہیں اور کس طریق سے ہیں اور یہ عقیدہ کہاں سے اور کون سے مذہب سے لیا گیا ہے؟ یہ تو لو پر والی تحریر میں بتا دیا۔ اب اسی عقیدہ پر مرزا قادیانی کی ایک اور تحریر سے مرزا قادیانی کا خیال کچھ واضح ہو جاتا ہے۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”یوں تو آریہ لوگ کہتے ہیں کہ تناخ ضرور بچ ہے (صرف آریہ ہی نہیں آپ بھی کہہ رہے ہیں۔ ناقل) اور ایسا ہمیشہ کے لئے واجب الوقوع ہے کدھتی کے بعد بھی اس سے پیچھا نہیں چھوٹا لیکن بوجہ نادانی انہیں خیال

نہیں کہ دائمی تنازع کے ماننے سے تمام مقدسوں اور برگزیدوں کی ایسی بے ادبی ہوتی ہے کہ..... واضح رہے کہ ہم ایسے خیال کو نہایت خبیث اور دور از ادب سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی پر ایسا خوش ہو کر اس کو کھتی دے کر پھر کسی وقت کتا، بلا، سور وغیرہ بنا دے۔“ (شخص حق ص ۱۸، غزالی ج ۲ ص ۳۵۱ حاشیہ) اس سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ مرزا قادیانی کو اگر محمد ثانی مان لیا جائے تو رسول کریم ﷺ مرزا قادیانی کے عقیدہ کے مطابق دنیا میں دوبارہ تو آ سکتے ہیں۔ لیکن پہلے سے کمتر حالت میں نہیں آ سکتے اور اگر ایسی بات کو تسلیم کر لیں کہ وہ پہلے سے کمتر حالت میں آ سکتے ہیں تو اس کو تسلیم کرنا خباثت اور بے ادبی ہوگی۔ اس تمہید کے بعد میرا سوال ہے کہ اس کو کیا کہیں گے خباثت مرزا قادیانی یا بے ادبی؟

محمد ﷺ اپنی پہلی بعثت میں تو انتہائی صحت مند تھے۔ لیکن مرزا قادیانی کی صورت میں دوسری بعثت میں دائم المرض ہوں؟

محمد ﷺ اپنی پہلی بعثت میں تو صحت مند ہاتھ پاؤں رکھتے تھے لیکن مرزا قادیانی کی صورت میں دوسری بعثت میں دائیں ہاتھ سے پانی بھی نہ پی سکتے ہوں؟ بلکہ اپنی ہی حدیث شریف کے خلاف، شیطان کی طرح بائیں ہاتھ سے کھاتے پیتے رہے۔ (معاذ اللہ)

محمد ﷺ اپنی پہلی بعثت میں تو گیارہ (۱۱) بیویوں کے حقوق زوجیت انتہائی خوش اسلوبی سے ادا کرتے تھے لیکن مرزا قادیانی کی صورت میں ایک بیوی کے حقوق ۲۹ سال تک ادا نہ کئے اور مدت تک دوسری بیوی کے حقوق بھی ادا نہ کر سکے اور بعد میں بھی کشتوں کے محتاج رہے؟

محمد ﷺ اپنی پہلی بعثت میں تو کسی قسم کے دوران سر میں مبتلا نہ ہوں لیکن مرزا قادیانی کی صورت میں دوسری بعثت میں دائمی دوران سر میں مبتلا رہیں؟

محمد ﷺ اپنی پہلی بعثت میں تو مراق، مانجھ لیا اور ہسٹریا سے پاک ہوں لیکن مرزا قادیانی کی صورت میں دوسری بعثت میں مراق، مانجھ لیا، ہسٹریا میں دائمی طور پر مبتلا رہیں؟

محمد ﷺ اپنی پہلی بعثت میں تو قابل رشک یا دداشت کے حامل ہوں لیکن مرزا قادیانی کی صورت میں دوسری بعثت میں ہمیشہ بھولنے کی بیماری کا شکار رہیں؟

محمد ﷺ اپنی پہلی بعثت میں تو حواج ضروریہ وغیرہ کی کسی قسم کی بے ربطی نہیں لیکن مرزا قادیانی کی صورت میں دوسری بعثت میں دن میں سو سو بار لوٹا ہاتھ میں پکڑ کر بیت الخلاء کے چکر لگائے جا رہے ہیں اور یہ ایک بار نہیں بلکہ اکثر اور نازل دونوں میں کم از کم پچیس سے تیس بار لوٹا ڈھونڈ رہے ہیں اور تیس برس سے زیادہ اسہال کی بیماری کا شکار ہوں؟

محکم دلائل سے مزین و متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
 محفوظ رہتے ہیں لیکن مرزا قادیانی کی صورت میں دوسری بعثت میں انسانوں سے دور رکھنے والے
 متعدی امراض میں مبتلا ہوتے ہیں؟

مزید ایسے سوالات انشاء اللہ دوسرے مضمون میں زیادہ تفصیل سے اٹھاؤں گا۔ لیکن کیا
 انہی امراض کی وجہ سے مرزا قادیانی اپنے عقائد میں غلط۔ اپنی دعاوی میں مجموعے اور ایک ابتنازل
 انسان ثابت نہیں ہوتے؟ اور کیا ایک ابتنازل بات بات میں غلو کرنے والا، دعوؤں میں غلط آدمی،
 ولایت، مجددیت، مسیحیت یا نبوت وغیرہ کا اہل ہو سکتا ہے؟

مرزا قادیانی فرماتے ہیں

”روح بغیر جسم کے کچھ نہیں..... اگر روح بغیر جسم کے کچھ ہوتی تو اللہ تعالیٰ کا یہ کام لغو
 ٹھہرتا کہ ان کو خواہ خواہ جسم فانی سے پیوند دے دیتا، روح کے افعال کاملہ صادر ہونے کے لئے
 اسلامی اصول کی رو سے جسم کی رفاقت روح سے دائمی ہے۔“ (اسلامی اصول کی فلاسفی ص ۹۰، خزائن
 ج ۱۰ ص ۴۰۴) اور مطالب کے علاوہ اس کا یہ مطلب بھی میری سمجھ میں مختصر الفاظ میں یہ آیا کہ جب
 جسم اور روح کا رشتہ لازم و ملزوم ہے اور ایک کی صحت دوسرے کو متاثر کرتی ہے تو مکمل طور پر ٹوٹ
 پھوٹ کا شکار اور تکلیف میں مبتلا جسم نے کیا روح کو گہرے طور پر متاثر نہیں کیا ہوگا اور ایک
 بیماریوں سے متاثر شدہ روح دوسری روحوں کی کہاں تک صحیح اور واضح رہنمائی کر سکتی ہے؟ آپ خود
 سوچیں کہ اگر کوئی شخص دوران سر کا شکار ہوا اور ہر پانچ منٹ میں پیشاب کرنے پر مجبور ہو، وہ تو
 ایک سائیکل تک نہیں چلا تار یا چلا سکتا۔ لیکن یہاں تو تیس سے زیادہ بیماریوں کے ساتھ، جن میں
 زیادہ تر خبیث اور دائمی امراض ہیں، مرزا قادیانی نبوت کی خدائی گاڑی چلانے کے دعویدار ہیں۔
 کیا یہ ممکن ہے اور کیا یہ دعویٰ صحیح ہو سکتا ہے؟

کیا جو تضادات ہم مرزا قادیانی کی تحریر میں دیکھتے ہیں وہ اسی متاثر شدہ روح کی
 کرفرمائی تو نہیں؟ میں نہ تو ڈاکٹر ہوں اور نہ ہی عالم، میرے سوال تو ایک عام شخص کے سوال ہیں
 جو کہ ان باتوں پر ہیں جو واضح طور پر سب کو نظر آ رہی ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی کے پیروکاروں کی
 طرف سے صحیح و دیانت دار جواب نہیں مل رہا یا نہیں دیا جا رہا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی رہنمائی کرے
 اور جو لوگ مرزا قادیانی کی خود ساختہ نبوت کے اعدا ہروں میں بھگ رہے ہیں ان کو شیخ محمد صالح
 روشنی نصیب کرے۔ آمین

(۹) دجال اور مرزا قادیانی؟

(شیخ راحیل احمد - جرمنی)

آپ بھی کہیں گے کہ یہ کیا روزانہ مرزا غلام اے۔ قادیانی کا ذکر لے بیٹھتا ہے۔ لیکن میں بھی کیا کروں، مجبور ہوں کیونکہ عمر کا ایک حصہ ان کی امت میں گزار کر جیسے مجھے مرزا قادیانی سے انسیت سی ہو گئی ہے اور ان سے یہ انسیت مجھے ان کی کتابوں کا مطالعہ کراتی ہے اور یہ مطالعہ مجھے انسپائر (Inspire) کرتا ہے کہ مرزا قادیانی پر کچھ لکھنے کو، اور یہ ماننا پڑے گا کہ مرزا قادیانی صرف اونچے درجے کے کتب فروش ہی نہیں تھے۔ بلکہ کبھی کبھار سچ اور بڑے پتے کی بات بھی لکھ جاتے تھے۔ دیسے کوئی بار کیا! اکثر وہ خود بھی اپنی تحریروں کے زردیں آئے۔ لیکن ان کو اپنی تاویل سازی پر اتنا بھروسہ تھا کہ وہ اپنی تحریروں کو واپس نہیں لیتے تھے۔ بلکہ اس کی تاویل ایسی کرتے تھے کہ آئندہ کئی صدیاں ان کا اس فن میں کوئی ثانی نہیں ہوگا۔ ہاں تمہید میں اصل بات کا ذکر رہ گیا کہ مرزا قادیانی نے کیا سچ لکھا؟ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”پرلے درجے کا جاہل ہو جو اپنے کلام میں تناقض میانوں کو جمع کرے اور اس پر اطلاع نہ رکھے۔“ (ست پنچم ص ۲۹، خزائن ج ۱۰ ص ۱۴۱) کیوں سچ ہے یا نہیں؟

مرزا غلام احمد قادیانی قرآن کریم کے اس سوال کے صحیح مصداق تھے کہ: ”لم تقولون مالا تقولون“، یعنی وہ تم کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں اور مرزا قادیانی کی زندگی میں ایسی کئی مثالیں مل جائیں گی کہ مرزا قادیانی جو کہتے تھے وہ کرتے نہیں تھے اور اکثر دوسروں پر لاعلمی کی تہمت لگاتے تھے اور اپنی بڑائی کا ڈھنڈورا پیٹتے تھے۔ حالانکہ وہ خود جس پر الزام لگا رہے ہوتے تھے۔ اس سے کہیں زیادہ لاعلم، بلکہ بے علم ہوتے تھے اور اپنی اس عادت کا نشانہ نہ صرف علماء وقت کو، نہ صرف اولیائے کرام اور بزرگوں کو، نہ صرف صحابہ کبار کو بلکہ نبیوں اور یہاں تک کہ سرور کائنات، شافع دو جہاں، فخر الرسل، امام الانبیاء محسن انسانیت رحمۃ اللعالمین خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کو بھی بنایا۔ اس جگہ اس کی ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ مرزا قادیانی نے تو بے شمار موشگافیاں اپنے قلم کی دکھائی ہیں۔ آج دجال کے بارے میں مختصر جائزہ پیش خدمت ہے۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”اگر آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کا ملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبہ مشکشف نہ ہوئی اور نہ دجال کے ستر باغ گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو اور نہ یا جوج یا جوج کی عمیق تہ تک وحی الہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دلایۃ الارض کی ماہیت کما ہی ہی ظاہر فرمائی گئی..... تو کچھ تعجب کی بات نہیں“ (ازالہ اوہام طبع پنجم ص ۶۹۱، خزائن ج ۳ ص ۴۷۳) حالانکہ

مرزا قادیانی کا ہی ارشاد ہے کہ: ”ہم سے زیادہ کوئی الہام کے معنی نہیں سمجھ سکتا۔“

(تتمہ حقیقت الوہی ص ۷، خزائن ج ۲۲ ص ۲۳۸)

اور یہ حقیقت منکشف نہ ہونے کا ارشاد اس شخصیت کے بارے میں ہے جو خدا سے خبر پا کر ہم تک دجال کی آمد کی کھلی کھلی خبریں پہنچا رہے ہیں اور اس کی نشانیاں بھی بڑی حد تک بتا چکے ہیں اور اس کے خاتمہ کی اور کس طرح خاتمہ ہوگا، کی بھی کسی حد تک تفصیلی خبر دے چکے ہیں۔ دجال کے خروج کے بارہ میں کافی احادیث مبارکہ موجود ہیں۔ یہاں سب تو پیش نہیں کر سکتے لیکن مختصر سا جائزہ کہ احادیث مبارکہ دجال کے بارہ میں کیا کہتی ہیں؟ تاکہ جب آپ مرزا قادیانی کی باتیں پڑھیں تو آپ کے ذہن میں اس سے قبل ارشادات نبویہ کی کچھ جھلک موجود ہو۔

☆..... ”حضرت نافع بن عتبہؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں شریک تھے..... اسی دوران آپ نے چار کلمات ادا کئے۔ جنہیں میں نے اپنے ہاتھوں پر شمار کر لیا۔ آپؐ نے فرمایا: ”تم جزیرۃ العرب میں جہاد کرو گے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں فتح عطا فرمائے گا۔ پھر تم اہل فارس سے جنگ کرو گے۔ ان پر بھی اللہ تمہیں فتح عطا فرمائیں گے۔ پھر تم روم والوں سے جہاد کرو گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں بھی فتح عطا کریں گے۔ پھر تم دجال سے جنگ کرو گے اس پر بھی اللہ تعالیٰ تمہیں فتح عطا کریں گے.....“ (مسلم شریف ج ۲ ص ۳۹۳، کتاب الفتن)

☆..... ”حضرت حذیفہ بن اسید غفاریؓ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور ہم باہم گفتگو کر رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم کس بات کا تذکرہ کر رہے ہو؟“ انہوں نے عرض کیا ہم قیامت کا تذکرہ کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ ہرگز قائم نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ تم اس سے پہلے دس علامات دیکھ لو گے۔ پھر دھوئیں، دجال، دابۃ الارض، سورج کے مغرب سے طلوع ہونے اور سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نازل ہونے اور یاجوج ماجوج اور تین جگہوں کے دھنسے، ایک دھنسا مشرق میں، اور ایک دھنسا مغرب میں اور ایک دھنسا جزیرۃ العرب میں ہونے اور آفریقین میں سے آگ نکلنے کا ذکر فرمایا جو لوگوں کو جمع ہونے کی جگہ پر لے جائے گی“ (مسلم شریف ج ۲ ص ۳۹۳، کتاب الفتن)

☆..... حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے سامنے دجال کا ذکر کیا تو ارشاد فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ کا نام نہیں ہے اور سچ دجال دائیں آنکھ سے کاٹا ہوگا۔ گویا کہ اس کی آنکھ پھولے ہوئے انگوڑی طرح ہوگی“ (مسلم شریف ج ۲ ص ۳۹۹، باب ذکر الدجال، کتاب الفتن)

☆..... ”حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”دجال

کی ایک آنکھ اندھی ہے۔ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کا فرق لکھا ہے پھر اس کے سچے کئے ک ف راو ر ہر مسلمان اسے پڑھ لے گا۔“ (مسلم شریف ج ۲ ص ۴۰۰ باب ذکر الدجال)

☆..... جو آپ نے دجال کے بارے میں ﷺ سے سنی۔ حضرت حذیفہؓ نے کہا۔ بے شک دجال نکلے گا تو اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی۔ پس لوگ جسے آگ تصور کریں گے وہ حنظل پانی ہوگا پس تم میں سے جو اسے پالے تو اسی میں کود جائے جسے آگ تصور کرے کیونکہ وہ حنظل پانی اور پاکیزہ پانی ہوگا تو عقبہ نے حضرت حذیفہؓ کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ میں نے بھی آپؐ سے اسی طرح سنا۔“ (مسلم شریف ج ۲ ص ۴۰۰ باب ذکر الدجال)

☆..... مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ بہت طویل ہے اس میں سے صرف انتہائی اہم باتیں پیش کر رہا ہوں۔ حضرت نو اس بن سمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

(۱)..... میں تمہارے بارے میں دجال کے علاوہ دوسرے فتنوں کا زیادہ خوف کرتا ہوں۔ اگر وہ میری موجودگی میں ظاہر ہو گیا تو تمہاری بجائے میں اس کا مقابلہ کروں گا اور اگر میری غیر موجودگی میں ظاہر ہوا تو ہر شخص خود اس کا مقابلہ کرنے والا ہوگا اور اللہ ہر مسلمان پر نگہبان ہوگا۔ بے شک (دجال) نوجوان، کھنکریا لے بالوں والا اور پھولی ہوئی آنکھ والا ہوگا۔ گویا کہ میں اسے عبدالعزیٰ بن قطن کے ساتھ تعظیم دیتا ہوں۔

(۲)..... پس جو تم میں سے اسے پالے تو چاہئے کہ اس پر سورۃ کہف کی ابتدائی آیات تلاوت کرے۔ اس کا خروج شام اور عراق کے درمیان ہوگا۔ پھر وہ اپنے دائیں اور بائیں جانب فساد برپا کرے گا۔ ہم نے عرض کیا اے رسول اللہ ﷺ وہ زمین میں کتنا عرصہ رہے گا؟ آپؐ نے فرمایا چالیس دن اور ایک دن ایک سال کے برابر اور ایک دن مہینہ کے برابر اور ایک دن ہفتہ کے برابر ہوگا اور باقی دن تمہارے عام دنوں کے برابر ہوں گے۔

(۳)..... ہم نے عرض کیا اے رسول اللہ ﷺ! اس کی زمین میں چلنے کی تیزی کیا ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا: اس بارش کی طرح جسے پیچھے سے تیز ہوا دھکیل رہی ہو۔

(۴)..... ایک قوم کو دعوت دے گا وہ اسے قبول کر لے گی تو پھر آسمان کو حکم دے گا وہ بارش برسائے گا اور زمین سبزہ اگائے گی۔ پھر وہ ایک اور قوم کے پاس جائے گا تو وہ اس کی دعوت رد کر دے گی تو وہ ان سے واپس لوٹ آئے گا۔ پس وہ قحط زدہ ہو جائیں گے۔

(۵)..... پھر وہ ایک غجر زمین کے پاس سے گزرے گا اور اسے کہے گا کہ اپنے خزانے نکال دے تو زمین کے خزانے اس کے پاس ایسے آئیں گے جیسے شہد کی کھیاں اپنے سرداروں کے پاس آتی ہیں۔

(۶)..... دجال کے انہی افعال کے دوران اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم کو بھیجیں گے۔ وہ دمشق کے مشرق میں سفید منارے کے پاس زرد رنگ کے حلے پہنے ہوئے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے۔ جب وہ اپنے سر کو جھکانیں گے تو اس سے سفید موتیوں کی طرح قطرے گریں گے اور جب وہ اپنے سر کو اٹھائیں گے تو اس سے سفید موتیوں کی طرح قطرے ٹپکیں گے اور جو کافر بھی ان کی خوشبو سونگھے گا۔ ہلاک ہو جائے گا اور ان کی خوشبو وہاں تک پہنچے گی جہاں تک ان کی نظر جائے گی۔ پس حضرت مسیح علیہ السلام دجال کو طلب کریں گے اور اسے باب لد پر پائیں گے تو اسے قتل کر دیں گے۔ پھر حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے پاس وہ قوم آئے گی جسے اللہ نے دجال سے محفوظ رکھا تھا“ (مسلم شریف ج ۲ ص ۴۰۱ باب ذکر الدجال)

(۷)..... ”ہم سے اسماعیل بن ابی اویس..... آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ کے دروازوں پر فرشتے ہوں گے۔ نہ اس میں طاعون جاسکے گا نہ دجال“ (بخاری شریف ج ۱ پارہ اول حدیث نمبر ۱۷۶۲) اللہ نے مرزا قادیانی کو بھی مدینہ جانے کی سعادت نصیب نہیں کی اور قادیان جس کو مرزا قادیانی مدینہ کا ہم پلہ قرار دیتے ہیں وہاں طاعون نے خاصی تباہی مچائی۔ یہیں سے ان کا کذب ثابت ہو جاتا ہے۔

اس مختصر جائزہ سے ہی انسان کافی اندازہ کر لیتا ہے کہ ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے رسول پاک ﷺ کے بعد شکر ہے کہ یہ نہیں کہہ دیا کہ خدا کو بھی معلوم نہیں کہ دجال کیا ہوگا؟ اور اگر مرزا قادیانی یہ بھی کہہ دیتے تو آپ اور میں ان کا کیا کر لیتے؟ ویسے تو ہم مرزا قادیانی کے الہامات پڑھیں تو کئی جگہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نہ تو الہام کرنے والے کو اور نہ ہی ہم کو اندازہ ہے کہ یہ الہامات کیا ہیں یا ان کا مفہوم کیا ہے یا مقصد کیا ہے؟

لیکن آئیں یہ دیکھیں کہ آیا یہ (خود ساختہ) امام الزمان، جن کو بقول ان کے اللہ تعالیٰ ایک لمحہ غلطی پر نہیں رکھتا اور یہ بھی دعویٰ ہے کہ قرآن ان کو خدا نے ہر ذی روح سے زیادہ خود سکھایا ہے۔ دجال کی کیا تعریف کرتے ہیں؟

☆..... ایک جگہ لکھتے ہیں: ”دجال معبود عیسائی ہیں۔ آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے کہ جب تم دجال کو دیکھو تو سورۃ کہف کی پہلی آیات پڑھو مگر یہ کہ عیسائی ہی دجال ہیں اگر دجال عیسائیوں کے علاوہ ہوتا تو سورۃ فاتحہ میں اس کا بھی ذکر کیا جاتا مگر نصاریٰ کے فتنے سے بچنے کے لئے دعا سکھائی گئی ہے۔“ (تحدہ گلاز دیہ ص ۷۳، خزائن ج ۷ ص ۲۱۱، ۲۱۲) پہلی بات تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی جھوٹ کا سہارا لے کر بالواسطہ طور پر عیسائیوں کو آنحضرت ﷺ کے حوالے سے دجال قرار دے

رہے ہیں۔ اگر مرزا قادیانی کی یہ تشریح مان لی جائے تو پہلی بات ہے کہ کیا عیسائی رسول اکرم ﷺ کے زمانہ میں نہ تھے۔ کہیں کوئی ایسی حدیث اور قول ہے جس میں حضور ﷺ نے عیسائیوں کو دجال قرار دیا ہو؟ لیکن ”علوم لدنیہ“ سے مزین اور غلطی سے پاک امام الزماں، رسول کریم ﷺ کا نام ناجائز استعمال کرنے کے باوجود اس تشریح پر بھی قائم نہیں رہتے۔ اب پتہ نہیں اپنی تشریح کے پودے پن کا خیال آ گیا کہ وہ ناراض نہ ہو جائیں (ممکن ہے کہ اندر خانہ حکومت نے ان کو آنکھیں بھی نکالی ہوں کہ ہم نے تمہیں اپنی مدد اور مقاصد کے لئے کھڑا کیا ہے، نہ کہ امت مسلمہ کے سامنے ہماری پوری قوم کو دجال بناؤ) کہ ہمارا خود کا شہ پودہ، ہماری پوری قوم، امت کو دجال قرار دے رہا ہے، اور ہماری ملی ہمیں ہی میاؤں کر رہی ہے۔

☆..... مرزا قادیانی نے غالباً اندر خانہ ہاتھ جوڑے اور بات بتائی کہ میں یہ نصرانی واعظوں کے گروہ کو کہہ رہا ہوں۔ یا غالباً یہ کہا ہوگا کہ مجھے پبلک میں اعتبار بھی بٹھانا ہے اور جب تک میں ظاہری طور پر آپ لوگوں کے کم از کم مذہبی حصے کو برا نہیں کہوں گا تو میری بات کون سنے گا۔ بہر حال کیا واقعہ ہوا، کس طرح ہوا، ہم تو مرزا قادیانی کے عمل کی وجہ سے قیاس ہی کر سکتے ہیں۔ خیر اب مرزا قادیانی دجال کی تعریف میں فرماتے ہیں: ”اگر دجال کو نصرانیت کے گمراہ واعظوں سے الگ سمجھا جائے تو ایک محدود لازم آتا ہے۔“ (حقیقت الہوی ص ۳۹، خزائن ج ۲۲ ص ۴۱) بات یہیں تک ہی نہیں رہتی بلکہ مرزا قادیانی کا سفر دجل جاری ہے۔

☆..... اس لئے اب اس پوزیشن سے بچنے کے لئے پوری عیسائی قوم کی بجائے مرزا قادیانی پادریوں پر بریک لگاتے ہیں کیونکہ براہ راست پادریوں کو کچھ کہنے لکھنے پر انگریز حکام بظاہر کچھ نہیں کہتے تھے اور مرزا قادیانی کو بھی باعزت پسپائی کی ضرورت تھی۔ اس لئے اب دجال کی تعریف یوں کر دی گئی: ”دجال کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں جو شخص دھوکہ دینے والا ہو اس کو دجال کہتے ہیں۔ سو ظاہر ہے کہ پادری لوگ اس کام میں سب سے بڑھ کر ہیں..... پس اس وجہ سے وہ دجال اکبر ہیں کیونکہ لکھا ہے کہ دجال گر جائے لٹے گا اور جس قوم میں سے ہوگا وہ قوم تمام دنیا میں سلطنت کرے گی۔“ (تمہ حقیقت الہوی ص ۳۳، خزائن ج ۲۲ ص ۳۵۶، حاشیہ) یعنی دجل اور چابلیسی دونوں ہی ساتھ ساتھ چلانے کی کوشش ہے۔ عیسائیوں کو ساری دنیا کا حاکم کہہ کر ساتھ ساتھ حکام کو خوش رکھنے کا عمل بھی جاری ہے۔ لیکن جیسا کہ مرزا قادیانی کا طریق ہے اس کا کچھ نہیں بتاتے کہ کہاں لکھا ہے کہ دجال گر جائے لٹے گا؟ اس کے علاوہ دجال کو ایک ہی سانس میں واحد کی طرح پیش کر رہے ہیں اور دوسری طرف اس کو جمع پر منطبق کر رہے ہیں۔ مزید وضاحت

کے لئے ”دجال گر جاسے نکلے گا“ اور ”پادری لوگ دجال اکبر ہیں۔“

☆..... اور دوسری طرف وجلیہ طور پر پادریوں کو دجال کہنے کا عمل جاری رکھتے ہوئے لکھتے ہیں: ”خدا نے اپنی پاک کلام میں پادریوں کو سب سے بڑا دجال قرار دیا ہے تو نہایت بے ایمانی ہوگی کہ خدا کے کلام کی مخالفت کر کے کسی اور کو بڑا دجال ٹھہرائے۔“ (انجام آختم ص ۴۷، خزائن ج ۱۱ ص ۴۷)..... خدا تعالیٰ کی پاک کتاب قرآن کریم میں کہاں لکھا ہے؟ اس کا کوئی پتہ نہیں بتاتے تاکہ دوسرے بھی اس پر نظر ڈال کر حق ایقین تک پہنچ جائیں۔ ہاں جیسا کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ ان کے وحی اور الہامات قرآن سے کم نہیں۔ اس لئے ان کے اپنے الہامات میں کہیں ایسا ذکر ہو تو اور بات ہے؟

☆..... مرزا قادیانی کے خیال کے مطابق جب خدا کے کلام میں کوئی واضح مثال نہیں مل سکی مرزا قادیانی نے اپنی تہیوری کیلئے تو سوچا کہ چلو حدیث کو بھی ملوث کر دو اور بغیر کسی ٹھوس حوالے کے لکھتے ہیں (قادیانی حضرات یہ حوالہ بتائیں): ”صحیح بخاری پادریوں کو دجال ٹھہراتی ہے۔“ (انجام آختم ص ۴۷، خزائن ج ۱۱ ص ۴۷) پھر کہیں جنوں اور غصہ کی لہر اٹھی اور اپنی فطرت کے مطابق بے قابو ہو گئے۔ لیکن اتنے بھی بے قابو نہیں ہوئے۔ پتہ تھا کہ روزگار کا معاملہ ہے اور جہاں انگریزوں کا معاملہ ہوتا تھا تو ہمیشہ کنٹرولڈ بے قابو ہوتے تھے۔ خیر اسی بے قابو پن میں عیسائیت کو گر جا کا بھوت بنا دیا۔ پڑھئے اور امام الزماں کے علم کی داد دیجئے، لکھتے ہیں: ”اس میں کیا شک ہے کہ دجال جس سے مراد عیسائیت کا بھوت ہے۔ ایک مدت تک گر جا میں قید رہا اور اپنے دجالی تصرفات سے رکا رہا مگر اب آخری زمانہ میں اس نے اس قید سے پوری رہائی پائی ہے اور اس کی مشکلیں کھولی گئی ہیں۔“ (انجام آختم ص ۴۴، خزائن ج ۱۱ ص ۴۴) اگلے حوالہ میں بھوت سے اڑ دیا بن جاتا ہے اور پادریوں کے ساتھ یورپین فلاسفر بھی دجال ہیں۔

☆..... ”اس تمام تقریر سے ہماری غرض یہ ہے کہ دراصل یہی لوگ دجال ہیں جن کو پادری یا یورپین فلاسفر کہا جاتا ہے۔ یہ پادری اور یورپین فلاسفر دجال معبود کے دو جڑے ہیں جن سے وہ ایک اڑ دیا کی طرح لوگوں کے ایمان کھاتا جاتا ہے۔ اول تو احمق اور نادان لوگ پادریوں کے پھندے میں پھنس جاتے ہیں اور اگر کوئی شخص ان کے ذلیل اور جموٹے خیالات سے کراہت کر کے ان کے پنچے سے بچا رہتا ہے تو وہ یورپین فلاسفروں کے پنچے میں ضرور آ جاتا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ عوام کو پادریوں کے دجل کا زیادہ خطرہ ہے اور خواص کو فلاسفروں کے دجل کا زیادہ خطرہ۔ اب یقیناً سمجھو کہ یہی دجال ہے جس کی ہمارے نبی ﷺ نے خبر دی تھی کہ وہ آخر زمانہ میں ظاہر ہو

گا۔“ (کتاب البریہ ص ۲۱۸، خزائن ج ۱۳ ص ۲۵۲، ۲۵۳، حاشیہ) یہاں مرزا قادیانی کے تائبین اور ماننے والوں سے میرا ایک چھوٹا سا سوال ہے کہ مرزا قادیانی کی تمام نسل مرزا ناصر (مرزا قادیانی کے پوتے اور جماعت کے تیسرے خلیفہ) سے لے کر اس وقت کی موجودہ نسل تک سب انہی دجالوں (یورپین فلاسفروں) کے پاس پڑھنے آرہے ہیں۔ بتائیں گے کہ ان میں سے کتنے اور کون کون دجال کے بچے میں آیا ہے؟ کیونکہ مرزا قادیانی فرما رہے ہیں کہ اگر کوئی پادریوں کے بچے سے بچا بھی جاتا ہے تو وہ یورپین فلاسفروں کے بچے میں آ جاتا ہے۔ وہ آپ کے نبی ہیں اور نبی کی بات غلط نہیں ہو سکتی اور فلاسفروں کے بچے میں نہیں آئے تو بات غلط ہو گئی اور اگر مرزا قادیانی کی کہی ہوئی بات غلط ہو گئی تو وہ نبی نہیں تھے اور اگر فلاسفروں کے بچے میں پھنس گئے ہیں تو کیا قادیانی جماعت دجال کے شاگردوں، مرزا ناصر، مرزا طاہر اور اب مرزا مسرور کو خلیفہ بنا کر بالواسطہ طور پر دجال کو ہی تو نہیں اپنے اوپر مسلط کر رہی ہے؟

☆..... لیکن لگتا ہے کہ حکام اور پادریوں کو مرزا قادیانی کی ان کو بھوت بنانے کی جسارت پسند نہیں آئی اور وہ غالباً ان کی مشکلیں کسنے پر تیار ہو گئے۔ مرزا قادیانی نے فوراً کان پکڑے اور کہنے لگے جناب! آپ پادری ہمارے حاکم اور آپ کا مذہب شاعی مذہب ہے۔ اس بار معاف کر دیں۔ آئندہ کبھی اس طرف رخ نہیں کروں گا۔ فرماتے ہیں: ”پادری صاحبوں کا مذہب ایک شاعی مذہب ہے لہذا ہمارے ادب کا یہ تقاضا ہونا چاہئے کہ ہم اپنی مذہبی آزادی کو ایک طفیلی آزادی تصور کریں اور اس طرح پر ایک حد تک پادری صاحبوں کے احسان کے بھی قائل رہیں۔ گورنمنٹ اگر ان کو باز پرس کرے تو ہم کس قدر باز پرس کے لائق ٹھہریں گے۔ اگر سبز درخت کاٹے جائیں تو پھر خشک کی کیا بنیاد ہے۔ کیا ایسی صورت میں ہمارے ہاتھ میں قلم رہ سکے گی؟ سو ہوشیار ہو کر طفیلی آزادی کو غنیمت سمجھو۔“ (ابلاغ ص ۲۲، خزائن ج ۱۳ ص ۳۹۲) یہ اس مسیح کا کہنا ہے بلکہ نصیحت عامہ ہے جس کا دعویٰ ہے کہ وہ کسر صلیب اور قتل خنزیر کے لئے آیا ہے اور اگر راہ خدا کوئی بھی تکلیف آئے تو بخوشی قبول کرے گا اور موت بھی اس کو خدا کی راہ سے نہ ہٹا سکے گی؟ اللہ رحم کرے، آمین!

☆..... لکھتے ہیں: ”ہم پہلے قرآن سے بھی ثابت کر چکے ہیں کہ دجال ایک گروہ کا نام ہے نہ یہ کوئی ایک..... دجال ایک جماعت ہے نہ ایک انسان۔“

(تحفہ گلزدیہ ص ۷۳، خزائن ج ۱۷ ص ۲۱۱، ۲۱۲)

☆..... لیکن لوگ مطمئن نہیں ہوتے اور دجال کی وضاحت مانگتے ہیں۔ اب چونکہ کبھی

عیسائیوں کو، کبھی پادریوں کو دجال قرار دے چکے تھے اور اب حکام کے ڈر سے دوبارہ ایسی جرأت نہیں کر سکتے تھے کہ دوبارہ براہ راست ان کو دجال کہیں اور دوسری طرف مرید بھی ہاتھ سے جانے کا ڈر تھا اور مرزا قادیانی تاویل سازی کے فن میں استادوں کے استاد تو تھے ہی۔ ایک نئی بات پیش کر دی، لکھتے ہیں: ”ہمارے نزدیک ممکن ہے کہ دجال سے مراد باقبال قومیں ہوں اور گدھا ان کا بیکی ریل ہو۔“ (ازالہ اوہام حصہ اول ص ۱۳۶، خزائن ج ۳ ص ۱۷۱) کیا نکتہ پیدا کیا ہے ”ہمارے نزدیک ممکن ہے“، یعنی سانپ بھی مر جائے اور لاشی بھی نہ ٹوٹے؟ تاکہ کل کو کوئی ایسی بات سامنے آئے جو اس رائے کے مطابق نہ ہو تو کہہ سکیں کہ یہ تو امکان تھا صرف، اور اگر بات چل جائے تو کہہ دیں کہ دیکھا مرزا قادیانی کی امکانی بات بھی خدا نے پوری کر دی اور یہ نبوت کا ثبوت ہے!

☆..... لگتا ہے کہ یہ تشبیہ بھی مرزا قادیانی کے آقاؤں کو پسند نہیں آئی۔ انہوں نے مرزا قادیانی کو کہا ہوگا کہ کیا تم ہمیں دجال سے مشابہت دینا چھوڑ نہیں سکتے۔ اب مرزا قادیانی کی جان پر بن آئی کہ دعویٰ مسیح موعود کا اور دجال کے ذکر کے بغیر بات آگے چل ہی نہیں سکتی۔ اب ہوتا کیا ہے غالباً ایک طرف دباؤ تھا کہ خبردار ہمارا نام لیا۔ دوسری طرف بطور مسیح لوگ دجال کا بھی پوچھتے ہیں۔ پادریوں اور ان کے واسطے سے گورنمنٹ کا بھی ڈر۔ کیا کریں کہ اگر دجال کو حدیث کی تشریح کے مطابق مان لیں تو جھوٹے بننے ہیں اور اگر اپنی خود ساختہ تفسیر پیش کریں تو گورنمنٹ کہے گی کہ تم ہمیں یا کم از کم ہمارے مذہب کے ماننے والوں اور پادریوں کے مقابل پر لڑنے والے مسیح بن رہے ہو۔ اس کا حل یہ نکالا کہ: ”وہ وحشی نادان ہیں نہ مسلمان اور ہم اگر کسی کتاب میں پادریوں کا نام دجال رکھا ہے یا اپنے تئیں مسیح موعود قرار دیا ہے تو اس کے وہ معنی مراد نہیں جو بعض ہمارے مخالف مسلمان سمجھتے ہیں۔ ہم کسی ایسے دجال کے قائل نہیں جو اپنا کفر بڑھانے کے لئے خون ریزیاں کرتا پھرے“ (مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۱۳۰) یہ عبارت خود ہی سب کچھ کہہ رہی ہے۔ کیا کفر خون ریز یوں کے بغیر آگے بڑھ سکتا ہے؟ لیکن مرزا قادیانی اسلامی عقیدہ کو اور اس حدیث کو جھٹلاتے ہوئے خود بھی مطمئن نہیں تھے جس میں کہ دجال اپنی فوجوں کے ساتھ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کو گھیر لے گا اور اس کے بعد وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قتل ہوگا۔ ایک اور جواز مل گیا کہ ایک حدیث مبارکہ میں تھا کہ دجال مشرق سے ظاہر ہوگا اسی کو پیش کر دو۔ کیونکہ بقول مرزا قادیانی کے وہ صرف وہی حدیثیں پیش کرتے تھے جو ان کی دلی کے محاضرات نہیں ہوتی تھیں۔ باقی کورڈی کی نوکری میں پھینک دیتے تھے۔

☆..... مرزا قادیانی نے مغرب سے آنے والے پادریوں کو دجال کہا تھا۔ کبھی پورے گروہ کو

ہی دجال کہا۔ اب بغیر کسی معذرت کے مرزا قادیانی نے دجال کے آنے کی سست ہی بدل ڈالی۔ لکھتے ہیں: ”اس لئے ماننا پڑا کہ مسیح موعود اور مہدی اور دجال تینوں مشرق میں سے ہی ظاہر ہوں گے اور وہ ملک ہند ہے“ (تحفہ گلزویہ ص ۴۷، خزائن ج ۷ ص ۱۶۷) لیکن یہ استدلال دیتے وقت بھول گئے کہ وہ خود مسیح اور مہدی کو ایک ہی شخصیت قرار دے چکے ہیں اور دونوں القاب استعمال کر رہے ہیں۔ اس طرح اگر ہم ان کی یہ بات مان لیں کہ یہ تین شخصیتیں ہیں تو پھر مرزا قادیانی کا دعویٰ کہ دونوں شخصیتیں ایک ہیں غلط ہو جاتا ہے اور اگر ان کا دعویٰ مانا جائے تو ان کا استدلال مسیح، مہدی اور دجال کے بارہ میں کہ تین شخصیتیں ہیں غلط ہو جاتا ہے۔ دونوں صورتوں میں چاہے دعویٰ غلط ہو یا استدلال، مرزا قادیانی جموٹے ثابت ہوتے ہیں۔

☆..... انہوں نے سوچا کہ دجال کی آمد کا قصہ ہی پاک کرو، ایک نئی تحقیق کا عندیہ دیا اور اس تحقیق کا نتیجہ کیا نکلتا ہے پڑھئے اور سردھنئے: ”مسیح الدجال جس کا ترجمہ ہے کہ خلیفہ ابلیس کیونکہ دجال ابلیس کے ناموں میں سے ایک نام ہے جو اس کا اسم اعظم ہے..... یہی ہمارا مذہب ہے کہ دراصل شیطان کا اسم اعظم ہے جو بمقابلہ اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم ہے۔ اس تحقیق سے ظاہر ہے کہ نہ حقیقی طور پر دجال یہود کو کہہ سکتے ہیں نہ نصاریٰ کے پادریوں کو اور نہ کسی اور قوم کو، کیونکہ یہ سب خدا کے عاجز بندے ہیں“ (تحفہ گلزویہ حاشیہ ص ۱۰۳، ۱۰۴، خزائن ج ۷ ص ۲۶۸، ۲۶۹) دیکھیں کس طرح اب پادری دجال نہیں رہے، تو کیا شیطان رسول پاک ﷺ کے زمانہ میں تھا؟ اور چونکہ شیطان نظر آنے والی چیز نہیں، اس لئے اس طرح دجال کو ختم کرنے کا شکاری اڑا دیا کیونکہ کوئی نہیں پوچھ سکتا کہ شیطان کی لاش کہاں ہے؟ غالباً جب اس قسم کے اعتراض پیدا ہوئے مرزا قادیانی ایک نئی تھیوری لے آئے اور جو پہلے حوالے پڑھ کر آئے ہیں جن کو قرآن کی رو سے پادریوں، نصاریٰ کو، یہودیوں کو، فلاسفوں کو دجال کہا تھا وہ سب اس حوالے سے مرزا قادیانی نے خود ہی غتر بود کر دیا۔ خدا تعالیٰ اسی طرح جموٹے مدعی نبوت کے اپنے ہاتھوں سے ہی اپنی باتوں کو غلط قرار دوا دیتا ہے۔

☆..... سومرزا قادیانی اب دجال کے متعلق تمام احادیث اور عالم اسلام کے چودہ سو سالہ عقائد اور تشریحات کے برخلاف ایک نئی بات پیش کرتے ہیں: ”انہی کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ دجال معبود آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ہی ظاہر ہو گیا تھا“

(ازالہ اوہام حصہ اول ص ۲۲۲، خزائن ص ۲۱۲ ج ۳)

☆..... اب سوال آیا کہ وہ کون سا دجال تھا جو رسول کریم ﷺ کے دور میں ظاہر ہو گیا تھا، تو احادیث پر بہتان باندھتے ہوئے مرزا قادیانی دنیا کو بتاتے ہیں کہ: ”ابن صیاد کا دجال معبود ہونا

ایسے قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو گیا کہ اس میں کسی طور کے شک و شبہ کو راہ نہیں۔“

(ازالہ اوہام حصہ اول ص ۲۳۷، خزائن ج ۳ ص ۲۱۹)

یہ کس حدیث سے یا اسلامی تاریخ سے یا کسی صحابی کی روایت سے ثابت ہے کوئی مصدقہ حوالہ؟ ابن صیاد ایک بچہ تھا جس کی ایک آنکھ نہیں تھی۔ دوسری باہر کی طرف نکلی ہوئی تھی اور نہایت ہی تیز اور کریمہ آواز میں چیخا تھا کہ کانوں کے پردوں پر زور پڑتا تھا۔ صحابہ کرام نے خیال کیا کہ شاید یہ دجال ہو اور رسول پاک ﷺ تک بات پہنچائی۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں اس کو قتل کر دیتا ہوں۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا اے عمر! اگر یہ دجال ہے تو تم اس کو قتل نہیں کر سکتے کیونکہ اس کو حضرت ابن مریمؑ نے قتل کرنا ہے اور اگر یہ دجال نہیں تو کیوں بے گناہ کے خون سے اپنے ہاتھ رنگتے ہو؟ اس پر حضرت عمرؓ اپنے ارادہ سے باز آئے اور ابن صیاد مسلمان ہو گیا اور کچھ عرصہ کے بعد غالباً طبعی موت مر گیا۔ یہ ابن صیاد کی مختصر روداد ہے۔

تاریخ تفصیل احادیث کی کتابوں میں پڑھ سکتے ہیں۔ اب دیکھیں مرزا قادیانی کی دیانتداری کہ احادیث اور تاریخ کچھ اور کہہ رہی ہے اور یہ صاحب احادیث کا نام لے کر غلط بیانی کر کے اپنے مریدوں کو مطمئن یا الجھانے کی کوشش کرتے رہے۔

☆..... اور مرزا قادیانی نے اپنے اصحاب سے گفتگو کرتے ہوئے کہا: ”مجھے تعجب ہے کہ کیوں بے چارے ابن صیاد پر یہ ظلم کیا جاتا ہے کہ خواہ خواہ اسے دجال بنایا جاتا ہے حالانکہ ساری عمر اس سے کوئی شرارت ظاہر نہیں ہوئی۔ بلکہ اس نے مسلمان ہو کر اپنی جان دی اور شہید ہوا۔ اس نے رسول کریم ﷺ کی تصدیق نبی الامین کہہ کر کی اور اس کی ماں بھی معلوم ہوتا ہے مسلمان تھی۔ یہ حضرت ابن صیاد رضی اللہ عنہ ہیں۔“ (ملفوظات ج ۲ ص ۲۸۱) اب آپ خود فیصلہ کر لیں کہ مرزا قادیانی کس طرح کسی قسم کی شرم و حیا محسوس کئے بغیر ہینترے بدلتے تھے۔ جس ابن صیاد کو دجال قرار دیا اب اس کو رضی اللہ عنہ قرار دے رہے ہیں۔ شرم مگر تم کو نہیں آتی؟

☆..... لیکن جب علماء کرام کی طرف سے اس کی تردید آئی کہ احادیث میں نہیں اور نہ تاریخ میں تو مرزا قادیانی، خدا کے سکھائے ہوئے علم قرآن کے مطابق کی ہوئی سب تشریحات بھول گئے اور پھر مرزا قادیانی نے ایک اور ہینترہ بدلا کہ: ”اصل بات یہ ہے کہ دجال بھی مسیح موعود کی طرح ایک موعود ہے۔ اس کا نام آج الدجال ہے۔ جیسے مریمؑ میں نفع روح سے ایک مسیح پیدا ہوا۔ اسی طرح اس کے بالمقابل ایک خبیث وجود کا ہونا ضروری ہے جس میں روح القدس کی بجائے خبیث روح کا نفع ہو۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے بعض عورتوں میں رجا کی بیماری ہوتی ہے اور وہ

خیالی طور پر اس کو حمل ہی سمجھتی ہیں۔ یہاں تک کہ حاملہ عورتوں کی طرح سارے لوازم ان کو پیش آتے ہیں اور چوتھے مہینے حرکت بھی محسوس ہوتی ہے۔ مگر آخر کچھ نہیں نکلتا۔ اسی طرح پر اسح الدجال کے متعلق خیالات کا ایک بت بنایا گیا ہے اور قوت واہمہ نے اس کا ایک وجود خلق کر لیا جو آخر کار ان لوگوں کے اعتقاد میں ایک خارجی وجود کی صورت میں نظر آیا۔ اسح الدجال کی حقیقت قویہ ہے۔“ (ملفوظات ج ۲ ص ۲۸۲)

اگر ہم مرزا قادیانی کی یہ تشریح مان لیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ جس دجال کا ذکر احادیث میں فرما گئے ہیں اور بتایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم جس دجال کو قتل کریں گے وہ سب سرور کائنات، شافعی دو جہاں، فخر الرسل، امام الانبیاء، محسن انسانیت، رحمت اللعالمین آنحضرت ﷺ کی قوت واہمہ کا تخیل کردہ وجود ہے؟ دوسرے مرزا قادیانی کے اپنے رجا کا (مرزا سے مریم بننے، روح نفع ہونے، حاملہ ہونے اور خود ہی ماں سے بچہ بن جانے وغیرہ کا دلچسپ اور لائٹل) قصہ ہی ہضم نہیں ہو پارہا تھا کہ اب کسی اور رجا کا قصہ پیش کر دیا۔ اور ظلم کی انتہا یہ کہ اس بے سرو پا تخیل کی پرواز میں سرور کائنات، شافعی دو جہاں، فخر الرسل، امام الانبیاء، محسن انسانیت، رحمت اللعالمین آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس کو طوط کر رہا ہے یہ شخص واہ مرزا قادیانی واہ۔

☆ اگر دجال کا خیال رجا ہے اور قوت واہمہ کا ہی خلق ہے تو مرزا قادیانی ہندوستان میں پیدا ہونے والے کس دجال کا ذکر کر رہے ہیں۔ فرماتے ہیں: ”عجب کا مقام ہے کہ بموجب احادیث صحیحہ کے دجال تو ہندوستان میں پیدا ہوا اور مسیح دمشق کے میناروں پر جا اترے۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۱۸، خزائن ج ۵ ص ۲۱۸) کون کونسی حدیث میں لکھا ہے کہ دجال ہندوستان میں پیدا ہوگا؟ دوسرے وہ شخص رجا والی بات کو کس کتابتے میں ڈالتے ہو؟

☆ مرزا قادیانی نے قرآن کریم کی آیات میں سے الناس سے مراد دجال معبود لیا۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”سبح موعودا سی امت میں سے ہوگا۔ قرآن شریف کی یہ آیت ہے کسفم خیر امتہ اخرجت للناس۔ سورة آل عمران۔ ترجمہ تم بہترین امت ہو تا کہ تم تمام دجالوں اور دجال معبود کا فتنہ فرو کر کے اور ان کے شر کو رفع کر کے (تحدہ کلاز دیہ ص ۲۱، خزائن ج ۵ ص ۱۲۰) اگلی ہی سطر میں اپنی کرشمہ ساز تاویلات کی چکار دکھلاتے ہوئے بہترین امت کا خطاب واپس لے کر ان کو دجال بتا دیتے ہیں۔ لکھتے ہیں: ”واضح رہے کہ قرآن شریف میں الناس کا لفظ بمعنی دجال معبود بھی آتا ہے اور جس جگہ ان معنوں کو قرینہ قویہ متعین کرے تو پھر اور

معنی کرنا معصیت ہے۔ چنانچہ قرآن شریف کے ایک اور مقام میں الناس کے معنی دجال ہی لکھا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ خلق السموات والارض اکبر من خلق الناس۔ (تحدہ کلازویہ ص ۲۱، خزائن ج ۷ ص ۱۲۰) میں ابھی اس آیت کے معنی جو مرزا قادیانی کے بیٹے، جماعت کے دوسرے خلیفہ اور مصلح موعود ہونے کے دعویدار، مرزا بشیر الدین محمود نے کئے ہیں۔ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں: ”آسمانوں اور زمین کی پیدائش انسانوں کی پیدائش سے بڑا کام ہے، مگر انسان نہیں جانتے۔“ (تفسیر صغیر، شائع کردہ لندن، یو کے، ۱۹۹۰ء۔ اور قادیانی جماعت کے چوتھے خلیفہ اور مرزا قادیانی کے پوتے، مرزا طاہر احمد نے اپنے ترجمہ قرآن شائع کردہ، جولائی ۲۰۰۰ء، میں یہی ترجمہ کیا ہے۔ نیز قادیانی جماعت کے لاہوری گروپ کے بانی دامیر نے بھی یہی معنی اپنے ترجمہ ”بیان القرآن“ میں کئے ہیں۔ بات یہاں ہی نہیں رکتی بلکہ مزید فرماتے ہیں: ”آخری سورۃ الناس کی آخری آیت کے لفظ الناس سے بھی دجال معبود مراد لیا ہے۔ (ایام الصلح ص ۶۲، خزائن ج ۱۴ ص ۲۹۶) یعنی اب اس کا مطلب یہ ہے کہ ”الناس“ میں ڈھونڈتے رہو کہ دجال کون ہے اور کہاں ہے؟ مرزا قادیانی کا دعویٰ یہ بھی ہے کہ ان کو قرآن کا علم ہر ذی روح سے بڑھ کر دیا گیا ہے۔ جب ہم مرزا قادیانی کی اولاد اور تائین کو دیکھتے ہیں تو ہمیں وہ بھی مرزا قادیانی کے ترجمہ سے اختلاف کرتے ہوئے اس دعویٰ سے متفق نظر نہیں آتے۔

☆..... اور اس تاثر کو پکا کرنے کے لئے قرآن پاک کی ناجائز آڈلے لی، جس قرآن کی رو سے عیسائیوں کو دجال قرار دے رہے تھے اسی قرآن کی رو سے اب شیطان کو دجال قرار دے رہے ہیں۔ پڑھئے اور اس دجل پر بھی استغفار پڑھئے، لکھتے ہیں: ”قرآن شریف اس شخص کو جس کا نام حدیثوں میں دجال ہے، شیطان قرار دیتا ہے جیسا کہ وہ شیطان کی طرف سے حکایت کر کے فرماتا ہے قال انظرونی الی یوم یبعثون قال انک من المنظرین، سو دجال جس کا حدیثوں میں ذکر ہے وہ شیطان ہی ہے جو آخر زمانہ میں قتل کیا جائے گا۔“ (حقیقت الوحی ص ۲۸، خزائن ج ۱۴ ص ۴۱) قرآن نعوذ باللہ مرزا قادیانی کا کلام نہیں کہ جس میں متضاد باتیں ہوں۔ قرآن اللہ کا کلام ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک بار وہ عیسائیوں کو دجال قرار دے۔ دوسری مرتبہ غیر مرئی، شیطان کو دجال قرار دے، تیسری بار گر جا کا بھوت قرار دے اور چوتھی بار شیطان کا اسم اعظم قرار دے۔ اور مرزا قادیانی نے قرآن کے حوالہ سے جو بھی معنی دجال کے کئے ہیں۔ ان میں سے مجھے یقین ہے کہ ایک بھی قرآن سے نہیں بلکہ اپنے مرائی دماغ سے لئے ہیں۔

مرزا قادیانی ہی دجال ہے

☆..... اور مرزا قادیانی ایک اور جگہ لکھتے ہیں: ”دجال کے لئے ضروری ہے کہ کسی نبی کا تابع ہو کر پھر حج کے ساتھ باطل ملا دے، اور چونکہ آئندہ کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اس لئے پہلے نبی کے تابع جب دجل کا کام کریں گے تو وہی دجال کہلائیں گے۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۱۳۱)

اب جب ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی، دجال کے معنوں میں اپنی تشریحات کو ہر بار ایک نیا رنگ دے رہے ہیں اور ہر بار پہلے سے مختلف و متضاد معنی کر رہے ہیں جس کو ہم بلا جھجک مرزا قادیانی کے بھی مطابق دجل قرار دے سکتے ہیں۔ اب جب ہم مرزا قادیانی کی زندگی کا جائزہ لیتے ہیں تو مرزا قادیانی نے پہلے رسول مقبول ﷺ کی پیروی کی اور اسلام کے تیرہ سو سال سے تسلیم شدہ عقائد کا پرچار کیا۔ اس کے بعد مجددیت کا دعویٰ کرتے ہوئے ان تعلیمات میں اپنی باطل تاویلات کو ملانا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ مجددیت سے چھلانگ لگا کر مسیح موعود بنے اور پھر مہدی کی احادیث کا انکار کرتے ہوئے مہدی کا دعویٰ کیا اور پھر جو احادیث مرزا قادیانی کے دعوؤں کو جھٹلاتی تھیں ان کو ردی کی ٹوکری میں پھینکنے کا عمل کرتے ہوئے نبوت کے مدعی ہوئے اور پھر اس سے آگے کے جہانوں کی تلاش میں سرگرداں ہو گئے۔ ان سب باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے میں بلا جھجک کہہ سکتا ہوں کہ مرزا قادیانی نے دجال کی جو یہ تعریف کی ہے کہ: ”نبی برحق کا تابع ہو کر پھر حج میں باطل ملا دے۔“ اس تعریف کے سب سے زیادہ حق دار اور اس پر بلاشبہ صحیح عمل کرنے والے مرزا قادیانی ہیں۔ وہ اوپر دیئے گئے حوالہ میں کسی نبی کے آنے کا انکار کیا اور ان کے مخالف و مرید یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت کا ہے۔ اس لئے ہم ان کو بلاشبہ دجال معبود تو نہیں کہتے لیکن اس کا پیشرو یا اس کا چھوٹا بھائی کہہ سکتے ہیں۔

☆..... مرزا قادیانی عیسائی مذہب پر تنقید کے دوران ایک جگہ دجال کی تعریف میں لکھتے ہیں: ”اور جیسا کہ لکھا ہے کہ دجال نبوت کا دعویٰ کرے گا اور نیز خدائی کا دعویٰ بھی اس سے ظہور میں آئے گا۔“ (شہادۃ القرآن ص ۲۰، خزائن ج ۶ ص ۳۱۶) مرزا قادیانی نے جو دلائل اس کے بارہ میں دیئے ہیں۔ ان دلائل میں پادریوں کی جگہ مرزا قادیانی کا نام رکھ دیا جائے اور بائبل کی جگہ مرزا قادیانی کی تصنیفات رکھ دی جائیں تو وہ تمام دلائل مرزا قادیانی کو ہی دجال بتاتے ہیں۔ علاوہ ازیں مرزا قادیانی نے نہ صرف دعویٰ نبوت کیا۔ بلکہ خدائی کا دعویٰ بھی کیا۔

مرزا قادیانی ایک لمبا عرصہ دعویٰ نبوت کا شد و مد سے انکار کرتے رہے۔ مجدد کی حیثیت سے فرماتے ہیں: ”خدا وعدہ کر چکا ہے کہ بعد آنحضرت ﷺ کے کوئی رسول نہیں بھیجا

جائے گا۔“ (ازالہ اہام، حصہ دوم ص ۵۸۶، خزائن ج ۳ ص ۳۱۶) اور دوسری جگہ فرماتے ہیں: ”میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔“ (۲-آسانی فیملہ ص ۳، خزائن ج ۳ ص ۳۱۳) اور اس کے بعد بطور مسیح موعود اور حتمی دعویٰ نبوت سے ۲-۳ سال قبل ایک اشتہار میں فرماتے ہیں: ”ہم مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔“

(مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۲۹۷، مورخہ ۲۴ جنوری ۱۸۹۷ء)

اب اسی شد و مد سے دعویٰ نبوت کر رہے ہیں۔ پہلا دعویٰ جو میں دے رہا ہوں اس میں ایک بڑی دلچسپ بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی ۱۸۹۷ء تک مدعی نبوت پر لعنت بھیج رہے ہیں۔ مگر جب نبی اور رسول کا دعویٰ کرتے ہیں تو اپنے الہام مندرجہ براہین احمدیہ جو کہ ۱۸۸۲ء میں چھپی ہے، کا حوالہ دیتے ہیں۔ کیا یہ دجل نہیں ہے؟ مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں..... اور براہین احمدیہ میں بھی جس کو طبع ہوئے بائیس سال ہوئے، یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں۔“

(دیکھو ص ۴۹۸، براہین احمدیہ)

اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔“ (ایک غلطی کا زوالہ ص ۲، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۶) اس کے بعد دوسری جگہ لکھتے ہیں: ”ہاں یہ سچ ہے کہ آنے والے مسیح کو نبی بھی کہا گیا ہے اور امتی بھی، اس لئے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔“ (ازالہ اہام، حصہ ۲ ص ۵۳۳، خزائن ج ۳ ص ۳۸۶)

اس حوالہ سے کیا ظاہر ہوتا ہے کہ دس سال تک ان کو اپنے نبی ہونے کا پتہ نہیں تھا۔ اب پتہ چلا ہے تو اقرار کر رہے ہیں۔ لیکن پانچ سال بعد پھر پتہ چلا ہے کہ ان کو غلطی مل گئی تھی۔ اس لئے پانچ سال کے بعد مدعی نبوت پر لعنت بھیج دی۔ لیکن پھر ۱۹۰۱ء میں خیال آیا کہ یہ تو سب کچھ غلط تھا۔ میں نبی اور رسول ہوں۔ اب لوگوں کو الجھاؤ میں ڈالنے کے لئے غلطی، بروزی، عشق رسول کی وجہ سے نبوت کا دعویٰ ہے اور کہا جا رہا تھا کہ یہ شرعی نبوت نہیں اور مرزا قادیانی کوئی نبی شریعت نہیں لائے اس وجہ سے خاتم النبیین کے مفہوم میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لیکن ابھی جو حوالہ پیش کروں گا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا دعویٰ ایسا نبی ہونے کا تھا جو نبی شریعت لایا ہے۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور انہی بیان کئے اور اپنی امت کیلئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نبی بھی۔“ (اردبین نمبر ۳ ص ۶، خزائن ج ۷ ص ۴۳۵)

اب یہ طریقے اور چال بازیوں کہ کبھی اقرار نبوت، کبھی انکار نبوت وغیرہ وغیرہ کو ہم دیکھیں تو کیا مرزا قادیانی اپنے ہی قول کے مصداق ثابت نہیں ہوتے کہ ”دجال نبوت کا دعویٰ کرے گا۔“

☆..... پھر مرزا قادیانی دجال کے بارے میں لکھتے ہیں: ”اور نیز خدائی کا دعویٰ بھی اس سے ظہور میں آئے گا۔“ (شہادۃ القرآن ص ۲۰، خزائن ج ۶ ص ۳۱۶) نبوت کا دعویٰ تو ہم نے اوپر ثابت کر دیا۔ کیا مرزا قادیانی نے بھی خدائی کا دعویٰ کیا؟ بالکل کیا! مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ نبی کا کشف اور خواب ایک حقیقت ہوتا ہے اور دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ: ”الہام اور کشف کی عزت اور پایہ عالیہ قرآن شریف سے ثابت ہے۔“ (ازالہ اوہام حصہ اول ص ۱۵۳، خزائن ج ۳ ص ۱۷۸)

اس کے بعد ہم مرزا قادیانی کا دعویٰ خدائی مختصر لکھتے ہیں۔ تفصیل جاننے کے لئے ان کی کتاب دیکھ لیں۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔ اور میں نے اپنے جسم کو دیکھا تو میرے اعضاء اس کے اعضاء میری آنکھ اس کی آنکھ اور میرے کان اس کے کان اور میری زبان اس کی زبان بن گئی تھی۔ میں نے دیکھا کہ اس کی قوت مجھ میں جوش مازنی اور اس کی الوہیت مجھ میں موجزن ہے۔ میں اس وقت یقین کرتا تھا کہ میرے اعضاء میرے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے اعضاء ہیں۔ اور اس حالت میں میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی۔ پھر میں نے مشاہد حق کے موافق اس کی ترتیب و تفریق کی اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے کہا کہ اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے۔ پھر میری حالت کشف سے الہام کی طرف منتقل ہو گئی اور میری زبان پر جاری ہوا۔ ارددت ان استخلف فخلقت آدم، انا خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ (کتاب البریہ ص ۷۸، ۷۹، خزائن ج ۳ ص ۱۰۳ تا ۱۰۵)

اب کیا اس کے بعد مرزا قادیانی کے خدائی کے دعویٰ میں کوئی شک رہ جاتا ہے؟ ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے دجال کی جو نشانی لکھی تھی: ”وہ نیز خدائی کا بھی دعویدار ہوگا۔“ اپنے ہاتھوں سے اس پر عمل کر کے اس کی تصدیق کر دی کہ وہ خود ہی دجال بھی ہو سکتے ہیں۔

☆..... مرزا قادیانی نے دجال کی ایک اور بڑی نشانی لکھی ہے۔ لغت عرب کی رو سے دجال کی مختلف نشانیاں بیان کرتے ہوئے ایک علامت یہ بھی لکھتے ہیں: ”لغت عرب کی رو سے دجال اس گردہ کو کہتے ہیں اور وہ گردہ جو طرح طرح کی کھلونوں اور صنعتوں اور خدائی کاموں کو اپنے ہاتھ میں لینے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں۔“ (کتاب البریہ ص ۲۲۶، خزائن ج ۳ ص ۲۲۳ حاشیہ)

لو بھی قادیانی انجینئرو، صنعتکارو، کاریگرو، جوکلوں اور صنعتوں کے کام میں پڑے ہوئے ہو اور سائنسدانوں! جو قدرت کے رازوں کی گتیاں سلجھانا چاہتے ہو۔ تمہاری عاقبت مسیح کو ماننے کے باوجود ضائع ہوگئی۔ کیونکہ تمہارے کام، تمہارے ہی مسیح کے مطابق دجال والے ہیں۔ اور مزے کی بات تو یہ ہے کہ قادیانی جماعت کا بہت سا روپیہ حصص کی صورت میں انہی دجالی کاموں میں لگا ہوا ہے۔ میرے خیال میں قادیانی جماعت کے خلیفے اپنے نبی کی ہدایت کے باوجود اس کی کتابیں نہیں پڑھتے ورنہ وہ جماعت کو دجالی کاموں سے روکتے اور خود بھی باز رہتے۔

دجال کے بارے میں مرزا قادیانی نے اور بھی بہت کچھ لکھا ہے جو ہم سب یہاں پیش نہیں کر سکتے۔ اصل مقصد مرزا قادیانی کی تضاد بیانیوں اور خود ساختہ نبی کے بہانوں کی طرف توجہ دلانا تھا۔ ممکن ہے کہ کوئی قادیانی دوست مرزا قادیانی کی محبت میں کہیں کہ کہانی بے بنیاد ہے یا ایسے ہی ہے۔ ہمارا چیلنج ہے کہ اس میں ایک بھی حوالہ مرزا قادیانی کا غلط نہیں دیا گیا۔ آپ میرے انداز سے اختلاف بے شک کر لیں لیکن آپ میری اس بات کا جواب کبھی نہیں دے پائیں گے کہ کیا اللہ کے نبی ایسے جھوٹے ہوتے ہیں؟ کیا اللہ کے نبی ایسی متضاد تشریح کرتے ہیں؟ کیا اللہ کے نبی قرآن کریم پر ایسا بہتان باندھ سکتے ہیں؟ کیا خدا کے نبی جس کا بروز اور ظل ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں اس کی دی ہوئی خبروں کو اس طرح الجھاؤ کا شکار بنا سکتے ہیں؟ جبکہ دعویٰ یہ ہے کہ وہ الجھاؤ کو سلجھانے آئے ہیں۔ کیا اللہ کے نبی ہر روز اپنا موقف بدل لیتے ہیں؟ اگر نہیں تو پھر میرے قادیانی دوستو! خدا کے لئے سوچو کس تھالی کے بیٹنگن کے پیچھے لگے ہوئے ہو؟ جو ہر روز ایک ہی بات پر نیا موقف بدلتا ہے! کس کی خاطر دشمن ایمان، اسلام، قرآن اور رسول ﷺ بنے ہوئے ہو؟ اگر مرزا قادیانی کے ماننے والے ہو تو نبی کریم ﷺ کی تعلیم کے خلاف جا رہے ہو اس لئے مسلمان نہیں ہو اور اگر رسول پاک ﷺ کے ماننے والے ہو تو کسی غلط فہمی کی بناء پر جھوٹے نبی کے پیچھے بھٹک رہے ہو اس جھوٹے نبی کا ہاتھ جھٹک کر راہ راست کی طرف واپس آ جاؤ ورنہ جھوٹی نبوت لاکھوں دوسروں کی طرح آپ اور آپ کی نسلوں کو بھی جہنم کا ایذا دینا دے گی۔ جیسا کہ مرزا قادیانی خود کہتے ہیں: ”پزلے درجے کا جاہل ہو جو اپنے کلام میں متناقض بیانیوں کو جمع کرے اور اس پر اطلاع نہ رکھے۔“ (ست بچن ص ۲۹، نثر ابن ج ۱۰ ص ۱۴۱) تو مرزا قادیانی کے دجال پر اتنے متضاد بیانیوں کو ہی دیکھیں تو کم از کم مرزا قادیانی اپنے ہی معیار کے مطابق جاہل ضرور ثابت ہوتے ہیں اور نبی کا استاد اللہ تعالیٰ خود ہوتا ہے۔ اس لئے نبی جاہل نہیں ہو سکتا۔ اور اگر مرزا قادیانی کے یہ دجل اور جھوٹ دیکھنے کے بعد بھی ان کے پیروکاروں میں شامل رہے تو آپ

کا حساب بھی دجال کے پیروکاروں کے ساتھ ہی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رسول پاک ﷺ کی بتائی ہوئی سچی راہ کو پہچاننے کی توفیق دے اور ایمان والوں کے ساتھ خاتمہ بالخیر کرے۔ آمین

(۱۰) قادیانی خلیفہ مرزا مسرور اور لعنت اللہ علی الکاذبین

(شیخ راحیل احمد۔ جرمنی)

قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا مسرور احمد نے اپنا ۳ مارچ ۲۰۰۶ء کا سارا خطبہ ایک دن قبل ”روزنامہ جنگ لندن“ میں جناب جاوید کنول نمائندہ جنگ و جیو کی چھپنے والی خبر پر دیا ہے اور جس میں انہوں نے یہ الفاظ استعمال کئے ہیں ”لعنت اللہ علی الکاذبین“ اس خطبہ کے نتیجے میں میں بھی اپنے کو مجبور پاتا ہوں کہ جھوٹوں پر لعنت ڈالنے میں ان کی تائید کروں۔ لیکن مرزا قادیانی کا خطبہ سنیں تو وہ اپنے عقائد کی اور اس بات کی تردید کر رہے ہیں جس کا سارے فسانے میں ذکر بھی نہ تھا۔ اگر ہم جنگ لندن کی خبر پڑھیں تو ہمیں یہ پوائنٹس ملتے ہیں:

۱..... مرزا مسرور صاحب نے ڈنمارک کا دورہ کیا۔
۲..... مرزا مسرور کی ڈنمارک کی ایک وزیر سے ملاقات ہوئی، جس میں سرکاری حکام بھی شامل تھے۔

۳..... مرزا مسرور صاحب نے اپنی جماعت کو اصلی اور بہتر مسلمان قرار دیا۔
۴..... جہاد کو منسوخ قرار دیا اور یہ تاثر دیا کہ سوائے سعودی عرب کے اور باقی دنیا میں مسلمان جہاد پر یقین نہیں رکھتے۔

۵..... اب مرزا غلام احمد ہی تاقیامت نبی ہیں اور انہوں نے جہاد کو منسوخ کر دیا ہے اور کئی اسلامی احکامات تبدیل کر دیئے ہیں۔

۶..... اسی وجہ سے ڈیش اخبار کو جہاد پر دوبارہ کارٹون شائع کرنے کا حوصلہ ہوا ہے۔

۷..... آپ کے مربی نے وہاں اخباروں میں احتجاج کیا ہے۔

ہم ان باتوں کا تجزیہ کرتے ہیں کہ کیا واقعی جنگ کے رپورٹر نے جھوٹ بولا ہے یا اب مرزا مسرور کے دورہ کے جو نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔ ان کی ذمہ داری سے بچنے کے لئے خطبات دیئے جا رہے ہیں اور اپنی جماعت کے افکار کو چھپانے اور اپنا چہرہ بچانے کے لئے قانونی کارروائی کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ حالانکہ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ کسی بھی قسم کی قانونی کارروائی کی ان کے پاس کوئی بنیاد نہیں اور قانونی کارروائی قادیانی جماعت کے لئے ہر دور، ہر

ملک میں خسارے کا سودا ثابت ہوئی ہے۔

۱..... مرزا مسرور صاحب یہ تسلیم کرتے ہیں کہ انہوں نے ستمبر ۲۰۰۵ء میں ڈنمارک کا دورہ کیا۔ اس دورہ میں انہوں نے کیا کیا اور کہا، تفصیلی موضوع ہے۔ ہم ایک دو باتوں کا تذکرہ کرتے ہیں۔ مرزا مسرور صاحب نے پریس کے نمائندہ کو کہا کہ: ”ہم عیسائیت کی تعلیم کے مطابق اگر کوئی تمہارے ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسرا گال بھی پیش کر دو۔ اپنا دوسرا گال بھی پیش کرنے آئے ہیں۔“ مرزا مسرور صاحب اس پر میرے سوال ہیں۔ (۱) آپ خود کو اسلام کا اصلی نمائندہ کہتے ہیں اور آپ کی عملی پوزیشن یہ ہے کہ آپ کو پوری اسلامی تعلیم میں ایک بھی ایسا قول نہ ملا جس سے آپ اسلام کی متوازن و امن پسندی کی تعلیم ظاہر کر سکتے۔ ملا تو صلیبی مذہب سے جس کے بارے میں آپ کے پردادا اور بانی جماعت احمدیہ کا کہنا ہے کہ: ”اس مذہب کی بنیاد محض ایک لعنتی لکڑی پر ہے جس کو دیمک کھا چکی ہے۔“ (بحوالہ ملفوظات ج ۸ ص ۱۳۷) (۲) دوسرے آپ کی جماعت کے گالوں پر ڈنمارک میں کون سے تھپڑ پڑے تھے کہ آپ کو دوسرا گال پیش کرنے کی ضرورت پڑ گئی؟ آپ تو اللہ وہاں مسلمانوں کے حقوق پر بھی قبضہ جمائے ہوئے ہیں اور آپ کی اس سے قبل ایسے کوئی بیان نہیں کہ جس سے ظاہر ہو کہ ڈنمارک میں آپ کی جماعت کو کوئی تکلیف ہو؟ (۳) آپ نے بانی جماعت احمدیہ کی متابعت میں یہ کیوں نہ کہا کہ اے بدبودار مذہب والو ہم (پاک صاف) لوگ اپنا دوسرا گال بھی پیش کرتے ہیں؟ کیونکہ اگر آپ پردادا کے سچے جانشین ہیں اور حق بات بیان کرتے ہیں تو یہاں آپ نے منافقت سے کام لیا یا اپنے دادا کا قول بھول گئے۔ آپ کے پردادا فرماتے ہیں: ”عیسائیت ایک بدبودار مذہب ہے۔“ (دافع البلاء ج ۲ ص ۱۸۱) ۲..... مرزا مسرور یہ بات بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ایک ریسپشن میں وزیر سے ملاقات ہوئی تھی۔ اور ہر شخص یہ جانتا ہے کہ ایسی ریسپشن دی ہی اس لئے جاتی ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ تبادلہ خیال ہو اور خوشگوار ماحول میں، ہلکے پھلکے انداز میں ایک دوسرے کو اپنا موقف واضح کر دیا جائے۔ اب یہ کیسے ممکن ہے کہ ایسے موقع سے مرزا مسرور فائدہ نہ اٹھائیں اور اپنی جماعت کو دوسرے مسلمانوں سے بہتر ثابت کرنے کے لئے اپنا پردادا کی نبوت کا نہ بتائیں اور اپنی جماعت کی امن پسندی ظاہر کرنے کے لئے اپنی (خود ساختہ) نبوت کے بل پر جہاد کی منسوخی کا جو اعلان کیا ہے اس کے متعلق نہ بتائیں؟ لیکن کیا اس کے ساتھ انہوں نے ان حکام اور وزیر کو یہ نہیں بتایا کہ جہاد کی منسوخی کے ساتھ ان کے پردادا کا ایک عہد یہ بھی تھا کہ: ”بجدا میں صلیب کو کلڑے کلڑے کر کے چھوڑ دوں گا۔“ (کرامت الصادقین ص ۳۷، خزائن ج ۷ ص ۷۹) اور اگر انہوں نے اس

موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی جماعت کے متعلق یہ نہیں بتایا تو کیا وہ اپنے پیشرو، خلیفہ ثانی کی طرح، پورچین سوسائٹی کا عیب والا حصہ، اپنے پیشرو سے بھی زیادہ قریب اور بہتر انداز سے دیکھنے کیلئے اس ریسپشن میں شامل ہوئے تھے؟ بہر حال وہ بڑے آدمی ہیں، بڑے لوگوں کی بڑی باتیں، وہی جانیں۔

۳..... کیا مرزا مسرور اپنے کو دنیا میں سب سے بہتر اور اپنی جماعت کو بہتر مسلمان نہیں سمجھتے اور کہتے؟ کیونکہ بانی جماعت نے اپنی جماعت کو نہ صرف بہتر مسلمان قرار دیا ہے بلکہ اپنے کو سب نبیوں سے افضل قرار دیا ہے اور صرف اپنے ”مذہب“ کو عزت والا کہا ہے کہ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔“ (مراہین احمدیہ ص ۴۷، خزائن ج ۲۱ ص ۹۵ مفہوم) اور ان کے پیشرو والہامی مصلح موعود فرماتے ہیں: ”اور جیسا کہ سب لوگ جانتے ہیں، میں نے بھی بارہا بتایا ہے کہ جماعت احمدیہ کے خلیفہ کی حیثیت دنیا کے تمام بادشاہوں اور شہنشاہوں سے بڑھ کر ہے..... لیکن اگر دین کا معاملہ آئے گا تو پھر ان بادشاہوں کو ہماری اطاعت کرنا ہوگی۔“ (خطبہ جمعہ مرزا محمود احمد، اخبار الفضل قادیان، ج ۲۵، نمبر ۱۹۹، مورخہ ۲۷ اگست ۱۹۳۷ء) اور پدی گئی گائڈ لائن کو مرزا مسرور صاحب اگر تسلیم کرتے ہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ مرزا مسرور نے اپنی جماعت کو دوسروں سے بہتر مسلمان نہ کہا ہو۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ مصلحتاً اپنی ذات کو اتنا سامنے نہ لائے ہوں؟ اور اگر مرزا مسرور صاحب اوپر بیان کردہ گائڈ لائن کو فلو آؤ نہیں کرتے تو ان کی حیثیت اور عہدہ سوالیہ نشان کی زد میں آتا ہے کہ پھر وہ کس کی گائیڈ لائن پر چلتے ہیں؟

۴..... جماعت احمدیہ اپنے بانی کی تعلیم کو پھیلاتے ہوئے اکثر یہ پروپیگنڈہ کرتی ہے کہ اب جہاد کو خدا کے نبی اور رسول، خدا سے الہام، وحی پا کر منسوخ کر دیا ہے۔ اب دین کے لئے تلوار، بندوق کے جہاد کی ضرورت نہیں رہی۔ جیسے بانی جماعت احمدیہ اپنی ایک نظم میں کہتے ہیں: ”اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال۔ دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال۔“

(ضمیمہ تحفہ گولڈ ویس ۲۶، خزائن ج ۷ ص ۷۷)

نبوت کے دعاوی کو اس جگہ نظر انداز کرتے ہوئے ہمارے سوال یہ ہیں کہ (۱) کیا مرزا مسرور صاحب جہاد کی منسوخی کی وحی کے الفاظ بتا سکتے ہیں؟ کس زبان میں، کب نازل ہوئی؟ (۲) جس جہاد کو مرزا قادیانی اور ان کی ذریت حرام اور منسوخ قرار دے رہی ہے وہ ہے کہاں اور تھا کہاں؟ حرام تو اس کو قرار دیا جاتا ہے جس پر عمل ہو رہا ہو۔ اور جب مرزا قادیانی جہاد کو حرام قرار

دے رہے تھے تو اس وقت کہاں ہو رہا تھا؟ کون کر رہا تھا؟ اس وقت کی حکومت کے آنے سے ہر طرف امن ہو گیا تھا اور اسی وجہ سے بقول مرزا کے، وہ انگریز حکومت کو محسن سمجھ کر اس کی حمایت اور تعریف کر رہے تھے اور اس کی سیاسی مخالفت کرنے والے کو بھی حرامی قرار دے رہے تھے۔

(۳) دوسرے منسوخ اس حکم کو کیا جاتا ہے جو نافذ ہوا اور اسلام میں دین کے لئے قتل کرنا، حملے کرنا، جبر سے کسی کا عقیدہ بدلنے کی اجازت ہی نہیں۔ قرآن صاف کہہ رہا ہے کہ ”لا اکراہ فی الدین۔ یعنی دین میں کوئی جبر نہیں“ تو اب مرزا مسرور صاحب فرمائیں گے کہ ان کے پردادانے کس کے حکم کو اور کس چیز کو منسوخ کیا ہے؟ اسلام میں تو ان کے پردادا کے تصوراتی جہاد (دین کے لئے لڑنے) کی کوئی گنجائش ہی نہیں۔ (۴) دین کیلئے لڑنے کی ترغیب اور تربیت تو جماعت احمدیہ ایک پیدائشی احمدی کے کان میں اس کی پیدائش سے ہی ڈالنا شروع کرتی ہے اور پھر مرنے تک ہر ذیلی تنظیم کے ہر اجلاس میں اس کو یہ عہد دہرانا پڑتا ہے ”میں خلافت احمدیہ کو قائم رکھنے کی خاطر اپنی جان، مال، عزت، غرضیکہ ہر شے ہر وقت قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار رہوں گا“ اب کیا مرزا مسرور صاحب فرمائیں گے کہ کیا یہ ”دین کے لئے جان“ بغیر لڑنے کے کیسے دی جائے گی؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک چوراہی طرف سے توجہ ہٹانے کے لئے دوسروں کی طرف انگلی اٹھا اٹھا کر ان کو چور کہہ رہا ہے؟ (۵) مرزا مسرور، آپ کے پردادا کو علم تھا مگر انہوں نے اس کو جان بوجھ کر انہیں اٹھایا کہ اسلام نے کس جہاد کا حکم یا اجازت دی ہے۔ ”قرآن کریم صاف کہتا ہے کہ تمہیں کسی پر حملہ کرنے کی اجازت نہیں۔ بلکہ جب تمہارے ملک، تمہاری املاک، تمہاری جانوں پر حملہ ہو، یا لڑائی کے ذریعہ تمہیں اپنے دین پر عمل کرنے سے روکا جائے تو اس کے خلاف لڑو اس وقت تک کہ جب تک تم سے خطرہ دور نہ ہو جائے یا تم شہید نہ ہو جاؤ۔“ اب مجھے بتائیں کہ اس جہاد کو منسوخ کیا ہے مرزا قادیانی نے؟ تو پھر احمدی ہر ملک میں جماعت کی ہدایت کے تحت فوج میں کیوں جاتے ہیں؟ بلکہ انہوں نے مختلف دور میں نہ صرف خود نیم فوجی تنظیمیں کھڑی کیں بلکہ پاکستان کی فوج میں بھی ایک سیشل بیالین ”فرقان فورس“ کے نام سے قائم کروائی۔

(۶) مرزا قادیانی بڑے فخر سے ذکر کرتے ہیں کہ ان کے باپ نے انگریزوں کو پچاس گھوڑے اور سوار جنگ کے لئے مہیا کئے اور آج بھی جہاں دو انگریز بیٹھے ہوتے ہیں، جماعت یہ قصہ دہراتی ہے۔ کیا وہ جہاد تھا یا نہیں؟ (۷) جس جہاد کی قرآن اجازت دے رہا ہے کیا وہ صرف مسلمانوں کیلئے ہے یا بین الاقوامی طور پر ایک تسلیم شدہ امر ہے؟ اور کیا اس جہاد کی امریکہ، یورپ، ایشیاء، یا کسی بھی ملک کو یا مذہب کے ماننے والوں کو ممانعت ہے؟

۵..... کیا مرزا قادیانی کو آپ اب تاقیامت نمی نہیں مانتے؟ کیا مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ نہیں کہ اب تاقیامت جو بھی کوئی اگر آیا تو میری امت میں سے آئے گا؟ کیا مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ نہیں کہ ”میں سب نوروں میں سے آخری نور ہوں“ اس کا کیا مطلب ہے؟ کیا مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ نہیں کہ اب نجات صرف ان کو نبی تسلیم کرنے میں ہے؟ اگر آپ ان دعوؤں اور مطالب کو بیان نہیں کرتے تو پھر آپ اوپر دیئے گئے حوالوں کی تردید کریں اور ہم کو بتائیں کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ کیا تھا یا آپ کا عقیدہ کیا ہے؟

۶..... جاوید کنول صاحب نے یہ کہاں لکھا ہے کہ توہین آمیز خاکے، آپ کے حکم سے لکھے ہیں؟ بلکہ انہوں نے کہا ہے کہ جن عقائد کو آپ تسلیم کرتے ہیں اور جن کے پرچار کے لئے آپ نے ڈنمارک کا سفر کیا اور وہاں کے حکام تک ان کے عقائد کو اس دعوے کے ساتھ پہنچایا کہ آپ ۲۰۰ ملین احمدیوں کے سربراہ ہیں۔ ڈینش پریس نے ان کی وجہ سے حوصلہ پا کر کہ جہاد ایسا موضوع نہیں جس پر آواز اٹھے گی ایسے غلیظ کارٹون شائع کئے۔

۷..... آپ نے کہا کہ آپ کے مبلغ نے احتجاج کیا، مضمون لکھا اور جماعت کا وفد ان کو ملا۔ کیا یہ احتجاج ان باتوں پر پردہ ڈالنے کی ایک منافقانہ کوشش تو نہیں جو ممبر میں آپ نے ڈینش حکام سے کیس اور غالباً جن کے نتیجے میں ڈینش اخباروں کو توہین آمیز مواد شائع کرنے کا حوصلہ ہوا؟ کیونکہ جماعت احمدیہ کی پوری تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ جب بھی کوئی ایسا توہین آمیز مواد شائع ہوا۔ جماعت نے کسی بھی ریزولوشن کی ہر قسم کے احتجاج کی یہ کہتے ہوئے مخالفت کی کہ ہم ان چیزوں کے قائل نہیں بلکہ علمی رنگ میں ان کا جواب دیں گے۔ لیکن جواب بھی نہ دیا۔ اس کی ایک مثال مرزا غلام احمد قادیانی بانی جماعت، کی زندگی میں بھی ہے کہ انہوں نے گورنمنٹ کے نام احتجاجی مراسلہ تک بھیجنے کی مخالفت کی، یعنی ”لا زار کتب“ ”امہات المؤمنین، رگیلا رسول، شیطانی آیات“ وغیرہ، غرضیکہ ہر موقع پر جماعت کا کردار خاموش تماشائی کا رہا۔ اب کیسے ممکن ہو گیا کہ جماعت نے اپنے بانی کے طریقہ کار کی خلاف ورزی کرتے ہوئے احتجاج ریکارڈ کراتا شروع کر دیا؟ آخر کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے؟ بلکہ آپ کے پیروں جو مصلح موعود بھی کہلاتے ہیں، نے ایک بار کہا تھا: ”وہ کیسا نبی ہے جس کی عزت کے لئے خون کرنا پڑے۔“ لیکن تھوڑے عرصے کے بعد خدا نے ان کے منہ پر جوتا مارا، جب ان کی اپنی ذات پر الزام لگے تو انہوں نے انہائی جو شیلے خطبات دے کر نہ صرف جماعت کو مشتعل کر کے مخالفین کے گھروں کو آگیں لگائیں۔ مارا، پیٹا اور حتیٰ کہ قتل بھی کروائے اور ایک خود ساختہ روحانی خلیفہ کے لئے خون بہایا گیا

اور اس خلیفہ نے پھانسی پانے والے قاتل کا جنازہ بڑی شان سے پڑھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی بات اس کے منہ پر پلانا کر ماری۔ لیکن آپ لوگ ہیں کہ پھر بھی عبرت نہیں پکڑتے۔

مرزا مسرور صاحب کیا آپ بتانا پسند فرمائیں گے کہ جو پو آتش روزنامہ جنگ کے رپورٹ نے لکھے ہیں کیا آپ ان عقائد کی تبلیغ نہیں کرتے؟ کہتے کہ لعنت اللہ علی الکاذبین

مرزا مسرور صاحب کیا آپ کا دعویٰ نہیں ہے کہ آپ ۲۰۰ ملین سے زیادہ احمدیوں کے خلیفہ ہیں؟ کیا یہ تعداد صحیح ہے؟ اگر صحیح سمجھتے ہیں تو کہتے لعنت اللہ علی الکاذبین
مرزا مسرور صاحب کیا آپ کے پردادانے جس جہاد کی منسوخی کا اعلان کیا ہے وہ اسلامی تعلیمات میں ہے؟ اگر ہے تو کہتے لعنت اللہ علی الکاذبین

مرزا مسرور صاحب جو عقائد آپ کی جماعت پھیلا رہی ہے، اور جس طرح آپ بے جواز اپنا دوسرا گال پیش کر کے مسلمانوں کے نام پر اور ان کی طرف سے پیش کر کے بعض غلط اور انتہا پسندوں کو، تھپڑ مارنے کی ترغیب دے رہے ہیں۔ اس کا لازمی ایک ہی نتیجہ نکلے گا کہ غلط کاروں نے جو دریہ دہی کی ہے وہ بار بار ایسا کریں۔ ہمارا آپ کو مشورہ ہے کہ آپ نہ تو مسلمان ہیں اور نہ آپ کو مسلمانوں کی نمائندگی کا حق ہے۔ اس لئے جو بھی آپ اپنے مذہب کی ہفوات پیش کرنا چاہیں ان کو اپنے مذہب کے نام سے پیش کریں، نہ کہ اسلام کے نام پر۔ تاکہ ان کے نتائج مسلمانوں کو نہ بھگتنے پڑیں۔ بلکہ آپ خود بھگتیں۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ آپ پر ان معروضات کا کچھ ہی اثر نہ پڑے گا۔ کیونکہ آپ مسلمانوں اور عیسائیوں، دونوں کے دشمن ہیں اور اس طرح کی باتیں اور طریقے اختیار کر کے آپ دونوں کو لڑا کر اپنا الو سیدھا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں یہ بات بے بنیاد نہیں کہہ رہا۔ بلکہ آپ اپنے پردادا کے مشن کو لے کر چل رہے ہیں اور ان کا مشن کیا تھا؟ عیسائیوں کے متعلق مرزا قادیانی کہتے ہیں: ”عیسائی مذہب سے ہماری کوئی صلح نہیں“ اور وہ سب کا سب ردی اور باطل ہے۔“ (دافع البلاء ص ۲۰، ج ۱ ص ۱۸۸، ۱۸۹) اگر اس شخص کی عیسائیوں سے کوئی صلح نہیں تو آپ اس کے جانشین ہیں اور جس کی تعلیم پھیلاتا آپ کی مذہبی، اخلاقی اور خاندانی ذمہ داری ہے، کیسے صلح ہو سکتی ہے؟ اور مسلمانوں کے بارہ میں کہتے ہیں: ”میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے۔ مگر رٹوں (بدعورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۸، ۵۴۹، ج ۱ ص ۵۴۸، ۵۴۹)

اور کیا آپ بتانا پسند کریں گے کہ ڈیڑھ ارب مسلمانوں میں کتنے ہیں جو مرزا قادیانی کی کتابوں کو محبت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور عمل کر رہے ہیں؟ اگر ان کی ایک بھاری تعداد مرزا غلام احمد قادیانی کا انکار نہیں کر رہی اور ان کو رد نہیں کر رہی اور ان کو جھوٹا مدعی نبوت نہیں سمجھ رہی تو خطبے میں دوبارہ ان باتوں کو دہرا کر کہئے کہ

لعنت الله على الكاذبين

اور اگر ایک بہت بھاری تعداد مرزا غلام احمد قادیانی کا انکار کر رہی ہے تو کیا ان کو بدکار عورتوں کی اولاد کہنا، کسی بھی طرح پیغمبرانہ روایت ہے۔ بلکہ کیا معمولی شرافت کا بھی مظاہرہ ہے، کچا نبوت کا؟

(۱۱) خطرہ ایمان دودھ قادیان

(ابوالسہیل - المانیہ)

خود ساختہ مصلح موعود، مرزا بشیر الدین محمود احمد، خلیفہ ثانی و پسر غلام احمد قادیانی، اپنی ایک تقریر میں جو بعد میں کتابی صورت میں بھی شائع ہوئی، فرماتے ہیں کہ: ”حضرت مسیح موعود نے اس کے متعلق بڑا زور دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ جو بار بار یہاں نہیں آتے، مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے۔ پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا۔ وہ کاٹا جائیگا۔ تم ڈرو کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے۔ پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے۔ کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں۔“ (حقیقت الروایہ ص ۱۳۶ از مرزا بشیر الدین محمود احمد)

جب میں نے پہلی بار پڑھا تو میرے ذہن میں کوئی خیال پیدا نہ ہوا کیونکہ بطور احمدی میرے ذہن میں مکہ اور مدینہ کی حرمت کو نفسیاتی طریقوں سے گھٹا دیا گیا تھا اور قادیان و ربوہ کی زمین بھی میرے لئے ارض حرم کا قسم البدل تھی۔ لیکن جب میں تحقیقی دور میں داخل ہوا اور اس تحریر کو قادیانی عینک کے بغیر غیر جانبدار حق کے مثلاًشی کی حیثیت سے پڑھا تو کئی سوال اس وقت سے میرے ذہن میں بار بار اٹھتے ہیں۔ شاید کوئی قادیانی دوست ان کے جواب سے نوازے۔

۱..... پہلا سوال ذہن میں یہ آتا ہے کہ مرزا محمود صاحب کے خیال میں مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہوا؟

۲..... دوسرا اگر کافی عرصہ سے خشک تھا تو مرزا غلام احمد کے علم دین کی پرورش کس دودھ سے ہوئی؟ دودھ نہ ملے تو نہ صرف پرورش بھی صحیح نہیں ہوتی بلکہ انسان کئی بیماریوں کا شکار ہوتا ہے۔ اور

کہیں مرزا قادیانی بھی، جسمانی کے علاوہ کئی روحانی امراض کے شکار تو نہیں تھے؟
 ۳..... تیسرا یہ کہ اگر غلام احمد قادیانی کے دعوے کے بعد خشک ہوا تو یہ کیسے پر برکت نبی ہیں کہ آتے ہی جس مذہب کو ترقی دینی تھی اسی کی روحانی چھاتیاں خشک کر دیں؟
 ۴..... چوتھے حج کس مقصد کے لئے ہے جب مکہ مدینہ کی چھاتیوں سے کسی کو روحانیت کا دودھ نہیں ملتا تو پھر حج کا کیا مقصد؟

۵..... پانچویں کیا خدا نے دین کی تکمیل کی بشارت دی تھی تو اس میں یہ مفہوم نہیں تھا کہ یہ دین کی چھاتیاں سدا بہار ہیں اور ان چھاتیوں کا دودھ جنت کی نہروں کی طرح کبھی خشک ہونے والا نہیں اور ان کے خالص دودھ سے اب قیامت تک رہتی انسانیت سیراب ہوگی؟

۶..... چھٹے قادیان کی چھاتیوں کا دودھ کب تک رہے گا یا رہا اور قادیانی چھاتیوں کا دودھ خشک ہونے کے بعد قادیانیوں کو کس کی چھاتیاں دیکھنی پڑیں گی؟

۷..... ساتویں مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں کا مرزا قادیانی کے دور تک یا پھر بھی ایک لمبا عرصہ دودھ موجود رہا مگر قادیان کی چھاتیوں کا دودھ مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی تک بھی نہ رہا یا کم از کم ان کے زمانہ میں بھی کوئی صحت مند تبدیلی نظر نہیں آتی۔ بعد کی بات تو بہت دور کی ہے؟ ان کے اپنے شکوے کہ میرے اصحاب نے کچھ نہیں سیکھا اور ان کی زندگی کے دوران مرزا قادیانی نے جن لوگوں کی بڑی عزت کی اور بہت اعتماد کا اظہار کیا، میرا مطلب محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب وغیرہ ہیں۔ ان کے متعلق مرزا محمود صاحب نے اپنی تحریروں میں لکھا ہے کہ وہ مرزا غلام احمد کے زمانہ ہی سے منافقت کا شکار تھے اور ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیلوی نے تو مرزا قادیانی پر بددیانتی کے الزامات بھی لگائے اور اپنے صحابیوں کے متعلق مرزا قادیانی نے لکھا کہ جس طرح کتا مردار کی طرف دوڑتا ہے ابھی تک ان کے صحابی اس طرح برائی کی طرف دوڑ رہے ہیں۔

۸..... آٹھویں کیا قادیان کی چھاتیوں کا دودھ مرزا غلام احمد قادیانی کے خاندان کے لئے ہی تھا یا اوروں کے لئے بھی کیونکہ دنیا کو تو اس دودھ کے فوائد سوائے ان کے خاندان کو پالنے کے کہیں نظر نہیں آئے؟

۹..... کیا چھاتیاں مرزا محمود صاحب کے ذہن پر اتنی سوار تھیں کہ آپ کو دین میں بھی دودھ بھری یا سوکھی ہوئی چھاتیوں کے علاوہ، کوئی اور مناسب تشبیہ نہ مل سکی؟ میرے خیال میں مرزا محمود مجبور تھے۔ خاندانی ورثہ کا تسلسل ہے، باپ کو نماز اور جنسی فعل میں مطابقت نظر آتی ہے۔ بیٹے کو خطبوں، تقریروں میں کبھی چھاتیاں یاد آتی ہیں اور کبھی پٹیلوی صاحب کے والد کا آلہ حاصل یاد

آتا ہے۔ یورپ یا تار پر جاتے ہیں تو وہاں بھی اوجھڑا میں کشیدگی چھاتیاں دیکھنے جاتے ہیں اور ہوتے ہوتے نوبت یہاں تک پہنچتی ہے کہ موجودہ خلیفہ کو اپنی جماعت کی عورتیں مجموعی طور پر نکلی نظر آتی ہیں اور وہ کیا کینیڈا اور کیا لندن کا جلسہ۔ گراموفون پر انکی ہوئی سوئی کی طرح ایک ہی بات کہ ”جماعت احمدیہ کی عورتیں تنگ ڈھانچیں۔“ اور یہ سلسلہ کہاں رکے گا؟ اللہ ہی جانے۔

نوٹ

اگر کوئی قادیانی احمدی ان کاموزوں اور معقول جواب لکھیں گے اور ہمیں بھجوائیں گے تو ہم اسی ویب سائٹ پر شکریہ کے ساتھ پیش کر دیں گے۔ ایڈیٹر اردو سیکشن (۱۲) مرزا قادیانی اور ہتھیار بندی (ابوالسہیل۔ المانیہ)

میں سیرت مرزا غلام اے قادیانی جس کے مصنف ان کے اپنے ہونہار اور ان کی طرف سے ”قمر الانبیاء“ کا خطاب پائے ہوئے سپوت مرزا بشیر احمد ایم اے ہیں، کا مطالعہ کر رہا تھا کہ میرے سامنے یہ روایت آئی: ”بیان کیا مجھ سے عبدالرحمن صاحب معری نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نماز ظہر کے بعد مسجد میں بیٹھ گئے۔ ان دنوں میں آپ نے شیخ سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق لکھا تھا کہ یہ اتر رہے گا اور اس کا بیٹا جواب موجود ہے، وہ نامراد ہے، گویا اس کی اولاد آگے نہیں چلے گی (خاکسار عرض کرتا ہے کہ سعد اللہ سخت معاند تھا اور حضرت مسیح موعود کے خلاف بہت بیہودہ گوئی کیا کرتا تھا) مگر ابھی آپ کی یہ تحریر شائع نہ ہوئی تھی۔ اس وقت مولوی محمد علی صاحب نے آپ سے عرض کیا کہ ایسا لکھنا قانون کے خلاف ہے۔ اس کا لڑکا اگر مقدمہ کر دے تو پھر اس بات کا کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ وہ واقعی نامراد ہے؟ حضرت صاحب پہلے نرمی کے ساتھ مناسب طریق سے جواب دیتے رہے۔ مگر جب مولوی محمد علی صاحب نے بار بار پیش کیا کہ اپنی رائے پر اصرار کیا تو حضرت صاحب کا چہرہ سرخ پڑ گیا اور آپ نے غصے کے لہجے میں فرمایا ”جب نبی ہتھیار لگا کر باہر آ جاتا ہے تو پھر ہتھیار نہیں اتارتا۔“

(سیرت المہدی جلد اول روایت ۳۲ ص ۳۱، معنفہ مرزا بشیر احمد ایم اے)

پوری روایت درج کر دی ہے تاکہ کسی بیشی کا الزام نہ لگے۔ روایت پڑھنے کے بعد میرے تاثرات اور سوالات کیا تھے۔ میری خواہش ہے کہ میں آپ کو بھی ان میں شریک کروں تاکہ مل کر انجوائے کریں اور قادیانی بھائیوں سے جواب پوچھیں!

☆ دیکھئے یہ ”عظیم الشان نبی“ کس طرح سینہ تان کر قانون کی، اخلاق کی، شرافت کی

خلاف ورزی کر رہا ہے۔

☆..... اپنے ماننے والوں کی تربیت کر رہا ہے کہ جہاں قانون کمزور ہو اس کو ایسے نظر انداز کر دو جیسے اس کا وجود یا نفاذ بے معنی ہے۔

☆..... کیا نبی کا یہ کام ہے کہ مخالفین کی انتہائی نجی زندگی کے بارے میں خبریں حاصل کرے اور ان کو پھیلائے؟

☆..... اور ایک مرید توجہ دلاتا ہے کہ یہ بات قانوناً غلط ہے، (اخلاق اور شرافت کی وجہ سے نہیں) تو اس کو ٹالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور یاد دلایا جاتا ہے کہ دھیان کر دو اور اپنی اوقات میں رہو۔ لیکن وہ پڑھا لکھا مرید پھر بھی فرض ادا کرتے ہوئے اپنے پیرو کو قانون توڑنے سے باز رکھنے کی کوشش کرتا ہے اور جب وہ

☆..... اپنی صائب رائے پر اصرار کرتا ہے تو ”امام الزماں“ غصہ سے سرخ ہو جاتے ہیں۔
☆..... وہ پھر اصرار کرتا ہے تو کہتے ہیں ”نبی ہتھیار لگا کر باہر آیا ہوا ہے، اور اب یہ ہتھیار نہیں اتریں گے۔“

☆..... اب ہوتا کیا ہے؟ یہ سنتے اور دیکھتے ہیں کہ (خود ساختہ) نبی ہتھیار لگا کر باہر آ گیا ہے۔ مارے حیرت کے مریدان باوفا کے منہ کھلے رہ جاتے ہیں۔ آنکھیں پھیل جاتی ہیں اور کانوں کو یقین نہیں آتا کہ جہاد حرام قرار دے کر، اب پیر جی خود ہتھیار باندھ کر نکل آئے ہیں؟ مریدان باوفا کی شکم ہو جاتی ہے کہ ہم کون سے ہتھیار باندھ کر پیر کی پیروی کریں؟

☆..... اور پھر چشم فلک کے ساتھ دنیا اور مریدان باوفا نے بھی دیکھا اور سنا ان ہتھیاروں کے ساتھ مرزا قادیانی کیسے جنگ کرتے ہیں؟ حملہ ہوتا ہے اور پھر سب دیکھتے ہیں کہ ایک گولہ پھٹتا ہے اور اس میں سے آواز آتی ہے۔ سدا اللہ لدھیانوی کا بیٹا نامرد ہے۔ دوسرا گولہ پھٹتا ہے، آواز آتی ہے۔ سدا اللہ سفیموں کا نظفہ ہے..... پھر تیسرا اور وغیرہ وغیرہ..... اس طرح ثابت کر دیا کہ مرزا قادیانی کے ہتھیار شرافت نہیں بلکہ گالیاں اور الزام تراشیاں ہیں اور ان ہتھیاروں کو اپنے مخالفین پر استعمال کرنے سے ان کو نہ تو اخلاق، نہ شرافت، نہ شریعت اور نہ ہی ملکی قانون روک سکتا ہے۔

☆..... اور پھر واقعی مرزا قادیانی دوسروں کو گالیاں نکالنے والے جو ہتھیار باندھے ہوئے باہر نکلتے تھے۔ زندگی بھر وہ ہتھیار نہیں اتارے اور ان ہتھیاروں سے مرزا قادیانی نے وفات تک دشمنوں کو آرام سے نہیں بیٹھنے دیا اور اس زہریلے ایٹمی گالیوں کے حملوں کی تابکاری ابھی تک تباہی

پھیلا رہی ہے اور پتہ نہیں کب تک شرافت اور اخلاق ان حملوں کا ماتم کرتے رہیں گے؟
☆..... ساری عمر انگریز حکام کے تلوے چائے اور مخالفین کو گندی گالیوں سے نوازا، کیا نبی کے ہتھیار ایسے ہوتے ہیں؟

☆..... قادیانی دوستو! جب آپ سے مرزا قادیانی کی گالیوں کی بات کرو تو فوراً قرآن کریم کے بعض سخت الفاظ کو گالیاں قرار دے کر مرزا قادیانی کے دفاع میں لگ جاتے ہو، بالفرض محال اگر تمہارا موقف مان لیں تو بتاؤ کہ کیا قرآن کریم نے یا آنحضرت ﷺ نے بھی گالیوں یا دشنام دہی کو نبی یا اللہ کا ہتھیار قرار دیا ہے؟

(۱۳) کیا یہ حقیقت نہیں؟

(ابوالسہیل - المانیہ)

ویسے تو ہمیشہ سے ہی قادیانی جماعت کے کھڑپنوں نے عام، مخلص اور دیانتدار قادیانی کے سر پر ”نظام آف قادیان“ کے احکامات کی تنگی تلواریں ”نظام جماعت“ کے نام سے لٹکائی ہوئی ہے۔ لیکن آج کل یہ تلواریں ضرورت سے زیادہ ہی اپنی چکار دھلار رہی ہے اور اس کا اثر بھی آج کل ”نظام“ کے سابقہ تجربوں اور اعزازے کے برعکس ہو رہا ہے۔ ان قادیانیوں کو ان کے نظام نے کیا بنا دیا ہے۔ ان کی اس حالت کا نقشہ مرزا غلام احمد قادیانی، بانی جماعت احمدیہ کی یہ تحریر حمد کی سے پیش کرتی ہے۔ مرزا قادیانی نے دراصل اپنی طرف سے آریوں کا نقشہ کھینچا ہے اور ان کو طعنہ دینے کی کوشش کی ہے۔ لیکن ان کو معلوم نہیں تھا کہ وہ جس گروہ کو اسلام کے درخت سے کاٹ کر ایک نئے مذہب کی بنیاد میں رکھ گئے ہیں۔ وہی گروہ اور اس کی سلیس اس تحریر دلپذیر کا صحیح مصداق اور اصلی وارث ہوں گے۔ (خود ساختہ) سلطان القلم مرزا قادیانی کی طرز تحریر اور ”شستہ“ الفاظ اور فقرات کی ترتیب پر تبصرہ سے بچتے ہوئے مرزا قادیانی کی تحریر پیش کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”یوں تو ظاہر ہے کہ آج کل بے باعیت ایک تعصبی آگ کے بھڑکنے کے جو..... کو پیروں سے لے کر دماغ تک جلا رہی ہے۔ ایسی اس قوم کی ایک دفعہ حالت بدل گئی ہے کہ اگر کسی قدر شریف آدمی بھی ان میں ہیں تو وہ بھی کھڑپنوں کے شور و غوغا کے خوف سے دبے بیٹھے ہیں۔ کیونکہ ایمانی قوت تو رکھتے ہی نہیں تاکہ ان بک بک کرنے والوں کی لعن طعن کی کچھ پرواہ نہ رکھیں۔ بلکہ ایک ہی دھمکی سے مثلاً اسی قدر کہنے سے کہ برادری سے نکالے جاؤ گے لڑکے لڑکیاں بیاہی نہیں جائیں گی۔ رشتے ناٹے سب چھوٹ جائیں گے۔ صاحبوں کے رنگ زرد اور بدن

پر لرزہ شروع ہو جاتا ہے اور پھر تودہ حالت ہو جاتی ہے کہ جس قدر کسی مسلمان پر تہمت بہتان الزام لگانا چاہیں یا جو کچھ انفرادیوں کی طرف سے اشتہار وغیرہ کے چھپوانے کی تجویز ہو جھٹ پٹ دستخط کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ اسی ترکیب سے آج کل اشتہارات جاری کر رہے ہیں۔“

(شخص حق ص ۳۹، جزائن ج ۲ ص ۳۷۷)

میرے قادیانی احمدی دوستوں اور پر کی تحریر میں خالی چھوڑی ہوئی جگہ پر احمدی، قادیانی لکھ لو اور پھر دل و دماغ کی آنکھیں کھول کر دیکھو کہ کیا یہ تحریر آپ لوگوں کی موجودہ حالت کی سو فیصدی عکاسی نہیں کرتی؟ اپنا جواب تم ہمیں نہ بتاؤ۔ لیکن قسم کھا کر ہمارے نیچے دیئے ہوئے سوالوں کا اپنے ضمیر کو ضرور جواب دو۔

☆ کیا یہ حقیقت نہیں کہ ایک طرف تو یہ تمہارے دماغ میں ڈالتے ہیں کہ تم مسلمان ہو۔ لیکن ساتھ ہی یہ کھینچ باقی اربوں مسلمانوں کو کافر بتاتے ہیں اور تمہیں یہ فیصلہ دل سے منظور ہوا نہ ہو، پر قبول کرنا اور اس پر اپنے عمل سے دستخط کرنا ہی پڑتا ہے؟

☆ کیا یہ حقیقت نہیں کہ ایک آدمی ساری عمر شرافت سے تم لوگوں میں بسر کرتا ہے جہاں یہ کھینچ اس سے بگڑے، ایک لمحہ میں اس کی صحبت بری قرار دے دی جاتی ہے اور آپ پر لازم ہے کہ جس کو نظام اور کھڑپٹوں نے برا قرار دے دیا اس سے پرہیز کریں۔ پرہیز نہ کریں گے تو عین ممکن ہے کہ آپ کی صحبت بھی بری قرار دی جائے گی۔

☆ کیا یہ حقیقت نہیں کہ وہی شخص اپنی عزت نفس کو ختم کر کے ذلت کو قبول کرتے ہوئے ان کھڑپٹوں کے آگے جھک جائے، اور ان کا شاہانہ مزاج اپنی انا کی تسکین پاتا محسوس کرے تو چند ہی دنوں میں خلیفہ کے دستخطوں سے اس کی صحبت پھر نیک ہو جاتی ہے؟ یعنی آپ کی جماعت میں شرافت بھی سرشتِ کلیت کی محتاج ہے؟

☆ کیا یہ حقیقت نہیں کہ جماعت سے اخراج کیلئے ضروری نہیں کہ آدمی غلط کردار رکھتا ہے، یا تہجد گزار ہے، صرف ایک شرط ہے اخراج سے بچنے کی کہ ”نظام“ اور کھڑپٹ آپ سے مطمئن رہیں، خوش ہوں؟ دوسری صورت میں اس جماعت میں آپ کے لئے کوئی امن اور عزت نہیں؟

☆ کیا یہ حقیقت نہیں کہ پیدائش سے لے کر اب تک، اپنی ضرورتیں ختم کر کے، تنگ ہو کر، بیوی بچوں اور دوسرے اہل خانہ کے منہ سے نوالے چھین کر، ان کے تن سے کپڑے نوچ کر ماں باپ، بہن بھائیوں کے حقوق سے آنکھیں بند کر کے چندے دیتے آرہے ہو اور دوسرے کئی بہانوں سے ان کی تقریبات کے خرچ اٹھارہے ہو۔ ان کی فرمائشیں ہیں کہ بڑھتی ہی جا رہی ہیں۔

لیکن اس کے باوجود ان کھڑپنچوں کی طرف سے ہر لمحہ تمہیں احساس دلایا جاتا ہے کہ ابھی تمہاری قربانی معیاری نہیں۔ قربانی میں ایک دوسرے سے بڑھنے کے نام پر تمہاری جیبوں سے زیادہ سے زیادہ نکلوانے کے باوجود، نہ تو کوئی شکر گزار ہے اور نہ ہی اس کی قدر ہے۔ بلکہ چندہ کے بتایا کی تلواری ہمیشہ تمہارے سروں پر لٹکتی رہتی ہے اور ”نظام“ اور اس کے خاندان و درباریوں کے پیٹ، بینک بیلنس، جائیدادیں، بغیر کوئی کام کئے بڑھتے ہی جا رہے ہیں۔

☆..... کیا یہ حقیقت نہیں کہ اتنے چندے لینے کے باوجود ہوس ہے کہ ختم نہیں ہوتی اور اس پر نظام وصیت تم پر ٹھونس دیا گیا ہے کہ یہ نظام وصیت اس لئے ہے کہ تاکہ خدا خبیث اور نیک میں فرق دکھائے۔ اس کا مطلب ہے کہ ان کو سب کچھ دینے کے باوجود بھی اگر وصیت نہیں کی تو تم خبیث ہو؟

☆..... کیا یہ حقیقت نہیں کہ تمہارے چندوں کا صحیح حساب کتاب کاسی کو بھی اندازہ نہیں اور کھڑپنچوں کے بے پناہ اسراف پر ذرا سا اعتراض کرنے پر بھی نہ صرف یہ کھڑپنچ تمہارے ایمان کو مشکوک قرار دے دیتے ہیں۔ بلکہ اگر شاہانہ مزاج کچھ زیادہ ہی تپ گیا تو تمہاری تمام قربانیوں پر پانی پھیرتے ہوئے تم پر یہودہ الزامات لگا کر باہر پھینکنے میں دیر نہیں کرتے؟

☆..... کیا یہ حقیقت نہیں کہ ایک اچھے باپ یا ماں نے تمام عمر اولاد کی اچھی تربیت کی اور ان کی اولاد بھی ان سے محبت کرتی ہے۔ اگر کوئی ان کھڑپنچوں کے بارے میں ذرا بھی منہ کھولنے لگے تو ان کو رشتوں ناٹوں اور سماجی تعلقات سے بلیک میل کیا جاتا ہے اور اولاد کو جماعت سے وفاداری کے نام پر ماں باپ کے خلاف کیا جاتا ہے؟

☆..... کیا یہ حقیقت نہیں کہ جب کوئی شخص خود یہ جماعت چھوڑ دے تو باوجود یکہ ساری عمر کھڑپنچوں، نظام اور لوگوں میں سے اس کے کردار یا اس کے خاندان یعنی بیوی بچوں کے بارے میں کوئی بات سنی یا دیکھی نہیں ہوتی۔ لیکن جماعت سے علیحدگی کا اعلان کرتے ہی اس پر، اس کے خاندان پر انتہائی غلیظ الزامات پھیلائے جاتے ہیں اور اس میں کسی کی تخصیص نہیں ہوتی کہ یہ مرد ہے یا عورت ہے۔ جماعت میں تھا تو جماعت کی، انسانوں کی دیانتداری کے ساتھ کتنی خدمت کی، چونکہ اس نے جماعت چھوڑی اس لئے جماعت چھوڑتے ہی اس کا مستقبل، بلکہ حال اور ماضی بھی انتہائی گندہ ہو گیا ہے اور آپ لوگ کھڑپنچوں کی خوشی کے لئے ان بلا شہوت الزامات کا تہدی سے پرچار کرتے ہو حالانکہ تم میں سے بہتوں کو جو اس کے جاننے والے ہوتے ہیں، یقین ہوتا ہے کہ یہ الزامات ٹھیک نہیں۔ لیکن پھر بھی ان الزامات کا مجبوراً پرچار کرتے ہو؟

☆..... کیا یہ حقیقت نہیں کہ ان کھڑپٹوں کی باتوں سے اتفاق نہ کرنے کے باوجود بھی، دلی طور پر کئی باتوں کو غلط اور غیر شرعی سمجھنے کے باوجود بھی خاموش رہتے ہو کہ کہیں تم پر منافق کا الزام نہ لگ جائے۔ یا اللہ اور اس کے رسول اور خلیفہ کی نافرمانی کا الزام نہ لگ جائے؟

☆..... کیا یہ حقیقت نہیں کہ کھڑپٹ خود اور ان کے مسلط کئے ہوئے عہدیداروں کی اکثریت اخلاق، شرعی، کردار کے لحاظ سے کسی طرح بھی مثالی نہیں اور ان لوگوں کو اس لئے مسلط کیا گیا ہے کہ وہ تمہیں جماعت کے کنٹرول میں رکھنے کے لئے ہر قسم کی کارروائی سے دریغ نہیں کریں گے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ سب (مصنوعی) عزت اس عہدے کے ساتھ ہے ورنہ کوئی عام شریف قادیانی ان کی حرکات اور کردار کے نتیجے میں ان عہدیداروں اور کھڑپٹوں کو سلام کرنے کا بھی روادار نہیں؟

میرے قادیانی (احمدی) دوستو!

ان لوگوں نے تمہاری آنکھوں پر مذہب کے نام پر پٹی باندھی ہوئی ہے کہ کوئی بھی بات ہو، تمہارے کھڑپٹوں کی ایک ہی رٹ ہے کہ یہ مخالفین کا پروپیگنڈہ ہے، مولویوں کا جھوٹ ہے کبھی ایک بار خود بھی دوسروں کی بات سن لو اور تحقیق کر کے دیکھو کہ کیا دوسرے واقعی جھوٹ بول رہے ہیں؟ لیکن میں نے وہ حقائق آپ کے سامنے رکھے ہیں جن سے روزمرہ کی زندگی میں آپ کو ہر لمحہ واسطہ پڑتا ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ اپنے ضمیر کی آواز سن لیں اور سوچیں کہ کیا خدائی جماعتوں کے طریقے ایسے ہوتے ہیں؟ اگر آپ کے ضمیر میں کوئی ذرا سی بھی زندگی ابھی باقی ہے تو آپ بے اختیار یہی کہیں گے کہ نہیں، نہیں، نہیں۔ اور اگر ضمیر کی ایک بھی ”نہیں“ سنیں تو خدا کے لئے ایک بار مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی کے بارے میں دوسروں کی رائے بھی پڑھ لیں اور ان حوالوں اور آراء کو اپنی جماعتی کتابوں میں چیک کر لیں اگر صحیح ہوں تو پھر اپنے آپ سے پوچھیں کہ کہیں آپ کے ساتھ بھی اس ضرب المثل کے مطابق تو نہیں ہو رہا کہ ”تیلی کو خصم بھی کیا اور روکھا بھی کھایا“ کہ جس آخرت کو سنوارنے کے نام پر آپ ایک جھوٹے نبی کے پیچھے لگے ہو وہ بھی ہاتھ سے گئی اور دنیا بھی ان لوگوں کے ہاتھوں لٹ گئی۔ جھوٹے نبیوں کے پیچھے لگ کر نہ دین رہتا ہے اور نہ دنیا۔ بچوں کے رشتوں سے سماجی تعلقات کے ٹوٹنے سے نہ ڈرو، جب تم قادیانیت کے گندے، بدبودار چھپڑ سے نکل کر اسلام کے بہتے، صاف اور پاک دریا میں آؤ گے تو خدا کی قسم! یوم حساب کے روز شفیع، رحمت اللعالمین، خاتم الانبیاء ﷺ کے صدقے تمہیں اللہ ہر چیز سے بہت بہت بہتر رنگ میں نوازے گا۔ شرط صرف یہ ہے کہ جھوٹے نبی کے دین کو چھوڑ کر سچے نبی کی طرف

آجاؤ۔ اللہ آپ کو حق کی طرف لوٹنے کی توفیق دے۔ آمین

(۱۴) قرآنی طاقتوں کی جلوگاہ

(ابوالسہیل۔ المانیہ)

قادیانی (احمدیہ) جماعت اکثر دعویٰ کرتی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے زندگی بھر مختلف مذاہب والوں کو چیلنج دیئے۔ لیکن کوئی سامنے نہیں آیا۔ مرزا قادیانی کا طریق یہ تھا کہ جب مریدوں سے اور دوسرے سادہ لوح مسلمانوں سے جوان کو لاعلمی کی وجہ سے مسلمان سمجھتے تھے، پیسے بخورنے ہوتے تھے تو کسی نہ کسی کو چیلنج دینا شروع کر دیتے تھے۔ ان کا چیلنج کا جواب دینے کے لئے کسی بھی مذہب سے جب کوئی سامنے آتا تھا تو مرزا قادیانی اپنے بہانوں کی سانبان کے نیچے پناہ لے لیتے۔ کونھوں میں چھپ جاتے اور کہتے کہ ابتلاء کے دن ہیں اور جب وہ وقت گزر جاتا تو اس فریق کو دوبارہ چیلنج کرنا شروع کر دیتے۔ لیکن ایک بار چیلنج تسلیم کر کے آنے والا مرزا کے پہلے چیلنج کا حشر دیکھ کر مرزا قادیانی پر اعتبار نہ کرتا اور ان کے دوبارہ خالی خالی چیلنج پر توجہ نہ کرتا۔ اس طرح مرزا قادیانی گھر میں بیٹھے بیٹھے اپنے کوفاتح عالم قرار دے گئے۔

مرزا قادیانی کے بے شمار دعاوی میں سے ان دعویٰ جات کو دیکھیں کہ مرزا قادیانی کتنے بلند دعوے کر رہے ہیں۔

☆ ”صبح موعود کوئی بات اپنے پاس سے نہیں کہتا بلکہ اس کا کلام خدا کی وحی ہے۔“

(اربعین ص ۳۶، خزائن ج ۷ ص ۴۲۶)

☆ ”میں زمین کی باتیں نہیں کہتا، وہی کہتا ہوں جو میرے خدا نے میرے منہ میں ڈالا ہے۔“

(پیغام صلح ص ۶۳، خزائن ج ۲۳ ص ۴۸۵)

آپ نے مرزا قادیانی کے دعوے دیکھ لئے۔ اب ہم جو تحریر مرزا قادیانی کی پیش کر رہے ہیں۔ بقول مرزا قادیانی اور قادیانی جماعت کے صرف اور صرف خدا کی وحی سے لکھی گئی اور آسمانی روح نے حرف بہ حرف لکھوائی ہوگی۔ مرزا قادیانی آریوں اور ہندوؤں کو چیلنج کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

☆ ”اب ہم اس قصبہ کو مختصر کر کے ایک نئی کتاب کے ماہ بماء نکلنے کی بشارت دیں گے اور اسی کے ضمن میں آریوں کے اس رسالہ کا رد لکھا جائے گا جس کا نام انہوں نے سرمہ چشم آریہ کی حقیقت رکھا ہے۔“

(شخصہ حق ص ۶، خزائن ج ۲۲ ص ۳۳۳)

☆..... اشتہار رسالہ ماہواری قرآنی طاقوں کی جلوہ گاہ جو جون ۱۸۸۷ء کی بیسویں تاریخ سے ماہ بماء نکلا کرے گا۔

”جب تک میں نے آریہ صاحبوں کا وہ رسالہ نہیں دیکھا تھا جس کا نام ہے۔“ سرمہ چشم آریہ کی حقیقت اور فن اور فریب غلام احمد کی کیفیت، ”تب تک مجھے اس طرف ذرہ بھی توجہ نہ تھی کہ میں کوئی ماہواری رسالہ قرآنی علوم اور صداقتوں کا اس غرض سے نکالوں تاکہ اگر کوئی آریہ ویدوں کی حقیقت سمجھتا ہو تو قرآنی صداقتوں سے اس کا مقابلہ کر کے دکھاوے۔ مگر سبحان اللہ کیا حکمت و قدرت الہی ہے کہ اس نے بعض بداندیشوں کو اس خیر محض کا سبب بنا دیا تاکہ دنیا کو قرآنی شعاعوں سے منور کرے اور شیطینوں پر ان کی کور باطنی ظاہر کرے۔ سو جس رسالہ کا نام میں نے عنوان میں لکھ دیا ہے یعنی قرآنی طاقوں کا جلوہ گاہ یہ وہی موثین کا صادق دوست ہے جس کے قدم مہینت لزوم کا اصل موجب دشمن ہی ہوئے ورنہ خدائے کریم عظیم ہے کہ اس سے پہلے میں جانتا بھی نہیں تھا کہ ایسے ماہواری رسالہ کے نکالنے کی خدمت بھی مجھ سے ظہور میں آئے گی۔ اب تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب ارادہ الہی اس بات کی طرف متعلق ہوا کہ کوئی ایسا رسالہ ماہواری نکالا جائے کہ جو قرآنی طاقوں اور صداقتوں کو ہر مہینہ میں دکھلا کر ویدوں سے بھی ایسے ہی علوم و معارف کا مطالبہ کرے اور اس طور سے ویدوں کی ذاتی لیاقت کی کیفیت ہر ایک پر بخوبی کھول دے اور قرآن شریف کی عظمت اور وقعت ہر ایک منصف پر ظاہر کرے تو اس حکیم مطلق نے یہ تقریب قائم کی کہ بعض آریہ صاحبوں نے ایک اشتہار بصورت رسالہ بماء فروری ۱۸۸۷ء چشمہ نور امرتسر میں چھپوایا اور اس میں بڑے زور سے انہیں امور کے لئے جو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں تحریک کی..... بہر حال یہ رسالہ آریوں کا ان لوگوں کی طرف سے ہے جنہوں نے بغرض مقابلہ وید و قرآن ایک ایسے رسالہ کی تالیف کیلئے ہم سے درخواست کی ہے جو قرآنی علوم اور حقائق کو بیان کرنے والا ہو۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ اول تو مرزا کا اس کام کا ارادہ ہی وہم و خیال ہے کیونکہ وہ ہندوؤں کے ساتھ بحث مباحثہ کا نام لینے کے بھی لائق نہیں، کتب مذہبی سے بے بہرہ محض ہے حتیٰ کہ حروف شناسی سے بھی مجرد مطلق ہے پھر اگر شرعے شرمائے اس کام کو شروع کرے گا تو آخر نینچا دیکھے گا۔ صرف آیات قرآنی سے اپنا مدعا ثابت کر کے دکھلاوے ورنہ ہم خوب بنائیں گے۔ قرآن سے ہرگز کوئی بات علم کی برآمد نہیں ہوگی اور جبلاء عرب کو علم سے کام ہی کیا تھا اور تمام جہان میں جو علم ظاہر ہوا ہے وہ وید اقدس کی بدولت ہے۔ مرزا کو ہم اعلانیہ متنبہ کرتے ہیں

کہ بے شک وہ رسالہ موعودہ تیار کرے۔ اگر کرے گا تو نچا دیکھے گا۔ ہم خوب بتائیں گے ہم مرزا سے کوئی شرط نہیں کرتے کیونکہ اس کا مال حرام ہمارے کس کام ہے؟ وہ دغا فریب سے جمع کیا گیا ہے اور مرزا کے چاروں طرف سے قرضدار ہیں اور کوڑی کوڑی سے لاچار اور جائیداد بھی سب فروخت ہوگئی۔ مرزا قادیانی کے دل پر جہالت کا پردہ ہے اور نیز وہ بڑا مغلس ہے زمین بھی بک گئی۔ دیکھو قرض داری اور ناداری کے ثبوت دو خط ہیں جو کسی ہندو کے نام لکھے تھے۔ کھیوٹ بندوبست کے حصہ کشی سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ اس کے فقط ساٹھ گھواؤں زمین ہے۔ بڑا فریبی ہے۔ قرآن قرآن لئے پھرتا ہے۔

ہم انشاء اللہ رسالہ قرآنی طاقتوں کے جلو گاہ میں یہ ثابت کریں گے کہ دید تو خود دشمن صفات الہی ہیں اور کوئی کتاب بھی ایسی نہیں جو صفات الہی کے پاک بیان میں قرآن شریف کا مقابلہ کر سکے۔“ (شعخ ص ۵۳، خزائن ج ۲ ص ۳۹۷)

”رہی یہ بات کہ ان کی عقل عجیب کے نزدیک قرآن شریف علم الہی سے خالی اور وید علوم و معارف سے بھرا ہے تو اس کا فیصلہ تو خود مقابلہ و موازنہ سے ہو جائے گا۔ ہاتھ نکلن کو آری کیا ہے۔ ہم خود منظر تھے کہ ایسا فیصلہ جلد ہو جائے۔ سو آریہ صاحبوں نے اس کے لئے آپ ہی سلسلہ جنابانی کی۔ پس ہم ان کی اس تحریک اور سلسلہ جنابانی کو بہ تمام تر شکر گزاری قبول کرتے ہیں اور انہیں بشارت دیتے ہیں کہ انشاء اللہ ہم بفضل خدا و توفیق ایزدی جون ۱۸۸۷ء کے مہینے سے برطبق درخواست ان کے ایسا رسالہ ماہواری شائع کرنا شروع کر دیں گے۔ لیکن ساتھ ہی ہم باادب عرض کرتے ہیں کہ جب وہ رسالہ یعنی ”قرآنی طاقتوں کا جلو گاہ“ شائع ہونا شروع ہو تو پھر لالہ صاحبان مقابلہ سے کہیں بھاگ نہ جائیں اور اپنے وید کی حمایت کرنے کو تیار رہیں۔“

(شعخ ص ۱۱۰، خزائن ج ۲ ص ۳۴۱)

جب مرزا قادیانی کی خدائی دجی کے تحت تحریر کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں مندرجہ ذیل نکات سامنے آتے ہیں۔

☆..... مرزا قادیانی کو ایک رسالہ ملا جس کو آریوں نے فروری ۱۹۸۷ء میں چھپوایا اور اس میں مرزا قادیانی کی ایک کتاب سرمہ چشم آریہ اور مرزا قادیانیکے فریبوں کا ذکر تھا۔

☆..... لیکن مرزا قادیانی کے خدا نے ان کو دجی کی آریوں سے یہ رسالہ لکھوا کر ہم نے جنہیں قرآن کی صداقتیں دکھانے کا موقع دیا ہے۔

☆..... یہ ارادہ الہی تھا کہ دشمنوں کو قرآن کا نور دکھانے کے لئے اور ویدوں کی اصل بیان کرنے کے لئے ایک ماہواری رسالہ ”قرآنی طاقتوں کی جلوہ گاہ“ کی خدمت مرزا قادیانی سے ہی لی جائے گی۔

☆..... آریہ اور ہندوؤں کا دعویٰ تھا کہ مرزا قادیانی اس قسم کی خدمت کے قابل ہی نہیں، نیز آریوں نے تحدی سے کہا کہ مرزا ائمہ ہی علوم میں بے بہرہ ہے اور وہ قرآن سے کوئی بات نہیں دکھا سکے گا اور بقول مرزا کے آریوں نے قرآن کو جھلائے عرب کا کلام قرار دیا۔ اس طرح اسلام کی تعلیم اور مسلمانوں کی اپنی کتاب کی حرمت اور غیرت کے لئے للکارا۔

☆..... آریوں کا ہی تحدی کے ساتھ دعویٰ تھا کہ مرزا قادیانی میدان میں ہی نہیں آئیں گے اور اگر شرماسری آیا تو بھی نچا دیکھے گا۔

☆..... مرزا قادیانی نے اس موقع کو شکریہ کے ساتھ قبول کیا اور کہا کہ وہ ماہوار رسالہ ”قرآنی طاقتوں کی جلوہ گاہ“ میں نہ صرف قرآن کی عظمت ثابت کریں گے بلکہ یہ بھی ثابت کریں گے کہ وید خود دشمن صفات الہی ہیں اور قرآن شریف کے مقابل پر کوئی کتاب نہیں۔

☆..... مرزا قادیانی خود بھی ایسے موقع کے منتظر تھے اور آریوں کی اس تحریک اور سلسلہ جنابانی کو بہ تمام تر شکر گزاری قبول کرتے ہیں اور اس کے ساتھ مرزا قادیانی وحی الہی کے تحت پختہ وعدہ دے رہے ہیں کہ جون ۱۸۸۷ء سے باقاعدہ طور پر ماہوار رسالہ لکھنا شروع ہو جائے گا۔

☆..... مرزا قادیانی بادل عرض کرتے ہیں کہ جب وہ رسالہ یعنی قرآنی طاقتوں کی جلوہ گاہ شائع ہونا شروع ہو تو پھر لالہ صاحبان مقابلہ سے کہیں بھاگ نہ جائیں اور اپنے وید کی حمایت کرنے کو تیار ہیں۔ یعنی آریوں کو اپنے مقابل پر ثابت قدم رہنے پر زور دے رہے ہیں۔

☆..... مرزا قادیانی کے پاس یورپ سے بھی اور مقامی طور پر بھی علمی مدد کرنے کے لئے لوگ موجود ہیں۔ جو انگریزی میں بھی مرزا قادیانی کے ساتھ تعاون کریں گے۔

خلاصہ یہ کہ آریوں نے ایک اشتہار نکالا۔ مرزا قادیانی نے خدائی منشاء کے تحت اس کو اسلام اور قرآن کی غیرت و حمیت میں نہ صرف قبول کیا بلکہ چیلنج دیا کہ میں ہر طرح سے مسلح ہوں اور اس قابل ہوں کہ قرآن کی عظمت اور معرفت ثابت کروں۔ نیز وید کو صفات الہی کی دشمنی بھی ثابت کرنے کا دعویٰ کیا اور ساتھ ان کو تحدی کے ساتھ کہا کہ اب میدان چھوڑ کر بھاگنا نہیں!

☆..... ”میں تو بس قرآن ہی کی طرح ہوں اور غریب میرے ہاتھ پر ظاہر ہوگا جو کچھ فرقان سے ظاہر ہوا۔“ (تذکرہ ص ۶۷، طبع ۳)

☆..... ”مجھے اس خدا تعالیٰ کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مجھے قرآن کے حقائق اور معارف سمجھنے میں ہر ایک روح پر غلبہ دیا گیا ہے۔“ (سراج منیر ص ۳۹، خزائن ج ۲ ص ۴۷)

☆..... ”مجھے خدا تعالیٰ نے الہام سے مشرف فرمایا کہ الرحمن علم القرآن کہ خدا نے تجھے قرآن سکھایا۔“ (براین احمد یہ ص ۲۳۸، خزائن ج ۱ ص ۲۶۵ حاشیہ)

ان تمام تحروں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہمارے سامنے مجموعی صورت حال یہ بنتی ہے کہ:

”مرزا قادیانی کے مطابق خدا نے قرآن کی عظمت و معارف کے بیان اور وید کی الہی دشمنی کے لئے ایک ماہوار رسالہ ”قرآنی طاقتوں کی جلوہ گاہ“ کے اجراء کا نہ صرف موقعہ دیا بلکہ وحی اور روح کے اندر تک اتر جانے والا حکم بھی دیا اور اس کے لئے اس سے قبل مرزا قادیانی کو یہاں تک قابلیت بھی دی کہ ہر روح گزشتہ، (اس کا مطلب ہے کہ جس میں محمد ﷺ بھی شامل ہو سکتے ہیں) موجودہ اور آئندہ آنے والی روحیں، ان سب سے زیادہ اللہ نے مرزا قادیانی کو قرآن کریم کے حقائق اور معارف سکھا کر اس کام کیلئے ایک مکمل شخصیت کے طور پر بھی تیار کیا تھا اور مرزا قادیانی نے خدا کے حکم کے تحت آریوں کو نہ صرف چیلنج کیا بلکہ ان کو میدان سے نہ بھاگنے کا کہہ کر ان کی غیرت کو بھی جھنجھوڑا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتے ہیں کہ:

☆..... اتنی تہدی کے ساتھ مرزا قادیانی کے (خدا کی طرف سے) اعلان کے باوجود ماہوار تو دور کی بات، کیا ایک بھی رسالہ ”قرآنی طاقتوں کی جلوہ گاہ“ کے نام سے، جون ۱۸۸۷ء سے لے کر مرزا قادیانی کی وفات تک نکلا؟ اگر نکلا ہے تو قادیانی (احمدی) جماعت لاہوری، ربوہی، کوئی بھی گروپ پیش کرے، انعام پائے!

☆..... اگر یہ ماہوار رسالہ نہیں نکلا تو ”قرآنی طاقتوں کی جلوہ گاہ“ تو کیا خدائی وحی یا خدائی حکم کی خلاف ورزی نہیں ہوئی؟ کیا یہ رسالہ شائع نہ کر کے خدا کے منشاء کو رد نہیں کیا؟ جو صحیح وقت تھا قرآن کی طرح اپنے کو دکھانے کا، اور ہر ذی روح سے بڑھ کر قرآن کے معارف اور مطالب بیان کرنے کا، جس کے لئے بقول مرزا کو خدا نے قرآن سکھا کر تیار کیا تھا۔ اس موقعہ کو مرزا قادیانی نے ضائع کیا یا نہیں؟

☆..... کیا آریہ سچے ہوئے یا نہیں، جنہوں نے کہا تھا کہ مرزا قادیانی اس علمی کام کے قابل نہیں۔ اور اگر شرما شری کرے گا بھی تو اس سے نہیں ہوگا؟ اور دیکھ لیں کہ مرزا قادیانی نے شرما شری سے چیلنج کر دیا اور آریوں کو نہ بھاگنے کا کہہ کر خود انتہائی بے شری سے میدان سے بھاگ

گئے، بلکہ میدان میں نکلے ہی نہیں۔

☆..... ایک عام آدمی کو بھی جب کوئی شخص مخاطب کر کے چیلنج کرنے کے رنگ میں یا مقابل پر لانے کے لئے بات کہتا ہے تو اول اگر اس میں صلاحیت نہیں تو خاموشی سے طرح دے جائے گا لیکن جب دو آدمیوں کے سامنے وعدہ کرتا ہے اور دعویٰ سے کہتا ہے کہ میں یہ کام کروں گا تو وہ پھر حتی المقدور کرتا بھی ہے۔

☆..... لیکن یہاں دعویٰ ہے مجددیت، مثیل وغیرہ اور ساتھ دعویٰ یہ بھی ہے کہ میرے اندر خدا بولتا ہے۔ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا۔ اس مقام کا دعویٰ کرنے والا مقدس چیلنج دینے کے بعد اتنی بے شرمی کے ساتھ خاموش ہو جائے۔ ایک جواب تک نہ دے اور انگلی بھی نہ ہلائے۔ کیا یہ کسی طرح بھی بے غیرتی سے کم ہے؟

☆..... قرآن فہمی کے دعوے دار کو قرآن کریم کی یہ آیت بھی یاد نہ آئی کہ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ یعنی وہ تم کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں؟

☆..... مرزا قادیانی اپنی ساری باتیں خدا کے کھاتے میں ڈالتے ہیں کہ اس سے پوچھو اس نے کیوں نہیں چاہا۔ ان کا یہ جواز غلط ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ اگر وہ کسی بندے کو تیار کرتا ہے تو اس سے کام بھی لیتا ہے اور جب مرزا قادیانی کے بقول ان کی شخصیت ایسی ہے کہ نبیوں نے بھی ان کے دیکھنے کی خواہش کی تھی۔ ایسی شخصیت سے اللہ تعالیٰ مخالفین قرآن کو چیلنج بھی کرواتا ہے اور پھر بعد میں اس مخصوص چیلنج کا جواب دینے کی طاقت دینے کی بجائے مرزا قادیانی کی زبان اور قلم کی طاقت سلب کر لیتا ہے اور اس کو خیال نہیں آتا کہ میرا یہ نبی دنیا میں خود بھی شرمندہ ہوگا اور اللہ کا نام بھی۔ اس کی قدر بھی مہلک کر دے گا۔ اور ایسا کبھی ممکن نہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کی ہر تحدی پر ان کو منہ کے بل پر گرایا کیونکہ وہ اللہ کے نمائندہ نہیں تھے۔ قادیانی دوستو سوچو ذرا!!

(۱۵) انٹرویو (سابق قادیانی) سید منیر احمد۔ جرمنی
(شیخ راجیل احمد۔ جرمنی)

تعارف

دنیا میں کئی جموں نے نبی پیدا ہوئے۔ لیکن امت مسلمہ کے اندر جموں نبوت کا دعویٰ کرنے والوں میں ایک عہد حاضر کا بہت ہی نمایاں مدعی مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ جو خود تو اپنی

زندگی میں چند ہزار ہجرت کا رہنا سکا لیکن اس طرح ان کی آئندہ پیدا ہونے والی نسلیں بھی قادیانی بن گئیں اور اس طرح وہ لاکھوں لوگوں کو نجات کے نام پر جہنم کی طرف دھکیل گیا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے چاہا کہ ان بچے قادیانیوں کی اولادوں میں سے بعض کو ہدایت دے تو اس نے مختلف طریقوں سے ان کے دل اور ذہن میں قادیانی نبوت کے جھوٹے پن کا احساس پیدا کر کے ان کو حوصلہ دیا کہ وہ ان زنجیروں کو توڑ سکیں اور اس بات کی پروا نہ کریں کے بظاہر دنیاوی طور پر ان کو اس کی کیا قیمت دینی پڑے گی اور یہ حقیقت ہے کہ دوسرے مذاہب کے لوگ جو اسلام میں شامل ہوئے ان کو اتنی قیمت نہیں ادا کرنی پڑی جتنی قادیانیت کو خود چھوڑنے والوں کو ادا کرنی پڑی۔ اس کی میری طرح کی ایک اور مثال جناب سید منیر ہیں جو ۶۵ یا ۶۶ سال قبل اس جماعت کو خیر باد کہہ چکے ہیں۔ لیکن بعض نامعلوم وجوہات کی بناء پر ایک آدھ اخبار میں سرسری رنگ میں خبر شائع ہوئی اور لوگوں کو ان کے بارے میں پتہ نہیں چل سکا۔ چند ماہ قبل ان کے بارے میں خاکسار کو پتہ چلا۔ ان سے رابطہ کیا اور اس کے بعد ان کے بارے میں ختم نبوت اکیڈمی کے ڈائریکٹر عبدالرحمن باوا کو بتایا۔ ان کے ذریعہ ان کے بارے میں امت، اسلام اور جنگ، نقیب ختم نبوت اور پاکستان کے کئی دوسرے اخباروں میں خبریں چھپیں۔ سید منیر خدا کی رضا کی خاطر دنیاوی طور پر اس کی قیمت چکا رہے ہیں۔ ان کی اور قادیانیت سے دوسرے تابع ہونے والوں کی استقامت کی دعا کیجئے گا۔ اگر خدا نے توفیق دی اور آپ نے اس سلسلہ کو پسند کیا تو اسی طرح اور بھی جھوٹی نبوت سے ہزار ہونے والوں کے انٹرویو پیش کرنے کی کوشش کروں گا، انشاء اللہ

فقیر در معطفی ﷺ شیخ راحیل احمد۔ جرمنی

راحیل شیخ سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سید منیر ولیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

راحیل شیخ آپ کو جھوٹی نبوت کے جال کو توڑ کر اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ﷺ کے صحیح اور خالص دین میں آنا مبارک ہو اور اس کے نتیجے میں حاصل ہونے والی برکات سے نہ صرف آپ بلکہ آپ کا خاندان اور دینی دنیا تک آپ کی نسلیں بھی مستفید ہوں۔ آمین۔ میں اور میری ٹیم اپنی طرف سے، اپنے قارئین کی طرف سے آپ کو دائرہ اسلام میں خوش آمدید کہتی ہے۔

سید منیر شکریہ! آپ ہماری استقامت کے لئے دعا کریں کیونکہ اس وقت میرے قادیانی قریبی عزیز ہمارے لئے جماعت کے اشارہ پر بہت سے مسائل پیدا کر رہے ہیں۔

راحیل شیخ ہم چند سوالات بطور انٹرویو آپ سے کر رہے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو

صراطِ مستقیم پر آنے کی توفیق بخشی ہے۔ ممکن ہے کہ آپ کے منہ سے نکلا ہوا کوئی فقرہ، کوئی لفظ، کسی اور اندھیرے میں پھنسے ہوئے نیک فطرت انسان کے لئے راستہ دکھانے والی روشنی بن جائے اور اس کی ہدایت آپ کے لئے اور آپ کی نسلوں کے لئے صدقہ جاریہ ہو۔ آمین

دوسری وجہ یہ ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ جہاں تک ہو سکے آپ کے قبولِ اسلام کے حالات محفوظ ہو جائیں تاکہ آپ کی آئندہ نسلوں کے لئے فخر کا باعث ہو بلکہ دوسرے پڑھنے والوں کی دعائیں بھی آپ کو تاقیامت پہنچتی رہیں۔ آمین

سید منیر..... جی میں حاضر ہوں اور جہاں تک ممکن ہوا آپ کے سوالوں کے صحیح جوابات دینے کی کوشش کروں گا۔

راجیل شیخ..... آپ کا نام اور عمر اور تعلیم اور آپ کا ذریعہ معاش، یعنی آپ نے کون سا ہنر سیکھا ہے؟

سید منیر..... میرا نام سید منیر احمد ہے اور میرا عمر اس وقت تقریباً ۵۵ سال ہے۔ میں پاکستان میں پاکستانی فوج اور پھر پاکستان پولیس میں ملازم رہا ہوں۔ اس کے بعد تقریباً تین سال چناب نگر (سابق ربوہ) میں تیسرے قادیانی خلیفہ مرزا ناصر احمد کے بیٹے مرزا فرید احمد کی ایکسی سگریٹ کی انجنی چلاتا رہا ہوں (منافقت کی بھی حد ہوتی ہے۔ مرزا ناصر نے ربوہ میں کھلے عام سگریٹ پینے پر پابندی لگائی ہوئی تھی)۔ (راجیل شیخ) یہاں جرمنی میں مختلف کام کئے ہیں۔

راجیل شیخ..... آپ کا خاندانی پس منظر؟

سید منیر..... ہم سید ہیں اور ہمارے بزرگ بخارا سے تین چار سو سال قبل تبلیغِ اسلام کے لئے ہندوستان تشریف لائے تھے اور پھر یہیں کے ہو گئے۔

راجیل شیخ..... آپ کتنی پشت سے قادیانیت میں ہیں؟

سید منیر..... میرے والد صاحب نے قادیانیت قبول کی تھی۔ اس طرح میں پیدا ہوئی قادیانی تھا۔

راجیل شیخ..... آپ کے انھیال اور دوھیال میں کوئی مشہور قادیانی شخصیات ہوں تو ان کا

تعارف؟

سید منیر..... کوئی مشہور قادیانی نہیں تھا۔ لیکن میرے والد مخلص قادیانی تھے۔

راجیل شیخ..... کیا آپ قادیانی جماعت میں عہدیدار تھے۔ اگر تھے تو اس کی کچھ تفصیل؟

سید منیر..... میں جرمنی کے شہر ”آخن“ کی جماعت میں لوکل طور پر زعمیم انصار اللہ، سیکرٹری امور

عامہ رہا ہوں اور ”ریجن ٹارڈر ہائن“ کی اصلاحی کمیٹی کا ممبر تھا۔

راحیل شیخ..... وہ کون سی بات تھی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو قادیانیت سے متعلق کیا؟
 سید منیر..... میں قرآن اور حدیث پڑھتا تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی کئی کتابیں پڑھیں۔ جو کہ
 حدیثوں سے نہیں ملتی تھیں۔ یعنی مرزا قادیانی کی زبان نہایت گندی تھی۔ اس کی عمر کا اکثر حصہ غلط
 کاموں میں گزرا ہے۔

راحیل شیخ..... قادیانیت اور اسلام کے فرق کو سمجھنے میں آپ کی مدد کس نے کی؟
 سید منیر..... خدا تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور قرآن کریم نیز احادیث۔ لیکن سب سے بڑھ کر
 مرزا غلام احمد قادیانی کے اپنے جھوٹوں اور تضاد بیانی نے۔

راحیل شیخ..... کیا آپ کو یہ قدم اٹھانے میں کسی عزیز، دوست، رشتہ دار کی طرف سے اخلاقی یا
 کسی بھی قسم کی مدد ملی؟ اگر ملی تو اس کی نوعیت کیا؟
 سید منیر..... نہیں! کسی نے کوئی مدد نہیں کی۔ نہ کسی نے شخصی طور پر اور نہ ہی کسی مذہبی تنظیم کا اس
 میں کوئی دخل ہے۔

راحیل شیخ..... آپ نے کس عالم کے ہاتھ پر قبول اسلام کا اعلان کیا، یا آپ نے بغیر کسی عالم
 کے، اخباروں یا میڈیا کے ذریعے اپنے ترک قادیانیت اور قبول اسلام کا اعلان کیا؟
 سید منیر..... عبدالجلیل زحون یہ عربی ہیں اور ملک شام کے رہنے والے ہیں۔

راحیل شیخ..... جن عالم کے باہرکت ہاتھ پر آپ نے قبول اسلام کا اعلان کیا۔ ان کی
 مصروفیات اور مختصر حالات زندگی پر روشنی ڈالیں گے؟
 سید منیر..... امام مسجد ہیں اور اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں۔ وہ آج کل جرمنی میں نہیں۔ رخصت پر
 گئے ہوئے ہیں۔

راحیل شیخ..... آپ کو یا آپ کی کسی قریبی شخصیت کو اس سلسلے میں کوئی بشارت یا خوشخبری والا
 خواب آیا ہو تو اس کی کسی حد تک تفصیل؟

سید منیر..... آج سے تقریباً چھ یا سات سال پہلے محرم الحرام کا مہینہ تھا۔ میں رات دو بجے نماز
 تہجد پڑھ کر سو یا تو خواب میں دیکھتا ہوں کہ ایک جگہ پر بہت سے لوگ اکٹھے ہیں جیسے کسی کے
 انتظار میں ہیں۔ تو میں بھی وہاں چلا گیا تو ایک بزرگ، بہت خوبصورت، سفید رنگ، سفید داڑھی
 وہاں کھڑے ہیں تو میں ان سے پوچھتا ہوں کہ آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں تو وہ بزرگ کہنے لگے
 کہ آپ کو معلوم نہیں کہ یہاں سے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ گزرنے والے ہیں۔ میں بھی
 وہاں کھڑا ہو گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ قادیانی جماعت کا چوتھا خلیفہ مرزا طاہر چند آدمیوں کے ساتھ

کھڑا رہا ہے۔ یعنی اسی کی آنکھوں میں آنسو ہیں تو میں ان بزرگوں سے پوچھتا ہوں کہ یہ قادیانی جماعت کا بادشاہ کیوں رہ رہا ہے؟ تو اس بزرگ نے جواب دیا کہ یہ بھی حضور اکرم ﷺ سے ملنے آیا تھا لیکن آپ ﷺ نے ان کو ملنے سے انکار کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ یہ قادیانی مجھے یعنی نبی کریم ﷺ کو نہیں مانتے۔ اتنے میں میں سامنے دیکھتا ہوں تو کچھ لوگ سامنے سے گزرنے لگے تو میں نے ان بزرگ سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں نور سے بنے ہوئے اور اتنے خوبصورت؟ ان بزرگ نے جواب دیا کہ یہ رسول پاک ﷺ اور چاروں خلفاء راشدینؓ ہیں۔ میں نے پھر پوچھا کہ یہ سب کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟ تو بزرگ جواب دیتے ہیں کہ آج محرم کی دسویں ہے اور حضرت محمد ﷺ اور چاروں خلفاء راشدینؓ حضرت امام حسینؑ کی قبر پر دعا مانگتے جا رہے ہیں۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل جاتی ہے۔ میں نے اپنے آپ سے سوال کیا کہ کیا اب اس سے زیادہ واضح اور کس اشارے کا انتظار کرو گے۔ اس کے چند دن بعد میں نے گھر کے قریب ایک عربی مسلمانوں کی مسجد میں جا کر اپنے حق کو قبول کرنے اور جھوٹے مذہب قادیانیت سے برأت کا اعلان کر دیا۔ الحمد للہ!

راحیل شیخ..... کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ آپ کے اسلام میں آنے کے بعد اور اس سے پہلے بطور قادیانی، آپ کی زندگی کے محسوسات اور خیالات میں کیا فرق پڑا ہے؟

سید منیر..... وہی محسوس کرتا ہوں جو کفر اور اسلام میں ہے۔ پہلے ایک بے سکونی تھی۔ صحیح اسلام میں آنے کے بعد ایک سکون اور یقین سا محسوس ہوتا ہے۔

راحیل شیخ..... کیا آپ شادی شدہ ہیں۔ اگر ہیں تو کیا آپ کی اہلیہ نے بھی آپ کے ساتھ اسلام قبول کیا ہے؟

سید منیر..... جی میری بیوی بھی میرے ساتھ اسلام میں داخل ہوئی ہے۔

راحیل شیخ..... آپ قادیانی جماعت میں عقائد کے علاوہ اور کون سی باتیں غلط محسوس کرتے ہیں؟

سید منیر..... عقیدہ تو غلط ہے ہی لیکن اس جماعت میں انسان کی کوئی عزت نہیں اور سارا سسٹم صرف ایک خاندان کے فائدہ کے لئے بنایا گیا ہے۔

راحیل شیخ..... یہ جو آئے دن میڈیا پر مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹوں اور دوسرے خاندان کے بارے میں خبریں آتی رہتی ہیں، ان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا یہ مکمل یا جزوی طور پر صحیح ہیں یا غلط پروپیگنڈا ہے؟

سید منیر..... اکثر باتیں صحیح ہوتی ہیں۔ لیکن جو قادیانی بتاتے ہیں وہ اکثر جھوٹ کو ہوشیاری سے پیش کیا ہوتا ہے۔

راحیل شیخ..... مرزا خاندان کا ایک عام احمدی سے کیا سلوک ہے؟

سید منیر..... جیسا مالک کا نوکر کے ساتھ، جاگیردار کا مزارعہ کے ساتھ۔

راحیل شیخ..... کیا آپ سمجھتے ہیں کہ جماعت کے تمام چندہ جات اور مالی وسائل بنیادی طور پر مرزا خاندان کے تصرف اور ان کے اللوں تللوں پر خرچ ہو رہا ہے؟

سید منیر..... جی ہاں، اس کے علاوہ اس جماعت میں چندے کا مصرف اور کیا ہو سکتا ہے؟

راحیل شیخ..... کیا ایک عام احمدی، بالخصوص ایک غریب احمدی کو جماعت کی طرف سے بوقت ضرورت مالی مدد ملتی ہے؟

سید منیر..... کوئی مدد نہیں ملتی۔ بلکہ کئی غربت کی وجہ سے جماعت چھوڑ گئے ہیں۔

راحیل شیخ..... کیا آپ سمجھتے ہیں کہ قادیانی جماعت کی آئندہ نسل کی ایک بھاری تعداد اس جھوٹے مذہب کو خیر باد کہہ دے گی؟

سید منیر..... بالکل! انشاء اللہ خیر باد کہہ دے گی۔

راحیل شیخ..... قادیانیت چھوڑنے کی وجہ سے آپ کے احمدی رشتہ داروں کا کیا رد عمل اور سلوک ہے؟

سید منیر..... قادیانیت چھوڑنے کی وجہ سے تقریباً سب رشتہ دار میرے خلاف ہیں اور قادیانی جماعت کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔

راحیل شیخ..... آپ کے قادیانی دوستوں یا دوسروں سے تعلقات میں کیا فرق پڑا؟

سید منیر..... قادیانی دوست، صرف قادیانی جماعت تک ہی ہوتے ہیں۔ اس کے بعد نہیں۔ اور اس طرح ان کے زیر اثر ایک دو مسلم (جو اسلام کو نہیں سمجھتے) بھی پیچھے ہٹ گئے، حالانکہ جب تک میں قادیانی تھا، وہ میرے دوست تھے۔

راحیل شیخ..... کیا آپ کو قادیانیت چھوڑنے پر کسی طرف سے کوئی دھمکیاں ملی ہیں یا نقصان پہنچایا گیا؟

سید منیر..... میرے بچے جو میرے ساتھ اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ ان کو میرے قادیانی بچوں کے ذریعے درغلانے اور میرے خلاف کھڑا کرنے کی مسلسل کوششیں ہو رہی ہیں اور دھمکیاں بھی ملتی رہتی ہیں۔ ابھی حال ہی میں مجھے پیغام بھیجا ہے میرے بھائی نے کہ ہم نے

حضور (مرزا مسرور احمد، قادیانی خلیفہ) سے اجازت مانگی ہے تمہیں سیدھا کرنے کی، اجازت مل گئی تو حیرے ساتھ وہ سلوک کریں گے کہ دنیا دیکھے گی۔

راجیل شیخ..... کیا آپ کو ڈر ہے کہ قادیانی جماعت یا اس کے ممبر انفرادی طور پر آئندہ بھی آپ کو کوئی نقصان پہنچا سکتے ہیں یا پہنچائیں گے؟

سید منیر..... جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا کہ مجھے دھمکی ملی ہے اور یہ دھمکی دینے والوں کا پورا گروپ ہے جو میرے بڑے بھائی شہیر احمد، میرے قادیانی بیٹے مظفر احمد اور میرے دو بھانجوں نعیم احمد اور ندیم احمد اور میرے قادیانی داماد سعید پر مشتمل ہے اور ان کی پشت پناہی جماعت کی سپورٹ ہے اور مزے کی بات ہے کہ ندیم اور نعیم کا والد سید صابر علی شاہ جو کہ میرا بہنوئی بھی ہے، کھیالی، گجرانوالہ کے مین بازار میں اس کی ”بخاری کریا نہ شور“ کے نام سے دکان ہے، اور وہیں چیمہ مسجد کے قریب رہتا ہے۔ وہاں مسلمان کی حیثیت سے رہ رہا ہے حالانکہ ساری اولاد بھی قادیانیوں میں بپائی ہوئی ہے اور جب اپنے گاؤں ”کیروانوالہ“ ضلع گجرات میں جاتا ہے تو نمازیں، جنازے، عقی، خوشی اس کی قادیانیوں کے ساتھ ہے جو وہاں پاکستان میں پیداؤں قادیانی ہونے کے باوجود مسلمان بن کر رہ رہا ہے اور مسلمانوں کے سر پر اپنی دکان داری چلا رہا ہے۔ اس کے بیٹے مجھے اسلام قبول کرنے پر ایسا سبق سکھانے کی دھمکی دے رہے ہیں کہ دنیا دیکھے گی؟ اس کے علاوہ میرے چھوٹے بیٹوں کو ہر طرح اور غلامی کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

راجیل شیخ..... کیا آپ آئندہ رو قادیانیت کا کام کریں گے۔ بحث و مباحثہ سے، یا تحریر و تقریر کے ذریعہ؟ (اگر آپ کا ایسا ارادہ ہو تو کسی بھی قسم کے مالی یا مادی مفاد کے بغیر بے لوث طور پر ہم مقدور بھرتعاون کرنے کو تیار ہیں، انشاء اللہ)

سید منیر..... شروع میں تو صرف عربوں سے واسطہ پڑا، وہ اچھی طرح ملتے تھے اور ملتے ہیں۔ اب کچھ پاکستانی مسلمانوں سے واقفیت ہوئی، ان کا رویہ مناسب ہے۔ لیکن وہ کافی دور دور رہتے ہیں۔ نزدیک کوئی نہیں۔ اس لئے میرے بچوں کے ساتھ کھیلنے والا کوئی مسلمان بچہ نہیں۔ قریب قادیانیوں کے گھر ہیں۔ ان کے بچے میرے بچوں کے ہم عمر ہیں۔ اس طرح ان بچوں کے ذریعہ وہ میرے بچوں کو مجھ سے اور اسلام سے بد دل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہاں علماء کرام میں سے شتم نبوت اکیڈمی لندن کے ناظم اعلیٰ مولانا سمیل بادا صاحب بغیر کسی مطلب کے ہر ہفتہ ایک دوبار ٹیلی فون پر رابطہ کرتے ہیں۔ حال چال پوچھتے ہیں۔ لندن آنے کی دعوت بھی دی ہے انہوں نے۔ اور ہمیشہ پوچھتے ہیں کہ کسی تعاون کی ضرورت ہو تو وہ تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اسی

طرح انسان کا حوصلہ بڑھتا ہے اور وہ محسوس کرتا ہے کہ قادیانیوں کی یلغار کے موقع پر وہ اکیلا نہیں۔
اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ آمین

راجیل شیخ آپ اپنے سابقہ قادیانی رشتہ داروں، دوستوں اور جماعتی ساتھیوں کے لئے کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

سید منیر میرا پیغام اپنے سابقہ دوستوں اور رشتہ داروں سے جو قادیانی ہیں، یہ ہے کہ: ”آپ ایک جھوٹے انسان کے پیچھے آنکھیں بند کر کے چل رہے ہیں۔ خدا کے سچے دین اسلام کو پہچانیں۔ اس کفر یعنی قادیانیت سے باہر نکل کر دیکھیں کہ سچائی کیا ہے؟ آپ کو جھوٹے اسلام کے نام پر لوٹا جا رہا ہے۔ آپ کی نسلیں برباد ہو رہی ہیں۔ یہ خاندان صرف اپنی عیاشی کے لئے جھوٹ بولتا ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ دوزخ کی آگ سے بچیں اور پیارے آقا حضرت محمد ﷺ کا اسلام قبول کر لیں۔ خدا تعالیٰ سے رہنمائی حاصل کریں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سیدھا راستہ دکھائے، آمین۔“

اس انٹرویو کے دوسرے دن مکرم سید منیر احمد کو ایک وکیل کا خط ملا ہے کہ جس میں سید منیر احمد کی بیٹی منورہ نے وکیل کے ذریعہ ان کو نوٹس بھجوایا ہے کہ وہ اس کو اسلام کی طرف بلانے سے باز آئیں ورنہ ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی۔ جس معاشرے سے آپ اور میں یا منیر احمد تعلق رکھتے ہیں۔ اس معاشرے میں ایک باپ اگر زیادتی بھی کرے تو بیٹی کیا بلکہ بیٹا بھی آگے سے خاموش ہو جاتے ہیں اور صرف بات کہنے یا کوئی کام کرنے کا کہنے پر دیکھوں گے ذریعہ نوٹس نہیں دیتے اور نہ ہی کوئی باپ اپنی بیٹی کے بارے میں ایسی بات کرتا ہے جس میں اس کی بیٹی کی سبکی ہو جیسا کہ وکیل کے خط سے ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن قادیانی جماعت اپنے ممبروں کو مجبور کرتی ہے کہ وہ قادیانیت چھوڑنے والے اپنے عزیزوں کو، تمام رشتے اور اصول و روایات بھلا کر جہاں تک ممکن ہو ذلیل اور رسوا کریں۔ ایک جھوٹے نبی کی امت سے یہی توقع کی جا سکتی ہے کہ خدا قطع رحمی سے منع کرتا ہے اور یہ بحکم قطع رحمی کراتے ہیں۔

اب خط کا مضمون

رائز فرس ابار برامارٹے لوک اور سلا کرشن بیٹسل۔ وکلاء

خط نمبر 08345-05/M/vi مقام Erlangen تاریخ 15-09-2005 den

جناب احمد صاحب!

آپ کی بیٹی نے میرے ذمہ لگایا ہے کہ میں اس کے حقوق کی حفاظت کروں۔ اس سلسلے میں آپ کی بیٹی نے مجھے بتایا ہے کہ آپ اس کو لمبے لمبے خطوط لکھتے ہیں اور اکثر ٹیلی فون کرتے ہیں۔ اس طرح کوشش کرتے ہیں کہ وہ اپنے عقیدہ کو چھوڑ دے جیسا کہ کچھ عرصہ قبل آپ نے خود کیا ہے۔

اس کے علاوہ آپ اس کو دھمکا رہے ہیں کہ آپ اس کے خاوند، دوسرے رشتہ داروں اور جاننے والوں کو جو یہاں ہیں اور پاکستان میں بھی ہیں، ایسے خطوط لکھیں گے جس میں اس بارے میں بری باتیں اور جھوٹی کہانیاں ہوں گی۔ حتیٰ کہ اپنے آخری خط میں یہاں تک لکھا ہے کہ یہ ایک نیک کام ہوگا اگر اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے تو۔

میری موکلہ ایسی صورت حال زیادہ دیر تک برداشت نہیں کر سکتی۔ آپ کی بیٹی ایک بالغ عورت ہے جس کا حق ہے کہ وہ اپنے مذہب کے بارے میں خود فیصلہ کرے۔ میں اپنی موکلہ کے نام اور اس کے دیئے ہوئے اختیار کے تحت آپ کو خبردار کرتا ہوں کہ آپ فوری طور پر میری موکلہ نیز اس کے شوہر کو خط لکھنا اور ٹیلی فون سے کسی بھی قسم کا رابطہ ختم کر دیں، نیز میری موکلہ کے بارے میں اس کے دوستوں اور جاننے والوں میں غلط کہانیاں پھیلانے سے باز آ جائیں۔

اگر میری موکلہ کو اب آپ کی طرف سے کوئی خط ملایا ٹیلی فون کیا تو مت بھولیں کہ آپ کے خلاف عدالتی چارہ جوئی کی جائے گی۔

دوستانہ سلام کے ساتھ..... دستخط مارٹن لوک، بریکل..... منسلک نقل مختار نامہ منور احمد

سید منیر احمد کا اس خط پر تبصرہ

میں ایک قانون پسند شہری ہوں اور قانون کا احترام کرتا ہوں، میں اپنی بیٹی کی خواہش پر اس سے ہر قسم کا تعلق ہمیشہ کے لئے ختم کر چکا ہوں۔ باقی جب اولاد والدین کے لئے اپنے عمل سے مسائل پیدا کرے تو بعض اوقات والدین کے سامنے وہ بچہ نہ ہو تو وہ خط یا ٹیلی فون کے ذریعہ اپنے دکھ کا اظہار کرتے ہیں۔ اور ہو سکتا ہے کہ میں نے دکھ میں کوئی سخت بات لکھ دی ہو جو مجھے نہیں یاد دیا یہ لکھ دیا ہو کہ اس سے بہتر تھا کہ تم مرجاتیں۔ بہر حال جس طرح میں اپنی بیٹی کو جانتا ہوں وہ خود سے ایسا قدم اٹھانے والی نہیں اور مجھے جماعت میں اپنے تجربات کے بعد یہ یقین ہے کہ میری بیٹی نے باوجود مذہبی اختلاف کے یہ قدم نہیں اٹھایا بلکہ جماعت کے مجبور کرنے پر وکیل کے ذریعہ یہ خط لکھوایا ہے۔ میں صرف اتنا کہوں گا کہ اللہ ان سب کو ہدایت دے، آمین!

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله الذي جعل العلم نوراً
والمعرفة سبباً إلى النجاة
والعلماء أئمةً للدين والدنيا
والعلماء أئمةً للدين والدنيا

شیخ راحیل احمد

(سابق قادیانی) مقیم حال جرمنی

تین گھلے خط

جناب شیخ راحیل احمد صاحب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

پہلا خط!

منجانب: شیخ راجیل احمد (سابق قادیانی) سکندر بوہ (حال مقیم) جرمنی

بنام: جناب مرزا مسرور احمد (خلیفہ و مرکزی سربراہ انٹرنیشنل جماعت احمدیہ لندن)
جناب! آپ نے اس عاجز کا نام تو سنا ہوا ہے۔ مجھے صحیح طرح علم نہیں کہ آپ کے
عہدہ داران نے آپ کے سامنے میری کیا تصویر پیش کی ہے؟ لیکن میں چونکہ اس نظام کا پچاس
سال سے زیادہ ایک فعال حصہ رہا ہوں۔ جس کی اب آپ سربراہی کر رہے ہیں۔ اس لئے اندازہ
کر سکتا ہوں کہ آپ کے سامنے میری تصویر ایک بھیاں یک قسم کے دشمن کے طور پر پیش کی گئی ہوگی۔
لیکن میں آپ کو اس کھلے خط کے ذریعہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میں نہ تو آپ کا اور نہ ہی جماعت
احمدیہ کا دشمن ہوں۔ بلکہ میں آپ لوگوں کا اللہ کی خاطر ہمدرد اور قلمس ہوں اور میرا یہ خط اسی خلوص
کا مظہر ہے۔ میں صرف مرزا غلام احمد قادیانی کے ان خیالات و عقائد سے جو اسلام کی اصل تعلیم
کے خلاف ہیں، اختلاف کرتا ہوں اور آپ کی جماعت میں شامل اپنے عزیزوں اور دوستوں کی
محبت سے مجبور ہو کر ان کو دیانتداری سے ان کفریہ اور توہین رسول ﷺ والے خیالات سے بچانا
چاہتا ہوں اور آپ کو بھی یہ چند سطور لکھنے کی وجہ قرآن کریم کے اس حکم کی تعمیل ہے کہ دوسروں کو نیکی
کی طرف بلاؤ۔ کیونکہ ہم دونوں ایک ہی شہر کے رہنے والے ہیں۔ یعنی کہ چناب نگر (سابق ربوہ)
کے، اس لئے آپ کا مجھ پر حق ہے اور میرا فرض ہے کہ میں آپ کو اس نیک بات کی طرف
بلاؤں۔ جس کا حکم رسول کریم ﷺ نے خدا کے اذن سے دیا ہے۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ آخری نبی ہیں اور حیات عیسیٰ علیہ السلام،
چودہ صدیوں سے مسلمانان عالم کے متفقہ عقائد ہیں اور آپ کے پردادا اور بانی جماعت احمدیہ
مرزا غلام احمد قادیانی بھی کم و بیش ۵۲ سال تک ان عقائد سے متفق رہے اور ان کے عقائد میں اس
وقت تبدیلی پیدا ہونی شروع ہوئی جب ان کو بشیر اول کی وفات کے کچھ عرصہ بعد مسٹر یا اور مراق
وغیرہ کے دورے پڑنے شروع ہوئے۔ خاکسار اس بات کو مرزا غلام احمد قادیانی کی اپنی تحریر کے
حوالوں سے پیش کرتا ہے۔

مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ کی پہلی دو جلدیں ۱۸۸۰ء میں شائع کیں اور تیسری ۱۸۸۲ء میں اور چوتھی ۱۸۸۳ء میں اور پانچویں جلد ۲۳ سال کے بعد شائع ہوئی۔ اس کتاب (براہین احمدیہ) کے بارے میں مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ جات یہ ہیں: (دعوے تو بہت ہیں صرف چند کا ذکر کر رہا ہوں)

۱..... ”اس عاجز نے ایک کتاب متضمن اثبات حقانیت قرآن و صداقت دین اسلام ایسی تالیف کی ہے۔ جس کے مطالعہ کے بعد طالب حق سے بجز قبولیت اسلام اور کچھ نہ بن پڑے۔“

(اشتہار پر پبل ۱۸۷۹ء، تبلیغ رسالت حصہ اول ص ۸، مجموعہ اشتہارات نمبر ۵ ج ۱ ص ۱۱)

۲..... ”کتاب براہین احمدیہ جس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مؤلف نے ملہم اور مامور ہو کر بغرض اصلاح و تجدید دین تالیف کیا ہے..... اول تین سو مضبوط اور قوی دلائل عقلیہ سے جن کی شان و شوکت و قدر و منزلت اس سے ظاہر ہے کہ اگر کوئی مخالف اسلام ان دلائل کو توڑ دے تو اس کو دس ہزار روپے دینے کا اشتہار دیا ہوا ہے..... اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح بن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں..... اگر اس اشتہار کے بعد بھی کوئی شخص سچا طالب بن کر اپنی عقدہ کشائی نہ چاہے اور دلی صدق سے حاضر نہ ہو تو ہماری طرف اس پر اتمام حجت ہے۔“

(بحوالہ اشتہار نمبر ۱۱، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳ تا ۲۵)

۳..... ”اس پر اگندہ وقت میں وہی مناظرہ کی کتاب روحانی جمعیت بخش سکتی ہے کہ جو بذریعہ تحقیق عیق کے اصل ماہیت کے باریک دقیقہ کی تہہ کو کھولتی ہے۔“

(بحوالہ اشتہار نمبر ۱۶، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۴۳)

۴..... ”یہ عاجز بھی حضرت ابن عمران کی طرح اپنے خیالات کی شب تاریک میں سفر کر رہا تھا کہ ایک دفعہ پردہ غیب سے ”انسی ربك“ آواز آئی اور ایسے اسرار ظاہر ہوئے کہ جن تک عقل اور خیال کی رسائی نہ تھی۔ سواب اس کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہر اور باطن حضرت رب العالمین ہے۔“

(بحوالہ اشتہار نمبر ۱۸، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۵۶)

میرے محترم! جب ہم اوپر کے حوالوں کو دیکھیں تو صورت یہ بنتی ہے کہ ”براہین احمدیہ“ ایک ایسی کتاب ہے جو اپنے تین سو قوی دلائل کے ساتھ اسلام اور قرآن کی حقانیت و صداقت کی ضامن ہے اور یہ کتاب خدا تعالیٰ نے خود مخفی اسرار کھول کر مرزا غلام احمد قادیانی سے بطور ملہم، مامور

و مجدد کے لکھوائی ہے اور مؤلف کو اس کتاب کی صحت اور صداقت پر اتنا یقین ہے کہ اس نے ان دلائل کے توڑ کرنے والے کے لئے دس ہزار روپے کا انعام بھی رکھ دیا ہے۔ اس مضبوط کتاب پر رسول کریم ﷺ نے بھی خواب میں آ کر خوشی اور رضامندی کا اظہار کیا ہے اور اس کتاب میں مصنف نے خدا کے سکھائے ہوئے اسرار و حقائق کے نتیجے میں حیات مسیح کا اقرار کیا ہے۔ لیکن آج جماعت وفات مسیح کی مؤید ہے۔ فاضل مصنف فرماتے ہیں: ”هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله“ یہ آیت جسمانی اور سیاست مکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے کہ وہ غلبہ حضرت مسیح کے ذریعے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔“

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۳۹۹، ۵۰۰، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳، ۵۹۴)

”حضرت مسیح پیش گوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے۔“

اس میں واضح طور پر مرزا غلام احمد قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دنیا میں آنے کا اقرار کر رہے ہیں۔ حوالے اور بھی ہیں مگر اس جگہ مقصد بحث نہیں بلکہ حق کی طرف بلانا ہے۔ آئیے دیکھیں کہ کیا میں مطلب صحیح سمجھا ہوں؟ مرزا قادیانی اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں: ”میں نے براہین احمدیہ میں جو کچھ مسیح بن مریم کے دوبارہ دنیا میں آنے کا ذکر لکھا ہے۔ وہ ذکر صرف ایک مشہور عقیدہ کے لحاظ سے جس کی طرف آج کل ہمارے مسلمان بھائیوں کے خیالات جھکے ہوئے ہیں۔ سو اسی ظاہری اعتقاد سے میں نے لکھ دیا تھا۔ لیکن جب مسیح آئے گا تو اس کی ظاہری اور جسمانی طور پر خلافت ہوگی۔ یہ بیان جو براہین احمدیہ میں درج ہو چکا ہے۔ صرف اس سرسری بیرونی کی وجہ سے ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۱۹۸، خزائن ج ۳ ص ۱۹۶)

یعنی یہ اقتباس تصدیق کرتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی براہین احمدیہ میں اپنے عقیدہ کے طور پر مسلمانوں کا ۱۳۰۰ سالہ عقیدہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور دوبارہ تشریف لائیں گے کو بطور آزار مزویہ نبی آخر الزماں ﷺ کے درج کیا ہے اور کیا یہ عقیدہ واقعی متفقہ عقیدہ تھا اس بارے میں میں آپ کے پیشرو یعنی کہ خلیفہ ثانی، جو کہ پرموعود بھی کہلاتے ہیں مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا ایک حوالہ پیش کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں: ”مچھلی صدیوں کے

سب مسلمانوں میں مسیح کے زندہ ہونے پر ایمان رکھا جاتا ہے اور بڑے بڑے بزرگ اس عقیدہ پر فوت ہوئے..... حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) سے پہلے جس قدر اولیاء اور صلحاء گزرے ہیں ان میں ایک بڑا گروہ عام عقیدہ کے ماتحت حضرت مسیح علیہ السلام کو زندہ خیال کرتا تھا۔“ (بحوالہ حقیقت النبوة ص ۱۴۲، معتمد مرزا بشیر الدین محمود احمد)

مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے پیرو موعود کے ان حوالوں کو جواب تک میں نے پیش کئے ہیں، سے مندرجہ ذیل نتائج نکلتے ہیں۔

۱..... براہین احمدیہ خدا کے کھولے ہوئے اسرار و حقائق کے تحت لکھی گئی۔ جس کا ظاہر ادا بلنا خدا خود مدار ہے اور ہر لکھی ہوئی بات اتمام حجت ہے۔

۲..... مرزا قادیانی نے اس میں حیات مسیح بن مریم کے بارہ میں اپنے عقیدہ کا اظہار، صحابہ کبار، اولیاء کرام، صلحاء کرام اور عام مسلمانوں کے تیرہ سو سالوں کے عقیدہ کے مطابق کیا ہے۔

اب ہوتا کیا ہے کہ مرزا قادیانی ۱۲ سال تک اس عقیدہ کی اشاعت کرتے ہیں۔ پھر اپنی کتاب ”توضیح مرام“ میں ۹۲-۱۸۹۱ء میں دعویٰ کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ان پر بارش کی طرح الہامات کر کے بتایا ہے کہ قرآن کریم میں تین جگہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہوتی ہے اور اگلی کتاب ”ازالہ اوہام“ میں یہ تیس جگہ بن گئیں۔ کس طرح دعویٰ میں ترقی کرتے ہیں۔ ان کے ذکر کا یہ موقع محل نہیں۔ اب جو انتہائی اہم سوالات پیدا ہوتے ہیں ان پر بعد میں آتا ہوں۔ اس سے قبل ایک دو نہایت اہم حوالہ جات پیش کرنا چاہتا ہوں۔ مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ”ہم ثابت کر چکے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر جانا محض کپ ہے۔“ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۰۰، خزائن ج ۲۱ ص ۲۶۲)

اور دوسری جگہ لکھتے ہیں: ”فمن سوء الادب ان یقال ان عیسیٰ مامات ان هو الا شرک عظیم یا کل الحسنات سو من جملہ سوئے ادب کے ہے کہ یہ کہا جائے کہ عیسیٰ مرے نہیں۔ یہ تو نرا شرک عظیم ہے جو نیکیوں کو کھا جاتا ہے۔“ (الاستقامہ ص ۳۹، خزائن ج ۲۲ ص ۶۶۰)

اب میرے دل میں سوال یہ پیدا ہوتے ہیں:

۱..... مرزا قادیانی نے اپنی معرکتہ لا آراء تصنیف میں جو کہ خدا تعالیٰ نے اپنی حفاظت اور اہتمام میں نہایت تحقیق اور تدقیق کے ساتھ مؤلف کو ملیم، مجدد اور مامور کے درجہ پر فائز کر کے لکھوائی، اس میں الہاماً ایسا متفقہ عقیدہ بابت حیات عیسیٰ لکھوایا جو کہ ۱۳ صدیوں سے امت کا، اولیاء کا، صلحاء کا عقیدہ تھا۔ کیا وہ عقیدہ صحیح نہیں تھا؟

۲..... یا اس تحریر کے بارہ برس کے بعد مرزا قادیانی نے ایک سو اسی ڈگری کا پھیر کھا کر بغیر کسی ثبوت کے (نام نہاد ثبوت بعد میں ڈھونڈے گئے) مسلم امہ کے متفقہ عقیدہ کی نفی کرتے ہوئے وفات عیسیٰ کا جو عقیدہ بیان کیا وہ صحیح ہے؟ کیا پہلا عقیدہ براہین احمدیہ والا اب اتمام حجت نہیں رہا؟

۳..... دونوں الہاموں میں سے کون سا الہام صحیح ہے؟ وہ الہام جو کہ رسول کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ، اجماع، صلحاء اور امت کے عقیدہ کے مطابق تھا یا وہ الہام جو کہ بالکل مخالف سمت کا تھا؟

۴..... مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ شریف آدمی کے کلام میں تناقض نہیں ہوتا، تو کیا خدا تعالیٰ (نعوذ باللہ) شریف آدمی سے بھی گیا گزرا ہے۔ جس کے الہامات میں اتنا زیادہ تناقض ہے کہ ۱۸۸۰ء میں تو عیسیٰ کی زندگی کا الہام کرتا ہے اور ۱۸۹۱ء میں ان کی وفات کا الہام کرتا ہے؟
۵..... وہ کتاب جس کا متولی اور مہتمم خود خدا تعالیٰ ہو اس میں محض گپ لکھوائی تھی خدا تعالیٰ نے اپنے مجدد سے؟

۶..... وہ کتاب جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے مامور سے الہام کے نہایت تحقیق عینیت کے اصل ماہیت کے باریک دقیقہ سے تہہ کو کھلوا کر لکھوائی۔ اس میں شرک عظیم ہی لکھوانا تھا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے فرمایا ہے کہ حیات عیسیٰ کا عقیدہ شرک عظیم ہے؟
۷..... اگر یہ عقیدہ گپ ہے تو کیا مرزا قادیانی نے بطور مجدد لوگوں کو اسلام کی حقانیت اور معارف قرآن کے نام پر گپ پڑھنے کو دی؟

۸..... اگر یہ عقیدہ شرک عظیم ہے تو کیا مرزا قادیانی بطور مامور من اللہ لوگوں کو مضبوط اور مستحکم دلائل کی آڑ میں شرک کی تعلیم بیچتے رہے؟

۹..... کیا رسول اکرم ﷺ، خلفائے راشدینؓ، صحابہ کرامؓ، اولیاء، تیرہ صدیوں کے مجددین، صلحاء اور تیرہ صدیوں کی امت، سب کے سب گپ پر یقین کرتے ہوئے شرک میں (نعوذ باللہ) مبتلا تھے؟

۱۰..... یا اپنی کتاب کی فروخت بڑھانے کے لئے سب ڈرامہ تھا؟ یا خدا، رسول، قرآن کے نام پر لاشعوری دکانداری تھی؟

۱۱..... یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک مجدد بارہ سال تک شرک لکھ کر اس کی اصلاح بھی نہیں کرتا؟ حالانکہ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ خدا تعالیٰ مجھے ایک لمحہ بھی غلطی پر قائم نہیں رہنے دیتا۔ یا ان کا لمحہ

بارہ برس پر محیط ہوتا تھا؟ یا خدا تعالیٰ (نعوذ باللہ) بھول گیا تھا۔ مرزا قادیانی کی غلطی درست کرنا؟
 ۱۲..... کیا ایسا تو نہیں کہ مرزا قادیانی کا پہلے عقیدہ اور جو کچھ انہوں نے براہین احمدیہ میں لکھا ہے، بالکل صحیح ہو اور جب ۱۸۸۸ء میں بشیر اقل کی وفات کے چند دن بعد مسٹر یا کے دورے پڑنے شروع ہوئے۔ (حوالہ رویت نمبر ۱۹، سیرۃ المہدی ج ۱ مصنفہ مرزا بشیر احمد صاحب) ان کی وجہ سے موقع پا کر الہامات میں شیطان داخل ہو گیا ہو۔ جیسا کہ سورۃ النجم میں لکھا ہے کہ بعض دفعہ شیطان وحی میں مداخلت کر دیتا ہے اور مرزا قادیانی بھٹک گئے ہوں اور بوجہ اپنی مختلف بیماریوں، بالخصوص مراقب اور مانجیو یا وغیرہ کی وجہ سے شیطانی اور رحمانی الہامات میں فرق نہ کر سکے ہوں؟

اور آپ دیکھ لیں کہ مرزا قادیانی نے اس کے بعد اپنے دعوؤں میں ترقی کرنا شروع کر دی اور جیسا کہ انہوں نے اپنی کتاب (تحدہ کلز دیہ ۱۳۷، خزائن ج ۱ ص ۲۳۳) پر لکھا ہے: ”دجال کا حدیثوں میں ذکر پایا جاتا ہے۔ وہ پہلے نبوت کا دعویٰ کرے گا اور پھر خدا کی کا دعویٰ کرے گا۔“ کے مطابق مرزا قادیانی خدائی کے دعوے تک پہنچے اور پیچھے پلٹ کر نہیں دیکھا۔

مرزا قادیانی کو خدا تعالیٰ سمجھانے کے لئے اس کے بعد بھی کبھی کبھار صحیح الہام سے نوازتا رہا۔ کم از کم یہ الہام تو بالکل ان کے حسب حال اور صحیح لگتا ہے۔

”وہ کام جو تم نے کیا خدا کی مرضی کے موافق نہیں ہوگا۔“ (تذکرہ ص ۶۶۲ طبع سوم)
 میرے محترم ہم وطن! میں آپ کو اس خدا کی طرف بلاتا ہوں جس کی محمد ﷺ نے ہمیں راہ دکھائی ہے اور جس راہ سے بد قسمتی سے آپ کے پردادا جان نے لوگوں کو بھٹکایا ہے۔ یہ دنیا چند روزہ ہے۔ لیکن اصل اور ہمیشہ کی زندگی آگے کی ہے۔ اس کی فکر کرتے ہوئے، کفریہ عقائد کو لات مارئے اور محمد ﷺ کی اصلی غلامی میں آجائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس مصنوعی عزت کے بدلے اصل عزت سے اتنا زیادہ نوازے گا کہ آپ اندازہ نہیں کر سکتے اور آپ کے خوف کو (جو ہر وقت انسانی حفاظتی حصار میں قید رہتے ہیں) امن اور آزادی میں بدل دے گا۔ اللہ رب العزت آپ کو حق اور جو دوسرے بھی اس خط کو پڑھیں، ہدایت سے نوازے۔ (آمین)

کیا میں آپ کی جانب سے جواب کی امید رکھوں؟
 اگر خدا تعالیٰ نے توفیق دی تو میں ختم نبوت کے پہلو پر بھی آپ سے مرزا قادیانی کے حوالوں کے ساتھ غور کرنے کی دوبارہ درخواست کروں گا۔

میں ہوں آپ کا قلم و ہمدرد
 شیخ راجیل احمد (سابق احمدی)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

دوسرا خط!

منجانب: شیخ راحیل احمد (سابق قادیانی) سکنہ ربوہ (حال منیم) جرمنی

بنام: جناب مرزا مسرور احمد (خلیفہ و مرکزی سربراہ انٹرنیشنل جماعت احمدیہ لندن)

محترم.....!

خاکسار آپ میں سے بہت سوں کی طرح قادیانی ماں باپ کے گھر میں پیدا ہوا، ربوہ میں پلا بڑھا اور آپ ہی کی طرح کچھ عرصہ قبل تک اندھے یقین اور جماعت کے بزرگمردوں کے پھیلانے ہوئے پروپیگنڈہ کا شکار ہو کر مرزا غلام احمد قادیانی کو مہدی موعود، مسیح موعود اور نبی خیال کرتا تھا۔ مگر اچانک ایک واقعہ نے مجھے توجہ دلائی اور میں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی کتب اور سیرت کا مطالعہ غیر جانبدار ہو کر کیا تو مرزا قادیانی کے دعویٰ جات صرف اور صرف تضادات کے شاہکار نظر آئے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے خود لکھا ہے: ”جمہو نے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔“ (براہین احمدیہ ص ۱۱۱ حصہ پنجم، خزائن ج ۲ ص ۲۷۵)

اور انہی تضادات سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ مرزا قادیانی کے دعویٰ جات نہ صرف بے بنیاد ہیں بلکہ حضرت رسول کریم ﷺ کی توہین اور ان کے مقام نبوت پر حملہ ہیں۔ چونکہ میری عمر کا ایک بڑا حصہ آپ لوگوں میں گزرا ہے۔ اس لئے قدرتی طور پر میں آپ کے لئے ایک قلبی لگاؤ محسوس کرتا ہوں اور اسی وجہ سے یہ چند سطور آپ کی خدمت میں پیش خدمت ہیں۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ انہیں پڑھئے اور ایک بار غور ضرور کیجئے۔

مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ براہین احمدیہ میں ہی خدا نے ان کا نام نبی اور رسول رکھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ: ”خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے، ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں اور براہین احمدیہ میں بھی جس کو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں (دیکھو ص ۳۹۸)“ اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔“

(ایک قلبی کا ازالہ ص ۳۰۲، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۶، ۲۰۷)

آئیے! قرآن کریم، احادیث اور مرزا قادیانی کی اپنی تحریروں سے جائزہ لیں کہ مرزا قادیانی کا مقام کیا ہے؟ اور وہ اپنی تحریروں کے آئینے میں کیا ہے؟ قرآن کریم میں واضح طور پر لکھا ہے: ”نہ محمد (ﷺ) تم میں سے کسی مرد کے باپ تھے نہ ہیں (نہ ہوں گے) لیکن اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر ایک چیز سے خوب آگاہ ہے۔“ (الاحزاب: ۴۱)

(یہ ترجمہ ”تفسیر صغیر“ سے لیا گیا ہے جو قادیانی جماعت نے شائع کی ہے)

جب ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بڑی وضاحت اور مثال دے کر بتا دیا ہے کہ جس طرح حضرت رسول کریم (ﷺ) کسی مرد کے باپ نہیں، اسی طرح وہ نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔ تو آئیے دیکھیں کہ حدیث ان معنوں کی تصدیق کرتی ہے یا نہیں۔ اس سلسلے میں تین مختلف اودار کی احادیث پیش خدمت ہیں۔ حضور اکرم (ﷺ) نے فرمایا۔

”میری اور دوسرے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر بنایا اور اسے بہت عمدہ اور آراستہ و میراستہ بنایا۔ مگر ایک زاویے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی۔ لوگ اس گھر کے ارد گرد گھومتے اور اسے دیکھ کر خوش ہوتے اور کہتے کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ لگادی گئی؟ حضور پاک (ﷺ) نے مزید فرمایا (قصر نبوت کی) یہ اینٹ میں ہوں۔ میں نے اس خالی جگہ کو پر کر دیا۔ قصر نبوت مجھ سے ہی مکمل ہوا اور میرے ساتھ ہی انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔“

(بخاری، مسند احمد، سنائی، ترمذی، ابن عساکر)

اس کا مطلب ہے وہ ایک اینٹ جو رکھ دی گئی اس میں اب کوئی اینٹ نہ لگے گی اور نہ لگے گی۔ حجۃ الوداع کے اہم ترین موقع پر آنحضرت (ﷺ) فرماتے ہیں کہ:

۲..... ”لوگو! حقیقت یہ ہے کہ نہ تو میرے بعد کوئی نبی ہوگا اور نہ تمہارے بعد کوئی امت۔ تو تم اپنے رب کی عبادت کرو۔ پانچ نمازیں پڑھتے رہو۔ رمضان کے روزے رکھو۔ اپنے اموال کی زکوٰۃ بخوشی ادا کرو اور اپنے اولوالامر کی اطاعت کرو۔ تم اپنے مالک و آقا کی جنت میں داخل ہو سکو گے۔“ (کنز العمال)

اب آپ دیکھیں کہ یہ حدیث انتہائی وضاحت سے بتا رہی ہے کہ جنت میں داخل ہونے کے لئے رسول کریم (ﷺ) کے بعد کسی نبی کے نہ ہونے پر ایمان پہلی شرط ہے اور اس کے بعد دوسری باتوں پر یعنی پانچ ارکان اسلام پر ایمان ضروری ہے۔ یہ اعلان اس وقت کے مسلمانوں

کے سب سے بڑے اجتماع میں کیا تھا۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ مرض وفات میں رسول اللہ ﷺ کیا فرماتے ہیں۔

۳..... حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ایسا دکھائی دیتا تھا کہ حضور ہمیں الوداعی خطاب فرما رہے ہیں۔ آپ نے تین مرتبہ فرمایا: ”میں امی نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ جب تک میں تم میں موجود ہوں، میری بات سنو اور اطاعت کرو اور مجھے دنیا سے لے جایا جائے تو کتاب اللہ کو تمام لو۔ اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھو۔“ (رواہ احمد)

یعنی وصال کے وقت بھی یہی تاکید تھی کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اوپر دیئے گئے حوالوں سے ایک بات واضح ہو جاتی ہے کہ رسول کریم ﷺ آخری نبی ہیں اور ان کے بعد کسی قسم کا نبی نہیں آ سکتا۔ لیکن کیا اوپر دیئے گئے حوالوں کی کوئی تاویل ہو سکتی ہے؟ قبل اس کے ہم ختم نبوت کے موضوع پر مرزا قادیانی کے ارشادات پیش کریں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے اپنے بارے میں اور ان کی کتاب براہین احمدیہ کے بارے میں اور مجدد کے متعلق کچھ ان کے اپنے ارشادات بیان کر دیں۔ کیونکہ یہ ارشادات آپ کو ممکن ہے کہ میرا مافی الضمیر سمجھنے میں مدد کریں۔

براہین احمدیہ

مرزا قادیانی نے سب سے پہلی کتاب ”براہین احمدیہ“ لکھی۔ ”براہین احمدیہ“ کی پہلی چار جلدیں ۱۸۸۴ء میں شائع ہوئیں اور پانچویں جلد ۲۳ سال کے بعد شائع ہوئی اور اس کتاب کے بارے میں ان کے یہ دعویٰ جات ہیں۔ (دعوے تو بہت ہیں صرف چند کا ذکر کر رہا ہوں)

۱..... ”اس عاجز نے ایک کتاب..... ایسی تالیف کی ہے جس کے مطالعہ کے بعد طالب حق سے بجز قبولیت اسلام اور کچھ نہ بن پڑے۔“

(اشتہار اپریل ۱۸۷۹ء، تبلیغ رسالت حصہ اول ص ۸، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۱)

۲..... ”اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح بن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں..... اگر اس اشتہار کے بعد بھی کوئی شخص سچا طالب بن کر اپنی عقدہ کشائی نہ چاہے اور دلی صدق سے حاضر نہ ہو تو ہماری طرف سے اس پر اتمام حجت ہے۔“

(مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۴، ۲۵)

۳..... ”اس پر اگندہ وقت میں وہی مناظرہ کی کتاب روحانی جمعیت بخش سکتی ہے کہ جو بذریعہ تحقیق عمیق کے اصل ماہیت کے باریک دقیقہ کی تہہ کو کھولتی ہو۔“

(بحوالہ اشتہار نمبر ۱۶، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۴۳)

۴..... ”سواب اس کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہر اور باطن حضرت رب العالمین ہے۔“

(اشتہار نمبر ۱۸، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۵۶)

مجدد کی تعریف میں مرزا قادیانی فرماتے ہیں:

۱..... ”جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجددیت کی قوت پاتے ہیں وہ نرے استخوان فروش

نہیں ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ ﷺ اور روحانی طور پر آغنا ب کے خلیفہ ہوتے

ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں..... اور

خدا تعالیٰ کے الہام کی تجلی ان کے دلوں پر ہوتی ہے اور وہ ہر ایک مشکل کے وقت روح القدس

سے سکھلائے جاتے ہیں اور ان کی گفتار و کردار میں دنیا پرستی کی طوئی نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ کلی معصفا

کئے گئے اور تمام و کمال کھینچے گئے۔“

(فتح اسلام ماشیہ خزائن ج ۳ ص ۷)

اپنی ذات کے بارے میں ”معیوم عن الخطاء“ ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے فرماتے

ہیں:

۱..... ”اللہ تعالیٰ مجھے غلطی پر ایک لمحہ بھی باقی نہیں رہنے دیتا اور مجھے ہر ایک غلط بات سے

محفوظ رکھتا ہے۔“

۲..... ”میں نے جو کچھ کہا وہ سب کچھ خدا کے ہاں سے کہا ہے اور اپنی طرف سے کچھ نہیں

کہا۔“

(مواہب الرحمن ص ۳، خزائن ج ۱۹ ص ۲۲۱)

اب ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی آیت خاتم النبیین کی کیا تفسیر کرتے ہیں۔

مرزا قادیانی اپنی کتاب ”ازالہ ابہام“ میں فرماتے ہیں:

۱..... ”یعنی محمد تمہارے مردوں میں سے کسی مرز کا باپ نہیں ہے۔ مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم

کرنے والا ہے نبیوں کا۔“

(ازالہ ابہام ص ۲۱۴، خزائن ج ۳ ص ۴۳۱)

دوسری جگہ سورۃ الاحزاب کی آیت: ۴۰ (مندرجہ بالا) کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے

ہیں:

۲..... ”کیا تو نہیں جانتا کہ فضل اور رحم کرنے والے رب نے ہمارے نبی ﷺ کا نام بغیر کسی استثناء کے خاتم الانبیاء رکھا اور آنحضرت ﷺ نے ”لانی بعدی“ سے طالبوں کے لئے بیان واضح سے اس کی تفسیر کی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور اگر ہم آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کے ظہور کو جائز قرار دیں تو ہم وحی نبوت کے دروازہ کے بند ہونے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دیں گے۔ جو بالبداهت باطل ہے۔ جیسا کہ مسلمانوں پر مخفی نہیں اور ہمارے رسول کے بعد کوئی نبی کیسے آ سکتا ہے۔ جب کہ آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی ہے اور اللہ نے آپ کے ذریعہ نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا۔“ (محاضرات البشری ص ۲۰، خزائن ج ۷ ص ۲۰۰)

۳..... ”قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔ خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا۔“ (ازالہ ادہام حصہ دوم ص ۶۱، خزائن ج ۳ ص ۵۱۱)

۴..... ”حسب تصریح قرآن کریم، رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام و عقائد دین جبرائیل کے ذریعہ حاصل کئے ہوں۔ لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے۔ کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائے گی؟“ (ازالہ ادہام حصہ دوم ص ۵۳۵، خزائن ج ۳ ص ۳۸۷)

ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ مجدد ہیں اور قرآن ان کو خدا نے سکھایا ہے اور ہر قسم کے دلائل سے، تحقیق سے اثبات صداقت اسلام پیش کرنے کے دعویدار ہیں اور کوئی لفظ خدا کی مرضی کے بغیر نہیں نکالتے اور تجدید دین کے لئے خدا ان کو ایک لمحہ بھی غلطی پر نہیں رہنے دیتا۔ اس حیثیت میں وہ ختم نبوت کا انہی معنوں میں اقرار کر رہے ہیں جن معنوں میں رسول کریم ﷺ، صحابہؓ اور آئمہ دین و مسلمان تیرہ صدیوں سے ایمان رکھتے تھے اور اس کے علاوہ کسی بھی دوسرے قسم کے معنی کو کفر قرار دے رہے ہیں۔ مرزا قادیانی کے بیٹے و خلیفہ ثانی بھی ہمارے اس یقین کی تصدیق کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں: ”الغرض حقیقت الوحی کے حوالہ نے واضح کر دیا کہ نبوت اور حیات مسیح کے متعلق آپ کا (مرزا غلام احمد قادیانی۔ ناقل) عقیدہ پہلے عام مسلمانوں کی طرح تھا۔ مگر پھر دونوں میں تبدیلی فرمائی۔“

(بحوالہ الفضل مورخ ۶ ستمبر ۱۹۴۱ء، خطبہ جمعہ، کالم ۳)

اب ہوتا کیا ہے کہ کچھ علمائے حق نے خدا کی دی ہوئی فراست سے اندازہ لگایا کہ ان صاحب کار ارادہ نبی بننے کا ہے اور انہوں نے جب اعتراض اٹھائے تو مرزا قادیانی کے جوابات

ملاحظہ ہوں: ”ان پر واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں۔“

(مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۲۹۷)

اس طرح وقتی طور پر مخالفت ختم کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ لیکن علماء حق کے خدشات صحیح نکلتے ہیں کہ ان صاحب (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کا مانگو لیا و مراق جیسے جیسے ترقی کرے گا اسی طرح ان کے دعویٰ جات بھی بڑھیں گے۔ مرزا قادیانی کو مراق تھا یا نہیں؟ میرے خیال میں یہ حوالہ کافی ہے: ”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹیریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے۔“ (سیرت الہدی حصہ دوم ص ۳۳۰، روایت ۳۷۲)

اور مراق کیا چیز ہے یہ حوالہ میرے خیال میں کافی رہے گا: ”ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کو ہسٹیریا، مانگو لیا، مرگی کا مرض تھا تو اس کے دعویٰ کی تردید کے لئے پھر کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ یہ ایک ایسی چوٹ ہے جو اس کی صداقت کی عمارت کو خنجر و بن سے اکھاڑ دیتی ہے۔“

(مضمون ڈاکٹر شاہنواز قادیانی مندبجہ رسالہ دیوی آف ریلجیو قادیان ص ۷۶، بابت ماہ اگست ۱۹۳۶ء)

اب دیکھئے کہ مرزا قادیانی کس طرح اپنے دعوؤں میں آگے بڑھتے بڑھتے نہ صرف رسول کریم ﷺ کے مقام تک پہنچتے ہیں (نعوذ باللہ) بلکہ ان کو پرے ہٹانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں:

۱..... ”میرا نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں۔ یہ آپ کی غلطی ہے یا آپ کسی خیال سے کہہ رہے ہیں۔ کیا یہ ضروری ہے کہ جو الہام کا دعویٰ کرتا ہے وہ نبی بھی ہو جائے..... اور ان نشانوں کا نام معجزہ رکھنا نہیں چاہتا۔ بلکہ ہمارے مذہب کی رو سے ان نشانوں کا نام کرامت ہے جو اللہ و رسول کی پیروی سے دیئے جاتے ہیں۔“ (جنگ مقدس ص ۴۷، خزائن ج ۶ ص ۱۵۶)

۲..... ”یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعویٰ میں نبی کا نام سن کر دھوکا کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانے میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے۔ لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔“ (حقیقت الوحی ص ۱۵۰، خزائن ج ۲ ص ۱۵۴)

۳..... ”یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اس بندے پر نازل فرمایا۔ اس میں اس بندے کی

نسبت نبی اور رسول اور مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں۔ سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں۔ مگر مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا رسول کے لفظ سے یاد کرے۔“
(سراج منیر ص ۳، خزائن ج ۱۲ ص ۵)

اب جب ہر طرف سے شورا اٹھا تو کیا وضاحت پیش کی جا رہی ہے:
۴..... ”نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدائے تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے۔“

(ازالہ اوہام حصہ اول ص ۴۲۲، خزائن ج ۳ ص ۳۲۰)
۵..... ”محدث جو مرسلین میں سے امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی..... وہ اگرچہ کامل طور پر امتی ہے۔ مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے اور محدث کے لئے ضرور ہے کہ وہ کسی نبی کا مثل ہو اور خدا تعالیٰ کے نزدیک وہی نام پاوے جو اس نبی کا نام ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۵۶۹، ۵۷۰، خزائن ج ۳ ص ۳۰۷)
۶..... ”یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے..... اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آیا ہے۔ انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں با واز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے۔“

(توضیح المرام ص ۱۹، خزائن ج ۳ ص ۶۰)
۷..... ”مسیح موعود جو آنے والا ہے اس کی علامت یہ لکھی ہے کہ وہ نبی اللہ ہوگا۔ یعنی خدا تعالیٰ سے وحی پانے والا۔ لیکن اس جگہ نبوت تامہ کاملہ مراد نہیں..... سو یہ نعمت خاص طور پر اس عاجز کو دی گئی ہے۔“
(ازالہ اوہام ص ۷۰۰، خزائن ج ۳ ص ۴۷۸)

اب ہوتا کیا ہے ان بے سرو پا دعویٰ کی وجہ سے مخالفت بے اختتام بڑھ جاتی ہے۔ اس کو وقتی طور پر ٹھنڈا کرنے کے لئے ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء کو ”ایک عاجز مسافر کا اشتہار“ کے نام سے ایک اشتہار شائع کرتے ہیں:

۸..... ”میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر۔ بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا

ومولانا حضرت محمد خاتم المرسلین ﷺ کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۵۵)

اس کے بعد ۳۲ فروری ۱۸۹۲ء کو علمائے کرام سے بحث کے دوران گوہان کے دستخطوں سے تحریری راضی نامہ کرتے ہیں۔ اس میں لکھتے ہیں:

۹..... ”تمام مسلمانوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس عاجز کے رسالہ ”فتح اسلام“ و ”توضیح المرام“ و ”ازالہ اوہام“ میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے یا یہ کہ محدثیت جزوی نبوت ہے یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے۔ یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کی رو سے بیان کئے گئے ہیں۔ ورنہ حاشا وکلا مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں۔ سو دوسرا پیرا یہ ہے کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں اور اس کو یعنی لفظ نبی کو کاذب یا ہوا خیال فرمائیں۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۳۱۲، ۳۱۳)

اسی طرح کبھی اقرار، کبھی انکار، کبھی تاویلات کے ذریعہ قدم آگے بڑھاتے بڑھاتے آخر اس دعوے پر آپہنچے کہ:

۱۰..... ”سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔“

(دافع البلاء ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

۱۱..... ”تو بھی ایک رسول ہے جیسا کہ فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا گیا تھا۔“

(لغوات ج ۸ ص ۴۲۴)

۱۲..... ”شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں۔ کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔“

(اربعین نمبر ۶، خزائن ج ۷ ص ۴۳۵)

لیکن ابھی بھی مانگو لیا مرزا قادیانی کو چین نہیں لینے دیتا کہ: ”ابھی جہاں اور بھی ہیں“ کے مصداق اب مزید آگے بڑھنے کے لئے کس ہوشیاری سے رسول کریم ﷺ کو ان کے مقام سے ہٹا کر خود بیٹھنے کی تیاری ہے:

۱۳..... ”اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی

نہیں۔ کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر ہو چکا۔ سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں۔ اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں۔“

(اربعین نمبر ۴، خزائن ج ۷ ص ۴۳۵، ۴۳۶)

اب ہوتا کیا ہے بندہ سوچتا ہے کہ شاید بزم خود رسول کریم ﷺ کا مقام تو لے ہی چکے ہیں۔ نعوذ باللہ! اب تو مرزا قادیانی یہاں رک جائیں گے مگر وہ مانگو لیا اور مراق ہی کیا جو رکے دے۔ اب رسول کریم ﷺ سے اپنا مقام کیسے بڑھایا جاتا ہے؟ فرماتے ہیں:

۱۴..... ”آسمان سے بہت سے تخت اترے پر میرا تخت سب سے اوپر بچایا گیا۔“

(تذکرہ ص ۳۳۹، ۳۹۶، ۶۴۳)

رسول کریم ﷺ حسن صفائی کا نمونہ تھے اور یہ صاحب سلوٹوں بھرے کپڑے و دھڑی، واسکٹ کے بٹن کوٹ کے کاج میں، کوٹ کے بٹن قمیص کے کاجوں میں اور قمیص کے بٹن کہیں اور اٹکے ہوئے، واسکٹ اور کوٹ پر تیل کے داغ، اور جورا میں اس طرح پہنی ہوئی کہ ایڑی اوپر اور پنجہ آگے سے لٹکا ہوا۔ جوتے کا پایاں پاؤں دائیں میں اور دایاں پاؤں بائیں میں۔ ایڑی بٹھائی ہوئی اور جب چلے تو ٹھپ ٹھپ کی آواز آئے۔ دثوانی کی مٹی کے ڈھیلے اور گڑکی ڈلیاں ایک ہی جیب میں۔ (مزید تفصیل کے لئے ”سیرت مہدی“ مصنفہ مرزا بشیر احمد جلد اول دیکھئے) اپنے ایمان سے کہو کہ کیا نبی کا حلیہ ایسا ہی ہوتا ہے؟ ایسا تو ایک نارمل انسان کا بھی حلیہ نہیں ہوتا۔ اس حلیہ اور جموٹی قمیصوں کے بل پر یہ دعویٰ کہ سب رسول میرے کرتے میں ہیں۔ سوچو کس کے پیچھے گئے ہوئے ہو؟ یہ ایک نیا مذہب ہے جو اسلام پر ڈاکہ مار کر اسلام کے لباس میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اپنے ایمان سے کہو کہ جتنی بیعتوں کے دعوے ہر سال تمہارے خلیفہ صاحب کرتے ہیں اس کا ہزارواں حصہ بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا؟ ہر احمدی یہی سوچ رہا ہے کہ ہمارے شہر میں نہیں لیکن دوسرے شہر میں بڑی بیعتیں ہوئی ہیں۔ ہمارے ملک میں تو نہیں مگر دوسرے ملک میں ہوئی ہیں۔ جہاں تک تم سے ممکن ہے جائزہ تو لو۔ اپنے شہر میں دیکھو۔ دوسرے شہروں و ملکوں میں اپنے سنجیدہ رشتہ داروں سے پوچھو تو ہر کوئی دوسرے شہر کی بات کرے گا اور یہی کہے گا۔ ”نہیں یا تمہاری طرف اور دوسرے شہروں میں بڑا کام ہو رہا ہے۔ لیکن ہمارے شہر میں لوگ سست ہیں۔“ حیران نہ ہوں! جس جماعت کی بنیاد جموٹے الہامات، جموٹی قمیصوں، جموٹی پیش گوئیوں اور مال و زر کی خواہش پر

رکھی گئی ہو۔ اس میں ایسے ہی کاغذی کام پر وہ پیکنڈہ کے لئے ہوتے ہیں۔ ایک طرفہ پروپیگنڈے سے جان چھڑاؤ اور اپنی عاقبت خراب ہونے سے بچاؤ۔

میں اپنی اپیل اس بات پر ختم کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھے بھی حق کو پہچاننے اور سمجھنے کی توفیق دے اور جعلی مدعیان نبوت سے بچائے اور آپ کا اور میرا خاتمہ محمد ﷺ کے خالص اور اصلی دین پر ہونہ کہ انگریزوں کے پٹھو کے دین پر یا کسی اور راہ گم کردہ کی پیروی میں۔ آمین! ختم آمین!!

آپ کا مخلص: شیخ راحیل احمد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

تیسرا خط!

منجانب: شیخ راحیل احمد (سابق قادیانی) سکندر بوہ (حال مقیم) جرمنی

بنام: جناب مرزا مسرور احمد (خلیفہ و مرکزی سربراہ انٹرنیشنل جماعت احمدیہ لندن)

محترم بزرگوار دوستو! سلام علی من اتبع الهدی!

آپ میں سے کئی مجھے ذاتی طور پر جانتے ہیں اور بہت سے اس خاکسار کو غائبانہ طور پر جانتے ہیں۔ اسی طرح کافی دوستوں نے میرے پہلے دونوں کھلے خطوط کا مطالعہ بھی کیا ہوگا۔ جن میں خاکسار نے مرزا قادیانی کے دعوائے مسیحیت اور دعوائے نبوت پر انتہائی واضح تضاد بینائیاں پیش کی تھیں۔ اب تیسری عرضداشت مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ مسیح موعود اور مہدی موعود کے بارے پیش خدمت ہے۔

مگر قبول اقتد ہے عزو شرف

خاکسار ایک قادیانی گھرانہ میں پیدا ہوا۔ ربوہ میں پلا بڑھا اور جماعت کے مفاد میں ایک لمبا عرصہ مختلف عہدوں اور حیثیتوں میں کام کیا۔ ایک مسئلہ پر گفتگو کی وجہ سے میری توجہ ایک مربی صاحب نے اپنے دلائل میں لا جواب ہونے پر (نادانستہ طور پر) مرزا قادیانی کی کتب کے مطالعہ کی طرف مبذول کرائی۔ خاکسار نے ایک کتاب اٹھائی اور وہ جہاں سے کھولی وہاں آج تک جو جماعت نے سکھایا تھا اس کے خلاف لکھا ہوا تھا۔ اس لمحہ میں نے فیصلہ کیا کہ مرزا غلام احمد

قادیانی کی کتابیں غیر جانبدار ہو کر پڑھوں اور حقائق کو دیکھوں اور کئی برس کے مطالعہ کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا کہ مرزا قادیانی کے تمام دعوے بے بنیاد ہیں۔ دھوکے کی ٹٹی ہیں۔ مرزا قادیانی کی جھوٹی میں کوئی ہیرا تو کیا صاف پتھر بھی نہیں ہیں اور اگر ہے تو صرف اور صرف جھوٹ ہے اور یہ سب کھڑاگ مرزا قادیانی نے اپنی روٹی کے لئے پھیلایا تھا۔ مرزا قادیانی اپنی کسی بات میں سچے نہیں تھے اور اپنے ان بے بنیاد خود ساختہ دعوؤں کے ذریعے خود اپنی اور اپنی اولاد کے لئے اس دنیا کا کافی سامان کر گئے۔ حالانکہ جب انہوں نے دعویٰ کیا تھا تو ان کی جائیداد پر اصل مالیت سے زیادہ قرضہ تھا۔ لیکن لاکھوں انسانوں کو دوسرے جھوٹے مدعیان نبوت کی طرح نہ صرف دنیا کے مال سے محروم کیا بلکہ آخرت میں بھی جہنم کی آگ کا ایندھن بننے کے لئے چھوڑ گئے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے پہلا دعویٰ ملہم ہونے کا اور اپنے ان الہاموں کو بنیاد بنا کر مجدد ہونے کا دعویٰ کیا اور مجدد کے بارے میں ان کا دعویٰ یہ ہے: ”جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجددیت کی قوت پاتے ہیں وہ نرے استخوان فروش نہیں ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ ﷺ اور روحانی طور پر آجنگاب کے خلیفہ ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں اور خدا تعالیٰ کے الہام کی تجلی ان کے دلوں پر ہوتی ہے اور وہ ہر ایک مشکل کے وقت روح القدس سے سکھائے جاتے ہیں اور ان کی گفتار و کردار میں دنیا پرستی کی طوئی نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ کلی مصفا کئے گئے اور تمام وکمال کھینچے گئے۔“

(فتح اسلام حاشیہ ص ۹، خزائن ج ۳ ص ۷)

مرزا قادیانی کی تمام تحریریں جو ۱۸۸۰ء اور اس کے بعد لکھی گئی ہیں۔ مجدد ہونے اور کلی مصفا ہونے کے دعویٰ کے بعد لکھی گئی ہیں اور انہی میں مرزا قادیانی کے اس کے بعد پیش کردہ دعوے موجود ہیں۔ مرزا قادیانی اپنے دعوؤں کی بنیاد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: ”اور ہم اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعویٰ کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔“

(اعجاز احمدی ص ۳۱، خزائن ج ۱ ص ۱۴۰)

یہ دوسری بات ہے کہ جس مسیح اور مہدی ہونے کا مرزا قادیانی دعویٰ کر رہے ہیں۔ اس

کی خبر احادیث میں ہی ہے اور جو نشانیاں احادیث شریفہ میں دی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک بھی مرزا قادیانی پر فٹ نہیں بیٹھتی۔ اسی لئے ردی کی طرح پھینکی جا رہی ہیں اور پھر اگر کوئی حدیث قرآن کے مطابق بھی ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کی (نام نہاد) دجی سے معارض ہے وہ بھی ردی ہو گئی۔ یعنی کہ مرزا قادیانی کی وحی نعوذ باللہ قرآن مجید سے بھی بڑھ گئی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو مواد مرزا قادیانی نے اپنے دعوؤں کی بنیاد کے طور پر پیش کیا ہے وہ بقول ان کے صحیح اور الہامی تائید کے ساتھ پیش کیا ہے۔ اس کے مطابق جائزہ لیں گے کہ آیا مرزا قادیانی اپنے بیان کئے ہوئے معیار پر اترتے ہیں یا نہیں؟ مرزا قادیانی نے ویسے تو بہت ہی باتیں کہیں ہیں۔ لیکن ہم آج نمونے کے طور پر صرف چند ہی باتیں پیش کریں گے کہ یہ خط زیادہ طوالت کی اجازت نہیں دیتا۔ یہاں ہم مسیح موعود کا دعویٰ لیتے ہیں۔ مرزا قادیانی اس مسیح موعود کا معیار بیان کرتے ہوئے اپنی صداقت کے ثبوت میں فرماتے ہیں۔

ثبوت نمبر: ۱

مرزا قادیانی (اپنے) بطور ملہم و مجدد لکھتے ہیں: ”یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے۔ یعنی اگر طریق رفیع اور نرمی اور لطف احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بینہ سے کھل گیا ہے۔ اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدا تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور نازااست کا نام و نشان نہ رہے گا اور جلال الہی مگر ابی کے ختم کو اپنی تجلی قہری سے نیست و نابود کر دے گا۔“

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۵۰۶، ۵۰۷، خزائن ج ۱ ص ۶۰۱، ۶۰۲)

آیت کی اس الہامی تشریح سے مندرجہ ذیل باتیں سامنے آتی ہیں:

..... ”حضرت مسیح ابن مریم نازل ہوں گے۔ لیکن یہاں غلام ابن چراغ بی بی دعویٰ کر رہے ہیں۔“

..... ۲ ”دنیا ان کا جلال دیکھے گی یعنی حکومت۔ لیکن کیا دنیا نے مرزا غلام احمد کا جلال دیکھا؟ دنیا کو چھوڑ دیا ہندوستان نے ان کا جلال دیکھا؟ اس کو بھی چھوڑ دیا۔ کیا ان کے صوبہ پنجاب نے بھی

ان کا جلال دیکھا؟ یا ان کے ضلع نے یا ان کی تحصیل نے حتیٰ کہ ان کی اپنی ملکیت قادیان نے ہی جلال دیکھا ہو تو بتاؤ؟ بلکہ دنیا نے تو یہاں تک دیکھا کہ مرزا قادیانی غلامی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نوآبادیاتی طاقت کے لئے اپنی خدمات اور اپنے خاندان کی خدمات کا تذکرہ کر کے ملکہ وکٹوریہ کے ایک کلمہ شکریہ سے ممنون ہونا چاہتا ہے (دیکھو ستارہ قیصریہ) کیا یہی ایک نبی کا جلال ہوتا ہے؟ یا جلال کے معنی لغت میں نئے لکھے گئے ہیں؟

۳..... حضرت مسیح ابن مریم تمام راہوں کو صاف کر دیں گے۔ لیکن مرزا قادیانی سوائے اپنی اولاد کے لئے مال اکٹھا کرنے کی راہیں صاف کرنے کے اور کچھ نہیں کر کے گئے اور ہاں ایک صفائی جو مرزا قادیانی نے کی کہ: ”جن دنوں طاعون کا زور تھا اپنے گھر کی گھیاں صاف کر کے اپنے ہاتھوں سے ٹالیوں میں فینا نکل ڈالا کرتے تھے۔“ (سیرۃ المہدی ص ۳۳۵، بروایت ۳۸۲) ۴..... کج اور ناراستی کا نام نشان نہیں رہے گا اور مرزا قادیانی اور ان کے بعد کے دور میں کج اور ناراستی نے دنیا میں اپنے پنچے اور زیادہ مضبوطی سے گاڑ لئے ہیں۔ باقی دنیا کی بات چھوڑو۔ اپنی جماعت کو ہی دیکھ لو۔ بلکہ جماعت کے عام ممبروں کو چھوڑو۔ ان کے عہدیداروں کو ہی صرف دیکھ لو۔ وہ کن راہوں پر ہیں۔ اگر یہی کج اور ناراستی دور کرنا کہلاتا ہے تو ایسا سمجھنے والے کو اس کا ایمان مبارک ہو۔

۵..... مگر اسی کا ختم نیست و نابود کر دے گا۔ اب ذرا دنیا کو چھوڑو اپنی جماعت کو ہی دیکھ لو۔ دنیا تو بہت دور کی بات ہے۔ تمہارے بہت سے عہدیدار بھی عبادت سے بھاگتے ہیں اور آپ کی عبادت گاہوں میں بچوں کی ہی نہیں بڑوں کی بھی حاضریاں لگتی ہیں اور مرکز کو جموٹی رپورٹیں بھیجوا جاتی ہیں۔ تمہارے خلفاء پر مؤکدہ عذاب قسمیں کھا کر لوگ کیا کیا اِترام نہیں لگا رہے؟ اور ان کے احترام کا یہ حال ہے کہ ایک مربی کا خلیفہ کے کمرے میں بلاوا آتا ہے تو دوسرا مربی پوچھتا ہے کہ کیا تیل کی شیشی جیب میں ہے؟ آپ کے سامنے ثابت ہو رہا ہے کہ مرزا قادیانی اپنی ہی بیان کی ہوئی تصریح کے مطابق مسیح موعود نہیں ہیں۔ چونکہ مرزا قادیانی آیت کی اپنی الہامی تشریح کے مطابق نہ تو جلال دکھا سکے نہ کج اور ناراستی دور کر سکے اور کفر و گمراہی کے اندھیرے ان کے دعویٰ کے بعد اور گہرے ہو چکے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنے پیش کئے ہوئے معیار پر پورے اترنے میں ناکام رہے ہیں اور نبی صرف کامیاب ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ اپنے نبی کو کبھی ناکام نہیں ہونے دیتا۔ اس لئے مرزا قادیانی اپنے دیئے ہوئے معیار کے مطابق بھی دعویٰ میں جھوٹے ہیں۔

ثبوت نمبر: ۲

جب مرزا قادیانی نے مسلمانوں کے عقائد سے اتفاق کرتے ہوئے اپنے ملہم اور مجدد ہونے کا پروپیگنڈہ خوب کر لیا تو اب آہستہ آہستہ اپنے قدم آگے بڑھانے شروع کئے اور اپنے آپ کو مثیل عیسیٰ قرار دے لیا اور یہ دروازہ بظاہر صرف اپنے لئے ہی نہیں بلکہ دوسروں کے لئے بھی کھول رہے ہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ خود داخل ہونے کے بعد دوسروں کے لئے ہمیشہ کے لئے دروازہ بند کر دیتے ہیں۔ زیرک اور دانشمندانہ وقت نے جب دیکھا کہ مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ خود مسیح موعود اور مسیح ابن مریم بننے کی تیاری میں ہیں۔ (کیونکہ مرزا قادیانی سے پہلے بھی کئی جموں نے مدعیان نبوت نے ایسے ہی طریقوں سے اپنے قدم نبوت کی طرف بڑھائے تھے) تو اختلافی آوازیں اٹھنے لگیں۔ مرزا قادیانی نے کچھ وقت حاصل کرنے کے لئے فوراً پینتر ابدل اور اعلان شائع کر دیا۔

علمائے ہند کی خدمت میں نیاز نامہ

”اے براہِ رانِ دین و علمائے شرحِ متین! آپ صاحبان میری ان معروضات کو متوجہ ہو کر سنیں کہ اس عاجزانے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج میرے منہ سے سنا گیا ہو۔ بلکہ یہ وہی پرانا الہام ہے جو میں نے خدا تعالیٰ سے پاکر ”براہین احمدیہ“ کے کئی مقامات پر درج کر دیا تھا۔ جس کے شائع کرنے پر سات سال سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گزر گیا ہوگا۔ میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں۔ جو شخص میرے پر یہ الزام لگا دے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۱۹۰، خزائن ج ۳ ص ۱۹۲)

جب میں نے یہ پڑھا تو پہلی بار میرے دل میں ایک واضح شک پیدا ہوا کہ مرزا قادیانی کی جمہولی میں ہیرے ہی نہیں بلکہ پتھر بھی ہیں۔ میرے لئے یہ ایسا حیران کن لمحہ تھا کہ نائسل پر مرزا قادیانی مسیح موعود، مہدی معبود لکھا ہے اور کتاب کے اندر ماننے والے تو بعد کی بات صرف خیال کرنے والے ہی کم فہم ہیں۔ نیز مفتری اور کذاب ہیں اور میرے کانوں میں (اور آپ کے کانوں میں بھی) پیدائش سے ہی یہ ڈالا جا رہا ہے کہ مرزا قادیانی مسیح موعود اور مسیح ابن مریم ہی ہیں۔ خیر مرزا قادیانی کا اپنا یہ دعویٰ ہی ان کے مسیح موعود ہونے کو باطل کر رہا ہے۔ مرزا قادیانی تسلیم کر رہے ہیں کہ ان کو مسیح موعود اور مسیح ابن مریم سمجھنے والا مفتری اور کذاب ہے۔ لہذا مرزا قادیانی مسیح موعود نہیں۔

ثبوت نمبر: ۳

مرزا قادیانی نے اپنی طرف سے ہر قدم آہستہ آہستہ اور بڑا سوچ کر بڑھایا۔ لیکن یہی قدم ان کے خلاف ثبوت بھی بنتے گئے۔ مرزا قادیانی ایک جگہ حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کے اشعار کی تشریح کرتے ہوئے اور اس کو اپنے حق میں بطور ثبوت پیش کرتے ہوئے اس شعر کی تشریح میں لکھتے ہیں:

تا چهل سال اے برادر من
دور آں شہسوار سے بنم

”یعنی اس روز سے جو وہ امام ملیم ہو کر اپنے تئیں ظاہر کرے گا۔ چالیس برس تک زندگی کرے گا۔ اب واضح رہے کہ یہ عاجز اپنی عمر کے چالیسویں برس میں دعوت حق کے لئے بالہام خاص مامور کیا گیا اور بشارت دی گئی کہ اسی برس تک یا اس کے قریب تیری عمر ہے۔ سو اس سے چالیس برس تک دعوت ثابت ہوتی ہے۔ جن میں سے دس برس کامل گزر بھی گئے۔“

(نشان آسمانی ص ۱۴، خزائن ج ۳ ص ۳۷۳)

یہ رسالہ ۱۸۹۲ء میں لکھا گیا۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی ۱۸۹۲ء میں دعویٰ کر رہے ہیں کہ چالیس سال کی عمر میں مرزا قادیانی ایک خاص الہام کے ذریعہ مامور ہوئے اور یہ رسالہ لکھنے تک پورے دس برس بطور مامور کے گزر چکے ہیں اور تیس سال ابھی باقی ہیں۔ یعنی ان کی زندگی کا سلسلہ مزید کم و بیش ۱۹۲۲ء تک مزید چلنا چاہئے تھا۔ لیکن ہوتا کیا ہے کہ مرزا قادیانی بجائے مزید تیس برس کی عمر پانے کے سولہ سال بھی مزید پورے نہیں کرتے اور مئی ۱۹۰۸ء میں فوت ہو جاتے ہیں اور جس پیش گوئی کا اپنے آپ کو مصداق بنا کر اپنی صداقت کے لئے خود پیش کرتے ہیں وہ پیش گوئی بھی ان کی ذات پر پوری نہیں ہوئی اور ان کا اسی برس والا الہام بھی پورا نہ ہوا۔ اس لئے پہلی بات کہ مرزا قادیانی کا اپنی عمر کا الہام جھوٹا ہوا۔ دوسرے پیش گوئی کا مصداق بننے کا دعویٰ غلط ثابت ہوا۔ جس کا الہام جھوٹا ہوا اور جو پیش گوئی اپنی صداقت کے لئے پیش کرتا ہے اور اس کا اہل ثابت نہیں ہوتا وہ مسخ موعود نہیں ہو سکتا۔ اس لئے مرزا قادیانی مسخ موعود نہیں۔

ثبوت نمبر: ۴

اب مرزا قادیانی ایک حدیث شریف کو اپنے دعویٰ مسخ موعود کے ثبوت میں پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ”اس پیش گوئی (محمدی بیگم کے ساتھ شادی کی۔ ناقل) کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ: ”یعروج دہ ولدہ“ یعنی وہ

صبح موعود بیوی کرے گا نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرتا عام طور پر مقصود نہیں۔ کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں۔ بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی موجود ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ ﷺ ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔“ (ضمیمہ انجام آختم حاشیہ ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷)

مرزا قادیانی کی یہ تحریر ۱۸۹۶ء کی ہے۔ اس وقت تک مرزا قادیانی کی دو شادیاں ہو چکی تھیں اور ان میں سے اولاد بھی تھی۔ بلکہ پہلی بیوی (ماموں زاد حرمت بی بی عرف مجھے دی ماں) کو محمدی بیگم کے ساتھ شادی نہ کروانے کے جرم میں طلاق بھی دے چکے تھے اور اسی جرم میں سب سے بڑے بیٹے مرزا سلطان کو عاق بھی کر چکے تھے اور اپنی دوسری بہو عزت بی بی زوجہ فضل احمد کو بھی طلاق دلوا چکے تھے۔ اس کے بعد تاحیات مرزا قادیانی کی تیسری شادی محمدی بیگم یا کسی اور عورت سے نہیں ہوئی اور نہ ہی (شادی نہ ہونے کی وجہ سے) وہ خاص اولاد ہوئی۔ اس طرح مرزا قادیانی نے خود ثابت کر دیا کہ وہ رسول کریم ﷺ کی پیش گوئی پر بھی پورے نہیں اترے۔ لہذا مرزا غلام احمد قادیانی صبح موعود نہیں۔

ثبوت نمبر: ۵

لیکن بات یہاں ہی نہیں رکتی۔ خاکسار آپ کی خدمت میں دو حوالے پیش کرتا ہے۔ جس سے مرزا قادیانی کی دروغ بیانی ظاہر دباہر ہو جائے گی۔ جب مرزا قادیانی نے حضرت صبح علیہ السلام کی وفات کا عقیدہ سرسید احمد خان سے اپنایا تو علماء اور دوسرے مسلمانوں نے اعتراض کیا کہ براہین احمدیہ میں جو کہ مرزا قادیانی نے الہامی رہنمائی کے تحت لکھی تھی۔ اس میں تو حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ لکھا ہے۔ مرزا قادیانی جواب دیتے ہیں کہ: ”میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کا عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ میں خود تعجب کرتا ہوں کہ میں نے باوجود کھلی کھلی وحی کے جو براہین احمدیہ میں مجھے صبح موعود بتائی تھی۔ کیونکر اس کتاب میں رسی عقیدہ لکھ دیا۔ پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا۔ خدا نے مجھے بڑی شد و مد سے براہین احمدیہ میں صبح موعود قرار دیا ہے۔ مگر میں رسی عقیدہ پر جما رہا۔ جب بارہ برس گزر گئے تب وہ وقت آ گیا کہ میرے اوپر اصل حقیقت کھول دی جائے۔“

(اعجاز احمدی ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۱۱۳)

پہلے لیتے ہیں رسی عقیدے والے جھوٹ کو۔ مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ کی فروخت کا جواشتہار دیا تھا اس کی ان سطور کو جو میں ابھی پیش کروں گا رسی عقیدہ نہیں تھا۔ بلکہ انتہائی تحقیق کے بعد براہین احمدیہ لکھی گئی۔ مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ”اس عاجز نے ایک کتاب مضمون ”اثبات حقانیت قرآن و صداقت دین اسلام“ ایسی تالیف کی ہے۔ جس کے مطالعہ کے بعد طالب حق سے بجز قبولیت اسلام اور کچھ نہ بن پڑے۔“

(اشتہار اپریل ۱۸۷۹ء، تبلیغ رسالت حصہ اول ص ۸، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۱)

”کتاب براہین احمدیہ جس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مؤلف نے ملہم اور مامور ہو کر بغرض اصلاح اور تجدید دین تالیف کیا ہے۔ اول تین سو مضبوط اور قوی دلائل عقلیہ سے جن کی شان و شوکت و قدر و منزلت اس سے ظاہر ہے۔ اگر کوئی مخالف اسلام ان دلائل کو توڑ دے تو اس کو دس ہزار روپے دینے کا اشتہار دیا ہوا ہے اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح بن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں۔ اگر اس اشتہار کے بعد بھی کوئی شخص سچا طالب بن کر اپنی عقدہ کشائی نہ چاہے اور دلی صدق سے حاضر نہ ہو تو ہماری طرف سے اس پر اتمام حجت ہے۔“

(بحوالہ اشتہار نمبر ۱۱، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۲ تا ۲۳)

اب آپ اندازہ لگائیں کہ کیا اس کتاب کا اشتہار کسی رسی عقیدہ کے سرسری عقیدہ کا ذکر کر رہا ہے یا الہامی رہنمائی سے انتہائی دقیق تحقیق کا دعویٰ ہے۔ مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ:

”مجدد نے استخوان فروش نہیں ہوتے۔“

بالکل صحیح کہا لیکن یہ تضاد بیانی اور کتاب بیچنے کے لئے جھوٹے دعوے ثابت کر رہے ہیں کہ مرزا قادیانی نہ مجدد تھے نہ الہام ہوتے تھے۔ صرف ایک دروغ گو کتاب اور ایمان فروش تھے۔ لیکن بات یہیں ختم نہیں ہوتی۔ اس ثبوت کے شروع میں خاکسار نے جو حوالہ پیش کیا اس کے اس فقرے کو سامنے رکھیں۔

”پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر رہا اور غافل رہا۔ خدا نے مجھے بڑی شہود سے مسیح موعود قرار دیا ہے۔ مگر میں رسی عقیدہ پر جبار رہا۔ جب بارہ برس گزر گئے تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے اور اب اس حوالہ کو غور سے پڑھیں۔“

”والله قد كنت اعلم من ايام مديدة اننى جعلت المسيح ابن مريم
وانى نازل فى منزله ولكن اخفيته نظر الى تاويله بل مابدلت عقيدتى
وكننت عليها من المتمسكين وتوقف فى الاظهار عشرين سنين الله كى قسم میں بہت
عرصے سے جانتا تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم بنایا گیا ہے اور میں ان کی جگہ نازل ہوا ہوں۔ لیکن میں
تاویل کر کے چھپاتا رہا بلکہ میں نے اپنا عقیدہ نہیں بدلا اور اسی پر تمسک کرتا رہا اور دعویٰ کے اظہار
میں میں نے دس برس تک توقف کیا۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۵۱، خزائن ج ۵ ص ۱۵۸)

اب آپ بتائیں کہ کیا یہ تضاد ایسے شخص کے قلم میں ہو سکتا ہے جس کا دعویٰ یہ ہو کہ وہ
مجدد ہے۔ جس کو تمام کمال معطی کیا گیا اور نائب رسول اللہ ﷺ ہو، کبھی نہیں۔ آپ مجھ سے اتفاق
کریں گے کہ ایسا تضاد ایک ایمان فروش ایک جموٹے مدعی نبوت کی تحریروں میں ہی ہو سکتا ہے اور
جموٹی متضاد باتیں لکھنے والا مسیح موعود نہیں ہو سکتا۔

ثبوت نمبر ۶:

مرزا قادیانی صحیح بخاری کی ایک حدیث کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”مجھے قسم ہے
اس پروردگار کی جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے۔ تم میں حضرت عیسیٰ بن مریم حاکم
عادل کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔“ (ازالہ ابہام ص ۲۰۱، خزائن ج ۳ ص ۱۹۸)

اس حوالے کو ذہن میں رکھیں (زور لفظ قسم پر ہے) اور اب مرزا قادیانی کی اس دلیل یا
اصول کو پڑھیں۔ لکھتے ہیں: ”قسم ہے اس بات کی دلیل ہے کہ خیر اپنے ظاہر پر محمول ہے۔ اس میں
نہ کوئی تاویل ہے اور نہ استثناء۔ ورنہ قسم سے بیان کرنے کا کیا فائدہ؟“

(حماتہ البشری ص ۱۴ حاشیہ، خزائن ج ۷ ص ۱۹۲)

اب آپ خود اندازہ لگائیں کہ خاتم الانبیاء رحمت اللعالمین، سرور کائنات، رسول
اللہ ﷺ ایک بات کو قسم کھا کر بیان کر رہے ہیں اور مرزا قادیانی ہیں کہ کسی بات کی پرواہ نہ کرتے
ہوئے کس ظالمانہ طریق پر رسول پاک ﷺ کی قسم کھائی ہوئی بات کی تاویل اور بے بنیاد تاویل کر
کے اپنے آپ کو عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی جگہ بٹھا رہے ہیں۔ جو شخص رسول کریم ﷺ کی قسم
کھائی ہوئی بات کی تاویلیں کرنا شروع کر دے وہ مسلمانوں کے لئے کسی طرح بھی مسیح موعود نہیں
ہو سکتا۔ ہاں بھٹکے ہوؤں کے لئے ہو سکتا ہے۔

خاکسار نے انجائی واضح دلائل کے ساتھ مرزا قادیانی کی تحریروں کا تضاد واضح کر دیا

ہے اور مرزا قادیانی ہی کا قول ہے کہ: ”اس شخص کی حالت ایک مجبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلتا ناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔“ (حقیقت الوحی ص ۱۸۳، خزائن ج ۲۲ ص ۱۹۱)

اب خود دیکھ لو کہ اتنے متناقض کلام والے شخص کو مان کر (اسی شخص کے بقول) ایک مجبوط الحواس شخص کو نبی اور مسیح موعود مان رہے ہو۔ مرزا قادیانی کے کلام میں جھوٹ اور تضاد کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں اور خاکسار نے اوپر کی سطور میں مرزا قادیانی کا جھوٹ بھی ثابت کر دیا ہے۔

مرزا قادیانی کے اپنے کلام میں جھوٹ کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں: ”جھوٹ کے مردار کو کسی طرح نہ چھوڑنا۔ یہ کتوں کا طریق ہے نہ کہ انسان کا۔“ (انجام آتھم ص ۴۳، خزائن ج ۱۱ ص ۴۳)

یہ فیصلہ آپ خدا کو حاضر ناظر جان کر خود کر لو کہ مرزا قادیانی نے جھوٹ بولا یا نہیں؟ جھوٹ کا مردار سینے سے لگائے رکھنا ہے یا نہیں۔ یہ فیصلہ کرنا آپ کا کام ہے۔ مرزا قادیانی نے دجال کے لفظ کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: ”دجال کے لئے ضروری ہے کہ کسی نبی برحق کا تابع ہو کر پھر حج کے ساتھ باطل کو ملاوے۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۱۳۱)

دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ: ”دجال کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ جو شخص دھوکہ دینے والا ہو اور خدا تعالیٰ کے کلام میں تحریف کرنے والا ہو۔ اس کو دجال کہتے ہیں۔“

(تہ حقیقت الوحی ص ۲۴، حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۴۵۶)

مرزا قادیانی کی جو تحریریں خاکسار نے آپ کی خدمت میں بطور نمونہ پیش کی ہیں وہ یہی ثابت کر رہی ہیں کہ متناقض اور موقع پرستانہ دھوکہ دینے والا کلام ہے اور ایسی سینکڑوں مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ پس ہوش کریں کہ کن کے ہاتھوں میں اپنا ایمان، مال و دولت، وقت، عزت و آبرو، اولاد، خود کو گروی رکھا ہوا ہے اور وہ بھی کسی چیز کے بدلے میں نہیں۔ دنیا تو تمہاری انہوں نے چھین لی۔ آخرت کے نام پر اور اتنے واضح جھوٹوں کے بعد پھر بھی آنکھیں نہیں کھولو گے تو آخرت بھی تمہاری نہیں رہے گی۔ یہ مذہب تمہارے اور خدا کے رسول ﷺ کے درمیان ایک تاریک پردے کی طرح حائل ہو گیا ہے اس پردے کو پرے ہٹاؤ گے تو نور خدا کا جلوہ دیکھ سکو گے۔ مجھے آپ لوگوں سے ہمدردی ہے کہ مہتری زندگی کے ۵۵ سال آپ لوگوں کے ساتھ گزر رہے ہیں۔ اس لئے جیری دلی خواہش ہے کہ اس دھوکہ سے باہر نکل آئیں اور اسی خواہش کے تحت یہ چند سطور لکھی گئی ہیں۔ اس دعا کے ساتھ اپنی عرض کو ختم کرتا ہوں کہ میرا اور آپ کا بھی خاتمہ محمد ﷺ کی اصلی غلامی میں ہونے کی خود ساختہ نبی کی امامت میں۔ آمین!

آپ کا مخلص: شیخ راجیل احمد (سابق قادیانی) جرمی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
الحمد لله الذي جعل في كل شيء
لنا حكمة وعبرة

رمضان الحافل

(حصه سوم)

جناب فیض اللہ صاحب گجراتی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تفاسیر مرزا کے بطلان پر آسمانی شہادت رمضان میں کسوف و خسوف کا نشان

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبى بعده !

دل کے پھنچنے والے جل اٹھے سینے کے داغ سے

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

ناظرین! مرزا قادیانی کے دعویٰ مہدویت کے عین درمیان ماہ رمضان میں سورج اور چاند کو گرہن لگا۔ جسے ایک روایت کے رو سے مرزا قادیانی نے اپنے دعویٰ مہدویت کی سچائی کی حجت سمجھا اور وہ روایت احوال لا آخرت میں مذکور ہے۔ خلاصہ مطلب اس کا یہ ہے کہ ماہ رمضان میں کسوف و خسوف کا نشان ظاہر ہوگا۔ جو امام مہدی کا نشان ہوگا۔

ناظرین! غور فرمائیں کہ کیا یہ نشان امام مہدی کے زمانہ میں ظاہر ہونا تھا یا ان سے ایک صدی پہلے؟ اور پھر یہ نشان جس موقعہ پر ظاہر ہوا وہ مرزا قادیانی کے کذب کو ظاہر کرتا ہے۔ یا ان کی صداقت کو؟ دیکھنا چاہئے کہ امام مہدی کے وجود سے اس کو ربط کیونکر ثابت ہوتا ہے؟ یہ مذکور نشان میرے نزدیک اس بات کی دلیل ہے کہ دوائیے روحانی تیز ہیں۔ جن میں سے ایک بمنزلہ آفتاب کے ہے اور دوسرا بمنزلہ مہتاب کے اور دونوں ماہ رمضان سے کوئی خصوصی تعلق رکھتے ہیں۔ سو وہ تیز جو بمنزلہ آفتاب کے ہے۔ قرآن مجید ہے جس کا خصوصی تعلق ماہ رمضان سے یہ ہے کہ ماہ رمضان میں ملائکہ کے ذہنوں میں قرآن مجید کی روحانیت منعقد ہوئی تھی۔ جیسا کہ فرمایا: ”شَهِدَ مِصْرَانَ الَّذِي اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ (البقرہ: ۱۸۵)“ ماہ رمضان وہ مبارک مہینہ ہے جس میں قرآن اتار گیا اور وہ نیز جو بمنزلہ مہتاب کے ہے وہ نور فطرت انسانی ہے۔ جیسے چاند سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے۔ ایسے ہی فطرت انسانی بھی اس روحانی آفتاب یعنی قرآن مجید سے منور ہوتی ہے اور ماہ رمضان سے اس روحانی چاند یعنی فطرت کا تعلق یہ ہے کہ نور فطرت ریاضات سے چمکتا ہے اور ماہ رمضان میں روزہ، تلاوت، قرآن، تراویح و احکامات وغیرہ سے حجابات فطرت کے اٹھنے سے حسب استعداد فطرت میں درخشانی پیدا ہوتی ہے۔ جب یہ سمجھ لیا تو اب جاننا چاہئے کہ وہ رمضان میں یہ کسوف و خسوف کا نشان دنیا میں اس بات پر متنبہ کر رہا ہے کہ آج اس روحانی آفتاب یعنی قرآن مجید اور روحانی چاند یعنی انسانی فطرتوں پر ایسی تاریکی پڑ گئی ہے۔ جس کی نظیر رسالت محمدیہ کے زمانہ میں اس سے پہلے نہیں ملتی۔ رفس اور خارجیت پھیلانے

والے ایسے دجال پیدا ہوئے ہیں۔ جنہوں نے قرآنی علوم کی تخریب سے امت محمدیہ میں فساد عظیم پیدا کر دیا ہے۔ سو خارجیت کے امام تو مرزا قادیانی ہیں۔ جنہوں نے سرسیدی ملت کی بناء پر اپنے مذہب کی بنیاد رکھی اور رفض کے امام حضرت احمد رضا صاحب بریلوی ہیں۔ جنہوں نے سنی اور حنفی بن کر سنیوں میں رفض اور شرک پھیلایا ہے اور روحانی چاند یعنی انسانی فطرتیں بھی اس زمانہ میں ایسی تاریک ہو چکی ہیں کھوکھلی برائی نہیں۔ جس کی گہری تاریکی میں اب دنیا جتلانہ ہو۔

ناظرین! غور فرمائیے کہ کیا امام مہدی کے زمانہ میں اندھیرا ہونا تھا یا اجالا اور کیا یہ نشان امام مہدی کے زمانہ میں ظاہر ہونا چاہئے تھا۔ ہرگز نہیں۔ یہ نشان بطور ارہاس ان کی آمد سے پہلے اس وقت ظاہر ہونا مناسب تھا۔ جب کہ دنیا پر گمراہی کی تاریکی چھا جائے گی اور ایسا ہی ہوا۔ یہ نشان اب ہمیں یقین دلارہا ہے کہ امام مہدی کے ظاہر ہونے کا زمانہ اب بالکل قریب آ گیا ہے۔ حدیث میں یہی معنی امام مہدی کا نشان ہونے کے ہیں۔ ہم آئینہ حق نما میں اوصاف ستہ ایمان بالغیب اقامت صلوٰۃ وغیرہ جو ابتدائے سورۃ بقرہ میں متقیوں کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں۔ جو قرآنی ہدایت سے بہرہ یاب ہو سکتے ہیں۔ مرزائیوں اور بریلویوں میں ان کا فقدان ثابت کریں گے۔ اب ہم بطور نمونہ شتے از خردارے مرزا قادیانی کی قرآن مجید کی ترجمانی ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

تفاسیر مرزا

۱..... مسئلہ روح کے متعلق ہماری اور مرزا قادیانی کی تحقیق

ناظرین! روح جو ایک لطیف اور بیض شے ہے۔ اس کا تعلق راستا راست جسم کثیف سے نہیں ہو سکتا۔ اس کا حلول جسم لطیف میں ہوتا ہے نہ کہ اس جسم خاکی کا عنصری میں، جسم لطیف سے میری مراد روح نجاری ہے۔ جو اخلاط کے خلاصہ سے پیدا ہوتی ہے۔ کتب طب میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ اس جسم لطیف یعنی روح نجاری میں حس، حرکت، ارادہ اور ادراک کی قوتیں ہوتی ہیں۔ جب بدن انسانی میں یہ روح پیدا ہو چکی ہے۔ تو روح الہی کا فیضان اس میں ہوتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا: ”فَإِذَا سُوِّيَتْهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوْحِي“ (الحجر: ۲۹) ”روح کا ایک اور جز بھی ہے۔ جسے نفس ناطقہ کہتے ہیں اور وہ نفس کلیہ کا ایک حباب ہے۔ روح کے یہ تینوں جزوں کر ایک شے واحد کا حکم رکھتے ہیں۔ روح الہی جو رحمن کی ایک شان ہے۔ مادہ میں حلول کرنے سے اپنی شان قدسیت سے متزل ہو کر رحمن سے ایک جدا گانہ حسیات شے بن جاتی ہے۔ لیکن وہ قدسی

سراسر میں محفوظ رہتا ہے۔ جب انسان روح کے اس جزو کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اسے خدا تعالیٰ کی وہ معرفت حاصل ہوتی ہے جو شرعی علوم کے مطابق ہے اور جب نفس ناطقہ کی طرف انسان متوجہ ہو کر نفس کلیہ میں فانی ہوتا ہے تو وحدت الوجود کے حقائق کا اس پر انکشاف ہوتا ہے۔

غرضیکہ خدا تعالیٰ کی معرفت ملائکہ علویہ سے ربط، علوم غیبیہ کے فیضان کا ذریعہ یہی روح الہی ہے۔ جس کا فیضان آسمان کی طرف سے ہوتا ہے۔ مادی روح جو جسم سے پیدا ہوتی ہے بدوں اس جزو کے عالم قدس سے ربط پیدا نہیں کر سکتی اور نہ ہی آریوں کی روح جو پریشہ سے ایک الگ شے ہے۔ خدا کی معرفت حاصل کر سکتی ہے۔ خدا نے اپنی ذات کا ایک نمونہ انسان کی روح میں رکھا ہے جو اس کی شناخت کا ذریعہ ہے۔ کوئی مادی یا بیرونی مغائر شے اسے شناخت نہیں کر سکتی۔ مرزا قادیانی کی کتاب اسلام اور اس کی حقیقت اور چشمہ معرفت کو بغور پڑھو۔ وہ بکثرت تصریحات سے بیان کرتے ہیں کہ روح کا خیر نطفہ میں ہوتا ہے۔ جسم روح کی ماں ہے۔ وغیرہ وغیرہ! الفاظ جو صاف ظاہر کر رہے ہیں کہ مرزا قادیانی کے نزدیک صرف ایک ہی روح ہے جو جسم اور مادہ سے متولد ہوتی ہے اور اسی ایک روح کی مختلف حالتوں کا نام وہ نفس امارہ اور نفس لواۓہ اور نفس مطمئنہ رکھتے ہیں۔ حالانکہ امارگی روح بھی یعنی روح نجاری کا خاصہ ہے جس کا میلان سفلی کی جانب ہے اور لواۓگی اس حالت کا نام ہے۔ جب کہ روح علوی اور روح سفلی کے تقاضات میں باہمی کشش ہوتی ہے اور مطمئنہ اس حالت کا نام ہے۔ جب کہ سفلی روح، روح علوی کے احکام کی پورے طور پر منقاد اور فرمانبردار ہو جاتی ہے اور پھر اسی کتاب اسلام اور اس کی حقیقت میں آیت ”ثم انشأنا نلہ خلقاً (المؤمنون: ۷۲)“ آخر کے یہ معنی کرتے ہیں کہ پھر ہم اس جسم کو ایک دوسری پیدائش میں لائے۔ یعنی اس سے ایک لطیف روح پیدا کر دی۔ حالانکہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ پھر ہم نے انسان کی ایک دوسری پیدائش شروع کی۔ یعنی اس میں اپنی روح پھونک دی۔ حضرات ناظرین! غور کی جائے۔ ہے کہ جب مرزا قادیانی میں حجابات کی گہری تاریکی میں جہلا ہونے کی وجہ سے وہ روح الہی چمکی ہی نہیں۔ جس کے ذریعے خدا کی معرفت اور عالم قدس سے علوم حاصل ہوتے ہیں۔ ان کی تحقیقات میں صرف ایک ہی مادی اور جسمانی روح آئی ہے تو پھر اس سے بڑھ کر کون سا بے وقوف شخص ہو سکتا ہے۔ جو مرزا قادیانی کو عارف خدا اور ملہم من الغیب اور نبی سمجھے۔ ہماری یہ مذکورہ تحقیق ان کے تمام دعوای پر پانی پھیر دیتی ہے۔

۲..... اسلام اور اس کی حقیقت ص ۳۷، ۳۸ ملاحظہ فرمائیے۔ لکھتے ہیں: ”مجملہ انسان کی طبعی حالتوں کے جو اس کی فطرت کو لازم پڑی ہوئی ہیں۔ ایک برتر ہستی کی تلاش ہے جس کے لئے اندر

ہی اندر انسان کے دل میں ایک کشش موجود ہے اور اس تلاش کا اثر اسی وقت سے ہونے لگتا ہے۔ جب کہ بچہ ماں کے پیٹ سے باہر آتا ہے۔ کیونکہ بچہ پیدا ہوتے ہی پہلے روحانی خاصیت جو اپنی دکھاتا ہے۔ وہ یہی ہے کہ ماں کی طرف جھکا جاتا ہے۔ پھر اس کی تفصیل کے بعد فرماتے ہیں کہ درحقیقت یہ وہی کشش ہے جو معبود حقیقی کے لئے بچہ کی فطرت میں رکھی گئی ہے۔ بلکہ ہر ایک جگہ جو انسان تعلق محبت کرتا ہے۔ درحقیقت وہی کشش کام کر رہی ہے اور ہر ایک جگہ جو یہ عاشقانہ جوش دکھاتا ہے۔ درحقیقت اسی محبت کا وہ ایک عکس ہے۔ گویا دوسری چیزوں کو اٹھا اٹھا کر ایک گم شدہ چیز کی تلاش کر رہا ہے۔ جس کا رب نام بھول گیا ہے۔ سو انسان کا مال یا اولادی بیوی سے محبت کرنا یا کسی خوش آواز کے گیت کی طرف اس کی روح کا کھینچے جانا درحقیقت اسی گم شدہ محبوب کی تلاش ہے۔“

ناظرین! مرزا قادیانی کی مذکورہ عبارت میں غور فرمائیے کہ معرفت الہی کے جذبات بھی جو تفصیل مرزا قادیانی نے بیان کی ہے۔ اس میں سخت ٹھوکر کھائی ہے۔ جس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ انہیں مطلقاً معرفت خدا حاصل نہ تھی۔ وہ معرفت الہی کا ذریعہ فطرت کے ان جذبات محبت کو ٹھہراتے ہیں۔ جو ایفاء حقوق العباد یعنی ماں باپ، بیوی بچوں وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ حالانکہ انسان میں مختلف فضائل و کمالات کے حصول کے لئے الگ الگ جذبات فطرت ہیں اور محبت و معرفت الہی کا جذبہ تمام جذبات سے اعلیٰ و برتر ہے۔ جس کی پرزور کشش اس وقت ظاہر ہوتی ہے۔ جب کہ انسان آیات اللہ میں غور کرتا ہے یا ایسے مواعظ سنتا ہے۔ جن سے جذبات فطرت کے اٹھنے سے جبروت الہی پر انسان کو مطلع حاصل ہوتا ہے۔

۳..... ص ۳۸ کتاب مذکور اسی مذکورہ بالا عبارت میں کہتے ہیں کہ: ”اس کی معرفت کے بارے میں انسان کو بڑی بڑی غلطیاں لگی ہیں اور سہوکاریوں سے اس کا حق دوسروں کو دیا گیا ہے۔ مثلاً ہر جذبہ محبت جو مال، اولاد، بیوی وغیرہ کے متعلق ہے۔“ مرزا قادیانی کی مذکورہ بالا عبارت سے متبادر ہوتا ہے کہ خدا کا حق ہے۔ پس تمام اخلاق فضائل و کمالات انسانی جو مختلف جذبات محبت اور روابط مخلوق سے پیدا ہوتے ہیں۔ ان کا حاصل کرنا مرزا قادیانی کی مذکورہ عبارت کے رو سے خدا تعالیٰ کی حق تلفی ہے۔

۴..... کتاب مذکور ص ۵۳۰ ”من کان فی ہذہ اعمیٰ فہو فی الآخرة اعمیٰ واضل سبیلاً“ (اسرائیل: ۱۷) ”اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ: ”یعنی جو شخص اس جہان میں اندھا رہا۔ وہ آنے والے جہاں میں بھی اندھا ہوگا۔ بلکہ اندھوں سے بدتر یہ اس بات کی طرف

اشارہ ہے کہ نیک بدوں کو خدا کا دیدار اسی جہاں میں ہو جاتا ہے اور وہ اسی جگہ میں اپنے پیارے کا درشن پالیتے ہیں۔“ مگر حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ جنہیں یہاں خدا کا دیدار اور درشن نصیب نہیں ہوا۔ وہ عالم عقبنی میں بھی دیدار الہی کی نعمت کبریٰ سے محروم رہے گا۔ حالانکہ مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ جو صحیح الاعتقاد اور سچے مومن ہیں۔ وہ اندھے نہیں۔ ان کے عقائد حقائق نفس الامری کے عین مطابق ہیں۔ اندھے درحقیقت وہ ہیں۔ جن کے خدا اور عالم عقبنی اور خوارق عادت وغیرہ امور کے متعلق عقائد صحیح نہیں اور ص ۳۷ پر فرماتے ہیں کہ: ”جو کام آفتاب، ماہتاب وغیرہ اجرام فلکی و مخلوق ارضی الگ الگ کر سکتے ہیں۔ عارف تہا وہ کر سکتا ہے۔“ عارف نہ ہوا خدا بن گیا۔

۵..... کتاب مذکور ص ۵۵ پر فرماتے ہیں کہ: ”لفظ زقوم کا ذوق اور ام سے مرکب ہے اور ام ذوق انت العزیز الکریم کا شخص ہے۔ جس کے اول و آخر الف اور میم ہے۔ مرزا قادیانی کے یہ تشریحی معنی آیات قرآنی ”انہا شجرة تخرج فی اصل الجحیم ظلہا کانه رؤس الشیاطین (الصافات: ۶۵، ۶۶)“

”ان شجرة الزقوم طعام الایم کالمہل یغلی فی البطن کغلی الحمیم (الدخان: ۴۳ تا ۴۶)“

”ذوق انک انت العزیز الکریم (الدخان: ۴۹)“

میں بجائے لفظ زقوم کے رکھ کر آیت کا ترجمہ سمجھو۔ مرزا قادیانی کی تشریح کے رو سے آیت کی تفسیروں ہوئی کہ ”ذوق انک انت العزیز الکریم“ ایک درخت کا نام ہے جو دوزخ کی جڑ سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کا شکوفہ شیطانوں کے سروں جیسا ہے۔ بے شک یہ ”ذوق انک انت العزیز الکریم“ کا درخت گنہگاروں کا کھانا ہے۔ مانند پچھلے ہوئے تانبے کے کہ کھولتے ہوئے پانی کی طرح پیڑوں میں جوش مارتا ہے۔ اس نام بردہ درخت کو چمکے بے شک تو دنیا میں عزت والا با آبرو شخص تھا۔

ناظرین! اس مہل اور بے معنی تفسیر کے ساتھ اس بات کی طرف بھی خیال کرو کہ زقوم زأ کے ساتھ ہے اور ذوق ذال کے ساتھ اور دونوں کے معنی مختلف یہ اس شخص کی قرآن دانی ہے جو آنحضرت ﷺ کے کامل تتبع سے حصول نبوت کا دم بھرتا رہا۔ بھلا جس کی قرآن دانی کا یہ حال ہو کہ آیات قرآنی کو مہمل اور بے معنی قرار دے رہا ہو۔ اس کا کامل اتباع کس علم کی بناء پر تھا۔ احادیث تو مرزا قادیانی کے نزدیک سب ظنی اور قرآن ان کا مہمل اتباع کس چیز کا۔

۶..... ص ۶۶ کتاب مذکور آیت ”انطلقوا الی ظلل ذی ثلاث شعب

(مـرسـلات: ۲۰) ”کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ”یعنی اے بدکار و گمراہ سہ گوشہ سائے کی طرف چلو جس کی تین شاخیں ہیں..... الخ۔“ اس آیت میں تین شاخوں سے مراد وقت سبھی بھی اور دای ہے۔ مرزا قادیانی نے تمام قوائے اور اکیہ کا نام قوت وہی رکھا ہے۔ جو قوائے اور اکیہ کی ایک قوت ہے اور قوت بھی کو قوت سبھی اور وہی کا تسلیم ٹھہرایا ہے۔ حالانکہ قوت بھی قوت ملکی کے مقابل ہے اور یہ دونوں قوتیں بھی اور ملکی ل کر انسان کی فطرت میں تین لطیفے پیدا ہوتے ہیں۔ ایک قوت سعی جس کا مقام قلب ہے۔ دوسری قوت عقلی جس کا مقام دماغ ہے۔ تیسری قوت شہوی و طبعی جس کا مقام جگر ہے۔

۷..... ناظرین! سورہ زلزال میں واقعات قیامت کا ذکر ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کی کتاب (ازالہ اوہام ص ۱۱۳ تا ۱۲۳، خزائن ج ۳ ص ۱۶۱ تا ۱۶۵) تک کا مطالعہ کرو۔ وہ اس کی جو تفسیر فرماتے ہیں اس کا خلاصہ یہ ہے: ”اذا زلزلت الارض زلزالها (زلزال: ۱)“ یعنی ان دنوں کا جب آخری زمانہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی عظیم الشان مصلح آئے گا اور فرشتے نازل ہوں گے۔ یہ نشان ہے کہ زمین جہاں تک اس کو ہلانا ممکن ہے۔ ہلائی جائے گی یعنی طبعیتوں اور دلوں اور دماغوں کو عایت درجہ پر جنبش دی جائے گی اور خیالات عقلی اور فکری اور سبھی اور بھی پورے پورے جوش کے ساتھ حرکت میں آجائیں گے۔ ”واخرجت الارض اثقالها (زلزال: ۲)“ اور زمین اپنے تمام بوجھوں کو باہر نکال دے گی۔ یعنی انسانوں کے دل اپنی تمام استعدادات مخفیہ کو بمصہ ظہور لائیں گے اور جو کچھ ان کے اندر علوم و فنون کا ذخیرہ ہے یا جو کچھ عمدہ عمدہ دلی اور دماغی طاقتیں و سیاقیتیں ان میں مخفی ہیں۔ سب کی سب ظاہر ہو جائیں گی..... اور فرشتے جو اس لیلۃ القدر میں مرد صالح کے ساتھ آسمان سے اترے ہوں گے ہر ایک شخص پر اس کی استعداد کے موافق خارق عادت اثر ڈالیں گے۔ یعنی نیک لوگ اپنے خیال میں ترقی کریں گے اور جن کی نگاہیں دنیا تک محدود ہیں۔ وہ ان فرشتوں کی تحریک سے دنیوی عقلوں اور معاشرت کی تدبیروں میں وہ یہ بیضا دکھلائیں گے کہ ”قال الانسان مالها (زلزال: ۳)“ ایک مرد عارف متحیر ہو کر اپنے دل میں کہے گا کہ یہ عقلی اور فکری طاقتیں ان کو کہاں سے ملیں۔ ”یومئذ تحدث اخبارها (زلزال: ۴)“ تب اس روز ہر ایک استعداد انسانی بزبان حال باتیں کرے گی کہ یہ اعلیٰ درجہ کی طاقتیں میری طرف سے نہیں بلکہ ”بان ربك اوحى لها (زلزال: ۵)“ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک وحی ہے جو ہر ایک استعداد پر بحسب اس کی حالت کے اتر رہی ہے۔ ”یومئذ یصدر الناس اشتاتاً لیروا اعمالهم فمن یعمل مثقال ذرة خیراً یرہ۔ ومن یعمل

مَثَقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ (زلزال: ۸ تا ۶) ”تب خدا تعالیٰ کے فرشتے ان تمام راست بازوں کو جو زمین کی چاروں طرفوں میں پوشیدہ طور پر زندگی بسر کرتے تھے ایک گروہ کی طرح اکٹھا کریں گے اور دنیا پرستوں کا بھی کھلا کھلا ایک گروہ نظر آئے گا۔ تاہر ایک گروہ اپنی کوششوں کے ثمرات کو دیکھ لیویں۔

اور (ص ۱۳۵) پر فرماتے ہیں کہ یہ عام محاورہ قرآن شریف کا ہے کہ زمین کے لفظ سے انسانوں کے دل اور ان کی باطنی قویٰ مراد ہوتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ جل شانہ ایک جگہ فرماتا ہے۔ ”اعملوا ان الله يحيى الارض بعد موتها“ اور جیسا کہ فرماتا ہے: ”البلد الطيب يخرج نباته باذن ربه (الاعراف: ۵۸)“ ایسے ہی قرآن شریف میں بیسیوں نظیریں موجود ہیں۔

ناظرین! یہ کس قدر سفید جھوٹ ہے کہ قرآن میں بیسیوں نظیریں ایسی موجود ہیں جن میں زمین سے مراد انسانوں کے دل اور ان کے باطنی قویٰ ہیں۔ مثال کے طور پر جو مرزا قادیانی نے دو مثالیں پیش کی ہیں۔ ان دونوں مثالوں میں بھی کسی مفسر اور ترجمان نے زمین کے معنی انسانوں کے دل اور باطنی قویٰ نہیں کئے۔ قرآن مجید میں کسی جگہ یہ معنی مراد نہیں لئے گئے اور نہ ہی کوئی لغت کی کتاب اس پر شاہد ہے۔ بلکہ قرآن مجید میں بہت سی ایسی جگہیں ملیں گی کہ جہاں اگر مرزا قادیانی کے معنی مراد لئے جائیں تو قرآن مجید کا مضمون بالکل مہمل ٹھہرتا ہے۔ مثلاً: ”الذی خلق لکم مافی الارض جمیعاً (البقرہ: ۶۹)“ وہ اللہ ہے جس نے زمین کی تمام چیزیں تمہارے لئے پیدا کیں۔ کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ جو شر، کفر، الحاد یا نیک خیالات تمہارے دلوں اور باطنی قویٰ میں موجود ہیں۔ تمہارے لئے پیدا کئے ہیں اور فرمایا: ”والارض بعد ذالک دخھا“ اور زمین کو آسمانی پیدائش کے بعد بچھایا۔ کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ انسانوں کے دل اور باطنی قویٰ آسمانوں کی پیدائش کے بعد بچھائے گئے۔ جب شروع سورۃ میں زمین کے معنی ہی مرزا قادیانی نے غلط کئے تو پھر کیوں نہ ان کی تمام تفسیر پھر ٹھہری۔

خشتِ اڈل گر نہد معمار کج

تاثریاءے رود دیوار کج

حضرات! مرزا قادیانی کی مذکورہ بالا تفسیر میں غور کرو تو معلوم ہوتا کہ یہی دنیا دار العمل ہے اور یہی دارالجزاء۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ”اذا اردنا ان نهلك قرية امرنا مترفيها ففسقوا فيها (اسرائیل: ۱۶)“ جب ہم ارادہ کرتے ہیں کہ کسی بستی کو ہلاک کر دیں تو عیاش

لوگوں کو ان پر مسلط کر دیتے ہیں۔ جو فسق و فجور میں انہیں مبتلا کر دیتے ہیں۔ اس وقت جو اس عظیم الشان مصلح یعنی مرزا قادیانی کا زمانہ ہے۔ دنیا کا حال دیکھو کہ تقریباً تمام لوگ پوری ہمت اور توجہ تام سے دنیا میں منہمک ہو گئے۔ خدا اور آخرت کو بالکل بھول گئے ہیں دنیوی صنائع و بدائع میں باریک بینیوں دکھاتے ہیں۔ محض دنیوی فوائد کی خاطر ایسے آلات کو ایجاد کرتے ہیں جو نسل انسانی کو تباہ کرنے والے ہیں۔ انسانی فضائل و اخلاق کی بجائے رذائل نفسانی کے ملکات حاصل کر رہے ہیں۔ خدا کی بندگی چھوڑ کر اور ضمیر فروشی کر کے مخلوق کی غلامی اور بندگی میں تمام دنیا ہی نہیں بلکہ خود حضرت مصلح بھی گرفتار رہے۔ دجالوں اور فرعونوں کی کثرت ہے۔ فتنہ و جالیت اکثر نفوس میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ ہر شخص کو اپنی راؤن پر ناز ہے۔ علوم سماوی کی تاویل ہر شخص اپنی رائے پر کرتا ہے۔ جن کا نمونہ ہم خود مصلح صاحب کی تقاسیر سے پیش کر رہے ہیں۔ خدا کا ذرہ بھر دل میں باک نہیں۔ اخروی مواخذہ پر ایمان اور یقین نہیں۔ جدھر کسی کا جی چاہتا ہے آیات قرآنی کو کھینچ لے جاتا ہے۔ اس مصلح کے ساتھ جو فرشتے اترے انہوں نے قوائے باطنہ انسانیہ میں جو تحریک پیدا کی اور اس تحریک کے جو کمالات بھی ظہور میں آئے۔ جن کے ثمرات آج دنیا کے تمام نیک و بد چکھ رہے ہیں اور معاشیات میں سب سچے کا عذاب بھگت رہے ہیں۔ واقعی یہ سب باتیں اس مصلح کی عظمت شان کی دلیلیں ہیں۔ اس مصلح میں معجزات، کرامات، خوارق عادات امور جو ہر اہل کمال کو لازم ہوتے ہیں۔ بذات خود تو موجود نہ تھے۔ البتہ جو خوارق مغربی اقوام نے مادے میں دکھائے ہیں۔ وہ سب مادی خوارق انہی کے ہیں۔ جیسا کہ ان کی مذکورہ تفسیر سے آپ پر واضح ہو چکا ہو گا کہ فرشتے ہر ایک شخص کی استعداد کے موافق خارق عادت اثر ڈالیں گے۔ ارباب صنعت صنعتوں میں خرق عادت دکھا رہے ہیں اور مرزائیوں کی راست باز جماعت نے تاویلات میں عادات و قوانین لسانی میں خرق عادات کر دکھایا ہے۔ باقی رہے روحانی خوارق وہ مولوی نور الدین قادیانی و محمد علی قادیانی وغیرہ مرزائیوں نے اور خود مرزا قادیانی نے پہلے نبیوں کے بھی اڑا دیے ہیں۔

۸..... سورہ نگور کی آیت: ”وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ (التکوید: ۴)“ کی تفسیر ایام صلح وغیرہ کتب میں یوں کرتے ہیں کہ جب ریل گاڑیوں کی کثرت سے اونٹ بیکار ہو جائیں گے اور ”اذا النفوس زوجت (التکوید: ۷)“ کی کہ ریل گاڑیوں وغیرہ میں مختلف جگہوں اور قوموں اور مذہبوں کے لوگ جمع کئے جائیں گے۔ ”وَإِذَا الْعُقُودَةُ سُئِلَتْ (التکوید: ۸)“ یہ کہ زندہ گاڑی لڑکیوں کی نسبت حکومت انگلشیہ کی عدالتوں میں بہ نسبت پہلے زمانوں کے زیادہ باز پرس ہوگی۔

اس طرح باقی آیات کے حسب ذوق زمانہ معنی کر کے اپنی صداقت و بعثت کے یہ نشان دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

حضرات! کیا کوئی اونٹ دنیا میں آپ کو بیکار نظر آتا ہے اور پھر عشار عربی زبان میں دس ماہ کی گاجھن اونٹنی کو کہتے ہیں۔ جن کے بیکار ہو جانے کے یہ معنی ہیں کہ قیامت کے ہول اور صدمہ سے حمل ان کے چھن جائیں گے اور مرزا قادیانی اس سے عام اونٹ مراد لیتے ہیں اور پھر موسم حج میں اطراف جوانب کے سب لوگ جمع ہوتے رہے۔ ترویج نفوس کی خصوصیت مذکورہ معنوں میں اس زمانہ کے ساتھ کیونکر ہوئی اور اگر ترویج نفوس سے گورنمنٹ انگلشیہ کے عدل کی تعریف ہو کہ شیر، بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں۔ تو یہ بھی کوئی ماننے والا نہیں۔ ہزاروں خون ہر روز ہوا کرتے ہیں اور مودودہ کیا کئی خون بدر ہو چکے ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ کا خوف نہ ہو تو ہم مرزائیوں کی نسبت بہترین تاویل ان آیات کی کر سکتے ہیں۔ مگر ہمارے نزدیک سورہ نکویر کی یہ سب آیات علامات وقوع قیامت ہیں۔

اگر زمانہ حال کے مبعوث نبی، امام مہدی، مسیح موعود، خلیفہ عظم مرزا قادیانی کے ورود مسعود سے ان آیات کے معنوں کی مناسبت چاہو تو ان آیات کی یہ تاویل بہت موزوں اور دنیا کے حال کے مطابق ہے۔ سنئے قولہ تعالیٰ: ”اذا الشمس كورت (التکویر: ۱)“ جب سورج لپیٹ لیا جائے گا۔ یعنی آفتاب دین حق کی شعاعیں نفوس انسانی کے دلوں سے اٹھ کر اپنے مرکز کی طرف چلی جائیں گے اور دنیا پر کفر اور معصیت کی تاریکی چھا جائے گی۔ ”واذا النجوم انكدرت (التکویر: ۲)“ اور جب ستاروں یعنی علماء کا نور گدلا پڑ جائے گا۔ ”واذا الجبال سيرت (التکویر: ۳)“ اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے۔ یعنی مرزا غلام احمد قادیانی جیسی ہستیاں جو ہمت و استقلال، ایمانی قوت اور روحانی طاقت اور اخلاقی صلاحیت میں اپنے پہاڑ ہونے کا دم بھرتی ہوں گی اور اپنے آپ کو مجدد، امام اور انسان کامل سمجھتی ہوں گی اور اپنی زمین یعنی جماعت کی اوتاد ہوں گی۔ حکومت کے تازیانہ کے آگے ایسی چلائی جائیں گی۔ گویا کہ وہ انہی کے غلام اور بندے ہیں اور چہ جائیکہ موسیٰ علیہ السلام کی طرح یہ کہہ کر کہ ”وتسلک نفعہ تمنہا علی ان عبدت (الشعراء: ۲۳)“ بنی اسرائیل اور یہ حیرا احسان ہے مجھ پر کہ تو نے میری قوم بنی اسرائیل کو غلام بنالیا۔ اپنی قوم اور ملت کو حکومت کے پنجے سے آزاد کرائیں۔ بلکہ خود حکومت کی غلامی اور بندگی کو خدا تعالیٰ کی ایک نعمت عظمیٰ سمجھیں گے اور اس کے شکر یہ میں شب و روز رطب السان رہیں گے۔ جہاد کو موقوف کریں گے۔ حکومت کے قوانین کے مقابلہ قوانین اور موازین شرعیہ متعلقہ

خلافت کو بیکار سمجھیں گے۔ اقامت عدل و انصاف کو حکومت کے اختراعی قوانین میں منحصر ہو جائیں گے۔ مسلمانوں پر کفر کے فتوے لگا کر ان میں تفریق پیدا کریں گے اور اپنے کفریات کا نام اسلام رکھیں گے۔ حکومت کو مسلمانوں سے بدظن کریں گے اور ان کی آزار رسانی کے درپے رہیں گے۔ ”واذا العشار عطلت (التکویر: ۴)“ ﴿عشار شتق من العشرۃ بمعنی دس﴾ یعنی اور جب دس انسانی قوتیں پانچ حواس ظاہری اور پانچ باطنی، شہوانی، نفسانی اور مادی خیالات سے مملو ہونے کی وجہ سے ایسی بیکار ہو جائیں گی کہ وہ حقائق علوم اسلام کے سمجھنے کے قابل نہیں رہیں گی۔ دوسرے طور پر یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ عشار عرب کا نفیس ترین مال سمجھا جاتا ہے اور ہر انسان کے لئے نفیس ترین مال اس کی روح ہے۔ جسے آج دنیا نے شہوات نفسانی میں مستغرق ہو کر بیکار اور ردی کر دیا ہے۔ پس عشار سے مراد نفس انسانی ہے۔ ”واذا الوحوش حشرت (التکویر: ۵)“ اور جب وہ فنی روشنی کے لوگ جن کو اسلامی عقائد حقہ و علوم صادقہ کے سننے سے وحشت اور نفرت ہوگی اور وہ اسلام سے ڈر لگا جائیں گے۔ مرزا قادیانی کی ترجمانی اپنی ہوائے نفسانی کے مطابق پا کر وہ ایک سلسلہ میں منسلک ہو جائیں گے اور ایک جماعت قادیانی بن جائے گی۔ ”واذا البحار سجرت (التکویر: ۶)“ اور جب حقائق علوم شرعیہ کے دریا جو قرآن و حدیث کے مقدس اور شفاف الفاظ میں صاف بہتے نظر آ رہے ہیں۔ ان کے ان آثار کو جو مسلمانوں کے نفوس میں تھے۔ دجالی فتنہ کی آگ سے پھونک کر خاک سیاہ کیا جائے گا اور بہ تکلف حقائق سوزی کی کوشش کی جائے گی۔ ”واذا النفوس زوجت (التکویر: ۷)“ اور جب روحیں اور جسم مل کر مادہ پرستی سے دونوں ایک مادی شے ہو جائیں گی۔ روحانیت لوگوں میں مطلقاً نہیں رہے گی۔ ”واذا المودة سئلت باى ذنب قتلت (التکویر: ۸: ۹)“ اور جب اسلامی صداقتیں جو دنیوی اور معاشی عقل کو مستبعد معلوم ہونے کی وجہ سے مرزا قادیانی جیسے لوگ ان کو زندہ درگور کر دیں گے تو علماء دین جو حق پر ہوں گے دنیا کے حال سے متوجہ ہو کر ان صداقتوں سے سوال کریں گے کہ کس قصور پر تمہارا خون کیا گیا۔ کیا قرآن شریف کی منصوص عبارتیں اور سیاق و سباق اور محکم آیات تمہاری تصدیق نہیں کر رہیں۔ وہ بزبان حال جواب دیں گی کہ ہمارے وجود اور تحقیق میں تو کوئی شک نہیں۔ لیکن آج مسلمانوں کو شرم آتی ہے کہ وہ غیر اقوام کے سامنے بھی پیش کریں۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں زندہ درگور کر کے زمانہ کے مذاق کے مطابق قرآن و حدیث کی خود ساختہ ترجمانی دنیا کو دکھائیں۔ ”واذا الصحف نشرت (التکویر: ۱۰)“ اور جب اخبارات و رسائل کے ذریعے گمراہی پھیلانی جائے گی۔ ”واذا السماء كسحت

(التکویر: ۱۱) ”اور جب آسمان کی کھال اتاری جائے گی۔ یعنی لوگ آسمانوں کے وجود سے انکار کریں گے۔ نیز سماوی علوم کی انکشافات جدیدہ مادیہ پر تحقیق ہوگی اور وہ ان مادی علوم کے معیار پر پرکھے جائیں گے۔ جو اس نئی روشنی کی عینک سے ٹھس تو ہمت معلوم ہوں گے۔ مجددین زماں زمانہ کے مذاق کے مطابق تاویلات باطلہ و تحریفات لفظیہ و معنویہ کا وہ لباس ان کو پہنائیں گے جو نئی روشنی کے لوگوں میں مقبول ہو اور نہ صرف لباس کی تبدیلی کریں گے بلکہ قلب حقائق سے صاحب لباس کی صورت بھی بدل دیں گے اور شرک صفت لوگ جو نئی روشنی اور نیز توحید اور ایمانی روشنی سے کورے اور اندھے ہوں گے وہ احمد رضا جیسے بریلوی اصحاب کے پھندے میں آئیں گے۔ وہ انہیں شرک و بدعت کی تاریکیوں میں ہلاک کریں گے۔“ وَاِذَا الْجَحِيْمُ سَعِرَتْ (التکویر: ۱۲) ”اور جب دنیا میں دوزخ خالص مومنوں کے لئے بھڑکائی جائے گی اور ان کو طرح طرح کی ایذائیں اور تکلیفیں دی جائیں گی۔“ وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ (التکویر: ۱۳) ”اور حکومت پرست پیروں، مرشدوں، مجددوں کے لئے جنت قریب کی جائے گی اور خورد و نوش، پوشش، وجاہت اور ریاست میں دنیا کی ہر قسم کی عیشوں سے علی فرق مراتب محفوظ اور متلذذ ہوں گے۔“ عَلِمْتَ نَفْسَ مَا احْضَرْتُ (التکویر: ۱۴) ”عہد دولت انگلشیہ میں ہر شخص اپنے کئے کی سزا جزا بھگتے گا۔ علماء دین میری مذکورہ تاویلات کو مردود نہ سمجھیں۔ قرآن مجید کی یہ بھی ایک خوبی ہے کہ وہ فن اعتبار میں بھی ایک کامل کتاب ہے اور یہ مذکورہ اعتبار سے کو تفسیر نہیں ہیں۔ لیکن واقعات صحیحہ کے عین مطابق ہیں۔

ناظرین! ان واقعات جہالت و ضلالت پر جو مرزا قادیانی کے زمانہ میں شدت سے ظہور پذیر ہوئے۔ نگاہ ڈال کر بتاؤ کہ کیا دنیا کے یہ مذکورہ حالات نبوت اور فتوت میں مرزا قادیانی کی جلالت ہم کو ظاہر کر رہے ہیں یا دجالیت میں ان کی عظمت شان کو۔

۹..... قوله تعالى: ”وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ (المائدہ: ۱۱۰)“ اور جب تو اے مسیح علیہ السلام مٹی سے ایک پرندہ کی شکل بناتا تھا اور اس میں روح پھونکتا تھا اور وہ میرے حکم سے پرندہ بن کر اڑتا تھا۔ ﴿

مرزا قادیانی نے مسیح علیہ السلام کے اس معجزہ کا نام عمل التراب رکھا ہے اور اس کو اور ان کے دوسرے معجزوں کو مسریزم کی قبیل سے شمار کیا ہے۔ جو سحر کی ایک قسم ہے۔ کفار مسیح علیہ السلام نے بھی مسیح علیہ السلام کے ان معجزوں کا نام سحر رکھا تھا۔

ان کے متعلق (ازالہ ابہام حصہ اول ص ۳۰۸، خزائن ج ۳ ص ۲۵۷) پر فرماتے ہیں: ”اولیاء

اور اہل سلوک کی تواریخ و سوانح پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کالمین ایسے عملوں سے پرہیز کرتے رہے ہیں۔“

(ازالہ اوہام حصہ اول ص ۳۰۹، خزائن ج ۳ ص ۲۵۸) پرفرماتے ہیں: ”اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان عجوبہ نمایوں میں حضرت امین مریم علیہا السلام سے کم نہ رہتا۔“

(ازالہ اوہام حصہ اول ص ۳۱۰، ۳۱۱، خزائن ج ۳ ص ۲۵۸) پرفرماتے ہیں: ”واضح ہو کہ اس عمل جسمانی کا ایک نہایت برا خاصہ ہے کہ جو شخص اپنے تئیں اس مشغولی میں ڈالے اور جسمانی مرضوں کے رفع دفع کرنے کے لئے اپنی دل و دماغی طاقتوں کو (مسح علیہ السلام کی طرح) خرچ کرتا رہے۔ وہ اپنی ان روحانی تاثیروں میں جو روح پر اثر ڈال کر روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہیں۔ بہت ضعیف اور کمزور ہوتا ہے اور امر تنویر باطن اور تزکیہ نفوس کا جو اصل مقصد ہے۔ اس کے ہاتھ سے بہت کم انجام پذیر ہوتا ہے۔ بلکہ وجہ ہے کہ گو حضرت مسیح علیہ السلام جسمانی بیماریوں کو اس عمل کے ذریعے سے اچھا کرتے رہے۔ مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کی کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں ان کی کاروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام کے رہے۔ اٹھی!“

ناظرین! خدا تعالیٰ تو حضرت مسیح علیہ السلام کو لائن کے یہ نشانات رسالت یاد دلا کر عمل امتنان و احسان میں ان کا ذکر کرتا ہے اور ”بِاِذْنِی“ کہہ کر ان نشانوں کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے اور مرزا قادیانی کے نزدیک ان کے یہ سب معجزے بیکار، ٹکے اور قابل نفرت و کراہیت اور مزیل الروح اور امر رسالت کی تکمیل میں مزاحم ثابت ہوتے ہیں۔ کیا جو شخص انبیاء کی نسبت یہ گمان رکھے کہ وہ ٹکے، قابل نفرت، مسریم یعنی سحر اور جادو کے کام بھی کرتے رہے ہیں۔ آپ اس کو مسلمان سمجھیں گے؟ ہرگز نہیں۔ مرزا قادیانی جن کا ادراک صرف روح مادی اور جسمانی تک ہی محدود رہا وہ انبیاء کے مقامات عالیہ کو کیا سمجھیں۔ تمہمات معصفہ شاہ ولی اللہ صاحب میں خصوصیات انبیاء کا ملاحظہ کرو۔ وہ فرماتے ہیں کہ انبیاء کی ایک یہ بھی خصوصیت ہے کہ معجزات صرف ہمت سے ان سے صدر نہیں ہوتے۔ جیسا کہ کرامات اولیاء کہ ان میں اولیاء کی صرف ہمت کا بھی دخل ہوتا ہے۔ معجزات بلا تکلف انبیاء کی سیوغی قوت سے وقوع میں آتے ہیں۔ ان کی مشغولی کو مزاحم امر رسالت اور مزیل الروح قرار دینا خاصا نص نبوت سے لاعلمی کی دلیل ہے اور پھر آیات قرآنی سے تو حضرت مسیح علیہ السلام کی جلالت شان اور ان کا کامیاب ہونا ثابت ہوتا

ہے اور مرزا قادیانی ان کو نفوذ باللہ ناکام اور نکما ثابت کرتے ہیں اور اپنی مردودیت کو ان کی مقبولیت اور برگزیدگی پر ترجیح دیتے ہیں۔
 ۱۰..... ”سو یہ بات کہ اس کو امتی بھی کہا اور نبی بھی۔“

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۵۳۳، خزائن ج ۳ ص ۳۸۶)

ناظرین! یہ کس قدر سفید جھوٹ ہے۔ قرآن وحدیث میں کسی جگہ کسی نبی کو امتی نہیں کہا گیا۔ بلکہ قرآن کریم کی آیات مثل ولکل امۃ رسول وغیرہا سے صاف ظاہر ہے کہ امت اور رسول دو الگ مفہوم ہیں۔ امتی کو رسول اور رسول اور نبی کو امتی نہیں کہہ سکتے اور امتی نبوت جس کے مرزا قادیانی مدعی ہیں۔ ایک بے معنی شے ہے۔ خود مرزا قادیانی نے بھی (ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۵۵۵، خزائن ج ۳ ص ۴۱۰) پر اقرار کیا ہے کہ رسول اور امتی کا مفہوم متباہن ہے اور خیر الکثیر میں شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے مسیح علیہ السلام کے آخر زمانہ میں امتی ہونے کا خیال عام لوگوں کا خیال بتایا ہے اور اس خیال کی تردید کی ہے۔

۱۱..... (ازالہ اوہام ص ۵۲۹، خزائن ج ۳ ص ۳۸۴) وغیرہ کو بغور پڑھو اور بعض جگہ تو تمام احادیث کے متعلق صاف لکھا ہے کہ: ”حدیثیں سب ظنی ہیں۔“ (ازالہ اوہام ص ۶۵۴، حصہ دوم، خزائن ج ۳ ص ۴۵۳) پر تحریر فرماتے ہیں: ”اگر کوئی حدیث بھی قرآن کریم کے مخالف پاویں تو فی الفور اس کو چھوڑ دیں۔“ جیسا کہ اللہ جل شانہ قرآن کریم میں آپ فرماتا ہے: ”فبای حدیث بعدہ یؤمنون (الاحزاب: ۱۸۶)“ یعنی قرآن کریم کے بعد کس حدیث پر ایمان لاؤ گے۔ اور اسی صفحہ پر فرماتے ہیں: ”اکثر احادیث صحیح بھی ہوں تو مفید ظن ہیں۔ والظن لا یغنی من الحق شیئاً (الاحزاب: ۱۸۶)“

اور (ازالہ اوہام ص ۶۳۹) پر فرماتے ہیں۔ قرآن شریف کی آیات بینات محکمات کو کون سی حدیث منسوخ کر دے گی۔ ”فبای حدیث بعد اللہ وایاتہ یؤمنون (الجاثیہ: ۷)“

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۶۳۹، خزائن ج ۳ ص ۴۳۵)

ناظرین! یہی مذکورہ دونوں آیتیں جو مرزا قادیانی نے انکار حدیث میں پیش کی ہیں۔ منکرین حدیث انکار حدیث کی محکم دلیلیں سمجھتے ہیں۔ جس کے جواب میں ہم ان کو کہتے ہیں کہ: ”فبای حدیث بعد اللہ وایاتہ یؤمنون (الجاثیہ: ۷)“ کے سیاق و سباق کو دیکھو تو معلوم ہوگا کہ اس آیت میں آیات سے مراد صحیفہ قدرت کی آیات ہیں اور صحیفہ قدرت کی آیات جو ایک مکوئی کتاب ہے۔ جیسے اس کے ساتھ ابتداء میں الحکمۃ کی وحی ضروری تھی۔ ایسے ہی تربیت

روحانی کی کتب کے ساتھ بھی الحکمۃ یعنی علم حدیث کی وحی کا ہونا ضروری تھا۔ تفصیل اس کی رد الدجاء جلد حصہ دوم میں ہے۔ زیر سرفنی منکرین حدیث کی تردید مگر مرزائیوں کے پاس (جو باوجود حدیثوں کو ظنی سمجھنے کے پھر بھی بعض حدیثوں پر عمل کرتے ہیں اور ان سے اپنے مطالب کی حجت لیتے ہیں)

منکرین حدیث کے مقابل ان آیات کا کوئی جواب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خود مرزا قادیانی نے صاف لکھ دیا ہے کہ قرآن کریم کے بعد کون سی حدیث پر ایمان لاؤ گے۔ کیا یہ احادیث کا صریحاً انکار نہیں اور مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ اکثر احادیث اگر صحیح بھی ہوں تو مفید ظن ہیں۔ اس کا یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ اکثر حدیثوں کے سوا باقی حدیثیں تو جھوٹی ہیں اور یہ اکثر صحیح ہونے کا احتمال رکھتی ہیں۔ ظنی میں اور پھر اس کے ساتھ جو آیت تحریر فرماتے ہیں۔ ”ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً“ (یونس: ۳۶) ”صاف ان کے مقصود کو ظاہر کر رہی ہے کہ احادیث قابل عمل نہیں۔

ناظرین! تمام احکام شریعت کا مدار حدیث پر ہے۔ اگر حدیث نہ ہو تو قرآن مجید سے شریعت کے کسی شعبہ کے متعلق کوئی مترتب منہاج ہمیں معلوم نہیں۔ حالانکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”ولکل جعلنا شریعۃ ومنہاجاً“ (المائدہ: ۴۸) ”ہر ایک کے لئے ہم نے ایک شریعت اور دستور العمل مقرر کیا ہے۔ خود نماز کو ہی لے لو۔ قرآن مجید میں کہاں اس کی پوری صورت بیان کی ہے اور اس کے ارکان و آداب اور ان کی ترکیب کو بیان کیا ہے۔ احادیث پر ایمان لانا ایسا ہی ضروری ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید پر حدیث پر قرآن مجید کی فضیلت ایمان کی جہت سے نہیں کہ قرآن مجید کو یقینی اور قطعی وحی سمجھا جائے اور حدیث کو ظنی وحی۔ بلکہ یہ فضیلت صفات نفسیہ کی جہت سے ہے۔ جیسا کہ بعض سورہ قرآنی بعض فضیلت رکھتی ہیں۔ ایسے ہی قرآن مجید پر۔ باقی رہا ایمان سوجس کا حدیث پر ایمان نہیں۔ اس کا قرآن مجید پر بھی ایمان نہیں اور جو چیز ضرورت ایمانیہ میں داخل ہے۔ اگر اس کو ظنی قرار دو گے تو پھر تمام شرعی احکام سے دہشت بردار ہونا پڑے گا۔ منکرین حدیث کی طرح قرآن مجید کو جدھر چاہو کھینچو۔ شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ کی کتاب حجتہ الہیۃ وغیرہ کا مطالعہ کرو اور احادیث کی شان معلوم کرو۔ شاہ صاحبؒ نے اسرار دین پر یہ ایک مستقل کتاب لکھ کر قرآن مجید کی طرح احادیث یعنی شریعت محمدیہ کو بھی معجزہ ثابت کیا ہے اور احادیث بخاری و مسلم کے متعلق لکھا ہے کہ ان دونوں کتابوں کی سب حدیثیں صحیح ہیں۔ جو ان کی جلالت شان میں فرق کرے۔ وہ محدثین کے نزدیک مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہے۔ اگر یہ اصول

ظہر اذ کہ جو حدیث تمہاری اپنی رائے میں قرآن کے خلاف معلوم ہو۔ وہ نعوذ باللہ مردود ہے تو اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ کیوں نہیں قرآن مجید کے متعلق بھی اس اصول پر کار بند نہ ہونے کی عام مسلمانوں کو اجازت دے دیتے کہ جو باتیں قرآن مجید سے بھی ان کو اپنی رائے سے متناقض معلوم ہوں۔ ان کی تطبیق سمجھنے کی کوشش نہ کیا کریں۔ انکار کر دیا کریں۔ مرزا قادیانی نے احادیث کے خلاف جو اکابر اولیاء و علماء کے اقوال ازالہ ادہام میں پیش کئے ہیں۔ وہ سب ان کا افتراء ہے یا ان کی تافہی، اگر طوالت کا اندیشہ نہ ہوتا تو ہم ناظرین پر ثابت کر دیتے کہ جن بزرگوں کے اقوال مرزا قادیانی نے پیش کئے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی اپنے کشف کو احادیث پر ترجیح نہیں دیتا۔ شیخ عبدالقادر دہلوی کتاب فتوح الغیب میں بہ تصریحات لکھتے ہیں کہ جو کشف کتاب اور سنت کے مطابق نہ ہو۔ وہ رد کرنے کے قابل ہے۔ اکابر کے اقوال سے اپنے باطل عقائد و اعمال کو صحیح ثابت کر کے ان بزرگوں کو بھی متہم کرنا یہ ان دونوں فرقوں مرزائیوں اور بریلویوں کا خاصہ ہے۔ اکابر پر ان کا یہ لفظی و معنوی افتراء عام مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے ہوتا ہے۔

۱۲..... (ازالہ ادہام ص ۳۸۶، ۳۷۰ حصہ اول، خزائن ج ۳ ص ۲۹۰ تا ۲۹۷) تک آیات ذیل کی جو تفسیر مرزا قادیانی نے لکھی ہے۔ بغور پڑھو: ”ماقتلوہ وما صلبوہ ولكن شبه لهم ان الذين اختلفوا فيه لفي شك منه ما لهم به من علم الا اتباع الظن وماقتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ وكان اللہ عزیزاً حکیمًا وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته ویوم القیمة یكون علیہم شہیداً (النساء: ۵۷ تا ۱۶۰)“ اس آخری آیت لئؤمنن بہ کی تفسیر مرزا قادیانی یہ فرماتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر قیامت تک کوئی بھی اہل کتاب ایسا نہیں جو ہمارے مذکورہ بیان پر کہ وہ مسیح علیہ السلام کی صلیبی موت کے بارے میں شک میں ہے۔ ایمان نہ رکھتا ہو۔ قبل اس کے کہ وہ اس بات پر ایمان لائے کہ مسیح علیہ السلام اپنی طبعی موت سے گیا ہے اور پھر حلی قلم سے قسم اٹھا کر فرماتے ہیں کہ یہ معنی کشفی طور پر مجھ پر کھولے گئے ہیں۔

ناظرین! غور فرمائیے۔ قبل موت جس کے صریحاً یہ معنی ہیں۔ اس کی موت کے پہلے ان تینوں لفظوں میں مرزا قادیانی کی زیادتی کی قبل اس کے کہ وہ اس بات پر ایمان لائے کہ مسیح علیہ السلام اپنی طبعی موت سے مرگیا ہے۔ صریحاً تحریف قرآنی ہے۔ جو یہودیوں کا فعل تھا اور خدا پر افتراء ہے کہ کشفی طور پر یہ معنی خدا نے مجھ پر کھولے۔ کیا خدا تعالیٰ نعوذ باللہ! مرزا قادیانی کی طرح ایسا جاہل اور بے وقوف تھا کہ اس تین لفظوں کے مرکب اضافی کو جو ایک ناقص مرکب ہے۔ ایک

ناظرین! غور فرمائے کیا ایسی ترجائی کرنے والا شخص جس کی ترجائی ایک جلیل الشان نبی کی نبوت کو باطل کر دے۔ مسلمان ٹھہر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

دنیا میں جن کا دعویٰ تھا ہیں کاسر الصلیب

ثابت ہوئے وہی ہیں کہ تھے ناصر الصلیب

جو فاسد نتائج یہودیوں اور عیسائیوں کے عقیدہ صلیب سے پیدا ہوتے ہیں۔ وہی مرزا قادیانی کی تفسیر سے پیدا ہو رہے ہیں۔

۱۳..... مرزا قادیانی کی اسی کتاب ازالہ اوہام میں جس میں انہوں نے ایڑی چوٹی تک وفات مسیح علیہ السلام ثابت کرنے پر زور دیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے ان کا داہنا ہاتھ پکڑ کر آیت لئو من کے ایسے معنی ان کے ہاتھ سے کرا دیئے جن سے صاف حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی ثابت ہوتی ہے۔ یہ معنی ہیں جھوٹے کی شہ رگ کاٹنے کے۔ جس کا وعدہ قرآن مجید میں ہے۔ دیکھو! مرزا قادیانی نے لئو من فعل مستقبل کو تجد واستمراری کے معنوں میں لیا ہے۔ چلو اس کو بھی ہم تسلیم کر لیتے ہیں اور یہ کی ضمیر مجرد کا مرجع بیان مذکورہ کو ٹھہرایا ہے۔ گو یہ صحیح نہیں۔ مگر یہ بھی ہم کو مسلم اور موت کی ضمیر مضاف مجرد کا مرجع مسیح علیہ السلام کو ٹھہرایا ہے۔ جو ہمارے نزدیک بھی مسلم ہے اور قتل موت کے معنوں میں جو انہوں نے اپنی طرف سے ایک لغو اور تحریفی فقرہ زیادہ کیا ہے۔ ہر اہل زبان کے نزدیک آیت کے الفاظ اسے ہرگز اپنے اندر جگہ نہیں دیتے۔ لہذا اسے چھوڑ دو اور مرزا قادیانی کے مذکورہ مسلمات کے رو سے آیت لئو من بہ کے معنی کر دو تو یہ ہوں گے کہ کوئی اہل الکتاب نہیں۔ جو مسیح علیہ السلام کی موت کے پہلے ہمارے مذکورہ بیان پر ایمان نہ رکھتا ہو۔ آیت مذکور کے تمام الفاظ کے جو معنی مرزا قادیانی نے تسلیم کئے ہیں۔ دیکھو! انہی کے رو سے حضرت مسیح کی صاف زندگی ثابت ہو رہی ہے۔ کیوں نہ اس زمانہ کے اور نزول مسیح علیہ السلام تک اس سے بعد کے اہل الکتاب کا ایمان مسیح کی موت کے پہلے جب ہی درست ہو سکتا ہے کہ مسیح علیہ السلام اس وقت تک مرا نہ ہو۔ ہم مرزائی صاحبان کو چیلنج دیتے ہیں کہ وہ موت کی ضمیر مسیح علیہ السلام کی طرف جیسا کہ مرزا قادیانی نے اپنے کشف کے رو سے پھیری۔ پھیر کر اس آیت کے کوئی ایسے صحیح معنی بنا دیں۔ جس سے حیات مسیح علیہ السلام ثابت نہ ہو۔ تو میں مرزائی ہونے کے علاوہ خدا کی قسم ایک سو روپیہ انعام بھی دوں گا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ عظیم الشان نشان جو بموجب وعدہ قرآنی ایک جھوٹے کی شہ رگ کاٹنے سے ظاہر ہوا۔ جس میں ایسے شخص کے ہاتھوں مسیح علیہ السلام کی حیات ثابت کر دی۔ جس نے وفات مسیح پر ایڑی چوٹی تک زور لگایا اور اس کام کو اپنی زندگی کی علت غائی اور مہتم بالشان کام

سمجھا کہ قرآن مجید کی سچائی کی دلیل نہیں اور کیا منکرین قرآن کے لئے اور ان بادی خیال کے لوگوں کے لئے جو باوجود قرآن مجید کو کلام الہی سمجھنے کے حیات مسیح اور ان کے آخری زمانہ میں نزول کے منکر ہیں۔ خدا تعالیٰ کا یہ نشان حجت نہیں۔ ”فاعتبروا یا اولی الابصار (الحشر: ۲)“

۱۳..... مذکورہ بالا آیت کے جو معنی مرزا قادیانی نے کئے ہیں۔ ان سے ایک اور طور سے بھی مسیح علیہ السلام کی زندگی ثابت ہوتی ہے۔ اس طرح کہ پارہ ۷ سورہ مائدہ کے اخیر میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مسیح علیہ السلام خدا تعالیٰ کے سوال کے جواب میں قیامت کے دن فرمائیں گے۔ ”وکننت علیہم شہیداً مادمیت فیہم فلما توفیتنی کننت انت الرقیب علیہم (المائدہ: ۱۱۲)“ میں ان پر نگراں رہا۔ جب تک کہ ان کے سچ میں رہا۔ پھر جب تو نے مجھے توفی دے لی تو پھر تو ہی ان پر نگہبان تھا۔ لہٰذا اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح علیہ السلام کی توفی اہل الکتاب کے سچ میں ہوئی، توفی تک وہ ان کے سچ میں رہے اور ان کی نگرانی کرتے رہے۔ اگر ان کی نگرانی سے کوئی شے مانع ہوئی ہے تو وہ شے ان کی توفی ہی تھی۔ اگر توفی کے معنی اس مقام میں موت اور وفات کے لئے جائیں تو پھر وہ اہل الکتاب جن کے سچ میں ان کی توفی ہوئی۔ مسیح کی صلیبی موت کے بارے میں کیونکر شک میں رہ سکتے تھے۔ حالانکہ مرزا قادیانی بہ تصریح تمام ازالہ ادہام میں آیت لہٰذا کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ کوئی بھی اہل الکتاب ایسا نہیں جو مسیح کی صلیبی موت کے بارے میں شک اور ظن میں نہ ہو اور ایک جگہ یہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ ان ایسا حصر کامل کا قاعدہ دیتا ہے کہ اگر اہل الکتاب میں سے ایک فرد بھی باہر رہ جائے تو یہ لفظ غیر مؤثر ٹھہرتا ہے۔

پس لامحالہ یہاں توفی کے معنی ایک امر خلاف عادت کے ظہور کے تسلیم کرنے پڑیں گے۔ یعنی روح بمع جسد عنصری قبض کئے جانا۔ یعنی مسیح علیہ السلام کو زندہ دنیا سے اٹھالینا۔ یہ خرق عادت مالوف اذہان نہ ہونے کی وجہ سے اہل الکتاب کے شک کا موجب ہوا اور ایسی صورت میں ان کا شک میں پڑ جانا بعید نہیں۔ بلکہ قرین قیاس ہے۔ مرزائی صاحبان میں نے آپ پر آپ کے امام کے معنوں سے ہی توفی کے معنی قبض روح بمع جسد عنصری ثابت کر دیئے ہیں۔ جس پر مرزا قادیانی نے ایک ہزار روپیہ انعام رکھا ہوا تھا۔ آپ یا تو میرے اس ثبوت کو توڑ دیں یا مجھے ایک ہزار روپیہ انعام دے کر مرزا قادیانی کو قرض سے سبکدوش کریں۔ میں مولوی نور الدین کے عہد خلافت میں بھی بذریعہ اخبارات و بذریعہ ڈاک یہ ثبوت پیش کر کے انعام کا مطالبہ کر چکا

ہوں۔ امید ہے کہ اب مرزا قادیانی کے خلف الرشید میاں محمود صاحب یا تو انعام دے کر مرزا قادیانی کو قرض سے سبکدوش کریں گے یا میرے اس ثبوت کو رد کریں گے۔

نوٹ: مرزائی صاحبان اپنی نا فہمی سے اس مقام پر اعتراض کیا کرتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام اگر دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور عیسائیوں کی گمراہی کو معلوم کریں گے تو پھر کیا وہ خدا تعالیٰ کے سامنے جھوٹ بولیں گے کہ مجھے ان کی گمراہی کا کوئی علم نہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ سورہ مائدہ میں ان اہل الکتاب کی نسبت سوال ہے جو مسیح علیہ السلام کے زمانہ میں موجود تھے اور آخری زمانہ کے اہل الکتاب کے حالات پر ان کی شہادت کا ذکر چھٹے پارہ میں آیت لہو من کے ساتھ ہے۔ ”وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا (النساء: ۱۵۹)“

۱۵..... (ازالہ ابہام ص ۳۸۶ تا ۳۹۰ حصہ اول، خزائن ج ۳ ص ۲۹۰ تا ۲۹۶) میں غور کرو اور پھر انہی صفحات میں آیت ”وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ“ کی تفسیر دیکھو۔ مرزا قادیانی اس آیت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ یقیناً یہودیوں نے مسیح علیہ السلام کو قتل نہیں کیا کہ وہ ان کے اس عقیدے کے بموجب کہ مصلوب کی روح ملعون ہوتی ہے۔ نفوذ باللہ! جہنمی ٹھہرتا۔ بلکہ خدا نے عزت کے ساتھ ان کی روح کو اٹھالیا ہے اور قتل سے بچا لیا ہے کہ مبادا یہودیوں کے اعتقاد کے اثر سے جہنمی نہ ہو جائیں۔

یہ میں نے مرزا قادیانی کی تفسیر کا خلاصہ اپنے لفظوں سے بیان کیا ہے۔ ناظرین غور فرمائیے کہ کیا کوئی کسی کے باطل عقیدے کے اثر سے جہنمی ہو جاتا ہے۔ ہرگز نہیں اور مرزا قادیانی کا یہ خیال کہ یہودیوں پر ان کے اعتقاد کے بموجب مسیح علیہ السلام کا نبی برحق ہونا خدا کو ثابت کرنا مطلوب تھا کہ وہ تمہارے اعتقاد کے بموجب بھی قتل بالصلیب یعنی لعنتی موت سے نہیں مرے۔ اس خیال کی تردید نمبر (۱۲) میں ہو چکی ہے کہ خدا نے یہودیوں پر قتل سے بچے رہنا ثابت نہیں۔ بلکہ بقول مرزا قادیانی خود دانشہ انہیں شک میں ڈالے رکھا۔ جب مرزا قادیانی کی فاسد تفسیر کی رو سے اس مذکورہ آیت میں صرف روح کا رفع ثابت نہ ہوا تو پھر لفظ بل کے ماقبل و مابعد میں منافات کے سوائے اس کی اور کوئی صورت نہیں ہو سکتی کہ قتل و صلیب کا واقعہ مسیح علیہ السلام پر نہیں گذرا۔ وہ تو واقعہ صلیب سے پہلے ہی اٹھائے گئے تھے۔ یہودیوں نے غلطی سے ایک منافق کو جو چہرے کی مشابہت سے بظاہر مثیل مسیح علیہ السلام بنایا گیا تھا۔ مسیح علیہ السلام جان کر قتل کیا ہے اور مسیح علیہ السلام کو زندہ اپنی طرف اٹھالیا ہے۔ (نکتہ عجیبہ: ایک مثیل مسیح علیہ السلام کو جو منافق تھا۔ جسمانی طور پر صلیب پر موت دے کر تو ریت کے حکم کے بموجب خدا تعالیٰ نے لعنتی بنا دیا اور

دوسرے جموعے میں مسیح کو روحانی طور پر پوجہ تاویلات فاسدہ بردار مردن کا سماں دکھا دیا۔) اگر یہ کہو کہ منافقات سے یہ تو ثابت ہوا کہ رفع واقعہ صلیب سے پہلے ہوا تھا۔ لیکن زندہ اٹھایا جانا کس طرح ثابت ہوا تو اس کا جواب یہ ہے کہ سورہ مائدہ کی آیت سے ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ مسیح علیہ السلام کی توفی اہل الکتاب کے بیچ میں ہوئی تھی۔ اگر یہ توفی بمعنی موت ہوتی تو واقعہ قتل وقوع میں ہی نہ آتا۔ اگر یہودیوں کو ان کی موت کا پتہ نہ لگتا تو عیسائی ہی کہہ سکتے تھے کہ قتل کس کو کر رہے ہو۔ مسیح علیہ السلام تو فوت ہو چکے ہیں۔

۱۶..... صلب کے معنی مرزا قادیانی اور ان کی جماعت بردار مردن کے لیتی ہے جو کسی لغت کی کتاب میں نہیں۔ لغات عربیہ میں اس کے معنی بردار کشیدن یعنی سولی پر چڑھانے کے ہیں۔ جس کی نفی خدا تعالیٰ نے مصلوبہ میں کر دی کہ خدا نے مسیح علیہ السلام کو سولی پر چڑھنے نہیں دیا۔

اور پھر یہ بات غور کے قابل ہے کہ جن جرائم پر خدا تعالیٰ نے یہودیوں کو تحریم طہیات کی سزا دی۔ ان میں سے ایک جرم ان کا یہ شائع کیا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ہم نے مسیح علیہ السلام کو قتل کر دیا ہے۔ اگر مسیح علیہ السلام پر قتل و صلب کے فعل کا کچھ بھی وقوع ہوتا تو بجائے قول کے کہ ”وقولہم انا قتلنا“ اس سنگین جرم کا ذکر کیا جاتا نہ کہ قول کا۔ پس جب مسیح علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا ہی نہیں گیا اور مذکورہ دلیل نمبر (۱۵) سے موت بھی ان پر نہیں آئی تو پھر صاف ظاہر ہے کہ وہ زندہ دنیا سے اٹھائے گئے۔

۱۷..... آیت ”لیقؤمنن“ میں ”لیقؤمنن“ بموجب قواعد عربیہ خالص استقبال کے معنوں میں آتا ہے اور اس آیت کے صاف اور صریح معنی یہ ہیں کہ کوئی اہل الکتاب نہیں۔ مگر مسیح علیہ السلام کی موت کے پہلے ضرور اس پر ایمان لے آوے گا۔ یعنی مسیح علیہ السلام کا آخر زمانہ میں نزول ہوگا۔ اس وقت ان کی موت سے پہلے سب اہل الکتاب ان پر ایمان لے آویں گے اور یہ کوئی بعید بات نہیں کہ سب لوگ کرہاً و طوعاً قانون اسلام کو تسلیم کر لیں۔

کیا آپ موجودہ زمانہ میں دیکھ نہیں رہے کہ تمام رعایائے سلطنت انگلشیہ کرہاً و طوعاً قانون حکومت کے مطیع و منقاد ہے اور خدا تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ وہ اللہ جس نے اپنا رسول سچا دین اسلام دے کر بھیجا اس کا ارادہ ہے کہ وہ ایک زمانہ میں اس دین کو تمام ادیان پر نہ صرف دلائل و براہین سے بلکہ قبول اطاعت و انقیاد سے غالب کرے اور نیز فرماتا ہے کہ ”ولنؤیہ شہادۃ اللہ لہدکم اجمعین“ کلمات الہیہ میں سے یہ بھی ایک اللہ تعالیٰ کا کمال ہے کہ اگر وہ چاہے تو سب کو ہدایت دے دے۔

اور سورۃ فاتحہ میں الحمد للہ! جس کے معنی یہ ہیں کہ تمام کمالات خدا تعالیٰ کی ذات کو ثابت ہیں جو کمالات ہیں۔ وہ معصہ مظہور میں ضرور آنے والے ہیں۔ پس یہ کمال بھی ضرور معصہ مظہور میں آئے گا۔ جس کا وقوع و ظہور نزول مسیح علیہ السلام کے زمانہ میں موقوف و مقدر رکھا گیا ہے۔

نکتہ: واؤ عاظمہ چھوڑ کر آیت یونس بہ کے عدد ۱۴۳۰ ہوتے ہیں اور ”الحمد لله رب العلمین الرحمن الرحیم ملک يوم الدين (الفاتحہ: ۱ تا ۳)“ کہ وہ زمانہ جس میں صفات اربعہ الہیہ یعنی ”رب العلمین (الرحمن الرحیم ملک يوم الدين)“ کا جلوہ دنیا میں کھلے طور پر نمایاں ہوگا اور بموجب ارشاد انجیل بھی خداوند کی بادشاہت ہوگی۔ یعنی حدود و تقاضا وغیرہ میں دین حق کی سلطنت ہوگی۔ وہ ۱۴۳۰ھ ہوگا۔

تمہیات میں شاہ ولی اللہ صاحب کی جو پیش گوئی ہے۔ وہ عرصہ بھی اسی قدر ہوتا ہے۔

”والله اعلم بالصواب“

مرزا قادیانی نے ایک بڑا یہ کام کیا ہے کہ اپنی لاعلمی اور ناہنجی اور جہالت سے یا محض وجہالت سے قرآن مجید سے بکثرت تناقضات پیدا کئے ہیں اور تلوم حقہ کا ابطال کر کے الہ ایمان کو تذبذب میں ڈالا ہے۔ وفات مسیح علیہ السلام کی جو تیس آیات ازالہ اوہام میں پیش کی ہیں۔ ان سب میں سے صرف سبھی ایک آیت ”فلما توفيتني“ کی تھی۔ جس سے ہم اور خود مرزا قادیانی کی مدد سے مسیح علیہ السلام کی زندگی قطعی طور پر ثابت کر چکے ہیں۔ باقی سب مرزا قادیانی کے موہوم تناقضات ہیں دراصل ان میں سے کوئی وفات مسیح کی دلیل نہیں۔ مثلاً مسیح کھاتا کہاں سے ہے۔ بول و براز کہاں کرتا ہے۔ زکوٰۃ کیونکر ادا کرتا ہے۔ وہ اتنی دراز عمر میں ارذل انعم تک کیوں نہیں پہنچا۔ وغیرہ! لایعنی اعتراضات کا جواب کئی طور سے ہو سکتا ہے۔ ازاں جملہ یہ کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”ان یوما عند الله کالف سنة مما تعدون (الحج: ۲۷)“ اللہ کے ہاں ایک دن تمہارے ہزار سال کے برابر ہے۔ مسیح علیہ السلام کا رفع چونکہ خدا کی جانب ہے۔ لہذا اب تک وہاں صرف تقریباً دو دن گزارے ہیں۔ جو اس بطنی الحریکت عالم اجسام کے امتداد موہوم میں ۱۹۴۵ء سال بنتے ہیں اور ایک دو دن کے عرصہ پر کھانے پینے وغیرہ کے اعتراض کیسے۔

دیکھو! زمانہ کی تحقیق شاہ ولی اللہ صاحب کی کتاب خیر الکثیر میں آیت یونس بہ کے صحیح معنوں پر جو مرزائیوں نے اعتراض کئے ہیں۔ ان میں سے صرف تین اعتراض قابل جواب ہیں۔ جن کے متعدد جواب ہو سکتے ہیں۔ ان ہر سہ اعتراضات کا ماحصل ایک ہی ہے۔ یہ کہ قرآن

مجید کی تین چار آیات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اختلاف دنیا میں تاقیامت باقی رہے گا۔ پھر یہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ مسیح علیہ السلام کے زمانہ میں سب لوگ ایک دین پر جمع ہو جائیں گے۔ اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ”اقم الصلوٰۃ لدلوك الشمس الى غسق الليل (اسرائیل: ۷۸)“ قائم کرو نماز کو دن ڈھلے سے رات گئے تک۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ دن ڈھلے سے لے کر رات گئے تک برابر نماز میں ہی کھڑے رہو۔ ہرگز نہیں۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ ان دونوں حدوں کے درمیان تمہارے نماز کے اوقات ہیں۔ ایسے ہی اختلاف کفر و ایمان کے اوقات بھی ابتدائے نوع انسان سے قیامت تک بتائے گئے ہیں۔ جس سے یہ نہیں سمجھا جاسکتا کہ اختلاف ہر زمانہ میں برابر موجود رہے گا اور اگر یہ کہو کہ آیت ”لا یزال مختلفین“ کے صاف یہ معنی ہیں کہ اختلاف کرنے والے ہمیشہ رہیں گے تو اس جہالت کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ معنی ہوتے تو ”لا یزال مختلفون“ ہوتا نہ کہ ”لا یزال مختلفین (ہود: ۱۱۸)“ آیت کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ جو بالفعل اختلاف میں پڑے ہوئے ہیں۔ یا آئندہ پڑیں گے مرتے دم تک۔ بلکہ برزخ میں بھی تاقیامت اختلاف میں رہیں گے۔ اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ اختلاف کرنے والوں کا وجود ہمیشہ تاقیامت دنیا میں موجود رہے گا۔

۱۸..... مرزا قادیانی نے احادیث کو تو قابل وثوق قرار نہیں دیا۔ وہ قرآن مجید کے بعد جیسا کہ پہلے مذکور ہو چکا۔ کسی حدیث کے ماننے کے لئے تیار نہیں۔ گو بعض حدیثوں پر ان کا عمل ان کے اس عام اصول کے خلاف ہے۔ لہذا یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان کے دعوائے مثیل مسیح کی موید کون سی آیت قرآنی ہے۔ اس کا جواب مرزائیوں کی طرف سے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ پارہ ۲۵ میں فرماتا ہے: ”لما ضرب ابن مریم مثلاً اذا قومك منه یصدون وقالوا الهتنا خیر ام هو ما ضربوه لك الاجدلا (الزخرف: ۵۸)“ جب بیان کی گئی ابن مریم کی کہادت تو ناگہاں تیری قوم اس سے تالیاں بجاتی ہے اور کہتی ہے کہ کیا ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ نہیں بیان کرتے۔ اس کو تیرے آگے مگر جھگڑنے کو۔

مرزائی اس کے یہ معنی کرتے ہیں کہ جب ابن مریم کی مثال یعنی مثیل مسیح علیہ السلام کا دعویٰ تیری قوم مسلمانوں کے آگے پیش ہوگا تو وہ تالیاں بجائیں گے۔

ناظرین! غور کیجئے ضرب ماضی مجہول اور معنی اس کے استقبال کے لئے جارہے ہیں اور پھر اس مثیل مسیح یعنی مرزا قادیانی کے منکروں میں سے اکثر موحد لوگ بھی ہیں۔ جنہوں نے خدا کے سوا اور کوئی معبود نہیں سمجھا ہوا۔ ان کا یہ کہنا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے کہ کیا ہمارے معبود بہتر ہیں۔

یا مثیل مسیح علیہ السلام جو حضرات مرزائیوں کا معبود ہے۔ اس آیت کا مطلب تمہاری جلد ثانی میں شاہ ولی اللہ صاحبؒ یہ لکھتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام ابن مریم کی ضرب المثل سن کر مشرکین عرب کہنے لگے کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام جن کی تعظیم پر جمہور کا اتفاق ہے۔ جب اسے الوہیت سے محمد (ﷺ) نے معزول کر دیا اور ایسے مسلمہ شخص پر اس نے جرأت کر لی۔ تو پھر ہمارے معبودوں کو گالیاں دینے کی جرأت محمد (ﷺ) سے کوئی بعید نہیں۔ اس کلام سے مقصود ان کی تشفی تھی۔

مرزائی صاحبان! تمہارے مطلب کی یعنی مثیل مسیح علیہ السلام کی کوئی آیت قرآن مجید میں نہیں۔ اصل مسیح علیہ السلام ابن مریم کی آمد کی خبر احادیث میں ہے۔ اس کی مؤید اس اوپر کی آیت سے اگلی آیت ہے۔ یعنی ”وانہ لعلم للساعة (الزخرف: ۶۱)“ اور بے شک وہ یعنی مسیح علیہ السلام (کا نزول) قیامت کی علامت ہے۔ مفسرین نے جو انہ کی ضمیر قرآن کی طرف بھی پھیری ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ کسی مفسر کو آیت کے ان مذکورہ صریح معنوں سے انکار تھا۔ یہ بات ہر گز صحیح نہیں کہ وہ ضمیر کا مرجع مسیح علیہ السلام کو قرار دینا ناجائز سمجھتے ہوں۔ جب کہ ذکر بھی اس سے پہلے مسیح علیہ السلام کا ہی ہو۔ بات دراصل یہ ہے کہ وہ جن احتمالات پر کسی آیت کو محمول کرتے ہیں۔

ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ سب احتمال صحیح ہیں اور یہ جو امح الکلم کلام الہی کی خوبی ہے کہ اصل مقصود کے علاوہ اور بھی کئی صداقتوں کو صحیح ثابت کر جاتی ہے۔ جیسا کہ آیت یٰٰہٰن میں حضرت ابن عباسؓ نے موتہ کی ضمیر اہل الکتاب کی طرف پھیر کر بتایا کہ یہ بات بھی ہو سکتی ہے کہ نزاع کے وقت تحویف ملائکہ سے اہل الکتاب مسیح علیہ السلام کے نبی اور بندہ خدا ہونے کا اقرار کر لیتے ہوں۔ حضرت ابن عباسؓ کو ان معنوں سے انکار نہ تھا۔ جو سیاق و سباق آیت سے صریحاً ثابت ہو رہے ہیں اور تمام تراجم میں مذکور ہیں۔

۱۹..... ”صراط الذین انعمت علیہم (الفاتحہ: ۷)“، ”منعم علیہم سابقہ یعنی عہد نبوت صحابہؓ کے زمانہ سے لے کر مرزا قادیانی کے زمانہ تک کوئی منعم علیہ ایسا نہیں ہوا۔ جو اصل مسیح ابن مریم کے نزول کا منکر ہو۔ لہذا اس آیت سے بھی ثابت ہوا کہ جو نزول مسیح علیہ السلام کے منکر ہیں۔ وہ منعم علیہم کی جماعت سے خارج ہو کر مغضوب علیہم و ضالین میں داخل ہیں۔

میں اس رسالہ میں سات قطعی دلائل قرآنی حیات مسیح علیہ السلام کے ثبوت میں پیش کر چکا ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ مخالفین میں سے کوئی شخص ان میں سے کسی ایک کو بھی توڑ نہیں سکے گا۔

۲۰..... اس رسالہ کو بغور پڑھنے سے یہ بات تو ناظرین پر روز روشن کی طرح روشن ہو جائے گی

کہ مرزا قادیانی مجدد دین نہ تھے۔ مخرّب دین تھے۔ لیکن مرزا قادیانی کی یہ حجت کہ اگر میں مجدد نہیں تو پھر اس صدی کا مجدد کون ہے۔ اس حجت کی تردید وہ حدیث کر رہی ہے جو مشکوٰۃ شریف میں حدیث مجدد مآۃ کی تفسیر ہے۔ یعنی ”یحمل هذا العلم من کل خلف عدوله“ اس حدیث میں سب صیغے جمع کے آئے ہیں۔ جو اس بات کی طرف رہنمائی کرتے ہیں کہ مجدد مآۃ کی حدیث میں لفظ من بمنزلہ جمع کے ہے اور وہ تمام وہ علماء دین ہیں۔ جو دجالوں، مرزائیوں وغیرہ کی تردید کرتے رہے اور کر رہے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے حجۃ اللہ البالغہ میں اس مذکورہ حدیث کو مجدد مآۃ کی حدیث کا مفسر قرار دیا ہے۔ دیکھو حجۃ اللہ البالغہ کے دوسرے حصہ کے ابتدائی باب۔

۲۱..... مرزا قادیانی خلیفہ ہونے کے بھی مدعی تھے۔ لیکن جہاد حدود قضا یا وغیرہ کے تمام علوم جو خلافت کے متعلق تھے۔ ان سب کو قائم کرنا تو درکنار تو انین دولت انگلیشیہ کے مقابلہ میں بیچ اور بے کار سمجھا اور جہاد کو تو بالکل اڑا ہی دیا اور ان سب کو دنیوی کام سمجھا۔ حالانکہ خلافت راشدہ عین دین ہے اور رعایا اور خلیفہ کے حق میں موجب حصول خیر کثیر ہے۔ دیکھو ہماری کتاب رد الدجالہ حصہ دوم!

مسئلہ ختم نبوت کی تحقیق چاہو تو ہماری اس مذکورہ کتاب اور میاں محمد مظفر صاحب اسیر کی کتاب (توہمات القادیین فی مسئلہ خاتم النبیین) کا مطالعہ کرو۔

اس احقر کے تمام رسائل رد الدجالہ کے ہر چہار حصے حجۃ الاسلام سچا دین، بلاغ المؤمن مذہب باطلہ کی تردید میں بہت نفیس ہیں جس کا جی چاہے طلب کرے۔ ”الحمد لله اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً“

کتاب الامن والعلیٰ مصنفہ احمد رضا صاحب بریلوی

۲۲..... کتاب کا کوئی صفحہ نہیں جو رفض سے ملوث اور شرک آلود نہ ہو۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اپنی کتاب آئینہ حق نما میں اس امام الرفض کے فساد فی الدین کا اظہار بقدر گنجائش کتاب مفصل طور پر کریں گے۔ کتاب ہذا کے شروع میں یہ احقر ذکر کر چکا ہے کہ رمضان میں کسوف و خسوف کا نشان اس بات پر ہمیں تنبیہ کر رہا ہے کہ اس زمانہ میں ایسے ناخلف لوگ پیدا ہوئے ہیں۔ جنہوں نے علمائے دین پر سخت بدزبانی سے کام لیا ہے اور دین الہی میں رفض و خاریجیت کو پھیلا یا ہے اور اس امر میں دو ممتاز ہستیاں ہیں جنہوں نے تحریب دین الہی میں بہت سی کتابیں لکھ کر مسلمانوں میں

تفرق و تنافر کا فساد عظیم پیدا کیا ہے۔ ان دو ممتاز ہستیوں میں سے ایک مرزا قادیانی ہیں جو خارجیت کے امام ہیں اور دوسرے احمد رضا خاں صاحب بریلوی جو امام الرافض ہیں۔ اس امام الرافض نے اپنے رافضیانہ مذہب کا نام اہل السنۃ والجماعت رکھا ہے اور جو اہل السنۃ والجماعت تھے۔ ان کا نام وہابی اس خود غرضی کی بناء پر کہ توحید کے پھیلنے سے ہماری جھوٹی پیری مریدی نہیں چلے گی اور دنیوی عزت و جاہ اور شان و شوکت ہمیں حاصل نہیں ہوگی۔

آنحضور ﷺ کی شان میں بے جا غلو کر کے توحید الہی کو بالکل مٹا دیا اور مجددین اسماعیل شہید کو سخت گالیاں دیں اور ان کی ہر سیدھی بات کو الٹا کر کے دکھایا اور ان کا نام سخت بے ادب، گستاخ اور طاغی وغیرہ رکھا۔ قصور ان کا یہ کہ انہوں نے خدا اور انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرام کی شان میں بے انتہاء فرق کیوں دکھایا ہے اور غیر اللہ میں صفات الہیہ کے اثبات اور گور پرستی وغیرہ انواع شرک کا (جن سے دنیا پرست پیر وؤں کی اغراض نفسانی فروغ پارتی ہیں) ابطال کیوں کیا۔

یہ نکلا بریلی سے نسخہ عجب
کہ ارباب توحید ہیں بے ادب
گھٹائیں خدا سے نبی کا وقار
وہابی بنائے ہیں سنت شعار

کتاب مذکور کے ص ۱۴۳ پر امام روافض کا ارشاد ہے۔ (اسماعیل شہیدؒ کا) اتنا لفظ سچ ہے کہ اللہ عز و جل کے بتانے سے زیادہ کوئی معلوم نہیں کر سکتا۔ مگر اس حق بات میں ارادہ اس کا باطل ہے۔ ناظرین اس مذکورہ قول میں اسماعیل شہیدؒ کا ارادہ باطل امام الرافض نے یہ سمجھا کہ اسماعیل شہیدؒ کے اس قول سے مراد یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام وغیرہ غیب کے معلوم کرنے میں خدا کے محتاج ہیں۔ ان کی ذات میں کوئی ایسی قوت نہیں جس سے وہ جب چاہیں غیب معلوم کر سکیں اور یہ قول آیات قرآنی کے عین مطابق ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے رسول ﷺ تو کہہ دے کہ اگر میں غیب جانتا ہوں تو اپنے لئے بہت سی بھلائی جمع کر لیتا اور مجھے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچتی اور امام الرافض کا مذہب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے انبیاء میں ایسی قوت پیدا کر دی ہے کہ وہ جب چاہیں غیب معلوم کر سکتے ہیں اور اس مذہب کی تائید کوئی آیت یا حدیث نہیں کرتی۔

احقر: فیض اللہ ساکن کجرات